بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محک الفقر کلاں

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم

ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوَ

اللّٰہُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ ط

اَللّٰهُ تَقَدَّسَ اَسْمَآؤُهٗ وَتَعَالٰى كِبْرِيَآؤُهٗ ط

و درود بر سید السادات ہزاران ہزار بلکہ بیشمار باد۔

قولہٗ تعالیٰ :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط[1]

حدیث قدسی

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ ط[2]

حدیث قدسی

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط[3]

بدانکہ این کتاب را نام محک الفقر نہادہ شد۔ ہرکہ در شریعت باشد، آن را صاحب شریعت گویند و ظاہر در شریعت دو طریقہ اند۔ یکی صاحب فتویٰ و دوم صاحب تقویٰ و ہرکہ در طریقت در آید۔ آن را صاحب طریقت گویند و ہرکہ در حقیقت در آید، آن را محقق گویند و ہرکہ در معرفت در آید، آن را عارف گویند و ہرکہ این چہار مقام را طی کند و ہر چہار نفس را تابع گرداند و از خوی نفسانیت اربعہ عناصر بیرون برآید و در مقام

---

[1] سورہ آل عمران : ۳ : ۳۱ -

[2] تفسیر روح البیان ۳ - [3] ایضاً -

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اے میرے رب! آسان کر اور مشکل نہ کر اور بھلائی کے ساتھ پورا کر۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام جو ہر عیب سے مبرا اور اس کی عظمت تمام عالم سے بڑی ہے۔"

اور ہزارہا درود و سلام تمام جہانوں کے سرداروں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہوں، جن کی بابت ارشاد خداوندی ہے:

"کہہ دو (اے میرے حبیب!) اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو تاکہ تم سے اللہ تعالیٰ محبت کرے۔"

حدیث قدسی

"اگر میں تجھے (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو) پیدا نہ کرتا، تو آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی خدائی کو ہویدا کرتا۔"

حدیث قدسی

"ہر چیز تمہاری رضا کی طالب ہے۔ مگر اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! میں تمہاری رضا کا طالب ہوں۔ درود ہو اللہ تعالیٰ کا ان پر، اور ان کی آل و اصحاب اور انکی تمام اہل بیت پر۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اس کتاب کا نام "محک الفقر" (فقر کی کسوٹی) رکھا گیا ہے۔ (پس اے درویش!) جو کوئی شریعت میں ہوتا ہے، اس کو صاحب شریعت کہتے ہیں۔ اور (بزرگوں نے) ظاہرا طور پر شریعت میں دو طریقے قرار دیے ہیں۔ ایک طریقہ والے کا نام صاحب فتویٰ رکھا ہے۔ اور دوسرے طریقہ والے کا نام تقویٰ قرار دیا ہے اور جو کوئی طریقت میں داخل ہوتا ہے، اس کو صاحب طریقت کہتے ہیں، اور جو کوئی حقیقت میں داخل ہوتا ہے، اس کو محقق کہتے ہیں۔ اور جو کوئی معرفت میں داخل ہوتا ہے۔ اس کو عارف کہتے ہیں۔ اور جو کوئی ان چاروں مدارج کو طے کر لیتا ہے اور چار نفسوں کو مطیع کر لیتا ہے۔ اور اربعہ عناصر کی عادت یعنی نفسانیت سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ

مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا قدم زند بر معرفت پا نہد و بزیر پای در آرد۔ مقام ہویت این است مراتب فقیر فنا فی اللہ۔

و ہر کہ این نسخہ را در مطالعہ دوام دارد و از شوق غایت الغایت و از صفائی قلب لا نہایت بخواندن بی شک حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یابد و بغرق توحید از جملہ واصلان حق گردد۔ درمیان شریعت و طریقت چہ فرق است ؟

صاحب شریعت ہوشیار و صاحب طریقت مست بزندگی دل ذکر دوام بیدار۔ درمیان حقیقت و معرفت چہ فرق است ؟ حقیقت حق شناس از نیکی و بدی بنفس خود می دہد انصاف و معرفت مراجعت کند بخدا و باز دارد نفس از ہوا و درمیان معرفت و فقر چہ فرق است ؟

صاحب معرفت دوام خاموش و فقیر دریانوش و از مستی نہ شود بی ہوش در مجلس مردم عوام و باطن غرق مع اللہ تمام۔

ابیات

ہر کہ خواند محک را بہر از خدا — مجلسی حاصل شود با مصطفیٰؐ
صورت دیگر بود سیرت دگر — عارف باللہ شود صاحب نظر
این کتابی مرشد حق را ہبر — از مقامی می دہد از حق خبر

تَمُوتُوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے مصداق معرفت الٰہی پر ثابت قدم رہے اور مقام ہویت اور فقر فنا فی اللہ کے مراتب کو طے کرے۔

پس جو کوئی اس نسخہ (کتاب) کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھے۔ (اور اس پر عمل کرے) اور کمال ذوق و شوق، اور بے اندازہ صفائی قلب سے اس کو پڑھے، تو ضرور ہے کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کی حضوری حاصل ہو۔ (جو لاکھوں برس کی عبادت سے بہتر ہے اور کمال مرتبۂ فقر ہے) اور توحید الٰہی میں مستغرق ہو کر تمام واصلان حق میں سے ہو جائے۔ (اس سے زیادہ اور کوئی فقر نہیں ہے)۔

(پس اے طالب صادق!) شریعت اور طریقت کے درمیان کیا فرق ہے؟ پس معلوم ہوا کہ صاحب شریعت ہوشیار اور صاحب طریقت مست و سرشار اور دل کی زندگی کے ساتھ ہمیشہ ذکر دوام میں بیدار رہتا ہے۔ حقیقت و معرفت کے درمیان کیا فرق ہے؟ (پس) حق شناسی کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی و بدی کو اپنے نفس (لوامہ) کے سپرد کر دے۔ اور معرفت خداوندی یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرے اور اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے باز رکھے۔

(اے طالب حقیقی!) معرفت اور فقر کے درمیان کیا فرق ہے؟ (فرق یہ ہے کہ) صاحب معرفت ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ لیکن فقیر دریا نوش ہوتا ہے اور غلبۂ مستی سے وہ عام آدمیوں کی مجلس میں بظاہر بیہوش نہیں ہوتا، مگر باطن اللہ تعالیٰ کی محبت میں استغراق کلی رکھتا ہے۔

ابیات

جو کوئی اس کتاب (محک الفقر) کو خدا و تعالیٰ کی خاطر پڑھتا ہے، اسے مجلس مصطفیٰؐ حاصل ہو جاتی ہے۔

اُسے کوئی اور ہی صورت اور سیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ صاحب نظر ہو کر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب مرشد کی حیثیت رکھتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلیٰ مقام کی خبر دیتی ہے۔

می شناسد نکتہ حرف راز را — اولیاء اللہ چشم و اثر را
ہر کتابی را جوابی میدھد — ہر ولی را خطابی میدھد
اولیاء را می نماید ہر مقام — میکند تحقیق ہر یک پختہ خام

و در ہر حرفی معرفت سبحانی و در ہر سطر سر ربانی و اسرار نہانی، و در معانی دریای توحید عارفیت، کیفیت، وحدانیت الٰہی از طریق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقما است و غواص عارف باللہ میکشاید باسم اللہ و بمسمیٰ فنا فی اللہ و از مفتاح قفل علم علوم سلک سلوک منسلک از مقام حی قیوم ظاہر و باطن روشن گردد و بی حجاب اللہ عارف باللہ مطلق شود۔ شرح ذکر جزو کل توحید معرفت الٰہی ذات و صفات سرانجام و بحضوری مدخل مجلس مشرف مستعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بدانکہ مصنف تصنیف بندہ باہوؒ فنا فی ہو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شور حرسہا اللہ تعالیٰ من الآفات والجور۔

قولہ تعالیٰ :۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ [1]

علم شریعت شرف و طریقت یک حرف است و حقیقت حق بین و معرفت حق الیقین۔ شریعت دار السلطنت شاہ است و طریقت را از شریعت راہ است و حقیقت را از طریقت بر حق نگاہ است و معرفت را از حقیقت سر اسرار الٰہ است۔ ہر کہ قدم از شریعت بیرون زند، مطلق استدراج وارد، گناہ است۔ ہر طریق و ہر مقام از شریعت بکشاید و ہر مقام باز در شریعت در آید۔

حدیث

اَلنِّہَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ [2]

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۶۷ [2] الحدیث۔

وہ (طالب صادق) حرف راز کو پانے کے لیے نکتہ شناس ہو جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی توجہ (کتاب) آنکھیں کھول دیتی ہے۔ یہ کتاب ہر کتاب کا جواب دیتی ہے اور ہر ولی اللہ سے مخاطب ہوتی ہے۔

(یہ کتاب) اولیاء کو ہر مقام دکھاتی ہے۔ اور ہر پختہ اور خام کی تحقیق کرتی ہے۔

اور اس کے ہر حرف میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ہر سطر میں خدائی بھید، اسرار نہانی، دریائے توحید کے معنوی موتی ہیں۔ عارفیت، کیفیت اور وحدانیت الٰہی طریق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کو غوطہ خور عارف باللہ اسم اللہ اور فنا فی اللہ کے اسم سے کھول دیتا ہے۔ اور سلک سلوک علم علوم کے قفل کی چابی سے منسلک ہو کر مقام حی و قیوم سے ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے۔ اور عارف باللہ بالکل بے حجاب اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ اور شرح ذکر جزو کل اور شرح توحید معرفت ذات اور صفات الٰہی کا حامل ہو جاتا ہے۔ بلکہ مجلس اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو میسر رہتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ کتاب "محک الفقر" فقیر باہوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شور کوٹ کی تصنیف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس (شور کوٹ) کو آفات و ظلم سے محفوظ رکھے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

(حضرت موسیٰؑ نے) کہا! خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں میں ہوں۔

علم شریعت ایک بزرگی ہے اور طریقت ایک حرف ہے۔ اور حقیقت حق بین اور معرفت حق الیقین ہے۔ شریعت (گویا) بادشاہ کا دار السلطنت ہے۔ اور (چونکہ) طریقت کی راہ شریعت سے ہے۔ اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے۔ اس وجہ سے معرفت میں حقیقت سے اللہ کے بھید حاصل ہوتے ہیں۔ (پس) جو شخص شریعت سے باہر قدم رکھتا ہے، وہ مطلق کافر ہے اور گناہگار ہے۔

ہر طریق اور ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے۔ اور ہر مقام بالآخر شریعت میں داخل ہوتا ہے۔

حدیث

"انتہاء کی طرف پہنچنا ابتداء کی طرف رجوع کرنا ہے۔"

شریعت را شرف از قرآن است و قرآن را شرف از اسم اللہ ذات است۔
از شریعت و از قرآن و از اسم اللہ ہیچ بیرون نیست۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ؕ[1]

ہر راہی را کہ اللہ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرآن و شریعت و علماء عامل و فقیر عارف باللہ کامل رد کند۔ آن راہ مطلق کفر و رونده کافر و زندیق باشد۔

بیت

خلاف پیغمبر کسی راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جواب مصنف

شد مرید از جان باہوؒ مصطفیٰؐ واقف اسرار گشتہ از الٰہ

شریعت چیست؟ کہ خلاصۂ راہ محمد یست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دنیا و راہ دنیا رد کردۂ رحمٰن است کہ اصل فرعون و ہامان است و اصل شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر و اسلام ست۔ ہر کہ طلب دنیا کند خلاف پیغمبرؐ نماید۔ و دنیا چیست؟ و کرا گویند؟

---

[1] سورہ الانعام، ۶ : ۵۹

یعنی جب کسی امر کی انتہائی منزل آجاتی ہے، تو پھر اس کی ابتدا شروع ہو جاتی ہے۔
(پس) شریعت کو قرآن سے شرف ہے۔ اور قرآن کو اسم اللہ ذات سے شرف ہے۔
شریعت، قرآن اور اسم اللہ ذات سے باہر کوئی چیز نہیں ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے، اُسے معلوم ہے اور کوئی پتا تک نہیں جھڑتا، مگر وہ اس کو جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز، مگر وہ سب کتاب مبین (قرآن شریف) میں (درج) ہے۔"

ہر طریقہ کو کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قرآن و شریعت، علماء عامل اور فقیر عارف باللہ کامل طور پر رد کر دیں، وہ طریقہ سراسر کفر ہے اور اس پر چلنے والا کافر و زندیق (و گمراہ) ہے۔

بیت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف راہ وہی اختیار کریگا جس کی قسمت میں ازل سے منزل مقصود پر پہنچنا نہیں لکھا ہے۔

جواب مصنفؒ

فقیر باہوؒ جان و دل سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرید ہو گیا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز سے واقف ہو گیا ہے۔
شریعت کیا ہے؟ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کا خلاصہ ہے اور دنیا (خلاف شریعت) کے طریقے اللہ تعالیٰ کے رد کیے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اصل دنیا (اور اس میں انہماک) فرعون و ہامان سے ہے۔ اور شریعت کی اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو کوئی (صرف) دنیا طلب کرے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کام کرتا ہے۔ (اے طالب صادق!) دنیا کیا ہے؟ اور کسے کہتے ہیں؟

مثنوی

هرچه از حق باز دارد دُنیا زشت — آنچه با حق می برد مزرعهٔ بهشت
داد عزت حق تعالیٰ فقر را — فقر فخری گفت احمد مجتبیٰ

بدانکه فرض دو قسم است: فرض وقتی و فرض دائمی. فرض وقتی یعنی روزه نماز و زکوٰة و حج و فرض دائمی ذکر اللہ مشاہدۂ معرفت الٰہی را فرض دائمی غلبات کند. فرض وقتی را در قید آرد منتظر باشد وقت بالوقت ورا ادا کردن و راز ذکر اللہ با نماز است و بی نماز ذکر راز نتوان گفت، بلکه راہزن وقت و عمر گرانمایه ضائع کند۔

حدیث

اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ[1]

واقع شدہ است. شریعت راہ است و قرآن کلام اللہ است غیر مخلوق. اسم اللہ ہدایت است. آدمی بتلاوت قرآن و بخواندن علم و بریاضت عبادت و بگفتن نام اللہ ہرگز مسلمان نمی شود بجز ذکر کلمۂ طیب۔

حدیث

ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[2]

اوّل ذکر اللہ فرض است، چنانچه تکبیر تحریمه اللہ اکبر۔ بعد ازان نماز فرض۔

---

[1] حدیث [2] جلاء الافہام لابن قیم ص ۸۰

مثنوی

جو چیز اللہ تعالیٰ سے باز رکھتی ہے، وہ یہ کمینی دُنیا ہے. اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے، وہ بہشت کی کھیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فقیری کو عزت و توقیر دی ہے. اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے فقر پر فخر ہے۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ فرض دو قسم کا ہے: ایک کا نام فرض وقتی ہے، اور دوسرے کا نام فرض دائمی ہے. فرض وقتی تو نماز، روزہ اور حج زکوٰۃ ہے۔ اور فرض دائمی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہے. فرض دائمی کو غالب رکھ. اور فرض وقتی کو قید میں لا اور اسکے ادا کرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کا انتظار کر. اور ذکر الٰہی کا راز نماز کے ساتھ ہے. اور بغیر نماز کے ذکر راز نہیں ہو سکتا. بلکہ (اس حالت میں) وقت کا ضیاع ہے اور اپنی عمر گرانمایہ کا ضائع کرنا ہے۔

حدیث

"وقت خونخوار تلوار ہے. (جو ہر چیز کو کاٹ کر کے رکھ دیتی ہے)۔"

(پس) شریعت راہ ہے. اور قرآن الٰہی غیر مخلوق ہے. اسم اللہ ہدایت ہے۔ (اے طالب صادق!) آدمی قرآن کی تلاوت کرنے، علم کے پڑھنے اور ریاضت و عبادت کرنے اور (صرف) اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے مسلمان نہیں ہو جاتا جب تک کہ اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا قائل نہ ہو. اور کلمۂ طیب (سچے دل سے) نہ پڑھے۔

حدیث

تمام فرائض میں سے سب سے پہلا فرض ذکر اللہ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہے. صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جس طرح اوّل اللہ کا ذکر فرض ہے. (یعنی جس طرح) تکبیر تحریمہ اللہ اکبر (نماز میں سب سے پہلے ہے) اسی طرح اس کے بعد نماز فرض ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی [1]

حدیث

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [2]

وافضل العبادت تلاوت قرآن است واین ذکر اللہ عبادت تعلق بذکر سعادت دارد۔ از برای آنکہ ذکر اللہ قدیم است۔ سوال کلمۂ طیب از کجا نامیدہ است؟ جواب بگو از آنکہ درین کلمۂ طیب ذکر پاکی خدای عزوجل است۔ برآمدن از ناپاکی کفر و شرک و خوانندۂ کلمۂ طیب بہ چہار چیز محتاج است۔

اوّل ہر کہ را بر کلمہ تصدیق نیست، منافق است۔

دوم ہر کہ را از کلمہ حرمت نیست، فاسق است۔

سوم ہر کہ را از کلمہ حلاوت نیست، مرائی است یعنی ریاکنندہ۔

چہارم ہر کہ را بہ کلمہ تعظیم نیست، مبتدع است یعنی بدعتی۔

نظم

کلید قفل جنان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — نجات مردم جان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین — ورا کہ کرد بیان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نہ بود ملک دو عالم نہ دور چرخ کبود — کہ بود دور امان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

---

[1] سورہ الاعلیٰ، ۸۷ : ۱۵ [2] مشکوٰۃ بحوالہ جامع الترمذی ص ۹۰

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اس نے اپنے رب کا نام لیا، پھر نماز پڑھی"۔

حدیث

کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افضل ذکر ہے۔

اور بہترین عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر و عبادت سعادت کی یاد سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر قدیم ہے۔ سوال یہ ہے کہ کلمۂ طیب کو یہ نام کیوں دیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اور اس کو کلمۂ طیب اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں خدائے بزرگ و برتر کی پاکی کا ذکر ہے۔ اور شرک و کفر کی ناپاکی سے باہر نکلنا ہے۔ اور کلمۂ طیب کا پڑھنے والا چار چیزوں کا محتاج ہے یعنی کلمۂ طیب کے پڑھنے والے میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے :-

اوّل یہ کہ جس کو کلمۂ طیب پر یقین نہیں، وہ منافق ہے۔

دوسرے یہ کہ جس کو اس کی حرمت نہیں ہے، وہ فاسق ہے۔

تیسرے جس کسی کو کلمۂ طیب کی حلاوت حاصل نہیں، وہ بیکار ہے یعنی وہ ریاکار ہے۔

چوتھے یہ کہ جس کسی کے دل میں اس کی تعظیم نہ ہو، وہ بدعتی ہے۔

نظم

جنت کے قفل کی کنجی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ لوگوں کی جان کی نجات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔

جس کسی نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کیا، اس کو آتش دوزخ کا کیا خوف ہے اور شیطان لعین کا کیا ڈر ہے۔

نہ ہی ملک دو عالم کا وجود تھا اور نہ ہی نیلے آسمان کی گردش تھی۔ بلکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے امان کا دور دورہ تھا۔

ہر شی را آفت است و آفت آدمی نفس آدمی۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ[1]

ونفس را آفت طمع بود و نفس و طمع از آدمی دفع نشود، مگر از ترک و توکل و ترک و توکل حاصل نشود، مگر از درد و داغ محبت مولیٰ و درد داغ محبت مولیٰ حاصل نشود بجز ذکر کلمۂ طیب و ذکر کلمہ تاثیر نکند بجز ارشاد مرشد کامل کہ بگفتن کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم توحید و توکل دست دھد۔

حدیث

اَلتَّوَكُّلُ وَالتَّوْحِيْدُ تُوْأَمَانِ بِاٰيَاتٍ[2]

ذکر نفی اثبات و غرق باسم اللہ ذات لازوال۔ اینست مراتب صاحب وصال بذکر جاری کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن متعلق بتلاوت قرآن مجید۔

حدیث

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[3]

قرآن مجید فرمان بحکم حضرت رحمٰن و فرمان و حکم خدای تعالیٰ جاری است از ازل تا ابد و شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحر فیض مراد بخش مرشد بمردم عام و خاص و اسم اللہ فضل است مثل باران رحمت اللہ و اسم اللہ امر است غالب از امرہای خدای تعالیٰ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ[4]

[1] سورہ الکہف، ۱۸: ۳۵ [2] الحدیث [3] مشکوٰۃ بحوالہ جامع الترمذی ص ۹۰ [4] سورۂ یوسف، ۱۲: ۲۱

ہر چیز کیلئے آفت ہے۔ اور انسان کی آفت اس کا نفس ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور وہ اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر برا کر رہا تھا"

اور نفس کی آفت (اسکا) طمع ہے۔ اور نفس و طمع آدمی سے الگ نہیں ہوتے۔ (جب تک آدمی حرص کو نہ چھوڑے) اور توکل و ترک کو اختیار نہ کرے۔ اور ترک (حرص) و توکل حاصل نہیں ہوتا، بغیر اللہ تعالیٰ کے داغ محبت و درد کے۔ اور درد داغ محبت بغیر ذکر کلمۂ طیب کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور ذکر کلمۂ طیب اثر نہیں کرتا جب تک کہ مرشد کامل کی ہدایت (و توجہ) نہ ہو، کیونکہ کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ورد سے ہی توحید و توکل حاصل ہوتا ہے۔

حدیث

"توکل اور توحید کی نشانیاں ایک ہی ہیں"

ذکر نفی و اثبات اور اللہ تعالیٰ کے نام میں مستغرق ہونا کہ جو ہمیشہ رہنے والی ذات ہے اور ذکر جاری کلمۂ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، لیکن جو تلاوت قرآن کے ساتھ ہو، یہ صاحب وصال کے مراتب ہیں۔

حدیث

"کلمۂ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ذکر ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم و فرمان ازل سے ابد تک جاری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایک بہتا ہوا سمندر ہے، جو ہر خاص و عام کی مراد پوری کرنے والا راہنما ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم رحمت ہے۔ (بلکہ) اس کے فضل کا مینہ ہے یعنی باران رحمت اللہ اور اسم اللہ امر غالب ہے، خدای تعالیٰ کے امروں سے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور اللہ تعالیٰ (ہر شے اور) اپنے ہر امر پر غالب ہے"

حدیث

اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ[2]

اول کہ آیت قرآن مجید نازل شدہ بود در باب ذکر اسم اللہ آمدہ ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ[3]

پس ذکر معرفت الٰہی حُبّ ہدایت اللہ دانی کہ بی ہدایت اللہ آنکو کبر و ہوا علم بلعم باعور و ابلیس را از قرب حضوری دُور تر بُرد ہدایت اللہ و اخلاص محبت حُبّ مولیٰ اصحاب کہف و سگ اصحاب کہف را از دُوری بقرب حضوری آورد حب مولیٰ سر ہدایت و حُبّ دنیا سر بدعات است پس روایت از برای ہدایت است ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى[4]

کہ صاحب روایت مجتہد و صاحب مذہب امام ہمون بود کہ از دار دنیای فانی رحلت فرمود با مطلوب ۔

ہر کہ بعد از ان دعویٰ مذہب در روایت مجتہدی و امامی از خود کند، دروغی است ۔

پنج مراتب بہ ہیچ کس نمی رسد ، ہر کہ دعویٰ کند از دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برگشتہ باشد ۔ نعوذ باللہ منہا ۔

---

[1] یہ فقہاء کرام کا قول ہے جو احادیث میں مفہوماً موجود ہے ۔ [3] سورہ العلق ، ۹۶ : ۱ ۔

[4] سورہ طٰہٰ ، ۲۰ : ۷ [2] سورہ الانعام ، ۶ : ۱۲۲

حدیث

" امر کو ادب پر فوقیت حاصل ہے ۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

" اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ۔ اور بے شک یہ کھانا گناہ ہے ۔"

قرآن مجید کی پہلی آیت جو نازل ہوئی ، وہ اللہ تعالیٰ کے اسم کے ذکر کے بارے میں آئی ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

" پڑھ اپنے رب کے نام سے ، جس نے سب کو پیدا کیا ۔"

پس ذکر معرفت خداوندی حُبّ ہدایت الٰہی ہے ۔ (اے طالب صادق!) تو جانتا ہے کہ ہدایت الٰہی کے بغیر کچھ نہیں ہے ، جیسا کہ غرور و کبر ، ہوا و ہوس اور علم بلعم باعور اور ابلیس کو قُرب حضوری سے دُور لے گیا یعنی وہ راندۂ درگاہ ہو گئے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت ، اخلاص محبت اور حُبّ مولیٰ نے اصحاب کہف اور اُن کے کُتے کو دُوری سے قُرب حضوری میں پہنچا دیا ۔ (چونکہ) اللہ تعالیٰ کی محبت سراسر ہدایت ہے اور دُنیا کی محبت سراپا گمراہی ہے ۔ پس روایت ہدایت کے واسطے ہے ۔

ارشاد خداوندی ہے :-

" جس نے ہدایت کی پیروی کی ، وہ سلامت رہا ۔"

کیونکہ صاحب روایت مجتہد اور صاحب مذہب امام وہی ہے کہ جس نے مطلوب حقیقی کے ساتھ دنیائے فانی سے رحلت فرمائی ہو ۔

اس کے بعد کوئی شخص صاحب مذہب ، روایت ، مجتہد اور امام ہونے کا دعویٰ کرے ، تو (بالکل) جھوٹ ہے ۔

(اے طالب حقیقی!) یہ پانچ مراتب کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے ۔ (پس) جو شخص اُن کا دعویٰ کرے ، وہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خارج ہے ۔ اس سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے ۔

اوّل: قرآن مجید بر کسی نازل نمی شود بجز محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔
دوم: ہیچ کس را مراتب معراج حاصل نمی شود۔
سوم: ہیچ کس را مراتب نبوّت نمی رسد۔
چہارم: بجانب کسی وحی نمی آید بجز پیغمبران۔
پنجم: مراتب اصحابگی و مرتبۂ دیگر۔
عجب دارم ازان قوم کسی را کہ از مُرشد ولی اللہ روز اوّل بی ریاضت راز کجا بخشد۔ احمق اند ریاضت محنت و راز بخش خدا است۔ ہر کہ را اللہ بخشد و بر بخش خدا مردم بخیل شوند۔

ابیات

مرد مُرشد راز بخشد حق عطا — میکشد از شرک و کُفر و از ہوا
بی طلب مولیٰ بود شیطان مرید — ہر کسی را حق طلب با حق می رسید

٭

بدانکہ شریعت قال و طریقت افعال و حقیقت احوال و معرفت وصال۔
درمیان شریعت و طریقت ہفتاد ہزار حجاب اکبر است۔ غیر لاسوی علم ہمہ کبر و ہوا۔ تا از انانیت و عجب بیرون نہ برآید، ہرگز بمقام طریقت نمی رسد و درمیان طریقت و حقیقت ہفتاد ہزار حجاب اکبر است کشف کراماتی۔ ہر کہ از کشف کرامات بیرون نہ برآید، بحق حقیقت نمی رسد و درمیان حقیقت و معرفت ہفتاد ہزار حجاب اکبر

اوّل: قرآن مجید سوائے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کسی پر نازل نہیں ہو سکتا۔
دوم: کسی شخص کو معراج کے مراتب حاصل نہیں ہو سکتے۔ یعنی کسی کو معراج حاصل نہیں ہو سکتی، سوائے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے۔
سوم: (بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے) کسی کو نبوّت کے مراتب نہیں مل سکتے۔
چہارم: وحی الٰہی سوائے پیغمبروں کے کسی پر نہیں آتی۔
پنجم: اصحاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور مذہب کے چاروں آئمہ مجتہدین کے برابر کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔
مجھ کو تعجب آتا ہے اس قوم اور آدمی پر کہ جو مُرشد ولی اللہ سے پہلے دن ہی بغیر ریاضت کے راز الٰہی کو پالے۔ ایسے لوگ احمق ہیں جو ریاضت اور محنت کے بغیر راز الٰہی کو حاصل کر لیں، کیونکہ راز الٰہی تو بخش خداوندی ہے۔ جس کسی کو اللہ تعالےٰ نے چاہا، بخشا اور جس کو نہ چاہا نہ بخشا، مگر اس خدا کی بخشش پر بھی لوگ بخیل ہو جاتے ہیں۔

ابیات

مرد مُرشد راز خداوندی عطا کرتا ہے۔ اور وہ شرک و کُفر اور نفسانی خواہشات سے باز رکھتا ہے۔
طالب مولیٰ کے بغیر انسان شیطان مُرید ہوتا ہے۔ جس کسی نے حق کی طلب کی، تو اُسے حق مل جاتا ہے۔
(اے طالب صادق!) جان لے کہ شریعت قول کا نام ہے اور طریقت نام افعال کا اور حقیقت نام احوال کا اور معرفت وصال کا نام ہے۔ شریعت اور طریقت کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر تمام علم کبر اور ہوا و ہوس ہے۔ جب تک کہ انسان انانیت (خود پسندی) اور غرور سے علیحدہ نہ ہو گا، ہرگز مقام طریقت میں نہ پہنچے گا۔ اور طریقت و حقیقت کے درمیان کشف و کرامات کے ستر ہزار حجاب اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامات سے باہر نہیں نکلے گا، وہ کما حقہٗ حقیقت پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقت اور معرفت کے درمیان ستر ہزار بڑے صفات کے پردے ہیں۔ جب تک (انسان)

است صفاتی، تا از صفات نہ برآید بدریای معرفت غرق لاہوت نہ گردد، ہرگز بمقام معرفت الٰہی نمی رسد و درمیان معرفت و مقام نور اللہ الغرق ہفتاد ہزار حجاب اکبر است، تا آنکہ عارف از عاریت لباس معرفت نہ برآید، ہرگز بمقام نور اللہ الغرق نمی رسد و درمیان نور اللہ الغرق و مقام حیّ و قیّوم بقا باللہ ہفتاد ہزار حجاب اکبر است، تا آنکہ جسم را در اسم اللہ ذات از تصور تصرف اسم اللہ بقا باللہ نگردد، حیّ فی اللہ ازین نہ شود کہ خطاب این مقام راہ است نعمت اللہ گویند۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

ہرکہ درین راہ نعمت اللہ رسد، ہادی راہنما خلق، صاحب نظر ناظر مقرب اللہ وصال اللہ حضور حاضر۔

ہرکہ را از راہ ہزار فرسنگ طالب را بہ جذب الطلب خواند۔ چون طالب اللہ حضور شود یا نظر از مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت ہر مقام بگذراند و بحق رساند و طالب اللہ تمام راہ اللہ بستاند بجز صاحب نظر و طالب اللہ نظر منظور دیگری نداند۔

بیت

نیم نظرش بہ بود مرد خدا از آن نظر حاضر شوی با مصطفیٰ

ہرکہ بدین طریق ناظر نظر از دتاثیر نکند، آن را صاحب نظر ناظر نتوان گفت۔ این راہیست مطلق بتوفیق الٰہی۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ[1]

راہ مولیٰ معرفت سراسر اسرار راز۔ اگر بیائی در باز و اگر نیائی حق بی نیاز و ذکر

[1] سورہ ہود، ۱۱ : ۸۸

صفات سے باہر نہ ہو، دریائے معرفت اور لاہوت میں غرق نہیں ہوسکتا۔ (اور) ہرگز معرفت الٰہی کے مقام پر نہیں پہنچتا۔ اور معرفت اور مقام غرق نور الٰہی میں ستر ہزار بڑے حجابات ہیں۔ جب تک کہ عارف لباس معرفت کی عاریت سے خالی نہ ہو، ہرگز مقام غرق نور اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور غرق نور الٰہی و مقام حیّ و قیّوم یعنی مقام بقا باللہ کے درمیان میں بھی ستر ہزار حجاب اکبر ہیں۔ جب تک جسم اسم اللہ ذات میں اللہ کے نام کے تصرف و تصور سے بقا باللہ نہ ہو، ہرگز زندۂ جاوید نہ ہوگا، کیونکہ اس مقام کے خطاب کی راہ نعمت الٰہی ہے، جیسا کہ خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"ان لوگوں کی راہ پر چلا، جن پر تو نے انعام کیا ہے۔"

جو کوئی اس نعمت اللہ کے راستے پر پہنچتا ہے، وہ خلق کا ہادی اور راہنما ہوتا ہے۔ صاحب نظر، ناظر اور اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے۔ (بلکہ) اللہ تعالیٰ سے ایسا واصل ہوتا ہے کہ طالب حق کو (اگر چاہے) (تو پل بھر میں) حاضر ناظر کر دے۔ اور ہزار کوس سے اُسے اپنے جذبہ سے کھینچ لے۔

جب طالب اللہ نظر کے ساتھ حضوری میں پہنچ جاتا ہے، تو وہ اُسے مقام شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ہر مقام سے گزار دیتا ہے۔ اور حق تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ اور طالب اللہ راہ مولیٰ کو مکمل طور پر اپنا لیتا ہے۔ وہ سوائے صاحب نظر اور طالب نظر اللہ کے کسی دوسرے کو نہیں جانتا۔

بیت

مرد خدا کی نیم نظر میں یہ تاثیر ہے کہ اس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔

(پس) جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو، اس کو صاحب نظر نہیں کہہ سکتے۔ یہ راہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔

"اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی بن آتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راستہ ایک بھید اور سراسر راز پنہاں ہے۔ اگر تو اس راستہ پر آئے گا (تو کوئی مانع نہیں ہے) دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر تو نہیں آتا، تو حق سبحانہٗ تعالیٰ

زبانی زبان گیر و خاسر بود از برای مدعائی، چنانچہ دُعای فرعون دریای نیل رُوان گردانید۔

و ذاکر قلبی بہ ہیچ چیز قید نہ شود و ذاکر روحی بہ ہیچ چیز راحت نہ گیرد و ذاکر سری سکوت دارد و ذاکر ناظر دوام غرق حاضر بی نیاز بود۔

و ذکر خفیہ را مثل نیست نمی شود کہ ذکر خفیہ تعلق نہ بزبان دارد و نہ بہ قلب و نہ بروح و نہ بسر۔ ذکر خفیہ غیر مخلوق نور ایست کہ ذاکر حق تعالیٰ را دوام حضوری است۔ ذاکر خفیہ جزو کل آنچہ بشنود و بخواند، یاد ماند۔ ذاکر خفیہ بی خشم باجمعیت باذوق و شوق محبت مشاہدۂ انوار باپروردگار صاحب سلوک الٰہی و صاحب توکل و صاحب ترحم و صاحب ترک و صاحب راز و صاحب قدم و باتمامیت سلوک۔ ذاکر خفیہ ہشیار است، نہ بغوغا اشتہار است۔ یکسی کہ بخش اللہ شود، ہر آنکس ذکر خفیہ را داند و ذکر خفیہ نصیب عارفان است۔

قولہٗ تعالیٰ: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً [1]

قولہٗ تعالیٰ:۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ [2]

قولہٗ تعالیٰ:۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ [3]

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [4]

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصٰرِهِمْ لَمَّا

[1] سورہ الاعراف، ۷: ۵۵ [2] سورہ الجمعۃ، ۶۲: ۱ [3] سورہ النساء، ۴: ۱۰۳ [4] سورہ البقرہ، ۲: ۳۹۔

بے نیاز ہے۔ (صرف) زبانی ذکر ناقص اور مدعا کے لیے غیر مستحکم ہے جیسا کہ فرعون کی دُعا سے دریائے نیل جاری ہوگیا۔ (اور اس کے کہنے کے خلاف ہوا)۔

اور ذاکر قلبی کسی چیز میں مقید نہیں ہے۔ اور ذاکر رُوحی کسی چیز سے راحت نہیں پاتا۔ اور ذاکر سری سکوت رکھتا ہے۔ اور ذاکر ناظر ہمیشہ بے نیاز اللہ تعالیٰ میں غرق رہتا ہے۔

اور ذکر خفیہ کی مثل اور کوئی ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر خفیہ یعنی ذکر خفی نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ رُوح کے ساتھ اور نہ سر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ (بلکہ) ذکر خفی ایک غیر مخلوق نُور ہے۔ کہ اس کے ذاکر کی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضوری ہے۔ ذاکر خفیہ جزو کل جو کچھ سُنتا ہے اور کہتا ہے، وُہ یاد رکھتا ہے۔ (بلکہ) ذاکر خفیہ بے غصہ، مطمئن اور صاحب ذوق و شوق محبت انوار الٰہی کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔ وُہ صاحب سلوک الٰہی، صاحب توکل، صاحب ترحم، (رحم کرنے والا)، صاحب ترک، صاحب راز، ثابت قدم اور پُورا سالک ہوتا ہے۔ ذاکر خفیہ بہت ہوشیار ہوتا ہے۔ نہ اُسے شہرت سے تعلق ہوتا ہے اور نہ وُہ اپنا چرچا کرتا ہے۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے، وُہ ذاکر خفیہ کو جانتا ہے۔ ذکر خفی عارفوں کا حصہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ کہ زمین میں ہے، وُہ بادشاہ پاک ذات ہے، زبردست حکمتوں والا۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"پھر جب تُم نماز پڑھ چکو، تو اللہ تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرو۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ وُہ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اور مُنکر لوگ تو اس بات میں لگے ہیں کہ اپنی نظروں سے گرا دیں، جب سُنتے

سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ [1]

قَوْلُهُ تَعَالَى :-

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ [2]

قولہ تعالیٰ :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [3]

قولہ تعالیٰ :-

قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ [4]

حدیث

أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ حَتَّىٰ يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ

ذکر سر مراتب صادقان و پاکان است و طاعت اللہ است۔

قولہ تعالیٰ :-

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا [5]۔

بدانکہ علم فقہ آدمی را جان و تن و زبان و جسد ظاہر طاہر کند، اما بخواندن علم فقہ از دل نفاق و حرص و حسد تمیرود۔ فقیہی از پاکی دل بیخبر است۔ ذکر اللہ و معرفت الٰہی، علم تصوف، توحید اشتغال اللہ بر روشن ضمیر صاحب تاثیر۔ بغیر از علم فقہ فقیری فضیحت و فساد، وجہ کفر و شرک و فقہ شرح بناء اسلام است۔ و فقر شرح بناء اسم اللہ است، چنانچہ معرفت

[1] سورہ القلم، ۶۸ : ۵۱ — ۵۲ [2] سورہ مائدہ، ۵ : ۵۴ [3] ایضاً، ۵ : ۳۵۔
[4] سورہ طٰہٰ، ۲۰ : ۱۲۶ [5] سورہ النساء، ۴ : ۶۹

ہیں نصیحت اور کہتے ہیں یہ آدمی باؤلا ہے یعنی مجنوں ہے اور نہیں ہے مگر وہ نصیحت دونوں جہانوں کے لوگوں کو۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور وہ لوگ، اللہ کی راہ میں مجاہدے کرتے ہیں اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اے ایمان والو! (تم) اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور فرمایا! یونہی تجھ کو ہماری آئتیں پہنچی تھیں، پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج (ہم) تجھ کو بھلا دیں گے۔"

حدیث

"اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اتنی کثرت کرو کہ منافق لوگ تم کو مجنوں کہنے لگیں۔"

ذکر سری صادق اور پاک لوگوں کے مراتب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے، سو وہ ان کے ساتھ ہیں، جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں۔ اور ان کی رفاقت اچھی ہے۔"

(پس اے طالب صادق!) تو (اچھی طرح) جان لے کہ علم فقہ آدمی کی جان و تن اور زبان و جسد ظاہری کو پاک و صاف کر دیتا ہے۔ لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے نفاق، حرص اور حسد دل سے نہیں جاتا۔ فقہ جاننے والا دل کی پاکیزگی سے بیخبر ہے۔ ذکر الٰہی اور معرفت الٰہی، علم تصوف، توحید، صاحب تاثیر، روشن ضمیر کے لیے اشتغال الٰہی ہیں۔ علم فقہ کے بغیر فقیری فضیحت و فساد اور کفر و شرک کا موجب ہے۔ اور فقہ اسلام کی بنیاد (یعنی قرآن و حدیث) کی تشریح ہے۔ اور فقر اسم اللہ کی بنیاد کی شرح ہے۔ مثلاً ظاہری معرفت

مکشوف ۔

پس علم فقہ و علم فقر مجموعہ شش حرفست ۔ ہر کہ بنا راسلام فقہ و فقر تمام شش جہت ہست ستہ بہ تحت اقدام ۔

اینست مراتب ذکر دوام فکر تمام ۔ فقیر بی علم ناقص خام ۔

ابیات

علم را آموز اول بعد ازان اینجا بیا — جاہلان را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

علم را آموز اول آنچہ علمی از خدا — علم فقہ و ذکر فکر باز دارد از ہوا

✣

عالم فقیہی عامل و فقیر صاحب معرفت کامل آنست کہ وقت خوابیدن در فکر در آید کہ ای نفس! مرا خدای تعالیٰ از برای بندگی و عبادت و ذکر فکر معرفت سعادت پیدا کردہ است ، نہ از برای خواب و ای نفس! ترا خواب در قبر بر یک پہلو تا بہ قیامت خوابیدہ باشی سالہا سال، با حق تعالیٰ اشتغال کن کہ ای نفس! بیندیش روز قیامت و عرصات و صراط پیش است ۔ ای درویش مرد! عاقل آنست کہ از سہ دشمن باخبر باشد، چنانچہ نفس دشمن در جان است و شیطان دشمن ایمان و دنیا دشمن از زیان ۔ ہر آنکس احمق کہ نادانستہ ادبی عقل و بی دانش اند مطلق جاہل ۔

✣

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ

خداوندی ۔

پس علم فقہ اور علم فقر چھ حرفوں کا مجموعہ ہے ۔ جس کسی کا فقہ اور فقر، جو اسلام کی بنیاد ہیں ۔ دونوں کامل ہیں ۔ اس کو چھ جہتیں حاصل ہیں یعنی شش جہت اس کے قدموں کے نیچے ہے ۔

یہ ہیں مراتب ذکر دوام اور فکر تمام کے (پس معلوم ہوا کہ) بے علم فقیر ناقص اور خام ہے ۔[1]

ابیات

پہلے علم کو سیکھ ، بعد ازاں یہاں آ ۔ حضرت حق تعالیٰ کے پاس جاہلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے ۔

پہلے اس علم کو سیکھ کہ جس سے معرفت الٰہی حاصل ہو ۔ علم فقہ اور ذکر فکر ہوا و ہوس سے باز رکھتا ہے ۔

پس ایک فقیہہ عامل (یعنی عالم باعمل) اور فقیر صاحب معرفت کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے کہ مجھ کو خدا تعالیٰ نے بندگی ، عبادت ، ذکر فکر و معرفت و سعادت کے واسطے پیدا کیا ہے ۔ نہ کہ سونے کے واسطے اور اے نفس! تیرے سونے کی جگہ قبر ہے کہ ایک پہلو پر سالہا سال تک قیامت تک سوتا رہے گا ۔ (اس دنیا میں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر دم اشتغال رکھ اور وصال خداوندی حاصل کر ۔ کیونکہ اے نفس! تو سوچ کہ تجھے روز قیامت ، عرصۂ محشر اور پلصراط درپیش ہے ۔ اے مرد درویش! عقلمند وہ ہے جو تین دشمنوں سے باخبر رہے ۔ چنانچہ نفس جان کا دشمن ہے اور شیطان ایمان کا دشمن ہے ۔ اور دنیا زیاں کی دشمن ہے ۔ (پس) جو لوگ ان تینوں دشمنوں سے بیخبر ہیں ، وہ بخت احمق و نادان اور محض بے عقل اور بیوقوف اور مطلق جاہل ہیں ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔ تحقیق جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں ، وہ اللہ سے بیعت

---

(۱) اسی کی بابت سعدی شیرازی نے فرمایا : کہ بی علم نتوان خدا را شناخت ۔ (کہ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچانا جا سکتا ۔)

فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ط[1]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :-

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ط
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط[2]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :-

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ط قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ
كُنْتُ بَصِيْرًا ط[3]

و عارف باللہ، صاحب ولایت و ولی اللہ، صاحب ہدایت، مراتب بمراتب دست بیعت، تلقین، ارادت و ارشاد، صدق یقین از یک دگر تا روز قیامت باز نمی ماند۔ روزیکہ ذکر اللہ و نام اللہ ظاہر و باطن طالبان اللہ نخواہند گفت، ہمون روز قیامت قائم خواہد شد۔ زمین و خلق اللہ بہ برکت ہدایت اللہ نقیران عارف باللہ سلامت مانند۔

آنچہ حقائق علم ظاہری علمایان از علم می خوانند و می دانند، عارفان صاحب باطن را معلوم نیست و آنچہ دقائق و نکات و برکات معرفت الٰہی از علم باطنی عارفان الحق مشاہدات تجلیات انوار پروردگار در خواب و مراقبہ می بینند، علماء از آن محرم نیستند۔ پس درمیان یکدیگر حجاب دارند۔ لائق ارشاد آنست کہ در علم ظاہری و باطنی یکی گردد۔ اینست صاحب ہدایت اللہ، ولی اللہ۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :- وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط[4]

[1] سورہ الفتح، ۴۸ : ۱۰ [2] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۰۶
[3] سورہ طٰہٰ، ۲۰ : ۲۴-۲۵ [4] سورہ النور، ۲۴ : ۴۶

کرتے ہیں۔ انکے ہاتھ کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں، تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس کے برابر۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا، تو اس کو تنگی کی گزران ملتی ہے۔ اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا لائیں گے۔ وہ کہے گا! اے رب! تو مجھے کیوں اندھا اٹھا لایا اور میں تو دیکھنے والا تھا"۔

اور جب تک عارف باللہ، صاحب ولایت، ولی اللہ، صاحب ہدایت، مراتب بمراتب دست بیعت، تلقین، ارادت و ارشاد اور صدق یقین کے ساتھ ایکدوسرے کے ساتھ رونق افروز ہیں، اس وقت تک دنیا قائم ہے اور جس دن کہ ذکر اللہ، نام اللہ طالبان خدا کے ظاہر و باطن سے اٹھ جائے گا، اسی روز قیامت قائم ہو جائیگی۔ زمین اور خلق اللہ و ہدایت اللہ (محض) صوفیائے کرام کی برکت سے (آج تک) سلامت ہے۔ (ورنہ کب کی غارت ہو جاتی)۔

(پس اے طالب صادق:) علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے درمیان جو حجاب اکبر ہے۔ وہ یہ ہے کہ عالم لوگ علم ظاہر کے حقائق کو دلائل سے پڑھتے اور جانتے ہیں، عارف صاحب باطن نہیں جانتے اور باطن والے (یعنی صوفیائے کرام) خوبیاں، نکات اور معرفت الٰہی کی برکتوں کو جانتے ہیں، وہ عالم نہیں جانتے۔ اور جو لوگ اہل اللہ ہیں، وہ ہر وقت تجلیات الٰہیہ میں رہتے ہیں۔ اور برابر انوار پروردگار کو عالم خواب و مراقبہ میں مشاہدہ کرتے ہیں، علماء اس سے محروم ہیں۔ پس اہل باطن اور اہل ظاہر عالم باہم حجاب میں ہیں یعنی علماء حجاب میں ہیں اور صوفیا بے حجاب ہیں۔ (پس ان دونوں کا حجاب خدا ہی اٹھائے)

پس لائق ارشادیات یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی ایک ہو۔ اس کا نام صاحب ہدایت اللہ اور ولی اللہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اللہ جس کو چاہے ہدایت دے"۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ [1]

ابتداء وانتہا معرفت الٰہی وفقر تمام در اسم اللہ ذات است۔

بیت

درون جان نہ دھد اہل دل خود را راہ کہ دُزد راہ نتوان برد در خزانۂ شاہ

درین راہ باطنی معرفت الٰہی، حوصلہ وسیع وحجت نص وحدیث محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع باید۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ [2]

بیت

علم روشن راہ ہادی رہبر آدمی بی علم ہمچون گاؤ خر

علم دلالت بعمل وعبادت بمعرفت ذکر سعادت وتصدیق القلب بصدق خاص ارادت کند وبیزاری دھد از باطل۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ [3] اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ

زندگی از برای بندگی است وبی بندگی زندگی شرمندگی است۔ اگر علم کسی را باعمل بیچون بخشد، آن علما عامل شود۔ بندگی وعبادت آن را لذت وحلاوت دھد وکسی کہ علم از چون حاصل کند، ہر آن کس از غزالی در مقام اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ در آید باکبر وہوا

---

[1] سورہ فاتحہ ۵۔ [2] سورہ آل عمران ۳ : ۷۔ [3] سورہ الذٰریٰت ۵۱ : ۵۶

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"ہم کو سیدھی راہ بتلا"

پس، معرفت الٰہی کی ابتداء وانتہا اور کامل فقر اسم اللہ ذات میں ہے۔

بیت

اہل دل اپنے آپ کو جان کے اندر راستہ نہیں دیتا۔ کیونکہ چور بادشاہ کے خزانہ میں راستہ نہیں پاسکتا۔

پس اے طالب حقیقی! اس راہ باطنی میں معرفت خداوندی، وسیع حوصلہ، دلیل نص اور حدیث محمدی درکار ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور مضبوط علم والے"

بیت

علم راہ کی روشنی ہے اور ہدایت دینے والا اور راہبر ہے۔ اور بے علم آدمی گائے گدھے کی مانند ہے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ علم عمل کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور عبادت سعادت ذکر اور معرفت کی طرف کھینچتی ہے۔ اور تصدیق القلب، سچائی اور ارادت خاص کی طرف لے جاتا ہے۔ اور باطل سے بیزاری دلاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"ہم نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا، مگر صرف اس لیے کہ وہ ہماری عبادت کریں" اور ہماری معرفت حاصل کریں۔

زندگی بندگی کے لیے ہے، اور بے بندگی زندگی شرمندگی کا باعث ہے۔ اگر کسی شخص کو علم عمل کے ساتھ بے چون وچرا بخش دیا جاتا ہے، تو ایسے علما باعمل ہوتے ہیں۔ بندگی اور عبادت انکو لذت اور حلاوت بخشتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص علم سے چون وچرا حاصل کرے، تو وہ شخص مغرور اور متکبر ہے اور مقام اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں، اس میں

مغرور بالذت دُنیا عزّ وجاہ مسرور۔

بدانکہ علما، صاحب قال اعتبار نیارند۔ در باطن معرفت الٰہی یا حق قرب وصال۔ فقیران ذاکران را چون بذکر اللہ قلب بنام اللہ گویائی گیرد و زبان گویائی از قال مطلق بمیرد۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ[1]

بدانکہ شریعت را مقام زبان است یعنی قال و طریقت را مقام قلب یعنی دل است۔ از ذکر مستی حال چون بجنبش قلب دل باسم اللہ زندہ شود، از تاثیر اسم اللہ نفس مطلق بمیرد و مُردن نفس چہ طور معلوم می شود، حرص و حسد و کبر و طمع و ہوا در وجود ذاکر قلبی نماند و از چون چرا مطلق برآید۔ ہر کہ از چون چرا برآید، بر دل او خطرات نیاید۔ ذاکر قلبی کہ بدین مراتب رسد از صفا قلب دوام ذاکر قلبی را مجلس در باطن با انبیاء و اولیاء اللہ باشد۔ چون ذاکر قلبی دوام بہ مجلس انبیاء و اولیاء اللہ شود، از برکت صحبت و تاثیر اسم اللہ ذات روشن ضمیر، چنانچہ طلوع آفتاب شعلہ زند۔

دیگر ذاکر قلب را مشاہدۂ سرّ اسرار الٰہی دوام باشد کہ ذاکر قلب را مشاہدہ شاہد جمال مطلق وصال۔ این نہ ذاکر قلب است کہ با رسم و رسوم پارۂ گوشت دل را بجنباند و با کام زبان تعلق می خوانند۔ معلوم شد حقیقت ایشان، دور تر از مراتب فقیران و درویشان، با حسن سرود خام خیال است، محروم از معرفت

[1] حدیث۔ نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار۔

داخل ہوتا ہے۔ وہ کبر و غرور اور نفسانی خواہشات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور وہ دنیاوی لذات اور دنیوی جاہ و مرتبہ کے ساتھ خوش و خرّم ہوتا ہے۔

(پس اے طالب صادق!) جان لے کہ علمائے صاحب قال باطن میں معرفت الٰہی اور قرب خداوندی و وصال کے ساتھ اعتبار نہیں کرتے۔ (لیکن) ذاکرین فقراء کا دل جبکہ اللہ کے ذکر کے باعث اللہ کے نام پر بولنے لگتا ہے، تو زبان گویائی کی قال سے مطلق مُردہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حدیث

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

(پس اے طالب حقیقی!) جان لے کہ شریعت کو زبان کا مقام حاصل ہے یعنی اقرار کرنا۔ اور قال و طریقت کا مقام قلب یعنی دل ہے۔ مستی حال کے ذکر سے جب قلب کی جنبش سے دل اسم اللہ کے ساتھ زندہ ہو جاتا ہے، تو اسم اللہ کی تاثیر سے نفس بالکل مُردہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس کے مرنے کو کس طرح معلوم کیا جاتا ہے؟ (اسکا ثبوت یہ ہے کہ) حرص و حسد، غرور اور طمع اور ہوا و ہوس ذاکر قلبی کے وجود میں نہیں رہتے اور وہ چون و چرا سے مطلق باہر آجاتا ہے۔ جو کوئی چون و چرا سے باہر آجاتا ہے، اس کے دل پر خطرات نہیں آتے۔ ذاکر قلبی جب کہ ان مراتب پر پہنچتا ہے (اسوقت) صفائی قلب دوام کی وجہ سے ذاکر قلبی کو باطن میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ جب ذاکر قلبی کو ان انبیاء اور اولیاء اللہ کی ہمیشگی مجلس حاصل ہوتی ہے، تو وہ ان کے فیضان صحبت کی برکت اور اسم اللہ ذات سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے، جیسا کہ آفتاب طلوع کے وقت شعلہ زن ہوتا ہے۔

دوسرے ذاکر قلبی کو سرّ اسرار الٰہی کا ہمیشہ مشاہدہ میسر آتا ہے۔ کیونکہ ذاکر قلب کو شاہد جمال مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ جو شخص رسم و رسوم کے مطابق پارۂ گوشت یعنی دل کو حرکت دیتا ہے، وہ ذاکر قلب نہیں ہے۔ اور جو حلق و زبان کے ساتھ تعلق رکھ کر پڑھتے ہیں، ان کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ وہ فقیروں اور درویشوں کے مراتب سے بہت دور ہیں اور حسن و خوبصورتی اور سرود کی خام خیالی میں مبتلا ہیں۔ وہ معرفت خداوندی

الٰہی وصال است۔

ذاکر قلبی صاحب نظر است۔ اگر در مجلس کفار نشیند، از توجہ ذکر قلب اسم اللہ بجمیع کفار نظر کند، از نظر صاحب قلب ہر یک کافر را قلب در ذکر جنبش در آید و تصدیق القلب روی دہد۔ از غلبات ذکر اللہ تصدیق القلب بر زبان اقرار آرد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسلمان حقیقی و عارف باللہ تحقیقی بی حجاب اللہ شوند۔

ذاکر قلب را از دنیا و اہل دُنیا ترک و از خلق جُدائی فرق۔ ہمیشہ باشتغال اللہ غرق، اگرچہ ظاہر ذاکر قلبی در مطالعۂ علم مسرور، باطن در مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضور۔

ہر کہ این چنین مراتب ذاکر قلبی ندارد، از ذکر قلب دُور۔ اکثر مردم خود را ذاکر گردانند و خلق آنہا را ذاکر خوانند۔ این مدعیان دُور تر از ذکر اللہ بی خبر۔

مصنفؒ میگوید کہ ذکر اللہ بخش خدا است۔ نہ طالب دُنیا لائق سر ہوا ست۔ ذاکر قلبی نہ خُدا و نہ از خدا جُدا۔ ذاکر قلبی را ممات و حیات یکی است۔

چون ذاکر قلبی را باسم اللہ قلب زندہ شود، بگوید یا اللہ! بعد از مُردن ذاکر قلبی را قلب و ذکر قلب بہ آواز بلند یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ در شورش در آید و قلب بذکر اللہ چنان فریاد و نعرہ زند کہ غسال در حیرت در آید و اہل جنازہ عبرت خورند۔ ذاکر قلبی را چون در آرند در قبر، قلب در شورش شود آواز بلند بجہر کشد یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔ این چنین ذکر ذاکر قلبی را پائیدار گویند۔ ذکر یکہ رفیق با توفیق الٰہی زندہ قلب را در قبر نہ باشد در قبر ذکر زیادہ تر نہ شود، آن را ذکر قلبی و ذاکر قلبی نتوان گفت۔ این چنین ذکر ذاکر را رسم و رسوم بی اعتبار گویند و ذکر بی اعتبار از مُرشد بی وصال بی معرفت نادیدہ و طالب او خام خیال بذکر اللہ بمعرفت الٰہی نہ رسیدہ۔

کے وصال سے محروم ہیں۔

ذاکر قلبی صاحب نظر ہے۔ اگر وُہ کفار کی مجلس میں بیٹھے، اور ذکر قلب اسم اللہ کی توجہ سے تمام کفار کی طرف نظر کرے، تو صاحب قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنبش میں آجائے۔ اور تصدیق القلب حاصل ہو۔ اور ذکر اللہ کے غلبات سے تصدیق القلب زبان سے اقرار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا ہے۔ (اسطرح سے) مسلمان حقیقی اور عارف باللہ یقیناً بے حجاب اللہ ہو جاتے ہیں۔

پس ذاکر قلبی کو چاہیے کہ وُہ دُنیا اور اہل دُنیا کو خیر باد کہہ دے، اور خلقت سے جُدائی اختیار کرے۔ اور ہمیشہ اشتغال اللہ میں غرق رہے۔ ذاکر قلبی اگرچہ ظاہر میں مطالعۂ علم میں مسرور ہوتا ہے، مگر باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

اور جو کوئی ذاکر قلبی اس قسم کے مراتب نہ رکھتا ہو، وُہ ذکر قلبی سے دُور ہے۔ اکثر لوگ اپنے آپ کو ذاکر کہلواتے ہیں۔ اور خلقت بھی ان کو ذاکر کہتی ہے۔ یہ دعویٰ کرنیوالے ذکر الٰہی سے دُور اور بے خبر ہیں۔

مصنف (فقیر باہوؒ) فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ خداوند تعالیٰ کی عطا ہے۔ مگر طالب دُنیا، خواہشات ہوا و ہوس کا بندہ، اس کے لائق نہیں ہے۔ ذاکر قلبی خُدا نہیں ہے، مگر خُدا سے جُدا بھی نہیں ہے۔ ذاکر قلبی کے لیے حیات و ممات ایک ہے۔

جب ذاکر قلبی کا قلب اسم اللہ کے ساتھ زندہ ہو جاتا ہے، تو وُہ یَا اَللّٰہُ کہتا ہے۔ مرنے کے بعد قلبی ذاکر کا دل اور ذکر قلب آواز بلند کے ساتھ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ شورش میں آجاتا ہے۔ اور قلب ذکر الٰہی کے ساتھ ایسی فریاد کرتا ہے اور نعرہ لگاتا ہے کہ (مُردہ) نہلانے والا حیرت میں آجاتا ہے اور جنازہ والے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ ذاکر قلبی کو جب قبر میں اتارا جاتا ہے، تو اس وقت اس کے قلب میں شور برپا ہوتا ہے۔ اور آواز بلند اور جہر کے ساتھ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ کہنے لگتا ہے۔ ذاکر قلبی کے ایسے ذکر کو پائیدار کہتے ہیں۔ ایسا ذکر جس کے ساتھ رفیق الٰہی تو شامل ہو، مگر قبر میں زندہ قلب نہ ہو اور قبر میں ذکر زیادہ نہ کرے، اس کو ذکر قلبی اور ذاکر قلبی نہیں کہہ سکتے۔ ذاکر کے ایسے ذکر کو رسم و رسوم بے اعتبار کہتے ہیں۔ اور مُرشد بے وصال اور بے معرفت سے ذکر بے اعتبار ناواقف ہے۔ اس کا طالب خام خیال ہے۔ اور ذکر الٰہی کے ساتھ معرفت

بنا بر آن گفتہ اند کہ مُرشد ناقص نقصان است. ہر کہ طالب اللہ را بتمامیت معرفت مولیٰ نہ رساند، بلکہ ہر آن کس شیطان است و مرشد کامل صاحب عیان است کہ آن راہبر رسانندہ معرفت رحمٰن است. ذاکر شدن نہ کار آسان است. بمراتب ذاکر رسیدن خیلی مشکل کار۔

المطلب آنکہ ذکر خاص الخاص دوام بر ذاکر غالب است، مثل دریا شب و روز روان جاری کہ ہرگز قرار نہ گیرد۔ آب دریا بستہ نہ گردد۔ این چنین ذاکر را احتیاج فکر و متوجہ شدن فکر نہ باشد کہ در وجود او ذکر اللہ است و ہستی ذکر اللہ نفس را از بود نابود گرداند۔ آن را در ذکر ذاکران بداند۔

آدمی مسلمان بہ بناء اسلام دہ طریق است۔ بناء پنج ظاہر و بناء پنج باطن۔
اوّل کلمۂ ظاہر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
و بناء باطن تصدیق القلب و بناء باطن نماز دائمی، چنانچہ راز الٰہی و بناء ظاہر روزہ ماہ رمضان و بناء باطن رضای خدا یعنی صابر شدن بر ہر بلا و ظاہر بناء زکوٰۃ مال و باطن بناء زکوٰۃ جانی بقرب وصال۔

پنجم بناء ظاہر حج ثواب و بناء باطن حج بی حجاب۔ پس حاجی دو قسم شد۔ حاجی ظاہر حاجی الحرم، حاجی باطن حاجی الکرم و حاجی ظاہر متوجہ بہ عرفات و حاجی باطن غرق بوحدانیت مع اللہ ذات۔

دانی کہ ظاہر کعبہ بناء حضرت ابراہیم خلیلؑ است کہ آب و گل و دل کعبہ ساختہ ربّ جلیل جان و دل۔

خداوندی کو نہیں پہنچا۔

اس بناء پر لوگوں نے کہا ہے۔ کہ مُرشد ناقص کا راہنما پکڑنا باعث نقصان ہے۔ جو کوئی (راہنما) طالب مولیٰ کو کامل طور پر معرفت الٰہی تک نہیں پہنچاتا (اور جس انسان سے ایسا نہ ہو سکے) وہ شخص شیطان ہے۔ اور مُرشد کامل صاحب عیاں ہے کہ وہ رہبر معرفت الٰہی تک پہنچانے والا ہے۔ ذاکر ہونا آسان کام نہیں ہے۔ ذاکر کے مراتب پر پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔

الغرض یہ کہ خاص الخاص ذکر (یعنی پاس انفاس) ہمیشہ ذاکر پر غالب رہتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنا چاہیے کہ ایک دریا ہے، جو شب و روز رواں دواں ہے، جس کو کسی وقت قرار نہیں ہے۔ دریا کا پانی بند نہیں ہوتا۔ ایسے ہی ذاکر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کے وجود میں ذکر اللہ (کی روانی) ہے اور ذکر اللہ کی ہستی نفس کو بُود سے نابُود کر دیتی ہے۔ اس کو ذکر کے معاملہ میں ذاکر لوگ ہی جانتے ہیں۔

(پس اے طالب صادق!) اسلام کی بنیاد پر مسلمان کے دس طریقے مقرر کیے ہیں۔ اس بنیاد پر پانچ ظاہر اور پانچ باطن کے ہیں۔ ان پانچ میں ظاہر کے یہ ہیں:-
یعنی اوّل کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور بنائے باطن تصدیق القلب اور بنائے باطن نماز دائمی، مثلاً راز الٰہی اور بنائے ظاہر رمضان المبارک کے روزے اور بنائے باطن رضائے الٰہی یعنی ہر مصیبت پر صابر ہونا۔ بنائے ظاہر مال کی زکوٰۃ اور بنائے باطن قرب وصال کے ساتھ جانی زکوٰۃ۔

ظاہر کا پانچواں سبب: بنائے ظاہر حج باثواب اور بنائے باطن حاجی بے حجاب۔ پس حاجی کی دو قسمیں ہوئیں۔ یعنی حاجی ظاہر، حاجی الحرم ہے اور حاجی باطن حاجی الکرم ہے۔ اور حاجی ظاہر عرفات کی طرف متوجہ ہے اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ ذات مستغرق ہے۔

تو جانتا ہے کہ ظاہر کعبہ سے مُراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کعبہ ہے، جو آب و گل سے تعمیر کیا گیا ہے اور کعبۂ باطن سے مراد جان و دل سے ہے، جس کی تشبیہ ربّ جلیل سے ہے۔

پس ظاہر حاجی لباس ریا وغیرہ لباس با ہفت رنگ و دل او مثال سنگ و حاجی باطن دل سلیم و دام با نفس جنگ۔

تا آنکہ حاجی ظاہر و باطن یکی نگردد و بنائے اسلام ظاہری و باطنی مسلمان را بر دو بال و پر است۔ چنانچہ ہر دو قدم بر قدم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نبرد، ہرگز از نفاق بیرون نہ برآید، ہر آنکس مسلمان مؤمن و حاجی و ذاکر قلبی چگونہ باشد۔

مصنفؒ می گوید، بلکہ بر صاحب معرفت ذکر نیز حرام است کہ صاحب معرفت از ذکر فکر معرفت خبر ندارد بمشاہدہ فنا فی اللہ عینہ بعین وحدانیت الٰہی غرق تمام است۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :-

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ [1]

فرد

ہر کہ این جامی رسد عارف تمام ذکر و فکر و گشتہ فارغ فقر نام

عارف باللہ فقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت ولی اللہ کامل مکمل بہ ہفت چیز تعلق دارد۔

اوّل تصور، دوم تفکر، سوم مراقبہ، چہارم توجہ، پنجم وہم، ششم خیال، ہفتم عقل کلی۔

ہمہ مثل مرکب رسانندہ بہ دربار۔ ہر کہ اندرون رود بحضور، مرکب را بر در بستر رود از حضور رخصت شود کہ برو چند روز تماشہ دنیا را ببین باز بہ مرکب سوار شود بمقام نفسانیت در جثۂ اربعہ عناصر در آید۔ ہر کہ را این ہفت چیز تابع است۔ تمام عالم ہفت اقلیم آنچہ بروی زمین است، ربعہ مسکون در

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

پس اے طالب صادق! حاجیان ظاہر کے لباس ریا وغیرہ ہفت رنگ کے ہیں۔ اور ان کے دل مثل پتھر کے سخت ہیں۔ اور حاجیان باطن کا لباس قلب سلیم اور نفس کے ساتھ جہاد ہے۔

جب تک حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہیں ہو جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر اپنا قدم نہیں رکھتا، وہ شخص نفاق سے ہرگز علیحدہ نہ ہوگا۔ ایسا شخص مؤمن مسلمان اور حاجی اور ذاکر قلبی کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ مسلمانوں کے واسطے اسلام کی بنیاد ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے برابر ہیں۔

اس کے بعد حضرت مصنف سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ صاحب معرفت پر ذکر بھی حرام ہے۔ کیونکہ معرفت والا معرفت کے ذکر و فکر سے ہرگز خبردار نہیں ہوتا۔ بلکہ مقام فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں عین بعین دریائے وحدت میں پوری طرح غرق رہتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔"

فرد

جو کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے، وہ کامل عارف بن جاتا ہے۔ وہ ذکر و فکر سے فارغ ہو جاتا ہے، اسی کا نام فقر ہے۔

عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت ولی اللہ کامل (مندرجہ ذیل) سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔

پہلی چیز: تصور ہے۔ دوسری چیز: تفکر ہے۔ تیسری چیز: مراقبہ ہے۔ چوتھی چیز توجہ ہے۔ پانچویں چیز وہم ہے۔ چھٹی چیز: خیال ہے۔ ساتویں چیز: عقل کلی ہے۔

تمام کی مثال سواری کی مانند ہے، جو دربار (الٰہی) میں پہنچاتی ہے۔ جو کوئی اندر حضوری میں پہنچ جاتا ہے، وہ اپنی سواری کو دروازہ پر باندھ کر بارگاہ معلیٰ میں داخل ہوتا ہے اور پھر اس وقت اس کو حکم ہوتا ہے کہ جاؤ اور کچھ روز دنیا کا تماشا دیکھو۔ پس وہ شخص اسی سواری پر سوار ہو کر مقام نفسانیت میں اربعہ عناصر کے وجود میں داخل ہوتا ہے پس جس کسی کو یہ سات اشیا تابع ہیں، اس کے تمام عالم، بلکہ ہفت اقلیم اور جو کچھ روئے زمین اور

حکم اوست بحکم خدای تعالیٰ کہ ازین ہفت چیز اولیاء اللہ را از جثہ ہفت جثہ صورت نور پیدا شود و اگر بحکم خدای تعالیٰ ہر یک جثہ بجنبد، بجنبیدن از ہر یک جثہ ہفتاد ہزار جثہ نور بر آید، بلکہ جثہ ہزاران ہزار بیشمار کہ بروی زمین نہ گنجد۔ این نیز برکت تصور اسم اللہ راہ کاملان است۔ این چنین فقیر را لایحتاج گویند۔

بدانکہ مرشد ناقص طالب را تلقین ذکر و فکر، ورد و وظائف، چنانچہ نوافل نماز روزہ، محنت ریاضت سالہا سال آدمی را بہ عبادت ظاہر وجود باطن و دل طاہر نگردد، عاقبت ناقص و طالب ناقص را انتہاء مقام کشف القلوب و کشف القبور و مرشد کامل صاحب راز بہ تصور اسم اللہ ذات حاضرات کند غرق وحدانیت بی نیاز کہ آن مطلق تجلی بی مثل نور و بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور۔ بنا بر آن گفتہ اند کہ مرشد کامل و طالب کامل را ابتداء و انتہا یکی است۔ چون صاحب غرق مراقبہ منتہی را اسم اللہ بہ نیت تصور مراقبہ خاص الخاص از طریق تحقیق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعراج برد و چون منتہی از جان خود بیجان شود، گویند کہ مردہ کہ مراقبۂ طرفۃ العین این است۔ مراقبہ آورد بر دو مردان خدا لائق دیدار فارغ از ناسوت مردار کہ در یکدم ہفتاد ہزار سال راہ بکرم اللہ راستی اسم اللہ راہ باطنی باو گواہ طی کند برکت اللہ حی قیوم دل حی باز بہوش در آید۔ مرد را مراقبہ چنین باید۔ این نہ مراقبہ است کہ مثل تفکر گربہ برای موش و صاحب مراقبہ بی مشاہدہ ہمچون موش در وجرد سوراخ در آید و باز از سوراخ بر آید بہ خطرہ دنیا تباہ و اہل مراقبہ خام را معلوم شد کہ ہنوز دل سیاہ۔ مرشد ناقص مثل موش است۔ مرد را راہ است بر نظر اللہ است۔ نامرد را طلب دنیا

ربع مسکون میں ہے، سب بحکم خداوندی اس کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ان سات اشیاء سے اولیاء اللہ کو ہفت جسم سے ہفت جسم نور کے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر حکم خداوندی سے ایک جسم کو حرکت دی جائے، تو ایک وجود کے حرکت دینے سے ستر ہزار بلکہ بیشمار جسم نور پیدا ہوں، جو ارض و سماوات میں نہ سما سکیں۔ یہ بھی اسم اللہ کے تصور کی برکت سے کاملین لوگوں کی راہ ہے۔ اس قسم کے فقیر کو لایحتاج کہتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) اچھی طرح جان لے کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر، ورد و وظائف کی کرتا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، نوافل اور محنت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہوتا۔ کیونکہ سالہا سال عبادت ظاہری کرنے کے اس کا باطنی وجود اور دل پاکیزہ نہیں ہوتے۔ ناقص انجام اور طالب ناقص کی انتہاء مقام کشف القلوب اور کشف القبور ہے۔ اور مرشد کامل جو صاحب راز حقیقت ہے، تصور اسم اللہ ذات حاضرات کے ساتھ اس بے نیاز کی وحدانیت میں مستغرق کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہی مطلق تجلی ذات بے مثل نور ہے اور مجلس محمدی میں پہنچا دیتا ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کامل کی ابتداء اور انتہاء ایک ہے۔ اس وجہ سے کہ صاحب غرق دریائے وحدت کا منتہی مراقبہ کو جو اسم اللہ ذات کے تصور کے ساتھ ہے خاص الخاص طریقہ سے ہے، بیشک حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اسے مقام قرب کی معراج میسر ہوتی ہے۔ اور چونکہ منتہی اپنی جان سے بیخود ہو جاتا ہے (اہل دنیا سمجھتے ہیں) گویا کہ وہ مردہ ہے۔ طرفۃ العین (یعنی ذات) کا مراقبہ یہی ہے۔ مردار ناسوت سے فارغ لائق دیدار مردان خدا کا مراقبہ تو یہ ہے کہ وہ ایک دم میں ستر ہزار برس کی راہ مستقیم کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ راہ باطنی اس کی گواہی دیتا ہے۔ اسم اللہ اور حی و قیوم کی برکت کے ساتھ ان کے دل زندہ رہتے ہیں، اسکے بعد وہ ہوش میں آتے ہیں۔ مرد خدا کا مراقبہ ایسا ہونا چاہیے۔ یہ مراقبہ نہیں ہے کہ مثل تفکر گربہ کے چوہے کی سی فکر میں رہے۔ اور بے مشاہدہ صاحب مراقبہ تو ایسا ہے جیسا کہ چوہا وجود کے سوراخ میں داخل ہوتا ہے اور پھر سوراخ سے باہر آتا ہے۔ یعنی بہ سبب خطرات دنیا کے تباہ حال ہوتا ہے۔ اور اہل مراقبۂ خام کو معلوم ہو جاتا ہے، کہ اسکا دل ابھی تک سیاہ ہے۔ اور ناقص مرشد چوہے کی مانند ہے۔ مرد کی راہ تو یہ ہے کہ اسکی نظر ہر وقت

عزّ وجاہ است۔ تصور اسم اللہ ارشاد العالمین نصیب عارفان حق الیقین است۔
این نعمت رحمت اللہ، عظمیٰ و سعادت کبریٰ ہیچ کس را نہ دہد بجز اولیاء اللہ و تصور
اسم اللہ تاثیر نکند وجود را نفع ندہد و بر دل سکونت نگیرد بجز اجازت و ارشاد نظر۔
صاحب تصور طالبان کامل مشاہدہ بین بنور اللہ۔ صاحب جلوہ را شرم آید از
ریاضت و خلوت و صاحب جلوہ بہ جمال لازوال است و صاحب خلوت
بہ خطرات و خلل کمال است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ یٰقَوْمِ
اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ
مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ
وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ
بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ
لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا
فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ
اَصْحٰبُ النَّارِ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ
اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ[1]

[1] سورہ المؤمن، ۴۰ : ۳۸ — ۴۴

اللہ تعالیٰ پر رہتی ہے۔ اور نامرد کی نظر طلب دُنیا اور (دُنیاوی) عزّ وجاہ پر رہتی ہے۔
پس اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ تصور اسم اللہ ذات ارشاد العالمین عارفان
حق الیقین کے نصیب ہے۔ یہ رحمت الٰہی کی نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ ہر شخص کو
نصیب نہیں ہوتی، سوائے اولیاء اللہ کے (یہ دولت اُخروی ہر شخص کی قسمت میں نہیں
ہے۔ یہ نعمت خداوندی عالم ازل سے اولیاء اللہ کو ودیعت کی گئی ہے) اور (یہ) تصور
اسم اللہ ذات بغیر مُرشد کامل اور صاحب نظر کی اجازت کے تاثیر نہیں کرتا اور نہ وجود
کو نفع دیتا ہے۔ اور نہ دل پر قائم ہوتا ہے۔ صاحب تصور طالبان کامل اللہ تعالےٰ
کے نُور کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ صاحب جلوہ کو ریاضت اور خلوت سے شرم آتی ہے۔
اور صاحب جلوہ جمال الٰہی سے لازوال رہتا ہے۔ اور صاحب خلوت بسبب
خطرات کمال سے محروم رہتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

اور کہا اس ایماندار نے۔ اے میری قوم! میری راہ چلو! یعنی میں پہنچا دوں
تم کو نیکی کی راہ پر، اے قوم! یہ جو زندگی ہے دُنیا کی، سو کچھ برت لینا
ہے۔ اور وُہ گھر جو پچھلا ہے، وُہی ہے جم کر رہنے کا گھر۔ اور جس نے برائی
کی ہے، ضرور وُہ بدلہ پائے گا، اس کے برابر اور جس نے بھلائی کی ہے یعنی نیکی کی ہے (اور
عام اس سے) کہ مرد ہو یا عورت اور وُہ یقین رکھتے ہوں، سو وُہ لوگ
بہشت میں جائیں گے۔ جہاں بیشمار نعمتیں ہیں۔ اور اے قوم! تجھ کو کیا ہوا
ہے۔ میں بلاتا ہوں تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف
اور تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں میں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اسکا
جس کی مجھ کو خبر نہیں ہے اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست گناہ
بخشنے والے کی طرف یہی ہوا کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو، اس کا بلاوا
کہیں نہیں یعنی نہ دُنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے
اللہ تعالیٰ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے ہیں دوزخ کے لوگ، سو آگے
یاد کرو گے کہ جو میں کہتا ہوں تم سے، اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ تعالیٰ
کو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں سب بندے۔"

واین کتاب از اسم اللہ تمام از تاثیر از قرآن نص وحدیث موافق تفسیر است۔ ہرکہ می خواند عارف باللہ باشد۔ ہرکہ معنی این می داند، صاحب رو تنفضیر فنا فی اللہ فقیر در علم علماء عامل و در معرفت الٰہی فقیر کامل۔ ہر نکتہ دقائق وحقائق دقیق تحقیق محققان می دانند کہ دوام مستغرق بہ آیات ناسخ این نسخہ مشکل پسند کہ رمز با رمز اشارات با اشارت عبارت بہ عبارت مرقوم از ہدایت باللہ۔

باید کرد معلوم کہ رہنمای صاحب تقویٰ وصاحب فتویٰ وعارفان وعاشقان واصلان وسالکان ولایت وطالبان مراتب الاولیاء مشاہدات وحدانیت ذات برکت قرآن آیات است شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام برکات است۔

باطن صفا باز دارد از ہوا متوجہ اشتغال اللہ کند بخدا۔ ہر حرف از راہ راستی گواہی مشاہدۂ نور اللہ سر اسرار الٰہی۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝[1]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى:۔ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝[2]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى:۔

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝[3]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى:۔

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝[4]

---

[1] سورہ القصص، ۲۰: ۸۰ [2] ایضاً، ۷۶: [3] ایضاً، ۴۲ [4] ایضاً، ۲۴۔

اور یہ (میری) کتاب (محک الفقر) اسم اللہ ذات کی تاثیر سے تمام پُر ہے۔ اور قرآن، آیاتِ قرآنی اور احادیث تفسیر کے موافق ہیں۔ جو شخص اس کو پڑھے گا۔ (اور اس پر عمل کریگا) وُہ عارف باللہ ہو جائیگا۔ جو کوئی اس کے معنی سمجھے گا، وُہ رو تنفضیر ہو جائیگا۔ فقر فنا فی اللہ علم میں علماء عامل اور معرفت الٰہی میں فقیر کامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وُہ ہر ایک دقیق نکتہ اور محققوں کی تحقیق کی ہر ایک باریک حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ نسخہ یعنی میری کتاب مشکل پسند آیات قرآنی اور ناسخ آیات کے ساتھ ہمیشہ مستغرق ہو کر لکھی گئی ہے کہ جس میں رمز با رمز اور اشارات با اشارات اور عبارت بہ عبارت مرقوم ہے۔ (میرے نزدیک طالب صادق کو ہدایت الٰہی کے واسطے) (ایک یہ ہی کتاب کافی ووافی ہے)

معلوم ہونا چاہیے کہ تمام صاحب تقویٰ، صاحب فتویٰ، تمام عارفوں، عاشقوں، واصلین الی اللہ، تمام سالکان وطالبان ولایت کا راہنما قرآن وشریعت ہے۔ اسی کے سبب اولیائے کرام کو مشاہدات وحدانیت کیساتھ درجات نصیب ہوتے ہیں۔ (اور وُہ مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں)۔

باطن صفا کو (یہی قرآن وشریعت) حرص وہوا سے باز رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے (ذکر کے) ساتھ مشغول رکھتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرف راہ راستی کا گواہ ہے۔ (جس کے پڑھنے سے) سر اسرار الٰہی اور نور الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے۔ ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے دل میں پڑتی ہے، جو صبر کرنے والے ہیں"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"مت اترا، اللہ تعالیٰ کو اترانے والے نہیں بھاتے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دُنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن ان پر بُرائی ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے رب! تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی، میں اسکا محتاج ہوں"۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝[1]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝[2]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝[3]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝[4]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۝[5]

بدانکہ در وجود آدمی یازدہ چیز است۔ دو روح، یکی جمادی، دوم نباتی، یکی را روح سیری گویند و دیگری را روح مقیمی خوانند و چہار نفس اند، امارہ، ملہمہ، لوامہ، مطمئنہ، و یک دل و حب دنیا کہ آن را آتش حرص گویند و دو عقل: یکی عقل کل۔ دوم عقل جزو، و یک شیطان کہ متفق نفسانیت ہوا۔

پس ہر یک را از علم باید کرد تحقیق و علم را با خود کن ہمراہ رفیق و علم نیز دو

[1] سورہ القصص ۵۵، [2] ایضاً ۵۶، [3] سورہ الشوریٰ ۴۲: ۱۶، [4] سورہ جاثیہ ۴۵: ۳۶، [5] سورہ ق ۵۰: ۳۷، [6] سورہ محمد ۴۷: ۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"سلامت رہو، ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ۔ تو راہ پر نہیں لاتا، جس کو چاہے۔ پر اللہ راہ پر لائے، جس کو چاہے۔ اور وہی خوب جانتا ہے، جو راہ پر آئیں گے۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کی بات میں، جب لوگ اس کو مان چکے، ان کا جھگڑا باطل ہے۔ ان کے رب کے یہاں اور ان پر غصہ ہے اور انکو سخت عذاب ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"سو اللہ ہی کے واسطے ہے سب خوبی، جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہاں کا۔ اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"جس دن ہم کہیں دوزخ کو تو بھر بھی چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے۔ اور نزدیک لائی جائے بہشت۔ ڈرنے والوں کے واسطے دور نہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور جو یقین لائے اور کیے بھلے کام اور مانا جو اترا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ آدمی کے وجود میں گیارہ چیزیں ہیں (اور) دو روح ہیں۔ ان میں ایک روح جمادی اور دوسری روح نباتی۔ ان میں ایک روح سیر کرنیوالی ہے۔ اور دوسری روح کو روح مقیمی کہتے ہیں۔ اور چار نفس ہیں۔ (۱) نفس امارہ۔ (۲) نفس ملہمہ۔ (۳) نفس لوامہ۔ (۴) نفس مطمئنہ ہے۔ اور ایک دل اور حب دنیا ہے، جس کو آتش حرص کہتے ہیں۔ اور دو عقلیں ہیں۔ ایک کا نام عقل کل ہے۔ اور دوسری کا نام عقل جزو ہے۔ اور عقل جزو شیطان ہے۔ جس کا نفسانیت اور ہوا و ہوس کے ساتھ ساتھ ہے۔

پس ہر ایک کی علم کے ذریعے سے تحقیق کرنا چاہیے۔ اور علم کو اپنے ہمراہ رفیق بنانا

قسم است، علم ظاہری و علم باطنی. علم ظاہری بنفس تعلق دارد و نفس را عقل جزاست و علم باطنی را عارف باللہ بروح تعلق دارد و روح را عقل کل است. پس عالم روحانی بر تمام عالم نفسانی غالب. نفسانی را چہ قدرت است کہ پیش عالم روحانی دم زند کہ نفسانی در قید روحانی است. پس عالم نفسانی چیست و عالم روحانی کرا گویند؟ عالم نفسانی آنست کہ صحبت با اہل نفس مردہ دل ناسوتی باشد کہ غافل از شغل اللہ ذکر اللہ، معرفت خدا بی خبر از باطن صفا۔

و عالم روحانی آنست کہ دوام مجلس بہر انبیاء و اولیاء باشد و عارف باللہ، خبر از باطن مجلس ہر یک می دہد صحیح و دل او دوام بذکر اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح۔

اما فقیر عارف آنست کہ علم ظاہر و علم باطن ہر دو را عالم کہ ہر دو علم سالک را بال و پر است۔ ہر کہ ہر دو علم ندارد، از معرفت مولیٰ۔ کدام راہ عارف باللہ شود۔ اول کرم خدا، دوم عطاء مرشد، باطن صفا۔ کامل آنرا گویند کہ از تصور تاثیر اسم اللہ دل را کند۔ چون عارف باللہ شود، دل را درست بیند سودا سویدا ہویدا کشاید چشم باطن دل و چشم ظاہر سر۔ ہر چہار چشم یک نظر شود۔ مقام دل وجدانی کہ آنرا عین العیانی گویند۔ درین مقام علم ظاہری و باطنی و آنچہ علم علوم است، ہمہ روشن معلوم گردد۔ چون مدینۃ القلب را مقام دل وجدانی عین العیانی مثل آفتاب شعلہ زند، طلوع روشنی در دماغ زند۔ در سر کہ سر سبحانی بدماغ کہ آن را بیت الروحانی گویند۔ ہر کہ بہ آن سر رسد، آن سر سر خدا است۔ ہر کہ بسر خدا رسد، دوام بمشاہدۂ نور اللہ انوار غرق مع اللہ پروردگار۔ یک لحظہ و لمحہ از مشاہدات

چاہیے۔ اور علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق علم ظاہر سے ہے اور دوسری کا تعلق باطن سے ہے۔ چونکہ علم ظاہری نفس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نفس کا تعلق عقل جزو سے ہے۔ اور علم باطن کا تعلق عارف باللہ روح کے ساتھ ہے۔ لہٰذا روح کا تعلق عقل کلی سے ہے۔ پس عالم روحانی تمام عالم نفسانی پر غالب ہے۔ (عالم نفسانی کی کیا طاقت ہے کہ عالم روحانی کے سامنے دم مار سکے؟ کیونکہ عالم نفسانی عالم روحانی کی قید میں ہے۔ پس عالم نفسانی کیا ہے؟ اور عالم روحانی کس کو کہتے ہیں؟ عالم نفسانی وہ ہے کہ جس کی صحبت اہل نفس مردہ یعنی دل ناسوتی کے ساتھ ہو، جو شغل اللہ اور ذکر اللہ سے غافل ہو، معرفت الٰہی سے بے خبر اور صفائی باطن سے بے خبر ہو۔

اور عالم روحانی وہ ہے، جسے ہمیشہ ہر انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس میسر ہو۔ اور وہ عارف باللہ ہو۔ اور مجلس باطن کی ہر ایک صحیح خبر دیتا ہو۔ اسکا دل ہمیشہ ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تسبیح میں مشغول ہو۔

لیکن فقیر عارف وہ ہے، جو علم ظاہر اور علم باطن ہر دو کا عالم ہو۔ کیونکہ دونوں علم سالک کے لیے بال و پر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جو کوئی ان دونوں علموں سے بے خبر ہے، وہ معرفت حق سے بے خبر ہے۔ اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ کس راہ کے اختیار کرنے سے (انسان) عارف باللہ ہو سکتا ہے۔ (اسکا جواب یہ ہے) کہ اول خدا کا کرم اور دوسرے مرشد کی عطاء اور باطن کی صفائی ہے۔ (اور) مرشد کامل اس کو کہتے ہیں کہ جو تصور اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں بھر دے۔ جب وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے، تو وہ دل کو درست، شفاف اور چشم باطن کو سر کی چشم ظاہر سے کھولتا ہے۔ یہاں تک کہ چاروں آنکھیں یک نظر ہو جاتی ہیں۔ (اور یہ امر غیر توجہ باطنی مرشد کے میسر نہیں ہوتا) چونکہ مقام دل عالم وجدانی ہے کہ جس کو عین العیانی کہتے ہیں۔ اس مقام پر علم ظاہری و علم باطنی اور جو کچھ دیگر علوم ان علوم سے متعلق ہیں، سب روشن اور معلوم ہو جاتے ہیں۔ جب مدینۃ القلب میں مقام دل وجدانی عین العیانی مثل آفتاب روشن ہوتا ہے، تو دماغ میں طلوع روشنی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ سر سبحانی دماغ اور سر میں ہے کہ جس کو بیت الروحانی کہتے ہیں۔ اور جو کوئی ان اسرار پر پہنچے، وہ اسرار خدا کا اسرار ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچتا ہے، وہ ہمیشہ دریائے رحمت یعنی نور الٰہی کے مشاہدے اور غرق مع اللہ میں رہتا ہے۔

ذات وصال اللہ بیرون نباشد کہ از بیہوشی باز در ہوش در آید۔ درین مقام در وجود روح بادشاہ قلب دل وزیر وعقل پیش دست ونفس مطمئنہ رفیق و بیخ حب دُنیا از دل بہ تیر شوق بریدہ وخناس خرطوم از دل گریختہ دویدہ حرص، طمع، کبر نفسانیت ہوا از بُود نابُود شیطان اندرون نہ در آید۔

اینست عارفان را کلّی مقصود دوام استغراق بمعبود، بلکہ درین مقام توجہ وتفکر ودلیل وعقل وفہم وخیال ومراقبہ وعلم ظاہری ہمہ حجاب، چگونہ عارف باللہ از دو حالت خالی نباشد یا بوحدت غرق بالشوق مسرور ویا در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضور۔ ہر کہ ازین دو حالت باز گردد، جانب تصور تفکر در آید یا دیوانہ مجنون شود یا در استدراج اللہ ویا مراتب رجوعات خلق۔ بنا بر آن گفتہ اند:۔

وَمَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى [1]

کسی را کہ حضور دوام بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام درمیان دیگری عبادت نوافل نہ گنجد از برای آنکہ آن فرض است یعنی غرق توحید ومجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سنت است۔ شخصی کہ از فرض وسنت فارغ نباشد، بعد ازان آن را احتیاج عبادت نماز نوافل نیست۔

اللہ بس وما سوی اللہ ہوس ط

ہر کہ دوام بنظر تصور اسم اللہ دارد، ہر آن کس دوام بمد نظر رحمت اللہ باشد، صاحب تصور اسم اللہ اگرچہ در ظاہری بہ فسق وفجور باشد، از برکت اسم اللہ عاقبت وجود او بتاثیر اسم اللہ پاک شود، وقت مُردن تائب شود۔

[1] ملفوظات رسالہ غوثیہ، ص ۶۵

وہ ایک لحظہ اور لمحہ تک مشاہدات ذات خداوندی اور وصال الٰہی سے باہر نہیں رہتا، کیونکہ وہ بیہوشی سے پھر ہوش میں آجاتا ہے۔ (بعض صوفیاء نے لکھا ہے) کہ اس مقام میں وجود میں روح بمثل بادشاہ کے ہے۔ اور قلب ودل اس کا وزیر ہے۔ اور عقل اس کی مصاحب ہے۔ اور نفس مطمئنہ اس کا رفیق ہے۔ دنیا کی محبت کی جڑ کو شوق کے کلہاڑے کے ساتھ دل سے کاٹ دے۔ اور خناس وخرطوم کو دل سے بھگا دے۔ تاکہ حرص وہوا، کبر، نفسانیت ہوا بُود سے نابُود ہو جائے۔ اور شیطان اس کے وجود کے اندر داخل نہ ہو۔

یہ مقام عارفوں کا ہے کہ جن کا کلّی منتہائے مقصود ہمیشہ اللہ کے ساتھ استغراق ہے۔ بلکہ اس مقام پر توجہ اور تفکر، دلیل، عقل وفہم اور خیال اور مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب حجاب اکبر ہیں۔ اس لیے کہ عارف باللہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وحدت کے ساتھ غرق ہو اور شوق کے ساتھ مسرور ہو۔ اور یا مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔ پس جو کوئی ان دونوں حالتوں سے تصور اور تفکر کی جانب آدے یا دیوانہ مجنوں ہو یا استدراج میں پڑ جائے یا جو رجوعات خلق کے مراتب میں رہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے:۔

(حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے:)

"جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے، پس بیشک اُسنے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کفر کیا اور شرک کیا۔ (یعنی) جس کسی کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمیشہ حضوری تمام ہو، اُسے دیگر عبادت نوافل سے کیا سروکار؟ اس لیے کہ وہ فرض ہے یعنی توحید میں غرق ہونا اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سنت ہے۔ پس جو شخص کہ فرض وسنت سے فارغ نہ ہو، اس کے بعد اس کو عبادت نماز نوافل کی حاجت نہیں ہے۔ (یعنی) اللہ بس اور اللہ کے ماسوی سب ہوس۔

(پس) جو کوئی ہمیشہ تصور اسم اللہ تعالیٰ ذات نظر میں رکھتا ہے، ہر اس شخص پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ گو صاحب تصور اسم اللہ ظاہری طور پر فسق وفجور میں مبتلا ہو، لیکن اسم اللہ کی برکت سے آخر کو اسکا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور مرنے کے وقت تائب ہو جاتا ہے۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ [1]

صاحب اسم اللہ کہ دوام اسم اللہ را بہ تصور دارد، بوقت مرگ با ایمان رود۔ خدا نخواستہ باشد کہ صاحب تصور اسم اللہ گناہ صغیرہ وکبیرہ کند کہ اسم اللہ بر صاحب تصور اسم اللہ غالب باشد و صاحب تصور اسم اللہ بحق طالب تصور اسم اللہ مقام منتہی عارف باللہ است کہ نفس او بیمار و دل او بیدار و روح متوجہ بمولیٰ دیدار۔ آواز سرود آن را خوش نیاید کہ بیمار را ہیچ آوازی خوش نباشد، اگرچہ حنجرۂ داؤدی باشد۔ سرود زندگی نفس است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

خشم و شہوت بریز پای تو دار　　تا شوی از حیات برخوردار

چون علماء از تحصیل فارغ شوند۔ صورت جثۂ علماء در باطن بحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شود۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماید کہ علم ترا مبارک باد۔

از علم چہ میخواہی؟ کسی مراتب قضا خواہد و کسی معرفت الٰہی رضا جوید و آنچہ درجات خواہد، ہمان طریق بیابد۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ [2] انبیاء و اولیاء اللہ ہدایت کردہ تلقین معرفت فقر فنا فی اللہ و تعلیم کردہ علم کلام اللہ روز ازل است۔

[1] سورہ البقرہ ۲، ۲۲۲ : [2] البقرہ ۲، ۲ : ۳

ارشاد خداوندی ہے :-

"تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاکی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

(پس) جو صاحب (تصور) اسم اللہ ہمیشہ اسم اللہ کا تصور رکھے، وہ موت کے وقت ایمان کے ساتھ (اس دنیا سے) جاتا ہے۔ خدا نخواستہ اگر صاحب تصور اسم اللہ ذات گناہ صغیرہ وکبیرہ کرے، تو صاحب تصور اسم اللہ ذات پر اسم اللہ غالب آجاتا ہے۔ (پس اس سے واضح ہوا کہ) طالب صادق کو تصور اسم اللہ کا مقام منتہی عارف باللہ کا ہے کہ نفس اس کا بیمار اور دل اس کا بیدار اور اس کی روح اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار کی طرف متوجہ ہو۔ اسکو سرود کی آواز پسند نہیں آتی۔ کیونکہ بیمار کو کوئی آواز بھی اچھی نہیں لگتی، اگرچہ (یہ آواز) حضرت داؤد علیہ السلام کے حلق سے کیوں نہ نکلی ہو۔ (صوفیا کا کہنا ہے) کہ زندگی کا سرور نفس ہے۔ اور ماسوائے اللہ ہوس ہے۔

بیت

غصہ اور شہوت کو تو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈال۔ تاکہ تو زندگی سے لطف اندوز ہو سکے۔

جب علماء تحصیل علم سے فارغ ہوتے ہیں، تو علماء کے بدن کی صورت باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیض محبت سے مشرف ہوتی ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ علم تجھ کو مبارک ہو۔

(اے طالب صادق!) تو علم سے کیا چاہتا ہے؟ کوئی تو مرتبۂ قضا کی آرزو رکھتا ہے اور کوئی معرفت الٰہی اور رضائے الٰہی کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جن درجات کا خواہشمند ہے، وہی طریق اپناتا ہے۔ یعنی کتاب ہدایت ہے اہل تقویٰ کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو غائب پر ایمان لائے یعنی جس سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے ہدایت حاصل کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت اور فقر فنا فی اللہ کی تلقین کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اس لیے کہ خداوند قدوس کے کلام کا علم روز ازل سے ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط[1]

اولیاء اللہ مادر زاد را مطلق یقین است و یقین بتمامیت معرفت و ہدایت و عبادت تا بُردن آخر دم و جان بلب رسیدن و قدم بہ قبر بُردن بالیقین۔ این چنین یقین توفیق یاری اللہ گویند۔ اصل یقین بین است۔ اوّل بین، بعدہٗ یقین و بین مقام عین العیان است۔ جائیکہ عیان است، بی حجاب اللہ شُد۔ پس آن را چہ احتیاج بیان۔ ہر کہ اولیاء اللہ مادر زاد ولی است او را تلمیذ الرحمٰن نیز گویند۔ آن را احتیاج مُرشد نیست کہ آن تعلیم کردۂ خُدا و رسول خدا است۔ باقی آن را ملاقات و صُحبت اولیاء اللہ از برای تحقیقات مقابلۂ علم تلقین و تعلیم از آن روز ازل۔

ولی اللہ عارف آنست لائق ارشاد کہ از راہ تصوّر اسم اللہ و از راہ تصوّر اسم محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم غرق وحدت نمودار کردہ می دہد تعلیم و تلقین ازلی۔ از خُدا و رسول خُدا تحقیق کند۔ مُرشدی کہ این چنین تحقیق کنانیدہ از خُدا و رسول خُدا نیست، آنرا مُرشد نتوان گفت۔ مُرشد لائق ارشاد آنست کہ طالب را بموافق طلب بتمامیت مطالب رساند۔ ہر کہ بتمامیت مطالب نرساند، اگر از دو ہزار مرتبہ تعلیم تلقین گیرد، ہیچ فائدہ ندارد۔ طلب

[1] سورہ الحجر ۱۵ : ۹۹

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ۔"

(یعنی انسان کو چاہیے اس قدر خُدا کی عبادت میں استغراق حاصل کرے کہ اس کو عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور اس مرتبہ پر آکر انسان پر عبادت فرض نہیں رہتی۔ چونکہ اس کو سُکر حاصل ہو جاتا ہے اور سُکر میں عبادت فرض نہیں رہتی۔ بلکہ بعد از شعور اس پر شکریہ کے طور پر عبادت کرنی لازم ہو جاتی ہے۔ اگر ہمیشہ سُکر و بیتابی میں رہے، تو عبادت اس پر مسقط ہے۔)

مادر زاد اولیاء کرام مطلقاً صاحب یقین ہوتے ہیں۔ اور یقین پُورا معرفت، ہدایت اور عبادت کا اخیر دم تک ہے۔ بلکہ جان کے لبوں پر پہنچنے تک ہے۔ اور قبر و حشر و نشر میں یقین کے ساتھ ہے۔ اس قسم کا یقین اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے بن پڑتا ہے۔

یقین کی اصل دید ہے۔ پہلے دیکھنا، اس کے بعد یقین پیدا ہوتا ہے۔ اور دیکھنے کا مقام عین العیان ہے۔ پھر جس جگہ عیاں ہے، وہاں پر ذات بے حجاب ہے۔ پس وہاں پر بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ بعض اولیاء اللہ مادر زاد ولی ہوتے ہیں، ان کو تلمیذ الرحمٰن کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو مُرشد کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ ان کو تعلیم خُدا اور رسول خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہوتی ہے۔ ہاں ملاقات یا صحبت ان کو اولیائے وقت سے ضرورت ہوتی ہے۔ کہ جو تحقیقات علم کے واسطے ہے۔ انہیں یقین اور تعلیم روز ازل سے ہو چکی ہے۔

ولی اللہ عارف لائق ارشاد وُہ ہے کہ جو از راہِ تصوّر اسم اللہ اور تصوّر اسم محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم دریائے وحدت میں غرق ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حضوری حاصل کر کے ازلی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ اور تبارک و تعالیٰ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مراتب پاتے ہیں۔ اور وُہ مرشد جو اس قسم کے مراتب خُدا اور رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حاصل نہیں کرتا، اس کو (صحیح معنوں میں) مُرشد نہیں کہہ سکتے۔ لائق ہدایت و ارشاد مُرشد وُہ ہے جو طالب کو پُوری طرح اس کی طلب کے مطابق اس کے مطالب تک پہنچائے۔ اور جو مُرشد اس کے مقاصد پُوری طرح نہیں پہنچاتا۔ اگر وُہ (مُرید) اس مُرشد سے ہزار مرتبہ بھی تعلیم و تلقین حاصل کرے، تو اس سے کچھ

مُرشد دیگر کند کہ کامل باشد۔ عیب نیست۔ مُرشد بسیار اند ناقص بنام کہ از و تلقین گرفتن حرام۔

مُرشد کامل کم اند صاحب معرفت مولیٰ تمام۔ طالب را چشم بدانش علم باید کہ ناقص و کامل را بشناسد۔ معلوم شد کہ مُرشد ظاہر اکثر بغوغا اشتہار و باطن در طلب دُنیا در قید مُردار و ظاہر بہ جہر ذکر یا اللہ یا اللہ یا اللہ بر زبان اقرار و اتفاق و باطن در تفکر مطلق بہ دل نفاق۔

بیت

بر زبان اللہ و در دل گاؤ خر این چنین تسبیح کی دارد اثر[1]

مُرشد شدن بسی عظیم مشکل کار۔ مُرشد باید مثل عطار نہ جلاد و غدرہ بردار، در طلب دُنیا خوار۔ مُرشد آنست کہ بی ریاضت بیک نظر می برد بہ معرفت الٰہی راز۔ این چنین مُرشدی باید شہباز قدس بر لامکان بلند پرواز۔ این نہ مُرشد اند چون غلیواز، دوام نظر بر مُردار۔ یقین آنست کہ مُردہ مُردار بردار۔

طالب آنست کہ لائق دیدار پروردگار۔ از دُنیا و اہل دُنیا بیزار۔ روی بہ سعادت و عبادت ربانی آر۔ صاحب زندہ دل ذاکر بیدار۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَلَنَا فِيْهَا صَوْمٌ[2]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلدُّنْيَا سَاعَةٌ وَلَنَا فِيْهَا طَاعَةٌ[3]

تفکر بمعرفت الٰہی تعلق دارد۔ این تفکر لائق آنست کہ از جامۂ کثیف نفسانی

[1] مثنوی مولانائے روم [2] نقل از عین العلم [3] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ وُہ کسی دوسرے مُرشد کی تلاش کرے، جو کامل ہو۔ اس امر میں کچھ عیب نہیں ہے۔ ناقص مُرشد بکثرت ہیں۔ ان سے تلقین لینا جائز نہیں ہے۔

کامل مُرشد کم ہیں، جو معرفت خداوندی میں کامل ہیں۔ طالب کو دانش علم کے ساتھ نظر رکھنی چاہیے کہ جو ناقص و کامل کی شناخت کر سکے۔ معلوم ہُوا کہ جو مُرشد ظاہر ہیں۔ وُہ اکثر نام اور نیکی کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور وُہ باطن میں دُنیا کی طلب میں (خوار و) مُردار ہیں۔ اور ظاہر ذکر جہر یا اللہ یا اللہ یا اللہ زبان پر جاری و ساری رکھتے ہیں اور باطن میں تصور میں دل میں مطلق نفاق رکھتے ہیں۔

بیت

زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام جاری ہے۔ اور دل میں مکر و فریب بھرا ہے، ایسی تسبیح (و تمجید) کا (بھلا) کیا اثر ہو سکتا ہے؟

مُرشد ہونا انتہائی مُشکل کام ہے۔ مُرشد کی مثال مثل عطار کے ہے، نہ کہ جلاد اور معاہدہ توڑنے والے کی کہ جو دُنیا کی طلب میں خوار و مُردار ہو۔ بلکہ مُرشد وُہ ہے کہ جو بغیر ریاضت ایک نظر میں راز معرفت خداوندی تک لے جائے۔ ایسا مُرشد شہباز کی مانند ہے کہ جو لامکان قدس پر (ایک دم میں) بلندی پر پرواز کرا سکے۔ یہ مُرشد نہیں ہیں کہ جن کی نظر مثل گِدھ کے ہمیشہ مُردار پر ہو۔ یہ یقینی بات ہے کہ مُردہ (دل) مُردار کو ہی اُٹھاتا ہے۔

(صحیح) طالب وُہ ہے کہ جو پروردگار کے دیدار کے لائق ہو۔ دُنیا اور اہل دُنیا سے (ہمیشہ) بیزار ہو۔ خوش بختی اور عبادت ربانی کی طرف متوجہ ہو۔ صاحب زندہ دل اور ذاکر بیدار ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"دُنیا صرف ایک دن ہے اور ہمارے لیے اس میں گویا ایک روزہ ہے"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"دُنیا ایک گھڑی ہے اور ہمارے لیے اس میں روزہ ہے"۔

(اور) تفکر معرفت خداوندی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ایسا تفکر اس لائق ہو

برآید و در جامۂ لطیف رُوحانی در آید۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ[1]

کہ تفکر نُور و صاحب تفکر بہ غرق مشاہدۂ اِلَّا اللّٰہُ فنا فی اللہ عارف باللہ حضور مُرشد آنست صاحب تفکر منتہی طالب اللہ را مشاہدۂ معرفت الٰہی بخشد۔ وصال در یک ساعت دیا سالہا سال۔

ہر آنکہ از علم عالم عامل نمی شود، آن علم بروی رجعت است و وبال است از ذکر یکہ ذاکر بوحدانیت نرسد، آن ذکر بروی رجعت است، زوال است و از فکر یکہ نفس فانی نگردد، آن فکر بروی رجعت و خام خیال است و از دعوتی کہ مؤکل آواز نہ دہد و گنج بی رنج نرسد و حضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بردو جواب باصواب رُوحانی الہام نہ شود، از آن دعوت رجعت و مجنونی بی حاصل کمال است و خواننده بدین دعوت جہال است۔ چون ہر جسمی را کہ تاثیر اسم اللہ کند، آن کس ہرگز رجعت نخورد۔ آن ولی اللہ شود۔ آنچہ صاحب تصور اسم اللہ بہ بیند، دیدن اُو از دو حکمت خالی نباشد یا از نُور اللہ وحدانیت خُدا و یا از مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ صاحب تصور اسم اللہ بمقام ناسُوت تعلق ندارد کہ آن دوام در مقام لاہُوت است، خواہ خود را داند خواہ نداند کہ اصل اُو باسم اللہ وصل است از برای آنکہ صاحب تصور اسم اللہ را اسم اللہ در قید خود کند و صاحب تصور اسم اللہ را چہ قُدرت است کہ اسم اللہ را در قید خود در آرد کہ اسم اللہ غیر مخلوق است و تصور و عقل و صاحب تصور مخلوق است۔

[1] زین العلم شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

کہ جامۂ کثیف نفسانی سے باہر ہو اور جامۂ لطیف میں داخل ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک گھڑی کے لیے فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے"

کیونکہ تفکر نُور ہے اور صاحب تفکر (ہمہ وقت) مشاہدۂ اِلَّا اللّٰہُ اور فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔ عارف اللہ حضور مُرشد وہ ہے جو صاحب تفکر منتہی طالب اللہ کو معرفت خداوندی کا مشاہدہ کرا سکے۔ یا تو اُسے ایک گھڑی میں وصال سے بہرہ ور کر دے اور یا سالہا سال بعد اس کو یہ دولت نصیب کرا دے۔

(پس) ہر وہ شخص جو اس علم سے عالم عامل نہیں ہوتا ہے، وہ علم اس پر رجعت اور وبال (جان) ہے۔ اور اس ذکر سے کہ ذاکر جس سے مرتبۂ وحدانیت کو نہ پہنچے، وہ ذکر اس پر رجعت ہے اور وبال (آخرت) ہے۔ اور اس فکر سے کہ نفس فانی نہ ہو، وہ فکر اس پر رجعت (بے حاصل) بلکہ خام خیال ہے۔ اور اس دعوت سے کہ مؤکل آواز نہ دے اور گنج بے رنج میں نہ پہنچے اور مجلس اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ لے جائے اور جواب باصواب رُوحانی (یعنی الہام ربانی) نہ ہو، اس دعوت سے رجعت اور جنون (بلکہ) بے حاصل کمال ہے۔ اور (دعوت) پڑھنے والا اس دعوت کے ساتھ جاہل محض ہے۔ ہر اس جسم میں کہ تاثیر اسم اللہ کرتا ہے، وہ آدمی ہرگز کسی وبال میں گرفتار نہیں ہوتا ہے۔ (بلکہ) وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے۔ اور جو کچھ صاحب تصور اسم اللہ دیکھتا ہے، اس کا دیکھنا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ نُور اللہ وحدانیت خُدا سے اور یا مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اس وجہ سے کہ صاحب تصور اسم اللہ کے سبب مقام ناسُوت سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو مقام لاہُوت میں دیکھتا ہے۔ خواہ خود کو جانے یا نہ جانے۔ اس لیے کہ اس کی اصل اسم اللہ کے ساتھ وصل ہے۔ اس واسطے کہ اسم اللہ صاحب تصور اسم اللہ کو خود اپنی قید میں لاتا ہے۔ بھلا تصور اسم اللہ والے کو کیا قُدرت حاصل ہے کہ اسم اللہ کو اپنی قید میں لا سکے؟ کیونکہ اسم اللہ غیر مخلوق ہے اور تصور، عقل اور صاحب تصور مخلوق ہیں۔

بدانکہ سلک سلوک معرفت مولیٰ سہ قسم است۔

یکی ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ ذکر خفیہ وخواہ ذکر جہر۔

دوم سلک مذکور چنانچہ تلاوت قرآن، ورد وظائف ونوافل وصوم وصلوٰۃ۔

وسوم منتہی کہ در یکدم می رساند بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

وغرق کند بوحدانیت خدا۔ این سلک منتہی تصور اسم اللہ، سلک سلوک کاملان بذکر ومذکور تعلق ندارد کہ این محض عطاء اللہ حضور است۔ کسی را حاصل شود چنین غرق حضور، آن را نسیان گردد ذکر مذکور کہ صاحب حضور را ذکر حضور دیگر است ومراقبہ حضور دیگر است ودلیل حضور دیگر است وتصور حضور دیگر است وتوجہ حضور دیگر است ووہم حضور دیگر است وفہم حضور دیگر است وخیال حضور دیگر است ومشاہدۂ نور اللہ وصال دیگر است۔ صاحب حضور دوام در مقام لاہوت است بیرون از ناسوت۔

وناسوت ولاہوت از کدام چیز شناختہ می شود؟ در مقام ناسوت نفس در ہستی ومستی در آید ومست باختیار خود نباشد۔

پس معلوم شد کہ مستی ناسوت ہمہ نفس وہوا است ودر لاہوت نفس نیست ونابود گردد ونیستی ہوشیاری ہشیار بخود اختیار۔

دانی کہ مغز معرفت الٰہی تقویٰ است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[1]

---

[1] سورہ العلق، ۹۶ : ۴

(اے طالب صادق!) جان لے کہ معرفت خداوندی کے لیے سلک سلوک کی تین قسمیں ہیں۔

سلوک کی پہلی قسم:۔ ذکر ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، خواہ یہ ذکر خفی ہو اور خواہ ذکر جہر ہو۔

سلوک کی دوسری قسم:۔ ذکر مذکور ہے مثلاً تلاوت قرآن، ورد وظائف، نوافل اور نماز وروزہ ہے۔

سلوک کی تیسری قسم:۔ یہ ہے کہ سلوک کی انتہا کہ جو ایک دم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں پہنچا دے۔

اور دریائے وحدت الٰہی میں غرق کر دے۔ یہ سلک منتہی اسم اللہ کے تصور سے ہے۔ کیونکہ کاملین کے سلوک کا سلک ذکر ومذکور سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس سبب سے کہ یہ محض عطائے الٰہی ہے۔ اور جس کسی کو ایسا غرق حضور حاصل ہو جاتا ہے، اس کو ذکر مذکور بھول جاتا ہے۔ اس لیے کہ صاحب حضور کا ذکر حضور دوسرا ہے، اور اس کا مراقبہ حضور دوسرا ہے، اور دلیل حضور دوسرا ہے۔ اور تصور حضور دوسرا ہے، اور توجہ حضور دوسرا ہے۔ اور وہم حضور دوسرا ہے۔ اور فہم حضور دوسرا ہے۔ اور خیال حضور دوسرا ہے۔ اور وصال نور الٰہی کا مشاہدہ دوسرا ہے۔ (اسلیے کہ) صاحب حضور ہمہ وقت اور دائمی طور پر ناسوت سے باہر مقام لاہوت میں رہتا ہے۔

(اور جاننا چاہیے کہ) مقام ناسوت ومقام لاہوت کی کیا شناخت ہے؟ مقام ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی ومستی میں رہتا ہے۔ اور اپنے اختیار سے مست نہیں ہوتا۔

پس معلوم ہوا کہ ناسوت کی مستی بالکل حرص وہوا سے ہے۔ اور مقام لاہوت میں نفس نیست ونابود ہو جاتا ہے۔ (صوفیاء کا کہنا ہے کہ یہ نیست ونابود ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے۔ اور ہوشیار کو خود مختار کہنا چاہیے۔

تو جانتا ہے کہ معرفت خداوندی کا مغز تقویٰ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ہم نے انسان کو احسن اندازے پر پیدا کیا۔"

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ط[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ط[2]

بغیر از تقویٰ ہر کہ دعویٰ فقیری و درویشی و معرفت الٰہی کند دروغی و کاذب است و تقویٰ چہار حروف است: "ت ق و ی" صاحب تقویٰ را دو "ت" باید۔ یکی "ت" ترک۔ دوم "ت" توکل۔ صاحب تقویٰ را دو "ق" باید۔ یکی "ق" قہر بر نفس خود۔ دوم "ق" قادر شدن بر نفس خود۔ صاحب تقویٰ دو "و" باید۔ یکی "و" واحد باشد۔ دوم "و" غرق وحدت۔ صاحب تقویٰ را دو "ی" باید۔ یکی "ی" یگانہ بحق۔ دوم "ی" یاری از حق خدا خواہد از خدا۔ دانی کہ تقویٰ پرہیزگاری عمل پوشیدہ بی ریا، قبول اللہ عمل نیک صالح را گویند و عمل نیک صالح قبول اللہ پوشیدہ معرفت الٰہی بندہ را کند۔ نجات از اسم اللہ ذات است یعنی تصور راز و اصل تقویٰ باطن است کہ راز باطن از ریاضت باطن کہ بغوغا خلق ریا بیرون برکشد۔ متقی آن را گویند کہ دوام بحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد و این مراتب از تصور اسم اللہ است۔ متقی بظاہر ریاضت تعلق ندارد۔ ریاضت ظاہری کفار بسیار می کنند۔ ما را خلاف از آنہا باید کہ مومن عارف را راہ راز از اسم اللہ تمامیت بکشاید کہ تقویٰ در طی اسم اللہ است بغیر از اسم اللہ و اسم اعظم تقویٰ و حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نشود، اگرچہ سر بسنگ ریاضت زند۔

بیت

باہوؒ بہر از خدا تقویٰ نماء بی ریا تقویٰ برد جانب خدا

[1] سورہ النباء ۷۸ : ۳۱ [2] سورہ البقرہ ۲ : ۱۹۴ ۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"بیشک ڈر والوں کو انکی مراد ملتی ہے"۔

(دوبارہ) ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"بیشک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے"۔

(پس) جو کوئی بغیر تقویٰ کے فقیری و درویشی اور معرفت خداوندی کا دعویٰ کرے، وہ دروغ گو اور جھوٹا ہے۔ اور تقویٰ کے چار حروف ہیں۔ یعنی ت، ق، و، ی۔ تقویٰ والے کو دو "ت" چاہئیں۔ ایک ت ترک کی۔ دوسری ت توکل کی۔ صاحب تقویٰ کو دو "ق" چاہئیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر ہو۔ دوسرا ق اپنے نفس پر قادر ہونے کا صاحب تقویٰ کو دو "و" چاہئیں۔ ایک و واحد کی۔ دوسری و غرق وحدت کی۔ تقویٰ والے کو دو "ی" چاہئیں۔ ایک "ی" یگانہ بحق کی۔ دوسری ی یاری حق تعالیٰ کی۔ تو جانتا ہے کہ تقویٰ پرہیزگاری، مخفی عمل، بے ریا، اللہ کے ہاں قبول ہونے والا نیک اور صالح عمل کو کہتے ہیں۔ اور نیک، صالح عمل اور اللہ کے ہاں قبول ہونے والے مخفی عمل سے بندہ کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات سے نجات حاصل ہوتی ہے یعنی تصور راز۔ اور اصل باطن کا تقویٰ ہے۔ کیونکہ باطن کا راز باطن کی ریاضت سے خلقت کی ریاکاری کی شہرت سے مبرا کر دیتا ہے۔ اور متقی اس کو کہتے ہیں کہ جسے دائمی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میسر ہو۔ اور یہ مراتب (صرف) تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسا متقی ظاہری ریاضت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا (اس لیے) کہ کافر لوگ بھی بکثرت ریاضت کرتے ہیں۔ ہم کو تو اُن سے خلاف کرنا چاہیے۔ کیونکہ مؤمن عارف کو راہ راز اسم اللہ سے کامل طور پر کھلتی ہے۔ اس لیے کہ تقویٰ اسم اللہ کی لپیٹ میں ہے۔ اور اسم اللہ اور اسم اعظم کے بغیر تقویٰ اور حضوری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہوتی۔ خواہ ریاضت میں سر پتھر پر دے مارے۔

بیت

اے باہوؒ! خدا کے لیے تقویٰ کا اظہار کر۔ ریاکاری کے بغیر تقویٰ اللہ تعالیٰ کی جانب لے جاتا ہے۔

ہرکہ یافت از اسم اللہ یافت و از اسم اللہ چہار اسم برآید۔ اوّل اسم اللہ کہ ذکر اُو افضل است۔ چون از اسم اللہ الف رفت لِلہ شد۔ ذکر لِلہ فیض اللہ است و چون از لِلہ لام رفت، لہٗ شد، ذکر لہٗ عطا است و چون لام دوم رفت، ہُو ماند۔ ذکر ہُو عنایت است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ[1]

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ذکر اللہ حضور و ذکر لِلہ مسرور و ذکر لہٗ مقہور یعنی قہر کردہ شدہ بر نفس و ذکر ہُو مغفور۔ این ہر مراتب از برکت و دولت شریعت مشرف محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

بدانکہ شخصی نماز استخارہ از برای نیت مُرشد دست بیعت تلقین، وقت شب نماز استخارہ خواند و آن بزرگ صاحب ارشاد مر اُو را در خواب تلقین کرد و ذکریکہ تلقین باطن بود، ظاہر گشت۔ آن شخص صاحب استخارہ را اعتقاد درست شد و پیش آن بزرگ ملازمت نمود و آن بزرگ گفت: ای فلان شمارا تلقین در باطن فلان جا کردہ بودم، چہ احتیاج آمدن تو؟ پس بدین طریق شخصی طالب و مُرشد ہر دو خام ناتمام اند۔

مصنفؒ میگوید کہ این چنین ذکر طالب را پائدار نماند، تا آنکہ آن کس را مُرشد در باطن بحضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نبرد۔ از آن حضوری تلقین تعلیم نہ کنانند و یا آنکہ بحکم سرور عالم بر آن مقام باطن دست بیعت کند۔ این چنین تلقین از حضوری در وجود طالب چہار ذکر مجموعۂ لازوال جاری گردد و طالب اللہ بمشاہدۂ نور اللہ، فنا فی اللہ، فنا نفس و بقاء رُوح با وصال۔ مُرشد یکہ این چنین تلقین نہ کند، خام خیال باشد۔

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۵۵

جس کسی نے پایا، اسم اللہ سے پایا۔ اور اسم اللہ سے چار اسم (حرف) نکلتے ہیں یعنی اوّل اسم، اسم اللہ ہے کہ جس کا ذکر افضل ہے۔ جب اسم اللہ سے الف ہٹا دیا، تو لِلہ رہا۔ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب لِلہ سے لام ہٹا دیا، تو لہٗ رہ گیا۔ اسکا ذکر عطاء اللہ سے ہے۔ اور جب دوسرا لام ہٹایا گیا، تو ہُو رہ گیا۔ ہُو کا ذکر عنایت اللہ سے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں"

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ہے۔

(دوسری تشریح اس کی یہ ہے کہ، ذکر اللہ سے حضور، ذکر لِلہ سے مسرور اور ذکر لہٗ سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکر ہُو سے مغفور ہے۔ یہ سب مراتب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و سعادت سے ہیں۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے (اور یہ واقعہ ہے) کہ ایک شخص نے نماز استخارہ کی نیت سے پڑھی کہ میں کسی بزرگ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اس بزرگ نے کہا! میں نے اس کو خواب میں تلقین کی اور وہ ذکر کہ باطن میں تلقین تھا، ظاہر ہُوا۔ اس بزرگ صاحب استخارہ کا اعتقاد صحیح ہُوا۔ اور وہ شخص اس بزرگ کے رُوبرو حاضر ہُوا۔ پھر اس بزرگ نے کہا۔ اے فلاں! فلاں جگہ باطن میں میں نے تجھے تلقین کی تھی، یہاں تیرے آنے کی کیا حاجت تھی؟ پس اس طریق سے طالب شخص اور مُرشد ہر دو ناقص ہیں۔

مصنفؒ (فقیر باہوؒ) فرماتے ہیں کہ اس قسم کا ذکر طالب کیلئے پائیدار نہیں رہتا جب تک مُرشد کامل اُس طالب کو باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں نہ لے جائے، اور اس کو بارگاہ رسالت پناہ ہی سے تعلیم و تلقین نہ کرائے، اور یا یہ کہ وہ شخص حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس مقام باطن میں دست بیعت نہ ہو۔ اس قسم کی تلقین حضوری طالب کے وجود میں چار ذکر مجموعۂ لازوال کے ساتھ جاری ہو جاتی ہے۔ اور طالب اللہ کو نور اللہ، مقام فنا فی اللہ، فنا نفس اور بقاء رُوح با وصال کا مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ جو مُرشد ایسی تعلیم و تلقین نہ کرے۔ وہ ناقص اور خام خیال ہے۔

الغرض آنکہ این نہ مُرشد اند کہ ظاہر آدم صورت و باطن شیطان دیو سیرت کہ تلقین کنند بدم بستن۔

دانی کہ دم با داست و با دبدم در وجود است۔ ذکریکہ دم با داست، آنرا ذکر نتوان گفت۔ گویا بربادا ست کہ با دم خدای تعالیٰ را سگ و خرہم یاد میکند۔ پس سگ و خر ولی نمی شود۔

در وجود مقام ذکر دو جا راست:

یکی سینہ کہ مقام قلب دل۔

دوم مقام ذکر سر است کہ مقام رُوح در دماغ۔

پس ذکر تعلق بدل و رُوح دارد۔ چون مُردہ دل بذکر اللہ زندہ شود، آنرا زندہ دل گویند و چون زندہ دل باسم تصور اسم اللہ بیدار شود بزندگی رُوح، آن را ذکر نسیان شود۔ و دوام بمشاہدۂ نُور اللہ غرق دیدار۔ بی مثل و بی مثال اینست مراتب وصال غرق بموجب این آیت:۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[1]

دانی کہ دل مثل ہدف است و ذکر مانند تیر و فکر مثل کمان۔ دلی کہ دوام بذکر تیر زخمی شود، تمام وجود اُو لخت لخت شود۔ این چنین صاحب دل دوام بگریہ و بدرد بہ فنا نفس، بلکہ از چشم اُو خون برآید۔ این چنین ذاکر قلبی را ذکر بجان است کہ در آن وجود نہ در آید شیطان۔ وجودیکہ تمام در ذکر گرفت، از آن وجود شیطان می گریزد، چنانچہ گریزد کافر از کلمۂ طیب۔ این چنین ذاکر قلبی را مع اللہ پیوست الست از آن روز

[1] سورہ بنی اسرائیل ۱۷: ۷۲

الغرض یہ مُرشد (حقیقی) نہیں ہیں، جو ظاہری طور پر آدمی کی صُورت اور باطن میں شیطان دیو کی سیرت ہیں، کہ جو دم کے روکنے کی تلقین کریں۔

(اے طالب صادق!) تُو جانتا ہے کہ دم ہوا کے ساتھ ہے اور ہوا دم کے ساتھ وجود میں ہے۔ ایسا ذکر جس کا تعلق ہوا کے دم کے ساتھ ہے، اس کو ذکر نہیں کہہ سکتے۔ گویا وُہ برباد ہے۔ اس لیے کہ دم کے ساتھ کُتّا اور گدھا بھی (سب جانور) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پس کُتّا اور گدھا ولی نہیں ہوتے۔ (اس سے معلوم ہُوا کہ خُدا کی یاد سے کوئی دُنیا میں خالی نہیں)۔

انسان کے وجود میں ذکر کے مندرجہ ذیل دو مقام ہیں:۔

ذکر کا پہلا مقام سینہ میں ہے کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔

ذکر کا دوسرا مقام: دوسرا مقام سر میں ہے جس کا تعلق دماغ میں رُوح کے ساتھ ہے۔

پس ذکر دل اور رُوح کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جب مُردہ دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو جاتا ہے، تو اس کو زندہ دل کہتے ہیں۔ اور جب زندہ دل تصور اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہو جاتا ہے، تو زندگی میں اُس کی رُوح کو ذکر سے نسیان ہو جاتا ہے۔ اور وُہ دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نُور کے مشاہدہ میں غرق دیدار رہتا ہے۔ وصال غرق کے مراتب کی تائید حسب ذیل آیہ کریمہ سے ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو یہاں اندھا ہے، وُہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

(اے طالب صادق!) (تُو اچھی طرح) جانتا ہے کہ دل (عارف) مثل ہدف کے ہے۔ اور ذکر تیر کی مانند ہے۔ اور فکر کمان کی طرح ہے۔ (پس) وُہ دل جو ہمیشہ ذکر کے تیر سے زخمی ہوتا رہتا ہے، اس سبب سے اُسکا تمام وجود ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اس طرح کا صاحبدل دائمی طور پر روتا رہتا ہے۔ اور اگر درد کے ساتھ فنائے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اس کی آنکھ سے خون بہنے لگتا ہے۔ ایسے ذاکر قلبی کا ذکر جان سے ہوتا ہے، ایسے ذاکر کے وجود میں شیطان کا گذر نہیں ہوتا۔ جس انسان کا وجود تمام کا تمام ذکر میں مشغول ہو گیا، ایسے ذاکر کے وجود سے شیطان اس طرح بھاگتا ہے، جیسے کافر کلمۂ طیب سے بھاگتا ہے۔ ایسے ذاکر قلبی کے ساتھ اس روز الست سے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات پیوست ہو جاتی

مست در وجود اُو۔ ذکر ہمہ از دست در مغز و پوست۔ ہر کہ بدین طریق در آید و بداند از ہر دو جہان دست بیفشاند، اگرچہ نان این جہان می خورد، مشاہدۂ خود را بآن جہان می برد۔ این را زندہ دل ذاکر جاودان گویند۔ مقام علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین۔ چون بحق الیقین رسد، آن یقین مطلق حق شود یعنی در وجود اُو باطل نہ ماند۔ این چنین ذاکر مراتب را غرق نُور نوادر گویند۔ مقام نوادر آنست کہ عارف باللہ در مقام نوادر بر نفس خود قادر کہ درین مقام نفس لباس دل سلیم و رُوح ریحٔ پوشد۔ این چنین نفس را مطمئنہ گویند و صاحب نفس مطمئنہ را بر زبان تسبیح و بہ دل تصدیق صحیح سرمدی و سروری۔ سرّ اُو از طالب محرم راز رسد۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

وحقیقت را مقام رُوح است یعنی قُرب اللہ وصال و معرفت مقام سرّ است یعنی غرق مشاہدۂ ربوبیت نور اللہ جمال۔

ہفتاد ہزار حجاب ظلمانی درمیان شریعت و طریقت است۔ و ہفتاد ہزار حجاب درمیان حقیقت و معرفت است۔ دو لکھ و ہفتاد ہزار حجاب را مُرشد طالب اللہ را ہفت روز از تصور اسم اللہ بی حجاب گرداند، آنرا مُرشد صاحب نظر کامل مکمل گویند۔

بدانکہ ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، محاسبہ، طیر سیر، طلب، این ہمہ مقام در طلب طریقت است و در طریقت طالب اللہ را تجلی وجود و حوصلہ وسیع شود کہ طلب طاعت بخشد و ذکر ذوق الٰہی بخشد و فکر فیض فرحت بخشد و مراقبہ ملاقات دست مصافحہ۔

در باطن انبیاء و اولیاء بخشد و مکاشفہ میل از دل بردارد و صفائی بخشد و از محاسبہ در وجود ذکر بیحساب گردد۔ اگر ہفتاد ہزار صاحب طریقت ذاکر را یکجا جمع کنی، بمرتبۂ صاحب

ہے۔ وُہ اپنے وجود میں مست رہتا ہے۔ ایسے ذاکر قلبی کے مغز و پوست میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔ جو کوئی اس طریق سے داخل ہوتا ہے اور جانتا ہے، وُہ دونوں جہانوں سے دستکش ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وُہ روٹی اس جہاں کی کھاتا ہے، مگر مشاہدۂ حق کے لیے وُہ اپنے آپ کو دوسرے جہاں (آخرت) میں لے جاتا ہے۔ ایسے زندہ دل کو ذاکر جاودان کہتے ہیں۔ اس کو مقام علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ جب وُہ حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، تو وُہ یقین حق مطلق ہو جاتا ہے یعنی اسکے وجود میں باطل نہیں رہتا۔ ایسے مراتب کے حامل ذاکر کو غرق نُور نوادر کہتے ہیں۔ مقام نوادر وُہ ہے کہ عارف باللہ مقام نوادر میں اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں نفس دل سلیم کا لباس پہن لیتا ہے اور رُوح خوشبودار ہو جاتی ہے۔ ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفس مطمئنہ والے کی زبان پر تسبیح اور دل میں صحیح تصدیق الٰہی ہوتی ہے۔ طالب اسرار الٰہی سے محرم راز تک پہنچ جاتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اور حقیقت کا مقام رُوح ہے یعنی وصال قُرب الٰہی اور معرفت مقام سرّ ہے۔ یعنی غرق مشاہدۂ ربوبیت نور اللہ جمال۔

(اے طالب صادق!) شریعت اور طریقت کے مابین ستر ہزار حجاب ظلمانی ہیں۔ اور ایسے ہی مابین حقیقت اور معرفت کے ستر ہزار حجاب ہیں۔ (پس) جو شخص کہ طالب اللہ کو دو لکھ ستر ہزار (حجاب ظلمانی سے) سات یوم میں (محض) تصور اسم اللہ سے بے حجاب کر دے، وُہ مُرشد صاحب نظر کامل مکمل ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ مقام طریقت میں مقامات ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، محاسبہ، مقام طیر، سیر اور مقام طلب ہیں۔ اور مقام طریقت میں طالب اللہ کو تجلی وجود نصیب ہوتی ہے۔ اور اسکا حوصلہ وسیع ہوتا ہے، اس لیے کہ طلب سے طاعت، اور ذکر سے ذوق الٰہی اور فکر سے فیض و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات (دوست) اور دست مصافحہ سے بیعت ہے۔

(پس) یہ مقام باطن میں اولیائے کرام اور انبیائے عظام کے ہیں۔ اور مکاشفہ سے دل کی کدورت رفع ہوتی ہے اور باطن میں صفائی ہوتی ہے اور محاسبہ سے وجود

مذکور حقیقت نمی رسند و اگر ہفتاد ہزار صاحب مذکور الہام حقیقی حق را جمع میکنی، بمرتبۂ صاحب معرفت عارف باللہ فنا فی اللہ نمی رسند۔

و اگر ہفتاد ہزار صاحب معرفت عارف باللہ فنا فی اللہ را یکجا جمع بکنی، بمرتبۂ عوارف معشوق اللہ بقا باللہ نمی رسد و بمرتبۂ بقا باللہ حی دارین مواحد غرق دوام فی الوحدت فنا فی النور بقا با قرب حضور مغفور، کہ این مراتب لامکان است۔ در وہم و فہم نگنجد لاحد ولا عد۔ ہر کہ باین جا رسد، فقیر است والا نہ دام و گرانی کور چشم بی نظر است۔

بدانکہ عاشق و عارف باللہ واصل اللہ ولی اللہ را ابتداء در وجود ہفت آتش شب و روز می سوزد، چنان سوزد چنانچہ آتش ہیزم خشک را۔ ہر اعضا ہیزم او و چون آتش ذکر، فکر و شوق و اشتیاق و مراقبہ، محاسبہ (مکاشفہ) و غرق مع اللہ حضوری۔

و زاہد ظاہر بد و آتش میسوزد، چنانچہ آتش تشنگی و آتش گرسنگی بحالہ اگر عاشق از آتش محبت الٰہی آہ کشد و یا از جلالیت نظر کند، آنچہ بروی زمین است از مشرق تا مغرب ہمہ سوختہ گردد و خاکستر شود، از بود نابود گرد۔

اگر تمام زاہدان روی زمین را یکجا جمع کنی، از نیم نظر عاشق عارف باللہ ہمہ سوختہ شوند۔ زاہد را چہ قدرت است کہ پیش عاشق عارف باللہ دم زند کہ عاشق عارف باللہ صاحب تصوف است و تصوف بر ہر علم غالب آید۔

تصوف چہ معنی دارد؟ تصوف صحیح صفائی دل، سخنان خدا تعالیٰ مطلق توحید ربانی

میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار صاحب طریقت ذاکروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے، تو پھر بھی وہ صاحب مذکور حقیقت کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور اگر ستر ہزار صاحب مذکور الہام حقیقی حق کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے، تو وہ صاحب معرفت عارف باللہ فنا فی اللہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

اور اگر ستر ہزار صاحب معرفت عارف باللہ فنا فی اللہ کو ایک جگہ جمع کیا جائے، تو وہ عارفین معشوق اللہ بقا باللہ کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حی الدارین اور مواحد کا استغراق حق دوام فی الوحدت اور فنا فی النور ہے کہ جو بقائے با قرب حضور مغفور ہے۔ اس لیے کہ یہ مراتب لامکان کے ہیں۔ جو انسان کے وہم و فہم میں نہیں سما سکتے۔ ان مراتب کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی کوئی شمار، جو کوئی اس مقام تک پہنچتا ہے، وہ فقیر ہے، ورنہ بے نوا، کور چشم اور بے بصارت ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ عاشق، عارف باللہ اور واصلین الی اللہ کے ہاں ابتداء میں ان کے وجود میں سات جگہ شب و روز آگ جلتی ہے۔ اور یہ آگ انہیں ایسا جلاتی ہے جس طرح کہ خشک لکڑی کو جلاتی ہے۔ اُنکا ہر عضو ایندھن بن جاتا ہے۔ مثلاً پہلی آگ ذکر کی ہے۔ دوسری آگ فکر کی ہے۔ تیسری آگ شوق و اشتیاق کی ہے۔ چوتھی آگ مراقبہ کی، پانچویں آگ محاسبہ کی، چھٹی آگ مکاشفہ کی اور ساتویں آگ غرق مع اللہ حضوری کی۔

ظاہری زاہد دو آتش سے مل کر جلتا ہے۔ بھوکا رہنے کی آگ اور پیاسا رہنے کی آگ سے اپنی (اصلی) حالت پر آتا ہے۔ اگر عاشق محبت الٰہی کی آگ سے آہ کھینچے اور یا قہر کی نگاہ سے (کسی طرف) دیکھے، تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ روئے زمین پر ہے، سب کچھ جل جائے، خاکستر ہو جائے، اور ہر ایک چیز ہست سے نیست ہو جائے۔

اے طالب صادق!) اگر تو روئے زمین کے تمام زاہدوں کو اکٹھا کرے، تو وہ عاشق عارف باللہ کی نیم نظر سے سب جل جائیں۔ زاہد کی بھلا کیا طاقت ہے کہ عاشق عارف باللہ کے سامنے دم مار سکے۔ اس لیے کہ عارف باللہ صاحب تصوف ہوتا ہے۔ اور (علم) تصوف ہر علم پر غالب آتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ تصوف کے کیا معنی ہیں؟ صحیح تصوف صفائی

راگویند و عالم اہل تصوف، عارف باللہ را زبان سیف اللہ شود و علم تصوف چہار سلک است بہ چہار گواہ و بہ چہار مقام و بہ چہار راہ۔

اوّل سلک سلوک تصوف خاص الخاص طریق کہ آن شریعت است۔

دوم سلک سلوک تصوف از موئی راہ باریک تر کہ آن طریقت است۔

سوم سلک سلوک تصوف حقائق نکات برکات بحق ذات مشکل پسند، دقائق دقیق تحقیق کہ آن حقیقت است۔

چہارم سلک سلوک تصوف توحید دریای معرفت الٰہی لانہایت و بی پایان دریای عمیق کہ آن معرفت است۔

علم تصوف علم توحید است و علم توحید با علم فقہ است و علم فقہ با علم حیا است و علم حیا بدرد داغ دل محبت مولیٰ۔ علم تصوف بر سر ہر علم اولیٰ است از برای آنکہ علم تصوف توحید با ایمان است و ہر کہ علم تصوف دوام مطالعہ نکند، با حرص پریشان است۔

جمعیت از علم تصوف رحمٰن و پریشانی از علم دُنیا شیطان۔
نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا

سلک سلوک از معرفت مولیٰ راہ است۔ ہر کہ طلب مولیٰ نکند و علم تصوف و معرفت مولیٰ نخواند، طالب دُنیا گمراہ است۔ و تصوف چہار حروف است:۔

تَ صَ وَ فَ۔ از حرف "ت" تصرف کند خود را براہ مولیٰ۔ بہا و لقاء و مال خود را تصرف کند بارواح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و از حرف "ص" صراط المستقیم و از حرف "و" وعدہ خلافی نکند و از

دل کا نام ہے۔ اور احکام خداوندی کو ماننے اور مطلق توحید ربانی جاننے کو کہتے ہیں۔ اور اہل تصوف عالم عارف باللہ کی زبان سیف اللہ ہو جاتی ہے۔ اور علم تصوف چار سلک پر مشتمل ہے۔ اس سلک پر چار گواہ، چار مقام اور چار راستے ہیں۔

(وہ چار گواہ مندرجہ ذیل ہیں):۔

پہلا گواہ :۔ سلک سلوک تصوف میں خاص الخاص طریق ہے، جس کا تعلق شریعت سے ہے۔

دوسرا گواہ :۔ سلک سلوک تصوف میں بال سے باریک تر (اور تلوار سے تیز) راہ ہے، جس کو طریقت کہتے ہیں۔

تیسرا گواہ :۔ سلک سلوک تصوف میں حقائق نکات برکات بحق ذات مشکل پسند، دقائق دقیق تحقیق سے ہے، جس کا تعلق مقام حقیقت سے ہے۔

چوتھا گواہ :۔ سلک سلوک تصوف میں دریائے معرفت خداوندی اور بیحد و بے پایاں دریائے عمیق کی توحید سے ہے، جس کا تعلق مقام معرفت سے ہے۔

(دراصل) علم تصوف علم توحید ہے۔ اور علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے۔ اور علم فقہ کا تعلق علم حیا کے ساتھ ہے۔ اور علم حیا کا تعلق درد داغ دل محبت مولیٰ سے ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) علم تصوف ہر علم پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ علم تصوف توحید بالایمان ہے۔ اور جو کوئی علم تصوف کا برابر مطالعہ نہیں کرتا، وہ باحرص و پریشان ہے۔

علم تصوف سے اطمینان رحمانی ہے۔ اور علم دُنیا سے پریشانی (اور سراسر) کار شیطانی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا

سلک سلوک معرفت خداوندی کی راہ ہے۔ جو کوئی مولیٰ کی طلب نہیں کرتا اور علم تصوف اور معرفت مولیٰ کا مطالعہ نہیں کرتا، وہ طالب دُنیا ہے۔ اور گمراہ ہے۔ تصوف کا لفظ چار حروف میں منقسم ہے :۔

تَ، صَ، وَ، فَ۔ حرف تَ سے مُراد یہ ہے کہ راہ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے۔ اور ارواح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہا و لقاء اور اپنے مال کا تصرف کرے۔ اور حرف "ص" سے مُراد صراط مستقیم ہے۔ (یعنی سیدھی راہ صراط مستقیم ہے) یعنی سیدھی راہ پر چلنا اور حرف "وَ" سے مُراد وعدہ خلافی نہ کرنا یعنی

حرف "ف" فتح القلوب فنا النفس گردد۔ ہر کہ بدین صفتہا موصوف نگردد، آنرا صاحب تصوف نتوان گفت۔ علم تصوف از علم اللہ است یعنی از علم الف علم الف کشاید۔ اینست علم:۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [1]

علم کُل وعقل کُل و درجات کُل، لیکن علم کُل را جُز بقال نہ برند با حوال کشند و مراتب احوال آنست کہ ظاہر بمردم عام و باطن بمعرفت مولیٰ تمام چنین مع اللہ دوام۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [2]

عارف باللہ را معرفت مع اللہ چنین باید۔ چنانچہ سلطان بایزیدؒ می فرماید کہ سی سال دوام بخدا ہمسخن بودم و خلق می دانست کہ با ہمسخن است۔ قال عارف دیگر و حال عارف دیگر، چنانچہ قصہ موسیٰؑ و خضرؑ کہ در سورۃ کہف واقع است کہ کشتی را خرق کرد و دیوار شکستہ را بنا کرد و بچہ را کشت۔ کار خضرؑ براہ و نظر موسیٰؑ بر گناہ و ہمچنان فقیر عارف باللہ را بر حال و احوال و مقام آگاہ۔ حال، ماضی و مستقبل در نظر او نگاہ۔

بنا بران از ہر عبادت بہتر است نظر عارف باللہ نیم نگاہ۔

بیت

از گناہ نیم سوزش آہ من درمیان کفر و ایمان راہ من

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۳۱ [2] سورہ الانعام ۶ : ۱۱۶

وعدہ خلافی نہ کرے اور حرف "ف" سے مراد فتح القلوب اور فنا فی النفس ہوتا ہے۔ (پس) جو کوئی ان صفات سے متصف نہیں ہوتا، اسکو صاحب تصوف نہیں کہہ سکتے۔ (دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں کہ) علم تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف سے علم الف کھلتا ہے۔ یہ ہے علم:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور اللہ نے آدمؑ کو سب چیزوں کے نام سکھلا دیئے"

صوفیاء کا کہنا ہے کہ یہاں کُل اسم سے مراد کُل علم، کُل عقل اور کُل درجات ہیں لیکن علم کُل کو صرف قال تک ہی نہ لے جائیں، بلکہ حال تک لے جائیں۔ اور احوال کے مراتب یہ ہیں کہ ظاہر میں تو عام لوگوں کے ساتھ ہوں، مگر باطن میں کُلی طور پر ہمیشہ معرفت خداوندی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور تیرے رب کی بات پوری سچی ہے اور انصاف کی۔ اس کی بات کو کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہی ہے سُننے والا جاننے والا"

(پس اے طالب صادق!) عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہیے جیسا کہ حضرت سُلطان بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس سال مسلسل اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام رہا، لیکن خلقت یہ سمجھتی رہی کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔ عارف کا قال اور ہے اور عارف کا حال بھی اور ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ سورۃ کہف میں بیان ہوا ہے کہ حضرت خضرؑ نے (ایک) کشتی میں سوراخ کر دیا، شکستہ دیوار کو تعمیر کر دیا اور بچہ کو قتل کر دیا۔ (پس) حضرت خضرؑ کا کام راہ پر تھا۔ اور حضرت موسیٰؑ کی نظر گناہ پر تھی پس اسی طرح فقیر عارف باللہ ہر حال و احوال اور ہر مقام سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور حال، ماضی، اور مستقبل اسکی نگاہ میں ہوتا ہے۔

(صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ) اسی بنا پر ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نیم نگاہی نظر بہتر ہے۔

بیت

آدھی سوزش گناہ سے میری آہ و زاری عبارت ہے۔ ایمان و کفر کے درمیان میرا راستہ ہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ [1]

بیت

در مطالعہ رفت عمری بی خبر از راہ فاضلان را معرفت بطلب وحدت از الٰہ

بدانکہ بعضی فقیر آن را بہ ہیچ حال جمعیت و سکونت و قرار نشست نگیرند کہ ہمیشہ در سیر سفر، ہرگز آرام نگیرند۔ اگر کسی با ایشان ہزار دلداری و غم خواری کند و نذر و نیاز دھند، ہر جا کہ باشند بطریق مسافر و پریشان احوال، حکمت اینست کہ این طائفہ اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ [2] بگوش آواز فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ [3] شنیدہ اند۔ دوام اُو از فقر بمد نظر اِلَّا اللّٰہُ چنانچہ مد نظر آفتاب ذرہ، بیقرار۔ ہمچنان عارفان از خلق فرار۔

باید دانست کہ شوق محبت و معرفت الٰہی غالب است و مکان ایشان لامکان است و جان ایشان آنجہان است۔ از برای این جسم ایشان پریشان۔ این دو طائفہ در حکم ہیچ کس نباشند۔ یکی ظل اللہ بادشاہ، دوام فقیر ولی اللہ صاحب سر اسرار الٰہ۔

بیت

باہُو نفس را رُسوا کُند بہر از گدا بر ہر دری قدمی رود بہر از خُدا

ہر محلہ و شہر و دہ بہ برکت اقدام قائم مقام درویشان است۔ گردیدن و سیر فقراء

[1] مسلم، الخ
[2] ملفوظات غوثیہ
[3] سورہ الذاریٰت، ۵۱ : ۵۰

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے"۔

بیت

(افسوس صد افسوس!) میری تمام عمر مطالعہ میں ہی گزر گئی۔ اور معرفت خداوندی سے بے خبر رہا۔ فاضلوں کو معرفت اللہ تعالیٰ سے وحدت طلب کرنے پر نصیب ہوتی ہے۔

(اے طالب صادق!) بعض فقراء کو کسی حال میں بھی سکون (قلب) طمانیت اور بیٹھنے سے قرار نہیں آتا۔ وہ ہمیشہ سیر و سفر میں رہتے ہیں اور ہرگز آرام نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص ان کے ساتھ ہزار دلداری اور غمخواری کرے۔ اور انہیں نذر و نیاز (بھی) دیں، یہ جس جگہ رہیں، مسافروں کی طرح پریشان احوال رہتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ گروہ اللہ تعالیٰ کے لیے انس رکھتا ہے اور غیر اللہ سے انہیں وحشت ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے کانوں میں "اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو" کی آواز سنی ہوتی ہے۔ یہ گروہ فقر کے حوالے سے ہمیشہ نظر اللہ تعالیٰ پر رکھتا ہے، جس طرح کہ ذرہ کی نظر آفتاب پر بیقرار رہتی ہے۔ اسی طرح عارف لوگ (دائماً) مخلوق سے بیزار رہتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ اُن کا شوق محبت اور معرفت خداوندی ان پر (دائمی طور پر) غالب رہتی ہے۔ اور اُنکا مکان لامکان سے ہوتا ہے، اور انکی جان دوسرے جہان (یعنی جان جاناں) کی طرف لگی رہتی ہے۔ اس جسم کے لیے (جو عالم اسباب سے ہے) وہ پریشان حال رہتے ہیں۔ بعض صوفیاء کا قول ہے کہ یہ دو گروہ کسی شخص کے حکم میں نہیں ہوتے۔ ایک ظل اللہ یعنی وقت کا بادشاہ اور دوسرا فقیر ولی اللہ جو رب تعالیٰ کے رازوں کا علم رکھتا ہے۔

بیت

باہُو گداگری کر کے اپنے نفس کو رُسوا کرتا ہے۔ اور خُدا کی خاطر ہر دروازہ پر جا کر قدم رکھتا ہے۔ (یعنی ہر دروازہ پر جا کر خُدا کیلئے سوال کرتا ہے)۔

ہر محلہ اور شہر اور گاؤں درویشوں کی برکت سے قائم ہیں۔ فقراء کا پھرنا اور سیر کرنا

از حکمت خالی نیست۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ ط

وقدم فقیر وسخن فقیر وتوجہ فقیر و وہم فقیر وقہر فقیر والتفات فقیر وفیض فقیر از ہیچ حکمت خالی نہ گردد کہ اصل ایشان اسم اللہ بر وصال است وحال فقیری وبال است۔

مثنوی

از علم عالم نہ شد واصل حضور — از علم عالم نہ شد کشف القبور
تُو بر علم مغرور از حق دُور تر — از علم عالم نہ شُد صاحب نظر
در مطالعہ علم باشی صبح وشام — کس نیابد معرفت از علم نام
طلب مُرشد راز کُن باطن صفا — تا ترا حاضر کُند با مصطفیٰ
سر بسر علمی بود از قیل وقال — بہ بود لب بستہ خاموشی وصال

علم از برای تقویٰ تقویت معرفت الٰہی کہ مطلق زاد راہ است۔ ہر کہ زر جمع کند، در طلب مراتب عزّ وجاہ دُنیا، گمراہ است، علم خلاصۂ خاص است فقہ دین ہر کہ طلب کند دُنیا اُو را بمین۔

مثنوی

ای عالم نادان تُو در علم غروری — نزدیک تو بمعبود نہ بلکہ تُو دُوری

لہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۲ ص ۸۰۔

حکمت سے خالی نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔ "حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا"۔

(ایسا ہی) فقیر کا قدم، اور فقیر کی توجہ، اور فقیر کا وہم اور فقیر کا غضب، اور فقیر کی التفات، اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا، کیونکہ انکی اصل اسم اللہ کے وصل پر ہے۔ اور فقیر کا حال لاوبال ہے۔

مثنوی

عالم کو علم سے وصل وحضوری نہیں ہوتی۔ عالم کو علم سے کشف القبور حاصل نہیں ہوتا۔

(اے مخاطب!) تُو علم پر مغرور ہے، اس لیے حق تعالیٰ سے بہت زیادہ دُور ہے۔ عالم علم کی وجہ سے صاحب نظر نہیں ہو جاتا۔

تو صبح وشام علم کے مطالعہ میں مشغول ہے۔ (آجتک) کسی نے علم سے (کامل) معرفت خداوندی نہیں پائی ہے۔

(اے طالب صادق!) تُو باطن صفا مُرشد سے راز خداوندی کو طلب کر تاکہ وُہ تجھ کو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کر دے۔

علم سراسر قیل وقال ہے، بہتر ہے کہ (انسان) لب بستہ ہو اور خاموشی اختیار کرے، اس سے وصال خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

جو علم تقویٰ حاصل کرنے کے لیے حاصل کیا جائے، وُہ معرفت الٰہی کے حصول کیلئے تقویت کا باعث ہے اور عاقبت کیلئے بہترین زاد راہ ہے۔ جو کوئی دُنیا کے مراتب عزّ وجاہ کی طلب میں دولت اکٹھی کرتا ہے، (اور علم کو اس کا ذریعہ بناتا ہے) وُہ گمراہ ہے علم خلاصۂ خاص ہے۔ جو کوئی فقہ دین کے ذریعے دُنیا طلب کرتا ہے، اس کو خاطر میں نہ لا۔

مثنوی

اے نادان عالم! تُو علم پر غرور کرتا ہے۔ تیرے نزدیک معبود نہیں ہے، بلکہ تُو خود (اس سے) دُور ہے۔

کشاف وہدایہ اگر امروز بخوانی　　تا خدمت خاصان نکنی ہیچ ندانی

⁂

علم آنست ظاہر حضوری ضروری علمی کہ باطن معرفت بمولیٰ می برد۔ بقرب وصال اللہ، غرق نوری۔ ہر کہ خدمت خدا پرستان کند، مخدوم و ہر کہ منکر اولیاء اللہ او از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم محروم است۔

مثنوی

وقت را ضائع مکن ای جان من　　اسم اللہ را بگو با ہر سخن
ہر کہ غفلت می کند اسم از الٰہ　　ہیچ زین ہرگز نباشد سر گناہ
عارفان را اسم اللہ شد نصیب　　نقش شیطان در نگنجد با حبیب
یا ہُوا! با اسم اللہ دل بکوش　　اسم اللہ را چہ داند خود فروش

⁂

فرمود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :۔
سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ [1]
پس دیگری چہ باشد کہ دم زند؟ در وجود آدمی چہار دوستی می باید و ازین چہار دوستی چہار دشمن می کشاید :۔
اوّل دوستی خدای تعالیٰ ۔
دوم دوستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

[1] راحت القلوب از حضرت نظام الدین اولیاءؒ۔

تفسیر کشاف اور ہدایہ کو اگر تو روزانہ پڑھ بھی لے (تو بھی کچھ حاصل نہ ہوگا) جب تک تو خاص الخاص بزرگوں کی خدمت نہیں کرے گا، کچھ نہیں جانے گا۔

علم وہ ہے کہ ضروری علم کی ظاہر حضوری باطن میں معرفت مولیٰ کی طرف لے جائے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میسر آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نور میں غرق ہو جائے۔ جو کوئی خدا پرستوں کی خدمت کرتا ہے، وہ مخدوم ہوتا ہے جیسا کہ سعدی شیرازی نے کہا :۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد　　ہر کہ خود را دید او محروم شد

یعنی خدمت کرنے سے عظمت ملتی ہے اور انسان خادم سے مخدوم ہوتا ہے۔
اور جو کوئی اولیاء اللہ کا منکر ہے، وہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہے۔

مثنوی

اے میرے جانی دوست! وقت کو برباد مت کر۔ اور ہر بات میں اللہ تعالیٰ کا نام لے۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نام (کے ذکر) سے غفلت کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہرگز کوئی اور گناہ نہیں۔

عارفوں کے مقدر میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنا لکھا ہے۔ نفس اور شیطان حبیب یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نہیں سما سکتے۔

اے یا ہُوؔ! اللہ تعالیٰ کے نام (کے ذکر) کی دل سے کوشش کر۔ خود فروش (ریاکار انسان) بھلا اسم اللہ کو کیا جانے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔
"قوم کا سردار فقراء کا خادم ہوتا ہے۔"

پس کسی دوسرے کی کیا حیثیت ہے کہ (اس کے سامنے) دم مار سکے۔ آدمی کے وجود میں چار دوست ہیں۔ اور انکی دوستی کی سب کو ضرورت ہے۔ اور انہی چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں :۔

پہلی دوستی: اللہ تبارک و تعالیٰ کی دوستی۔
دوسری دوستی: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی۔

سوم دوستی علم قرآن ۔

چہارم دوستی فقر معرفت الٰہی ۔

ہرکہ دعویٰ دوستی خدا کند، با ذکر اللہ عزّ با فکر تمام نباشد و با دوستان خدای تعالیٰ دوستی ندارد، دعویٰ دوستی او با خدای تعالیٰ کذب است۔ وہرکہ دعویٰ دوستی محمد رسول اللہ علیہ وسلم و دوستی با صحابہ و آل و اولاد او و شریعت و بعلماء ندارد، دوستی او با محمد رسول اللہ علیہ وسلم چگونہ باشد؟ او کذاب است۔

وہرکہ دعویٰ دوستی بعلم قرآن مجید کند و عمل را درست ندارد و گمراہی و جہل را ترک ندھد، دوستی او بعلم قرآن مجید کذب باشد۔ وہرکہ دعویٰ دوستی فقر کند و دوستی با فاقہ ندارد و روی بمعرفت مولیٰ بہ محبت نیارد، دوستی او با فقر کذب نماید۔ دوستی خدا دشمنی شیطان است و از دوستی فقر دشمنی دُنیا و اہل دُنیا است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی[1]

مثنوی

علم دین را مفروش وامی دام گیر — طالب دُنیا کجا باشد فقیر
علم را قدری ندارد زر طلب — علم عالم چیست دانی بہر رب

❖

درمیان علماء و فقراء چہ فرق است؟ علماء صاحب ادب و صاحب شرع، وارث الانبیاء اند و فقراء تارک فارغ، صاحب ذکر و فکر، معرفت الٰہی،

[1] سورہ النّٰزعٰت ۷۹ : ۳۷ - ۴۰ ۔

تیسری دوستی : قرآن مجید کے علم کی دوستی ۔

چوتھی دوستی : فقر اور معرفت الٰہی کی دوستی ۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کی دوستی کا مدعی ہو اور ذکر الٰہی کے ساتھ پورے فکر کے ساتھ مستغرق نہ ہو اور خدای تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دوستی نہ رکھتا ہو، تو خداوند کریم کے ساتھ اس کا دوستی کا دعویٰ سب جھوٹ ہے۔ اور جو کوئی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ کرے اور آپ کے صحابہ کرام، آپ کی آل اور اولاد اور شریعت اور علماء کے ساتھ دوستی نہ رکھے، تو پھر اس کی دوستی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح ہو سکتی ہے؟ وہ دروغ گو اور جھوٹا ہے۔

اور جو کوئی قرآن مجید کے علم کے ساتھ دوستی کا دعویٰ کرے اور اس کے عمل کو درست نہ رکھے اور گمراہی اور جہالت کو ترک نہ کرے، تو اس کی دوستی قرآن مجید کے علم کے ساتھ جھوٹی ہوگی۔ اور جو کوئی فقراء کی دوستی کا دعویٰ کرے اور فقر و فاقہ کو دوست نہ رکھے اور معرفت مولیٰ کی طرف محبت کے ساتھ توجہ نہ کرے، تو اس کی فقراء کے ساتھ دوستی جھوٹی دکھائی دیتی ہے۔ خدا کے ساتھ دوستی گویا شیطان کے ساتھ دشمنی رکھنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح فقراء کے ساتھ دوستی گویا دُنیا اور اہل دُنیا کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"سو جس نے شرارت کی ہو اور دُنیا کا جینا بہتر سمجھا ہو، سو اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔"

مثنوی

دین کے علم کو فروخت مت کر، اس کی قیمت ہمیشہ رہنے والے (اللہ تعالیٰ) سے لے۔ دُنیا کا طالب (بھلا) فقیر کب ہو سکتا ہے؟

مال و دولت کا طالب علم کی قدر نہیں جانتا۔ کیا تو جانتا ہے؟ کہ عالم کا علم کیا ہے، یعنی کتنا ہے۔ یہ تو رب کریم ہی جانتا ہے۔

علماء اور فقراء کے درمیان کیا فرق ہے؟ علماء صاحب ادب، صاحب شرع اور انبیاء عظام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور فقراء تارک الدنیا، فارغ العقبیٰ، صاحب ذکر و

وارث فقر و خلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرق مع اللہ دوام با خدا است۔

علماء ہمیشہ روز و شب بتکرار مطالعۂ علم بہ قیل و قال مذکور و فقراء دوام مستغرق باشتغال اللہ، قرب وصال اللہ حضور است۔ علم عالم مبتدی صاحب مذکور و فقیر منتہی مع اللہ حضور۔ معلوم شد کہ ابتداء مذکور از برای حضور است۔ و علماء را مراتب اعلیٰ اُولُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ[1] اینہا نزدیک حق تعالیٰ و فقرا با قرب حق تعالیٰ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ[2]

غرق باسم اللہ ذات۔ بدانکہ درجات از برای ذات است و ذات خاص نصیب اولیاء اللہ خاصان را کردہ و ہر کہ طلب معرفت مولیٰ الٰہی کند، ہر آن کس شیخ المشائخ، عالم فاضل، متقی محرم سر اسرار، محقق، مخدوم۔ ہر کہ طلب مولیٰ نکند، مُردہ دل، حارص، حاسد، صاحب عُجب، متکبر، صاحب نفاق، از معرفت مولیٰ محروم، مجلس مخدوم و محروم راست نیاید۔ فقیر مست و عالم ہشیار، مجلس مست و ہشیار راست نیاید۔ عالم کہ طلب دُنیا کند، طلب عمل و تاثیر علم از وجود او برخیزد۔

مصنف میگوید باہوؒ کہ اہل دُنیا تشنہ مثل مستسقی اند، از حد زیادہ و دُنیا مثل دریا است آب زہر آلودہ۔ ہر تشنہ مستسقی از آن دریای دُنیا آب زہر آلودہ غوطہ خورد و آب زہر آلودہ بنوشد بمیرد، چنانکہ آب زہر آلودہ بنوشد، زیادہ تر تشنہ مستسقی گردد۔ تشنگی مثل تشنگی جان کندن از تلخی تلخ تر است و یا آنکہ تشنگی دُنیا از تشنگی حشر سخت تر۔ بنا بر آن فقیران بر کنارۂ دریا آب زہر آلودہ دُنیا تشنہ اند و با اہل دُنیا مانع شوند کہ

---

[1] سورہ المجادلۃ ۵۸ : ۱۱ [2] سورہ الکہف ۱۸ : ۲۴ -

فکر، معرفت خداوندی کے آشنا، وارث فقر اور خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا اور ہمیشہ دریائے وحدت میں مستغرق رہتے ہیں۔

(اور) علماء مذکور شب و روز مطالعۂ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں، اور فقراء ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اشتغال ذکر میں مستغرق رہتے ہیں، اور قرب وصال الٰہی حضور میں ہوتے ہیں۔ پس عالم مبتدی کا علم ذکر میں اور فقیر منتہی مع اللہ کا حضوری میں۔ پس معلوم ہوا کہ ذکر کی ابتداء حضوری کیلئے ہے۔ اور علماء کے اعلیٰ مراتب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجات عطا فرمائے گئے ہیں"۔ اور ان کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہیں۔

اب رہے فقرائے کرام کے درجے، تو وہ قرب خداوندی کے ساتھ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اپنے رب کو یاد کر جبکہ تو بھول جائے"۔

یعنی یہ فقراء اسم اللہ ذات کے ساتھ غرق ہیں اے طالب صادق! تو اچھی طرح جان لے کہ درجات ذات کے لیے ہیں۔ اور ذات خاص، خاص اولیاء اللہ کے نصیب میں ہے۔ (پس) جو کوئی طالب مولیٰ معرفت الٰہی کی طلب کرے، وہ شخص شیخ المشائخ اور عالم و فاضل اور متقی، محقق، مخدوم اور محرم سر اسرار ہے۔ اور جو کوئی مولیٰ کی طلب نہ کرے، وہ مُردہ دل، حریص، حاسد، مغرور، متکبر اور صاحب نفاق ہے۔ وہ معرفت مولیٰ سے محروم ہے، اُسے مجلس مخدوم و محروم راس نہیں آتی۔ (یعنی اس کو کسی کا فیض صحبت نفع نہیں دے سکتا) خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہوشیار ہو۔ (ہرگز ہرگز وہ فیضیاب نہیں ہو سکتا) وہ عالم جو کہ دُنیا کا طالب ہے، طلب عمل اور تاثیر علم اس کے وجود سے اُٹھ جاتا ہے۔

مصنف فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ اہل دُنیا مثل مستسقی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ اور دُنیا دریا کی مانند ہے، کہ جس کا پانی زہر آلودہ ہے، ہر پیاسا جو اُس دریائے دُنیا کے آب زہر آلودہ میں غوطہ لگائے گا اور وہ زہر آلودہ پانی پیئے گا، وہ مر جائے گا جتنا زہر آلودہ پانی پیئے گا، وہ زیادہ تر تشنہ لب ہوگا۔ اور یہ تشنگی اس کو مثل جانکنی کی تلخی سے زیادہ ہوگی۔ باوجودیکہ دُنیا کی تشنگی حشر کی تشنگی سے زیادہ سخت ہوگی۔ اسی واسطے فقیر لوگ دُنیا کے زہر آلودہ پانی کے دریا کے کنارے پر تشنہ لب رہتے ہیں۔ اور اہل دُنیا کو منع کرتے ہیں

ازین آب دریا زہر آلودہ نہ نوشید کہ بمیرند۔ ہر کرا نصیحت ایشان دلپذیر نمی شود، گرد آن بگردد۔

دانی کہ فقیران را از ذکر اللہ دل سیراب و جمعیت از آنست کہ ایشان آبرو سرخرو ہر دو جہان است۔

بیت

طلب کن اللہ با مطلب شوی بی طلب اللہ بی مطلب روی

بدانکہ حُبّ دوستی سہ قسم است :۔

حُبّ دوستی جسمی، حُبّ دوستی رُوحی، حُبّ دوستی قلبی۔ حُبّ جسدی بزبان تعلق دارد، چنانچہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را با علماء علم دوستی زبانی جسدی کہ با قیل وقال آشنا۔ این طریق دوستی یوسف صلوٰۃ اللہ با زلیخا۔ دوستی قلبی پیغمبر صاحب را با فقر و فقیران بود، چنانچہ معرفت الٰہی کہ نبی اللہ را امر مبارک دوام بر فقیران کرم بود کرامت عظمت، چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فقیران را بسیار عزت می داد مردم میگفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! این فقیران مجنونان را بسیار دلداری می کنید وعزت می دھید۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم می فرمود کہ فقیران را خدای تعالیٰ عزت دادہ، من چرا عزت ندہم۔

سوم حُبّ دوستی رُوحی کہ دوستی رُوحی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم می داشت۔

دانی کہ دوستی قلبی حضرت یعقوبؑ را با یوسفؑ بود کہ دوازدہ سال از جُدائی یوسفؑ در گریہ فراق ماندہ۔ و دوستی رُوحی حضرت ابراہیم خلیل اللہ با خدا تعالیٰ می داشت کہ آتش گلزار شد۔

کہ وُہ اس زہر آلودہ دریا کے پانی کو نہ پئیں، جس سے کہ وُہ مر جائیں۔ (پس) جس کسی کو اُنکی نصیحت کارگر نہیں ہوتی، تو یہ خُدا کی مرضی پر اسکو چھوڑ دیتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) کیا تو جانتا ہے کہ فقراء کا دل ذکر الٰہی سے سیراب ہوتا ہے؟ اور ان کو طمانیت اس لیے ہے کہ ان کو آبرو اور سُرخ رُوئی دونوں جہاں کی نصیب ہوتی ہے۔

بیت

اللہ کو چاہ کہ تُو چاہنے والے کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طلب کے بغیر تُو بے مقصد چلے گا۔

جان لے کہ دوستی کی محبت تین اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم جسمی دوستی ہے۔ دوسری قسم روحی دوستی ہے تیسری قسم قلبی دوستی ہے۔

جسمی دوستی کا تعلق زبان سے ہے، جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی علم اور علماء کے ساتھ زبانی جسمی تھی، جو آشنائے قیل وقال تھے۔ دوستی کا یہ طریق ایسا ہی تھا جس طرح کہ دوستی کا طریق حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت بی بی زلیخا کے ساتھ تھا۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی قلبی دوستی فقراء اور فقراء کے ساتھ تھی، چنانچہ معرفت الٰہی نبی اللہ کو امر مبارک ہمیشہ فقراء پر کرم تھا۔ اور آپؐ کے دل میں ان کی عظمت تھی۔ چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کی بہت عزت کرتے تھے۔ لوگ کہتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان فقراء اور دیوانوں کی آپ بہت زیادہ دلداری کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (ان) فقراء کی خداوند تعالیٰ عزت کرتا ہے، میں ان کی کیوں عزت نہ کروں؟

تیسری دوستی رُوحی محبت ہے۔ (جسکا تعلق رُوح سے ہے) یعنی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رُوحی دوستی (خُدا کے ساتھ) تھی۔

(اے طالب صادق!) تُو جانتا ہے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ یوسف علیہ السلام کی جُدائی میں بارہ سال گریہ و زاری میں گزر گئے۔ اور رُوحی دوستی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی، کہ آگ گلزار ہوگئی۔ (جس کی شہادت قرآن پاک سے ہے)۔

قولہٗ تعالیٰ :-

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط[1]

فقیر آنست کہ عامل شریعت وشہسوار طریقت ونظار حقیقت وجانسپار معرفت وبار بردار کم آزار۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ ط[2]

مقام معرفت ہمچو بی پایان وبی انتہا است کہ کسی نداند انتہای خدای تعالیٰ۔

بیت

دیدہ باید لائق دیدار اُو　　این نہ دیدہ طالب مُردار جُو

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط :-

سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ ط[3]

یعنی ابتدا و انتہاء حق تعالیٰ ہیچ کس نہ دیدہ، صورت دیدار اُو بستہ نشود، بی چون وبی چگون۔ باعتقاد معرفت صدق حق تعالیٰ را دریابد۔

ابیات

تُو نمی دانی ز تو نزدیک تر　　درمیان خود پردہ ای بی بصر
پردہ را بردار دل بیدار باش　　راہ عرفان این بود ہشیار باش

ابتدا ر فقر اسم اللہ است۔

[1] سورہ الزمر ۳۹ : ۱۰ [2] گلستان سعدی ص ۲ [3] الحدیث

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ط

"ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہوجا ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ"۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"تو کہہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ"۔

فقیر وہ ہے، جو شریعت کا عامل اور شہسوار طریقت ہو، اور مقام حقیقت کا ناظر اور معرفت الٰہی پر جان فدا کرنے والا، بوجھ برداشت کرنے والا اور کم آزار ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"تیری ذات پاک ہے۔ تیری معرفت جیسی کہ چاہیے، ہم نے حاصل نہ کی"۔

معرفت کا مقام بے پایاں اور بے انتہا ہے، جس کو سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔

بیت

آنکھ اس کے دیدار کے لائق ہونی چاہیے۔ وہ آنکھ نہیں جو مُردار کو طلب کرنے والی اور جستجو کرنے والی ہو۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"تو پاک ہے۔ ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنا چاہیے تھی"۔

یعنی حق تعالیٰ کی ابتدا اور انتہا، کسی شخص نے نہیں دیکھی۔ اس کی دیدار کی صورت کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی ذات بے چون وبے چگون ہے۔ سچی معرفت کے اعتقاد کے ساتھ حق تعالیٰ کو پایا جاسکتا ہے۔

ابیات

تُو نہیں جانتا کہ وہ تجھ سے بہت زیادہ نزدیک ہے۔ اے آنکھ کے اندھے!
تُو خود درمیان میں ایک پردہ ہے۔
پردہ کو اٹھا دے۔ دل کو بیدار رکھ۔ عارفوں کا یہ راستہ (طریق) ہے، ہوشیار رہ۔
فقر کی ابتدا اسم اللہ ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ۝[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ۝[2]

قولہٗ تعالیٰ :-

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝[3]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ۝[4]

وعلم کلام اللہ مقام زبان تعلق قال مقال وعلماء چار قسم اند:-

۱- علماء عالم وعامل - ۲- علماء حامل -

۳- علماء کامل - ۴- علماء شامل -

علماء عامل آنست کہ علم را در عمل آورد و خلاف علم نکند وعلماء حامل آنست کہ بار علم مثل مرکب بار بردارد و خلاف علم کند کہ روی بمولیٰ وعمل نیارد وعلماء شامل آنست کہ شب و روز مطالعہ علم کند وعلماء کامل آنست کہ زبان وحوش وطیور را از علم بداند وفہم نماید۔ مراتب علماء این سہ چہار علم مرشد عارف باللہ طالب اللہ را روز اول از تلقین اسم اللہ روشن و واضح کند۔

بیت

رفت عمرش در مطالعہ روز و شب — از مطالعہ کس نہ شد عارف برب

[1] سورہ الاعلیٰ ۸۷ : ۱-۲ [2] سورہ مزمل ۷۳ : ۸

[3] سورہ الواقعہ ۵۶ : ۷۴ [4] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اپنے رب کی پاکی بیان کر، جو سب سے اعلیٰ ہے۔ جس نے پیدا کیا اور پھر ٹھیک کیا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور اپنے رب کا نام پڑھے جا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

"سو پاکی بیان کر اپنے رب کی کہ جو بہت بڑا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

اور مقام کلام اللہ قیل وقال کی زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور علماء چار قسم کے ہیں۔

۱- علمائے عالم وعامل۔

۲- علمائے حامل۔

۳- علمائے کامل۔

۴- علمائے شامل۔

علمائے عامل وہ ہیں، جو علم پر عمل کرتے ہیں اور علم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں۔ اور علمائے حامل وہ ہیں کہ جو علم کا بوجھ مثل گدھے کے اوپر اٹھاتے ہیں، اور علم کے خلاف کرتے ہیں اور طلب مولیٰ کی محبت نہیں کرتے ہیں اور عمل نہیں کرتے اور علمائے شامل وہ ہیں کہ جو شب و روز علم کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور علمائے کامل وہ ہیں کہ جو جانوروں اور پرندوں کی زبان جانتے اور سمجھتے ہیں۔ (پس) مرشد عارف باللہ پر لازم ہے کہ ان چاروں اقسام کے علوم کے علماء کے مراتب پہلے ہی روز طالب اللہ پر اسم اللہ کی تلقین سے روشن اور واضح کرے۔

بیت

اس کی عمر دن رات کتابوں کے مطالعہ میں گزر گئی۔ (آج تک) کوئی شخص محض مطالعہ سے عارف باللہ نہیں ہوا۔

بدانکہ بغیر از مرشد صاحب راز ریاضت و تقویٰ، نوافل نماز، روزہ نشستن چلہ، خلوت اُو سر ہوا است و گوشہ نشینی اُو با وسواس باریا است، از برای آنکہ عبادت اُو ہمہ بی اساس است، تا آنکہ چراغ دل اُو از آفتاب اسم اللہ بہ نظر مرشد عارف باللہ روشنی و طلوع نہ گیرد، ہرگز نفس تابع نشود و نمیرد کہ شغل اللہ در ہر دو جہان بہتر و مردہ دل در ہر دو جہان کہتر۔ در دل کسانی کہ حب متاع درم و دُنیا باشد، بحق چطور مشغول گردد۔

فقیر یکہ بوجہ خیرات از کسی یابد و از مخلوق داند، نقصان است و اگر از خدا می داند، یا ایمان است۔

قولہ تعالیٰ:۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ[1]

بعضی مقلدان فقیر مثل دام و گرانی نفسانی می گویند کہ دُنیا را ترک دادہ ام و مثل قربان گرد اُو می گردد و علائق و عوائق را می گویند کہ بہ تیغ ہمت بریدہ ام و در خادمی و در تعریف آدمی باشند، برتن لباس فقر و در دل لباس حرص۔

بدانکہ حق تعالیٰ روح مؤمنان را و عارفان را و انبیاء و اولیاء را و جمیع مسلمانان را از برای عبادت اعمال و بمعرفت، محبت الٰہی وصال آفریدہ است نہ از برای آرزوی مال و قیل و قال۔

درویش اہل صدق از سہ چیز شناختہ شود۔ اول ادب، دوم حیا، سوم قلب بہر قلب را کثر گرداند۔ از گویائی زبان وعظ۔ ہر سخنی توجہ کہ گوید از معرفت ربانی و از و اہل استماع را دل روشن شود واضح و آن فقیر یکہ بمعرفت مولیٰ رسد، آن ساکن بہ چہار مکان شود۔ اول مقام آن را دل است کہ دوام بحق مشغول، دوم مقام آن را سکونت بر خلاصی از مردم عام،

[1] سورہ الضحیٰ ۹۳: ۱۰

(اے طالب صادق!) جان لے کہ بغیر مرشد صاحب راز کے ریاضت و تقویٰ، نوافل نماز، روزہ (بلکہ) اسکا چلے پر بیٹھنا، اور اس کی خلوت (سب) حرص و ہوا سے ہے۔ اور اس کی گوشہ نشینی وساوس و ریاکاری کے ساتھ ہے۔ اس لیے کہ اس کی تمام عبادت بے بنیاد ہے۔ جب تک کہ اُسکے دل کا چراغ اسم اللہ کے سورج سے مرشد عارف باللہ کی توجہ سے روشن اور منور نہ ہو جائے، اس کا نفس ہرگز تابع نہیں ہوتا اور مرتا نہیں، کیونکہ شغل اللہ دونوں جہان میں بہتر ہے اور مردہ دل دونوں جہان میں گھٹیا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں محبت متاع درم و دُنیا ہو گی، کس طرح ان کی مشغولیت حق تعالیٰ کے ساتھ ہو گی؟

جو فقیر کسی سے خیرات کے طور پر حاصل کرے۔ اور اُسے مخلوق کی جانب سے جانے، تو نقصان ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جانے، تو ایمان کی دلیل ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو مانگتا ہو، اسکو مت جھڑک"

بعض مقلد فقیر جو نفسانی خواہشات میں مبتلا ہیں، کہتے ہیں کہ ہم نے دُنیا کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ مگر وہ مثل پروانہ چراغ اس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور اپنے تعلق داروں اور عزیزوں کو کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے علائق کو تیغ ہمت سے کاٹ دیا ہے۔ اور وہ ہر کہ و مہ کی تعریف میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے جسموں پر تو فقر کا لباس پہنے ہوتے ہیں، مگر دل میں حرص و آز کا لباس پہن رکھا ہوتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ حق تعالیٰ نے مؤمنوں اور عارفوں، انبیاء اور اولیاء اور تمام مسلمانوں کو عبادت اعمال اور معرفت اور وصال محبت الٰہی کیلئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ زر و مال جمع کرنے کی خواہش کیلئے اور قیل و قال کیلئے۔

اہل صدق درویش تین چیزوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ باادب ہو، دوسرا وہ باحیا ہو، تیسرا اسکا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے پُر ہو۔ کسی غیر کی محبت اسکے دل میں نہ ہو۔ اور گویائی زبان وعظ و نصیحت ہو۔ ہر قابل توجہ بات جو وہ کہے، وہ معرفت ربانی سے ہو، اور اس سے سامعین کا دل روشن اور منور ہو جائے۔ اور وہ فقیر جو معرفت خداوندی تک پہنچتا ہے، اس کے چار مقام ہیں۔ پہلا اس کا دل ہے، جس کو وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رکھتا ہے۔ دوسرا مقام اسکا سکوت ہے۔ کہ وہ عام آدمیوں کے سامنے اپنی زبان

سوم مقام آن را در مسجد، چہارم مقام آن را قبور کہ جای عبرت و حیرت است و در یافتن حقیقت قیامت و اکثر بعضی فقرا را بسیار خوردن و دوام خواب معلوم باد کہ خواب ایشان بوصال غرق نور اللہ خیر نوم۔ این نوم العروس را چہ داند مردہ دل غافل بی معرفت حق بد نوم۔

مثنوی

دیدہ ام دیدار حق صد بارہا — نفس و شیطان در نگنجد خارہا

گر کنم حق شرح وصلش را تمام — خواب واصل را عبادت ہر دوام

نہ این مقام کل لائق ہر کدام لائق ذکر و فکر۔ مراقبہ پوشیدن ہر دو چشم آنست کہ از غلبات ذکر و فکر مراقبہ از ہوا برق تیز تر۔ صاحب مراقبہ از ہوش بیہوش گشت و پوشیدن ہر دو چشم برکت تصور اسم اللہ مشاہدۂ ہر دو جہان بچشم دل عین عیان واضح و روشن بر ہر مقام بہ شناسد و دیدہ۔ با ہزار روح انبیاء و اولیاء دست مصافحہ نمودہ جواب باصواب یافتہ باز از مراقبہ بیرون بر آید و از مراقبہ خلاص باشد و احوال باطنی پیغام بظاہر ظہور یافت۔ بدین طریق مراقبہ با ذکر و فکر۔ مراقبۂ صحیح را مطلق ذکر اللہ نفس را قاتل ذبیح گویند۔ اصل چنین مراقبہ از تصور اسم اللہ وصال است از مراقبہ کہ ظاہر باطن بموافق شریعت ظاہر باطن یکی نگردد، این مراقبہ را اصل از مثل خواب خیال است یعنی ہنوز دل او بہ کدورت حب دنیا سیاہ کہ آہ با جہل تباہ است۔ آن مراقبہ کہ از تصور اسم اللہ و خیالی از مشاہدۂ حقیقی بحق خدا و ہر روز مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خالی نیست و صاحب مراقبہ کہ خالی از مشاہدۂ معرفت الٰہی نور اللہ تعالیٰ است۔ معلوم شد بی یقین و بی دین دل آنرا

نہیں کھولتا۔ تیسرا مقام اسکا مسجد میں ہے (جہاں شیطان کا گزر نہیں ہوتا)۔ چوتھا مقام اس کا قبر ہے کہ جو عبرت و حیرت کی جگہ ہے۔ (بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ مقام قبر قیامت کی حقیقت کا دریافت کرنے کا نام ہے۔ اور اکثر بعض فقراء بہت کھاتے ہیں اور ہمیشہ سوتے رہتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ انکی نیند وصال نور الٰہی میں مستغرق نئی نویلی دلہن کی طرح ہے۔ اس نئی نویلی دلہن کو مردہ دل غافل بے معرفت حق بد قوم کیا جانے؟

مثنوی

میں نے سینکڑوں بار دیدار حق کیا ہے۔ نفس و شیطان کی وہاں کوئی گنجائش نہیں، (کیونکہ وہاں کانٹے ہی کانٹے ہیں)۔

اگر میں اللہ تعالیٰ کے وصل کی تفصیل کو مکمل بیان کروں، تو واصل کی نیند بھی ہمیشہ عبادت ہی ہوتی ہے۔

یہ مقام کلی طور پر ہر کسی لائق ذکر فکر شخص کے لائق نہیں۔ دونوں آنکھوں کے بند کر دینے سے مراقبہ یہ ہے کہ ذکر اور فکر کے غلبہ سے (پس) مراقبہ بجلی سے زیادہ تیز ہو، (اور) صاحب مراقبہ ہوش سے بے ہوش ہو۔ دونوں آنکھیں بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ ذات کے تصور کی برکت سے یہاں تک کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہان کا مشاہدہ کرے اور ہر چیز اس پر روشن اور منور ہو جائے۔ اور ہر مقام کی پہچان کرے اور دیکھے۔ ہر روح انبیاء اور اولیاء سے دست مصافحہ کر کے جواب باصواب پائے۔ اس کے بعد پھر مراقبہ سے باہر آئے۔ اور مراقبہ سے فارغ ہو۔ اس سے باطنی احوال اور پیغام بظاہر معلوم ہو جائے۔ ہیں۔ اس طریق سے ایسے مراقبہ کو مراقبۂ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ مطلق ذکر الٰہی کے صحیح مراقبہ کو نفس کا قاتل اور ذبیح کہتے ہیں۔ ایسے مراقبہ کی اصل تصور اسم اللہ وصال سے ہے اور جو مراقبۂ ظاہر و باطن شریعت کے موافق نہ ہو، تو ایسے مراقبہ کو اصل میں خواب و خیال کہتے ہیں یعنی ابھی تک اسکا دل حب دنیا کی کدورت سے سیاہ ہے۔ اور افسوس کہ جہالت سے تباہ ہے اور وہ مراقبہ جو تصور اسم اللہ ذات اور مشاہدۂ حقیقی کے خیال سے بحق خدا ہے اور ہر روز مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، خالی نہیں ہے۔ اور صاحب مراقبہ جو نور الٰہی اور معرفت الٰہی کے مشاہدہ سے خالی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بے یقین اور بے دین ہے،

پُرخطرات باختناس خرطوم شیطان لعین است۔ ودر مراقبہ بہ برکت اسم اللہ کہ مدخل نشود بمجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیب معلوم شد کہ ہر آن کس بی نصیب باشد نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ وعلم از عین العلوم کشاید۔ اینست خاص علم قیل وقال

دارد ودوام مقام قلب شناسی معرفت رب العالمین تعلق بخاموشی احوال دارد وابتداء مقام کلمہ کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم دعوی کردیم کہ جز تو دیگر معبود نیست۔ برہان بدرستی کہ این دعوی آن بود کہ نہ ترسیم مگر از و وامید نداریم مگر بر او چون از دیگر بہ ترسیم وبدیگری امید داشتیم برہان بر دعوی نہ ماند ودعوی بی برہان دروغ بود وایمان کسانی کافر را بکار آید، ہمہ منافقان رستند جستند وہمچنین اگر مخلوقی ما را می بیند، در نظر او نتوانیم کہ معصیتی کنیم وخداوند مرا می بیند ودر نظر او ہر روز صد معصیتی، بلکہ بیشتر گناہ صغیرہ وکبیرہ می کنم پس این از آنست کہ از مخلوق ترسیدیم واز خدای تعالی نہ ترسیدیم۔ ہر کہ از مخلوق بہ ترسد واز خدای تعالی نہ ترسد، ہر آنکس مومن بود یا کافر وہمچنین اگر طبیبی کافر ما را بگوید کہ فلان چیز مخور کہ ترا زیان جان است، در حال ترک آریم ونمی خوریم ویک لکھ وبیست وچہار ہزار کم وزیادہ پیامبران آمدہ اند وہمہ گفتہ اند۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ [1]

بدانکہ طلب فقر طلب اللہ طلب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب فقر طلب اصحاب نبی اللہ طلب فقر طلب اولیاء اللہ علم در طلب عمل تقوی وتقوی در طلب ہدایت وہدایت در طلب

[1] عین العلم وابن ماجہ

کیونکہ اس کا دل شیطان لعین کے خطرات سے پُر ہے۔ اور جس مراقبہ میں اسم اللہ کی برکت سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رسائی نہ ہو، تو معلوم ہوا کہ ایسا شخص بے نصیب ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ جو علم عین العلوم سے ظاہر ہو، وہ علم خاص الخاص ہے۔ اور جو علم قیل وقال سے ہو، وہ ہمیشہ سے (ناقص ہے)

قلب شناس کا مقام معرفت رب العالمین سے ہے، جس کا تعلق خاموشی احوال سے ہے۔ اور کلمہ کلام طیب کا ابتدائی مقام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے ہے۔ یعنی جب ہم نے دعوی کیا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ درست دلیل کے ساتھ دعوی یہ تھا کہ ہم نہیں ڈرتے مگر اس ذات باری سے اور امید نہیں رکھتے، مگر اس ذات مطلق کے اور جب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے امید رکھیں، تو ہمارا دعوی برہان سے نہ رہے گا۔ بلکہ ہمارا دعوی بے برہان اور جھوٹا ہوگا۔ ایسے لوگوں کا ایمان کافر کے کام آئیگا۔ اور تمام منافق خلاصی پا جائیں گے۔ اور اسیطرح اگر مخلوق ہم کو دیکھتی ہے، تو اس کی نظر کے سامنے ہم کوئی گناہ نہیں کر سکتے۔ اور خداوند تعالی ہم کو دیکھتا ہے اور ہم اسکے سامنے روزمرہ سینکڑوں گناہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہم بیشتر گناہ صغیرہ وکبیرہ گناہ کرتے ہیں۔ پس یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم مخلوق سے ڈرتے ہیں۔ اور خداوند تعالی سے نہیں ڈرتے۔ (پس) جو کوئی مخلوق سے ڈرتا ہے اور خدای تعالی سے نہیں ڈرتا۔ ایسا شخص مومن ہوگا یا کافر؟ اسی طرح سے اگر کوئی کافر طبیب ہم کو کہتا ہے کہ فلاں چیز نہ کھاؤ، اس سے تیری جان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے تو ہم فوراً منع ہو جاتے ہیں اور نہیں کھاتے ہیں۔ (مگر وہ چیز جس کے منع کرنے کے واسطے) کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب نے یہی کہا جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک کر دینا ہر عبادت کی اصل ہے۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقر کی طلب اللہ تعالی کی طلب ہے، اور فقر کی طلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب اولیاء اللہ کی طلب ہے اور علم وعمل کی طلب تقوی کی طلب ہے۔ اور تقوی ہدایت کی طلب میں ہے۔ اور ہدایت فقر ولی

فقیر ولی اللہ عارف باللہ است۔ طلب دُنیا طلب شیطان و طلب دُنیا طلب فرعون، طلب قارون، طلب دُنیا طلب نمرود، طلب دُنیا طلب شداد و طلب دُنیا و درم جمع کردن مطلق کفر است و طلب فقر طلب اسلام است۔ تمام طلب جمعیت ذکر فکر و معرفت الٰہی۔

و فقیر چند قسم است: بعضی فقیر دانا و ہشیار و بعضی فقیر دیوانہ و مجنون و از نزد خلق خوار۔ نزد حق باعزت و باعتبار و بعضی فقیر صاحب قصہ و افسانہ گو و بعضی فقیر صاحب شوق، معرفت جو، چراکہ از غلبات شغل اللہ اسم اللہ ہیچ ہنگام قرار و آرام نگیرند و در تشفیر اند۔ با ذکر فکر معرفت الٰہی حیات بقا باقی ہرگز گاہی نہ میرند و بعضی فقیر صاحب اشتیاق دوام ہجر فراق۔ از آنست کہ روز ازل اللہ تعالیٰ ارواح ایشان را دیدار دادہ است۔ از سودا سویدا از آن فراق شد پیدا در ازل دیدن دیدار بخشیدہ و در دُنیا بہ ایشان حجاب کشیدہ وعدۂ دیدار با آخرت افتادہ تا آنکہ ایشان در آخرت بہ دیدار مشرف نہ شوند۔ ہجر و فراق از وجود ایشان بدر نہ رود در حیات و ممات۔ و بعضی فقیر کہ روز ازل الہام اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ[1] شنیدہ قَالُوْا بَلٰی[2] گفت باز در دُنیا با الہام الٰہی رسیدہ و بعضی فقیر دیدار اللہ تعالیٰ در دُنیا بخواب و یا بمراقبہ مشرف شدہ اند۔ بدیدن دیدار دل زندہ می شوند و بیدار۔ بدین صفت موصوف فقیر سر است ظاہر صورت دیگر و سیرت دیگر۔ بدین طریق فقیر مشرف دیدار از نتیجۂ انبیاء و اولیاء اللہ است کہ انبیاء و اولیاء اللہ را علم لدُنّی واضح می شود و تعلیم کردہ رب است۔ بہ تعلیم علم طالب العلمی ایشان را احتیاج نیست کہ اینہا را تلمیذ الرحمٰن طالب المولیٰ نیز گویند و از دُنیا تارک فارغ۔

---

[1] سورہ الاعراف ۷: ۱۷۲۔ [2] ایضاً۔

اللہ عارف باللہ کی طلب میں ہے۔ دُنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے اور دُنیا کی طلب قارون کی طلب ہے اور دُنیا کی طلب نمرود کی طلب ہے۔ دُنیا کی طلب شداد کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب میں دولت اکٹھی کرنا سراسر کفر ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا تمام جمعیت، ذکر و فکر اور معرفت خداوندی سے آشنا ہونا ہے۔

(پس اے طالب حقیقی! اب تم کو فقراء کی اقسام بتاتا ہوں) اور فقراء کی چند قسمیں ہیں: بعض فقیر دانا اور ہوشیار ہوتے ہیں اور بعض فقیر دیوانے اور مجنون ہوتے ہیں۔ اور خلقت کے نزدیک ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعزت و باعتبار ہوتے ہیں۔ اور بعض فقیر قصہ و افسانہ گو ہوتے ہیں۔ اور بعض فقیر صاحب شوق اور صاحب عرفان ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اسم اللہ کے شغل میں مصروف رہتے ہیں اور اسم اللہ کے غلبہ سے کسی وقت ان کو قرار اور چین نہیں آتا۔ بلکہ یہ لوگ رو تشفیر ہیں۔ اور ذکر فکر اور معرفت الٰہی کے ساتھ زندہ اور باقی رہتے ہیں۔ اور روحانی طور پر کبھی مرتے نہیں۔ اور بعض فقیر صاحب اشتیاق ہیں، جو ہمیشہ ہجر و فراق میں رہتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ روز ازل سے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو اپنا دیدار دکھلا دیا ہے۔ پس وہ اس سبب سے بے چین ہیں کہ ازل کے روز اپنا دیدار کرا دیا اور دُنیا میں ہم سے حجاب کیا ہے۔ اور پھر دیدار کا وعدہ آخرت پر اٹھا دیا ہے۔ (یعنی آخرت میں دیدار کا وعدہ فرمایا ہے)، تاکہ وہ آخرت میں دیدار سے مشرف نہ ہوں۔ (اور) ہجر و فراق ان کی زندگی اور موت میں ان کے وجود سے باہر نہ جائے۔ جن فقراء نے ازل کے روز الہام اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سن کر قَالُوْا بَلٰی کہا، وہ پھر دُنیا ہی میں الہام الٰہی کو پہنچے ہیں (یعنی ان کو دُنیا میں ہی دیدار خدا ہوا ہے) اور بعض جن فقراء کو دُنیا میں عالم خواب یا مراقبہ میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا ہے، وہ لوگ دُنیا میں دیدار کی لذت سے زندہ دل ہیں۔ اور بیدار ہیں۔ اس صفت موصوف کے ساتھ فقیر ایک بھید ہے۔ اس کی ظاہری صورت اور ہے اور سیرت دوسری ہوتی ہے۔ اس طریق کے ساتھ مشرف دیدار فقیر انبیاء اور اولیاء کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء اور اولیاء کو علم لدُنّی واضح طور پر ملتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ تعلیم دیتا ہے۔ ان کو ظاہری علم کے حصول کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے کہ وہ تلمیذ الرحمٰن ہوتے ہیں یعنی تعلیم یافتۂ خدا۔ ان کو طالب المولیٰ بھی کہتے ہیں۔ وہ دُنیا سے تارک فارغ

مسئلہ خیر و شر

بدانکہ اکثر مردم ملحدی گویند کہ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ شرح خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ہر دو از خدا تعالیٰ است۔ وائی کہ اللہ تعالیٰ از خیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرد و سنت جماعت نمود و سنت جماعت کرا گویند؟ راہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یاران و اصحابان او رفتہ اند۔ ہر کہ بر آن راہ می رود، آن را سنت جماعت گویند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و خدا تعالیٰ از خیر اسلام پیدا کرد و ذکر فکر معرفت فقر و فیض و رحمت فضل اللہ و علم شریعت پیدا کرد و از شر خدا تعالیٰ کفر پیدا کرد و از شر شیطان و نفس امارہ پیدا کرد و از شر دنیا پیدا کرد۔ پس تو خیر را می خواہی یا شر را۔ و بعضی طائفہ اند کہ بہ دل این طائفہ بیماری۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا[1]

و بر زبان این طائفہ در دلیست۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ[2] و مجلس این طائفہ۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ[3]

پس سیرت ایشان دیگر و صورت ایشان دیگر۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ[4]

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۰ [2] ایضاً، ۲ : ۸

[3] ایضاً، ۲ : ۱۴ [4] ایضاً، ۲ : ۱۱-۱۲

ہوتے ہیں۔

خیر و شر کا مسئلہ

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اکثر بیدین لوگ کہتے ہیں کہ بھلائی اور برائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تو جانتا ہے کہ خیر سے خدای تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور آپ کے پیراؤں کا نام اہل سنت وجماعت رکھا اور سنت جماعت کس کو کہتے ہیں؟ یہ وہ راہ ہے جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے دوست اور صحابہ کرامؓ چلے ہیں۔ (پس) جو کوئی ان کی راہ پر چلے گا، وہ اہل سنت وجماعت سے ہوگا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور خداوند تعالیٰ نے خیر سے اسلام پیدا کیا اور ذکر فکر، معرفت فقر، فیض و رحمت اور علم شریعت کو پیدا کیا۔ اور شر سے خدای تعالیٰ نے کفر پیدا کیا اور شر سے شیطان اور نفس امارہ پیدا کیا۔ اور شر سے دنیا پیدا کی۔ (پس اے طالب!) اب تو خیر کو چاہتا ہے یا شر کو؟ اور بعض گروہ ایسے ہیں کہ ان کے دل میں بیماری ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔"

پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر اور وہ ہرگز مؤمن نہیں ہیں۔"

اور اس گروہ کی مجلس: ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس"، تو پس ان کی سیرت اور ہوتی ہے اور ان کی صورت اور ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ ڈالو، تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار ہو کہ وہی فساد کرنے والے ہیں، مگر شعور نہیں رکھتے۔"

حکمت اینست کہ این اہل نفس اند و نفس را مقام دُنیا است، جز ترقی دُنیا دیگر نمی خواہد و دل را مقام عقبیٰ است کہ دوام نفس را عقوبت می دھد و رُوح را مقام حُبّ مولیٰ۔ قول مصنفؒ۔

مَنْ یُحِبُّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الدُّنْیَا وَمَنْ یُحِبُّ الدُّنْیَا لَا یُحِبُّ اللّٰہَ ط

ہر کہ گلۂ دُنیا کند کہ دُنیا در خانۂ او نمی در آید و راہ فقر معرفت مولیٰ دو نیم قدم است۔ یک قدم از ازل برداشت و بر سر دُنیا نہاد و دوم قدم از دُنیا برداشت و بر سر عقبیٰ نہاد و در عقبیٰ عرصہ گاہ قیامت از صراط بگذشت و بر در بہشت رسید۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ط[1]

و نیم قدم بمقام مشرف لقاء رب العالمین نیم قدم ہر آن کس رسد کہ نفس را قتل بہ تیغ ہمت راز رب دو نیمہ کند۔ راز بہتر است از ریاضت۔ راز چیست؟ و ریاضت چیست؟ راز یا جمال جمعیت است و ریاضت بر جوعات خلق۔ رجعت خلل در طلب مراتب، روضہ خانقاہ و صاحب راز را نظر بر اللہ، زیرا آنکہ فارغ از حُبّ درجات دُنیا عزّ و جاہ، فقر راہیست کہ از سر اسرار الٰہی آگاہ ہیست۔

فرد

ناظران را نظر باشد بر اللہ　　لعنتی بر مال دُنیا لعنتی بر عزّ و جاہ

[1] سورہ الفجر، ۸۹: ۲۹ — ۳۰

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ اہل نفس ہیں اور نفس کا مقام دُنیا ہے۔ (پس) یہ لوگ دُنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور دل کا مقام عقبیٰ ہے۔ (پس) اہل دل ہمیشہ نفس کو بہت سخت عذاب میں رکھتے ہیں۔ اور چونکہ رُوح کا مقام حُبّ مولیٰ ہے۔ (اس لیے اس گروہ کے دل میں درد اور محبت ہوتی ہے)۔

حضرت مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے:۔

جو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے، وُہ دُنیا کو دوست نہیں رکھتا۔ اور دُنیا کو دوست رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا۔ اور جو دُنیا کا شکوہ کرتا ہے کہ دُنیا اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتی ہے۔ اور راہ فقر اور معرفت مولیٰ اڑھائی قدم کے فاصلے پر ہے۔ یعنی ایک قدم (عالم) ازل سے اُٹھایا اور دُنیا کے سر پر رکھا۔ اور دوسرا قدم دُنیا سے اُٹھایا اور عقبیٰ کے سر پر رکھا۔ اور عقبیٰ میں میدان قیامت سے پُلصراط سے گزر گیا اور بہشت کے دروازے پر پہنچ گیا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں"۔

اور نیم قدم سے مُراد مقام لقائے رب العالمین سے مشرف ہونا ہے۔ اس نیم قدم پر ہر وُہ شخص پہنچتا ہے، کہ جو نفس کو راز رب العالمین کی توفیق کی تلوار سے آدھ مُوا کر کے قتل کر دے اور راز (رب) ریاضت سے بہتر ہے۔ راز کیا ہے؟ اور ریاضت کس کو کہتے ہیں؟ راز اطمینان قلب کو کہتے ہیں کہ جو جمال (یار) کے ساتھ ہو۔ اور ریاضت رجوعات خلق سے تعلق رکھتی ہے۔ مراتب (دُنیا) اور روضہ و خانقاہ کی چاہت میں رجعت اور خلل ہے۔ مگر صاحب راز کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ کیونکہ وُہ دُنیا کے عزّ و جاہ و درجات کی محبت سے فارغ ہوتا ہے۔ فقر ایک راہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، جس سے صاحب راز آگاہ ہوتا ہے۔

فرد

(اسکے) دیکھنے والوں کی نظر صرف اللہ تعالیٰ پر رہتی ہے۔ وُہ دُنیا کے مال، اسکی محبت اور اسکی جاہ و حشمت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اُو ز شہ رگ نزدیک چوں گویند دُور　　یکدمی با حق برم وحدت حضور

قَوْلُہٗ تعالیٰ :-

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[1]

بدانکہ فقراء مستغنی فقر اند از تاثیر اسم اللہ۔

بیت

فقر شاہی ہر دو عالم بی نیاز و با خدا　　احتیاجش کس نہ باشد مدنظرش مصطفیٰ

فقر دریا است. بعضی برسیدہ و بعضی را موج زد۔

فرد

ہر یکی از قطرہ دعویٰ کرد من بدریا یافتم　　چوں عین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

حکایت وزیر

حکایت کنند وزیری را بدل ذوق الٰہی پیدا شد. وزارت و خدمت بادشاہی را ترک داد و قدم در فقر زد۔ بعد از مدت ہا بادشاہ را وزیر ملاقات اُفتاد. بادشاہ گفت: چرا ترک خدمت من کردی؟ وزیر کہ درویش شدہ بود، نعرہ بزد و گفت: کہ در تو پنج خصلت بودند. اوّل آنکہ تو طعام می خوردی و مرا نمی دادی. اکنون خدمت خداوند میکنم کہ اُو نمی خورد و مرا می خوراند۔ دوم آنکہ پیش تو تمام روز استادہ می ماندم، تو

[1] سورہ ق ۵۰ : ۱۶

(وہ) اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے دُور کیوں کہتے ہیں؟ میں (تمہیں) ایک لمحہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر کر دونگا۔ (تمہیں) وحدت و حضوری حاصل ہوگی۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور ہم تو اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں"۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقراء اسم اللہ کی تاثیر کی وجہ سے مستغنی (بے پرواہ) ہوتے ہیں۔

بیت

فقر شاہی ہر دو عالم سے بے نیاز ہوتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسکو کسی شخص کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس کے مدنظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں۔

فقر ایک دریائے بے کنار ہے۔ بعض اس سے سلامت اُتر گئے اور بعض اسکی موجوں کی تھپیڑوں میں آکر ہلاک ہوگئے۔

فرد

دریا کے پانی کا ہر قطرہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے دریا پالیا جب میں نے عین دریا کو پالیا، تو میں خود دریا میں گم ہوگیا (اور اسطرح دریا کو پالیا)

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

حکایت وزیر

بیان کرتے ہیں کہ ایک وزیر کے دل میں ذوق الٰہی پیدا ہوا۔ بادشاہ کی وزارت اور خدمت کو ترک کر دیا۔ اور (کوچۂ) فقر میں قدم رکھا۔ پس ایک مدت کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے کہا: (اے وزیر!) تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا؟ وزیر نے جو درویش بن چکا تھا، نعرہ لگایا اور کہا: کہ تجھ میں پانچ خصلتیں تھیں۔ جن میں پہلی یہ تھی کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا۔ اب میں اس مالک کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے۔ اور مجھ کو کھلاتا ہے، دوسری یہ کہ تیرے سامنے تمام دن

نمی گفتی بنشین۔ اکنون در خدمت آن خداوندم در چہار رکعت نشستہ می شوم، دوبار میگوید کہ بنشین۔ کار عبادت بر بندہ آسان نماید۔ سوم آنکہ تو خواب میکردی تمام شب و من محافظت تو میکردم و نمی گفتی کہ یک ساعت خواب بکن۔ اکنون در خدمت خداوندم کہ او خواب نمی کند و مرا در حفظ دارد و من در خواب روم۔ چہارم آنکہ می ترسیدم کہ گاہی تو بمیری۔ اکنون در خدمت خداوندم کہ او را مرگ نیست و مرا از ذکر خود حیات گردانیدہ۔ پنجم آنکہ از تو بیم میکردی۔ اگر چیزی از ما سہو شود، مرا بزنی۔ اکنون در خدمت خداوندم کہ اگر گناہ کنم و باو رجوع آریم، باستغفار مارا بیامرزد۔

جواب مصنفؒ

راہ فقر فیض است فیض عام، راہ دُنیا شرک است مطلق حسد تمام۔

بیت

ترک دُنیا دہ بیا راہِ خُدا فقر را ہادیست ہادی مصطفیٰ

علم شریعت لطف اللہ۔ فیض فضل اللہ۔ بزرگ کلام اللہ۔ وسیلۂ بزرگ کلام اللہ، وسیلۂ بزرگ شریف آخرت است۔ نفس پلید خبیث۔ جیفہ مُردار وسیلۂ دُنیا است۔ ہر کہ علم شریف را وسیلۂ دُنیا کند، خُدائی تعالیٰ آن را در دُنیا غرق و خراب گرداند و از اہل دُنیا و اہل ظالمان شود۔ ظالم دُنیا اگر عالم فاضل باشد، فی الدُّنیا و فی الاخرۃ از و ہیچ کس بدتر نباشد یعنی

کھڑا رہتا تھا، تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ اب میں ایسے خُداوند کی خدمت کرتا ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا، عبادت کا یہ کام مجھ بندہ پر آسان دکھائی دیتا ہے۔ تیسری یہ کہ تو تمام رات سوتا تھا اور میں تیری حفاظت کرتا تھا اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے تو بھی آرام کرلے۔ اب میں ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا ہے اور میں سوتا ہوں، بلکہ وہ میری محافظت کرتا ہے۔ چوتھی یہ کہ میں ڈرتا تھا کہ کسی وقت تو مر جائے گا، مگر میں اب اس خُداوند کی خدمت میں ہوں کہ جس کو موت نہیں ہے۔ اور وہ مجھ کو اپنے ذکر سے زندہ رکھتا ہے۔ پانچویں یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جائیگا، تو تو مجھ کو سزا دے گا۔ اب میں اس خداوند عالم کی خدمت میں ہوں کہ اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو جائے، تو جس وقت اس سے رجوع کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، تو وہ مجھ کو معاف کر دیتا ہے۔

جواب مصنفؒ

(اے طالب صادق!) (سُن لے) فقر کی راہ فیض ہے۔ اور فیض عام ہوتا ہے دُنیا کا راستہ شرک ہے، بلکہ پُوری طرح حسد سے بھرا ہے۔

بیت

دُنیا کو چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر آجا۔ فقر کے راہ کے ہادی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(پس معلوم ہُوا کہ) علم شریعت لُطف الٰہی ہے۔ اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے اور کلام بزرگ سے مراد کلام اللہ ہے۔ جو کہ ہر ایک بندۂ مومن کا وسیلہ بزرگ (یعنی ذریعۂ نجات) آخرت ہے۔ اور نفس پلید خبیث ہے جیفہ مُردار دُنیا کا وسیلہ ہے جو کوئی علم شریف کو وسیلہ دُنیا بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا میں خراب و خستہ کرے اور وہ اہل دُنیا اور ظالموں میں ہو جائے۔ اگر ظالم دُنیا عالم فاضل ہو جائے، تو دُنیا اور آخرت میں

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ[1]

اہل دُنیا ظالم از نفاق بیرون نہ برآیند فقیر آنچہ گوید از راہ حساب نازحسد ہر کہ بنام اللہ سیر نشد، از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بی نصیب است۔

ہر کہ بکلام اللہ، گنج قرآن تفسیر سیر نشد و قدر آن نہ دانست ہرگز۔ بہ حرص رنج دُنیا سیر نگردد۔ این نہ فقیر کامل و این نہ علماء عامل کہ شب روز در طلب دُنیا ہستند۔ این از آنست کہ گوئی گفتۂ طبیب کافر را استوار داشتیم و فرمودۂ یک لکھ و بیست و چہار ہزار یا کم زیادہ پیغامبران استوار نہ داشتیم، بگو اینجا ایمان کجا است؟ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ط

مصنفؒ میگوید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، با قرار زبان و تصدیق دل تعلق دارد۔ این را ایمان مطلق گویند یعنی بگو آمین۔

و دانی کہ کلمۂ طیب بیست و چہار حروف است پاک کہ ہیچ نقطہ نہ دارند۔ چنانچہ نقطہ ہای دروغ و ستم و نفاق و تکبر و ہوا و طمع و رشوت و بغض و عُجب و حسد و حرص و بخل و غیبت۔ بدین مانند ہر کہ کلمہ مجید را بدین نکتہ ہا را خواند و بر زبان گوید معنی متغیر شوند و زبان پاک نہ گردد و دل صفائی نہ گیرد و در ہیچ جای حق تعالیٰ در قرآن بدُنیا عزت نہ دادہ و پیغامبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا گرد کردن نہ فرمودہ و بجمع نمودن دُنیا اشارت نہ کردہ۔

پس دُنیا چیست؟ بگو دُنیا آنست کہ سوای مولیٰ فرحت بدل بخشد و چیزی کہ بدل فرحت دہد، آن چیز از خدای تعالیٰ باز دارد۔ آن سُکر است۔

[1] سورہ الاعراف، ۷ : ۴۴

اس سے بڑھکر بدتر کوئی شخص نہ ہوگا یعنی ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ ظالم اہل دُنیا نفاق سے باہر نہیں آتے ہیں (یعنی وہ ہمیشہ نفاق میں مبتلا رہتے ہیں) فقیر جو کچھ کہتا ہے، حساب کی رُو سے کہتا ہے (یعنی وہ جو کچھ کہتا ہے، وہ حق بات کہتا ہے) حسد (اور نفاق کی راہ) سے کچھ نہیں کہتا ہے۔ جو کوئی اللہ کے نام سے سیراب نہیں ہوا، وہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نصیب ہے۔

جو کوئی اللہ کے کلام اور قرآن و تفسیر کے خزانے سے سیر نہیں ہوا (یعنی کلام الٰہی اور قرآن و حدیث کی برکات سے متمتع نہیں ہوا)، وہ ہرگز کلام پاک کی قدر نہ کرے گا۔ حرص دُنیا کی وجہ سے وہ ہمیشہ رنج میں مبتلا رہے گا۔ ایسے لوگ نہ تو فقیر کامل ہیں اور نہ ہی علمائے عامل ہیں، بلکہ شب و روز طلب دُنیا میں لگے ہوتے ہیں۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ تو کہے گا کہ ہم نے کافر طبیب کے کہنے پر تو اعتبار کیا اور اس کو استوار سمجھا اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار (اولوالعظم) پیغمبروں کے ارشاد کو استوار نہ سمجھا۔ (جو فرماتے ہیں کہ ترک دُنیا ہر عبادت کی جڑ ہے) اب کہو کہ یہاں ایمان کہاں گیا؟ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ط

مصنفؒ (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اقرار زبان اور تصدیق دل سے ہے۔ اس کو ایمان مطلق کہتے ہیں۔ یعنی کہو "آمین"۔

(اور اے طالب صادق!) کیا تو جانتا ہے کہ کلمۂ طیب چوبیس[24] پاکیزہ حروف پر مشتمل ہے، کہ جن میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے نقطے دروغ، ستم، نفاق، تکبر، ہوا، طمع، رشوت، بغض، عُجب، حسد، حرص، بخل، غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس اس طرح سے جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھے گا اور زبان پر لائے گا، تو (ملائک) معنی بدل جائیں گے۔ (کہنے والے کی) زبان پاک اور دل صاف نہ ہوگا۔ اور کسی جگہ قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے دُنیا (اور اہل دُنیا) کو عزت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کے جمع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (بلکہ دُنیا کے جمع کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے) اور نہ کہیں دُنیا کے جمع کرنے کی طرف احادیث میں اسکا اشارہ ملتا ہے۔

(اے طالب!) پس دُنیا کیا ہے؟ بتا؟ دُنیا وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا دل کو فرحت بخشے اور وہ چیز جو دل کو فرحت دے۔ (یعنی دُنیا وہ ہے کہ جو یاد مولیٰ کو

شخصی کہ صاحب سُکر در سُکر باشد، باختیار خود نہ باشند۔ آن را نیکی وبدی برابر، شرک وریا برابر۔ پس طالب دُنیا طلب نکند، مگر کاذب ومنافق واز نفاق و کذب چندین سُکر پیدا شود کہ از سُکر شراب اُمّ الخبائث غالب تر باشد، بلکہ پدر را می کُشد پسر وپسر را میکُشد پدر۔ از برای طمع دُنیا تمامی سُکر شراب را چون جمع می کنند، اُو را سُکرات میگویند وخطرات دُنیا از سُکرات سخت تر باشد۔ امّا ای برادر! آنچہ غل وغش سُکر وہواداری دُنیا، از دل بدر کُن کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ[1] را بر خود ورد ساز واز خدای تعالیٰ با حرمت وعزت با اعتقاد صدق دل پاک کلمۂ طیّب را بخوان کہ از برکت خواندن کلمۂ طیّب بدین طریق اوصاف ذمیمہ اُو از دل زائل شود وبرخیزد ومراتب مؤمن دریابد واز سر نو مُسلم شود کہ حروف کلمۂ طیّب دریای است وہر نقطہ مثل حُباب بغرق آب رحمت ومرحمت گردد، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم وکلمۂ طیّب عصمت است بگفتن عصمت کلمۂ طیّب در تمام اندام اُو عصمت در آید۔

بدانکہ اوّل حق سبحانہٗ وتعالیٰ چون کلمۂ طیّب پیدا کرد، بی کام وبی زبان با قُدرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کلمہ خواندن گرفت واز دوستی کلمۂ طیّب رُوح محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیدا کرد واز دوستی محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قرآن نازل شد۔ اصل کلام اللہ کلمۂ طیّب است وہر کتاب وکلام شرح کلمۂ طیّب اخلاص با خدای تعالیٰ خاص ذکر لازوال۔ کلمۂ طیّب رحمت اللہ است۔ کلمۂ طیّب برکت است وکلمۂ ایمان است۔ بخواندن وقت جان

[1] سورہ آل عمران، ۳ : ۱۸۵

دل سے بھلائے اور خُدا تعالیٰ سے باز رکھے) اور وُہ چیز جو یادِ الٰہی سے باز رکھے، وُہ سُکر ہے۔

(پس اے طالب!) وُہ صاحب سُکر جو سُکر میں ہوگا، وُہ اپنے اختیار میں نہیں ہوگا، بلکہ نیکی اور بدی اس کے نزدیک سب برابر ہیں۔ اس کے نزدیک شرک وریا سب برابر ہیں۔ پس طالب دُنیا سوائے دروغ گوئی اور منافقت کے اور کچھ طلب نہیں کرتا۔ (یعنی طالب دُنیا ہمیشہ کذب ونفاق میں مبتلا رہتا ہے) اور نفاق اور کذب سے اس قدر سُکر پیدا ہوتا ہے کہ شراب کا نشہ جو خبائث کی ماں ہے، سے غالب تر ہو جاتا ہے، بلکہ بیٹا باپ کو اور بیٹے کو باپ قتل کر دیتا ہے۔ طمع دُنیا کیلئے جب ہم شراب کے تمام سُکر کو جمع کر دیں، تو اس کو سُکرات کہتے ہیں۔ اور دُنیا کے خطرات (ترغیبات دُنیا) سُکرات سے سخت تر ہوتے ہیں۔ لیکن اے برادر عزیز! سُکر کی خباثتیں اور ترغیبات دُنیا جو کچھ بھی تو رکھتا ہے، دل سے نکال دے۔ "ہر ذی نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے"۔ ہمہ وقت اسکا تصور مدّنظر رکھے اور اس خیال کو اپنے اُوپر وارد کرے اور خُداوند کریم سے حُرمت و عزّت کے ساتھ، سچے اعتقاد کے ساتھ پاکیزہ دل کے ساتھ کلمۂ طیّب کو پڑھے، کیونکہ اس طریق سے کلمۂ طیّب کے پڑھنے کی برکت سے اس کی بُری صفات (بُری عادات) اس کے دل سے زائل ہو جائیں گی۔ اور دُور ہو جائیں گی۔ اس کو مؤمن کے مراتب حاصل ہو جائیں گے۔ وُہ از سر نو مُسلم ہو جائیگا، کیونکہ کلمۂ طیّب کے حروف مثل دریا کے ہیں اور اس کا ہر نقطہ مثل حباب کے آب رحمت ومرحمت میں ڈوبا ہُوا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ اور کلمۂ طیّب پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے۔ کلمۂ طیّب کے پاکیزہ الفاظ کہنے سے کلمہ گو کے تمام جسم میں عصمت داخل ہو جاتی ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے جب کلمۂ طیّب کو پیدا کیا، تو پہلے خود بے کام و زبان کے قدرت نے پڑھنا شروع کیا۔ اور بعد ازاں کلمۂ طیّب کی دوستی سے رُوح حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیدا کیا۔ اور حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دوستی سے قرآن نازل ہُوا۔ (اس سے معلوم ہُوا کہ) کلام اللہ کی اصل کلمۂ طیّب ہے۔ اور ہر ایک کتاب وکلام اسی کی شرح ہے۔ خُدای تعالیٰ کے ساتھ اخلاص اور خاص لازوال ذکر کا موجب یہی کلمۂ طیّب ہے۔ کلمۂ طیّب رحمت الٰہی اور برکت ہے۔ اور یہی کلمۂ ایمان

کندن کلمۂ طیب حصار است از شیطان و کلمۂ طیب سپر است از آتش دوزخ وکلمۂ طیب پاک است رسانندۂ بہشت. پس ہر علم در کلمہ در آید۔

علم چہ معنی دارد؟ العلم دانستن چہ چیز؟ دانستن چیزی را کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دانستہ. محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہ چیز دانست یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دانست ابتداء و انتہاء کلمۂ طیب ذکر اللہ، معرفت الٰہی، و حب مولیٰ و فقر اختیاری و آنچہ فرمودہ خدا و پیغامبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم دانست خلاف نفس و خلاف دُنیا و خلاف کفر و خلاف شیطان۔

عجب دارم از آن عالمان بی عمل کہ دانستن علم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم را کج فہمیدہ اند کہ اخلاص بنفس و دُنیا و شیطان ورزیدہ اند یعنی اہل معصیت و اخلاص با کفار دارند کہ قدم بحق نہ بردہ از برای آنکہ روی بباطل آوردہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ط

علم بانسان تعلق دارد و انسان شدن خیلی مشکل و عالم انسان است۔

و انسان را دو علم است: اوّل علم عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ[1] دوم علم عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا[2] کسی را کہ این ہر دو علم کشف گردد، علم تمام است علم رفیق و علم نکتہ باریک علم با معرفت مولیٰ با عمل تحقیق والّا نہ معلم بسیار اند چنانچہ عالم فاضل قوم منافقان زندیق مذہب پوشیدہ چنانچہ مثل رافضی و خارجی ایشان را عالم در علم نتوان گفت۔

❖

[1] سورہ العلق، ۹۶ : ۵

[2] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱

ہے۔ اور جان کنی کے وقت اس کے پڑھنے سے شیطان سے (انسان) محفوظ ہو جاتا ہے، (کیونکہ کلمۂ طیب شیطان کا حصار ہے) اور یہی کلمۂ طیب آتش دوزخ سے بچنے کی ڈھال ہے۔ اور یہی کلمۂ پاک بہشت پہنچانے والا ہے۔ پس (دُنیا کا) ہر علم کلمہ میں داخل ہے۔

(اے طالب حقیقی!) (اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ) علم کے کیا معنی ہیں؟ العلم کے معنی جاننا کے ہیں کس چیز کا جاننا؟ اس چیز کا جاننا جسے (سب سے پہلے) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا چیز جانی؟ (اسکا جواب یہ ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ طیب کی ابتداء و انتہاء، ذکر اللہ، معرفت خداوندی، حُبّ مولیٰ اور فقر اختیاری کو جانا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف نفس، خلاف دُنیا، خلاف کفر اور خلاف شیطان کو بھی جانا۔

(پس) (اے طالب صادق!) مجھے ان عالمان بے عمل پر تعجب آتا ہے کہ جو علم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاننے کو کج سمجھتے ہیں، (اور دُنیا کے علوم کو پڑھنا فرض سمجھتے ہیں) اور جو نفس، دُنیا اور شیطان یعنی اہل معصیت (کی رسموں کو) اخلاص کے ساتھ اختیار کیے ہوئے ہے۔ اور کفار کے ساتھ اخلاص رکھتے ہیں، جنہوں نے حق کے ساتھ اپنے قدم نہیں اٹھائے، اسلیے کہ انہوں نے باطل کا راستہ اختیار کیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ط

(پس اے طالب!) علم کا تعلق انسان کے ساتھ ہے۔ اور انسان ہونا بہت مشکل امر ہے۔ اور عالم (بھی) انسان ہے۔ (کسی نے سچ کہا ہے کہ مسلمان در گور اور مسلمانی در کتاب مسلمان قبروں میں چلے گئے اور اسلام کتابوں میں ہے)۔

(پس) صوفیاء کے نزدیک انسان کے دو علم ہیں۔ ان میں سے اوّل علم یعنی سکھلائیں انسان کو وہ باتیں جو وہ نہ جانتا تھا۔ اور دوسرا علم یعنی سکھلائے حضرت آدم علیہ السلام کو کُل چیزوں کے نام۔ پس جس کسی کو یہ دونوں علم معلوم ہوں، اس کو پورا علم حاصل ہے اور علم اس کا رفیق ہے۔ اور علم ہے ہی کیا، بس ایک نکتۂ باریک ہے۔ علم معرفت خداوندی کے ساتھ اور عمل کیساتھ تحقیق ہے، ورنہ نہیں ہے۔ معلم بہت ہیں، چنانچہ منافق اور زندیق قوموں میں بھی پوشیدہ عالم فاضل لوگ ہیں، مثلاً رافضی اور خارجی (لیکن) ان کو علم کے اندر عالم نہیں کہا جا سکتا۔

ابیات

علم سہ حرف است عین ولام ومیم — عالم آن باشد بود مرد فہیم
علم سہ حرف است عین ولام ومیم — از علم عالم شود مرد حکیم
علم سہ حرف است عین ولام ومیم — از علم حاصل شود راہ مستقیم
علم سہ حرف است عین ولام ومیم — از علم عالم شود مرد کریم
علم سہ حرف است عین ولام ومیم — از علم عالم شود بادل سلیم
از آن حرفی بشرف مصطفیٰؐ است — کہ حقایق برد سرّ الٰہ است
نہ آنجا کاغذ وقطرہ سیاہی است — سراسر وحدت سرّ الٰہی است

بدانکہ علم را تاثیر بخواندن نام حروف است. کسی علم توحید بنام اللہ وحسبۃ اللہ خواند، چنانچہ علم تصوف از وجود او ناشائستہ، حرص وحسد و غضب جدا نماید وہر کہ علم در خواندن بنام دُنیا وبنام شیطان وبنام نفس و بنام ہوا خواند، از تاثیر حروف دُنیا وحروف شیطان وحروف نفس وحروف ہوا باز دارند از ذکر فکر معرفت خدا تعالیٰ وفقیران حافظ ربانی بذکر رب دیگری را نہ خوانی وندانی ونہ ستانی، حاصل میشود جمعیت جانی باجاودانی۔

بدانکہ فقیر را شفقت بادُنیا واہل دُنیا نیست کہ دشمن خدا است وعلمای بی عمل را موافقت بدُنیا واہل دُنیا بسیار، کہ با شیطان وشیطان را موافقت بانفس ونفس را باہوا باز دارد از راہ باطنی صفا و

ابیات

علم میں ع، ل اور م تین حرف ہیں۔ عالم علم حاصل کرکے ایک سمجھدار انسان ہوجاتا ہے۔

علم میں ع، ل اور م تین حرف ہیں۔ عالم علم حاصل کرکے مرد حکیم ہوجاتا ہے۔
علم میں ع، ل اور م تین حرف ہیں۔ علم سے راہ مستقیم حاصل ہوجاتا ہے۔
علم میں ع، ل اور م تین حرف ہیں۔ عالم علم سے مرد کریم ہوجاتا ہے۔
علم میں ع، ل اور م تین حرف ہیں۔ علم سے قلب سلیم کے ساتھ انسان عالم ہوجاتا ہے۔

اس کلمۂ طیب کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف حاصل ہے۔ کیونکہ حقائق بھید الٰہی کی غمازی کرتے ہیں۔

وہاں نہ تو کاغذ ہے، اور نہ ہی وہاں کوئی سیاہی کا قطرہ ہے۔ وہاں تو صرف سراسر سرالٰہی کی وحدت ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ علم کی تاثیر حروف کے نام پڑھنے پر منحصر ہے۔ پس جس شخص نے علم توحید کو محض حسبۃ اللہ اور نام خدا پر پڑھا، تو اس کے وجود سے علم تصوف کی بنا پر ناشائستہ حرکات، حرص وحسد اور غیض وغضب کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔ (اور علم ومعرفت کا دروازہ اس پر کھل جاتا ہے) اور جس نے علم کا مطالعہ محض دُنیا، شیطان، نفس اور نفسانی خواہشات کے نام پر کیا، تو حروف دُنیا، حروف شیطان، حروف نفس اور حروف نفسانی خواہشات اس کو ذکر فکر اور معرفت خداوندی سے باز رکھتے ہیں۔ اور حافظ ربانی فقیر ذکر رب کے علاوہ کسی چیز کا نہ تو مطالعہ کرتے ہیں، نہ جانتے ہیں اور نہ کچھ لیتے ہیں۔ ان کو تو اس ہمیشہ رہنے والی ہستی سے جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے فقیر کو دُنیا اور اہل دُنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ (اور کیونکر ہو) بلکہ یہ اہل دُنیا کو دشمن خدا جانتے ہیں۔ اور بے عمل عالموں کو دُنیا اور اہل دُنیا کے ساتھ موافقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے (اور یہ حقیقت ہے کہ) شیطان کی موافقت نفس کی موافقت ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا

از مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر کہ براہ باطنی، معرفت الٰہی شک آرد، کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا ط

ہر کہ علم را دانست و عمل نکرد، نامرد است۔ ہر کہ علم دانست علم آن را دانا باللہ یگانہ کند۔ ہر کہ از علم مرتبۂ دُنیا یافت و از علم جمع کردن دُنیا را دانست و با دُنیا یگانہ و از خدا بیگانہ۔ آنرا عالم نتوان گفت، بلکہ راہزن تمام عالم نادانستہ۔ ہر کہ دُنیا را عزت دہد گویا کہ عزت شیطان را دہد۔ گویا عزت نفس را دہد و ہر کہ عزت نفس را دہد، گویا ہوا را عزت دہد۔ ہر کہ ہوا را عزت دہد از خدا و شرف دیدار مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محروم ماند۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ط[1]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ کَالْاَعْمٰی وَالْمُسْتَمِعُ مِنْہُ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نَفْعٌ وَلَا حَذَرٌ ط[2]

مصنفؒ می گوید کہ بعضی علماء عالم در قید علم باشند۔ ہر کرا علم در قید خود کند، در حکم علم باشد۔ آنچہ حضرت علم می فرماید، عالم ہمون کند، از نافرمودۂ خدا باز آید و علم عالم را بباطل رفتن نمی دہد و حق بخشد و ہر کہ از راہ بی علمی بخواندن علم قید کند، آن عالم ہر کہ خواہد کہ علم را می برد بدنیا و اہل دُنیا و علم را می برد بر ہوا فسق زنا و فجور بدرم رشوت و ریا بر دسر ہوای۔

از علم دانستن دو چیزی حاصل شود۔ اگر کسی خدا را دانست، آن عارف باللہ

---

[1] سورہ المائدہ ۵ : ۵۴ [2] الحدیث۔

کی موافقت ہے۔ اور ہوا باطن کی صفائی کے راستے میں حائل ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس سے محروم رکھتی ہے۔ جس کسی نے راہ باطنی اور معرفت خداوندی پر شک کیا وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا ط

(اور اے طالب!) جس کسی نے علم کو جانا اور عمل نہ کیا، وہ شخص نامرد ہے۔ اور جس نے علم کو جانا (اور عمل کیا) علم اسکو دانا باللہ اور یگانہ کرتا ہے۔ اور جس نے علم سے دُنیا کا مرتبہ پایا اور علم سے دُنیا کو جمع کرنے کا وسیلہ جانا، وہ دُنیا سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے۔ اس کو عالم نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ پورا راہزن ہے۔ اور جاہل عالم ہے۔ جو کوئی دُنیا کو عزت دیتا ہے، وہ گویا شیطان کو عزت دیتا ہے۔ گویا نفس کو عزت دیتا ہے اور جو کوئی نفس کو عزت دیتا ہے۔ گویا وہ ہوا (نفسانی خواہشات) کو عزت دیتا ہے۔ اور جو کوئی ہوا کو عزت دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور شرف دیدار مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"مسلمانوں پر نرم دل ہیں، کافروں پر سخت ہیں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"لالچی عالم کی مثال مرد عنین کی ہے کہ دیکھنے میں تو مرد ہے، مگر دراصل نامرد ہے اور سُننے والے کی مثال بانجھ عورت کی ہے۔ کہ خوبصورت بھی ہے مگر بچہ اُس کے ہاں پیدا نہیں ہوتا"۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ بعض عالم علم کی قید میں رہتے ہیں۔ جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے، وہ علم کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس سے جو کچھ علم کہتا ہے، عالم وہی کچھ کرتا ہے اور خدا کے حکم کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے۔ اور علم عالم کو باطل کی طرف نہیں جانے دیتا۔ اور حق بخشتا ہے۔ اور جو کوئی بے علمی کے طریق سے مطالعہ کے لیے علم کو قید کرتا ہے، وہ عالم جو یہ چاہتا ہے کہ علم کو دُنیا اور اہل دُنیا کے پاس لے جائے تاکہ اس کو اس سے مالی منفعت پہنچے) وہی علم اسکو فسق و فجور، زنا اور رشوت و ریا اور نفسانی خواہشات کے دروازے پر لے جاتا ہے۔

(پس اے طالب!) علم کے جاننے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ اگر کسی نے خدا کو جانا

شود وعلم آنرا بروح زند بحق یار کسی کہ خود را دانست، علم آنرا بر نفس زند بر شوت طبع باطن خوار جز علم وعلم ہستی دارد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ[1]

وہستی ہمہ حجاب اگرچہ در ہستی عبادت بس ثواب، چنانچہ بیست جز علم ویک جز حلم تا آنکہ یک جز حلم نخواند، بیست جز علم آنرا نفع ندھد، از برای آنکہ علم حلیم است وحلیم نام اللہ است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ط

اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ مِنَ الْحِلْمِ ط

بدانکہ علما از کلام ربانی، عارف کلام اللہ طَالَ لِسَانُہٗ دوام در خروش۔ ایشان کلام ربانی رب را خوشتر رانند، زبان سمیع قدرت گردد۔ فقیران عارف باللہ کہ دوام خاموش اند یعنی ہر کہ رب را شناخت کَلَّ لِسَانُہٗ[2] گشت از برای آنکہ از ذکر خفیہ رب واز قرب رب واز عظمت رب واز ہیبت رب واز معرفت رب واز ادب رب دوام خاموش باشد کہ از خاموشی مراتب معرفت زیادہ گردد وپردہ بکشاید۔ ہر مقام مشاہدہ عارف باللہ را خوش نماید۔ چنانچہ قرآن لذت دہد از تلاوت۔ عارف باللہ را لذت آید بغرق فنا فی اللہ بنور اللہ از تجلیات تمام۔ حلاوت ابتداء تلاوت وانتہاء حلاوت۔ قرآن گوئیکہ از ہر حرفی عدو اللہ کہ نفس شیطان را زخم در جان زخم تیر زند وبغرق اسم اللہ عارف باللہ متوجہ الی اللہ، گوئیکہ ذبح کند وسر از تن جدا گرداند۔ عدو اللہ نفس وشیطان را از تشویش

[1] الحدیث ۔ [2] قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ : مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ ، فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ (جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اسکی زبان (حق گوئی میں) کھل گئی)۔

وہ عارف باللہ ہوا، اور اس کا علم روح کے ساتھ حق کا یار ہوا۔ اور جس کسی نے اپنے آپکو (عالم) جانا، علم اس کو رشوت، طمع اور نفسانیت میں مبتلا کر دیتا ہے اور (صحیح) علم کے بغیر اس کا باطن ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور علم اپنی ہستی رکھتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"علم ایک بڑا حجاب ہے"

(اور صوفیاء کا کہنا ہے کہ) یہی ہستی تمام کی تمام حجاب ہے۔ اگرچہ ہستی ہی میں عبادت اور ثواب کثیر ہے، چنانچہ اگر بیس حصہ علم ہو اور ایک حصہ حلم ہو۔ جب تک کہ حلم کا ایک حصہ نہیں پڑھے گا، علم کا بیس حصہ اس کو نفع نہیں دے گا۔ اس لیے کہ حلم (بردباری) بردبار (کی صفت) ہے۔ اور حلیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

اللہ بس ماسوا لئے اللہ ہوس

اور بعض صوفیاء کا کہنا ہے کہ علم حلم کا نتیجہ ہے۔

اے طالب!، جان لے کہ جو عالم کہ علمائے کلام ربانی سے ہیں، وہ عارف کلام اللہ ہیں۔ اُن کی زبان (حق گوئی میں) کھل جاتی ہے اور وہ ہمیشہ جوش و جذبہ میں رہتے ہیں۔ اُن کا کلام ربانی اللہ تعالیٰ کو بھاتا ہے۔ (جو وہ پڑھتے ہیں) قدرت اُن کی زبان کو سنتی ہے۔ عارف باللہ فقراء ہمیشہ خاموش رہتے ہیں یعنی جس کسی نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ اس لیے کہ رب کے خفیہ ذکر، قرب رب، عظمت رب، ہیبت رب، معرفت رب اور ادب رب کی وجہ سے وہ ہمیشہ خاموش رہتے ہیں۔ کیونکہ خاموشی سے معرفت کے مراتب بڑھ جاتے ہیں۔ اور حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ مشاہدہ کا ہر مقام عارف باللہ کو اچھا لگتا ہے جس طرح کہ قرآن کی تلاوت سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ (اسی طرح) عارف باللہ کو نور الٰہی کی کامل تجلیات اور فنا فی اللہ میں غرق ہونے سے اُسے لذت حاصل ہوتی ہے۔ تلاوت کے ابتداء میں بھی شیرینی اور انتہاء میں بھی شیرینی ہے۔ گویا کہ قرآن کا ہر حرف اللہ کے دشمنوں یعنی نفس وشیطان کے واسطے تیر کا کام دیتا ہے۔ جو اُن کی جانوں کو زخم لگاتا ہے۔ اور عارف باللہ متوجہ الی اللہ اسم اللہ میں مستغرق گویا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نفس وشیطان کو ذبح کرتا ہے اور اُن کے سروں کو تن سے جدا کر دیتا ہے۔ (اس طرح سے) وہ دشمنوں (نفس وشیطان) کی لڑائی اور تشویش سے امان پا لیتا ہے۔ اور ھُوَ تَوَّا

ومحاربۂ دشمن ایمنی یابد و در مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا رسد۔[1]

و استغراق نیز دو قسم است:۔

استغراق باسم اللہ ذات و مدخل شدن مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُتبرکات غرق دیگر است، صاحب ذات را حجاب از لذات و صاحب ذات را حجاب بہ طبقات۔ عارف باللہ ہر دو دارد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ، فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[2]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا[3]

این ذکر نیز خفیہ بدھن بستہ کَلَّ لِسَانُہٗ بتصدیق قلب تعلق دارد کہ ذکر قلب است۔ ذاکر قلبی قبای پوش است و ذاکر قلب را پیش اہل قلب ظاہر کردن خود فروش است۔ و طالب سہ قسم است: طالب دُنیا و طالب عقبیٰ و طالب مولیٰ۔

و طالب دُنیا را طلب دُنیا بتمامیت دُنیا رساند و تمامیت دُنیا تمامیت غوغا و تمامیت نام و ناموس و تمامیت رجوعات خلق در خلق مشہور، از حق دور تر دور و طالب عقبیٰ را طلب بہ عقبیٰ رساند۔

طلب عقبیٰ چیست؟ یعنی در خواب و یا در مراقبہ مقام بہشت را دیدہ و طعام و آب و نعمت بہشت چشیدہ، تماشای حور و قصور دید، چون از خواب بیدار شد تمام عمر آن را ہرگز گرسنگی و تشنگی نمی شود و روز بروز با امید حور و قصور وجود او فربہ شود و در فرحت در آید۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا[4]

و طالب مولیٰ را طلب مولیٰ بمعرفت مولیٰ رساند و بحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] نقل از عین العلم و شرح برزخ [2] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار [3] سورہ الدہر ۷۶: ۲۵ [4] سورہ النبا ۷۸: ۳۱

قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

(اے طالب!) استغراق کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

ایک استغراق اسم اللہ ذات اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونا ہے۔

اور دوسرا متبرکات میں غرق ہونا یعنی صاحب ذات کا حجاب لذات سے اور صاحب ذات کا حجاب طبقات سے۔ عارف باللہ یہ دونوں چیزیں رکھتا ہے۔ جن کی نسبت حدیث شریف میں اشارہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچانا پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اپنے رب کا نام صبح و شام لیتا رہ"۔

(پس) اس ذکر سے بھی خفیہ مُنہ بند کیا۔ اور کَلَّ لِسَانُہٗ (زبان گونگی ہونے) کی تصدیق قلب کے ساتھ کی، کیونکہ ذکر کا تعلق قلب سے ہے۔ ذاکر قلبی قبا پوش ہے۔ اور ذاکر قلبی کو اہل قلب کے سامنے ظاہر کرنا خود فروشی ہے۔ اور طالب تین قسم کے ہیں:۔

(۱) طالب دُنیا (۲) طالب عقبیٰ اور (۳) طالب مولیٰ۔

طالب دُنیا کو طلب دُنیا تمام اوامر و نواہی کی آلودگی، تمام جھوٹی شہرت، تمام جھوٹی نام و ناموس اور تمام رجوعات خلق کی خواہش کے ساتھ دُنیا تک پہنچاتی ہے۔ وہ حق سے دُور تر دُور ہوتا جاتا ہے۔ اور طلب طالب عقبیٰ کو عقبیٰ تک پہنچاتی ہے۔

طلب عقبیٰ کیا ہے؟ (صوفیاء کہتے ہیں کہ) کہ خواب اور یا مراقبہ میں مقام بہشت کو دیکھنے، کھانے پینے اور بہشت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے اور حور و قصور کے دیکھنے کا نام ہے۔ اور جب وہ خواب سے بیدار ہوتا ہے، تو تمام عمر اس کو بھوک اور پیاس تک نہیں لگتی اور روز بروز حور و قصور کی اُمید میں اس کا وجود موٹا ہوتا جاتا ہے اور خوشی محسوس کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"بیشک ڈرنے والوں کو ان کی مُراد ملنی ہے"۔

اور طالب مولیٰ کو طلب مولیٰ معرفت خداوندی تک پہنچاتی ہے اور وہ بارگاہِ

شود۔ چون از خواب برآید صاحب ترک و توکل کُلَّ لِسَانَہٗ عارف باللہ گردد و طالب دُنیا مخنّث و طالب عقبیٰ مؤنّث و طالب مولیٰ مذکّر۔ عارف باللہ خاموش مذکّر نہ بخروش متفکّر۔

بدانکہ عارفان را دوام توجہ است مستغرق مع اللہ کسی کہ با عارفان ہمسخن شود ہر آنکس عارف باللہ را از اللہ تعالیٰ بگرداند بسوی خود۔ پس عارف کامل آنست کہ اگر حکم عارف باللہ را از اللہ تعالیٰ بشود، بہر آنکس سخن بکن الہام شود، عارف باللہ با و ہمکلام شود والّا نہ۔ عارف بغیر از حکم رب زبان بریدہ صُمٌّ بُکْمٌ۔ عارفان بہ ہیچ کس ہمسخن نشوند۔

بیت

عارفان ہمسخن دائم با خُدا دہن خود را بستہ اند از ہر ہوا

ذکر ذوق توفیق بخشندہ الٰہی و برآرندہ از معصیت، بدعت، گمراہی و دہندہ از ہر مقامات طریقت و حقیقت و معرفت خبر تحقیقات آگاہی و دُور کنندہ از دل میل حُبّ دُنیا، کدورت و سیاہی۔ ذکر اللہ بدین طریق تحقیق صاحب توفیق بحق رفیق است نہ زندیق و فکر فنای نفس کنندہ و از ہوا و ہوس بیرون کشندہ را گویند و مراقبہ مشاہدہ با شاہد حقیقی حق نما مقرب اللہ۔ باطن صفا بر در مجلس انبیاء و اولیاء۔ صورت سرّ اسرار طیر سیر دیکدم طی جاودان است۔ نہ صاحب مراقبہ مثل گربہ کشتن و زدن موش انتظار پریشان۔ کامل را بلکہ مراقبہ درمیان رقیب۔

احتیاج آنرا مراقبہ نیست کسی را کہ ظاہر و باطن مجلس دوام بہ حبیب مع اللہ

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضوری پاتا ہے۔ جب (طالب مولیٰ) خواب سے بیدار ہوتا ہے، تو وہ صاحب ترک و توکل، اس کی زبان گونگی اور وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اور طالب دُنیا مخنّث، طالب عقبیٰ مؤنّث اور طالب مولیٰ مذکّر ہوتا ہے۔ عارف باللہ خاموشی کے ساتھ مذکّر ہوتا ہے۔ نہ اس میں جوش و خروش ہوتا ہے، بلکہ متفکّر ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ عارفوں کی دائمی توجہ مستغرق مع اللہ ہوتی ہے۔ جو شخص عارفوں سے ہمکلام ہوتا ہے، وہ عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ سے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ مگر کامل عارف وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف باللہ کو حکم پہنچے کہ اس آدمی سے بات کر، اس کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) الہام ہوتا ہے، تو عارف باللہ اس سے ہمکلام ہوتا ہے، ورنہ نہیں۔ عارف باللہ کی زبان حکم ربّی کے بغیر کٹ جاتی ہے۔ وہ بہرے اور گونگے ہو جاتے ہیں۔ عارف لوگ کسی شخص سے ہمکلام نہیں ہوتے۔

بیت

عارف لوگ ہمیشہ رب کے ساتھ ہمکلام رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے منہ کو ہر خواہش نفسانی سے بند کر رکھا ہے۔

ذوق ذکر کی توفیق اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔ اور (یہ ذکر) معصیت و بدعت و گمراہی سے الگ کر دیتا ہے۔ اور طریقت، حقیقت اور معرفت کے ہر مقام کی تحقیق کے ساتھ آگاہی اور خبر دیتا ہے۔ اور دل سے حُبّ دُنیا کا میل، کدورت اور سیاہی کو دُور کرتا ہے۔ (پس) اس طریقہ کے ساتھ ذکر الٰہی بیشک صاحب توفیق کو میسر ہوتا ہے نہ کہ زندیق کو۔ اور فنائے نفس کی فکر کرنے والے اور ہوا و ہوس سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ اور مشاہدہ با شاہد حقیقی حق نما مقرب الی اللہ کو کہتے ہیں۔ باطن کی صفائی انبیاء اور اولیاء کی مجلس میں لے جاتی ہے۔ اور صورت سے سرّ اسرار کی طیر سیر ہو جاتی ہے۔ اور ایک لمحہ میں حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے۔ (کچھ صوفیاء اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ صاحب مراقبہ کی مثال مثل بلی کے ہے کہ چوہے کے مارنے میں پریشان و منتظر رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ کامل اور رقیب کے درمیان ہے۔

(پس اے طالب!) اس شخص کو مراقبہ کی حاجت نہیں کہ جو ظاہر و باطن ہمیشہ مجلس

قُرب باقرب ۔ مراقبہ برین است بہرہ مقام رسانندہ ۔ روز بروز پیغام الہام از خُدا و رسول خُدا می آرد پیغام صحیح باذکر اللہ تسبیح ۔

دانی اکثر مردم صاحب ذکر و فقیر ولی اللہ را مردم می گویند دیوانہ از آنکہ با خُدا تعالیٰ یگانہ و اہل دُنیا بیگانہ ۔

بیت

دمبدم دیوانہ باہشیار باش　　طلب مولیٰ طالب دیدار باش

المطلب آنکہ ابیات

ذکر سرّی رُوح آید در قلب　　عارفان را کشف گردد راز رب

ہر کرا شُد ذکر رُوحی در دماغ　　خواب غفلت رفت سوزش درد داغ

یا الٰہی سوز دِہ این سوز بہ　　گر کسی از سوز ترسد من بِدہ

انتہای عارفان است غرق نُور　　نیست آنجا عقل و فکر با حضور

ذکر و فکر و علم ہر سہ شُد حجاب　　آب با دریا رسد دریا با آب

فی امان اللہ دھد نُورش خُدا　　نُور سرّش راز وحدت کبریا

ذکر و فکر و صحو و سُکر و با خیال　　باز دارد غرق وحدت از وصال

حبیبُ اللہ میں اور مقام قُرب میں رہتا ہے ۔ اس کو مراقبہ اس کی نیت کے موافق اُسکے مقام پر پہنچا دیتا ہے ۔ اور روز بروز خُدا اور رسول خُدا کے پیغام و الہام لاتا ہے بلکہ پیغام صحیح ذکر و تسبیح اللہ کے ساتھ ہوتا ہے ۔

کیا تو جانتا ہے ؟ کہ اکثر لوگ صاحب ذکر اور فقیر ولی اللہ کو دیوانہ کہتے ہیں ۔ اس وجہ سے کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یگانہ اور اہل دنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے ۔

بیت

ہر وقت بظاہر دیوانہ اور باطن میں ہوشیار رہ ۔ طلب مولیٰ میں حق کے دیدار کا طالب رہ ۔

مثنوی

ذکر سرّی رُوح کیطرف سے قلب میں القاء ہوتا ہے ۔ اور عارفوں پر رب کا راز منکشف ہوتا ہے ۔

جس کسی کی رُوح کا ذکر دماغ میں چلا گیا ۔ وُہ خواب غفلت میں چلا گیا ۔ اور اسکا دماغ خراب ہوگیا ۔

یا الٰہی (مجھے) (عشق) کا سوز عطا کر ، کیونکہ یہ سوزش بہت بہتر ہے ۔ اگر کوئی اس سوزش سے ڈرتا ہے ، تو وُہ مجھ کو دیدے ۔

عارفوں کی انتہاء نُور (الٰہی) میں غرق ہونا ہے ۔ اس جگہ عقل و فکر بے سُود ہیں ۔ بس حضوری ہونا ضروری ہے ۔

ذکر و فکر و علم یہ تینوں حجاب ہیں ، جب پانی دریا میں پہنچتا ہے ، تو وُہ دریا کا پانی کہلاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں لے کر اپنا نُور عنایت کرتا ہے ۔ نُور اس کے رازوں میں سے وحدت کی کبریائی کا راز ہے ۔

ذکر ، فکر ، ہوش اور مستی اور خیالات وصل کے لیے وحدت میں غرق و فنا ہونے سے باز رکھتے ہیں ۔

کرد دعویٰ مدعی بر خویشتن — جان مُردہ زندہ نفسی لاف زن

عارفان را چشم از دل بابصر — چشم ظاہر داشتن چون گاؤ خر

کی تواند کُشت نفس دیو زشت — داد آدمؑ را ہلاکت در بہشت

آفرین صد آفرین ای نفس یار — نفس را توفیق بخشد کردگار

سِرّ نُور حق بُود اسرار راز — ہر کہ صاحب راز فقرش بی نیاز

ناتوانی سر رازی را بپوش — معرفت حق کی رسد این خود فروش

سِرّ قرآن است رازش مصطفیٰؐ — سِرّ نہ بُودی کس نگفتش جُز الٰہ

⁂

ہر کرا دل جوش دریا نوش لب بستہ با خموش۔ این عقل را کُلّی گویند یعنی بدوام عبادت خاموشی بدل جوشی۔ ہر کہ حوصلہ وسیع ندارد، خروشی با خود فروشی خام از مُرشد ناتمام۔

بدانکہ در کُلّ لِسَانَہٗ خاموشی ہفتاد ہزار حکمت است و در ہر حکمت ہزار حکمت از معرفت سِرّ اسرار الٰہی است۔ عارفان را دل قوی گردد از موج حادثات بحر از باد مخالف صاحب ہوش شود و از تصور اسم اللہ دل دریای مطلق بحر عمیق و ہر سخن عارف باللہ دُرّ موج است معرفت الٰہی ہر دم موج بموج حال احوال دیگر۔

(جو (بغیر کسی جواز کے) اپنے فقیر ہونے کا دعویٰ کرے، تو اسکی رُوح مُردہ، نفس زندہ اور شیخی بگھارنے والا ہے۔

عارفوں کی آنکھ دل کی بصیرت والی آنکھ ہے۔ ظاہری آنکھ تو گائے اور گدھے (جانور) بھی رکھتے ہیں۔

تُو اس بدخصلت نفس کو کیسے قتل کر سکتا ہے کہ جس نے آدم علیہ السّلام کو بہشت میں ہلاکت کے اندر ڈال دیا۔

آفرین اور سو مرتبہ آفرین اس نفس پر جس نے کہ اطاعت قبول کر لی۔ نفس کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔

سِرّ اللہ تعالیٰ کا نُور ہوتا ہے اور اسرار راز ہوتا ہے۔ جو کوئی صاحب راز ہو جاتا ہے، اسکا فقر بے نیاز ہو جاتا ہے۔

جہاں تک ہو سکے، اللہ تعالیٰ کے رازوں کی پردہ داری کر۔ معرفت خداوندی (بھلا) پردہ فاش کرنے والوں کو کب نصیب ہوتی ہے؟

قرآن ایک بھید ہے اور اس کے راز حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ نبی کے اسرار کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

جس کسی کے دل میں جوش و خروش ہو، اور وُہ دریا نوش ہو، وُہ لب بستہ اور خاموش رہتا ہے۔ اُسے عقل کُل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی وُہ دائمی طور پر عبادت کے ساتھ خاموش رہتا ہے۔ مگر دل میں جوش و جذبہ (ضرور) رکھتا ہے۔ اور جو کوئی حوصلہ وسیع نہیں رکھتا۔ وُہ ناقص مُرشد کا ناقص مُرید ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ کُلّ لِسَانَہٗ کی خاموشی میں ستّر ہزار حکمتیں ہیں اور ہر ایک حکمت میں ستّر ہزار سِرّ اسرار الٰہیہ کی معرفت کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اور عارفوں کا دل بحری حادثات کی موجوں سے مخالف ہواؤں کی وجہ سے قوی ہو جاتا ہے۔ اور وُہ عارف صاحب ہوش ہو جاتا ہے۔ اور اسم اللہ کے تصوّر سے دریا کا دل مطلق گہرا سمندر بن جاتا ہے۔ اور عارف باللہ کی ہر بات (دریائے) معرفت الٰہی کی موتیوں کی موج بن جاتی ہے۔ ہر لمحہ (ہر وقت) اس کے حال احوال (مثل دریا) موج بموج بدلتے رہتے ہیں۔

بدانکہ ثواب توریت وانجیل وزبور در قرآن است وبرکت ثواب قرآن در سورۃ الفاتحہ است وبرکت ثواب سورۃ الفاتحہ در بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ است وبرکت ثواب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ در تکبیر اولیٰ است وبرکت ثواب تکبیر اولیٰ در تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ است وثواب برکت توریت انجیل، زبور وفرقان الحمد و بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وتکبیر اولیٰ وتکبیر تحریمہ تمام در شرح اسم اللہ است واز اسم اللہ می برآید وباز در تمامیت اسم اللہ در آید کہ آن محض ذکر اللہ است۔

ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا خَیْرُ الذَّاکِرِیْنَ اَدْنٰی وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

اگر کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم ہر دو جہان سرگردان وپریشان می شوند، ثواب وبرکت نام اللہ نتوانند نوشت۔ ہر کہ از ذکر اللہ ونام اللہ ومعرفت الٰہی واز فقر ہدایت منکر شود، ہر آن کس از جمیع کتاب ہا واز جمیع فرشتگان واز جمیع پیغمبران واز جمیع صحابہ واز جمیع علماء واز جمیع فقراء منکر گردد واز ہدایت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واز دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم برگشتہ باشد۔

دانی کہ کافران، یہود ونصاریٰ انکار بنام اللہ آوردند ومسلمانان، اصحابان دشمنان بتان بودند۔ یہود ونصاریٰ دشمنی بنام اللہ دارند۔ جنگ با دار حرب ازین جا واقع شد کہ در قرآن مجید واقع است کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بکشید دار حرب۔

چہار شب وروز با کفار جنگ شد۔

لفظ اللہ کے فضائل وبرکات

(اے طالب!) جان لے کہ جو ثواب توریت، انجیل، زبور اور قرآن پاک میں ہے، وہی برکت اور ثواب سورۃ فاتحہ ام الکتاب میں ہے۔ اور جو برکت اور ثواب سورۃ فاتحہ میں ہے، وہی برکت اور ثواب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ہے اور جو برکت اور ثواب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ہے، وہی ثواب اور برکت تکبیر اولیٰ میں ہے۔ اور جو ثواب وبرکت تکبیر اولیٰ میں ہے، وہی ثواب وبرکت تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں ہے۔ اور جو ثواب وبرکت توریت، انجیل، زبور، فرقان حمید والحمد اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تکبیر اولیٰ اور تکبیر تحریمہ میں ہے، وہ سب لفظ اللہ کی شرح میں ہے۔ (پس اس سے معلوم ہوا کہ) جو عامیت اور جامعیت اسم اللہ میں داخل ہے، وہ محض ذکر اسم اللہ تعالیٰ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا۔ اس میں ذاکرین کی بھلائی ہے۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اللہ برتر اور بہتر اور زیادہ عزت والا اور بڑا بزرگ ہے۔

اگر دونوں جہان کی کل اٹھارہ ہزار مخلوقات (اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے کرتے) سرگرداں وپریشان ہوجائے، تو تب بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت اور ثواب کو نہیں لکھا جاسکتا۔ جو کوئی ذکر اللہ، نام اللہ اور معرفت اللہ اور ہدایت فقر سے منکر ہوتا ہے، وہ شخص تمام کتابوں، تمام فرشتوں، تمام پیغمبروں، تمام اصحابوں، تمام عالموں اور تمام فقراء سے منکر ہوجاتا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ ہوگا۔

(اے طالب!) کیا تو جانتا ہے کہ کافروں، یہودیوں اور نصرانیوں نے اللہ تعالیٰ کے نام سے انکار کیا ہے؟ اور مسلمان، اور اصحاب بتوں کے دشمن تھے یہود ونصاریٰ اللہ تعالیٰ کے نام سے دشمنی رکھتے ہیں۔ دار الحرب کے ساتھ جنگ کرو، اسی وجہ سے ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! دار الحرب کے کفار کو قتل کرو۔

چار شب وروز تک کفار کے ساتھ جنگ ہوئی۔

پس ہر کہ منکر از اسم اللہ و منکر از ذکر اللہ است و دشنام ذکر اللہ نام اللہ را دھد معلوم شد کہ ہر آن کس از قوم یہود و نصاریٰ دار حربی باشد، واجب القتل است۔ اگر توبہ کند، توبہ آنرا قبول نیست و ہر کہ سب بہ ذکر اللہ و اسم اللہ کند، گویا کہ سب قرآن و سب پیغمبران کردہ باشد، لائق بدفن زیر زمین است یا بقتل رسانند او را کہ آن مرتد و مردود یہود است۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

دلیل عقلی موافق نقلی، دلیل قطعی، دلیل صدیقی یقینی یقین است۔

ہر کہ ادب اسم اللہ و آداب قرآن و آداب نبیٔ اللہ و آداب صحابہؓ و آداب شریعت و علماء و فقراء ندارد، ملعون و بیدین است۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

المطلب آنکہ صاحب خاموش خلاص از دفاتر کراماً کاتبین است۔ بر دل او نظر مدد رحمت اللہ و دوام۔ مراتب خاموشی کی رسد بمردم عوام۔ خاموشی نتیجۂ انبیاء و اولیاء است۔

بدانکہ چون حق سبحانہٗ و تعالیٰ خواست کہ ارواح پیدا کنم۔ اول از نور خود نور روح پر فتوح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بامقصود پیدا گردانید کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ بر روح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق و مبتلا گشت۔ حبیب اللہ خطاب داد کہ از دوستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق سبحانہٗ تعالیٰ کُن فرمود و بفرمودن کُن از نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم ارواح جن و انس و ملائکہ ہمہ روح ہا منصب صف بہ صف بستہ استادہ در عرصہ گاہ از ازل مراتب بمراتب ظاہر شدند۔ بعد از ان حق سبحانہٗ و تعالیٰ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمود۔ ارواح ہمہ گفتند: بلیٰ۔ بعضی بزبان گفتند و بعضی بدل گفتند و بعضی نہ بزبان و نہ بدل گفتند۔ طائفہ کہ بزبان گفتند، در دنیا منافق متزبذبین شدند۔ چنانچہ ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا[1] ط طائفہ کہ

[1] سورہ النساء، ۴ : ۱۳۷

پس جو کوئی اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے اور ذکر اللہ اور نام اللہ کو گالیاں دیتا ہے، تو معلوم ہوا کہ وہ شخص گروہ یہود و نصاریٰ سے ہے، دار الحربی ہوگا، اس لیے واجب القتل ہے۔ اگر وہ توبہ کرے، تو اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ اور جو کوئی ذکر اللہ اور اسم اللہ کو برا کہے، تو گویا اس نے قرآن اور جملہ پیغمبروں کو برا کہا۔ پس وہ شخص زیر زمین زندہ دفن کرنے کے لائق ہے، یا اُسے قتل کریں، کیونکہ وہ شخص مرتد اور مردود یہود ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

دلیل عقلی موافق نقلی ہونی چاہیے۔ اسی طرح دلیل قطعی و دلیل صدیقی ہونی چاہیے۔ اسی طرح تلقین امر یقینی کا نام ہے۔

جو کوئی ادب اسم اللہ اور ادب کلام اللہ اور آداب نبیٔ اللہ اور آداب صحابہ کرامؓ، آداب شریعت اور ادب علماء اور ادب فقراء کا نہ کرے، تو وہ ملعون اور بے دین ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

مطلب یہ ہے کہ صاحب خاموش کو کراماً کاتبین کے دفتر سے اخلاص ہے اور اس کے دل پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہے۔ عام لوگوں کو خاموشی کے مراتب کب میسر ہو سکتے ہیں؟ خاموشی انبیاء و اولیاء کا وطیرہ ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے چاہا کہ (عالم) ارواح کو پیدا کروں، تو سب سے پہلے روح پر فتوح حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور پاک سے اپنے مقصود کے مطابق پیدا کیا۔ اور خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر والا و شیفتہ ہوا۔ اور حبیب اللہ کا خطاب دیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وجہ سے حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے لفظ کُن فرمایا اور لفظ کُن کے فرمانے سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کی ارواح جن و انس و ملائکہ کو عرصۂ ظہور میں لایا۔ ان تمام مخلوقات کی ارواح منصب بہ منصب صف بہ صف باندھے کھڑی جب ازل کے عرصہ گاہ میں مراتب بمراتب ظاہر ہو گئیں، تو بعد ازاں حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا۔ جس کے جواب میں سب نے لفظ بلیٰ کہا۔ بعضوں نے زبان سے کہا اور بعضوں نے دل سے کہا۔ اور بعضوں نے نہ زبان سے کہا اور نہ دل سے کہا۔ وہ گروہ کہ جس نے زبان سے کہا وہ دنیا میں منافق اور گنہگار ہوئے۔ یعنی پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے" کے مصداق ہوئے۔ اور جس

بدل گفتند، اوّل در کفر باشند واز غلبات صدق دل آخر بدنیا بگویند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وآنانکہ نہ بزبان گفتند و نہ بدل، از ابتداء وانتہاء در کفر می زیند و می میرند و آنانکہ بزبان گفتند و بدل گفتند اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ ط مؤمن ومسلمان خاتمہ بالخیر باشند۔

بعد از آن روز اوّل ہمہ موجودات ارواح را حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمود کہ ای ارواح (چہ) بخواہید، ہمہ روحہا گفتند کہ خداوندا از تو ترا می خواہیم۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سہ ساغر بقدرت پر کردہ، یکی بدنیا داد یعنی طمع وکذب وحرص وحسد وکبر وآنچہ ناشائستہ بود بدین مانند وپیالۂ رنگین ہفت رنگ بازیب وزینت دادہ و دنیا را بازینت تمام عروس مانند ساختہ پیش ارواح فرستادہ۔ نہ نو حصہ ارواح جانب عروس دنیا دویدہ ولذت دنیا از پیالۂ دنیا چشیدہ دنیا مست شدند وبدنیا غرق گشتند۔ باز بجانب حق نہ دیدند واز حق سبحانہٗ وتعالیٰ برگشتند و بدنیا پیوستند۔ بعدہٗ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمود کہ ای ارواح! بخواہید از من آنچہ می خواہید کہ بر شما یان عطا کنم۔ ہمہ ارواح گفتند: خداوندا از تو ترا می خواہیم۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ساغر پر تقویٰ ومحنت گوناگوں وعبادت باسعادت آن پیالہ پر ساختہ وزینت باحور وقصور نعمت جنت از ہر طریق انواع آراست پیش ارواح کشیدند۔ نہ حصہ ارواح ساغر بہشتی نوشیدند وبا فرحت بہشت حور وقصور مشغول گشتند۔ باقی یک حصہ ارواح انبیاء واولیاء وفقراء عارفان باللہ ساغر وحدت واحد اللہ از نور اللہ کہ در آن ساغر ذکر وفکر شوق محبت، قرب وصال اللہ، غرق بحضور احوال فنا فی اللہ بقا باللہ از آتش عشق وعنایت ولایت وہدایت باجلالیت مشاہدۂ تجلیات گوناگون انوار پروردگار یک رنگ پیالہ را ارواح نوشیدہ مشتاق لقا بر مولیٰ ماندہ بہ فقر تمام کہ جنت ودنیا ہر دو بر ایشان

گروہ نے دل سے کہا۔ پہلے وہ کفر میں تھے اور پھر صدق دل کے غلبات کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والا ہوا اور جس گروہ نے نہ زبان سے کہا نہ دل سے۔ وہ ابتداء سے لے کر انتہا تک کفر کی ہی حالت میں زندہ رہیں اور مرتی رہیں اور وہ گروہ جس نے زبان سے کہا اور دل میں کہا کہ اقرار زبان سے ہے اور تصدیق قلب سے ہے، اس مؤمن اور مسلمان گروہ کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

بعد ازاں روز اوّل تمام موجودات کی ارواح کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے ارواح مؤمن وکافر! اب جو چاہو وہ کرو۔ روحوں نے (متفقہ طور پر) کہا کہ اے مالک! تجھ کو ہم تجھ سے مانگتے ہیں۔ (پس اسوقت) حق سبحانہٗ تعالیٰ نے تین پیالے اپنے ید قدرت سے پر کیے۔ ایک کو دنیا کے حوالے کیا یعنی طمع، جھوٹ، حرص، حسد، کبر اور اس طرح کی جو ناشائستہ چیزیں تھیں، اور سات رنگوں کا رنگین پیالہ تمام دنیا کی زیب وزینت سے دنیا کو پوری طرح آراستہ کیا۔ یہاں تک کہ اس کو مثل دلہن کے بنا دیا۔ اور اس پیالے کو ارواح کے سامنے پیش کیا۔ پس اس سے نو حصہ ارواح عروس دنیا کی طرف دوڑیں اور دنیا کے پیالے سے لذت دنیا کو چکھ کر مست ہوگئیں، اور دنیا میں غرق ہوگئیں۔ پھر ان ارواح نے حق کی طرف نہ دیکھا اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے برگشتہ ہوگئیں۔ اور دنیا کے ساتھ جا کر مل گئیں۔ اس کے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: اے ارواح! اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو کہ جو تم پر بخشش کروں۔ تمام ارواح نے کہا: خداوندا! ہم تجھ سے تجھی کو چاہتے ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے دوسرا پیالہ تقویٰ عبادت باسعادت اور محنت گوناگوں سے پر کر کے اس میں نعمت ہائے جنت وحور وقصور کی زینت کے ساتھ ہر طریق سے آراستہ کر کے ارواح کے سامنے بھیجا۔ (پس) نو حصے روحوں نے وہ ساغر بہشتی نوش کیا اور خوشی کے ساتھ حور وقصور کی خواہشات میں مبتلا ہوگئے۔ باقی ایک حصہ (یعنی تیسرا پیالہ) ارواح انبیاء واولیاء، فقراء، عارفان باللہ نے ساغر واحد اللہ نور اللہ جو ذکر وفکر، شوق ومحبت، قرب وصال اللہ، غرق بحضور احوال فنا فی اللہ بقا باللہ اور آتش عشق سے پر تھا اور جو کمال درجہ عنایت اور ولایت وہدایت اور جمال وجلال کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات گوناگوں کے مشاہدہ کا ساغر یک رنگ تھا، اس کو وہ مشتاق لقا اور عشاق لی مع اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام فقر میں کامل ہوئے۔ دنیا اور جنت

حرام مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ[1] عادت خاموشی عارفان را از آنست پس خروش و خاموش ازان ساغر نوش کسی ہوشیار و کسی مدہوش و کسی باشعور۔ از مولیٰ حضور قدر بہ قدر مراتب بمراتب قہر بہ قہر فیض بہ فیض و فضل بہ فضل نصیب شد۔ ہر یکی را از آن ہر چہ شدنی شد و گر چہ خواہد شد از روز اول۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[2]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔

یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ[3] یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ[4]

لیکن آدمی را از نعمت اللہ انصاف باید۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ[5]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی[6]

ذکر دنیا ہر آنکس کند کہ در طلب دنیا باشد و اکثر مردم کہ شب و روز ذکر دنیا مشغول اند از برای آنکہ دنیا معشوق ایشان است معشوق خود را بہ دیگری بینند، پریشان شوند و ذکر او بر زبان رانند، فقیر را می باید کہ نام دنیا نہ گیرد و ذکر دنیا نکند، ہر کہ بحب دنیا نام دنیا گیرد چہل روز سیاہی از دل او نہ رود و اگر نام دنیا گیرد بعداوت و ہر کہ نام مولیٰ بحب دل یکبار گوید ہفتاد سال روشنی از دل او نہ رود۔ ہر قدر کہ کسی را قرب دنیا گردد بی قرب از حق تعالیٰ شود و دنیا را خدای تعالیٰ نام بیگانہ نہادہ

---

[1] حدیث نقل از شرح فرید الدین عطار [2] خطبات احمد جان [3] سورہ ابراہیم، ۱۴ : ۲۷
[4] سورہ مائدہ، ۵ : ۱ [5] سورہ القصص، ۲۸ : ۷۷ [6] مشکوٰۃ

ان پر حرام ہوئی۔ "جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔ عارفین کو سکوت کی عادت اسی وجہ سے ہے کہ وہ اس ساغر (وحدت) سے پس ہمہ وقت جوش و خروش میں رہتے ہیں اور سکوت کے ساتھ کوئی ہوشیار ہے۔ اور کوئی مست و سرشار ہے۔ اُن کو مولیٰ حضور سے قدر بہ قدر، مراتب بہ مراتب، قہر بہ قہر، فیض بہ فیض، فضل بہ فضل نصیب ہو چکا۔ اس سے ہر ایک کے لیے جو کچھ ان کے لائق تھا، روز ازل سے ہی مقدر میں ہو چکا۔ اس کے علاوہ کیا ہوگا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا کہ پہلے تھا"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"باری تعالیٰ وہی کرتا ہے، جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے، اسی کا حکم دیتا ہے"

لیکن انسان کو نعمت اللہ تعالیٰ سے انصاف کرنا چاہیے جیسا کہ ارشاد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"نیکی کر جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ نیکی کی"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"دنیا اہل عقبیٰ پر حرام ہے اور دنیا والوں پر عقبیٰ حرام ہے اور طالب مولیٰ پر دنیا اور عقبیٰ دونوں حرام ہیں"

دنیا کا تذکرہ وہ شخص کرتا ہے، جو دنیا کا طالب ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگ شب و روز دنیا کے ذکر میں مشغول ہیں۔ وہ اس لیے مشغول ہیں کہ دنیا انکی معشوق ہے جب وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے پاس دیکھتے ہیں، تو پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور اسکا ذکر اپنی زبان پر لاتے ہیں۔ فقیر کو چاہیے کہ (کبھی) دنیا کا نام نہ لے اور نہ ہی (کبھی) دنیا کا تذکرہ کرے۔ (صوفیائے کرام کا قول ہے کہ) جو کوئی دنیا کی محبت میں دنیا کا نام لے لے، تو چالیس روز تک اس کے دل سے سیاہی نہیں جاتی، خواہ عداوت کے طور پر ہی فقیر دنیا کا نام لے لے، اور جو کوئی مولیٰ کا نام ایک بار بھی محبت سے لے لے، تو ستر سال تک اس کے دل سے روشنی نہیں جاتی۔ جس قدر کسی شخص کا قرب دنیا سے ہوتا ہے، اسی قدر وہ حق تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔

است و فقر را خطاب یگانہ فرمودہ۔

چون بینی فقیری یا درویشی را در طلب عزّ و جاہ یا باغ و خانقاہ، ترقی درجات منزلت دُنیا۔ درحقیقت بدانکہ ہنوز در بادیۂ ضلالت منزلت است۔

از دُنیا ترک کند آنکس کہ ترک گیرد، نفس را قتل کند۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَنْفُسَکُمْ[1]

جہاد کبیر ہمین را گویند۔

مثنوی

ای زمن وابستہ جای مرو — من درون تو و تو با ما بشو
آنچہ خواہی خواستی از من طلب — ہرزہ گرد بگذار گردیدن کلب
برای رزق غم مخور۔

بیت

ای حرص چون بسوزی ما — کم نشود آنچہ روزی ما

عالم ظاہر دیگر است و عالم باطن دیگر است۔ مست را صحبت باہشیار راست نیاید۔ باید دانست کہ نظر ناظران بر بادشاہ است۔ ہر کہ پیوستہ حاضر بادشاہ است ہمچنان فقیران را نظر بر اللہ است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

چنانچہ فرمودۂ حضرت مولوی رومؒ است :-

[1] سورہ التوبہ، ۹ : ۱۱۱

اور خدای تعالیٰ نے دُنیا کا نام بیگانہ رکھا ہے۔ اور فقر کو یگانہ کا خطاب دیا ہے۔

جب تو کسی فقیر یا درویش کو دیکھے کہ وہ دُنیا کے عزّ و جاہ یا باغ و خانقاہ اور ترقی درجات و منزلت کی طلب میں مصروف ہے، تو جاننا چاہیے کہ حقیقت میں وہ ابھی گمراہی و ضلالت کے صحرا میں منزل رکھے ہوئے ہے۔

(پس) جو شخص دُنیا کو ترک کر دیتا ہے، تو وہ گویا نفس کی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے اور نفس کو قتل کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اپنے نفوس کو فی سبیل اللہ قتل کرو۔"

(پس) اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں۔

مثنوی

اے شخص تو میرے ساتھ وابستہ ہے، تو کسی اور جگہ (میرے سوا) کسی کے پاس مت جا۔ میں تیرے دل میں ہوں، تو میرے ساتھ ہو جا۔

تو جو کچھ چاہتا ہے، مجھ سے طلب کر۔ فضول پھرنا چھوڑ دے، جس طرح کہ کتّا آوارہ پھرتا ہے۔ رزق کیلئے غم نہ کھا۔

بیت

اے حرص! جب تو (ہماری محبت میں) جلے گی، تو وہ روزی جو ہم دیتے ہیں، اس میں کمی نہیں ہوگی۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ عالم ظاہر اور ہے اور عالم باطن اور ہے۔ مست کو ہوشیار کی صحبت (کبھی) راس نہیں آتی۔ جاننا چاہیے کہ دیکھنے والوں کی نظر بادشاہ پر رہتی ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ اسی طرح فقراء کی نگاہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر رہتی ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

چنانچہ ادائے رائے مولانا جلال الدین رومی نے فرمایا ہے :-

مثنوی معنوی

بند بگسل باش آزاد ای پسر — چند باشی بند سیم و بند زر
ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد — او ز حرص و عیب جملہ پاک شد
ہر کہ او از ہم زبانی شد جدا — بی زبان شد گرچہ دارد صد نوا

⁂

بیت

حضوری ذکر از مذکور باشد — وجود عارفان پُر نور باشد

⁂

ابو درداؓ روایت از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردہ اوّل چیزی کہ در ترازو اعمال بندہ نہادہ شود، حُسن خُلق و سخاوت باشد۔ چون حق تعالیٰ جلّ و علا ایمان آفرید، ایمان گفت: الٰہی مرا قوی گردان۔ حق عظیم ایمان را بحسن خُلق و سخاوت قوی گردانید۔ و چون حق تعالیٰ کُفر بیافرید۔ کُفر گفت: خداوندا! مرا قوی گردان بہ بُخل و بد خُلقی۔ خدای تعالیٰ کفر را قوی گردانید بر بخل و بد خُلقی۔

مصنفؒ میگوید کہ اگر در ملک فقیر بعد از مُردن یک درم بماند معلوم شُد کہ آن بخیل است و بر نام اللہ امید نہ داشت۔ می باید کہ آن درم را در آتش انداختہ سُرخ کنند و بر پیشانی فقیر نہند و داغ کنند کہ روز قیامت از اہل دُنیا بی داغ بر نہ خیزد۔

مثل مشہور است کہ سلطان بایزیدؒ را در نماز نوافل خطرات پیدا شُدند۔ نماز را بشکست و گفت: ای یاران! از خانۂ ما بُوی دُنیا می آید خادمان

مثنوی معنوی

اے بیٹے! آزاد ہو اور آزاد ہی رہ۔ تو کب تک سونے اور چاندی کی قید میں گرفتار رہے گا۔

جس کسی کا لباس عشق کی وجہ سے چاک ہوگیا۔ وُہ ہوا و حرص اور تمام برائیوں سے پاک ہوگیا۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوگیا، وُہ (گویا) اپنے سے جُدا ہوگیا۔ وُہ بے زبان ہوگیا، اگرچہ وُہ سو قسم کی آوازیں نکالتا ہو۔

بیت

مذکور سے حضوری اس کا ذکر ہو جاتا ہے۔ عارفوں کا وجود نُورانی ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو درداؓ سے مروی ہے کہ رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی وُہ چیز جو بندہ کے اعمال کے ترازو میں رکھی جائے گی، وُہ حُسن خُلق اور سخاوت ہے۔ جب حق تعالیٰ بزرگ و برتر نے ایمان کو پیدا کیا، تو ایمان نے کہا کہ اے میرے ربّ! مجھ کو طاقتور بنا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان کو حُسن خُلق اور سخاوت سے قوی بنا دیا۔ اور جب حق تعالیٰ نے کُفر کو پیدا کیا، تو کُفر نے کہا: کہ اے میرے مالک! تو مجھ کو بُخل اور بد خُلقی کے ساتھ مضبوط بنا (پس) خدای تعالیٰ نے کُفر کو بُخل اور بد خُلقی کے ساتھ قوی کر دیا۔

مصنفؒ (فقیر باہیؒ) کہتا ہے کہ اگر فقیر کی ملکیت میں اس کے مرنے کے بعد ایک درم بھی رہ گیا، تو معلوم ہوا کہ وُہ بخیل ہے اور اللہ تعالیٰ پر اسکا بھروسہ نہیں تھا۔ چاہیے کہ (قیامت کے روز) اُس درم کو آگ میں ڈال کر سُرخ کیا جائے اور فقیر کی پیشانی پر رکھ کر داغا جائے، تاکہ روز قیامت وُہ اہل دُنیا سے بے داغ نہ اُٹھے۔ (صوفیائے کرامؒ کا قول ہے کہ مرنے کے وقت جس کے ترکہ سے ایک درم بھی نکلے، وُہ فقیر نہیں ہے۔ بلکہ وُہ اہل دُنیا سے ہے)۔

مشہور ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کو نماز نوافل میں چند خطرات گزرے۔ نماز کو توڑا اور کہا: اے دوستو! آج ہمارے گھر سے دُنیا کی بُو آرہی ہے۔ خدّام نے قسمیں

سوگند خوردند کہ از گرسنگی بجان رسیدہ ایم۔ سلطانؒ گفت کہ خطرۂ من از حکمت خالی نیست۔ خانہ را جاروب کردند۔ زیر پلنگ استخوان خرما یافتند۔ سلطانؒ گفت: در خانۂ کسی کہ این قدر متاع دُنیا باشد۔ پس آن خانۂ تجار است۔

مصنفؒ میگوید کہ فقیر مفلس است۔ در خانۂ مفلس دُزد، شیطان نمی در آید، از برای آنکہ اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ[1] فقیر شدن نہ آسان کار۔ فقیر را بر فقر اعتبار۔ فقیر سبکسار، نہ زیر بار دُنیا گران۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ :۔

مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ[2]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ :۔

اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ[3]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ[4]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[5]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ :۔

لَوْ کَانَتِ الْجَنَّۃُ نَصِیْبُ الْعَاشِقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِہٖ وَاَوْیَلَاہُ وَلَوْ کَانَتِ النَّارُ نَصِیْبُ الْمُشْتَاقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِہٖ وَاَشْوَقَاہُ[6]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی : سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ[7]

حدیث

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَسَتَنْسَوْنَ النَّعِیْمَ اِذَا رَاَیْتُمَا[8]

---

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] نقل از مرغوب تبریزیؒ [4] سورہ التوبہ، ۹ : ۱۲۹ [5] سورہ النجم، ۵۳، ۱۷
[6] الحدیث [7] سورہ یٰسین، ۳۶ : ۵۸ [8] بخاری۔

اُٹھائیں کہ ہم تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے جان بلب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: کہ میرا اندیشہ حکمت سے خالی نہیں ہے۔ گھر کو جھاڑو سے صاف کیا گیا، تو پلنگ کے نیچے کچھ چھوہاروں کی گٹھلیاں پائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: کہ جس کے گھر میں اس قدر بھی دُنیا کی پونجی ہو، پس وہ تاجر کا گھر ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ فقیر مفلس ہے۔ مفلس کے گھر میں چور اور شیطان نہیں آتا۔ اس لیے کہ مفلس اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) فقیری آسان کام نہیں۔ (پس اللہ تعالیٰ جسے چاہے فقیری عطا کرے) (پس) فقیر کو فقر پر اعتبار ہے۔ اور فقیر سبکسار ہے۔ اور نہ زیر بار دُنیائے مُردار ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس کے واسطے مولیٰ ہو، اس کے لیے سب کچھ ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"دُنیا بھی تمہارے لیے اور عقبیٰ بھی تمہارے واسطے ہے۔ مجھے میرا مولیٰ کافی ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"تو کہہ دے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اس کی آنکھ نہ کسی طرف بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔"

اگر بہشت مشتاقین کا حصہ ہوتی، تو اس میں بغیر جمال یار کے شور مچاتے۔ اگر دوزخ عاشقین کا حصہ ہوتی، تو اس کا جمال یار کے وصال کے ساتھ شوق کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"رب مہربان سے سلام بولنا ہے۔"

حدیث

وہ لقائے الٰہی کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ یعنی اے اہل جنت تم پر سلام ہو، تم جنت کے مالک کے قریب ہو، میں اس جنت کو دیکھ رہا ہوں۔

چون بہ بیند لقا را پس لقا حاصل نشود بجز عبادت نماز و سخاوت و ذکر اللہ وَالْکَلِمَۃُ طَیِّبٌ یُذْھِبُ السَّیِّئَاتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

چنانچہ صاحب لقا بشرف لقا نعمت بہشت را فراموش کند ہمچنان در دُنیا نعمت دُنیا ولذت دُنیا و آنچہ در دُنیا است ماسوی اللہ ہمہ را فراموش کند۔ معلوم شد کہ طالب مولیٰ را دیدار است۔

بیت

شرم باید از خلائق خوف باید از خُدا ہر کرا ملت نباشد اُو ز کسب از حق جُدا

کسب حق معرفت الٰہی باطن۔ ذکر اللہ بغرق اشتغال اللہ را گویند۔

غزل

ای مرد درین میدان بیا گر سر رود رفتن بدہ
با عشق در میدان بیا گر سر رود رفتن بدہ
در کُنج با جانان نشین گر عاقلی گُم شو درین
عشاق را مُردن ہمین گر سر رود رفتن بدہ
امروز آن روز است مگر گر جان برخیزد ز تن
ہرگز نتابم رُو دگر گر سر رود رفتن بدہ

طعنۂ عاشق بر زاہد کہ عاشق را قدم عشق اثبات است بہ ہمراہ شوق و مشاہدہ۔

مصنفؒ میگوید زاہدا! از بیم دوزخ چند ترسانی مرا۔ آتشی دارم کہ دوزخ نزد اُو خاکستر است۔

مصنفؒ میگوید کہ عاشق مستغرق متوجہ حق را گویند۔ اگر عاشق آواز جلالیت قہر

وُہ شخص دیدار خداوندی سے مشرف نہیں ہوسکتا، جو نماز کا تارک ہے اور جس کے دل میں سخاوت اور ذکر الٰہی نہیں ہے۔ اور (بیشک) کلمۂ طیب برائیوں کو دُور کرتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

پس جس طرح صاحب لقا مشرف لقا کی وجہ سے بہشت کی نعمتوں کو فراموش کر دیتا ہے، اسی طرح دُنیا میں دُنیا کی نعمتوں اور لذات دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے یعنی ماسوائے اللہ سب کو فراموش کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ مولیٰ کی طلب دیدار خداوندی مُراد ہے۔

بیت

مخلوق سے شرم آنی چاہیے اور خُدا سے خوف ہونا چاہیے۔ جس کا کوئی مذہب نہ ہو، وُہ اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے سے دُور ہے۔

انسان کو چاہیے کہ وُہ معرفت خداوندی باطن کے ذکر سے حاصل کرے۔ ذکر الٰہی اشتغال اللہ میں مستغرق ہونے کا نام ہے۔

غزل

اے مرد! اس میدان (عمل) میں آ۔ اگر سر جاتا ہے، تو جانے دے۔
عشق کے ساتھ میدان میں آ۔ اگر سر جاتا ہے، تو جانے دے۔
ایک گوشے میں محبوب کے ساتھ بیٹھ۔ اگر تو عقل رکھتا ہے، تو اس میں گُم ہو جا۔
عاشقوں کا مرنا اسی طرح ہے۔ اگر سر جاتا ہے، تو جانے دے۔
آج وُہ دن ہے کہ اگر جسم سے جان بھی چلی جاتی ہے، تو میں ہرگز کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہونگا۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

عاشق کا طعنہ زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت قدم ہے۔ وُہ شوق و مشاہدہ کے ساتھ ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے: اے زاہد! تُو مجھ کو دوزخ کے عذاب سے کیوں ڈراتا ہے۔ میرے اندر عشق کی وُہ آگ ہے کہ دوزخ اس میں جل کر خاکستر ہو جائے گی۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ عاشق مستغرق متوجہ حق کو کہتے ہیں۔ اگر عاشق جلالیت قہر

از ذکر حضوری و باطن معموری بکشد، از گرمی اسم اللہ بذکر اللہ مشرق تا مغرب قاف تا قاف بیشک سوختہ گردد۔

کسی را کہ حق تعالیٰ بحکم اجازت مُلک در اختیار دہد، ہمون قدر مہربانی و بار دھد مثل درخت کہ سنگ خورد و بر دھد۔ شرح مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ[1]

یعنی بہ زبان اظہار کردن جسم و جوھر ذات پاک اللہ غیر مخلوق را تشبیہ بہ مخلوق دادن موجب شرک و کُفر گناہ است۔

حدیث

تَفَكَّرُوْا فِيْ نِعْمَائِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ[2]

فکر کردن در نعمت خُدای تعالیٰ آن نعمتی کہ عظمیٰ است، چنانچہ وحدت معرفت اللہ و تفکر، غرق باسم اللہ و عبادت و تلاوت کلام اللہ۔

ابیات

الٰہی از معرفت توحید دل آباد کُن — با تجلّی نُور دل را شاد کُن
بس کُشتہ ہجر مُردہ اند بہر از وصال — از وصال خویش پیش آزاد کُن
شُد حجابی وصل فی اللہ غرق را — نُور پردہ راز نُور امداد کُن
اولیاء را نیست غم نور الہدیٰ — دل سیاہی مُردہ دم برباد کُن

آدمی مسلمان آنست کہ نفس خود را انصاف دھد از نیکی و بدی۔ ہر کہ گناہ را یاد کند و خُدا را فراموش، این ہمہ گناہ کبیرہ، بلکہ اکبر است۔ می باید کہ نیکی و بدی ہر دو را آمیختہ گرداند بموافق این آیت کریمہ و دوام تائب گردد و خُدای تعالیٰ را حاضر داند و طلب فضل کند۔

[1] حدیث: نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار [2] مشکوٰۃ باب القدر۔

ذکر حضوری اور باطن معموری کے ساتھ آواز نکالے، تو اسم اللہ اور ذکر الٰہی سے مشرق تا مغرب، قاف تا قاف بیشک (آن واحد میں) جل جائے۔

جس کسی کو حق تعالیٰ اپنے حکم و اجازت سے اپنے ملک میں اختیار دے۔ اسی قدر مہربانی اس پر زیادہ ہو جس طرح کہ درخت پتھر کھاتا ہے اور پھل دیتا ہے۔

شرح: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

یعنی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسم و جوہر مخلوق اور ذات خداوندی غیر مخلوق ہے۔ اس کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا شرک و کُفر گناہ ہے۔

حدیث

"اس کی نعمتوں میں فکر کرو۔ اس کی ذات میں فکر نہ کرو"۔

(اسلیے کہ) اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمت عظمیٰ ہے جسطرح معرفت وحدت خُداوندی، تفکر، تصور باسم اللہ، عبادت و تلاوت کلام اللہ ہے۔

ابیات

یا الٰہی! معرفت توحید سے میرے دل کو آباد کر دے۔ اپنی تجلّی نُور کے ساتھ میرے دل کو شاد کر دے۔

بہت سے کُشتہ ہجر وصال الٰہی کی خاطر مر گئے ہیں۔ اپنے وصال سے پہلے ہمیں آزاد کر دے۔

فی اللہ غرق کیلئے وصل ایک حجاب بن گیا ہے۔ پردۂ نُور کو نُور سے مدد کر۔

اولیاء کو نُور الہدیٰ کا غم نہیں ہے۔ مُردہ دم سیاہ دل کو برباد کر دے۔

(پس) مسلمان آدمی وُہ ہے کہ جو اپنے نفس کو نیکی اور بدی کے انصاف کا منصف بنا دے اور جو کوئی گناہ کو یاد کرے اور خدا کو فراموش۔ یہ سب گناہ کبیرہ، بلکہ گناہ اکبر ہے۔ پس طالب کو چاہیے کہ نیکی اور بدی ہر دو کو اس آیت کریمہ کے مطابق ملائے اور ہمیشہ توبہ کرتا رہے اور خُدای تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے اور اس سے فضل کا خواستگار ہو۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؕ[1]

ابیات

هر کرا توفیق یاری دہد خدا — قتل سازد نفس را از سر ہوا
نفس دشمن جان من ایمان من — این چنین دشمن بود در جان من
هر که اندر خانہ سوزد نفس را — از دهن دودی نیاید چون چرا
پس بخور پس نوش راه رازگیر — مرد باقوت که بر نفسی امیر
اسم اعظم راز اسم ہُو بیاب — اسم باہُو چیست یعنی کج دہاب

ونیز شرح ذکر اللہ کلمۂ طیب ومستغرق فنا فی اللہ ذات ۔

بیت

هر که آمد بذات اُو فانی — کی بسوی صفات اُو بیند

بدانکہ کلمۂ طیب سراسر تاثیر دارد واقرار زبانی وتصدیق جنانی وچون تصدیق جنانی درست شود، تاثیر کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

[1] سورہ التوبہ، ۹ : ۱۰۲ - ۱۰۴

ارشاد خداوندی ہے :-

اور بعض مانے اپنے گناہ اور ملا دیا ایک نیک کام اور دوسرا بد، پس شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ بیشک اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ ان کے مالوں سے صدقہ لو کہ اس کو پاک وصاف کردے۔ اور ان پر نماز پڑھو۔ تمہاری نماز اُن کے لیے تسکین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ کیا نہیں جانا کہ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، اپنے بندوں کے صدقوں کو قبول کرتا ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ابیات

جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق نصیب ہوتی ہے، تو وہ نفس کو نفسانی خواہشات سے قتل کرتا ہے۔

نفس میری جان اور ایمان کا دشمن ہے۔ ایسا دشمن میرے جسم وجان کے اندر ہے۔

جس نے دل یا جسم کے اندر نفس کو جلا دیا۔ تو اس کے منہ سے کیوں اور کیا کا دھواں کبھی نہیں نکلے گا۔ (یعنی اس کے منہ سے کیوں اور کیا کی بات کبھی نہیں نکلے گی)۔

پس اس کے لیے کھا اور پی اور راز کے راستہ کو اختیار کر۔ تو طاقتور آدمی ہے، جو نفس پر حاکم ہے۔

اسم اعظم پوشیدہ ہے۔ اسم ہُو کو حاصل کر یعنی اسم ہُو کا ورد کر۔ باہُو کیسا اسم ہے اس کو اگر اُلٹا کر دیا جائے، تو یہ دہاب بن جاتا ہے۔

اور شرح ذکر اللہ بھی کلمۂ طیب اور مستغرق فنا فی اللہ ذات سے مراد ہے۔

ابیات

جس نے اس کی ذات کی طرف رجوع کیا، وہ فنا فی اللہ ہوا۔ تو پھر وہ اس کی صفات کی طرف کب رجوع کرے گا؟

جان لے کہ کلمۂ طیب سراسر تاثیر رکھتا ہے۔ اقرار زبانی اور تصدیق قلبی بھی۔ اور پھر جس وقت تصدیق قلبی درست ہوئی، تو اس وقت کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

صلی اللہ علیہ وسلم در تمام وجود و جسم جانی، نفس فانی گردد و دست مصافحہ ملاقات کند بہر ارواح انبیاء و اولیاء روحانی۔ اینست مراتب غرق فنا فی اللہ سبحانی۔ پس اقرار کلمہ بہ تصدیق تعلق دارد و تصدیق قلب بتوفیق روحانی تعلق دارد۔ چون تصدیق و توفیق رفیق حق گردد و مراتب ولایت اولیاء اللہ مثل حضرت بی بی رابعہؒ و بایزیدؒ والامہ خوانندگان بسیار اند، اہل نفاق مثل یزید۔ ہر کہ بکنہ کلمہ رسد و بر کلمہ تصدیق آرد مطلق صادق گردد و کلمہ در وجود او تاثیر کند و نخواندن کلمہ ہیچ تاخیر نکند۔ کلمہ مونس جان است، کلمہ آنرا با ایمان است خواہ در طاعت و خواہ در معصیت پس چون وقت جان کندن مرگ نزدیک رسد کلمہ آنرا از معصیت باطل برکشد و پاک گرداند۔

حدیث

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ وَاَنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ[1]

حقیقت کلمہ ہر آنکس داند، کسی کہ بہ معرفت الٰہی رسیدہ باشد و یا آنکہ از آتش دوزخ نجات یافتہ باشد و یا آنکہ کلمۂ طیب کسی را از باطل دنیا پلید کشیدہ و یا آنکہ کسی را کہ کلمۂ طیب بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم رسانیدہ باشد۔ کنہ کلمہ وصال است و انتہای کلمہ بمشاہدۂ الٰہی نور اللہ جمال است۔ خوانندۂ اہل رسم رسوم کلمہ را نمی داند اگرچہ بزبان می راند۔ کلمہ ذکر زبانی است و کلمہ ذکر زبانی سنت است و کلمہ ذکر زبانی ستر اسرار نہانی۔ ہر کہ بمعرفت کلمہ رسید، دوام مکان او لامکانی است۔ روح زندہ و نفس فانی است۔ این طریق کلمہ عاشقان خوانند۔

[1] مشکوٰۃ، ص ۱۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر تمام وجود اور جسم و جان میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر انبیاء و اولیاء اللہ کی ارواح کے ساتھ مصافحہ اور ملاقات ہو جاتی ہے۔ یہ ہیں مراتب غرق فنا فی اللہ سبحانی کے۔ پس اقرار کلمہ کا تعلق تصدیق قلب سے ہے۔ اور تصدیق قلب کا تعلق توفیق روحانی سے ہے۔ جب تصدیق و توفیق رفیق حق ہو جاتی ہے، تو اس وقت ولایت اولیاء اللہ مثلاً بی بی رابعہؒ اور بایزیدؒ (بسطامی) کے مراتب پر پہنچ جاتی ہے۔ ورنہ یوں تو اہل نفاق کلمہ گو بہت ہیں۔ مثل یزید کے (اس سے معلوم ہوا کہ) جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر پہنچتا ہے اور کلمہ کی تصدیق کرتا ہے، تو وہ صادق مطلق ہو جاتا ہے اور کلمہ اس کے وجود میں تاثیر کرتا ہے۔ اس لیے چاہیے کہ وہ کلمہ کے پڑھنے میں تاخیر نہ کرے۔ کلمہ مونس جان ہے۔ کلمہ اس کے لیے ایمان کے ساتھ ہے، خواہ طاعت میں یا معصیت میں ہو۔ پس جب وقت نزع موت نزدیک پہنچتی ہے، تو کلمہ اس کو باطل معصیت سے باہر لاتا ہے اور اس کو پاک کرتا ہے۔

حدیث

"جس نے (صدق دل سے) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ پس وہ جنت میں بغیر حساب و کتاب اور عذاب کے داخل ہوگا، خواہ اس نے زنا اور خواہ اس نے چوری کی ہوگی۔"

کلمہ کی حقیقت ہر وہ شخص جانتا ہے، جو معرفت خداوندی تک پہنچا ہو۔ اور یا یہ کہ وہ آتش دوزخ سے نجات یافتہ ہو، اور یا یہ کہ جس کو کلمۂ طیب نے دنیائے باطل پلید سے باہر کھینچا ہو۔ اور یا یہ کہ کلمۂ طیب نے اس کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچایا ہو۔ کلمۂ طیبہ کی حقیقت وصال خداوندی ہے۔ اور کلمۂ طیبہ کی انتہا مشاہدۂ الٰہی کے ساتھ جمال نور خداوندی ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ) رسم و رسوم کے مطابق کلمہ گو کو کلمہ گو نہیں جانتے، گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہے۔ کلمہ ذکر زبانی ہے۔ اور کلمہ ذکر زبانی سنت ہے اور کلمہ ذکر زبانی پوشیدہ ستر اسرار ہے۔ جو کوئی معرفت کلمہ تک پہنچا، اسکا مکان ہمیشہ لامکان میں ہے۔ اس کی روح زندہ اور اسکا نفس فانی ہے۔ اس طریق کا کلمہ عاشق لوگ ہی پڑھتے ہیں۔

بدانکہ حاجی دو قسم اند:۔

حاجی کعبۂ جان و دل۔ دوم حاجی کعبۂ آب و گِل۔ کعبۂ آب و گِل ساختہ ابراہیمؑ خلیل کعبۂ جان و دل ساختہ ربِّ جلیل است۔

ابیات

دل با کعبہ شُد قبلۂ حاجات — بہ قبلہ سجدہ از بہر حق ذات
دو دل حاجی نہ گردد با حجابش — کہ دل با قبلہ قبلہ با جوابش

⁂

از طواف کعبہ الہام میشود۔ این چنین از طواف کعبۂ دل معرفت الٰہی تمام میشود۔

بیت

در کعبہ خُدا نیست خُدا لامکان است — گر خواہی دریافت زندہ خُدا بجان است

⁂

زندہ جان از کُدام چیز حاصل شود۔ از تاثیر تصوّر بدیدن اسم اللہ۔ بعضی را از تصوّر بدیدن اسم اللہ سر اپردۂ چشم بکشاید۔ از غلبات اسم اللہ یکدم قرار نگیرد و مقام ایشان فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ[1]

بیت

محبّت است کہ یکدم نمی دھد آرام — وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

وبعضی را از تصوّر دیدن اسم اللہ راہ از دل بکشاید و بی حجاب گردد۔

[1] سورہ آل عمران ۳ : ۱۳۷

(پس اے طالب صادق!) جان لے کہ حاجی کی دو قسمیں ہیں:

ایک تو وُہ حاجی جو دل و جان سے کعبہ کے اور دوسرا وُہ حاجی آب و گِل کے کعبہ کے (اب اُسے یوں سمجھنا چاہیے کہ) پانی اور مٹی کا کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کا بنایا ہُوا ہے۔ اور کعبۂ جان و دل ربِّ جلیل جَلّ جلالہٗ کا بنایا ہُوا ہے۔

ابیات

(میرا) دل کعبہ کے ساتھ قبلۂ حاجات ہوگیا۔ قبلہ کی طرف سجدہ حق تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے۔

اپنے حجاب کی وجہ سے دو دل حاجی نہیں ہوتے۔ ایک دل قبلہ کی طرف کہ قبلہ اسکا جواب دے۔

طواف کعبۂ گِل سے الہام ہوتا ہے اور اس طرح طواف کعبۂ دل سے معرفت خُداوندی تمام ہوتی ہے۔

بیت

(اگر تُو کہے کہ) کعبہ میں خُدا نہیں ہے، تو خُدا لامکان میں ہے۔ اگر تُو خدا کو معلوم کرنا چاہتا ہے، تو وُہ زندہ (لوگوں کے) دلوں میں بستا ہے۔

(پس اے طالب!) زندہ جان چیز کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ (پس جاننا چاہیے کہ) یہ تاثیر تصوّر اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کا تصوّر اسم اللہ دیکھنے سے آنکھ کے سر کا پردہ کُھل جاتا ہے۔ اس وقت ایکدم اسم اللہ کے غلبہ سے قرار نہیں ہوتا اور اس کا مقام "سیروئے زمین کی سیر کرو" ہوجاتا ہے۔

بیت

محبّت اس کو کہتے ہیں کہ ایک گھڑی آرام نہ کرنے دے۔ ورنہ کون ہے جو آرام کرنا نہیں چاہتا۔

اور بعض کو تصوّر اسم اللہ دیکھنے سے دل کی راہ کُھل جاتی ہے۔

بدانکہ سُکر و مستی ہمہ از حق تعالیٰ دُور لیست معرفت و ہوشیاری بہ نزدیک حق تعالیٰ قرب حضور لیست و خاص الخاص از ذکر اللہ سُکر تمام۔

مستی آنست کہ دوام در سُکر و مستی مطلق غرق باشد کہ آواز کنجشک نگنجد فقیر کہ بدین صفت باسُکر مست از خود بی خود مستغرق مع اللہ باشد، نماز و روزہ بر و ساقط، آن را مجذوب حضوری گویند۔ استغراق بنور اللہ عین العنایت، نظرش مطلق ہدایت ہویدا ضمیر بر نفس امیر۔ این چنین مست باید فقیر بدین صفت موصوف باشد طریقۂ قادری است۔

بدانکہ مؤمن مسلمان فقیر درویش و عارف باللہ را می باید کہ صبح و شام پیش شریعت و قرآن و احادیث۔ و علماء علم فقہ عرض کند چیزیکہ را کہ شریعت فرماید، فرمان بردارد، و آنچہ شریعت منع کند، بگذارد۔ حیلہ و حجت شیطانی و نفسانی نیارد۔ شریعت کدام چیز را منع می فرماید؟ چنانچہ شرک و کُفر۔ و اصل شرک و کُفر دُنیا است کہ ہر بلا و فتنہ ازین بلا برخیزد۔ حرص، حسد، کبر و نفاق و مانند این و شریعت کدام چیز را می فرماید کہ فرمانبردار۔ اوّل دین قوی کند از کلام اللہ یعنی قرآن مجید و احادیث نبوی و قدسی و فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و صبر و شکر و ترک و توکل و جمعیت و غنا، و متابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قول مصنفؒ :۔

طَالِبُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ زَاهِدٍ وَّحَافِظٍ وَّعَابِدٍ ط

چرا کہ ذکر فکر، طریقت، حقیقت، معرفت، مشاہدۂ نور اللہ و مجلس نبی اللہ از علم شریعت می کشاید و جاہل را آنچہ می نماید از دو حکمت خالی نباشد۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ سُکر و مستی حق تعالیٰ سے دُوری پیدا کرتی ہے اور معرفت اور ہوشیاری سے حق تعالیٰ کے نزدیک قُرب حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور خاص الخاص ذکر اللہ سے سُکر تمام حاصل ہوتا ہے۔

مستی وُہ ہے کہ آدمی دائمی طور پر سُکر و مستی میں مطلق غرق رہے، یہاں تک کہ چڑیا کی آواز بھی اس کے کان میں نہ سمائے۔ پس جو فقیر اس صفت کے ساتھ مقام سُکر میں مست، خود سے بیخود، مستغرق مع اللہ رہے۔ یعنی وُہ ہمہ وقت تجلّیات ذات خداوندی میں مستغرق ہو، تو اس پر نماز و روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اسکو مجذوب حضوری کہتے ہیں۔ (شریعت مطہرہ میں دیوانے اور فاتر العقل پر نماز ساقط ہے) اور جو استغراق بنور اللہ عین العنایت ہو اور اس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو، تو ایسا روشن ضمیر فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ اس قسم کا مست فقیر جو اس صفت سے متصف ہو، طریقۂ قادری میں ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ہر مؤمن مسلمان فقیر درویش اور عارف باللہ کے لیے ضروری ہے کہ وُہ صبح و شام شریعت، قُرآن اور احادیث کو پیش نظر رکھے۔ (یعنی شریعت کی پابندی کرے اور قرآن و حدیث پر عمل کرے) اور علمائے علم فقہ جس امر کے لیے شریعت کا حکم دیں، اُن کی فرمانبرداری کرے اور جس چیز سے شریعت منع کرے، اس کو چھوڑ دے، حیلہ و حجت شیطانی اور نفسانی کو بیچ میں نہ لائے۔ شریعت کن چیزوں سے منع کرتی ہے؟ مثلاً شرک و کُفر اختیار کرنے سے منع کرتی ہے۔ اور اصل شرک و کفر تو (یہ) دُنیا ہے کہ ہر بلا و فتنہ اس بلا سے اُٹھتا ہے۔ جس طرح کہ حرص، حسد، کبر و نفاق اور اس قسم کے دیگر ناشائستہ افعال۔

(اے طالب صادق!) (اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ) شریعت کس شے کا حکم دیتی ہے۔ جس کی اطاعت تُم پر فرض ہے۔ تیرے لیے لازمی ہے کہ تُو اوّل کلام اللہ یعنی قرآن مجید و احادیث نبوی اور احادیث قدسی، فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، صبر و شکر، ترک و توکل، طمانیت، غنا اور متابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو قوی کرے۔

(قول مصنفؒ) (قول فقیر باہُوؒ) "علم کا طالب ہزار زاہدوں، حافظوں اور عابدوں سے بہتر ہے"۔ اس لیے کہ ذکر و فکر، طریقت و حقیقت، معرفت، مشاہدۂ نور اللہ اور مجلس نبی اللہ تک علم شریعت کی پابندی سے کُھلتے ہیں۔ اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے، وُہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا:۔

یا جنونیت شیطانی۔

یا استدراج پریشانی، چنانچہ ازین اشعار است۔

ابیات

ہر کہ باہو می رود عارف خدا — ہر کہ بی ہُو می رود آن سر ہوا
ہر کہ باہو ہست آن را راز شُد — لَا تَخَفْ لَا تَحْزَنْ زحق آواز شُد
نام باہوؒ مادر باہوؒ نہاد — زانکہ باہوؒ دائمی باہُو نہاد
بردہ باہوؒ راز وحدت را تمام — عارفان را ختم از ہُو والسلام

❖

اکنون من ترا تعریف دعوت تکثیر و کیمیای اکسیر می گویم یعنی اکثر مردم را در وجود طلب دو علم است کہ ازان لایحتاج گردد۔ یکی علم تکثیر، دوم کیمیا اکسیر۔

پس معلوم شُد کہ مطلب ایشان از برای تسخیر خلق اند۔ پس دعوت تکثیر را می باید کہ اول از مرشد کامل نقش دائرہ و عدد حساب ستارگان و بروج در قید آوردن موکلان طریقہ حاصل کُند و زکوٰۃ اسم اعظم دہد و ترک جلالی و جمالی کُند و کیمیای اکسیر را طلب نکند۔ چونکہ در شروع عام آدمی ناقص حوصلہ نمی نہد، در وجود اُو رجعت و غم و خطرات و ہلاکت پیدا می شود۔ ازین وجہ انسان ازان محروم ماند۔ این مراتب عظمیٰ برداشتہ نمی تواند۔ چون طالب اللہ اوّل از مُرشد طلب اللہ و مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کُند و وجودش پختہ و حوصلہ وسیع و دل اُو حاضر می گردد و بہ نظر حضور منظور باشد۔ بعد ازان بہ برکت تصور اسم اللہ تاثیر روشنضمیر۔ در دعوت علم تکثیر و علم کیمیاء اکسیر و علم تفسیر و علم معرفت صاحب نظر می شود از فیض فضل اللہ و از صفائی باطن ہر یک مراتب بدست

پہلی حکمت: خطرات و جنونیت شیطانی سے؛

دوسری حکمت: استدراج پریشانی سے۔

ابیات

جو کوئی حقیقت ہُو تک پہنچ جاتا ہے، تو وُہ عارف خُدا ہے۔ جس نے ہُو کی حقیقت نہیں پائی ہے، وُہ نفسانی خواہشات میں ہے۔

جو کوئی ہُو کے ساتھ ہے، وُہ راز دار ہو گیا۔ خوف نہ کر۔ رنج نہ کر۔ اسکے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

باہوؒ کا نام اس کی والدہ نے باہوؒ رکھا۔ اس لیے کہ باہوؒ ہمیشہ ہُو کے ساتھ رہتا ہے۔

باہوؒ نے وحدت کے تمام رازوں کو پالیا ہے۔ عارف لوگ مقام ہُو تک پہنچتے ہیں۔ والسلام۔

(اے طالب صادق!) اب مَیں تمہیں دعوت تکثیر اور کیمیائے اکسیر کے بارے میں بتاتا ہوں یعنی اکثر آدمیوں کے وجود میں دو علموں کی طلب (رہتی) ہے، کہ جس سے وُہ لایحتاج ہو جاتا ہے۔ ایک علم تکثیر اور دوسرا علم کیمیائے اکسیر۔

پس معلوم ہُوا کہ اُن کا مطلب خلق کا تسخیر کرنا ہے۔ پس دعوت تکثیر دلانے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وُہ مُرشد کامل سے نقش دائرہ اور عدد حساب ستارگان اور برجوں اور مؤکلوں کو قید میں لانے کا طریقہ حاصل کرے۔ اور اسم اعظم کی زکوٰۃ دے اور جلالی اور جمالی کو ترک کرے۔ اور کیمیائے اکسیر کو طلب نہ کرے۔ چونکہ شروع میں عام لوگ ناقص حوصلہ رکھتے ہیں۔ اس لیے اس کے وجود میں (اس کے حصول کے لیے) رجعت، غم و خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور یہ مراتب عظمیٰ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب طالب اللہ پہلے مُرشد سے طلب اللہ اور رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس پاک حاصل کرے، تو پھر اسکا حوصلہ وسیع، اسکا وجود پختہ اور اسکا دل حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پاک میں منظور ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں تصور اسم اللہ کی تاثیر کی برکت سے وُہ روشنضمیر ہو جاتا ہے۔ (پھر وُہ) علم تکثیر اور علم کیمیائے اکسیر اور علم تفسیر اور علم معرفت کی دعوت میں اللہ تعالیٰ کے فیض فضل اور صفائی باطن سے

آید و پیوستہ بر وبکشاید۔ ہریک را علیحدہ علیحدہ امتحان نماید۔

بدانکہ ذکر چہار قسم است :۔

ذکر رسم رسوم کہ دم را بستن و دل را با حبس پیچیدن و گردانیدن و مُردہ دل از ذکر اللہ خبر ندارد و با تفکر نام اللہ، بتوجہ دل بی زبان گفتن۔ درین ذکر بہ طیر سیر طبقات بہ خلق رجوعات عزّ و جاہ دُنیا، ترقی نام و ناموس۔ بدین طریق ذاکر از معرفت الٰہی محروم۔

دوم ذکر قلبی از تاثیر نظر مُرشد دل در جنبش در آید و زندہ قلب گردد۔ شب و روز ذکر دل جاری بجز لاسوٰی اللہ طلب از دل اُو برخیزد۔ بدین طریق ذاکر خام ہرگز نمی رسد بمذکور الہام ذکر اُو ہمچنان چنانچہ دیگ در جوش مطلق جہل با خود فروش۔

سوم ذکر کہ جنبش زند در دماغ کہ ہرگز نمی دھد آواز۔ بدو دیدہ را خواب۔ بدین طریق ذاکر نیز پریشان دیوانہ مجنون و خراب خام خیال است۔ با حوال محروم از مشاہدۂ حقیقی وصال۔

ذکر چہارم از تصور اسم اللہ مع مشاہدۂ تجلیات مطلقاً۔ توحید اِلَّا اللہُ تمام در وجود پیدا ہویدا میشود۔ برکت و تاثیر اسم اللہ وجود ذاکر پاک نُورٌ عَلٰی نُورٌ کہ خوردن اُو نُور و دل اُو نُور و نظر اُو نُور و وہم اُو نُور و خیال اُو نُور و سخن اُو نُور و توجہ اُو نُور۔ ذاکر بدین طریق وجود اُو تمامیت گردد نُور۔ ہر آنکس ذاکر خواہ داند خواہ نداند، در باطن مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوام حضور۔ چون وجود نُور وجود جسد حضور، جثۂ ظاہر و جثۂ باطن یک وجود گردد۔ چشم ظاہری و چشم باطنی ہر دو یک نظر نُور ظہور راینست مراتب باطن معمور مغفور۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ[1]

[1] سورہ الفتح ، ۴۸ : ۲ ۔

صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ اس کو ہر مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ ہر ایک کا الگ الگ امتحان ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر چار اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلے ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ ذکر رسم رسوم کے مطابق ہے۔ جس میں دم کا باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ لپیٹنا اور پھرانا ہے۔ اور جو لوگ مُردہ دل ہیں، وُہ اللہ کے ذکر سے بیخبر رہتے ہیں اور تفکر کے ساتھ اللہ کا نام لینا، دل کی توجہ کے ساتھ خاموشی کے ساتھ اسکو یاد کرنا ہے (پس) اس ذکر میں طیر سیر، طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دُنیا کی عزّ و جاہ اور نام و ناموس کی ترقی کا پاس مقصود ہوتا ہے۔ اس طریق سے ذاکر معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

دوسرا ذکر قلبی ہے، جس میں نگاہ مُرشد کی تاثیر سے دل میں جنبش آتی ہے۔ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اور شب و روز دل کا ذکر جاری رہتا ہے۔ اور ماسوائے اللہ کی طلب اس کے دل سے دُور ہو جاتی ہے۔ اس طریق سے خام ذاکر ہرگز الہام مذکور پر نہیں پہنچتا۔ اور اس کا ذکر ایسا ہوتا ہے، جیسا کہ دیگ کا جوش لیکن مطلق جہالت خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے۔

تیسرا ذکر جو دماغ میں حرکت کرتا ہے، جو ہرگز آواز نہیں دیتا۔ (اور شب و روز) دونوں آنکھوں میں نیند سی رکھتا ہے۔ اس طریق سے ذاکر بھی پریشان، دیوانہ مجنوں، خراب اور خام خیال رہتا ہے۔ ان احوال کے ساتھ وُہ مشاہدۂ وصال حقیقی سے محروم رہتا ہے۔

چوتھا ذکر تصور اسم اللہ ہے۔ جس سے مشاہدۂ تجلیات مطلق حاصل ہوتا ہے۔ یہ توحید کا مقام ہے جس میں اِلَّا اللہُ (کی آواز) اس کے تمام وجود میں پیدا اور ظاہر ہوتی ہے۔ اسم اللہ کی تاثیر اور برکت سے ذاکر کا وجود پاک اور نُورٌ علیٰ نُور ہو جاتا ہے۔ اسکا کھانا (اور پینا) نُور، اس کا دل نُور اور اسکی نظر نُور، اس کا وہم نُور، اسکا خیال نُور، اسکا کلام (سراسر) نُور اور اسکی توجہ پُر نُور ہو جاتی ہے۔ اس طریق سے ذاکر کا تمام وجود نُور بن جاتا ہے۔ پس ہر ایک ایسا ذاکر خواہ واقف ہو یا نہ ہو، باطن میں ہمیشہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوتا ہے۔ اور جبکہ اس کا وجود نُور، وجود و جسد حضور، جثۂ ظاہر اور جثۂ باطن یک وجود ہو جاتا ہے۔ اسکی ظاہری اور باطنی آنکھ ہر دو یک نظر نُور ظہور ہو جاتی ہے۔ یہ ہیں باطن معمور مغفور کے مراتب۔ ارشاد خداوندی ہے :۔

"تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"

این مراتب را خلاصۂ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فی امان اللہ گویند کہ نصیب اولیاء اللہ منتہی است۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ [1]

دوام مدنظر الٰہ واز ہر حقیقت آگاہ۔ مُرشد کامل مکمل آن ست کہ طالب اللہ را روز اوّل بی رنج و بی ریاضت از تاثیر اسم اللہ وجود با نور اللہ پُر کند و نار حرص و حُسن و کبر و عُجب و ریا و ہوا بیرون از وجود برکشد۔ مُرشد کہ روز اوّل طالب اللہ را در مقام نُور حضور نرساند، آنرا مُرشد نتوان گفت۔

گاہی در مشاہدہ مقام ازل و گاہی در مشاہدہ مقام ابد از دُنیا و از مردم اہل دُنیا دل سرد گردد و تائب شود و دوام مجلس حضوری نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و بعضی را از تصور دیدن اسم اللہ آنچہ خزانہ گنج تہ خاک است، زیر زمین روشن و واضح شود۔ مشروح بہ بیند بجز حکم اللہ نہ پردازد و بعضی از تصور بدیدن اسم اللہ چنانچہ استغراق مع اللہ ذات پیدا گردد و دوام لاکلام سکوت با سر باطنی تمام۔

بیت

اسم اللہ ذوق بخشد باوصال　　بی زبانی سخن گوید قیل و قال

بعضی از تصور بدیدن اسم اللہ، چنانچہ مشاہدہ در آئینہ بمد نظر بہ بیند و حرم کعبہ و پیش نظر ایشان تجلی شمس و قمر میدان ازل و میدان حشرگاہ عرصات آید و دروازۂ بہشت مثل روضہ کہ بر در وی نوشتہ شدہ است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ

[1] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲

ان مراتب کو خلاصۂ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فی امان اللہ کہتے ہیں کہ جو منتہی اولیاء اللہ کا نصیب ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اُن کے مدنظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات رہتی ہے۔ اور وہ ہر حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ مُرشد کامل مکمل وہ ہے۔ کہ جو طالب اللہ کے وجود کو پہلے دن ہی بغیر رنج و بے ریاضت کے تصور اسم اللہ کی تاثیر سے اللہ تعالیٰ کے نُور سے پُر کر دے۔ اور آتش حرص، حُسن، کبر، غرور، ریا اور ہوا و ہوس کو اس کے وجود سے دُور کر دے۔ اور جو مُرشد پہلے ہی روز طالب اللہ کو نُور حضور کے مقام میں نہ پہنچائے، اسکو مُرشد نہیں کہا جا سکتا۔

(مُرشد وہ ہے) کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور کبھی دُنیا سے مقام ابد کے مشاہدہ میں رہے۔ اور دُنیا اور دُنیا داروں سے دل سرد رکھتا ہو، بلکہ دُنیا سے تائب ہو۔ اور دائمی طور پر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک کی حضوری میسر ہو اور بعض کو تصور اسم اللہ دیکھنے سے وہ گنج خزائن کہ جو زیر زمین ہیں، روشن اور واضح ہو جاتے ہیں۔ وہ اُن کو تفصیل کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اور وہ حکم الٰہی کے بغیر ان میں مشغول نہیں ہوتا۔ اور چنانچہ بعض کو تصور سے اسم اللہ دیکھنے سے ذات خداوندی کے ساتھ ایسا استغراق پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سر باطنی تمام کے ساتھ لاکلام رہتے ہیں اور سکوت اختیار کر لیتے ہیں۔

بیت

اسم اللہ وصال کے ساتھ ذوق بخشتا ہے اور بغیر زبان کے کلام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سب قیل و قال ہے۔

بعض اسم اللہ کو تصور کے ساتھ دیکھتے ہیں، کہ جس طرح آئینہ مشاہدہ میں بمد نظر رکھا جاتا ہے اور حرم کعبہ اور ان کے پیش نظر شمسی و قمری تجلی میدان ازل اور میدان حشرگاہ کی رہتی ہے۔ بلکہ بہشتی دروازہ کو مثل روضۂ انور کے جسکے دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہے۔ تفکر کے ساتھ کلمۂ طیب کا ورد کرتے ہیں اور

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ باتفکر کلمۂ طیب خواندن و در آن آئینہ ہر یک تماشا نماید ہر کہ از اسم اللہ و کلمۂ طیب منکر شود، مطلق کافر گردد کہ اسم اللہ طریق تحقیق کہ صاحب مشاہدہ اسم اللہ قوی باتوفیق، اسم اللہ رفیق است۔

بیت

اسم اللہ راہبر است در ہر مقام　　از اسم اللہ یافتند فقرش تمام

فقر با قرب خدا و دنیا وجد دیوانگی و مجنونی دیگر است، نظر مذکور، مشاہدۂ حضور دیگر است، نظر، تماشۂ تمام آسمان و زمین ہر طبقات دیگر است و نظر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و دست مصافحہ با ہر انبیاء و اولیاء دیگر است و با نظر کہ آتش گرمی ذکر اللہ پیدا شود و طالب اللہ سوختہ بمیرد دیگر است و نظر رجوعات خلق و ترقی درجات عزت دنیا عز و جاہ دیگر است۔ بنا براں پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ [1]

یعنی اسرار مشاہدۂ نور اللہ باطنی پیش احمق و نادان مردہ دل از خدا غافل اظہار کردن سراسر زیان است۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ [2]

ہر کہ شناخت پروردگار خود را دوام لب بستہ گرداند از گویائی، آنچہ گوید حق گوید۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ [3]

عارف دوام غرق بہ لاہوت، لب بر لب بستہ از قیل و قال سکوت ناسوت۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ [4]

از کلام غیر گویائی و شنوائی عارفان را خوش نیاید کہ عارف دوام بسوز و عشق است حیرت و حرارت۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ: اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا [5]

---

[1] حدیث۔ نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً [5] الحدیث۔

اس آئینہ جمال میں ہر ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جو کوئی اسم اللہ اور کلمۂ طیب کا منکر ہو جاتا ہے، وہ مطلق کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اسم اللہ طریق تحقیق ہے اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا قوی باتوفیق ہے کہ اسم اللہ اسکا رفیق ہے۔

بیت

اللہ کا اسم ہر مقام پر رہبری کرتا ہے۔ فقراء نے اسم اللہ سے ہی مکمل فقر پایا ہے۔

فقر قرب خداوندی کے ساتھ ہے، اور دنیا، وجد، دیوانگی اور مجنونی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مذکور اور مشاہدۂ حضور دوسری چیز ہے۔ اور تماشائے ارض و سماوات طبقات دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر نبی اور ولی کے ساتھ مصافحہ کرنا دوسری چیز ہے۔ اور نظر سے آتش گرمی جو اللہ کے ذکر سے پیدا ہو اور طالب اللہ اس میں جل کر مر جائے، دوسری چیز ہے۔ اور نظر رجوعات خلق اور ترقی درجات، عزت دنیا اور عز و جاہ دوسری چیز ہے۔ اسی بناء پر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

یعنی باطنی نور اللہ کے مشاہدہ کے اسرار خدا سے غافل مردہ دل نادان اور احمق کے سامنے ظاہر کرنا سراسر نقصان کا موجب ہے۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا پس اسکی زبان گونگی ہو گئی"۔

جس کسی نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، وہ ہمیشہ گویائی سے لب بند کر لیتا ہے جو کچھ کہتا ہے، سچ کہتا ہے"۔

"جس کسی نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

عارف دائمی طور پر مقام لاہوت میں غرق رہتا ہے اور ناسوت کی قیل و قال سے لب بستہ اور سکوت میں ہوتا ہے:

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

کیونکہ کلام غیر سے گویائی اور شنوائی عارفوں کو پسند نہیں آتی۔ کیونکہ عارف ہمیشہ حیرت اور حرارت کے ساتھ عشق (الٰہی) میں جلتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! میرے تحیر (حیرانگی) میں زیادتی فرما"۔

این حیرت از حق حضوریست۔ حیرت چند قسم است :۔

حیرت ذکر ضرر جان ضروریست و حیرت رُوح مغفوریست۔ و حیرت سر مطلق حضوریست و حیرت جذب و وجد مسروریست و حیرت نفس بہر لذت بہر طلب دُنیا عزّ و جاہ مغروریست۔ احوال وصال اللہ بخشد از حقیقت معرفت۔ المطلب آنکہ عارف باللہ را چون قلب بذکر اللہ گویائی گیرد، زبان از گویائی مطلق بمیرد مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ[1] يُحْيِ الْقَلْبَ وَيُمِيْتُ النَّفْسَ۔

وعارف دہ قسم اند :۔

عارف علم رب ۔

عارف زاہد، زہد از برای رب ۔

عارف متقی، تقویٰ از برای رب ۔

عارف ذاکر، ذکر از برای رب ۔

عارف عابد، عبادت از برای رب ۔

عارف مذکور، مذکورات از برای رب ۔

عالم علم یافت نہ معرفت رب ۔

زاہد بہشت یافت نہ معرفت رب ۔

متقی تقویٰ با تقویت جنت یافت نہ معرفت رب ۔

عابد عبادت یافت خُلد نہ معرفت رب ۔

ذاکر ذکر یافت و شوق سوختگی نہ معرفت رب ۔

مذکور مذکور یافت، از قُرب وصال دُور نہ معرفت رب یافت ۔

مجموعۂ عرفان فنا فی اللہ بقا باللہ فیض برکات، صاحب مشاہدہ غرق دوام باسم اللہ ذات مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ[2]

[1] حدیث۔ نقل از شرح فتح فریدالدین عطار [2] ایضاً ۔

یہ حیرت حق حضوری سے ہے۔ حیرت کی چند اقسام ہیں :۔

۱ - مقام حیرت ضرر جان ضروری ہے اور حیرت رُوح مغفوری ہے۔ اور سر کی حیرت مطلق حضوری ہے۔ اور حیرت جذب و وجد مسروری ہے۔ حیرت نفس لذت اور دنیاوی عزّ و جاہ کی طلب کیلئے مغروری ہے۔ معرفت و حقیقت سے اللہ تعالیٰ احوال وصال بخشتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب عارف کا دل ذکر الٰہی کے ساتھ گفتگو کرتا ہے، تو اسکی زبان گویائی مطلق سے مُردہ ہو جاتی ہے۔ "جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔ اسکا دل زندہ ہو جاتا ہے اور نفس مُردہ ہو جاتا ہے۔

عارف کی دس قسمیں ہیں :۔

پہلی قسم : عارف عالم رب ۔

دوسری قسم : عارف زاہد، جو رب العالمین کیلئے زُہد اختیار کرے۔

تیسری قسم : عارف متقی، جو اللہ تعالیٰ کی خاطر تقویٰ اختیار کرے۔

چوتھی قسم : عارف ذاکر، جو رب کے لیے ذکر کرے۔

پانچویں قسم : عارف عابد : جو رب کے لیے عبادت کرے۔

چھٹی قسم : عارف مذکور مذکورات، جو رب کے لیے ذکر مذکور کرے۔

ساتویں قسم : عالم علم : عالم نے علم پایا، مگر معرفت خداوندی حاصل نہ کی۔

آٹھویں قسم : زاہد بہشت، زاہد نے بہشت تو پالی، مگر معرفت رب نہ پائی۔

نویں قسم : متقی تقویٰ، متقی نے تقویٰ کی تقویت سے جنت کو پالیا، لیکن معرفت رب کو نہ پایا۔

دسویں قسم : ذاکر ذکر، ذاکر نے ذکر سے سوختگی اور شوق پایا، لیکن معرفت رب نہ پائی۔

مذکور نے مذکور کو پالیا، لیکن قُرب وصال سے دُور رہا۔ اور معرفت رب حاصل نہ کی۔

چونکہ مجموعۂ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے فیض و برکات سے ہے۔ اور صاحب مشاہدہ دائمی طور پر اسم اللہ ذات میں غرق رہتا ہے جیسا کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ہے۔

مثنوی

دو چشمی پوش جان از جان بدر کن — بسیری لامکان سیری سفر کن
بچشم سر حق معراج دیده — چنین مردی خدا با حق رسیده
دو چشمی کور کی بیند صفائی — دل از خطرات گرداند جدائی

چون دل بمعرفت پُر نور اللہ دیدۂ دل بکشاید، دوام بمشاہدۂ دیدار است، زندہ دل دوام بیدار است۔

حدیث

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[1]

اگر طالب صادق در طلب مولیٰ جان فدا طیار است، مُرشد کامل بہ یکدم رسانندہ با معرفت پروردگار است۔ اگر طالب صادق نی و مُرشد مکمل نباشد، ہر دو خوار است۔ در وجود نہ ہوا ماند نہ ہوس۔ اینست مراتب ہمہ از وست، غرق فنا فی اللہ بہ مغز و پوست۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[2] قلب یک وجود قالب با سجود۔

فرد

فرض و واجب سنت و ہم مستحب — دل در نماز دائمی از بہر رب

و ہر کرا مراتب رسد در باطن، سلک سلوک آن راہ را فاضل فیض بخشندہ معرفت الٰہی گویند این راہ تعلق بہ عرف ندارد، بعرفان الحق است۔ ہر کرا اللہ بخشد درین مقام

[1] بخاری کتاب الصلوٰۃ، شمائل ترمذی ص۲۹ [2] حدیث۔ نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار۔

مثنوی

دونوں آنکھیں بند کرے اور جان کو جان سے جُدا کر۔ اور لامکان کی سیر کے لیے سفر کر۔

اسرار کی آنکھ سے معراج میں حق کا دیدار ہوتا ہے۔ ایسا آدمی خُدا رسیدہ ہوتا ہے۔

دونوں اندھی آنکھوں والا (بھلا) صفائی کب دیکھ سکتا ہے۔ خطرات میں گھرا ہوا دل جُدائی کر دیتا ہے۔

جب فقیر معرفت حق پر نُور دل کی آنکھ کھولتا ہے، تو ہمہ وقت مشاہدۂ دیدار کے ساتھ رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ زندہ دل آدمی ہمیشہ بیدار ہوتا ہے۔

حدیث

"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر میرا دل جاگتا رہتا ہے"۔

اگر طالب صادق مولیٰ کی طلب میں اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے، تو مُرشد کامل ایک گھڑی میں معرفت خداوندی سے فیضیاب کر دیتا ہے۔ اگر طالب صادق نہیں اور مُرشد کامل نہیں ہے، تو وہ ہر دو (جہان میں) ذلیل و خوار رہتے ہیں جس طالب کے وجود میں ہوا و ہوس نہیں رہتی، وہ مقام ہمہ اوست میں غرق ہو کر مقام فنا فی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے۔ اور "جس نے پہچانا اپنے رب کو، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔ سے اس کا دل یک وجود قالب ہو کر سر بسجود رہتا ہے۔ یہ ہیں ایسے شخص کے مراتب۔

فرد

تمام فرض، سنت، واجب اور مستحب بھی۔ دل اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشہ نماز میں رہتا ہے۔

جو شخص باطن کے ان مراتب پر پہنچتا ہے، تو سلک سلوک کے اس راہ میں اُسکو فاضل اور فیض بخش معرفت الٰہی کہتے ہیں۔ اس راستے کا تعلق عُرف عام سے نہیں ہے، بلکہ عرفان حق کے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اسے اس مقام مطلق

مطلق فنا فی اللہ مسمّٰی رسد۔ راہ معرفت و مسمّٰی بگفت و شنود تعلق ندارد۔ بر کسی کہ عطاء اللہ شود، عارف باللہ گردد، ہمون داند و شناسد۔

مثنوی

مسمّٰی آنکہ باشد لازوالی — نہ آنجا ذکر و فکر و نہ وصالی
بود غرقش بوحدت عین آنی — فنا فی اللہ شود سرّ نہانی

❊

یعنی برآید از حوادثات تفریق و بحق غریق۔ در حقیقت عارف باللہ تحقیق نہ، نہ غلط گفتم۔ عارف باللہ شدن خیلی مشکل کہ بمراتب عارف باللہ غوث و قطب ابدال و اوتاد و اخیار نمی رسند۔

❊

مثنوی

نفس نتوان کشت با عقل و شعور — عارف از نفسی برآید غرق نور
از شہرگی نزدیک شد رحمٰن مرا — چون زنم نعرہ بہ فریادم چرا
دمبدم ہمسخن الہام صحیح — غرق فی اللہ گشت راحت روح ریح
این بود تعلیم تلقین از خدا — بادلیلش ہادی حق راہنما
گر عاقلی گم شو درین گمنام باش — از علایق دور شو آرام باش

فنا فی اللہ مسمّٰی میں پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے راہ معرفت اور مقام فنا کا گفت و شنید سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس، جس کسی پر اللہ تعالیٰ کی عطا ہو جاتی ہے، وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ (اس حقیقت کو) وہی جانتا ہے اور وہی پہچانتا ہے۔

مثنوی

مقام فنا وہ ہے کہ اس کو زوال نہیں ہے۔ نہ اس جگہ ذکر و فکر ہے۔ اور نہ وصال ہے۔
جب تو وحدت میں غرق ہو گیا، تو عین ہو گیا۔ پوشیدہ راز (کا حامل) فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔
یعنی تفریق کے مصائب سے باہر آجاتا ہے اور حق کے ساتھ مستغرق ہو جاتا ہے۔ تحقیق عارف باللہ نہیں۔ میں نے غلط نہیں کہا۔ عارف باللہ ہونا ایک مشکل کام ہے، کیونکہ غوث، قطب، ابدال، اوتاد اور اخیار عارف باللہ کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتے۔

مثنوی

نفس کو عقل و شعور کے ساتھ نہیں مارا جا سکتا۔ عارف نفسانی خواہشات کو ترک کر کے نور میں غرق ہو جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو گیا ہے۔ میں فریاد کا نعرہ کیوں ماروں؟
ہر گھڑی الہام صحیح کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہوں۔ روح پوری راحت کے ساتھ غرق فی اللہ ہو گئی ہے۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم و تلقین اس طرح ہوتی ہے۔ دلیل سے اسکو ہدایت ہوتی ہے اور حق راہنمائی کرتا ہے۔
اگر تو عقلمند ہے، تو گم ہو جا۔ اس (دنیا) میں گمنام رہ۔ برائیوں (خلقت) سے دور رہ اور آرام حاصل کر۔

عارف مولیٰ بجز مولیٰ مجو ہرچہ باشد غیر حق از دل بشو

❖

مراتب غوثی و قطبی و ابدالی و اوتادی و اخیاری نکند اختیار از برای آنکہ ہر مراتب از مولیٰ جدائی است و غرق مع اللہ یکتائی است و ہر مراتب کہتر و مراتب مولیٰ اولیٰ و بہتر۔ مراتب کہتر چیست ؟ و مراتب بہتر چیست ؟ مراتب عارف باللہ مع اللہ در قید خدا و مراتب اہل مراتب را رجوعات خلق۔ طالب مرید با کشف و کرامات خود بین از خدا نہ داند یقین۔ استدراج است مطلق سر ہوا۔ شرح مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[1]

بدانکہ نفس امارہ را قوت قوت ذائقہ طلب گناہ است۔ بلکہ نفس امارہ را ہمیشہ گناہ مطلق راہ است۔ اگر آدمی شب و روز در طاعت و بندگی چنانچہ نماز و روزہ قائم اللیل و صائم الدھر۔ در این عبادت نفس امارہ در طلب گناہ کہ خصلت او گمراہ۔ اگر آدمی در علم فقہ و مسائل و بریاضت و تقویٰ و تلاوت قرآن و مطالعۂ نص و حدیث نیز نفس امارہ در طلب گناہ کہ نفس متفق او شیطان دنیا ہمراہ۔ اگر آدمی طواف خانہ کعبہ کند و ادای حج و قتل و غزا نماید با ذکر و فکر، مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ، کشف القلوب و کشف القبور، اگرچہ بمراتب غوث و قطب رسد۔ نیز نفس امارہ از گناہ باز نیاید۔ در طلب گناہ کہ نفس امارہ را نظر بر مردار گناہ است۔ چون آدمی بغرق نور اللہ دریای وحدانیت حضور بقرب وصال اللہ تجلیات از دل پیدا می شود،

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ۔

اگر تو عارف باللہ ہے، تو مولیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو مت کر۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے بغیر ہو، اس کو دل سے دھو ڈال۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جو شخص عارف باللہ ہو، وہ غوثیت، قطبیت، ابدالی، اوتادی اور اخیاری کے مراتب اختیار نہیں کرتا۔ اس لیے کہ مذکورہ بالا ہر مرتبہ مولیٰ سے جدا ہے۔ اور غرق مع اللہ ہونا یکتائی کی علامت ہے اور ہر مرتبہ کہتر ہے اور مولیٰ کے مراتب اولیٰ اور بہتر ہیں۔ کہتر مراتب کیا ہیں ؟ اور بہتر مراتب کیا ہیں ؟ وہ مراتب جو عارف باللہ کے ساتھ مقید اور منسلک ہیں، وہ بہتر ہیں۔ اور اہل مراتب کے وہ مراتب جو رجوعات خلق کے ساتھ منسلک ہیں، وہ کہتر ہیں۔ طالب مرید بھی خود بین کشف و کرامات کو یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں جانتے۔ یہ استدراج ہے اور مطلق ہوا و ہوس ہے۔ اس کی یہی شرح ہے کہ "جس نے اپنے نفس کو پہچانا، پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا"۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ نفس امارہ کو ذائقہ کی قوت اور خوراک اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ بلکہ نفس امارہ کے واسطے ہمیشہ گناہ مطلق راہ ہے۔ اگر آدمی دن رات اطاعت و بندگی میں رہتا ہے، جیسا نماز و روزہ، بلکہ راتوں کو جاگنا اور دن میں روزہ رکھنا اس کا معمول ہو جاتا ہے۔ مگر اس عبادت میں بھی نفس امارہ گناہ کی طلب میں رہتا ہے۔ اس لیے کہ گمراہ کرنا اسکی خصلت میں داخل ہے۔ اگر آدمی علم فقہ و مسائل، ریاضت، تقویٰ اور تلاوت قرآن اور مطالعۂ نص و حدیث میں مشغول رہتا ہے، اس کا نفس امارہ بھی گناہ کی طلب میں رہتا ہے۔ چونکہ اس کے دل میں طلب دنیا اور نفس امارہ کی خواہش ہوتی ہے۔ اور شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر آدمی طواف خانہ کعبہ کرے۔ اور حج کا فریضہ بھی انجام دے اور قتل اور جنگ بھی کرے۔ ذکر و فکر کے ساتھ مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ، کشف القلوب اور کشف القبور میں بھی رہے، خواہ وہ غوث و قطب کے مراتب پر پہنچ جائے۔ پھر بھی اسکا نفس امارہ گناہ سے باز نہیں آتا (اور دائمی طور پر) گناہ کی طلب میں رہتا ہے۔ کیونکہ نفس امارہ کی نظر ہمیشہ مردار گناہ پر رہتی ہے۔ جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش مارتا ہے اور اس کو غرق نور اللہ کے ساتھ حضوری اور قرب میں وصال الٰہی ملتا ہے، تو اس وقت اس کے دل سے تجلیات پیدا ہوتی ہیں۔

چنانچہ شعلہ از اسم اللہ ذات کہ مطلق عارف باللہ فنا فی اللہ بمقام انتہا رسد، چون درین مقام رسد، نفس امارہ در زاری در آید و از گناہان باز آید۔ بالہام قدرت الٰہی بی کام و بی زبان۔ بنفس امارہ چنان حکم حق شود کہ ای نفس امارہ! حیا بکن و باادب باش باستماع الہام قدرت الٰہی نفس امارہ تائب شود و مسلمان گردد و بگوید، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اقرار صحیح وتصدیق القلب واز گناہان باز آید، نفس مطمئنہ شود۔ در طلب راستی و دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم منتہیٰ ولایت ولی اللہ گردد۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ و نفس را شناختہ شد بمقام معرفت الٰہی منتہیٰ و رب را شناختہ شد از نفس امتحان انتہاء الہام ربانی کہ در آن مقام معرفت نماند نفس را نفسانیت و خوی شیطانی۔ بعد ازان اگر گرد نفس تمامیت بہشت حور و قصور و نعمت و اگر تمام زینت دنیا گرد آید نفس اختیار نکند۔

مرشدی کہ روز اول در مقام مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[1] نرساند، آن لائق ارشاد نیست۔ از برای آنکہ وجود آدمی مثل گلستان و گنج الٰہی۔ در وجود طلسمات خزائن اللہ دل است۔ این شیر طلسمات را صاحب طلسمات بہ کشد و یا بہ آتش عشق بسوزد، اما بشرط آنکہ بہ یکدم و بہ یک قدم مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[2] وَمَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[3]

طالب اللہ عارف باللہ مرشد خاموش آمد و عارف باللہ کرا گویند؟ عارف باللہ را صفت مسکین است و مسکین آنرا گویند کہ خاکسار۔ ملک او خاک ہمون قدر

---

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ۔

[2] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔

[3] حدیث۔ نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ۔

جیسا کہ اسم اللہ ذات سے شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت عارف باللہ فنا فی اللہ مطلق مقام انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو نفس امارہ گریہ و زاری کرنے لگتا ہے۔ اور گناہوں سے باز آجاتا ہے۔ اور قدرت الٰہی کا الہام بغیر حلق و زبان کے پیدا ہوتا ہے۔ نفس امارہ کو اس طرح حکم حق ہوتا ہے کہ اے نفس امارہ! حیا کر اور باادب ہو جا۔ قدرت الٰہی کا الہام سن کر نفس امارہ تائب ہو جاتا ہے اور مسلمان ہو جاتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اقرار صحیح کے ساتھ تصدیق القلب کرتا ہے اور گناہوں سے باز آکر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور راستی اختیار کرتا ہے۔ اور دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ولایت ولی اللہ میں منتہی ہوتا ہے۔ اور "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا" کا مصداق ہو جاتا ہے یعنی نفس کو مقام معرفت الٰہی کی انتہا میں پہنچاتا ہے۔ اور رب کو نفس مقام امتحان انتہائے الہام ربانی سے پہچانتا ہے۔ اس مقام معرفت میں نفس میں نفسانیت اور خوئے شیطانی نہیں رہتی۔ اس کے بعد اگر نفس کے گرد تمام بہشتی نعمتیں اور حور و قصور کی لذات لائی جائیں اور اگر تمام دنیا کی زیب و زینت اکٹھی کر دی جائے، تو نفس ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا۔

(حاصل کلام یہ ہے کہ) جو مرشد پہلے ہی دن "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا" کے مقام میں نہیں پہنچاتا، وہ مرشد لائق ارشاد نہیں ہے۔ اس لیے کہ آدمی کا وجود گلستان اور گنج الٰہی کی طرح ہے۔ خزائن الٰہی کے اس طلسماتی وجود میں خزانہ دل ہے۔ اور اس خزانہ پر یہ نفس مثل شیر طلسمات کے ہے۔ پس اس شیر طلسمات کو طلسمات والا ہی جان سکتا ہے۔ اور اس کی عشق کی آگ میں جل سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی" سے غافل نہ رہے۔

(پس) طالب اللہ عارف باللہ خاموش مرشد رہے۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ عارف باللہ کس کو کہتے ہیں؟ عارف باللہ کی صفت مسکین کی طرح ہے۔ اور مسکین اس کو کہتے ہیں۔ جو خاکسار ہو، اور اس کی ملکیت

ہر جاکہ بر خاک نشیند لا یملک۔ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا[1] خطاب او است و مسکین فقیر را نیز گویند و فقیر را خطاب غریب است۔ و غریب اُو را گویند کہ در وجود اُو غیرت و غصہ و غضب و غروری و غم دُنیا و آخرت غیر ماسوی اللہ نہ ماند۔

بدانکہ ہر کہ بدین صفت غریب فقیر مسکین عارف باللہ مجموعۂ معرفت مولیٰ شود، آنرا خضر باطنی گویند کہ حضور نبی اللہ آب حیات از چشمۂ ظلمات نوشیدہ و این خضر آب حیات از اسم اللہ ذات محبت ساغر توحید نوشیدہ و اولیاء اللہ شد۔ خود را زیر قبای حق پوشیدہ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ[2]

خلق در طلب خضر نبی اللہ است۔

بیت

ہر یکی بگذار بگذر زین چہار وز دوئی بگذشت یکتا مرد کار

ہر کہ بدین مراتب رسد، در وہم و فہم نگنجد لانہایت ولاحد۔ این را عارف مادر زاد گویند۔ از مہد تا لحد از ازل تا ابد عینہ بہ عین فنای نفس و بقای رُوح بر تن لباس فقر رحمت اللہ پوشیدہ اند و روی دُنیا و کُفر لعنت اللہ نہ دیدہ اند۔ فقر و شجاعت و سخاوت را مصلحت ہر آنکس را باشد کہ وجود اُو کریم کرم و با حیا شرم۔

شرح عارف باللہ اینست آدمی بہ ترک نفس عارف روشنائی رُوح شُد، نہ عارف رب، نہ عارف باللہ بہ تجلیۂ سر شُد، نہ عارف باللہ

[1] سورہ النباء ۷۸ : ۳۷

[2] کتاب معرفت بوستان جلد اوّل، شرح معرفت مثنوی مولانا ی رومؒ

اسی قدر خاک ہو، جس پر وُہ بیٹھتا ہے، جو کسی کی ملکیت میں نہیں اور قدرت نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے"، اس کا خطاب ہو۔ اور مسکین فقیر کو بھی کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب بھی دیا جاتا ہے۔ اور غریب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے وجود میں غیرت و غصہ اور غضب و غرور اور دُنیا و آخرت کا غم سوائے ماسوائے اللہ کے باقی کچھ نہ رہے۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ جو کوئی اُن صفات غریب، فقیر مسکین کے ساتھ موصوف ہو، وُہ عارف باللہ اور معرفت مولیٰ کا مجموعہ ہو جاتا ہے۔ اسکو خضر باطنی (بھی) کہتے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے آب حیات چشمۂ ظلمات سے پیا۔ اور اس آب حیات کے خضر نے اسم اللہ ذات سے بادۂ توحید کی محبت کا پیالہ پیا اور ولی اللہ ہو گیا۔ اور اپنے آپ کو حق کی قبا کے نیچے چھپا لیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"بیشک میرے اولیاء میری قبا میں ہیں، ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا" کا مصداق ہو گیا۔ اور مخلوق خضر نبی اللہ کی طلب میں ہے۔"

بیت

ان چاروں میں سے ہر ایک کو چھوڑ دے۔ دُوئی سے گزر کر کام کا آدمی بے مثل بن جا۔

جو کوئی اُن مراتب تک پہنچ جائے، وُہ وہم و فہم میں نہیں سماتا۔ اس کی نہایت لانہایت ہے۔ اور اس کی کوئی حد نہیں۔ اس کو عارف مادر زاد کہتے ہیں۔ یہ لوگ گود سے قبر تک، ازل سے ابد تک کما حقہٗ فنائے نفس اور بقائے رُوح کے ساتھ اپنے جسموں پر فقر رحمت اللہ کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے دُنیا اور کُفر ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، کا چہرہ نہیں دیکھا ہے۔ فقر، شجاعت اور سخاوت کی مصلحت ہر اُس شخص کی ہوتی ہے، کہ جس کا وجود کرم کے کریم اور حیاء کے ساتھ باشرم ہو

عارف باللہ کی تشریح یہ ہے کہ آدمی نے ترک نفس کیا (طاعت کے سبب) عارف ہُوا اور اس کی رُوح میں روشنائی ہوئی، مگر وُہ عارف رب نہ ہُوا، نہ وُہ تجلی سر کے ساتھ عارف باللہ ہُوا۔ اور وُہ رُوح سے صاحب راز نہ ہُوا، مگر عارف باللہ

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

این ہر چہار مقام تعلق بہ تن و طاعت عبودیت نفس دارد۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ درین ہر یک مقام نفس را شناخت و تحقیق کرد۔ چون نفس را تحقیق کرد، نفس فانی گشت۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ [2]

بیت

خلق را طاعت بود از کسب تن　　عارفان را ترک تن طاعت بود

کہ در تن طاعت و حرص، طمع نفسانیت ناریست کہ در طلب رجوعات خلق بہ شہرت و غوغا خواریست، چون از ناری و خواری بر آید، در ربوبیت معرفت الٰہی نور اللہ در آید۔ درین مقام عارف باللہ را نفس مطمئنہ نور و قلب صاحب مشاہدہ نور اللہ۔ شرح نفس در ہر دو جہان ازین بد بلا کہتر نباشد۔ ہر کہ خدای را شناخت، نفس را تہ پای داد۔ و خود را از خودی گم ساخت و ہر کہ نفس رفیق شد و در نفس اسیر گشت و با ہوا ہوس مست۔ این نفس را سرکش توسن سر ہوا گویند کہ خود پسند است نزدیک خلق صورت آدم و نزدیک خالق صورت خرک و خوک و بوزنہ۔ صورت آدم سیرت حیوان۔ بہ حیوان سخن گفتن مناسب نیست۔ بگو کہ از ہزار شیطان صاحب نفس بد است۔ اللہ تعالیٰ پناہ بخشد۔ با حق حضور باش و

---

[1] حدیث قدسی۔ نقل از مرغوب القلوب۔

[2] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔

نہ ہوا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

"انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں"۔

(پس) یہ چاروں مقامات تن، طاعت اور عبودیت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ "جس نے اپنے نفس کی پہچان کر لی" کے مطابق اس مقام میں نفس کی پہچان و تحقیق کی اور جب نفس کی تحقیق کر لی، تو نفس فانی ہو گیا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا، تو پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا"۔

بیت

خلقت کی بندگی جسم کے کام سے ہے۔ اور عارفوں کی بندگی جسم کو ترک کرنے سے ہے۔

کیونکہ تن کی اطاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور (اشتہائے) ناری ہے۔ اس لیے کہ طلب میں رجوعات خلق، شہرت، چرچا اور خواری ہے۔ جب وہ اشتہائے ناری اور غوغا و خواری سے باہر آتا ہے، تو وہ مرتبۂ ربوبیت میں معرفت الٰہی نور اللہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس مقام میں عارف باللہ کا نفس مطمئنہ نور ہو جاتا ہے۔ اور دل صاحب مشاہدہ نور اللہ ہو جاتا ہے۔ (جاننا چاہیے) کہ نفس کی تشریح دونوں عالم میں اس سے زیادہ بری بلا اور کہتر نہیں ہے۔ (پس) جس نے معرفت خداوندی حاصل کر لی، تو گویا اس نے نفس کو پاؤں کے نیچے روند ڈالا۔ اور خود کو خودی میں گم کر لیا۔ اور جس کا نفس رفیق ہوا اور نفس میں پھنس گیا اور ہوا و ہوس میں مست ہوا، تو اس نفس کو (صوفیائے کرام) سرکش، منہ زور خواہشات کا مجسمہ کہتے ہیں، جو خود پسند ہے۔ مخلوق کے نزدیک صورت انسان ہوتا ہے اور خدا کے نزدیک سؤر، گدھا، کتا اور بندر کی طرح ہوتا ہے۔ گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے۔ پس حیوان سے بات کہنا مناسب نہیں ہے۔ کہہ دے کہ ہزار شیطان سے صاحب نفس برا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے، کیونکہ

از اہل نفس دُور باش۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکہ نفس فقیران با ذکر اللہ پاس انفاس خاص مع اللہ۔ اخلاص کہ ظاہر دفاتر کاغذ حرف ورق سطر سیاہی و دفاتر فقرا دل حضور نُور معرفت الٰہی۔ بنابرآن عارفان را ظاہر و باطن ہیچ گناہ بر دفاتر نہ نویسند کہ بر دل ایشان ذکر اللہ و بر زبان مطلق قال اللہ و قال الرسول، اہل حدیث اند، نہ طالب دُنیا طالب ابلیس خبیث۔

عارف مثل معشوق اللہ، بلکہ گناہ ایشان ثواب کہ مع اللہ غرق بی حجاب۔ فَیْمَا بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ حجاب پردہ نہ ماند، دل عارف باللہ پُرنُور۔ گوئی عارف باللہ دوام حضوری۔ از غلبات آتش شوق ہر گناہ را با آہ ہر دم و ہر ساعت چنان سوزد، چنانچہ سوزد آتش ہیزم خشک را۔ وجود عارفان با ذکر اللہ اسم اللہ آمیختہ و ہر دم عارفان از اسم اللہ برانگیختہ۔ ہیچ کس را قدرت نیست کہ بر اسم اللہ غالب آید و صاحب اسم اللہ بر ہر چیز غالب است کہ در طلب مولیٰ طالب و طالب آنرا گویند کہ ہر دو جہان را طی کند و غرق در مقام حی قیوم می شود و طالبی کہ از معرفت الٰہی بصر دارد و طمع سر ندارد۔

بدانکہ نفس و دُنیا و شیطان ہر سہ را از برای آزمایش بندہ پیدا کرد و از برای ہیبت و قہریت۔

بیت

نفس نیک و بد بود ہم ہادی و ہم باہوا　　نفس عارف راہزن تو باخبر شو باہوا

وہی پناہ بخشتا ہے۔ (پس اے طالب حق) حق کے ساتھ حضوری رکھ اور اہل نفس سے دُور رہ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ان فقراء کا نفس جو ذکر الٰہی اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اخلاص کی مثال یوں سمجھنا چاہیے کہ جس طرح کہ ظاہر طور پر دفاتر میں کاغذ، حروف اور سطور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقراء کا دل حضوری میں ہو، اُن کے دفاتر نُور معرفت الٰہی سے ہوتے ہیں۔ اسواسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفاتر میں ملائکہ نہیں لکھتے ہیں، کیونکہ اُن کے دل میں ذکر اللہ اور زبان پر مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں اور دُنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے۔

(پس معلوم ہُوا کہ) عارف لوگ معشوق اللہ کی مثل ہیں، بلکہ اُن کا گناہ ثواب ہوتا ہے۔ اسوجہ سے عشق اللہ کے ساتھ بے حجاب مستغرق رہتے ہیں۔ اور ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ اور حجاب نہیں رہتا۔ اس لیے کہ عارف باللہ کا دل پُرنُور ہوتا ہے۔ گویا کہ عارف باللہ ہمیشہ حضوری حق میں رہتا ہے۔ غلبات کے سبب سے شوق کی آگ ہر ایک گناہ کو آہ کے ساتھ ہر دم اور ہر گھڑی ایسا جلا دیتی ہے، جیسا کہ آگ خشک لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ عارفوں کا وجود ذکر اللہ اور اسم اللہ کے ساتھ ملا ہُوا ہوتا ہے، اور عارف لوگ ہر دم اسم اللہ سے برانگیختہ رہتے ہیں۔ (پس) کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ اسم اللہ پر غالب ہو۔ اور صاحب اسم اللہ ہر ایک چیز پر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ وُہ مولیٰ کی طلب میں طالب ہے۔ اور طالب اس کو کہتے ہیں، جو دونوں جہاں کے مراتب طے کرلے۔ اور مقام حی قیوم میں مستغرق ہو، اور جو طالب کہ معرفت خُداوندی میں بصیرت رکھتا ہے، وُہ طمع سر نہیں رکھتا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس، شیطان اور دُنیا گویا اِن تینوں کو بندے کی آزمائش کے واسطے پیدا کیا، نہ کہ ہیبت اور قہر کے لیے۔

بیت

نفس اچھا بھی ہوتا ہے اور بُرا بھی، ہدایت دینے والا بھی ہوتا ہے اور خواہشات سے پُر بھی ہوتا ہے۔ عارف کا نفس راہزن بھی ہوتا ہے۔ اے باہُو! تو خبردار ہو جا۔

آدمی را عزّت وشرف وقُرب ونعمت لقاء مشرّف ربّ العالمین و نعمت بہشت وقُرب حضوری وتجلّیات نُور اللہ ووصال ،مراتب ولایت وہدایت ،فیض فضل عنایت برکت نفس است ۔اگر نفس نبودی، بخدا کس نہ رسیدی ومعرفت حق ہیچ کس نہ دیدی ۔نزدیک اللہ تعالیٰ نفس مولیٰ مطمئنہ رستگار است ونفس امّارہ معذّب دشمن خونخوار است ۔نفس غوث ،نفس قطب ونفس عارف باخدا ونفس امّارہ فرعون کافر است ونفس شیطان پُر ہوا ۔نفس را از چہار خصلت بہ چہار نفس شناختہ میشود ۔کسی را کہ اخلاص با منافقان وبا کافران و باکاذبان است ،نفس امّارہ آنرا خوی کُفر دارد وکسی را کہ دوام طلب مولیٰ وترک دُنیا ناشائستہ ،نفس آنرا مؤمن است وعارف باللہ وکسی را کہ دوام طلب علم وعمل وتقویٰ وریاضت ،نفس آنرا مُسلمان است وکسی را کہ دوام خوف گاہی برجاء ،نفس آنرا صدیق است از راہ تحقیق ۔اگر نفس نیک باشد ،در ہر دو جہان برابر نفس بزرگ وبہتر کس نباشد واگر در جہان کسی را نفس بد بود ،برابر اُو کہتر نباشد ۔

ابیات

گنج را بی رنج از دل یافتم — صد ہزاران گنج در دل ساختم
وز ہزاران چلّہ یکدم سوز بہ — روز وشب سوزش بود لب بستہ بہ
عارفان را تقویٰ از توفیق شُد — از خداوند معرفت تحقیق شُد
عارفان را تقویٰ شُد از صدق دین — تقویٰ ظاہر غوغاء خلقش مبین

اور آدمی کو عزّت ،بزرگی ،قُرب ،نعمت الٰہی کا دیدار ،بہشت کی نعمتیں اور قُرب حضوری اور نور اللہ اور وصال الٰہی کی تجلّیات ،مراتب ولایت ،ہدایت ،فیض وفضل و عنایت کی وجہ سے نفس کی برکت سے ملتے ہیں ۔اگر نفس نہ ہوتا ،تو اللہ تبارک وتعالیٰ تک کوئی رسائی حاصل نہ کرتا اور معرفت حق کسی کو بھی نہ ملتی ۔(پس ،اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفس مطمئنہ مُونس اور خلاصی دلانے والا ہے ۔اور نفس امّارہ عذاب دینے والا ،دُشمن اور خونخوار ہے ۔نفس غوث ،نفس قطب اور نفس عارف باخُدا ہے ۔اور نفس امّارہ فرعون کافر ہے ۔اور نفس شیطان ہوا وہوس سے بھرا ہُوا ہے ۔نفس کو چار خصلتوں سے چار نفسوں سے پہچانا جاتا ہے ۔جس آدمی کا اخلاص منافقوں ،کافروں اور جھُوٹوں کے ساتھ ہے ،تو اس کا نفس امّارہ کُفر کی عادت رکھتا ہے ۔اور جس کو دائمی طور پر مولیٰ کی طلب ہو ،اور غیر معقول دُنیا کو ترک کر دے ،تو اسکا نفس (ضرور) مُومن ہے ،اور عارف باللہ ہے ۔اور جس کسی کو علم کی طلب اور اس پر عمل وتقویٰ اور جو ریاضت میں ہمیشہ کوشاں ہو ،اسکا نفس مُسلمان ہے ۔اور جس کسی کو ہمیشہ خوف (خدا) رہتا ہو ،اور کبھی رجاء (امید) میں رہے ،تو تحقیق کی رُو سے اُسکا نفس ،صدّیق ہے ۔اگر نفس نیک ہو ،تو دونوں جہاں میں نفس کے برابر کوئی دُوسرا بزرگ وبہتر شخص نہیں ہے ۔اور اگر دُنیا میں جس کسی کا نفس بُرا ہو ،تو دونوں جہان میں اس سے مساوی (بُرا) اور کہتر کوئی نہیں ہے ۔

ابیات

خزانہ کو بغیر تکلیف کے مَیں نے دل کے اندر پایا ہے ۔لاکھوں خزانے دل میں پیدا کیے ہیں ۔
ایک گھڑی کی سوزش عشق ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے ۔(مجھے) دن رات سوزش (عشق) رہتی ہے ،خاموش رہنا ہی بہتر ہے ۔
عارفوں کو پرہیزگاری اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتی ہے ۔اور معرفت خداوندی جُستجو سے ہوتی ہے ۔
عارفوں کو تقویٰ دین کی صداقت سے حاصل ہوتا ہے ۔تقویٰ کو مخلوق میں ظاہری شُہرت سے مت دیکھ ۔

دل بدریای محیط است کبریا موج دم دُرّیست لولوء بی بہا

عارف باللہ را رُوح نور و سرّ نور با سرار انواریست. عارف باللہ بقا یافت فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ ط نہ در وجود ہوس ماند و نہ در وجود طالب طلب و نہ محبت مُرید۔ اینست مراتب عارفان باللہ حضرت بی بی رابعہؒ و سُلطان بایزیدؒ۔

تُو نہ شناختی کہ ہنوز وجود تو در نفس یزید و روح بایزیدؒ۔ ہر کہ دوست یزید، دُشمن بایزیدؒ اہل دُنیا یزید است و فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بایزیدؒ۔ درین راہ مُرشد کامل آنست کہ بحق رفیق کہ بجز راہ اسم اللہ و مسمّٰی فنا فی اللہ مراقبہ بقا باللہ و مشاہدۂ توحید غرق اللہ مذکور حضور حق راہی لاسوٰی اللہ ذکر دیگر ندارد۔

بیت

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر اینست ہمہ خُلاصۂ فکر

این مذکور بی زبان تعلق بدل حضور دارد کہ ہیچ کلام نطق حرف بر زبان نیارند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ ط[1]

مثل است کسی کہ در محلۂ عطاران بگذشت۔ بادی بُوی عطریات در دماغ آن پیچیدہ باشد، از ہوش بیہوش شد و بیفتاد و در جان کندن آمد۔ جملہ عطاران

[1] حدیث، نقل از شرح فریدالدین عطار۔

دل کبریا کے دریا کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ سانس کی موج بے بہا موتی ہے۔

عارف باللہ کی رُوح نور اور سرّ نور اسرار انوار الٰہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عارف باللہ بقا باللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے۔ "پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، بقا کے ساتھ" یعنی نہ تو (طالب) کے وجود میں ہوس رہتی ہے۔ اور نہ ہی طلب طالب اور نہ ہی مُرید کی محبت رہتی ہے۔ یہ تمام مراتب عارفان باللہ کے بیان کیے گئے ہیں، مثلاً حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ کے۔

(اے طالب صادق!) کیا تُو نے معلوم نہیں کیا کہ تیرے وجود میں ابھی تک نفس یزید اور رُوح بایزیدؒ ہے۔ پس جو کوئی یزید کا دوست ہے، وہ بایزیدؒ کا دشمن ہے۔ کیونکہ اہل دُنیا مثل یزید ہے اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بایزیدؒ کی مثل ہے۔ اس راہ میں مُرشد کامل وہ ہے، جو معبود برحق کے ساتھ اُنس رکھتا ہو۔ اور ماسوا طریقہ اسم اللہ اور مقام فنا فی اللہ اور مراقبہ بقا باللہ اور مشاہدۂ توحید غرق مع اللہ مذکور حضور حق کے طریقہ ماسوٰی اللہ کے دوسرا کوئی ذکر نہ رکھتا ہو۔

بیت

تُو ذکر مذکور کی طلب کب چاہتا ہے؟ یہ دراصل فکر کا تمام خُلاصہ ہے۔

(اے طالب صادق!) یہ مذکور بے زبان ہے، جس کا تعلق حضور دل سے ہے۔ اس سبب سے کہ کلام اور نطق سے ایک حرف زبان پر نہیں لاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جس نے اپنے رب کو پہچانا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

اس کے بارے میں ایک حکایت مولانا جلال الدین رومی اپنی مثنوی معنوی میں بیان کرتے ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس کی جو اصل ہوتی ہے، وہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر بیچنے والوں کے محلے سے گزرا۔ اور ہر طرف سے اس کے دماغ میں عطریات کی لپٹی ہوئی مہک پہنچی۔ اس سے وہ ہوش سے بیہوش ہو گیا اور وہ شخص زمین پر گر پڑا۔ اس پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی۔ تمام عطاروں نے گلاب

گلاب وعطریات بر روی وی زدند واو زیادہ بی عقل وبی ہوش می شد حکیم بروی بگذشت اورا درین حالت بدید۔ قدری گندگی وبدبوی آوردہ نزدیک بینی او آورد فی الحال بہوش باز آمد۔ ودر نشاط شدہ صحت یافت۔

مصنفؒ میگوید کہ طالب دنیا را زندگی در گندگی وشرمندگی است۔ ومردن در فقر فقیر را عطر وبندگی است۔

بیت

نیم نظری فقر بہ از کیمیاء زان نظر عارف شوی واصل خدا

❖

بدانکہ بر دل آدمی ہفتاد ہزار حجاب ظلمانی شیطانی مثل العنکبوت کہ پیرامون دل ایشان می نہند، چنانچہ خناس وخرطوم ووسوسہ وواہمات خطرات کہ این پسران از آب منی زائدہ کہ قصۂ پر غصۂ او با حضرت آدم علیہ السلام وحوا در بہشت بودہ، گوشت گوسفندی خوردہ واقعہ شد کہ ایشان از ان زائدہ ابلیس خبیث است، تاثیر ایشان کفر اندرونی وشرک درونی دولکہ وہفتاد ہزار زنار از انا وعجب وکبر وحسد وبغض ونفاق وقہر وغضب وحرص وشرک وکفر است۔

پس آن پردۂ حجاب شیطانی وزنار کفر نفسانی بعلم فضیلت ومسائل فقہ وتلاوت، حفظ قرآن وحج نمودن ومال زکوٰۃ دادن ونوافل نماز وروزہ وریاضت وتقویٰ بوعظ حدیثات بورد وظائف نہ بگسلد بجز تصور اسم اللہ وبذکر باطنی اِلَّا اللّٰہ کہ آن آتش دل را چنان سوزد کہ حجاب شیطانی وزنار نفسانی از بود نابود

اور عطریات اس کے چہرے پر چھڑکنے شروع کر دیے، لیکن وہ کچھ پہلے سے زیادہ بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ اس درمیان میں ایک حکیم کا بھی وہاں سے گزر ہوا۔ حکیم نے اس کو اس حالت میں دیکھا۔ حکیم صاحب نے مریض کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بدبودار چیز سونگھاؤ (کیونکہ مریض پیشہ کے لحاظ سے بھنگی تھا) چنانچہ جب وہ غلاظت اور بدبودار چیز اس کی ناک کے نزدیک لائی گئی، تو وہ فوراً ہوش میں آگیا۔ اور وہ خوشی کے مارے بالکل تندرست ہو گیا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ طالب دنیا کی زندگی گندگی اور شرمندگی میں ہے۔ اور فقر میں مرنا فقیر کے لیے عطر اور بندگی ہے۔

بیت

فقیر کا آدھی کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھنا کیمیاء سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس نظر سے عارف باللہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

(پس اے طالب صادق!) جان لے کہ آدمی کے دل پر ستر ہزار حجاب ظلمانی شیطانی مکڑی کے جالوں کی طرح ہیں کہ جو اس کے دل کے اردگرد تنے ہوئے ہیں۔ مثلاً خناس، خرطوم، وساوس، واہمات اور خطرات کہ جن کی تخلیق منی کے پانی سے ہے۔ جس کا پُرغصہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کے ساتھ گندم کا دانہ کھا کر واقع ہوا تھا۔ جن کے بہکانے کی وجہ سے وہ دونوں جنت سے علیحدہ کیے گئے۔ ان کے اخراج کا سبب وہی ابلیس خبیث ہے۔ اس لیے اس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک اندرونی ہے (اسی بنا پر صوفیائے کرام نے کہا ہے کہ) دو لاکھ ستر ہزار زنار، غرور، کبر وحسد وبغض ونفاق، قہر، غضب، حرص، شرک اور کفر حجاب شیطانی کے پردے ہیں۔

پس وہ حجاب شیطانی کے پردے، کفر نفسانی کے زنار علم وفضیلت، مسائل فقہ، تلاوت قرآن مجید، حفظ قرآن مجید، حج کرنے اور مال زکوٰۃ دینے، نوافل نماز ادا کرنے، روزہ وریاضت، تقویٰ، وعظ، احادیث اور ورد وظائف سے نہیں ٹوٹتے۔ جب تک کہ کامل تصور اسم اللہ نہ ہو۔ اور باطن میں اِلَّا اللّٰہ کا ذکر نہ ہو۔ (ماسوا اس صورت کے کوئی دوسری صورت ان حجابات کے طے کرنے کی نہیں ہے) کیونکہ یہ (تصور) دل کی آگ کو اس طرح جلا دیتا ہے کہ خود بخود حجاب شیطانی اور زنار نفسانی بود سے نابود

گرداند۔ بنا بران نظر مُرشد کامل فنا فی اللہ و بذکر اللہ وسیلت بہتر است از فضیلت۔ ہر کہ باین مراتب نرسد وحجاب شیطانی و زنّار نفسانی نہ بگسلد ہر آنکس چہ طور مُسلمان وفقیر و درویش باشد۔ ہر کہ سوای ازین دعویٰ زند کہ عارف باللہ مُسلمان است صفات القلب باشد۔ دعویٰ اُو کذب و دروغ و باطل است۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ط فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط[1]

دل مُردہ پُر زناری ذکر شیطانی کفار است بجز حق سخن با دیگری کردن زیان است۔ دل پُر نور عارفان مع اللہ دوام حضور و عارفان را لب بلب بستہ ازان است۔ بلکہ ہمسخن آدمی بُودن شیطان است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

شَیْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنْ شَیْطَانِ الْجِنِّ ط[2]

ادب در خاموشی است۔ بدانکہ ہر کہ عارف باللہ بمعرفت حق رسد، نشان اُو اینست کہ آواز سرود آنرا زشت نماید، اگرچہ خوش آوازی او مثل حنجرۂ داؤدی باشد۔ آنرا از آواز سرود کراہیت آید۔ فقیر از راہ حسد نمی گوید، مگر بحساب۔

بدانکہ العلم دانستن علم فقہ مسائل و فرض و واجب و سنّت و مستحب و علم دانستن حلال و حرام و شُبہ و مکروہات و علم دانستن فرق بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِسْلَامِ ط و علم دانستن حق و باطل۔

و علم دانستن چہ معنی دارد؟ علم آنست کہ نگاہ داشتن سنّت و آداب

[1] سورہ الزمر، ۳۹ : ۲۲ [2] الحدیث۔

(یعنی دفع) ہو جاتے ہیں۔ بنا برآن جب تک مُرشد کامل فنا فی اللہ اور بذکر اللہ کی نظر کا وسیلہ نہیں ہوگا، یہ مراتب ہرگز طے نہیں ہوں گے کیونکہ فضیلت سے وسیلہ بہتر ہے۔ (پس) جو شخص ان مراتب تک نہیں پہنچتا اور حجاب شیطانی اور زنّار نفسانی کو نہیں توڑتا، وہ شخص کس طرح مسلمان، فقیر اور درویش ہو سکتا ہے؟ اور جو کوئی اس کے بغیر دعویٰ کرے کہ مَیں عارف باللہ ہوں اور سچا مسلمان ہوں، تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا اور باطل ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"بھلا اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ کھول دیا دین اسلام کے واسطے، سو وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے۔ سو خرابی ہے اُن کو جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے۔ وہ صریحاً پڑے بھٹکتے پھرتے ہیں۔"

آگ سے بھرا مُردہ دل آدمی کفار کے ذکر شیطانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسروں سے حق کی بات کرنے کے سوا کوئی اور بات کرنا باعث نقصان ہے۔ عارفان مع اللہ کا پُر نور دل دائمی طور پر حضوری رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خاموش رہتے ہیں اور اپنے لبوں کو بند رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کے ساتھ لاحاصل گفتگو کرنا شیطانی فعل سمجھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"انسان کا شیطان جنات کے شیطان سے زیادہ سخت ہے۔"

ادب خاموشی میں (داخل) ہے۔ (اے طالب صادق!) جان لے کہ جو کوئی عارف باللہ معرفت خداوندی پر پہنچے، اُس کی نشانی یہ ہے کہ راگ رنگ کی آواز اس کو بُری معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کی خوش آوازی حضرت داؤدؑ کے حلق کی طرح ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو راگ رنگ کی آواز سے کراہیت آتی ہے۔ فقیر (فقیر باہوؒ) یہ بات حسد کی وجہ سے نہیں کہتا، بلکہ حساب کے طور پر کہتا ہے۔

اے طالب!، جان لے کہ علم کے معنی جاننا علم فقہ، مسائل، فرض و واجب، سنّت اور مستحب کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا حلال و حرام اور شُبہ و مکروہات کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا فرق درمیان اسلام و کُفر کے ہے۔ اور علم کے معنی حق و باطل کی شناخت کرنا ہے۔

(پس اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ علم جاننے کا مطلب کیا ہے؟ عِلم کا

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وعلم آنست کہ نگاہ داشتن آداب شریعت و آداب علمای اسلام ۔ عامل قوی دین بی ریا و بی رشوت صاحب ترس گار و این ہمہ اعمال تعلق ظاہر عبادت و سعادت دارد، چنانچہ تن ظاہر در عبادت و طاعت از بہر نجات و نجات بندہ ہرگز نمی شود بجز معرفت مولیٰ ۔

حُبّ ذات دانی کہ موسیٰ علیہ السلام از حُبّ مولیٰ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ[1] گفت و حُبّ معرفت مولیٰ موسیٰؑ را بہ تجلّی کوہ طُور ساخت و حُبّ معرفت مولیٰ حضرت ابراہیمؑ را در نار بُرد کہ نار گلزار شُد و حُبّ معرفت مولیٰ حضرت یوسفؑ را در چاہ آورد و حُبّ معرفت مولیٰ زکریاؑ را تہ آرہ کشید و حُبّ معرفت مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را در غار بُرد و از غار برآوردہ بمعراج بُرد ۔

پس عالم فاضل چطور باشد کہ طلب مولیٰ و معرفت مولیٰ نمی کند از برای آنکہ شخصی خود را تصرف تمام عمر در مطالعۂ علم کُند و پیش حضرت علم التماس کند کہ ای کلام ربانی مرا بمعرفت ربانی و تجلیات رب از راہِ باطنی دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف کُن ۔ پیش اُو کلام و کتاب جواب بصواب نمی دہد از برای آنکہ علم تعلیم طاعت توفیق است ۔ حضرت علم می فرماید: کہ طلب از طریق تحقیق مُرشد رفیق کُن کہ از علم قال و اعمال است و از مُرشد حال ذکر معرفت وصال است ۔

نہ نہ غلط گفتم ۔ علم آنست کہ از و بمعلوم برسد ۔ از علم چہ چیز معلوم کہ برسد ۔ چون علم در وجود در آید، جہل و شرک و کُفر و عُجب بدین مانند

[1] سورہ الاعراف ۷، : ۱۴۳

مطلب یہ ہے کہ سنّت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب پر نظر رکھے ۔ اور علم کا مطلب یہ بھی ہے کہ آداب شریعت اور آداب علماء اسلام پر نظر رکھے ۔ ایسا عالم عامل ہو، جو دین متین کا ماہر ہو، بے ریا ہو، اور بے رشوت اور صاحب ترس ہو ۔ ان تمام کا واسطہ اعمال ظاہری عبادت و سعادت کے ساتھ ہے ۔ جس طرح کہ ظاہری طور پر ظاہری بدن عبادت اور طاعت میں نجات کے لیے ہے ۔ اور بندہ کی نجات مولیٰ کی معرفت کے بغیر ہرگز نہیں ہو سکتی ۔

(اے طالب صادق!) کیا تُو جانتا ہے کہ حُبّ ذات کیا ہے؟ حُبّ ذات یہ ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبّت کی وجہ سے "اے میرے رب! تُو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں" کہا ۔ تو معرفت مولیٰ کی محبّت کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو اس ذات سے کوہِ طور پر تجلّی ہوئی ۔ (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور طور پہاڑ جل کر خاک ہو گیا) اور اسی طرح معرفت مولیٰ کی محبّت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں لے گئی اور آگ گلزار ہو گئی ۔ اور اسی طرح معرفت مولیٰ کی محبّت حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں لائی اور اسی محبّت معرفت الٰہی نے حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے کے نیچے کھینچا ۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حُبّ معرفت مولیٰ غار حرا میں لے گئی اور آپ کو غار سے نکال کر معراج پر لے گئی ۔

پس عالم فاضل کس طرح ہے کہ وہ طلب مولیٰ اور معرفت مولیٰ نہیں کرتا ۔ اس لیے کہ ایک شخص اپنی ساری زندگی علم کے مطالعہ میں گزار دیتا ہے اور بعد ازاں علم کے سامنے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے کلام! مجھے معرفت خداوندی اور تجلیات باری تعالیٰ باطن کے طریقہ سے (تعلیم کر) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پُرانوار سے مشرف فرما، تو اس کو کلام اور کتاب کی طرف سے کوئی جواب صواب نہیں ملتا ۔ اس لیے کہ علم تعلیم طاعت کا رفیق ہے (اور ماسوا اسکے کہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے) مگر علم کہتا ہے کہ تحقیق کے طریق سے مُرشد (کامل) سے مدد طلب کر، کیونکہ علم قال اور ہے اور علم اعمال اور ہے ۔ پس مُرشد سے حال اور معرفت وصال کا ذکر حاصل کر ۔

بعد ازاں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں ۔ میں نے غلط کہا ۔ علم وہ ہے کہ جس سے معلوم تک رسائی حاصل ہو ۔ علم سے کیا چیز مراد ہے کہ معلوم تک پہنچا جائے (پس

حجب ظلمانی نماند و علم آنست کہ از حجاب بی حجاب کند. کشف معرفت واضح گرداند و نفس مرکب شود۔

بیت

آفرین بر نفس مرکب زیر بار می رساند معرفت با کردگار

و حضرت علم می فرماید :- قولہ تعالیٰ۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ[1]

واکثر مردم میگویند وسیلہ قرآن و فقہ و کتاب مسائل وسیلہ بگیر. برحق گویند. قرآن کلام اللہ غیر مخلوق است و مرشد ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق. دست بیعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از یکدگر بمراتب ہدایت تا ابد الآباد. بنابران مرشد وطلب ہدایت و ذکر اللہ فرض و واجب و سنت و مستحب فی الجمر است۔

مَنْ لَمْ یُؤَدِّ فَرْضَ لَدَائِهٖ لَمْ یُقْبَلْ اللّٰهُ مِنْهُ فَرْضَ الْوَقْتِ[2]

یعنی ہر کہ ادا نکند فرض دائمی را، خدا تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی او۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ[3]

یک فرض ظاہر است و یک فرض باطن. ہر دو متفق قبولیت از یکدیگر فرض عمر است و یک فرض ماہی و یک فرض سالی است و یک فرض فصلی است. ترا معلوم فرض عمر دو قسم است. یکی آنکہ پس از بلوغت اگر یکبار کلمۂ شہادت و کلمۂ طیب بگوید و نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در کلمہ یاد دارد، از گردنش ساقط گردد۔

---

[1] سورہ مائدہ، ۵ : ۳۵ [2] تفسیر نعیمی، ج ۹ ص ۴۰ [3] سورہ المعارج ۷۰ : ۲۲ - ۲۳

چاہیے کہ اجب علم وجود میں داخل ہوتا ہے. تو اس وقت وجود میں جہالت، شرک، کفر اور غرور اور اسی طرح دیگر حجابات ظلمانی نہیں رہتے. اور علم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے، بلکہ علم معرفت کا انکشاف واضح کرے اور نفس محکوم ہو جائے۔

بیت

آفرین ہے اسکو جو نفس پر سوار ہے. اور اسکو زیر بار کر دیا. ایسا سوار جس کی سواری نفس ہو، وہ بارگاہ خداوندی کی معرفت تک پہنچاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔"

اور اکثر لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن، فقہ، کتاب اور مسائل کو وسیلہ پکڑو، وہ بھی سچ کہتے ہیں، لیکن فرق اتنا ہے کہ قرآن مجید کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور مرشد ہادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں. پس جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دست بیعت کی، وہ سب مخلوق ہیں. اور وہ ایک دوسرے سے بمرتبۂ ولایت و ہدایت کے سلسلہ کو ابد الآباد تک جاری رکھے ہوئے ہیں. بنابران مرشد اور طلب ہدایت اور ذکر اللہ کو فرض، واجب سنت اور مستحب ٹھہرایا گیا ہے۔

حدیث میں وارد ہے :-

"جو شخص ہمیشہ کے فرض کو ادا نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کریگا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"مگر نماز پڑھنے والے جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔"

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ ایک فرض ظاہری ہے اور ایک فرض باطنی ہے. پس دونوں درجۂ قبولیت میں ہیں. ان میں سے ایک فرض عمری ہے. اور ایک فرض ماہی ہے اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے. تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ فرض عمری کی دو اقسام ہیں. ایک تو یہ ہے کہ سن بلوغت کے بعد اگر ایک دفعہ کلمۂ شہادت اور کلمۂ طیب پڑھ لے اور ذکر نبی زبان سے کرے، تو اس کی گردن سے یہ فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

و دوم فرض عمر آنست کہ پس از بلوغت اگر یکبار حج گذارد، از گردنش ساقط شود و فرض وقت نماز گذاردن است۔ و فرض ماہی روزہ مبارک رمضان است و فرض فصلی در ہر فصل از غلہ عشر دادن است و فرض سالی از مال زکوٰۃ دادن است و فرض کہ ظاہر و باطن است بہ شما معلوم باد کہ فرض دائمی در باطن ذکر خفیہ است و ذکر خفیہ آنرا گویند کہ این ذکر را بہ گذارد و ذکر این را زیادہ تر بردارد در خواب و ہوشیاری نمی گذارد۔

حدیث قدسی

جَعَلْنَا الشَّیْخَ الْکَامِلَ مَنَافِعَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا الشَّیْخَ النَّاقِصَ خَاسِرَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطَانِ[1]

بیت

مرد مُرشد می برد در ہر مقام　　مُرشد نامرد طالب زر تمام

معرفت حاصل کردن راز رب میان صاحب تعلّم تعلیم علماء و صاحب معرفت تلقین بالیقین فقراء چہ فرق است؛ علماء طالب العلم و فقراء طالب المولیٰ۔

ابیات

علم نہ علم است بر ارباب جاہ　　جادو است آن از پی تسخیر شاہ

[1] فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۰

اور دوسرا عمر کا فرض یہ ہے کہ بلوغت کے بعد اگر ایک دفعہ کعبہ شریف کا حج ادا کرے (شرط یہ ہے کہ اس کے لیے استطاعت رکھتا ہو) تو یہ فرض بھی اسکی گردن سے ساقط ہوا۔

اور فرض وقتی سے مُراد پانچوں نمازوں کا ادا کرنا ہے۔ اور فرض ماہی سے مُراد رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور فرض فصلی سے مُراد ہر فصل کے غلہ سے دسواں حصہ فی سبیل اللہ دینا ہے۔ اور فرض سالی سے مُراد مال سے زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ (یہ ظاہری فرض ہیں)۔

(اے طالب صادق!) وہ فرض جن کا تعلق ظاہر و باطن سے ہے، تم کو معلوم ہونے چاہئیں کہ فرض دائمی سے مُراد باطن میں ذکر خفیہ ہے۔ اور ذکر خفی اُسے کہتے ہیں کہ اس ذکر ظاہری کو ترک کر دے اور اس ذکر (خفیہ) کو زیادہ تر اٹھائے۔ اور سوتے جاگتے اس سے غافل نہ ہو۔ (اس ذکر سے مُراد ذکر پاس انفاس ہے۔)

حدیث قدسی

"ہم نے شیخ کامل کو انسان کے لیے نفع پہنچانے والا بنایا ہے۔ جیسا کہ ہم نے آخر الزمان نبی کو بنایا اور شیخ ناقص کو انسان کے لیے نقصان پہنچانے والا شیطان لعین جیسا بنایا۔"

بیت

مُرشد کامل (مُرید کو) ہر مقام پر لے جاتا ہے۔ ناقص مُرشد طالب (مُرید) سے پیسوں کا طلبگار رہتا ہے۔

وہ شخص جس نے علماء سے تعلیم حاصل کی ہو اور وہ شخص جس نے فقراء جو صاحب معرفت ہیں کی تعلیم تلقین بالیقین سے معرفت کا علم حاصل کیا ہو۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ (پس تجھے جاننا چاہیے کہ) علماء علم کے طالب ہوتے ہیں اور فقراء اللہ تبارک و تعالیٰ کے طالب ہوتے ہیں۔

ابیات

ارباب ذی وقار کا علم علم نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہوں کو مسخر کرنے کیلئے جادو ہے۔

خواجہ بتکرار بسی زان رود تا شودش خو کہ بسلطان رود

حلم بر سر علماء نام علم العلم دانستن بمدعا، خویش تابع نفس یعنی در طاعت و نفس را در تابع حق آوردن بمعرفت محض اِلَّا اللّٰہُ۔ ہر کہ علم را سوای ازین داند، علم آنرا علماء عامل نخواند و بر سر فقیر نام اللہ است و اللہ تعالیٰ می فرماید کہ خطی در کش بگرد ماسوی اللہ پس درمیان دانستن یعنی علماء و نام اللہ پس فرق است کہ فضیلت از برای مُرشد وسیلت است کہ مُرشد کامل صاحب معرفت مولیٰ وسیلۃ النجاۃ در حیات و ممات۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :-

اِنَّ اللّٰہَ یَبْغَضُ جَدَ السَّمِیْنَ وَبَیْتُ اللَّحِمِیْنَ [1]

بدرستی کہ تحقیق خدای تعالیٰ دشمن دارد، دانشمند فربہ را کہ در خانۂ او گوشت پزند بجہت لذت نفس و جسم نیز دو قسم است :-

یکی جسم کہ بطاعت و اشتغال اللہ با شوق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جسم او نور است۔

دوم جسم کہ مردہ دل بحرص دنیا بسیار خوار است جسم او نار است۔ نور جنت و نار جہنم۔

و علم سہ قسم است :-

علماء را علم کسبی در سمی قیل و قال از یکدیگر کلام اللہ مغفور است و خواندہ نیز مغفور است، چنانچہ علم فقہ فرض و واجب و سنت و مستحب است۔ ہر کہ یافت، از علم فقہ یافت۔ فقر معرفت رب۔ علماء صاحب ادب۔

دوم علم از فیض کہ شعراء را علم از شعور، چنانچہ خد و خال مطرب و نغمہ و ساقی

[1] الحدیث

خواجہ تکرار بسیار سے اس جگہ پہنچ جاتا ہے، تاکہ اس کی عادت ہو کہ بادشاہ کے حضور حاضر ہو سکے۔

(جاننا چاہیے کہ) اہل علم کے سر حلم کا نام ہے۔ اور علم کو جاننا یعنی اپنے مدعا کی شناخت کو نفس کا تابع کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعت میں نفس کو تابع کرنا محض اِلَّا اللّٰہُ کی معرفت سے ہے۔ اور جس کسی نے علم کو اس کے سوا جانا اس کو عالم باعمل نہیں کہیں گے۔ (بلکہ وہ جاہل ہے) اور فقیر کے سر پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ ماسوای اللہ کے گرد خط کھینچ دے۔ پس (علم) دانستن کے درمیان یعنی علماء اور فقراء کے درمیان بہت فرق ہے، کیونکہ مُرشد کے لیے فضیلت وسیلہ ہے۔ اور مُرشد کامل صاحب معرفت مولیٰ، زندگی اور موت میں نجات کا وسیلہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

"بیشک اللہ تعالیٰ دانشمند فربہ کو دشمن رکھتا ہے اور گوشت پکانے والوں کے گھر کو۔"

یہ درست ہے کہ بیشک خدای تعالیٰ فربہ دانشمند کو دشمن رکھتا ہے، کیونکہ اس کے گھر میں لذت نفس کیلئے گوشت پکایا جاتا ہے۔ اور جسم بھی دو قسم کے ہیں۔

ایک قسم جسم کی وہ ہے کہ جو اطاعت و اشتغال اللہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ شوق کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مشغول ہو۔ وہ جسم، جسم نوری ہے۔

دوسری قسم جسم کی وہ ہے کہ جس میں اس کا مُردہ دل دُنیا کی حرص میں پھنسا ہوا ہے، اور دُنیا کی خواہش میں نہایت ذلیل و خوار ہے۔ وہ جسم نوری نہیں، بلکہ وہ جسم ناری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نور جنت ہے اور آگ جہنم ہے۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ علم کی تین قسمیں ہیں :-

پہلی قسم یہ کہ جس کا تعلق قیل و قال سے ہے، جو علماء کو کسب سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مغفور ہے اور اس کا قاری بھی مغفور ہے اور جس طرح علم فقہ فرض، واجب و سنت اور مستحب ہے۔ اس طرح جس کسی نے مقام فقر اور معرفت رب کو پایا، علم فقہ سے پایا۔ (حقیقت میں) علماء صاحب ادب و احترام ہیں۔

دوسری قسم! دوسری قسم علم فیض کی ہے، جو شعراء کو حاصل ہے۔ کہ وہ خد و خال اور مطرب

احوال۔ این علم نفس را زندہ کند۔

بیت

علم را تحقیق کردم از حلم علم خاص الخاص با خُلق و حلم

علم بمعرفت قرب اللہ بر دو علم سوم عارفان باللہ را علم لدُنّی از فضل اللہ حضور است۔ این علماء فضل اللہ بذکر ولی اللہ دوام بمدّ نظر اللہ منظور والا نہ از حرف "ف" فضیحت واز "ق" قباحت واز حرف "ہ" ہوا بر نفس پرور۔ بدانکہ علم فقہ فرض عین، فرض واجب، سنّت مستحب ہر مسلمان را۔

علم فقر سہ حرف است :۔

فَ قَ رَ۔

از حرف فَ عالم فقیہی فناء نفس و بنفس ہرگز گرفتار نگردد و تابع اُو نشود بجز عبادت کہ سرمایۂ ایمان و سعادت بالیقین و تقویٰ بارادت۔

واز حرف "ق" عالم فقیہی قوی دین کہ دین را بتمامیت ملک دُنیا بادشاہی مبدّل نکند۔

واز حرف "ر" عالم فقہا رہدایت اللہ بامسائل وعظ و پند رہنما خلق اللہ۔

ہر کہ بدین صفت موصوف است عالم عامل صاحب تقویٰ فقیہی ختم خاتمہ فائق فیض بخش مثل آب حیات است۔

ہر کہ از علم معرفت ساغر نوشد، ہرگز نمیرد تا ابد الآباد و یا آنکہ علم معرفت

ساقی کے احوال سے (محض) اپنے شعور علم سے کام لیتے ہیں۔ (اور تصویر خیالی معشوق کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں) (اسی وجہ سے) یہ علم نفس کو زندہ کرتا ہے۔

بیت

مَیں نے علم کی تحقیق علم سے کی۔ خاص الخاص علم وُہ ہے کہ جس میں خُلق بردباری کے ساتھ ہو۔

علم قُربِ اللہ کی معرفت کی طرف لے جاتا ہے۔

تیسری قسم: تیسری قسم یہ کہ عارفان باللہ کا علمِ لدُنّی ہے، جو انہیں فضل خداوندی کی حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ (پس) یہ علماء فضل اللہ ولی اللہ کے ذکر کے ساتھ دائمی طور پر اللہ تعالےٰ کے مدّ نظر و منظور رہتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ فقہ تین حروف میں منقسم ہے :۔

فقہ یعنی فَ قَ اور ہَ۔ حرف فَ سے فضیحت مُراد ہے، اور قَ سے قباحت اور حرف ہَ سے ہوائے نفس پرور مُراد ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہر ایک مسلم پر فرض عین، فرض واجب، سنّت مستحب ہے۔

لفظ فقر بھی تین حروف میں منقسم ہے :۔

فَ، قَ، رَ۔ حرف فَ سے عالم فقیہی جو فنائے نفس کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں گرفتار نہیں ہوتا اور نہ ہی اسکا تابع ہوتا ہے۔ ماسوا عبادت جو سرمایۂ ایمان اور سعادت بالیقین ہے، کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ ارادت کے ساتھ تقویٰ اختیار کرتا ہے۔

حرف "قَ" سے عالم فقہ کے ذریعے دین کو قوی کرنا اور دین کو ملک دُنیا اور بادشاہی کی تکمیل کے ساتھ بدل نہ کرنا مُراد ہے۔ اور حرف "رَ" سے عالم فقہ کا ہونا، ہدایت الٰہی، وعظ و نصیحت کے مسائل کے ساتھ مُراد ہے۔ یعنی رہنمائے خلق ہوتا ہے۔ پس جو کوئی اس صفت سے موصوف ہو، اس کو عالم باعمل کہتے ہیں۔ اور وہی شخص صاحب تقویٰ، فقیہہ کامل اور فائق ہو سکتا ہے، کہ جس کی ذات آب حیات کی طرح ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے فیضیاب ہوتی ہے۔

جو کوئی علم معرفت کا پیالہ پی لیتا ہے، تو وُہ ہرگز ابدالآباد تک نہیں مرتا۔ یا یہ کہ

ذکر اللہ مانند باران رحمت است۔ و

شعراء نیز دو قسم اند :۔

ہر کہ بیان توحید واحد الٰہ کند ماسوی اللہ نکند و بجز مدح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لب نکشاید۔ آن شعراء واقف اسرار ہو است۔ این حدیث در باب شعراء صاحب ہدایت راہنما است۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اِنَّ تَحْتَ الْعَرْشِ کَنْزًا مِفْتَاحُھَا لِسَانُ الشُّعَرَآءِ [1]

بیت

کہ بر ہر زمین سیر باران دریاریدن خلاف نیست باران کہ در لطافت طبعش خلافت نیست

در باغ لالہ روید و در شورہ خار و خس و از زمین خاص گل گلاب بزاید واکثر مردم میگویند کہ پیر من خس است۔ اعتقاد من بس است۔ غلط می گویند۔ مقام عام و خاص و خاص الخاص و اخص۔ پیر من منتہی در مقام معرفت الٰہی۔ عارف باللہ پیر من اخص است۔ اعتقاد من بس است۔

شرح تفکر

و تفکر چہار حروف است :۔

از حرف "ت" "ترک ہوا و از حرف "ف" فنای نفس و از حرف "ک" کرامت روح و از حرف "ر" راز حق و از راز تفکر ترک ہوا، نفس فنا و کرامت

[1] الحدیث

ذکر الٰہی کی معرفت کا علم رحمت کی بارش کی طرح ہے۔

شعراء کی بھی دو قسمیں ہیں :۔

ایک تو وہ ہیں جو توحید اور وحدانیت الٰہی بیان کرتے ہیں اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی دوسرے کی تعریف میں اپنی زبان نہیں کھولتے۔ ایسے شعراء واقف اسرار ہو ہیں۔ ذیل کی حدیث صاحب ہدایت شعراء کے بارے میں ایک راہنما کی حیثیت رکھتی ہے :۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"بیشک عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے اور اس کی چابی شعراء کی زبان ہے۔"

بیت

بارش کے لیے ہر قطعۂ زمین پر بارش کے برسنے میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ جس کا جس قدر ظرف ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اس رحمت کی بارش سے مستفیض ہوتا ہے۔

باغ میں لالہ اگتا ہے اور شور زمین میں خار و خس پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو زمین خاص ہوتی ہے اس سے گلاب اور چنبیلی پیدا ہوتے ہیں۔ (فرق صرف اپنے اپنے ظرف کا ہے) اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ میرا پیر خس ہے۔ اور میرا اعتقاد کافی ہے۔ وہ یہ بات غلط کہتے ہیں۔ عام و خاص کے لیے مقام الگ ہے۔ خاص الخاص کے لیے الگ مقام ہے اور انتہائی خاص کے لیے الگ مقام ہے۔ میرا پیر مقام معرفت الٰہی میں انتہائی درجہ رکھتا ہے۔ وہ عارف باللہ ہے۔ میرا پیر اخص کے مرتبہ پر فائز ہے۔ میرا (یہ) اعتقاد کافی ہے۔

تفکر کی شرح

تفکر چار حروف میں منقسم ہے :۔

حرف "ت" سے ترک ہوا و ہوس مراد ہے۔ اور حرف "ف" سے مراد فنائے نفس ہے۔ اور حرف "ک" سے مراد کرامت روح اور حرف "ر" سے مراد راز حق ہے۔ اور راز تفکر سے ترک ہوا و ہوس، فنائے نفس، کرامت روح اور راز حق جب تک

روح و راز حق تا واضح نگردد، آنرا تفکر نتوان گفت۔

صاحب تفکر را چہ نشان است۔ اصل خطاب فقیر را قتال آنست قاتل النفس غرق وصال اللہ و بر طالبان بہر احوال و اقوال واقف احوال۔ اینست لایق ارشاد مرشد کامل مکمل صاحب ارشاد۔ بدین صفت باید چنانچہ آفتاب کہ فیض از و تمام عالم برد، و ہمہ جا خود را حاضر نماید، اگرچہ مقدار نان است۔ اما فیض رسانندۂ جہان است۔

بدانکہ این کتاب محک الفقراء تذکرۃ الخدا است۔ چہ قدرت است پیش این دم زند۔ تذکرۃ الاولیاء این کتاب ابتداء و انتہاء وحدانیت راہ۔ چہ قدرت است کہ پیش این کہ دم زند نزہت الارواح۔

دانا باش و آگاہ۔ کتاب آنست کہ از مطالعۂ او باز ماند از کبر و ہوا کہ مطلق گناہ است۔

ای عارف باللہ! چون خدا با تست، از دیگری نہ ترسی و بہ کہ امید داری۔ ہر آنکس کہ خدای را با خود داند، دیگری را نہ شناسد و نہ داند و اگر شناسد و داند بیگانہ از خدا و نامرد است و آنکہ نہ شناسد و نداند، یگانہ و یکتا مرد است۔

بیت

مردانِ خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

⁂

بدانکہ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

باید دانست کہ طالب صادق از مرشد دریغ ندارد جان و مال۔ و مرشد کامل آنست کہ اول طالب اللہ را بہ نظر بتمامیت رساند بمعرفت مولی وصال۔

واضح نہ ہو جائیں، اس کو تفکر نہیں کہہ سکتے۔

صاحب تفکر کی کیا علامت ہے؟ فقیر کا اصل خطاب قتال ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ نفس کا قاتل ہوتا ہے۔ اور وصال لی مع اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک احوال و اقوال میں طالبوں کے احوال سے باخبر رہتا ہے۔ یہ ہے لائق ارشاد مرشد کامل مکمل صاحب ارشاد۔ وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہوتا ہے، جس کی مثال سورج ہے، کہ جس سے تمام عالم فیض اٹھاتا ہے اور سورج خود کو تمام جگہ موجود رکھتا ہے، اگرچہ ایک روٹی کے برابر ہے۔ مگر فیض تمام جہان کو پہنچاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ میری یہ کتاب "محک الفقراء" (فقراء کی کسوٹی) تذکرۃ الخدا ہے۔ اس کے سامنے کسکو قدرت ہے، جو اس کے سامنے دم مار سکے؟ یعنی یہ کتاب اولیائے کرام کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب شروع سے آخر تک وحدانیت کی راہ ہے۔ (پس) کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے آگے دم مارے۔ یہ کتاب نزہت الارواح ہے۔

دانا اور آگاہ ہو جا۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے مطالعہ سے انسان کبر و ہوا سے باز آجاتا ہے، جو مطلق گناہ ہے۔

اے عارف باللہ! جب کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، تو کسی دوسرے سے نہ ڈر اور کسی سے امید مت رکھ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ جانتا ہے، پھر وہ کسی دوسرے کو نہیں پہچانتا اور نہیں جانتا۔ اور اگر کسی دوسرے کو پہچانتا اور جانتا ہے، تو وہ خدا سے بیگانہ ہے اور نامرد ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا اور نہیں جانتا، وہ یگانہ اور یکتا مرد ہے۔

بیت

مردانِ خدا، خدا نہیں ہیں۔ مگر وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔

جان لے کہ اللہ تعالیٰ (ہمارے لیے) کافی ہے اور اس کے علاوہ سب کچھ ہوس ہے۔

جاننا چاہیے کہ طالب صادق اپنے مرشد سے مال و جان تک کی بھی دریغ نہیں کرتا۔ اور مرشد کامل وہ ہے کہ پہلے طالب اللہ کو اپنی نگاہ کامل سے وصال معرفت خداوندی

بعدازاں در تصرف آرد طالب را مال، مُرشد و طالب بدین صفت موصوف نباشند، ہر دو خام خیال۔

بیت

از وصال مست باشد لازوال ابتدا مست باشد بی وصال

بدانکہ مُرشد کامل دوام غرق معرفت ہم جلیس رحمٰن است کمتر نباشد از مرتبۂ شیطان کہ چون در وجود آدمی در آید و می برآید در تن مردہ دلان طالب دُنیا سیاہ دل خواہ فاضل باشد خواہ جہال کہ محروم اند از معرفت مولیٰ وصال۔ پس مُرشد کامل آنست و آنرا گویند کہ بہ توجہ در وجود طالب بصورت توجہ در آید و بر دل او بانگشت شہادت مثل قلم اسم اللہ می نویسد و بنوشتن توجۂ باطنی در وجود طالب چنان آتش پیدا شود کہ ظاہر آنرا تپ گیرد و جان لرزہ از ذکر اللہ جنبش تمام کہ جان بلب رسد و میگوید کہ مرا آتش اندرونی می سوزد۔ باز بمرتبۂ دوم مُرشد کامل بتوجہ در وجود طالب در آید و سر قلب اُورا پارہ پارہ کند و بکشادن قلب روشنضمیر معرفت نظیر جمعیت تمام از سر تا قدم وجود طالب اللہ پر نور گردد و بمشاہدۂ تجلیات در آید۔ باز در وجود اُو شیطان نہ در آید و نہ برآید۔ از شیطان و نفس ہر دو شود خلاص۔ اینست مراتب طالب مع اللہ بہ اخلاص۔ اوّل مُرشد کامل بتوجۂ باطنی بدین طریق می رساند در یک ساعت بمعرفت مولیٰ و وصال۔ بعدازاں ظاہر با طالب ہمسخن می شود قیل و قال و آداب ظاہری آنرا نیز تلقین و تعلیم بشرع شریف محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کند۔ مُرشد بکہ بدین صفت

تک پہنچا دے۔ بعدازاں طالب کے مال کا تصرف کرے۔ مُرشد اور طالب اگر اس صفت سے متصف نہیں ہیں، تو گویا وہ دونوں خام خیال ہیں۔

بیت

وصال سے ہمیشہ کے لیے مست ہو جاتا ہے۔ شروع میں مستی حصول وصال کے لیے ہوتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مُرشد کامل ہمیشہ دریائے معرفت میں غرق رہتا ہے، وہ تبارک و تعالیٰ کا ساتھی ہوتا ہے۔ ایسا مُرشد جو آدمی کے وجود میں داخل ہو کر باہر آئے، اس کا مرتبہ شیطان سے کمتر نہیں ہے۔ پس ایسے مُرشد مُردہ دل جسموں میں طالب دُنیا ہیں۔ سیاہ دل ہیں، خواہ اس میں عالم فاضل ہوں یا جاہل۔ یہ لوگ وصال معرفت مولیٰ سے محروم ہیں۔ پس مُرشد کامل وہ ہے اور اس کو کہتے ہیں کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں توجہ کی صورت میں داخل ہو، اور اس کے دل پر شہادت کی انگلی سے قلم کی طرح اسم اللہ لکھ دے اور توجۂ باطنی سے لکھنے کے ساتھ طالب کے وجود میں ایسی آگ پھونک دے کہ ظاہری طور پر اس کو بخار سا معلوم ہو اور جنبش تمام کے ساتھ ذکر الٰہی سے جان میں ایسا لرزہ پیدا ہو جائے کہ جان لب پر آجائے۔ بلکہ وہ طالب اس وقت یہ کہے (کہ اے مُرشد!) مجھے اندر کی آگ جلا رہی ہے۔ دوسری مرتبہ مُرشد کامل توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو، اور اس کے سارے قلب کو پارہ پارہ کر دے اور اس کے دل کے کھولنے میں روشنضمیری سے کام لے (جس وقت طالب کے دل کی آنکھ کھل جائیگی) تو اس وقت وہ طالب کامل طور پر روشنضمیر، صاحب معرفت اور صاحب جمعیت خاطر ہو جائیں گے اور سر سے لے کر پاؤں تک طالب کا وجود نور سے بھر جائے گا۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔ پھر اس کے وجود میں نہ شیطان اندر داخل ہوگا اور نہ باہر آئے گا۔ اور طالب شیطان و نفس دونوں سے نجات حاصل کرلے گا۔ یہ ہیں مراتب طالب مع اللہ با اخلاص کے۔ مُرشد کامل اوّل اپنی توجۂ باطنی سے اس طریق سے ایک گھڑی میں معرفت مولیٰ اور وصال کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ بعدازاں ظاہری طور پر طالب کے ساتھ باہم گفتگو کرتا ہے۔ آداب ظاہری کے ساتھ اس سے بول چال کرتا ہے۔ اور اس کو شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

نباشد، مُرشد آنرا نتوان گفت۔

دانی کہ علماء عامل آنست کہ ابتداء و انتہاء علم در قید و عمل اُو باشد احتیاج علم مناظرہ مطالعہ نداشتہ باشد۔ ابتدائی علم "الف" است و یا "بے" تمام برکت و عظمت و انتہای علم "ی" است یگانہ شُدن بمعرفت مولیٰ۔ اینست علماء اعلیٰ و اولیٰ۔

و فقیر کامل آنست، چندانکہ تصرف کند، کم نہ گردد آنچہ فی الدنیا والآخرۃ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

مست را ہوشیار گرداند وصال　　مستی مطلق وہم باشد و زخیال

ای خام! وہم و خیال را بگذار و رُوی بمعرفت مولیٰ و وصال بیار، تا لائق شوی دیدار پروردگار۔

ابیات

طالبان را طلب مطلوب خویش　　ہر مطالب آئینہ بنمودہ پیش
رُوی رنگ خویش بین در آئینہ　　رُوی نماید آئینہ ہر آئینہ
طلب مولیٰ مشکل است زدن سر بسنگ　　از سر زدن سنگ مشکل است با نفس جنگ
ہر بجنگ راحت است از بہر تن　　نفس تو تو نفس خود را خود بزن

کے مطابق تلقین و تعلیم بھی کرتا ہے۔ وُہ مُرشد جو ان صفات سے موصوف نہ ہو، اس کو مُرشد نہیں کہا جا سکتا۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ عالم باعمل اُسے کہتے ہیں کہ جو ابتداء سے انتہاء تک جو قید علم کے ساتھ ہو، اور اس پر عمل پیرا ہو۔ اور علم مناظرہ اور مطالعہ کی حاجت نہ رکھتا ہو۔ پس علم کی ابتداء الف سے ہے اور یا بے سے کہ تمام برکت اور عظمت اس میں ہے۔ اور علم کی انتہاء ی ہے۔ اور ی سے مُراد معرفت مولیٰ کے ساتھ یگانہ ہونا ہے۔ یہ ہی علمائے اعلیٰ اور ارفع۔

اور فقیر کامل اُسے کہتے ہیں کہ جس قدر وُہ تصرف کرے، وُہ کم نہ ہو، بلکہ دُنیا اور عقبیٰ میں۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

بیت

مست کو وصال ہوشیار کر دیتا ہے۔ اور مطلقاً مستی وہم اور خیال ہے۔

اے خام! وہم و خیال کو چھوڑ دے اور معرفت خُداوندی اور وصال کی طرف توجہ کر، تاکہ تُو دیدار پروردگار کے لائق ہو جائے۔

ابیات

طالبوں کو اپنے مطلوب کی ہی طلب رہتی ہے۔ ہر مطلب اور خواہش کے آئینہ میں اس کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔

اپنے چہرے کے رنگ کو آئینہ میں دیکھ۔ ہر آئینہ میں اپنا چہرہ آئینہ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

سر پر پتھر مارنے سے بھی طلب مولیٰ بہت دُشوار ہے۔ اور نفس کی مخالفت ایسی ہے کہ جسطرح سر پتھر پر مارنا، اس لیے کہ نفس کے ساتھ جنگ کرنا انتہائی مُشکل ہے۔

جنگی ہتھیار سے جسم کو راحت و آرام ملتا ہے۔ تو خود نفس ہے، تو اپنے نفس کو خود ہی قتل کر۔

کی تواند کشت نفس خویش را — خویش کشتن ابتدا درویش را
این نہ درویش اند با خود خود پسند — درویش آن باشند کہ در دعالم بند
بہر لقمۂ نان ہر دم انتظار — این چنین درویش بسیار است خوار
با دلی ریش درویشی کجا — رسوا کردن نفس را بہر از خدا
بی نیاز و گنج و رنج و ذائقہ — ذائقہ لذت دہد با فائقہ
با فیض و فضل و رحمت است درویش کو — ہر چہ باشد غیر حق از دل بشو
روسیاہی بہتر است درویش را — بہر لقمۂ نان ہر در پیش را
بہر درویشان خلق قائم مقام — این بہ مظلوم اند لایق دہ طعام

قولہٗ تعالیٰ :-

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا[1]

شرح مرد مذکر خدا شرح مرگ

بدانکہ اولیاء اللہ را کہ حب مولیٰ در وجود غالب آید، در طلب مرگ شود از غلبات سکر و صحیح معرفت الٰہی، از برای آنکہ دنیا حیاتی را در نظر ایشان مقام تجیین مطلق عذاب زوال و معرفت الٰہی را مقام علیین بہ بینند از عین العیان بعین وصال۔ ہر کرا بعد از مردن مقام علیین و بمجلس محمد رسول اللہ صلی

[1] سورہ الدھر، ۷۶ : ۸

اپنے نفس کو کون مار سکتا ہے؟ اپنے آپ کو مارنا درویش کی ابتدائی عادت ہوتی ہے۔

اپنے برابر کسی کو نہ سمجھنے والے یہ درویش نہیں ہیں۔ درویش تو وہ ہوتے ہیں، جو دنیا کے درد کو دور کرتے ہیں۔

ہر وقت روٹی کے لقمہ کا انتظار کرنے والے اس قسم کے درویش بہت ذلیل و خوار ہیں۔

رنگین دل والا (بھلا) کب درویش ہو سکتا ہے؟ درویش تو اپنے نفس کو خدا کے لیے ذلیل و رسوا کرتا ہے۔

وہ خزانہ، رنج اور لذیذ غذاؤں سے بے نیاز ہوتا ہے۔ ذائقہ اور لذت بلند مرتبہ امراء کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

یہ محض اس کے فیض و فضل و رحمت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ درویش کی اپنی ذاتی حیثیت کیا ہے؟ (پس) اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے، اس کو دل سے دھو ڈال۔

اس درویش کے لیے روسیاہی بہتر ہے، جو روٹی کے ایک نوالہ کیلئے دوڑ دھوپ کرتا پھرتا ہے۔

درویشوں کے نزدیک مخلوق اس کے قائم مقام ہے۔ یہ درویش مظلوم ہیں، ان کو کھانا دے۔ یہ اسی کے لائق ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو۔"

مرد مذکر خدا کی تفصیل اور موت کی شرح

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جب اولیاء اللہ کے قلب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت غالب آجاتی ہے، تو وہ غلبات سکر اور صحیح معرفت خداوندی کے بموجب (ہر دم) موت کے متلاشی ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ دنیاوی زندگی ان کی نظر میں مقام تجیین اور مطلق عذاب و زوال معلوم ہوتی ہے۔ اور معرفت خداوندی کو وہ عین العیان اور بعین وصال سے مقام علیین میں دیکھتے ہیں۔ جس کسی کو مرنے کے بعد مقام علیین اور مجلس نبوی

اللہ علیہ وسلم ملاقات بہر انبیاء و اولیاء شود، آنرا زندگانی مطلق حیرانی بی جمعیت و پریشانی۔ بدین طریق اولیاء اللہ را مُردہ در قبر مبین کہ قبر ایشان را نوم است، چنانچہ نوم العروس تا قیامت یک لحظہ مثل خواب بشوق۔ کسی کہ بدین طریق زیر خاک وجود پاک بذکر اللہ تعالیٰ خُسپیدہ باشد، آنرا چہ احتیاج بہ آراستگی نقش و نگار قبر۔ اگر اولیاء اللہ را در مرگ زندگانی و مرگ مثل خواب ہم مجلس سبحانی نبودی، اولیاء اللہ بیشک مرگ را اختیار نہ نمودی۔

و مرگ اہل دُنیا ہمچنان است، چنانچہ خوک و خرس و سگ کہ آنرا در قبر اندازند صُورت اُو ہمین است تمام معذب، اگرچہ بر قبر اُو نقش و نگار سازند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-
مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ [1]

ابیات

آن روز یاد کُن کہ یار تو کس نباشد — جز اعمال و ایمان آن تو دیگر ہمراہ کس نباشد
باہُو بہ ازین نباشد یکبار گفتن اللہ — اللہ بس تُرا شد خطی کش بر سوای اللہ

[1] بخاری میں تشبیہ کے لفظ ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحبت و ملاقات اولیائے کرام میسر ہوتی ہے، تو اس کو دُنیاوی زندگی مطلق حیرانی، بے جمعیت اور پریشانی لگتی ہے۔ اس طریق سے اولیاء اللہ کو اُنکی قبور میں مُردہ مت خیال کر، کیونکہ اُن کے لیے قبر آرام کرنے کی جگہ ہے، جیسا کہ نوم العروس ہے۔ یعنی قیامت تک ایک لحظہ اللہ تعالیٰ کے شوق میں اُن کے لیے خواب کی مثل ہے۔ اس طریق سے جس کسی کا وجود پاک بذکر اللہ تعالیٰ خاک کے نیچے سویا ہوگا، اس کو قبر کے نقش و نگار کی آراستگی کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اولیاء اللہ کو موت میں زندگی اور موت خواب کی طرح اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزہ نہ ہوتا، تو اولیاء اللہ ہرگز موت کو اختیار نہ کرتے (اسی لیے وُہ زندگی میں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے مصداق ہو جاتے ہیں۔)

(اے طالب صادق!) اہل دُنیا کی موت ایسی ہوتی ہے، جس طرح سؤر، گدھا اور کتا مرجاتا ہے اور ان کو کسی گڑھے میں ڈال دیتے ہیں۔ اُس کی صُورت بھی اسی طرح ہوتی ہے۔ اور وُہ (دائمی طور پر) عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ اگرچہ اس کی قبر پر نقش و نگار بنائے جاتے ہیں (جو اُسے کچھ فائدہ نہیں دیتے، بلکہ اس کی وجہ سے اس پر اور عذاب ہوتا ہے) اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور کے پختہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ بلکہ خام قبر کی فضیلت بتائی ہے کہ اس کی قبر پر کوئی سبزہ پیدا ہو جائے یا کسی اللہ کے ولی کا قدم اس پر پڑ جائے جس کی وجہ سے اسکے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
"جو شخص کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے، وُہ اسی سے ہوگا۔ (جیسی انسان کی نیت ہوتی ہے، ویسا ہی اس کو ثمرہ ملتا ہے۔)"

ابیات

اس دن (قیامت) کو یاد کر کہ اس دن تیرا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ایمان اور عمل کے سوا تیرا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

اے باہُوؒ! ایک بار اللہ کہنے سے اللہ کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بس تُو نے اللہ کو پا لیا ہے۔ اللہ کے سوا ہر چیز پر لکیر کھینچ دے۔

شرح تفکّر

وتفکّر چہار حروفست، تَ، فَ، کَ، رَ۔ از حرف "ت" ترک ہوا واز حرف "ف" فنای نفس واز حرف "ک" کرامت رُوح واز حرف "ر" راز حق واز تفکّر ترک ہوا ونفس فنا وکرامت رُوح وراز حق تا واضح واز نگردد، آن را تفکّر نتوان گفت۔ صاحب تفکّر را چہ نشان است کہ تفکّر کند بذکر اللہ الٰہ کہ از و ہیچ واقع نشود گناہ بر راستی راہ وچہ نشان است صاحب تفکّر بذکر اللہ را۔ ہیچ نفاق نباشد در دل باطن صفا وچہ نشان است صاحب تفکّر بذکر اللہ را خطی در کشد بگرد ماسوی اللہ۔

طالب مولیٰ شُدن خیلی مشکل ومولیٰ نیز چہار حرف است، مَ وَ لَ یَ طالب مولیٰ ہر آنکس شود کہ موافق چہار حروف مولیٰ از مولیٰ چہار چیز اختیار کند۔ اوّل از حرف مولیٰ "م" موت اختیار کند۔ ہر کہ این موت در زندگی اختیار کرد، دوام زندہ گشت وہر کہ از حرف "و" مولیٰ اختیار کرد واحد فنا فی اللہ تنہائی را اختیار کرد وہر کہ "ل" مولیٰ را اختیار کرد، لعنت را ترک دادہ کہ از ذکر دنیا لعنت نازل گردد وہر کہ از حرف "ی" مولیٰ را اختیار کرد، یگانہ بمولیٰ شُد ویاری از دیگری نخواست بجز مولیٰ۔ اینست صاحب طالب المولیٰ اولیٰ اولیاء اللہ۔

ہر کہ بدین صفت باشد، طالب مولیٰ بجان است والا نہ غول بیابان است۔ راہ مولیٰ وفقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بعلم تعلق دارد۔ اَلعِلمُ نُکتَۃٌ گفتہ اند یعنی علم یک نکتہ ایست۔ ہمین علم کہ سہ حروف است عَ لَ مَ" وعلم دانستن از حرف "ع" ہر کہ عین ندانست واز عین عین نیافت، آن کس بی دانستہ کور چشم وبی عین است۔ قَولُہٗ تَعَالیٰ:۔

وَمَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمٰی فَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ اَعمٰی [1]

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲

تفکّر کی تشریح

اور تفکّر چار حروف میں منقسم ہے، تَ فَ کَ رَ۔ حرف "تَ" سے ترک ہوا وہوس ہے۔ اور حرف "فَ" سے فنائے نفس اور حرف "کَ" سے کرامت رُوح اور حرف "رَ" سے راز حق مُراد ہے۔ اور اگر تفکّر سے ترک ہوا وہوس، فنائے نفس کرامت رُوح اور راز حق واضح اور نمایاں نہ ہو جائیں، تو اس کو تفکّر نہیں کہا جا سکتا۔ صاحب تفکّر کی کیا علامت ہے کہ وُہ ذکر الٰہی کرتے وقت اِلٰہ کا تفکّر کرے۔ کہ اس سے راہ راستی پر کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا۔ اور صاحب تفکّر کی کیا نشانی ہے جو ذکر الٰہی کرتا ہے اور اس کے دل باطن صفا میں کوئی نفاق نہیں ہوتا۔ ذکر الٰہی کرنے والا صاحب تفکّر ماسوٰی اللہ کے گرد ایک لکیر کھینچ دیتا ہے۔

طالب مولیٰ ہونا بہت دُشوار ہے اور لفظ مولیٰ چار حروف میں منقسم ہے، مَ وَ لَ یَ۔ طالب مولیٰ وُہ ہے کہ چاروں حروف مولیٰ کے مطابق ان چار چیزوں کو اختیار کرے۔ اوّل حرف مولیٰ کی "م" سے موت کو اختیار کرے۔ جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا اور موت کو کثرت سے یاد کیا، وُہ ہمیشہ کی زندگی پا گیا۔ اور جس کسی نے حرف "و" سے مولیٰ کو اختیار کیا۔ تو اس نے گویا واحد میں فنا فی اللہ ہو کر گوشۂ تنہائی کو اختیار کیا۔ اور جس نے حرف "ل" سے مولیٰ کو اختیار کیا۔ اُس نے لعنت کو ترک کر دیا۔ کیونکہ ذکر دُنیا سے لعنت نازل ہوتی ہے۔ اور جس نے حرف "ی" سے مولیٰ کو اختیار کیا، وُہ یگانۂ خُدا ہُوا۔ اور مولیٰ کے بغیر کسی دوسرے سے مدد طلب نہ کی۔ یہ ہے صاحب طالب المولیٰ اولیٰ اولیاء اللہ۔

(پس اے طالب!) جو کوئی اس صفت سے موصوف ہے، وُہ جان سے بڑھ کر طالب مولیٰ ہے، وگرنہ جنگل کا شیطان ہے۔ مولیٰ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ علم سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ علم ایک نکتہ ہے۔ وہی علم کہ جس کے تین حروف ہیں، عَ لَ مَ۔ اور حرف "عَ" سے مُراد علم کو جاننا ہے۔ جس نے عین کو نہ جانا، اور عین سے عین کو نہ پایا، وُہ شخص جاہل، اندھا اور نابینا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جو اس جہاں میں اندھا ہے، وُہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

ہر کہ از حرف "لام" نفی خواطر نہ شد و از "لام" لایحتاج نگشت و "لام" نہ دانست لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، اُورا علم "لام" نیست نادانستہ بہ لہو ولغو وہوا۔ ہر کہ از حرف "میم" از مُردار جُدائی نگردد و مردود نفس را مراجعت بخدا و بفرمودۂ حضرت علم بجا نیاورد، از حرف "ع" عاق و از حرف "ل" لادین و آنست لادین کہ بار شوت ربا و از حرف "میم" مردود مُردہ دم۔

بیت

علم از عین است عینش عین دان سی ہزاران علم در قرآن بخوان

سورۂ اقراء اقرار اشارت از آنست کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برآمدہ از نور سبحان است و نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم را تعلیم شد از حق سبحانہٗ وتعالیٰ بی کام و بی زبان اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[1] بعد ازان وحی آمد و گفت: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[2] ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخوان نام پروردگار خود۔ پس ہر کلام و ہر علم و ہر زبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را اِقْرَاْ علم علوم ہر دو جہانی و سر سبحانی معرفت اسرار از اقراء واضح و روشن گشت، چنانچہ علم حضرت آدم صلوٰۃ اللہ را وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[3] چنانچہ حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ را رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ[4] روزی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان مبارک اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[5] فرمودہ دہ لکہ و ہفتاد ہزار مقامات کہ بالا از عرش مقام قاب قوسین سدرۃ المنتہیٰ نظر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم بر او بیفتاد و بی حجاب اللہ گشت و اکنون نیز اسم اللہ از امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[6] خواند و اسم اللہ، ذکر اللہ معرفت اِلَّا اللّٰہُ بر دل روشن شود و باطن صفا ہم صحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام

[1] سورہ العلق، ۹۶: ۱ [2] سورہ البقرہ، ۲: ۳۱ [3] سورہ الاعراف، ۷: ۱۴۳ [4] سورہ العلق، ۹۶: ۱ [5] ایضاً

اور جس کسی کی حرف "لام" سے اپنی خاطر کی نفی نہ ہوئی اور "لام" سے لایحتاج نہ ہوا اور "لام" کو نہ جانا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، اسکو "لام" کا علم نہیں ہے اور وہ نادانستہ طور پر لہو ولغو اور نفسانی خواہشات میں مبتلا ہے۔ اور جو کوئی حرف "میم" سے مُردار دُنیا سے جُدا نہیں ہوتا اور مردود نفس خُدا کی طرف مراجعت نہیں کرتا۔ اور حضرت علم کے فرمان کی اطاعت نہیں کرتا۔ حرف "ع" سے عاق اور حرف "ل" سے لادین ہے۔ یعنی وہ لادین ہے، جو رشوت اور سُود کھاتا ہے اور حرف "میم" سے مردود اور مُردہ دم مُراد ہے۔

بیت

علم عین سے ہے۔ تُو اس کی حقیقت کو ذات میں تلاش کر۔ تیس ہزار علم قرآن سے حاصل کر کے پڑھ لے۔

سورہ علق سے یہ اشارہ ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور حق سے پیدا ہوا۔ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر حلق و زبان کے تعلیم فرمایا: "پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا پیدا کرنے والا ہے"۔ اس کے بعد وحی آئی۔ اور کہا: پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا پیدا کرنے والا ہے"۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پروردگار کا نام پڑھ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدای تعالیٰ نے اپنے ہر علم، کلام اور زبان سے دونوں جہاں کے علم علوم اور اسرار معرفت سبحانی اقراء سے واضح اور روشن کر دیے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کُل چیزوں کے نام سکھلا دیے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "اے میرے رب! تُو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں" کی تعلیم فرمائی۔ اور اسی طرح جس دن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے سورہ اِقْرَاْ کی تعلیم فرمائی۔ اس وقت آپ پر دس لاکھ ستر ہزار مقامات کو جو عرش کے اوپر تھے، آپ پر کُھل گئے۔ اور مقام قاب قوسین اور سدرۃ المنتہیٰ آپ کی نظر سے گزرا اور اللہ تعالیٰ سے بے حجاب ملے۔ اور اب بھی اگر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کو پڑھے۔ تو وہ اسم اللہ، ذکر اللہ اور معرفت اِلَّا اللّٰہُ تک پہنچ سکے گا، اس کا دل روشن ہو جائیگا اور باطن میں صفائی آجائے گی اور وہ ہم جلیس مصطفیٰ صلی اللہ

قرآن در سورۂ اقرأ است۔ چونکہ قرآن اقرأ است، اقرأ نص حدیث۔ ہر کہ خلاف اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[1] کند ابلیس خبیث۔

دانی کہ تمام قرآن در "ب" و "س" است۔ اول قرآن "ب" یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط و "س" انتہای ختم قرآن است مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ط

ہر کہ از ابتدا "ب" بحر قرآن کہ بحر عمیق درین بحر ابتدا قرآن اسم اعظم مثل در است، عالمی و فاضلی صاحب تحصیل در بحر قرآن غواص نشود و اسم اعظم از دریای قرآن نیابد و انتہای قرآن "س" سر معرفت الٰہی صاحب اسرار عالم فاضل نگردد آنرا عالم فاضل چطور خواہی گفت۔

مثنوی

از پیغمبر با ہُوؒ را تلقین شُدہ — بایداست راز رحمت دین شُدہ

شُد اجازت با ہُوؒ را از مصطفیٰؐ — خلق را تلقین بکن بہر از خُدا

چُون بہ بینم طالبان را زر طلب — طالب دُنیا بود اہل از کلب

کم کسی طالب زبہر راز رب — ذکر فکر و غرق وحدت راز رب

ہر کہ طالب ہُو بہ با ہُو می رسید — ماسوی اللہ غیر را ہرگز نہ دید

ہر کہ طالب ہُو ز با ہُوؒ ہُو طلب — از نظر با ہُوؒ شود زندہ قلب

[1] سورہ علق، ۹۶ : ۱

علیہ وسلم ہو جائیگا۔ تمام قرآن سورۂ اِقْرَأْ میں ہے۔ چونکہ تمام قرآن اِقْرَأْ میں ہے اسلیے تمام آیات قرآنی اور احادیث اسی میں آجاتی ہیں۔ جو شخص سورۂ اقرأ کے خلاف کرے، وہ شیطان پلید ہے۔

(اے طالب صادق!) کیا تو جانتا ہے کہ تمام قرآن "ب" اور "س" میں ہے؟ اول قرآن "ب" سے شروع ہوتا ہے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور وَالنَّاسِ کی "س" پر ختم ہوتا ہے۔ جو انتہائی ختم قرآن ہے۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ط

(اے طالب صادق!) قرآن کے سمندر کی گہرائی کی ابتدا "ب" سے ہے۔ اس قرآن کی ابتدا کے دریا میں اسم اعظم موتی کی طرح ہے۔ پس جو عالم و فاضل صاحب تحصیل قرآن کے دریا میں غواص نہیں ہوتا اور اسم اعظم کا موتی قرآن کے دریا سے نہیں پاتا اور قرآن کی انتہا، سے معرفت الٰہی کے سر یعنی "س" سے صاحب اسرار اور عالم و فاضل نہیں ہوتا، اسے تو عالم و فاضل کیسے کہے گا؟

مثنوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے باہُوؒ کو تلقین ہوئی ہے۔ ان کی ہدایت سے رحمت کا راز اس کا دین ہو گیا ہے۔

باہُوؒ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت ہوئی ہے کہ خُدا کے لیے مخلوق خُدا کو دین کی تلقین کر۔

جب میں طالبوں کو زر طلب دیکھتا ہوں، تو وہ طالب دُنیا ہوتا ہے۔ (طالب حق نہیں ہوتا) بلکہ اُسکا شمار کُتوں میں ہوتا ہے۔

رب کے راز تک طالب بہت کم پہنچ پاتے ہیں۔ (اور جو پہنچتے ہیں) وہ ادب کے ساتھ ذکر و فکر اور دریائے وحدت میں غرق رہتے ہیں۔

جو کوئی ہُو کا طالب ہو، تو وہ ہُو تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو ہرگز نہیں دیکھتا ہے۔

جو کوئی طالب ہُو ہو، وہ باہُوؒ سے ہُو کو طلب کرے۔ (کیونکہ باہُوؒ کی نظر سے قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

ہر کہ طالب ہُو ز با ہُو ہُو بہ بین از تصور ہُو شود حق الیقین

ہر کہ از با ہُو طلب اللہ کند در مقام غرق فی اللہ جان دہد

ابتدا و انتہا فقر

ابتدا فقر، معرفت، ذکر و فکر و مراقبہ و مکاشفہ و منزل و مقامات و کشف کرامات اگرچہ نور تجلیات خون خوردن از جگر خیلی دشوار، بر معرفت ابتدا نکرد۔ چنانچہ قبض و بسط و سکر و صحو، خونخوار، دوام سوختن بہ عشق آتش نار محبت مولیٰ مبتلا و مشتاق، بی جمعیت بجہت طلب دیدار پروردگار شب و روز در انتظار کہ بر وعدۂ آخرت مرگ وصال را اشتیاق ملاقی از حد زیادہ دارند و جان خود را بر آن می افشانند۔ این ہمہ معرفت الٰہی، ابتدا و فقر است و انتہا معرفت الٰہی فقرا، اینست مشاہدۂ ربوبیت بغرق نور اللہ انوار کہ از آن ذوق شوق غرق توحید وصال فنا فی اللہ بقا باللہ۔

بیت

فقر را دریاب بایکدم قدم ابتدا و انتہار فقرش ختم

❖

بدانکہ اللہ تعالیٰ غیب است ہمچنان معرفت او در وجود آدمی غیب و ذکر خفیہ در وجود غیب۔ نور اللہ تجلیات انوار در وجود غیب و ہدایت اللہ در وجود آدمی غیب۔ ہر کرا از نظر مرشد کامل و برکت اسم اللہ این غیب در وجود باطنی ظاہر گردد و فضل و بخشش خدای تعالیٰ اعتبار آید۔ ہر کہ برین غیب اعتبار نیارد، کافر گردد۔

جو کوئی طالب ہُو ہو، اُسے چاہیے کہ وُہ با ہُو سے ہُو کو دیکھے۔ ہُو کے تصور سے حق الیقین ہو جاتا ہے۔

جو کوئی با ہُو سے اللہ تعالیٰ کے وصل کی خواہش کرتا ہے، تو وُہ فنا فی اللہ کے مقام و مرتبہ پر پہنچ کر جان دے دیتا ہے۔

فقر کی ابتدا و انتہا

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ فقر، معرفت، ذکر فکر، مراقبہ و مکاشفہ، منزل و مقامات اور کشف و کرامات اگرچہ تجلیات نور کے لیے خون جگر پینا بہت مشکل ہے مگر معرفت پر ابتدا نہ کی۔ جیسا کہ قبض و بسط، سکر، صحو، خون پینا، دائمی طور پر عشق کی آگ میں جلنا، مولیٰ کی محبت کی آگ میں مبتلا ہونا۔ اسواسطے طلب دیدار پروردگار کے لیے مشتاق اور پریشان رہنا اور شب و روز انتظار کرنا۔ وعدۂ عقبیٰ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا اور اپنی جان کو اس پر قربان کرنا۔ یہ سب معرفت الٰہی اور فقر کی ابتدا ہے۔ اور فقرا کی معرفت الٰہی کی انتہا یہ ہے کہ مشاہدۂ ربوبیت کا اللہ کے نور کے غرق سے انکار کرے کہ ان سے ذوق شوق توحید کے غرق کا اور وصال فنا فی اللہ بقا باللہ کا ہوتا ہے۔

بیت

ہمہ وقت فقر کو حاصل کرنے کی کوشش کر۔ کیونکہ ابتدا و انتہار فقر ہے اور فقر پر ختم ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غیب ہے۔ اسی طرح اس کی معرفت آدمی کے وجود میں غیب ہے۔ اور ذکر خفی بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کے انوار کی تجلیات بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ (پس) جس شخص کو مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب باطن کے وجود میں ظاہر ہو، تو اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر اعتبار آنا چاہیے۔ اور جو اس پر اعتبار نہ کرے، وُہ کافر ہو جاتا ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

لَا رَیْبَ فِیْہِ ج ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ط[1]

آری متقیان را ہدایت از آن روز ازل است، نہ
از خواندن واز علم تحصیل فضیلت فضل معرفت فضل اللہ نتیجۂ انبیاء و اولیاء اللہ۔
اللہ بس ماسوٰی اللہ ہوس

ابیات

علم با عمل است بشنو ہوشمند — نیست بر تو کتب خواندن فرض چند
زان علم عالم شوی صاحب نظر — علم یک حرفست بار و شنضمیر
نظر مولیٰ می برد با مصطفیٰؐ — واقف اسرار گردد از خدا
ختم گردد علم و حلم و ہر مقام — این چنین تحصیل عارف شد تمام
رفت عمرش در مطالعہ یا رقم — معرفت حاصل نشد افسوس غم

❊

عالم بی معرفت شیطان است۔ ہر کہ طلب مولیٰ نکند، حیوان است۔ لعنت بر آن اوقات کہ بگذرد بغفلت غیر از اشتغال اللہ اسم اللہ ذات۔

❊

بیت

در تفکر طیر و سیر و ہر مقام — ہر کہ ماند در تفکر مرد خام

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۲ - ۳

ارشاد خداوندی ہے :-

"اس میں کوئی شک نہیں۔ اہل تقویٰ کیلئے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔
ہاں۔ اہل تقویٰ کیلئے ازل کے دن سے ہی ہدایت ہے۔ نہ کہ علم پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے۔
معرفت فضل الٰہی کا فضل انبیاء اور اولیاء اللہ کا نتیجہ ہے۔
اللہ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام ہوس ہے۔

ابیات

اے ہوشمند! سُن! علم عمل کے ساتھ ہے۔ تجھ پر کتابیں پڑھنا چنداں فرض نہیں ہیں۔
صاحب بصارت اس علم سے عالم ہوتا ہے۔ علم ایک حرف ہے، جس سے روشنضمیری حاصل ہوتی ہے۔
مولیٰ کی نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتی ہے۔ اور وہ خدا کی طرف سے واقف اسرار ہو جاتا ہے۔
جس مقام پر علم و حلم ختم ہو جاتے ہیں۔ ان مقامات کو حاصل کر کے عارف کامل ہوتا ہے۔
تمام عمر مطالعہ اور لکھنے (پڑھنے) میں گزر گئی۔ افسوس و غم اس پر ہے، کہ معرفت رب پھر بھی حاصل نہ ہوئی۔
جس عالم کو معرفت خداوندی حاصل نہیں، وہ شیطان ہے۔ اور جو کوئی مولیٰ کی طلب نہیں کرتا، وہ حیوان ہے، ان اوقات پر لعنت ہے، جو بغیر اسم اللہ ذات کی مشغولی کے غفلت میں بسر ہوں۔

بیت

طیر و سیر اور ہر مقام میں تفکر کرنا (اچھی بات ہے) مگر جو کوئی (ہر وقت) تفکر میں ہی رہتا ہے، وہ مرد خام ہے۔

بہ تفکر منتہی رسیدن خیلی مشکل۔ درین راہِ تفکر مُرشد صاحب تفکر، دستگیر کامل فقیر باشد۔

نیز شرح تفکر

چون مُرشد طالب اللہ را اسم اللہ با تصور ذکر و فکر تفکر بخشد و صاحب فکر از خود بیخود گشت و در مراقبہ کہ مثل خواب است زینت ہر دو جہان دُنیا و عقبیٰ پیش صاحب تفکر آورد و صاحب تفکر کہ باشتغال اللہ باسم اللہ نُور اللہ از ہر دو جہان بہتر داند و ہر دو جہان کمتر۔ نُور غیر مخلوق آدمی مخلوق را چنان بخود بکشد کہ بجز غیر سوای اللہ رفتن نہ دہد۔ اختیار اُو بہ مختار۔ حَقُّ الْحَقِّ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا ط و ہر کہ منکر شود از وحدت ربانی، مُشرک گردد و تفکر نتیجۂ اولیاء است۔ تفکر صُورت سردار و، چنانچہ در وجود آدمی صُورت ایمان است۔ نُور اللہ اولیاء اللہ را بعد از مُردن آن صُورت از جُثّہ بر آید، بلکہ جنازۂ خود را با اہل جنازہ خود می خواند۔ بجز عارفان باللہ آن صُورت ایمان را و بجز اولیاء اللہ ہیچ کس نداند۔ صُورت ایمان کہ با رُوح پاک آن را از محاسبہ چہ باک۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط[1]

پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم را تفکر دوام در معراج حضور و صُورت شجرۃ النور مغفور خلق اللہ مشہور۔

بر غیب مبر عیب کہ این راہ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم است۔ ہر کہ شک آرد، کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

ہر کہ بر ایمان و صُورت نُور ایمان اعتبار ندارد، مگر ایمان خود را بر باد دادہ باشد، منافق و بی ایمان است۔

[1] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲

تفکر کی انتہا کو پہنچنا بہت مُشکل ہے۔ اس راہ تفکر میں صاحب تفکر مُرشد اور فقیر دستگیر کامل چاہیے۔

نیز تفکر کی تشریح

نیز تفکر کی تشریح یہ ہے کہ جب مُرشد نے طالب اللہ کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر و فکر کے تصور کے ساتھ تفکر بخشا اور صاحب تفکر خود سے بیخود ہو گیا، اور مراقبہ میں کہ جو خواب کی طرح ہے، دونوں جہان کی زینت یعنی دُنیا اور عقبیٰ کی صاحب تفکر کے سامنے لائی جاتی ہے، مگر صاحب تفکر جو اسم اللہ، نور اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولیت کو دونوں جہان سے بہتر جانتا ہے (اور اس کے مقابلے میں)، دونوں جہان کو بہت چھوٹا سمجھتا ہے، تو نُور غیر مخلوق آدمی مخلوق کو اس طرح اپنی طرف کھینچتا ہے کہ غیر کی جانب یا سوای اللہ جانے نہیں دیتا۔ اس کا اختیار حق الحق مختار کے ساتھ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا پکارتا ہے۔ اور جو کوئی وحدت ربانی کا منکر ہو جاتا ہے، وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تفکر اولیاء اللہ کا نتیجہ ہے اور تفکر صُورت کا سردار ہے، جس طرح کہ آدمی کے وجود میں ایمان کی صُورت ہے۔ نُور اللہ سے اولیاء اللہ کی موت کے بعد وہ صُورت وجود سے نکلتی ہے۔ بلکہ اپنے جنازہ کو اہل جنازہ کے ساتھ بلاتی ہے۔ اس صُورت ایمان کو ماسوائے عارفان باللہ اور اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور ایمان کی صُورت جس کسی کی رُوح پاک کے ساتھ ہے، اُسے محاسبے کا کیا ڈر ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

"خبردار! تحقیق اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے۔"

پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تفکر دائمی طور پر معراج میں موجود تھا اور شجرۃ النور مغفور کی صُورت اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشہور تھی۔

اے طالب صادق! غیب پر عیب نہ لگا۔ کیونکہ یہ راہ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ جو کوئی اس پر شک کرتا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

جو کوئی ایمان اور صُورت نُور ایمان پر اعتبار نہیں رکھتا، تو شاید وہ اپنے ایمان کو برباد کر دیتا ہے۔ وہ منافق اور بے ایمان ہے۔

نیز شرح تفکر

چون صاحب تفکر منتہی غرق فنا فی اللہ متوجہ دوام سلامت مع اللہ برکت صاحب تفکر ہر دو جہان سلامت ماند، از برای آنکہ روزی حضرت رابعہؒ (بصری) بیک دست قدح آب گرفت و بیک دست آتش۔ مردم گفتند، یا رابعہؒ! این چہ حال است؟ حضرت بی بی رابعہؒ فرمود: کہ بہ آتش بہشت بسوزم و بہ آب دوزخ را سرد کنم، ہر دو مردم را بجانب خود برند۔ ہیچ کس طلب مولیٰ نمی کند۔ مراتب تفکر و طلب مولیٰ اینست۔

حدیث

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ[1]

تفکر نیز سہ قسم است:

تفکر مبتدی و تفکر متوسط و تفکر منتہی۔

تفکر مبتدی عبادت یک سال است کہ ازین ابتدا، ذکر فکر صاحب تفکر را مطلق خوف مرگ پیدا شود کہ از مطالعۂ مرگ ہیچ وقت فارغ نباشد و از حیاتی جہان امید منقطع سازد و خود را ہر ساعت و ہر دم و ہر شبانروز مسافر داند۔

مثنوی

خاص خلوت خانہ باشد قبور — از جدائی خلق با خالق حضور
عارفان را قبر از حق شد خبر — شد وجود ذکر عارف سر بسر
گشت عزرائیل ز آنہا بی خبر — از آنکہ نقیر اولیاء اللہ را موت نیست، بلکہ حیات

[1] زین العلم شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

تفکر کی ایک اور تشریح

جب صاحب تفکر منتہی غرق فنا فی اللہ دائمی سلامتی کے ساتھ متوجہ ہے، تو اس صاحب تفکر کی برکت سے دونوں جہاں سلامت رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریؒ نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور ایک ہاتھ میں آگ لی تھی۔ لوگوں نے کہا: اے رابعہؒ! یہ کیا کیفیت ہے؟ بی بی رابعہؒ نے فرمایا: کہ میں آگ سے بہشت جلا دونگی اور پانی سے دوزخ کو بجھا دونگی۔ اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں لوگوں کو اپنی جانب لے جاتی ہیں۔ کوئی آدمی طلب مولیٰ نہیں کرتا۔ طلب مولیٰ اور تفکر کے مراتب یہ ہیں۔

حدیث

"خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک گھڑی کے لیے فکر کرنا دونوں جہاں کی عبادت سے بہتر ہے۔"

تفکر کی بھی تین قسمیں ہیں:-

۱۔ تفکر مبتدی ۲۔ تفکر متوسط اور ۳۔ تفکر منتہی۔

تفکر مبتدی ایک سال کی عبادت ہے کہ اس ذکر فکر کی ابتدا سے صاحب تفکر کو مطلق موت کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ مرگ کے مطالعہ سے کسی وقت خالی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی زندگی سے امید منقطع کر دیتا ہے اور خود کو ہر گھڑی اور ہر دم اور ہر دن رات مسافر جانتا ہے۔

مثنوی

خواص کے لیے ان کی قبریں خلوت خانہ ہوتی ہیں۔ وہ مخلوق سے دور اور خالق کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

قبر کی خبر عارفوں کو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ عارف کا وجود سراپا ذکر ہو جاتا ہے۔

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام (جسے ملک الموت کہا جاتا ہے) اسکو اس بات

باموالی دوام غرق بنور اللہ ذات. کسی را کہ زندگی از اسم اللہ ذات بہ تجلیات غرق۔ فنا فی اللہ شب و روز می ترسد، بنا بر آن گفتہ اند ہر کہ عارف تر عاجز تر از برای آنکہ گاہی بخوف و گاہی برجا بر آید از غیر و غیرت دوام بحیرت۔ این حیرت ایشان را یعنی از حضوری حق است۔

بیت

حیرت اندر حیرتست حیرت چہ چیز　　حیرتی با حق برد ای جان عزیز

دوم تفکر متوسط کہ از و ذکر سلطانی پیدا شود کہ آن را سیر سر مشاہدۂ نور اللہ مطلق رحمانی گویند و ذکر ہفت سلطنت یک وجود بعد از ان ذکر سلطانی رخ نماید چنانچہ سلطان العارفین و سلطان الواصلین و سلطان الصابرین و سلطان العالمین و سلطان العاملین و سلطان العاشقین و سلطان الذاکرین را چہ نشان است؟ کہ ذکر سلطانی مطلق عین العیانی است، بلکہ قدرت و سبحان است کہ سلطان الذاکرین از خطرات شیطانی و واہمات نفسانی فارغ است کہ این ذکر تعلق بروح دارد و صاحب روح را رنج و زحمت و بلا چنان خوش نماید و خوشوقت شود، چنانچہ کودکان و طفلان بخوردن شیرینی حلوہ۔ این را دل قوی گویند۔

و دل نیز سہ قسم است۔

دل محبان مثل کوہ کہ ہرگز نہ جنبد و نہ لرزد۔

و دل صدیقان مثل درخت کہ بیخ او استوار باشد زمین شوق جدا نگردد۔

و دل عاشقان مثل برگ درخت کہ از گرمی و حرارت عشق باد خزان می زند گاہی برہنہ و گاہی پوشیدہ۔

بہار با یار و بی یار بہار چہ کار۔ دلی کہ بذکر اشتغال اللہ با پروردگار و دل مردہ

کی خبر نہیں کہ اولیاء اللہ کو موت نہیں ہے، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حیاتی اور دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اس کے نور میں مستغرق رہتے ہیں۔ پس جس شخص کو زندگی اللہ تعالیٰ کے اسم پاک سے تجلیات کے ساتھ حاصل ہے اور ذات خداوندی میں فنا ہے، وہ شب و روز ڈرتا ہے اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو کوئی زیادہ عارف ہے، وہی زیادہ عاجز ہے۔ اس لیے کبھی وہ خوف میں اور کبھی غیر سے امید میں باہر آتا ہے۔ اور کبھی حیرت میں اسے غیرت و دوام حاصل ہوتی ہے۔ یہ حیرت ان کو حضوری حق سے ہے۔

بیت

حیرت کیا چیز ہے؟ یہ حیرت در حیرت ہے۔ اے جان عزیز! حیرت حق کے ساتھ واصل کر دیتی ہے۔

دوم تفکر متوسط ہے کہ جس سے ذکر سلطانی پیدا ہوتا ہے کہ جس کو سیر سیر مشاہدۂ نور الٰہی مطلق رحمانی کہا جاتا ہے اور ذکر سات سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے بعد ازاں ذکر سلطانی رخ دکھاتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین، سلطان الواصلین، سلطان الصابرین، سلطان العالمین، سلطان العاملین، سلطان العاشقین اور سلطان الذاکرین کی کیا علامت ہے کہ ذکر سلطانی مطلق عین العیانی ہے، بلکہ قدرت اور سبحانی ہے کہ سلطان الذاکرین خطرات شیطانی اور نفسانی واہمات سے فارغ ہے۔ کیونکہ یہ ذکر روح سے تعلق رکھتا ہے۔ اور صاحب روح کو رنج و مصیبت و زحمت ایسی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اور وہ ایسا خوش و خرم ہوتا ہے، جس طرح کہ بچوں کو شیرینی اور حلوہ کھانا اسکو دل قوی کہتے ہیں۔

اور دل کی بھی تین قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم: دل محبان پہاڑ کی طرح ہے کہ نہ وہ ہرگز ہلتا ہے اور نہ کانپتا ہے۔

دوسری قسم: دل صدیقان جو درخت کی طرح ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور مستحکم ہے۔ اور شوق کی زمین سے جدا نہیں ہوتی۔

تیسری قسم: دل عاشقان درخت کے پتوں کی طرح ہے کہ عشق کی گرمی اور حرارت کی وجہ سے جب باد خزاں چلتی ہے، تو کبھی برہنہ تو کبھی ڈھکا ہوا۔

چنانچہ یار کے ساتھ بہار کا کیا کام اور بغیر یار کے بہار کا کیا تعلق۔ ذکر اشتغال اللہ

در کفر است زنار وار۔ ازین دلها باید کہ توبہ استغفار، ہزار بار استغفار۔ صاحب معرفت را باید کہ چشم معرفت دگر باشد کہ بینای آن چشم از نظر دیدہ سر جدا کہ اسرار با خدا، اگرچہ چشم معرفت دیگر است، اما بواسطۂ مردم عام دلداری تمام۔ عارفان آنچہ بینند از نور الٰہی۔ نہ مخلوقات حسن گمراہی۔ ای صاحب علم! طلب معرفت الٰہی کن کہ کن ترا بمقام فیکون می برد۔ این پیشہ و فکر اندیشہ از ذکر سلطانی حاصل شود و ذکر سلطانی آنرا نیز گویند کہ تمام وجود را بذکر اللہ سیراب گرداند۔ گمراہی و گناہ را در وجود عمل نہ دھد۔ سلطانی مجموعۂ چہار ذکر است۔

زبان، قلب، روح، سر۔

و تفکر ذکر سلطانی را یک ساعت عبادت بہتر از ہفتاد سال است، اگرچہ در آن تفکر گاہی بہ غیرت و گاہی بحیرت، گاہی بہ جذب جلالی و گاہی بہ وجد جمالی۔

درین حالت احوال صاحب مشاہدہ و وصال باخبر باش کہ درین مقام شرک و کفر و انا از غلبات ذکر و غایت سکر بسیار۔ درین مقام ماندہ اند و بعضی از انا مثل ابلیس راندہ اند۔ لوازمہ اثبات قدم راہ این است نظر بر اسم اللہ و بر حق الیقین است۔

شرح تفکر منتہی

فقیری کہ از چہار فکر یعنی فکر ازل و فکر ابد و فکر دنیا و فکر عقبیٰ۔ و فقیری کہ از چہار ذکر ذکر زبانی عادت و ذکر دل بارادت و ذکر روح عبادت و ذکر سر سعادت و فقیری کہ از چہار دم دم ناسوت و دم ملکوت و دم جبروت و دم لاہوت و فقیری کہ از چہار نفس نفس امارہ و نفس ملہمہ و نفس لوامہ و نفس مطمئنہ و فقیری کہ از چہار مقام مقام شریعت و مقام طریقت و مقام حقیقت و مقام معرفت ہر کہ ہر یک را طی نکند و پس پشت خود نہ

کے ساتھ دل بیدار ہوتا ہے۔ اور دل مردہ زنار وار کفر میں ہے۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ و استغفار پڑھنا چاہیے۔ صاحب معرفت کے لیے ضروری ہے کہ معرفت کی آنکھ دوسری ہو، کیونکہ اس آنکھ کی بینائی سر کی آنکھ کی نظر سے جدا ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اسرار رکھتی ہے، اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے لیکن عام لوگوں کے واسطے سے یہ پوری دلداری ہے۔ عارف لوگ جو کچھ دیکھتے ہیں، وہ نور الٰہی سے دیکھتے ہیں، نہ کہ مخلوقات کی گمراہی کے حسن سے۔ اے صاحب علم! معرفت الٰہی طلب کر۔ کیونکہ کن تجھے مقام کن پر لیجائے گا۔ اور یہ پیشہ اور فکر اندیشہ ذکر سلطانی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر سلطانی اس کو بھی کہتے ہیں، جو تمام وجود کو ذکر الٰہی سے سیراب کر دیتا ہے۔ گمراہی اور گناہ کو وجود میں عمل نہیں کرنے دیتا۔ ذکر سلطانی ذیل کے چار اذکار کا مجموعہ ہے:۔

پہلا ذکر ذکر زبان ہے۔ دوسرا ذکر ذکر قلبی ہے۔ تیسرا ذکر ذکر روح ہے۔ چوتھا ذکر ذکر سر ہے۔

ذکر سلطانی کے تفکر میں ایک گھڑی کی عبادت ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس تفکر میں کبھی غیرت کے ساتھ، کبھی حیرت کے ساتھ، کبھی جذب جلالی اور کبھی وجد جمالی کے ساتھ رہتا ہے۔

اے صاحب مشاہدہ و وصال! ان حال احوال میں باخبر رہ۔ کہ اس مقام میں شرک و کفر اور انا ذکر کے غلبات سے اور سکر بہت ہے۔ اس مقام میں بعض لوگ رہ گئے ہیں اور بعض انا کی وجہ سے ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہو گئے ہیں۔ اثبات قدم کی راہ کے لیے لوازم یہ ہیں کہ اسم اللہ پر ہمیشہ نظر ہو اور حق الیقین پر نگاہ ہو۔

شرح تفکر منتہی

فقیر وہ ہے جو چار فکروں یعنی فکر ازل، فکر ابد، فکر دنیا اور فکر عقبیٰ سے خالی ہو۔ اور فقیر وہ ہے جو چار ذکروں یعنی ذکر زبانی عادت، ذکر دل بارادت، ذکر روح عبادت، اور ذکر سر سعادت سے فارغ ہو۔ اور فقیر وہ ہے جو چار دموں یعنی دم ناسوت، دم جبروت، دم ملکوت اور دم لاہوت سے آزاد ہو۔ اور فقیر وہ ہے، جو چاروں نفسوں یعنی نفس امارہ، نفس ملہمہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ سے فارغ ہو۔ اور جو فقیر چاروں مقامات یعنی مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت، ان تمام مقامات سے کسی کو

اندازد و نہ داند و روی بنور اللہ غرق نکند و فی اللہ نور فنا فی فنا، بقا فی بقا، مغفور فی مغفور و بمراتب قرب وصال حضور عینہ بعین نگردد، آنرا فقیر نتوان گفت کہ ازو ہنوز بوی ما و منی می آید۔

بیت

مازما و منی جدا ماندہ من و تو رفتہ و خدا ماندہ

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

حدیث

نَفْسُكَ عَدُوُّكَ فِي جَنْبِكَ[1]

باید دانست کہ بعضی فقیر را محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در قید خود کند۔ ہر دو جہان او را غلام دنیا و اہل دنیا پابوس او سازند و ترک و توکل و توحید و صبر و شکر و معرفت و ذکر و فکر الٰہی بخش و عطا شود و دوام مستغنی غرق با خدا۔ بر کسی کہ فقر غالب آید، در قید خود کند۔ در بدر کند۔ گدائی رسوائی کند۔ بہر سوال محروم از وصال۔ در فقر تفکر باید کرد۔ ای مرد کہ باسمای الٰہی از نور اللہ توحید اللہ غیب الغیب از میان دل می خیزد و تفکر۔

شرح دل و حقیقت احوال دل

دل کرا گویند؟ و قلب کرا خوانند؟ بدانکہ زمین قطرہ ایست نزدیک وسعت آسمان و آسمانہا قطرہ اند نزدیک بلندی و فراخی لوح و لوح قطرہ ایست نزدیک قلم و قلم

[1] الحدیث، ترمذی

طے نہ کرے اور اپنے پس پشت نہ ڈالے اور ان کو نہ جانے اور اپنے منہ کو اللہ تعالیٰ کے نور میں غرق نہ کرے اور اللہ تعالیٰ میں نور فنا فی فنا اور بقا فی بقا، مغفور فی مغفور اور مراتب قرب وصال حضور سے عین بعین نہ ہو، اس کو فقیر نہیں کہا جا سکتا، کہ اس سے ابھی "ہم اور میں" کی بو آتی ہے۔

بیت

ہم "ما" اور "من" (ہم اور میں) سے جدا ہو گئے ہیں۔ "میں" اور "تو" روانہ ہو گئے ہیں اور صرف خدا رہ گیا ہے۔

اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس

حدیث

"تیرا نفس تیرے بدن میں تیرا دشمن ہے۔"

جاننا چاہیے کہ بعض فقراء کو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قید میں لے لیتے ہیں اور دونوں جہانوں کو اس کا غلام اور اہل دنیا کو اس کا پابوس بنا دیتے ہیں۔ ترک، توکل، توحید، صبر، شکر، معرفت اور ذکر و فکر الٰہی عطا کراتے ہیں۔ اور دائمی طور پر مستغنی اور غرق با خدا کر دیتے ہیں۔ جس کسی پر فقر غالب آجاتا ہے، تو وہ فقر اسے اپنی قید میں لے آتا ہے۔ در بدر پھراتا ہے۔ گدائی اور رسوائی کراتا ہے۔ ہر سوال کے ساتھ وصال سے محروم کرتا ہے۔ اس لیے فقر میں فکر کرنا چاہیے۔

(اے طالب صادق!) مرد وہ ہے کہ اسمائے خداوندی سے اللہ تعالیٰ کے انوار توحید سے جس کا دل اور تفکر غائب الغیب دو جہان سے اٹھ جائے۔

شرح دل و حقیقت احوال دل

دل کس کو کہتے ہیں؟ اور قلب کس کو کہتے ہیں؟ جان لے کہ زمین وسعت آسمان کے سامنے ایک ذرہ ہے۔ اور یہ آسمان بلندی کے نزدیک قطرہ ہیں۔ اور لوح محفوظ کی فراخی کے نزدیک لوح ایک قطرہ ہے۔ اور قلم کے نزدیک اور قلم ایک قطرہ ہے،

قطرہ ایست نزدیک کرسی و کرسی قطرہ ایست نزدیک عرش اکبر و کنگرۂ عرش اکبر بیشمار اند و بر ہر کنگرہ نوشتہ شدہ است ذکر کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم و بہر کنگرہ قندیل آویختہ و در ہر قندیل بقدرت الٰہی چہاردہ طبق است با زمین و آسمان طبقاً عن طبق و در ہر طبق ہژدہ ہزار عالم و ہمہ کس بزبان می خوانند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ط عرش اکبر و قندیل ہا نزدیک دل یک قطرہ ایست بمقدار دانۂ اسپند۔

بشنو! ای عزیز ہوشمند! کسی کہ آزار دہد اہل اسلام را و دل عارف باللہ را ہژدہ ہزار عالم، بلکہ کل مخلوقات عرش و کرسی ہمہ در جنبش در آیند۔ حق تعالیٰ می فرماید کہ ای حاملان عرش و کرسی چرا چنین می جنبید، حاملان عرض کنند کہ دل مؤمن در جنبش از جلالیت در آمدہ و اورا آزار دادہ۔ ازین جہت جنبش است۔ قہر اللہ تعالیٰ براو و غضب شود نعوذ باللہ منہا ط

نقل است آوردہ اند کہ یکی از بزرگواری از حاضران مجلس سوال کرد کہ توحید چیست؟ عورتی گفت اَلتَّوْحِیْدُ ھُوَ الْوَاحِدُ۔ شیخ گفت: جواب خوب بگفتی۔ بگو ای عورت! در چہ کار مشغولی؟ گفت: در کار زراعت مشغولم۔ شیخ گفت: زراعت کار مردانست، بر تو اسباب زراعت نمی بینم۔ چطور زراعت میکنی؟ عورت گفت: نفس خود استوار ساختم بفرمان خدای تعالیٰ و جفت رانی نمودم و سینۂ خود را زمین ساختم و تخم معرفت و عبادت کاشتم و کشت خود را بہ بیداری تمام شب نگہبانی میکنم و آب از گریہ و زاری می رسانم چون شیخ این کیفیت شنید گفت: ای عورت! در باغ و بوستان تو نیز الفتی است؟ عورت گفت: آری۔ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَشَرَ بَسَاتِیْنَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط یعنی خدای تعالیٰ دہ باغ در دل مؤمنان آفریدہ است۔ اول باغ توحید، دوم باغ علم، سوم باغ حلم، چہارم باغ سخاوت، پنجم باغ توکل، ششم باغ قسمت، ہفتم باغ سنت، ہشتم باغ خوف، نہم باغ رجاء بارضا، دہم باغ تواضع۔

کرسی کے نزدیک اور کرسی ایک قطرہ ہے۔ عرش اکبر کے نزدیک اور عرش اکبر کے بیشمار کنگرے ہیں۔ اور ہر کنگرہ پر ذکر کلمۂ طیب لکھا ہوا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ط اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے۔ اور ہر قندیل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چودہ طبق ہیں۔ زمین و آسمان کے ساتھ طبقاً عن طبق اور ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم اور تمام اشخاص ایک ہی زبان بولتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ط عرش اکبر اور قندیلیں دل کے نزدیک ہر مل کے دانہ کے برابر ایک قطرہ ہیں۔

اے ہوشمند عزیز! (عورت سے) سُن! جو شخص کہ مسلمان اور عارف باللہ کے دل کو ستاتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم، بلکہ کُل مخلوقات عرش و کرسی سب جنبش میں آتے ہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ حاملان عرش و کرسی اس طرح تم کیوں ہلتے ہو؟ حاملان عرش و کرسی عرض کرتے ہیں کہ مؤمن کا دل جلالیت میں جنبش کرتا ہے۔ اس کو کسی نے ستایا ہے۔ اسی وجہ سے جنبش ہے۔ (پس) اس پر اللہ تعالیٰ کا قہر اور غضب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

کہتے ہیں کہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ نے حاضرین مجلس سے سوال کیا کہ توحید کیا ہے؟ اہل مجلس سے ایک عورت نے کہا: "توحید ایک ہے"۔ بزرگ نے کہا: تم نے خوب جواب دیا۔ اے عورت! بتا تو کیا کام کرتی ہے؟ عورت نے جواباً کہا: کھیتی باڑی کرتی ہوں۔ بزرگ نے کہا: کھیتی باڑی تو مردوں کا کام ہے۔ اور میں تجھ میں اسباب زراعت نہیں دیکھتا۔ (پس) کس طرح کھیتی باڑی کرتی ہے؟ عورت نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے نفس کو استوار کیا ہے۔ (یعنی اپنے نفس کو بیل بنایا ہے) اور جفت رانی کرتی ہوں۔ اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے اور عبادت و معرفت الٰہی کا بیج بوتی ہوں۔ اور اپنے تمام کھیتی کی تمام رات جاگ کر نگہبانی کرتی ہوں اور گریہ و زاری سے پانی دیتی ہوں۔ جب بزرگ نے یہ کیفیت سُنی، تو کہنے لگے کہ اے عورت! کیا تجھے باغ و بوستان میں بھی اُلفت ہے؟ عورت نے کہا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے دس باغ مؤمنین کے قلوب میں پیدا کیے ہیں:۔ پہلا باغ توحید ہے۔ دوسرا باغ علم ہے۔ تیسرا باغ حلم ہے۔ چوتھا باغ سخاوت ہے۔ پانچواں باغ توکل ہے۔ چھٹا باغ قسمت ہے۔ ساتواں باغ سنت ہے۔ آٹھواں باغ خوف ہے۔ نواں باغ رجاء بارضا ہے۔ اور دسواں باغ تواضع ہے۔

پس شرط باغ آنست کہ چُون صبح شود، درون باغ خویش تفحص کند. ہر خاری وخسی کہ باشد برگیرد و بیرون اندازد بجز نہال اصلی وشوق وصلی نہ گذارد پس چُون مؤمن در باغ توحید در آید، خار شرک وکفر بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ علم در آید، خار نادانی وجہل بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ حلم در آید، خار سرکشی و بی ادبی بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ سخاوت در آید، خار بخل وحرص بیرون اندازد وچُون مؤمن در باغ توکل در آید، خار طمع وحسد بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ قسمت در آید، خار خصومت ونفاق بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ سنت در آید، خار بدعت وریا بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ خوف در آید، خار عجب وکبر بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ رجاء در آید، خار غیبت ورشوت بیرون اندازد وچُون مؤمن در باغ خوف در آید، خار عجب وکبر بیرون اندازد وچُون مؤمن در باغ رجاء در آید، خار غیبت ورشوت بیرون اندازد وچون مؤمن در باغ تواضع در آید، خار نخوت وغرور بیرون اندازد وچُون آن عورت این دہ باغ را بیان کرد. شیخ آہ زد. عورت گفت: ای شیخ! مریض گشتہ ویا درد بتو رسیدہ کہ آہ می زنی. شیخ گفت: آری. در کار من نیک مرض است توجہ در کار من بکن. گفت: ای شیخ! ہلیلہ تقویٰ بیار و دو لب خود را محکم بہ بند وآب اشک را با فسوس ندامت در وانداز کہ بدعملی ونافرمانی چرا کردند ودیگ شکم مُہر کن وبر آتش بنہ وبی فروز ہر صبح وشام این دارو زہر غریبی بخور تا صحت کلی یابی و از محنت ہای دُنیا خلاصی یابی. آزمودہ مجرب است۔

جواب مصنف باہُو میگوید کہ وجود آدمی معدن الٰہی است کہ درین کان سنگ است ودر سنگ دل لعل است بی بہا کہ آنرا خزائن قُدرت سُبحانی گویند، چنانچہ آفتاب را نظر دوام بر کوہ ہمچنان نظر رحمت اللہ بر دل عارفان ویا آنکہ وجود آدمی مثل ظُلمات است ودر ظلمات آب حیات وآب حیات را طالب سکندر باید ومُرشد مثل حضرت خضرؑ. نفس مثل بادیہ است. وانی چون خضرؑ سکندر را در ظُلمات

پھر باغ کی (حفاظت کی) شرط یہ ہے کہ جب صبح ہو تو اپنے باغ کے اندر جستجو کرے اور جو خار وخس ہو، اسے نکال دے۔ اور باہر ڈال دے، بجز نہال اصلی اور شوق وصلی کے کچھ نہ چھوڑے۔ پس جب مؤمن توحید کے باغ میں آتا ہے، تو شرک وکفر کا خار باہر پھینکتا ہے۔ اور جب وہ علم کے باغ میں آتا ہے، تو نادانی اور جہالت کا کانٹا نکال دیتا ہے اور جب مؤمن بردباری کے باغ میں داخل ہوتا ہے، تو سرکشی وبے ادبی کا خار باہر نکال دیتا ہے اور جب مؤمن سخاوت کے باغ میں آتا ہے، تو کنجوسی اور حرص کا خار باہر نکالتا ہے۔ اور جب مؤمن توکل کے باغ میں آتا ہے، تو طمع اور حسد کا کانٹا باہر پھینکتا ہے اور جب مؤمن قسمت کے باغ میں آتا ہے، تو دشمنی ونفاق کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب مؤمن سنت کے باغ میں داخل ہوتا ہے، تو بدعت اور ریا کا کانٹا باہر پھینک دیتا ہے۔ اور جب مؤمن خوف کے باغ میں آتا ہے، تو گھمنڈ اور غرور کے کانٹے کو باہر نکال دیتا ہے۔ اور جب مؤمن امید کے باغ میں داخل ہوتا ہے، تو غیبت اور رشوت کے کانٹے کو باہر نکال دیتا ہے۔ اور جب مؤمن تواضع کے باغ میں ہوتا ہے، تو نخوت اور غرور کے کانٹے کو باہر پھینک دیتا ہے۔ جب اس عورت نے ان دس باغات کو بیان کیا، تو بزرگ نے آہ ماری۔ عورت نے کہا: اے شیخ! تو بیمار ہوگیا اور یا تمہیں کوئی درد پہنچا ہے؟ کہ آہ وزاری کر رہا ہے۔ شیخ نے کہا: ہاں۔ میرے کام میں بہتر مرض ہے۔ تو میرے کام میں غور کر۔ عورت نے کہا: اے شیخ! تقویٰ کی ہڑلا اور اپنے دونوں لب مضبوطی سے بند کر اور آنسوؤں کا پانی ندامت کے اخلاص کے ساتھ اس میں ڈال کہ بے عملی اور نافرمانی کیوں کی؟ اور پیٹ کی دیگ میں مُہر کر اور اس کے نیچے (عشق کی) آگ جلا۔ اور مسلسل ہر صبح وشام اس دوا سے غریبی کا زہر کھا، تاکہ تجھے صحت کاملہ حاصل ہو اور دُنیا کی مشقتوں سے تو نجات پائے۔ یہ نسخہ مجرب اور آزمایا ہوا ہے۔

فقیر باہُو مصنف کتاب اس کے جواب میں کہتے ہیں۔ کہ آدمی کا وجود اللہ تعالیٰ کی کان ہے۔ اور اس کان میں پتھر ہے۔ اور دل کے پتھر میں ایک قیمتی لعل ہے۔ کہ جس کو قُدرت الٰہی کا خزانہ کہتے ہیں۔ جس طرح کہ سُورج کی نظر ہمیشہ پہاڑ پر پڑتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر عارفوں کے دل پر پڑتی ہے۔ یا یہ کہ آدمی کا وجود ظُلمات کی طرح ہے اور ظُلمات میں آب حیات اور آب حیات کا طالب سکندر چاہیے اور مُرشد حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہے۔ نفس جنگل کی طرح ہے۔ کیا تُو جانتا ہے؟ کہ جب

برد، حضرت خضرؑ گفت: ای یاران! آب حیات ہیچ کس نہ نوشیدہ اند، اما مصلحت آنست کہ افتادہ سنگ ہا کہ گرد آب حیاتست، بردارید. کسانی کہ فرمودہ حضرت خضرؑ بجا آوردند سنگ ہا را برداشت واز ظلمات بیرون آوردند، حضرت خضرؑ فرمود کہ این سنگھا را بشکنید. چون بشکستند، ازان سنگ ہمہ لعل بی بہا برآمدند. ہر کہ آوردہ بودند، آنہا نیز افسوس خوردند کہ این سنگھا بسیار نہ برداشتیم وآن کسانی کہ سنگھا را نیاوردہ بودند، خاک بر سر خود انداختن گرفتند. مثل دنیا ہمین ظلمات است. وفقر مثل سنگ حقیقت بروز قیامت معلوم خواہد شد وقدر دل وذکر قلبی امداد آنجا خواہند کرد. اگرچہ بدین مراتب رسی، از نفس باخبر باش۔

ابیات

معصیت گر اندک است عرقاب سازد نفس را — مور را سیلاب بول البتہ بحر اخضر است
سفلہ را اسباب دنیا خوشتر از عقبیٰ بود — چون جعل را بوی سرگین بہ ز طیب وعنبر است

نظر خدای تعالیٰ بر طبقات عرش وکرسی ولوح وقلم نیست. بر صورت انسان نیست لا العلم وبر زبان وعبادت واعمال، جن ودیو، ملائکہ نیست، بلکہ بر دل انسان کامل است وانسان کامل انبیاء واولیاء اللہ اند کہ دل ایشان غرق باشتغال اللہ باشد. بنا بر آن دل وسیع است از کل مخلوقات براہ عظمت وکرامات ومعرفت الٰہی وتفکر دل وصاحب دل وبمراتب دل رسیدن خیلی مشکل۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

اَلْقَلْبُ عَرْشُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ[1]

وکرم ورحمت ازلی قلب است کہ خزینۂ حق است۔

[1] الحدیث

خضر علیہ السلام سکندر کو ظلمات میں لے گئے، تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: اے دوستو! آب حیات کسی نے نہیں پیا ہے، لیکن مصلحت یہ ہے کہ آب حیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں، وہ اٹھالو. پس جن اصحاب نے حضرت خضر علیہ السلام کا فرمان مانا اور پتھروں کو اٹھا لائے اور ظلمات سے باہر لائے۔ (پس) حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پتھروں کو توڑو. جب انہوں نے پتھر توڑے، تو ان پتھروں سے بہت سے قیمتی لعل برآمد ہوئے. اور جو لوگ لائے تھے، ان کو بھی افسوس ہوا کہ ہم بہت سے پتھر کیوں اٹھا کر نہ لائے. اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے، انہوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ (پس) دنیا کی طرح یہی ظلمات ہے. اور فقر پتھر کی طرح ہے، جس کی حقیقت روز قیامت کو معلوم ہوگی. اور دل کی قدر اور ذکر قلبی وہاں امداد کریں گے. اگر تو ان مراتب پر پہنچے، تو نفس سے باخبر رہ۔

ابیات

گناہ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، نفس کو ڈبو دیتا ہے. چیونٹی کے لیے پیشاب کا سیلاب بھی البتہ بہت بڑا دریا لگتا ہے۔
کمینہ اور رذیل کیلئے اسباب دنیا عاقبت سے زیادہ اچھے لگتے ہیں. جس طرح کہ چوہے کے لیے گوبر کی بو عنبر کی خوشبو سے بہتر اور پاکیزہ لگتی ہے۔
اللہ تعالیٰ کی نظر طبقات عرش، کرسی اور لوح وقلم پر نہیں ہے. اور نہ ہی صورت انسان پر ہے. اور نہ ہی علم زبانی، ظاہری عبادت، اعمال، جن اور فرشتوں پر ہے، بلکہ انسان کامل کے دل پر ہے. اور انسان کامل انبیاء اور اولیاء اللہ ہیں کہ جن کا دل اللہ تعالیٰ کے شغل میں غرق رہتا ہے. بنا بر ان عظمت، کرامت اور معرفت خداوندی کی وجہ سے دل تمام مخلوقات سے وسیع ہے. اور تفکر دل کا اور صاحب دل کا اور قلب کے مراتب تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔
"دل اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عرش ہے"
اور کرم اور رحمت قلب ازلی ہے، کیونکہ قلب اللہ تعالیٰ کا خزینہ ہے۔

بیت

هیچ نقشی نیست کز آئینہ رُو پنہان کُند دل کہ روشن شُد کتابی دفتری در سینہ است

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

فَقَالَ رَبِّیْ لِکُلِّ مَلِکٍ خَزَائِنَتُہٗ فَاِنِّیْ خَزَائِنَتُکَ ط

حدیث قدسی

خَزَائِنَتِیْ اَعْظَمُ مِنَ الْاَعْرَشِ وَاَوْسَعُ مِنَ الْکُرْسِیِّ وَالطَّیِّبُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَزْیَنُ مِنَ الْمَلَکُوْتِ وَاَرْضُھَا الْمَعْرِفَۃُ وَسَمَائُھَا الْاِیْمَانُ وَشَمْسُھَا شَوْقٌ وَقَمَرُھَا الْجَنَّۃُ وَنُجُوْمُھَا الْخَوَاطِرُ وَسَحَابُھَا الْعَقْلُ وَمَطَرُھَا الرَّحْمَۃُ وَاَشْجَارُھَا الطَّاعَۃُ وَاَنْھَارُھَا الْخُلَاصَۃُ وَاَجْدَارُھَا الْیَقِیْنُ وَمَکَانُھَا الْھِمَّۃُ وَلَھَا اَرْبَعَۃُ اَرْکَانٍ ط اَلتَّوَکُّلُ وَالتَّفَکُّرُ وَالْاُنْسُ وَالذِّکْرُ وَلَھَا اَرْبَعَۃُ اَبْوَابٍ اَلْعِلْمُ وَالْحِلْمُ وَالصَّبْرُ وَالرِّضَاءُ فِی الْقَلْبِ ط[1]

پس غوث عرش اعظم کہ اُو را عرش کریم و رحیم گفت، ہمین قلب است کہ وصف اُو در بیان نمی آید۔

رُباعی

حدیث دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد کمال وصف دل ہرگز بہ بحر و بر نمی گنجد
بیا ای طالب صادق بحال خویش خوش بنگر کہ اُو در عالمی آمد کہ پای و سر نمی گنجد

[1] روح البیان زیر آیت وَجِهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا

بیت

کوئی ایسا نقش نہیں ہے کہ جو دل کے آئینہ سے پوشیدہ رہ سکے۔ جب دل روشن ہوگیا، تو پھر تمام کتابیں اور دفتر اس کے سینہ میں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"میرے رب نے مجھے فرمایا، ہر بادشاہ کا ایک خزانہ ہوتا ہے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! میں تیرا خزانہ ہوں"۔

حدیث قدسی

"میرا خزانہ عرش سے عظیم اور کُرسی سے زیادہ وسیع ہے اور بہشت سے بہت پاکیزہ اور ملکوت سے بڑھ کر زینت والا ہے۔ اس کی زمین معرفت ہے اور اس کا آسمان ایمان ہے اور اس کا سُورج شوق ہے اور اس کا چاند محبت ہے اور اس کے ستارے خطرات اور اس کا بادل عقل اور اس کا مینہ رحمت اور اس کے درخت بندگی اور اس کی نہریں اخلاص اور اس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان ہمت اور اس کے چار ارکان ہیں: توکل اور تفکر اور اُنس اور ذکر اور اس کے چار دروازے علم اور حلم اور صبر اور رضائے قلب میں ہیں۔

پس عرش اعظم کا یہ احترام و عزت ہے کہ اس کو عرش کریم اور رحیم کہا جاتا ہے۔ وہ عرش بھی یہی دل ہے، کہ جس کی تعریف بیان میں نہیں آسکتی۔

رباعی

اگر میں دل کی حقیقت بیان کروں، تو سو دفتروں میں تحریر نہیں ہوسکتی۔ دل کے اوصاف و کمالات سمندر اور زمین میں ہرگز نہیں سما سکتے۔

اے طالب صادق! تُو آ اور اپنی حالت (دل) کو اچھی طرح دیکھ، کہ وہ یعنی دل دُنیا میں آگیا کہ پاؤں اور سر بھی اس میں نہیں سما سکتے۔

بیت

دل کہ ز اسرار خدا غافل است دل نتوان گفت کہ مشت گل است

مصنفؒ میگوید کہ از مرشد کامل روز اول لوح طفل خوانی سیر قلب است وراہِ توحید ابتدا از قلب طلب کہ اہل قلب ہرگز نشود سلب، اما قلب بسیار قسم است: قلب قاری و قلب سر اسرار باری کہ صاحب قلب را دوام قلب مطالعہ قلب مطلق محرمیت معرفت احدیت صمدیت صراط المستقیم بانتہا قلب ہیچ کس نہ رسیدہ باشد بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دیگر ہر کرا بخشش و عطا شود از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث

اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلَاثَۃِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَّقَلْبٌ مُنِیْبٌ وَّقَلْبٌ شَہِیْدٌ اَمَّا قَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوٰی اللّٰہِ اَمَّا قَلْبُ الشَّہِیْدُ الَّذِیْ یَکُوْنُ فِیْ طَاعَۃِ اَبَدًا وَ اَمَّا قَلْبُ الْمُنِیْبُ الَّذِیْ فِیْہِ مَعْرِفَۃٌ فِیْ اَسْرَارُ الْعَارِفِیْنَ[1]

مصنفؒ میگوید کہ قلب کان صفا و صدق و راستی پر نور اللہ است کہ در آن کذب و نفاق و تاریکی و دروغ و ظلمت نہ گنجد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

کُنْ ثَابِتًا وَّمَعْدِنِ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَکُنْ فِیْ فِرْقَۃِ الْکَاذِبِیْنَ[2]

چون دل بذکر اللہ و بنام اللہ چنین خصلت گیرد، کبر، کذب، نفاق، طلب دنیا از دل مطلق بمیرد۔

---

[1] مشکوٰۃ [2] ایضاً

بیت

جو دل اسرار خداوندی سے بے خبر اور غافل ہے۔ اس کو دل نہیں کہا جاسکتا، وہ تو ایک مشت خاک ہے۔

مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ مرشد کامل سے پہلے ہی روز لوح طفل خوانی دل کی سیر ہے۔ اور توحید کی راہ کا آغاز دل سے طلب کر، کیونکہ صاحب دل ہرگز سلب نہیں ہوتا۔ اور قلب کی بہت سی اقسام ہیں۔ جیسا کہ قاری کا دل اور قلب سر اسرار باری تعالیٰ کہ صاحب قلب کو دائمی مطالعۂ قلب اور قلب مطلق محرمیت معرفت اور احدیت صمدیت صراط المستقیم کے اور انتہائے قلب کو کوئی نہ پہنچا ہوگا۔ سوائے حضور نبی کریم صاحب لولاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جس کسی دوسرے کو یہ بخشش اور عطا ہوجائے، تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی ہوگا۔

حدیث

"دل کی تین قسمیں ہیں: قلب کی پہلی قسم قلب سلیم ہے۔ قلب کی دوسری قسم قلب منیب ہے۔ قلب کی تیسری قسم قلب شہید ہے۔ لیکن قلب سلیم وہ ہے کہ اس میں ماسوا اللہ دوسرا نہیں ہے۔ اور لیکن قلب شہید وہ ہے کہ دائمی طور پر اطاعت الٰہی میں مشغول ہو۔ اور لیکن قلب منیب وہ ہے کہ جس میں معرفت خداوندی ہو۔" جس طرح کہ اسرار العارفین میں ہے۔"

مصنفؒ کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ قلب صفائی، صدق اور راستی کی کان ہے اور نور الٰہی سے بھرپور ہے۔ اس میں کذب، نفاق، تاریکی، جھوٹ اور ظلمت نہیں سما سکتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"ثابت قدم رہ اور کان اخلاق کا رہ اور جھوٹوں کے فرقہ سے مت ہو۔"

جب دل ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ایسی خصلت اختیار کرلیتا ہے، تو گھمنڈ، جھوٹ اور نفاق اس کے دل سے ختم ہوجاتے ہیں۔ اور طلب دنیا اس کے دل سے مطلق مرجاتی ہے۔

ابیات

ذکر فکرش در دلم پُر نور شُد — چون رفت فکرش معرفت مذکور شُد
این مقام عین را از عین بین — عین از آن عین است حق حق الیقین
باہُوؒ! چون شُد یقین یکتا وجود — روز ازلش کردہ ام با حق سجُود

❊

فقیران مست از آن روز الست باستماع قَالُوْا بَلٰی[1] ہ ورزیدہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[2] ہ رُوی دُنیا نہ دیدہ۔

ابیات

ہر کہ دارد مِلک خود نام خُدا — نام اللہ می برد با مصطفیٰؐ
ہر کہ دارد مِلک خود دُنیا تمام — درم دُنیا می برد دوزخ مقام

❊

ہر کہ وقت جان کندن تلخی و روز قیامت و عرصات بر پُلصراط یا ملک الموت عزرائیلؑ ملاقات یاد دارد و ہیچ چیز در ملک خود دارد و مال جامہ ہمہ فی سبیل اللہ تصرف کند و دم نہ زند۔

ابیات

از نام باہُوؒ دُنیا بگریزد دوام — زانکہ باہُوؒ غرق یاہُو ہر مدام

---

[1] سورہ الاعراف ۷ : ۱۷۲ [2] خطبات احمد جان

ابیات

اس کے ذکر فکر سے میرا دل نُور سے بھر گیا۔ جب فکر چلا گیا، تو مذکور کی معرفت حاصل ہو گئی۔

اس خاص مقام کو عین سے دیکھ۔ تیری ذات اس کی ذات سے وابستہ ہے۔ یہ یقیناً حق ہے۔

اے باہُوؒ! جب اس بے مثل وجود کا یقین ہو گیا، تو روز ازل سے ہی مَیں نے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ کو سجدہ کیا ہے۔

مست فقراء نے روز الست سے اس کے سُننے سے قَالُوْا بَلٰی قبول کیا جیسا کہ اس کی پہلے شان تھی، اب بھی ویسی ہے۔ (روز ازل سے) مَیں نے دُنیا کا مُنہ تک نہیں دیکھا۔

ابیات

جو کوئی اپنی ملکیت میں صرف اللہ کا ہی نام رکھتا ہے۔ تو اللہ کا نام اس کو حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتا ہے۔

جو مکمل دُنیا کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہے۔ تو یہ دولت دُنیا اس کو مقام دوزخ میں لے جاتی ہے۔

جو شخص کہ جانکنی کی تلخی کا وقت اور روز قیامت (حساب کتاب) و میدان حشر، پُلصراط اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کو یاد رکھتا ہے، تو ہر وُہ چیز کہ اس کی ملکیت میں ہوں، مال اسباب (مکان) اور کپڑا وغیرہ سب کا سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیتا ہے اور دم نہیں مارتا۔

ابیات

باہُوؒ کے نام سے دُنیا ہمیشہ بھاگتی ہے۔ اس لیے کہ باہُوؒ ہمیشہ یاہُو میں غرق (فنا) رہتا ہے۔

صد بار آفرین بلو بہ مادرش کہ اسم اُو باہُوؒ نہاد — باہُوؒ پسر بی بی راستیؒ کہ از ہُو شُد شاد

رحمت و غفران بود بر راستیؒ — راستیؒ از راستی آراستی

باہُوؒ را شد دست بیعت از ازل — گشت فارغ ترک دادہ از خلل

نہ قبای حق بدرویش و فقیر — می شناسد چشم زان روشن ضمیر

دل ز دل سختش شود باہم سخن — عارفان را زین سخن شُد انجمن

این چنین مراتب صاحبدل است ۔

ابیات

دل کہ جنبد می جنباند عرش را — عرش را دل فرش سازد زیر پا

تو نمیدانی کہ صاحب دل سلیم — عرش را عزت بود از دل سلیم

چون دل سلیم در جنبش بذکر اللہ زبان کشاید بآواز بلند حاملان عرش قلب ذکر اللہ بگویند جلّ جلالہٗ، و بگفتن جلّ جلالہٗ حاملان عرش بمعہ فرش در تحرک و جنبش در آیند۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ می فرماید: کہ ای حاملان عرش! چرا جنبید؟ حاملان التماس کنند خداوندا! تو بہتر می دانی۔ باز اللہ تعالیٰ می فرماید: کہ ای حاملان عرش! جنبش قلب دل سلیم و ذکر قلب و صفائی قلب و فراخی قلب و کشف قلب و روشنی از نظر رحمت من است۔ در ہر بار جنبش قلب بنام اللہ

سو بار اس کی والدہ ماجدہ پر آفرین جس نے اس کا نام باہُوؒ رکھا۔ اور باہُوؒ کی والدہ محترمہ کا نام نامی اسم گرامی بی بی راستیؒ ہے اور ہُو سے اس کا دل شاد ہُوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بی بی راستیؒ پر رحمت اور مغفرت ہو۔ (جنہوں نے ہمارا نام باہُوؒ رکھ کر تسمیہ کا حق ادا کیا) اے اللہ! تو ہی نے ہماری والدہ مائی راستیؒ صاحبہ کو (جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہے) راستی اور سچائی سے آراستہ کیا۔

باہُوؒ کو روز ازل سے دست بیعت ہوئی ہے۔ وُہ فارغ ہو گیا ہے۔ اور نقصان اس سے دُور ہے۔

درویش اور فقیر کے لیے جبہ و دستار یا چولہ کا ہونا ضروری نہیں۔ روشن دل والا انکو ان کی آنکھوں سے شناخت کر لیتا ہے۔

عام آدمیوں کا دل باہمی بحث و مباحثہ سے سخت ہو جاتا ہے۔ عارفوں کی گفتگو سے محفل جم جاتی ہے۔

صاحبدل کے مراتب یہ ہیں :-

ابیات

دل جب جنبش کرتا ہے۔ تو وُہ دل عرش کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ (اولیاء کا) دل عرش کو مسند کی طرح پاؤں کے نیچے کر دیتا ہے۔

تو نہیں جانتا کہ زندہ دل والا کتنی عظمت رکھتا ہے۔ سلامتی والے دل سے عرش کو عزت حاصل ہوتی ہے۔

جب قلب سلیم اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے زبان کھولتا ہے، تو بلند آواز سے حاملان عرش قلب ذکر الٰہی سے جلّ جلالہٗ کہتے ہیں۔ اور جلّ جلالہٗ کہنے سے حاملان عرش بمعہ فرش حرکت و جنبش میں آتے ہیں۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے: کہ اے حاملان عرش! تم نے کیوں جنبش کی؟ حاملان التماس کرتے ہیں کہ اے مالک! تو بہتر جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملان عرش! قلب سلیم کی جنبش، ذکر قلب، صفائی قلب، فراخی قلب، قلب کا کشف اور روشنی میری نگاہ رحمت سے ہے۔ اور دل کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ

ثواب ہفتاد ہزار ختم قرآن است۔ آن قلب کہ با حضور خلاص از وسوسہ و خطرات شیطانی است، بہ حضور قلب اللہ رو شنضمیر رُو نما عظمت ہر دو جہانی است۔

آری! طالب حیفہ صاحب کلب بسیار اند۔ آن است صاحب قلب لائق دیدار مشاہدہ بنور اللہ پروردگار۔ قلب ہر دم مشاہدہ نما است، نہ قلب بہ حُبّ دُنیا سر ہوا است۔ ذاکر قلبی شُدن نہ آسان کار است۔ در ذکر قلب مشاہدہ بنور اللہ سرّ اسرار عظیم اشتہار است۔ ہر دو جہان بمدّ نظر انتظار و قلب عارف باللہ بذکر نور اللہ عرش اکبر و با توحید اللہ تعالیٰ و با مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و با ہر انبیاء و اولیاء اللہ ہمچنان شامل و یکتا است، چنانچہ یگانہ حرف "ب" با حرف بسم است: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ ذکر قلب اللہ تعالیٰ بہ بیگانہ نمی دہد۔

اگر صاحب دل کہ تصرف دلہا دارد، چنانچہ اگر تمام عالم را نظر کند بیک نظر اُو ہمہ با علم عالم شوند۔ ہر کہ جاہل باشد، ہمہ بعلم از فیض اثر عالم و فاضل گردند و اگر نظر صاحب تصرف دل جانب عالمان کند، آنچہ عالمان بر رُوی زمین است، با یک نظر علم رسمی و کسبی از دل ایشان بر گیرد و بردارد کہ یک حرف مطلقاً نتواند خواند۔ ہم این مراتب ادنیٰ است، بلکہ حجاب اللہ و حجاب دو اند: حجاب ظاہری و حجاب باطنی۔ حجاب ظاہری ابتداء خواندن علم و انتہاء بر آمدن از علم و حجاب باطنی ابتداء خواندن ذکر و بر آمدن از ذکر بعلم و ذکر کہ آدمی محرم دل، عارف باللہ نمی شود۔

وعارف چہار حروفست۔ ع آ ر ف۔ از ع عبادت اللہ کہ ازان عبادت عین عبادت آنرا گویند کہ بعینہٖ بعین غرق وحدانیت تجلّی نور اللہ عین دریابد، ہر کہ

ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ہے۔ وُہ قلب جو باحضور ہے، وُہ وساوس اور خطرات شیطانی سے پاک ہے۔ وُہ رو شنضمیر قلب جس کو اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہے، وُہ دونوں جہانوں کی عظمت کا رُو نما ہے۔

ہاں! دُنیائے مُردار بدبُودار کے طالب کُتّے بہت ہیں۔ وُہ ہے صاحب قلب لائق دیدار، جو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نُور کے مشاہدہ میں غرق ہو۔ وُہ قلب ہر دم مشاہدہ نُما ہے۔ نہ وُہ قلب کہ جس میں حُبّ دُنیا ہے اور نفسانی خواہشات سے بھرا ہُوا ہے۔ قلبی ذاکر ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ ذکر قلب میں اللہ تعالیٰ کے نُور کا مشاہدہ سرّ اسرار اور ایک عظیم اشتہار ہے۔ ہر دو جہان اس کے مدّ نظر اور انتظار میں ہیں۔ اور عارف باللہ کا قلب اللہ تعالیٰ کے نُور کے ساتھ عرش اعظم ہے۔ اور توحید باری تعالیٰ کے ساتھ اور حضور پُر نُور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے ساتھ اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ شامل اور یکتا ہے، جس طرح کہ ایک حرف "ب" حرف ب س م کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے۔

اگر صاحبِ دل جو دلوں پر تصرف رکھتا ہے، چنانچہ تمام عالم کو (شفقت) کی نظر کرے تو اس کی ایک نظر سے تمام علم (باعمل) کے ساتھ عالم ہو جائیں گے۔ اور جو کوئی جاہل ہوگا، سب علم کے ساتھ اس کے فیض اثر سے عالم اور فاضل ہو جائیں گے اور اگر صاحب تصرف دل کی نظر جہان کے علماء پر کرے، تو ایک نظر میں تمام علماء جو روئے زمین پر ہیں۔ اُن کے دل سے علم رسمی و علم کسبی پکڑ لے اور اٹھا لے کہ مطلقاً ایک حرف بھی نہ پڑھ سکیں۔ اور یہ بھی اولیٰ مراتب ہیں۔ بلکہ حجاب الٰہی ہے۔ اور حجاب کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک حجاب ظاہری اور ایک حجاب باطنی۔ حجاب ظاہری ابتدائے علم کے پڑھنے سے اور انتہاء علم سے نکلنے کی۔ اور حجاب باطنی ابتدائے ذکر کے پڑھنے کی اور انتہاء نکلنے کے ذکر سے (پس) علم اور ذکر سے آدمی محرم دل تو ہو جاتا ہے، لیکن عارف باللہ نہیں ہو سکتا۔

(اے طالب صادق!) عارف چار حروف میں منقسم ہے:۔ ع آ ر ف۔ حرف "ع" سے عبادت الٰہی مُراد ہے۔ کہ جس سے عبادت عین بھی مُراد ہے۔ اور عبادت عین وُہ ہے کہ جس کا عین وحدانیت میں غرق ہو، اور اس تجلّی سے عین اللہ کا نُور پائے جس نے

عین را دریافت، عین شناخت۔ ہر کہ عین رب را شناخت، عین عارف اللہ گشت۔ از حرف "ا" الفت نگیرد بدیگری جز حق و از حرف "ر" راز بین حق الیقین گردد و از حرف "ف" فوت نشود از و عبادت ظاہری فرض واجب سنت و مستحب۔ ہر کہ بدین صفت موصوف عارف باللہ رب والا نہ ہمچون کلب بی ادب۔

عارف شدن نہ آسان کار۔ در معرفت الٰہی عظیم سر اسرار۔

چون قلب دل بزندگی مشاہدۂ نور اللہ ذکر اللہ بیدار شود، از ازل تا ابد ہرگز خواب و غفلت نہ گیرد و سلب نہ شود و ہرگز نمیرد۔

مثنوی

عارفان را خواب از بیدار بہ — خواب ایشان جنت دیدار بہ
زندہ جان و مردہ تن را نیست خواب — خواب نتوان گفت مطلق بی حجاب

کہ ذاکر قلبی غریق کلیہ توفیق مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا[1] و عقل کل آنرا گویند کہ در و ہر علم و ہر مراتب و ہر کلام پیچیدہ باشد۔ این را علم کلی گویند یعنی علم لدنی و علم لدنی نتیجۂ انبیاء و اولیاء عارف باللہ است و علماء را عقل، بلکہ از مطالعہ مطلع زیادہ تر گردد و کافران را عقل جنونیت شیطانیت کہ درین عقل ترقی دنیا است وَهُوَ النَّفْسُ فِي النَّارِ فِي السَّقَرِ و دھقان و جاہلان را عقل وحشی نشود و صاحب غریق ہر کہ غریق کہ قلب او قالب شود و قلب قالب ہر دو لباس روح پوشند۔ چون قلب لباس روح

[1] کتاب شرح برزخ

عین کو پالیا، اس نے پروردگار کو پہچان لیا، اور جس کسی نے عین رب کو پہچان لیا، وہ عین عارف باللہ ہوگیا۔ حرف "الف" سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی سے ماسوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبت نہ کرے۔ اور حرف "ر" سے راز بین اور حق الیقین ہوجاتا ہے۔ اور حرف "ف" سے مراد یہ ہے کہ اس سے عبادت ظاہری، فرض، واجب سنت اور مستحب فوت نہ ہوں۔ جو شخص ان صفات سے متصف ہے، وہ عارف باللہ رب ہے، ورنہ نہیں، بلکہ وہ بے ادب کتے کی طرح ہے۔

عارف ہونا آسان کام نہیں ہے۔ معرفت الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے راز ہیں۔

جب (ولی اللہ) کا قلب زندگی کے ساتھ نور الٰہی کے مشاہدہ سے اور ذکر اللہ سے بیدار ہوجاتا ہے، تو ازل سے ابد تک ہرگز خواب و غفلت میں نہیں پڑتا اور سلب نہیں ہوتا۔ اور ہرگز نہیں مرتا۔

مثنوی

عارفوں کی نیند دوسروں کی شب بیداری سے بہتر ہے۔ اور ان کا خواب جنت کے دیدار سے بہتر ہے۔

جس نے اپنے نفس و جسم کو مار کر روح کو زندہ کرلیا، اس کو خواب نہیں ہے۔ اس کو خواب نہیں کہا جاسکتا، وہ تو مطلق بے حجاب (ظاہر میں) دیکھتا ہے۔

اور ذکر قلبی غریق کلیہ توفیق مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) ہے۔ اور عقل کل اس کو کہتے ہیں کہ جس میں ہر علم، ہر مراتب اور ہر کلام پیچیدہ ہو۔ اس کو علم کلی (بھی) کہتے ہیں یعنی علم لدنی اور علم لدنی انبیائے کرام، اولیائے عظام اور عارف باللہ کا نتیجہ ہے۔ اور علمائے کرام کی عقل، ان کے مطالعۂ علم سے بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ اور کفار کی عقل اور علم جنونیت شیطانی سے ہے کہ اس عقل میں دنیا کی ترقی کی خواہش پائی جاتی ہے۔ ارشاد گرامی ہے: "اور نفس کی خواہش دوزخ میں ہے۔" اور کسانوں اور جاہلوں کی عقل وحشی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن صاحب غریق جو کہ قلب اس کا قالب میں غریق ہو اور قلب اور قالب دونوں روح کا لباس پہنیں، تو جب قلب روح کا لباس

پوشد، در ملک عظیم قلب بسیر و مشاہدہ در آید، چنانچہ باطن بہ بیند ظاہر نماید۔ این را صاحب دل گویند کہ دلیل توجہ عقل اُو موافق نقل باشد کہ دل را پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم قلزم فرمودہ۔

مثنوی

دل بہ تدبیر خرد نتوان یافت — بگذر از خود کہ بخود نتوان یافت
بہ چراغی کہ شوی روی براہ — میکند دود دلت خانہ سیاہ
بہتر آنست کہ خود را سوزی — کہ بہ تحصیل چراغ افروزی

ابیات مصنفؒ

ہر کتابی نکتہ از دل کتاب — دل کتابی دفتری حق بی حجاب
دلی از معرفت سر الٰہی — دلی کاغذ باسرار الٰہی
سیاہی در سفیدی نور گردد — دو چشمی یک نظر منظور گردد
کہ بی کاغذ سیاہی دل کتاب است — مطالعۂ دل کتابی بی حجاب است
کسی زین علم عالم علم خواند — بہر دو عالمی آن زندہ ماند

درمیان بندہ و خدا دیوار و کوہ راہ فرسنگ نیست فِیمَا بَیْنَ الْعَبْدِ وَ

پہنے، تو (گویا) وہ قلب کے عظیم ملک میں سیر و مشاہدہ کیلئے آتا ہے۔ چنانچہ باطن جو کچھ دیکھتا ہے، وہ ظاہر دکھائی دیتا ہے۔ اس کو صاحب دل کہتے ہیں، کیونکہ دلیل و توجہ اس کی عقل کے مطابق نقل کے ہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کو سمندر فرمایا ہے۔

مثنوی

(انسان) دل کی حقیقت کو اپنی تدابیر سے معلوم نہیں کر سکتا۔ تُو اپنے آپ کو فنا کر دے، کہ تُو خود کو بھی نہ پا سکے۔
وہ چراغ بہتر ہے کہ تجھ کو راستہ دکھائے، ورنہ تُو اپنے دل کے گھر کو اس کے دھوئیں سے سیاہ کرے گا۔
بہتر یہ ہے کہ اپنے آپ کو جلائے۔ اُس کے حصول سے تُو (گویا) چراغ (دل) کو منور کرے گا۔

ابیات مصنفؒ (فقیر باہوؒ)

ہر کتاب دل کی کتاب کا ایک نکتہ ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کے بے حجاب دفتروں میں سے ایک کتاب ہے۔
دل اللہ تعالیٰ کے اسرار کی معرفت کیلئے ہے۔ دل کاغذ ہے۔ اس کے اسرار الٰہیہ ہیں۔
تیرے دل کی سیاہی سفیدی میں بدل کر نور ہو جائیگی۔ اگر منظور ہو جائے تو (در اصل) دونوں آنکھوں کی ایک ہی نظر ہوتی ہے۔
بغیر کاغذ اور سیاہی کے دل ایک کتاب ہے۔ دل کی کتاب کا مطالعہ کر، جس پر کوئی پردہ نہیں ہے۔
جس کسی نے اس عالم کے علم سے علم کو پڑھا۔ وہ دونوں جہان دُنیا و آخرت میں زندہ رہ گیا۔
(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندہ کے درمیان میں

بَیْنَ اللّٰہِ حجاب پردۂ پیاز است۔ پردۂ پیاز را پارہ کردن چہ مشکل است بنظر مُرشد کامل صاحب راز۔ امّا بشرط آنکہ طالب باید بدین آثار عالم فاضل حافظ و متقی و پرہیزگار، برای آنکہ نکتہ کشایندۂ علم ظاہر و باطن خیلی دشوار والّا نہ جاہلان ہزاران ہزار بیک نظر دیوانہ و مست کردن چہ مشکل کار، از برای آنکہ طالب العلم طالب المولیٰ بجز امتحان مشاہدۂ حقیقی و سر اسرار از راہ معرفت الٰہی تحقیقی ہرگز نشود۔ طالب مولیٰ چون راہ باطنی صفا بہ بیند، میشود از ہمہ اولیٰ۔ این نیز مراتب صاحب قلب است۔

حدیث قدسی

قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی [1]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی [2]

آدمی ہرگز بمراتب فقیری نمی رسد، تا آنکہ سُلطان الفقر کہ در باطن آن صُورت سر است۔ کسانی را کہ سلطان الفقر در بغل نگیرد و روئی نہ نماید و تلقین نکند و تعلیم نہ فرماید، اگر سر بسنگ زند بریاضت بجز اشارت سلطان الفقر ہرگز از و بوئی فقر نمی رسد کہ سلطان الفقر دوام بہ صحبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است۔ این نیز امداد از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم است سلطان الفقراء چنانچہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ہر کہ این دو طائفۂ امت مرا علماء عامل و فقراء کامل کہ ہر دو ستون دین اند، بایشان ہم صحبت شود و تعلیم تلقین از ایشان گیرد، روز قیامت ہرگز پریشان نشود۔ معلوم باید کرد کہ عابد جاہل را معرفت مولیٰ ہرگز نصیب نمی شود۔ آنچہ کشف غیب گوید، از جنونیت و استدراج است۔ فقیہ عالم بہتر است از بیست ہزار عابد جاہل و اگر ہمچنان عابدان قائم اللیل و صائم

[1] تفسیر روح البیان جلد ۱۶، ص ۲ ۔ [2] سورہ طٰہٰ ، ۲۰ : ۵

دیوار، پہاڑ اور کوسوں کی راہ نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پیاز کے پردے کے برابر پردہ ہے۔ اور صاحب راز مُرشد کامل کی نگاہ سے پیاز کا پردہ ٹکڑے ٹکڑے کرنا کونسا دشوار ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ طالب ہونا ضروری ہے۔ ان آثار کے ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقی اور پرہیزگار۔ اس لیے کہ ظاہری اور باطنی علم سے ایک نکتہ کا منکشف کرنا بہت مشکل ہے۔ وگرنہ ہزاروں جاہلوں کو ایک نظر میں دیوانہ اور مست بنا دینا کیا مشکل کام ہے؟ اس لیے کہ طالب مولیٰ کی طلب کے ساتھ ماسوائے امتحان مشاہدۂ حقیقی اور سر اسرار معرفت خداوندی کی تحقیق ہرگز نہیں ہوتی۔ طالب مولیٰ جب راہ باطنی صفا دیکھتا ہے، تو سب سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ مراتب بھی صاحب قلب کے ہیں۔

حدیث قدسی

"مؤمن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا"۔

آدمی ہرگز مراتب فقیری پر نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ سلطان الفقر اس کے باطن میں صُورت سر کے ہے۔ ان لوگوں کو جن کو کہ سلطان الفقر بغل میں نہ لیں اور مُنہ نہ دکھائیں اور تعلیم و تلقین نہ فرمائیں۔ اگر محنت کے ساتھ سر پر پتھر ماریں، ماسوائے اشارۂ سلطان الفقر کے ہرگز ان کو بوئے فقر تک نہیں پہنچتی۔ اس لیے کہ سلطان الفقر دائمی طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ یہ استعانت بھی سلطان الفقراء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان دو طائفہ کو یعنی میری اُمت کے علماء عامل اور فقراء کامل جو کہ دونوں دین کے ستون ہیں۔ انکے ہم صحبت ہو، اور ان سے تعلیم و تلقین قبول کرے، وہ بروز قیامت

جاننا چاہیے کہ جاہل عابد کو معرفت مولیٰ ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔ اور جو کچھ وہ جاہل عابد غیب کا کشف کہتا ہے، وہ جنونیت و استدراج ہے۔ بیس ہزار عابد جاہل سے ایک عالم فقیہ بہتر ہے۔ اور اگر اسی طرح عابدان قائم اللیل اور صائم الدھر

الدّھر باشند وبیست ہزار عالم فقیہہ جمع کنی، ہرگز بمرتبۂ عارف باللہ نمی رسند عارف باللہ آنرا گویند کہ ابتدا، علماء عامل و انتہا، فقیر کامل و کامل آنرا گویند کہ ہرچہ دُنیا و کلام ربانی، معرفت الٰہی باشد، تصرف کند، کم نگردد۔ کمالیت کامل اینست۔ کامل صاحب علم بالیقین است۔ نہ ہمچون جاہل بی دین است۔

بادشاہی بُود کہ مُرشد کامل داشت۔ کسانی را گفت کہ برو بہ بین مُرشد ما چہ چیز مشغول است، آن کس رفتہ دید کہ بر مصلّٰی کہ بجای شیخ سگ نشستہ۔ این خبر بہ بادشاہ رسیدہ۔ بادشاہ گفت کسی دیگر رو و دیگری را فرستادند۔ این نیز رفتہ دید کہ بر مصلّٰی بجای شیخ خوک نشستہ۔ آمدہ بہ بادشاہ گفت۔ بادشاہ خود رفت۔ بادشاہ دید کہ بر مصلّٰی بر جای شیخ نشستہ۔ این حقیقت بادشاہ پیش شیخ مُرشد خود گفت۔ شیخ جواب داد کہ ای بادشاہ! آن کسی کہ مرا سگ دیدہ، طالب دُنیا است و آن کسی کہ مرا خوک دیدہ آن دیوث است۔

مُصنّفؒ میگوید کہ فقراء مثل آئینہ اند۔ ہر صُورتی کہ فقیر را بہ بیند، حقیقت صورت خویش پیش نماید و ہر کہ فقیر را بی برکت داند و خالی، آن از ہر دو جہان خالی و بی برکت است۔ اما فقیر باید کہ بر نفس امیر نہ خود پرست و اسیر۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

این خطاب دل است و اہل دل را راہ تصدیق القلب است و محبت یک صُورتی دارد، چنانچہ صُورت انسان از گرسنگی خورد گوشت جان و از تشنگی نوشد خون جگر و از برہنگی بہ پوشد لباس عبرت و حیرت و محبت ہمین صُورت است کہ پای طلب دارد و سر سر دارد و سینہ بی کینہ صفا دارد و چشم معرفت الٰہی دارد و دل رحیم روشن ضمیر سلیم با ارادت یقین دارد و یقین کرا گویند کہ عبادت را بہ

یعنی شب زندہ داروں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والوں، اور بیس ہزار عالم فقیہہ کو تو جمع کرے۔ تو ہرگز ایک عارف باللہ کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور عارف باللہ وہ ہے کہ ابتداً عامل عالم اور انتہا میں فقیر کامل ہو۔ اور کامل اس کو کہتے ہیں کہ جو کچھ دُنیا اور کلام الٰہی اور معرفت خداوندی ہو، اس میں تصرف کرے، کم نہ ہو، کمالیت سے کامل یہ ہے کہ کامل صاحب علم بالیقین ہے، نہ کہ مثل جاہل کے بے دین ہے۔

(کہتے ہیں کہ) ایک بادشاہ تھا، جو ایک پیر کامل رکھتا تھا۔ بادشاہ نے کسی کو کہا کہ جاکر دیکھو کہ ہمارا مُرشد کس کام میں مشغول ہے۔ وُہ شخص گیا اور اس نے دیکھا، کہ مصلّٰی پر شیخ کی جگہ کُتا بیٹھا ہُوا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو دی گئی۔ پھر بادشاہ نے کہا: کہ کوئی دوسرا شخص جائے۔ چنانچہ دوسرا آدمی بھیجا گیا۔ اس نے بھی جاکر دیکھا کہ مُرشد کے مصلّٰی پر سؤر بیٹھا ہُوا ہے۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی۔ بادشاہ خود گیا اور جاکر دیکھا کہ مصلّٰی کی جگہ پر شیخ بیٹھا ہُوا ہے۔ یہ حقیقت (یعنی تمام واقعات) بادشاہ نے مُرشد کی خدمت میں خود عرض کر دیے۔ شیخ نے یہ سُن کر کہا: کہ اے بادشاہ! وُہ شخص جس نے مجھے کُتا دیکھا، وُہ طالب دُنیا ہے اور وُہ شخص جس نے مجھے سؤر دیکھا، وُہ دیو شیطان ہے۔

مصنّفؒ کتاب (باہُو فقیر) کہتا ہے کہ فقراء آئینہ کی طرح ہیں، جس صُورت میں فقیر کو دیکھے، اپنی صُورت کی حقیقت نظر کے آگے دکھائی دیتی ہے۔ پس جو کوئی کہ فقیر کو بے برکت اور خالی سمجھے، وُہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی ہے۔ لیکن فقیر کے لیے ضروری ہے۔ کہ وُہ اپنے نفس پر غالب ہو، نہ کہ خود پرست و اسیر ہو۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

(اے طالب صادق!) یہ خطاب دل کا ہے۔ اور اہل دل کی راہ تصدیق قلب ہے۔ اور محبت ایک صُورت رکھتی ہے۔ جیسا کہ صُورت انسان بھوک کی وجہ سے جان کا گوشت کھا لیتی ہے اور پیاس سے جگر کا خون پیتی ہے۔ اور برہنگی سے عبرت اور حیرت کا لباس پہنتی ہے محبت کی بھی یہی صُورت ہے۔ کہ پاؤں کی طلب رکھتی ہے اور سر کا خیال رکھتی ہے اور سینہ بے کینہ صفا رکھتی ہے اور معرفت خداوندی کی آنکھ رکھتی ہے۔ اور دل رحیم روشن ضمیر اور سلیم ارادت کے ساتھ یقین رکھتی ہے اور

یقین برد و یقین مقام منتہی ارواح مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا یعنی ہر کہ بمقام یقین رسد، مجلس آنرا بارواح انبیاء و اولیاء اللہ شود و یقین مقام مرگ را گویند کہ بعد از مُردن مراتب یقین شود یا مقام سجین یا مقام علیین۔ پس خاص یقین یگانگت حق و صاحب یقین را زبان ہر مقام مفتاح وارد و دست کرم وارد و گویائی، آواز شوق اشتیاق مشتاق دیدار پروردگار دارد و نظر اُو رحمت اللہ تاثیر دارد و دم اُو دم پُر درد و آہ محبت حرارت است، آتش کہ سوز آہ از آتش دوزخ سخت تر است کہ شب و روز سوزش اُو می خورد گوشت و پوست۔ ہر رگ وجود اعضا را چنان میخورد، چنانچہ می خورد آتش ہیزم خُشک را۔

پس ای زاہد مدّعی! ریاضت باطنی طلب کُن کہ ریاضت باطنی خاص تمام و از ریاضت ظاہری بغوغا ریا عوام است۔

فرد

دلی با حضوری شکم پُر طعام — کہ اینست معراج واصل تمام
کہ واصل منتہی را گرسنگی و سیری برابر است۔

بیت

دلی پُر خطر را شکم بی طعام — ریاست بناموس کفر است تمام

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ[1]

[1] مشکوٰۃ، ص ۴۵۵

یقین کس کو کہتے ہیں؟ جو عبادت کو یقین تک لے جاتا ہے۔ اور یقین مقام منتہی ارواح مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا ہے۔ یعنی جو کہ یقین کے مقام تک پہنچائے۔ اس کی مجلس انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین مقام موت کو کہتے ہیں، کہ موت کے بعد یقین کے مراتب کا مقام ہوتا ہے۔ یا مقام سجین یا مقام علیین۔ پس یقین خاص یگانگت حق رکھتا ہے۔ اور صاحب یقین کو زبان ہر مقام کی کُنجی رکھتا ہے۔ اور دست کرم رکھتا ہے اور گویائی اور آواز شوق اشتیاق اور مشتاق دیدار پروردگار رکھتا ہے۔ اور اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اسکا دم، دم پُر درد اور محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے اور محبت کی آگ آہ سوز ہے، جو کہ آتش دوزخ سے زیادہ سخت ہے۔ اور اس کی سوزش شب و روز گوشت و پوست کھاتی ہے۔ اور اسکے اعضاء کے ہر رگ وجود کو اس طرح کھا جاتی ہے، جیسا کہ خُشک لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔

پس اے زاہد مدّعی! ریاضت باطنی کی طلب کر، کیونکہ ریاضت باطنی خاص و تمام ہے اور ریاضت ظاہری چرچا اور ریائے عوام کے ساتھ ہے۔

فرد

دل حضوری رکھتا ہے اور پیٹ کھانے سے پُر ہے۔ یہی واصل باللہ کی معراج تمام ہے۔
کیونکہ واصل منتہی کے لیے گرسنگی (بھوک) اور سیری (سیر ہونا) برابر ہے۔

بیت

دل وساوس اور تفکرات سے لبریز ہے۔ (اور) نام و ناموس کی خاطر ریاضت کرنا کفر تمام ہے۔
حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:۔
"ریا کفر سے زیادہ سخت ہے۔"

، ہیچ ریاضت و مجاہدہ از محبت و آتش عشق و گرمی ذکر خفیہ سخت تر نباشد
و آن کس داند کہ بدین مراتب قرب معرفت مولیٰ رسیدہ و اشتیاق محبت حق
ورزیدہ باشد، صاحب محبت معرفت راز الٰہی ۔ بی محبت محروم از معرفت
مولیٰ گمراہی ۔

بیت

باہُوؒ باکسی گردد محبت حق مدام موت آنجا می نیاید والسلام

کہ موت ایشان وصل است و وصل ایشان از اسم اللہ اصل است، صاحب
محبت را دوام معرفت مولیٰ معراج تمام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] مُردہ تن و زندہ
دل بذکر اللہ تعالیٰ ۔

بدین طریق مراتب ذکر خفیہ است ۔ و ذکر خفیہ بعضی بدم گفتند و ذکر خفیہ بعضی بہ قلب
دل گفتند و ذکر خفیہ بعضی بروح گفتند و ذکر خفیہ بعضی بسر گفتند کہ ذکر سر صرصر باد از سر تا قدم
وجود ذاکر می جنباند، چنانچہ باد می جنباند درخت را ۔

مصنف فقیر باہُوؒ میگوید کہ ذکر خفیہ نہ بدم و نہ بقلب و نہ بروح و نہ بسر ہیچ تعلق
ندارد و ذکر خفیہ اسم اللہ غیر مخلوق، از تصور تصرف اسم اللہ بدیدن از اسم اللہ تجلی نور
اللہ مشاہدۂ ربوبیت نور جمال اللہ دیدار، از برکت ذکر خفیہ بر دل روشن و اظہار
کہ مثل اُو بستہ نشود، از ہیچ آثار پروردگار، ذاکر خفیہ باطن غرق و ظاہر باشریعت
ہشیار کہ صاحب شریعت لائق دیدار و اہل بدعت لائق دوزخ و نار و ہر کہ غرق
بنور اللہ دیدار باخبر باشد ہشیار ۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمودہ است :۔

[1] کتاب شرح برزخ

کوئی ریاضت و مجاہدہ محبت اور عشق کی آگ اور مخفی ذکر کی گرمی سے سخت تر
نہیں ہے ۔ اور وہ شخص جانتا ہے کہ وہ ان مراتب کے ساتھ معرفت مولیٰ کے
قریب پہنچا ہے ۔ حق تعالیٰ نے محبت الٰہی اور اشتیاق خداوندی کو قبول کیا ہے ۔
صاحب محبت معرفت راز الٰہی کو پالیتا ہے ۔ لیکن بے محبت معرفت مولیٰ
سے محروم اور گمراہ رہتا ہے ۔

بیت

اے باہُوؒ! جس کسی کو حق تعالیٰ کی محبت ہمیشہ کے لیے حاصل ہوگئی (پس) اُسکو
موت نہیں آتی ۔ وہ سلامتی والا ہے ۔

کیونکہ موت اُنکی وصل ہے ۔ اور ان کا وصل اللہ تعالیٰ کے نام سے اصل
ہے ۔ صاحب محبت کو ہمیشہ معرفت مولیٰ کی معراج تمام ہے "مرنے سے پہلے
مرجاؤ" کے مصداق مُردہ تن اور زندہ دل اللہ تعالیٰ کیساتھ ہے ۔

اس طریقہ کے مراتب ذکر خفیہ کے ہیں ۔ اور ذکر خفیہ کو بعضوں نے دم سے
نسبت دی ہے اور بعضوں نے قلب و دل سے اور ذکر خفیہ کو بعضوں نے رُوح
سے منسلک کیا ہے ۔ اور بعضوں نے سر سے کہا ہے کیونکہ ذکر سر کی تیز ہوا ذاکر کے
وجود کو سر سے قدم تک ہلا کر رکھ دیتی ہے ، جیسا کہ ہوا درخت کو ہلا دیتی ہے ۔

مصنف کتاب فقیر باہُوؒ کہتے ہیں کہ ذکر خفی نہ دم سے اور نہ قلب سے اور
نہ رُوح سے اور نہ سر سے کوئی تعلق رکھتا ہے ۔ اور ذکر خفی اسم اللہ غیر مخلوق ہے ۔
اسم اللہ کے تصور اور تصرف سے اور اسم اللہ تجلی نور اللہ کے دیکھنے سے نور جمال
الٰہی کے دیدار کی ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے ۔ ذکر خفیہ کی برکت سے دل روشن
اور منور ہو جاتا ہے ، کہ جس کی مثال پروردگار کے کسی آثار سے نہیں دی جا سکتی ۔
ذاکر خفیہ باطن میں مستغرق رہتا ہے ۔ اور ظاہراً باشریعت ہوشیار ہوتا ہے ۔ کیونکہ
صاحب شریعت لائق دیدار ہوتا ہے ۔ اور اہل بدعت دوزخ اور آگ کے لائق
ہے ۔ اور جو کوئی نور اللہ کے دیدار میں غرق ہے ، وہ ہوشیار اور باخبر ہوتا ہے ۔
چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ۔

ہر کرا بدین طریق ذکر خفیہ باشد، آن را ذاکر دوام صاحب وصال جمال اللہ گویند و ہر کہ بدین طریق ذکر خفیہ ندارد، ذکر آنرا مثل خواب خیال۔

دیگر خاصیت ذاکر خفیہ اینست کہ آنرا از حقیقت کار دینی و دنیوی از دل آگاہی باشد، از راہ آگاہی، چنانچہ گوید ہمان طور شود و دیگر خاصیت ذاکر خفیہ را اینست کہ دل اُو بہ ہیچ چیز میل نکند و نگیرد بجز حق تعالیٰ و دیگر خاصیت ذاکر خفیہ را اینست کہ از دہان اُو قال اللہ قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم برآید بالیقین است و نور تابان روشن بر جبین است و دیگر خاصیت ذاکر خفیہ اینست کہ در دل اُو ہر مجلس انبیاء و اولیاء اللہ را طلب کند در مراقبہ و یا بخواب میسر کند و ملاقات کند و جواب باصواب گیرد و ذاکر خفیہ در خلق ہمچنان گم و پنہان باشد، چنانچہ اسم اعظم پنہان در قرآن و شب قدر در رمضان۔

بیت

باہُو می شناسد مرد را از راہ راز　　چون می شناسد شاہ را از بی نیاز

ذکر خفیہ نصیحت، وعظ، صوت، آواز نیست۔ ذکر خفیہ معرفت الٰہی، مشاہدۂ قُرب حضور، نُور راز است۔ ذاکر خفیہ صاحب زاد است و صاحب آزاد است۔ و باطن آباد است و با شوق شغل اللہ شاد است و ذاکر خفیہ در علم عامل و در فقر، معرفت الٰہی کامل و حوصلہ وسیع، بار بردار بحق حامل و دیگر خاصیت ذاکر خفیہ را اینست کہ چہار نظر دارد۔

نظر ازل، نظر ابد، نظر دُنیا، نظر عقبیٰ۔

بہ کسی کہ از راہ اخلاص نظر کند، بمطالب طالب اللہ را بانظر بر یک مراتب رساند۔ و خود دوام غرق بتوحید باشد کہ اینست ذاکر خفیہ با شریعت شاہراہ۔ و

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

جس کو اس طریقہ سے ذکر خفی حاصل ہو، اسے ذاکر دوام صاحب وصال جمال اللہ کہتے ہیں اور جو کوئی اس طریق سے ذکر خفی نہ کرے، اس کا ذکر خواب و خیال کی طرح ہے۔

ذکر خفی کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ اس کو دینی اور دنیوی امور کی حقیقت کے متعلق دل سے آگاہی ہو۔ آگاہی کی راہ سے جس طرح کہ کہے اسی طرح سے ہو۔ ذاکر خفی کی دیگر خاصیت یہ ہے۔ کہ اس کا دل کسی چیز کی طرح راغب نہ ہو اور نہ میلان رکھے بجز حق تعالیٰ سبحانہٗ کے۔ ذاکر خفیہ کی دیگر خاصیت یہ ہے کہ اس کے مُنہ سے قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے کہ بالیقین ہے۔ اور چمکتا ہوا نور اسکی پیشانی پر ہے۔ ذاکر خفیہ کی دیگر خاصیت یہ ہے کہ اس کا دل مراقبہ میں یا خواب میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجلس کو طلب کرے، میسر کرے اور ملاقات کرے۔ اور جواب باصواب حاصل کرے اور ذاکر خفیہ خلقت میں اسی طرح گُم اور پوشیدہ ہو، جس طرح کہ اسم اعظم قرآن مجید میں اور شب قدر ماہ رمضان میں پنہاں ہے۔

بیت

باہُو مرد کو راہ راز سے پہچان لیتا ہے۔ جس طرح کہ بادشاہ ان لوگوں کو پہچانتا ہے، جو اس سے بے نیاز ہیں۔

ذکر خفیہ پند و نصیحت، صوت و آواز نہیں ہے۔ (بلکہ) ذکر خفیہ معرفت خداوندی، مشاہدۂ قُرب حضور اور نُور راز ہے۔ ذاکر خفیہ صاحبزاد اور صاحب آزاد ہے۔ اور باطن آباد ہے۔ اور شوق شغل اللہ کے ساتھ شاد ہے۔ اور ذاکر خفیہ علم میں عامل اور فقر میں اور معرفت الٰہی میں کامل اور حوصلہ وسیع اور بار بردار حق کے ساتھ حامل ہے۔ اور ذاکر خفیہ کی دیگر خاصیت یہ ہے کہ وُہ چار نظر رکھتا ہے:۔

نظر ازل، نظر ابد، نظر دُنیا اور نظر عقبیٰ۔

(پس) ذاکر خفیہ جس کسی کے ساتھ کہ از راہ اخلاص نظر کرے، تو طالب اللہ کو ایک نظر کے ساتھ اس کے مطالب اور ہر ایک مراتب تک پہنچا دے۔ اور خود

ذاکر خفیہ را نہ خوف از خوف و نہ رجاء از رجاء۔ دوام غرق بخدا۔ ذکر خفیہ مراتب اولیاء اللہ است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [1]

الف حرفیست اللہ کہ ہر دو جہان را از آن حرف شرفیست۔ محبت و معرفت الٰہی حرفیست۔ لطیفہ شریفہ کہ غیب الغیب از دل می خیزد کہ دل، مطلق خواب نمی دہد، دل عارفان بیدار از ازل تا ابد از مہد تا لحد۔ درین راہ جاہل مردہ دل خلاف شرع و طالب دنیا نتوان رفت کہ دل را کلید است کلید محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بدست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد بجز دست بیعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و باجازت و بصداقت و ارادت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قلب و ذکر قلب حاصل نشود اگرچہ کسی بریاضت تمام عمر سر بسنگ زند و اصل۔ این طریق دل را شفقت گویند دلی کہ پر نور اللہ باشد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا [2]

ہر کہ تفکر ازین دل پر نور اللہ ذکر اللہ خیزد، این چنین تفکر تعلق نہ بہ ازل دارد و نہ بہ ابد و نہ بدنیا دارد و نہ بہ عقبیٰ۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لَذَّةُ الْاَفْكَارِ خَيْرٌ مِّنْ لَذَّةِ الْاَبْكَارِ [3]

این تفکر منتہی خاصہ خاص الخاص محمد لیست صلی اللہ علیہ وسلم، غرق مع اللہ بخدا

---

[1] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲ [2] سورہ یوسف، ۱۲ : ۳۰ [3] الحدیث

دائمی طور پر توحید میں غرق ہو۔ یہ ہیں ذاکر خفیہ با شریعت شاہراہ کے مراتب، اور ذاکر خفیہ کو نہ خوف، خوف سے اور نہ رجا رجا سے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ میں غرق رہتا ہے۔ ذکر خفیہ مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔"

(جاننا چاہیے کہ) الف اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک حرف ہے۔ اور دونوں جہانوں کو اسی حرف سے بزرگی حاصل ہے۔ محبت اور معرفت الٰہی بھی اسی حرف سے ہے۔ غیب الغیب کا لطیفہ شریفہ دل سے اٹھتا ہے، جو دل کو مطلقاً سونے نہیں دیتا۔ عارفوں کے دل ازل سے ابد تک اور پنگھوڑے سے قبر تک بیدار رہتے ہیں۔ اور اس راہ میں جاہل مردہ دل خلاف شرع اور طالب دنیا نہیں چل سکتا۔ کیونکہ دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چابی سے مزین ہے۔ اور وہ چابی حضور پر نور کے دست پاک میں ہے پس دست بیعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اور اجازت و صداقت و ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اور ذکر قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کوئی شخص تمام عمر ریاضت کے ساتھ سر پتھر پر مارے، واصل نہ ہوگا۔ اس طریقہ کو شفقت دل کہتے ہیں۔ جو دل کہ اللہ کے نور سے پر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"پس اسکا دل اسکی محبت میں فریفتہ ہو گیا۔"

اور جس کسی کا دل اللہ تعالیٰ کے نور کے تفکر اور ذکر خداوندی سے بھرپور ہو، ایسا تفکر نہ ازل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ابد سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی دنیا اور آخرت سے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"افکار کی لذت باکرہ عورتوں کی لذت سے بہتر ہے۔"

یہ تفکر منتہی خاصہ خاص الخاص محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ غرق مع اللہ

مراجعت کردن نہ دہد بنفس وہوا۔

ونفس کرا گویند وقلب کرا گویند وروح چہ چیز است؟ وسر را چہ خطاب دادہ اند نفس امارہ را آنچہ صورت تشبیہ سگ وخوک وخرس ومار وکژدم وگاؤ وخر بموافق عمل نفس امارہ بہ حب شناختہ شود از طمع وحرص وبغض وبخل وکذب وعجب وکبر وروح را شناختہ شود از امر خدا جل شانہٗ کہ روح انبیاء واولیاء اللہ را جمیع امور اللہ تعالیٰ قبول گرداند وسر را یافتہ شود از سراپردہ اسرار معرفت الٰہی۔ این نصیب معرفت ومحبت اہل عرفان وعاشقان گردان۔

بیت

عشق دانی چیست کشتن نفس خویش　　روز وشب سوزش بود دل را ز ریش

ای درویش! بیندیش اندیشہ سبحان است نہ از سر فرزند ونان است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[1]

قولہٗ تعالیٰ:۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ[2]

قولہٗ تعالیٰ:۔ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ[3]

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ[4]

قولہٗ تعالیٰ: وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ إِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[5]

---

[1] سورہ ہود، ۱۱: ۱　[2] الزخرف، ۴۳: ۳۲　[3] سورہ الذریٰت، ۵۱: ۵۸

[4] سورہ الذریٰت، ۵۱: ۲۲　[5] سورہ العنکبوت، ۲۹: ۶۰

بخدا جو نفس کو نفسانی خواہشات کی طرف لوٹنے نہیں دیتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ نفس کس کو کہتے ہیں؟ اور قلب کیا ہے؟ اور روح کیا چیز ہے؟ اور سر کو کیا خطاب دیا گیا ہے؟ پس نفس امارہ کی تشبیہ جو کہ کتے، سور، ریچھ، سانپ، اور بچھو اور گاؤ وخر سے ہے، نفس امارہ کو موافق عمل کے حب سے پہچاننا چاہیے، چنانچہ طمع، حرص، بغض، بخل، کذب اور تکبر اور غرور۔ اور روح کو حکم خداوندی جل شانہٗ سے پہچانا جاتا ہے۔ کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے اللہ تعالیٰ کے تمام امور کو قبول کیا ہے اور سر کو سراپردۂ اسرار معرفت الٰہی سے۔ یہ معرفت اور محبت اہل عرفان اور عاشقوں کو نصیب ہے۔

بیت

کیا تو جانتا ہے کہ عشق کیا ہے؟ تو سن! عشق اپنے نفس کو مارنے کا نام ہے۔ شب وروز اسکا (دل میں) سوز رہتا ہے اور دل اس سے زخمی رہتا ہے۔

اے درویش! سوچ کہ اندیشہ حق تعالیٰ سبحان کیلئے ہے، نہ کہ اولاد اور نان کے لیے۔ چنانچہ

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر، مگر اس کی روزی اللہ پر ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"ہم نے بانٹ دی ہے اُن میں روزی انکی دُنیا کی زندگانی میں اور بلند کر دیے درجے بعض کے بعض پر"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"بیشک اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔ "اور کتنے جانور ہیں جو اُٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے انکو اور تم کو بھی اور وہی ہے سُننے والا جاننے والا۔

مُرشد آنست کہ ظاہر طالب را تابع کُند مؤکّل و یا از باطن فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم بخشد کہ دل وی گردد با جمعیت متوکّل۔ ہر کہ نہ مراتب مؤکّل دارد و نہ مراتب متوکّل، از برای آنکہ ریاضت از برای راز است و مجاہدہ از برای مشاہدہ است و عبودیت از برای ربوبیت است و سرّ از برای پردۂ اسرار است و طلب مولیٰ دیدار است۔ و معرفت از برای محرمیت است و محبت از برای سوز عشق است و ذکر از برای فیض اللہ فکر است۔ و فکر از برای فنا فی اللہ است و فنا فی اللہ از برای بقا باللہ است و نفس از برای محاسبہ و مکاشفہ است۔

از مرشد یکہ روز اوّل بشروع تلقین این جمیع مقامات و احوالات نکشاید معلوم شد کہ مرشد خام ناقص نا تمام و ہر کہ خواہد کہ طالب اللہ بر حال ماند و از حوادث شیطانی و ہوای نفسانی جمعیت گیرند روحانی کہ آن مطلق قدرت سبحانی است و اعتقاد طالب اللہ را فاسد نشود و در وصال لازوال بماند۔ اوّل مُرشد بر طالب اللہ دو علم بخشد یکی اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ درین مطلق تاثیر است با تفسیر و تشفیر و دوم علم دعوت بخشد کہ علم دعوت عالمگیر است۔ علم تکثیر طالب کہ علم تاثیر و تکثیر دارد، مستغنی و لایحتاج گردد۔ خاصیت شرح دعوت اینست کہ دعوت قرآن مجید کلام اللہ ہر کہ پیشوا ہادی رہبر معتبر ہر دو جہان قرآن و شرح دعوت علیحدہ علیحدہ و دعوت جزو و دعوت کُل و دعوت ذکر و دعوت فکر و دعوت تجلیات نور اللہ و دعوت منتہی فقیر ولی اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1]

دعوت صاحب نظیر تمام عالمگیر اولیاء اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ[2]

[1] سورۃ البقرہ، ۲ : ۲۵۷ [2] سورۃ یونس، ۱۰ : ۶۲

مُرشد وہ ہے کہ جو ظاہری طور پر طالب کو مؤکّل کا تابع کرے اور یا باطن سے فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم بخشے کہ اس کا دل با جمعیت متوکّل ہو جائے۔ جو کوئی مؤکّل کے مراتب نہ رکھے۔ اور نہ متوکّل کے مراتب رکھے (وہ مُرشد کامل نہیں ہے) اسلیے کہ ریاضت راز کے لیے ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کیلئے ہے۔ اور عبودیت ربوبیت کے لیے ہے۔ اور سرّ، سراپردۂ اسرار کے لیے ہے اور طالب مولیٰ دیدار ہے اور معرفت الٰہی محرمیت کیلئے ہے۔ اور محبت سوز عشق کیلئے ہے۔ اور ذکر فیض الٰہی اور فکر کیلئے ہے۔ اور فکر فنا فی اللہ کیلئے ہے اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے لیے ہے۔ اور نفس محاسبہ اور مکاشفہ کیلئے ہے۔

پس جو مُرشد کہ روز اوّل سے ہی شروع تلقین سے یہ سب مقامات و احوالات نہ کھولے، معلوم ہُوا کہ وہ مُرشد خام، ناقص اور نا تمام ہے۔ اور جو چاہے کہ طالب اللہ حال پر قائم رہے اور حوادث شیطانی اور ہوائے نفسانی سے روحانی جمعیت پکڑے، کیونکہ وہ مطلق قدرت سبحانی ہے۔ اور طالب اللہ کا اعتقاد فاسد نہ ہو اور وصال میں لازوال رہے۔ تو چاہیے یہ کہ اوّل مُرشد طالب اللہ کو دو علم عطا کرے۔ ایک اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ کہ اس میں با تفسیر و تشفیر کی مطلق تاثیر ہے اور دوسرا علم دعوت بخشے کہ علم دعوت عالمگیر علم تکثیر ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور تکثیر رکھتا ہے، وہ مستغنی اور غیر محتاج ہوتا ہے۔ شرح دعوت کی خاصیت یہ ہے کہ کلام الٰہی قرآن مجید کی دعوت دونوں جہانوں کیلئے پیشوا، رہبر اور معتبر ہے۔ قرآن اور شرح دعوت علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور دعوت جزو، دعوت کُل، دعوت فکر، دعوت تجلیات نور اللہ اور دعوت منتہی فقیر ولی اللہ سے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ اُن کو اندھیرے سے نور کی طرف نکالتا ہے۔"

(اور) دعوت (قرآن خواں) صاحب نظیر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"خبردار! تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

بیت

مرد مُرشد اہل دعوت حق حضور مُرشد خود بین بود اہل الغرور

صاحب منتہیٰ دعوت را اگر جانب کسی جذب با قہر و غضب کند بحکم خداوند عزّ وجلّ ہمون ساعت وہمون دم از جان بی جان مُردہ گرداند کہ جذب قہر فقرا نمونۂ قہر خدا است واگر جانب کسی جذب باخلاص کند، ہر آن کس زندہ قلب مولیٰ طلب خاص باخدا اخلاص شود۔

اکثر مردم می گویند کہ پیر من خس است۔ اعتقاد من بس است۔ از راہ کج فہمی و بی عقلی واز جہل نادانی می گویند۔ حرف اینست کہ پیر من صاحب سرّ اسرار خاص الخاص اخص است۔ اعتقاد من بس است۔

بدانکہ دعوت در قید آوردن جنونیت و مؤکلان و دعوت حضوریات و مسخرات حاضرات ارواح مقدس انبیاء و اصفیاء و اتقیاء و اولیاء و غوث و قطب و شہدا خاکیان اہل اسلام۔

می باید کہ خوانندہ در دعوت کامل، عامل شہسوار وقت شب بہ نزدیک قبر رود۔ برگرد آن قبر بخواند۔ اگر روحانی حاضر شود یا از وہم وخیال از ہر طریق کاری بمطلب برسد والا نہ معلوم شد کہ صاحب قبر غالب است و یا آن را بدولت ونعمت کلام اللہ نور اللہ برسد۔ ازین سبب در کار اہمال کند۔

پس خوانندہ را باید کہ بر قبر سوار شود، چنانچہ سواری اسپ۔ اگرچہ بر قبر سوار شدن گناہ است۔ بجہت مہم اسلام و منافع دادن مسلمانان بمردم خاص و عام مطلق این از صواب راہ است۔ ہر کہ بحر دریا قرآن را

بیت

مرد مُرشد اہل دعوت اللہ تعالیٰ کی حضوری والے ہوتے ہیں، خود پسند مُرشد مغرور لوگوں میں سے ہوتا ہے۔

صاحب دعوت منتہی اگر کسی کو قہر و غضب کے جذبہ کے ساتھ نظر کرے، تو وُہ بحکم خداوندی عزّ وجلّ اسی گھڑی اور اسی دم جان سے بیجان مُردہ ہو جائے، کیونکہ قہر فقراء کا جذبہ قہر خدا کا نمونہ ہے۔ اور اگر کسی کی طرف اخلاص کے جذبہ کے ساتھ نظر کرے، تو وُہ شخص (اسی وقت) زندہ قلب اور خاص طالب مولیٰ اور خدا کے ساتھ با اخلاص ہو جائے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ میرا پیر خس وخاشاک ہے، مگر میرا اعتقاد کافی ہے۔ (اسے جاننا چاہیے کہ) ایسا کلمہ کج فہمی، بے عقلی، جہالت اور نادانی کی بنا پر کہتے ہیں۔ پس اس کا حرف یہ ہے کہ میرا پیر صاحب سرّ اسرار خاص الخاص اخص ہے۔ اور میرا اعتقاد کافی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ دعوت قید میں لانا جنونیت اور مؤکلات کا ہے۔ اور دعوت حضوریات، مسخرات، حاضرات ارواح مقدس ہر انبیائے کرام، اولیائے عظام، متقیوں، صوفیائے کرام، غوث و قطب اور شہدائے خاک پائے اسلام سے ہے۔

جاننا چاہیے کہ دعوت خوان کامل، عامل شہسوار، رات کے وقت قبر کے نزدیک جائے اور اُس قبر کے ارد گرد پڑھے۔ (پس) اگر رُوحانی حاضر ہوتا ہے یا اس سے وہم وخیال کے ساتھ ہر طریق سے کوئی کام مقصود تک پہنچے اور اگر نہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ صاحب قبر غالب ہے اور یا اس کو کلام اللہ کی نعمت کی بدولت نُور الٰہی پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے کام میں سُستی کرتا ہے۔

پس دعوت خواں کو چاہیے کہ قبر پر سوار ہو جائے، جس طرح گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں۔ اگرچہ قبر پر سوار ہونا گُناہ ہے۔ مگر اسلام میں مہم کے لیے اور مسلمانوں کے نفع کے لیے خاص وعام مردوں کے لیے مطلق یہی صواب راہ ہے۔ جو کوئی

خواند، غواص۔ در علم کامل تکثیر، دعوت عامل مکمل بہ نزدیک قبر شہید و یا مثل قبر فقیر فنا فی اللہ۔ علم دعوت قرآن دانستن چنین است، آن دعوت را اللہ تعالیٰ حکم، عظمت و امر، قہر و جلالیت و حیرت را بُردہ است کہ در آن وقت خواندن صاحب دعوت را اللہ تعالیٰ چنان توفیق بخشیدہ کہ از عرش تا تحت الثریٰ آنچہ فی السماءِ والارض کعبۃ اللہ و مدینہ حضرت نبیؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیر و زبر گردد۔ پس دیگر چہ باشد؟ و اگر بدین طریق خواندن دعوت بحکم اللہ تعالیٰ از جان کسی را بتوجہ و جذب از مشرق تا مغرب مثل عزرائیلؑ جان قبض در یک لحظہ کند۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا ط

بیت

باہوؒ ابہر از خدا ابہر از رسولؐ　　اطلاعی زین مدہ اہل الوصول

کسی کہ چنین دعوت در عمل در آرند و بار مردم آزار بر دارند و کسی را نیازارند، بر ہر احوال خود خبر دارند و ہوشیار اند۔ فقیر اہل دعوت با قوت اند، بی قوت نیستند کہ طالب اللہ غالب بر ہر دو جہان است کہ بایشان عداوت روی آرند۔

بیت

ملک و فلک زیر پای فقیر　　جاودانی بزیر سای فقیر

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔
خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ ط[1]

[1] مشکوٰۃ، ص ۴۲۵

بحر قرآن کو پڑھے، وہ غوطہ نکال کر لائے۔ علم کامل تکثیر اور دعوت عامل مکمل سے ایک شہید کی قبر کے نزدیک اور یا مثلاً فقیر فنا فی اللہ کی قبر کے نزدیک دعوت قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس دعوت کو دعوت الٰہیہ کے حکم سے ایسی عظمت، امر، قہر، جلالیت اور حیرت راہ لے جاتی ہے کہ اس وقت پڑھنا صاحب دعوت کو ایسی توفیق بخشتا ہے کہ اگر آہ کھینچے، تو عرش سے تحت الثریٰ جو زمین و آسمان اور کعبۃ اللہ اور مدینۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، سب زیر و زبر ہو جائے۔ پس دوسرے کی کیا طاقت ہے؟ اور اگر اس طریق سے صاحب دعوت بحکم الٰہی کسی کو اپنی جانب توجہ اور جان و جذب سے کھینچے، تو مشرق سے مغرب تک حضرت عزرائیل علیہ السلام کی طرح ایک لحظہ میں جان قبض کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

بیت

اے باہوؒ! خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اہل وصول کو ایسی خبر مت دے۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ جو لوگ ایسی دعوت کو عمل میں لاتے ہیں اور مردم آزاری کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اور کسی کو نہیں ستاتے اور اپنے ہر حال پر خبر رکھتے ہیں اور ہوشیار رہتے ہیں، ایسے اہل دعوت فقیر صاحب قوت ہیں، بے قوت نہیں ہیں، اس لیے کہ طالب مولیٰ دونوں جہاں پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے جو اُن کے ساتھ دشمنی کرے۔

بیت

(زمین و) آسمان اور فرشتے فقیر کے پاؤں کے نیچے ہیں۔ فقیر کے سایہ میں ہمیشہ رہنا بہتر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
"لوگوں میں بہتر انسان وہ ہے جو عوام کو نفع پہنچائے۔"

کہ سوار شدن بر قبر کہ رُوحانی را بار از کوہ گران تر غالب آید۔ وقت خواندن یک خس بدست گیرد مثل تازیانہ بر قبر زند۔ آن خس رُوحانی را چنان زخم دہد، چنانچہ زخم شمشیر و یا زخم تبر و یا زخم نیزہ و یا زخم کارد و یا زخم بندوق۔ بخوردن زخم رُوحانی از درد پیش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریادی شود و از حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم حکم اعلیٰ بہ حکم حق تعالیٰ کار مشکل بستہ بکشاید و خواننده زود بمقصود رسد۔ بدین طریق دعوت را تیغ برہنہ گویند۔ خواننده صاحب را سیف اللہ زبان و دل زندہ و نفس مُردہ و رخصت آن را از حضوری نبی اللہ باشد۔

بیت

ہر کرا رخصت نہ باشد از رسولؐ — این مراتب کی رسد وحدت وصول

این مراتب نہ بہ گفتگو و قال۔

حدیث قدسی

دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ[1]

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اُقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاهَدَةِ[2]

اما نفسانی را چہ قدرتست کہ بہ نزدیک قبر رُوحانی با رُوحانی جنگ کند۔ این ہمانست رُوحانی کہ حقیقت رُوحانی غالب الاولیاء بخوب طریق میدانی و میخوانی کہ اسم اللہ بر تیغ غالب مجاہدہ یک مرتبہ دعوت ہرگز روان نمی شود و در عمل نمی در آید بجز این طریق۔

صاحب دعوت چون دعوت را شروع کند، بوقت خواندن خدای تعالیٰ را حاضر داند و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را شفیع آرد و

[1] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [2] الحدیث

قبر پر سوار ہونے سے رُوحانی کو کوہ گراں سے بھی زیادہ بوجھ غالب محسوس ہوتا ہے۔ (دعوت خواں) پڑھنے کے وقت ایک تنکا ہاتھ میں لے اور کوڑے کی طرح قبر پر مارے۔ وُہ تنکا رُوحانی کو ایسا زخم کرتا ہے، جیسے تلوار، کلہاڑے، نیزے، چھری اور بندوق کا زخم۔ رُوحانی زخم کھا کر درد کے ہاتھوں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد لے کر جاتا ہے۔ اور بحکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم سے اُسکا ہر رُکا ہوا اور مشکل کام بخوبی حل ہو جاتا ہے۔ اور پڑھنے والا بہت جلد مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ (پس) اس طریق سے دعوت پڑھنے کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور دعوت خواں کو سیف اللہ زبان، زندہ دل، مُردہ نفس اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے رخصتی ہوتی ہے۔

بیت

جس کسی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت نہ ملے، وُہ ان وحدت اور وصل کے مراتب تک کب پہنچ سکتا ہے؟

یہ مراتب محض گفتگو اور قیل و قال سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

حدیث قدسی ہے:۔

"اپنے نفس کو چھوڑ آؤ اور اللہ تعالیٰ کے پاس اُوپر آجاؤ۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کر دو۔"

لیکن نفسانی کو کیا طاقت حاصل ہے کہ رُوحانی قبر کے نزدیک جا کر رُوحانی سے جنگ کرے۔ یہ ایک رُوحانی راہ ہے۔ اس لیے کہ تُو غالب الاولیاء رُوحانی کی حقیقت کو اچھے طریق سے جانتا ہے۔ اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے اور مجاہدہ کی تلوار سے ایک مرتبہ میں دعوت ہرگز رواں اور غالب نہیں ہوتی ہے اور اس طریق کے بغیر عمل میں نہیں آتی ہے۔

صاحب دعوت جب دعوت کو شروع کرے، تو دعوت خوانی کے وقت ذات باری تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع لائے اور

حضرت شاہ محی الدین قدس سرہٗ را امین اللہ کند و خود منصف باشد و چشم بپوشد مثل مراقبہ و در تفکر در آید کہ از خدای تعالیٰ کدام چیز بہتر است کہ برای او میخوانم و آن را مسخر گردانم و اگر میداند کہ کل مخلوقات کہتر و خالق بہتر، خدای تعالیٰ بر مہربان شود و ہر دو جہان تابع و خدمت گار او کند۔ ہر کہ بدین مرتبہ رسد، در نظر او خاک و زر برابر گردد کہ اسم اللہ کلیہ تاثیر و از اسم اعظم روشن ضمیر بی نظیر۔ ہر ملک و ہر ولایت و ہر اقلیم از قاف تا قاف و از مشرق تا مغرب در قید و حکم او میشود۔ بنا بر آن گفتہ اند کہ در و ظل اللہ تابع اہل اللہ است۔ ہر کہ فتح و نصرت و بادشاہی یافت، از فقیر درویش یافت۔

بیت

بر در درویش رو ہر صبح و شام تا ترا حاصل شود مطلب تمام

و در نظر فقیر خاک و زر برابر کہ قدم او بر گنج بی رنج است۔

حدیث شریف

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ[1]

و فقیر درویش را پنج خصلت است۔

از پنج حرف از حرف "الف" اللہ بس و از حرف "ب" برکت تمام و از حرف "ت" ترک و از حرف "ث" ثابت قدم و از حرف "ج" جاہل نباشد و از حرف "ح" حلاوت ندہد نفس را و نفس در وجود آدمی غائب است۔ آن را بہ تیغ غائب

[1] مشکوٰۃ باب الفقراء، ص ۵۷۰

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا امین کرے۔ اور خود منصف ہو، اور مراقبہ کی طرح آنکھیں بند کرے اور تفکر میں آئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کونسی چیز بہتر ہے کہ اسکے لیے میں پڑھتا ہوں اور اسکو مسخر کروں۔ اور اگر وہ جانتا ہے کہ تمام مخلوق کہتر ہے اور خالق سب سے بہتر ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر مہربان ہوگا۔ اور دونوں جہان اس کے تابع اور خدمتگار کر دیگا۔ جو کوئی اس مرتبہ تک رسائی حاصل کرلے، تو اس کی نگاہ میں خاک اور سونا برابر ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اسم اللہ سے کلیہ تاثیر اور اسم اعظم سے بے مثال روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ ہر ملک اور ہر ولایت اور ہر اقلیم قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک اس کی قید اور زیر حکم ہوجاتی ہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ اس میں بادشاہ اہل اللہ کا تابع ہوتا ہے۔ جس کسی نے فتح و نصرت اور بادشاہی پائی۔ فقیر اور درویش سے پائی۔

بیت

ہر صبح و شام درویش کے دروازے پر جا۔ تاکہ تجھے تیرے تمام مقاصد حاصل ہوجائیں۔

اور یاد رہے کہ فقیر کی نظر میں مٹی اور سونا برابر ہے، کیونکہ اسکا قدم خزانۂ بے رنج پر ہے۔

حدیث شریف

"فقیر ماسوٰی اللہ کسی کا محتاج نہیں"۔

اور فقیر درویش میں پانچ خصلتیں پائی جاتی ہیں۔

اور حرف "ب" سے برکت تمام اور حرف "ت" سے ترک اور حرف "ث" سے ثابت قدم اور حرف "ج" سے جاہل نہ ہو۔ اور حرف "ح" سے نفس کو حلاوت نہ دے اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔ اسے تیغ غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے، (مار دینا چاہیے) اور ذاکر خفیہ روٹی اس جہان کی کھاتا ہے اور

کہ مطلق ذکر خفیہ کہ ذاکر خفیہ نان این جہان می خورد و کار آن جہان میکند۔

مثنوی

این جہان و آن جہان است یک نفس — کی تواند کشت نفس بدہوس
کار مردان است تقویٰ باطنی — ہر کہ این تقویٰ نداند رہزنی
تقویٰ صبر و شکر راضی با خدا — این چنین تقویٰ بود باطن صفا
باہوؒ ابہر از خدا بی کام باش — لب بہ لب بستہ زبان آرام باش

دعوت فقیر از حضوری اللہ تعالیٰ دلیل است و ہر سخن فقیر ہمچون سخن خلیل است و ہم جلیس فقیر با رب جلیل است چنین فقیر نور اللہ در جہان قلیل است۔ آری ہر کہ را باطن صفا جہان نما دل ایشان جام است بمعرفت الٰہی تمام است۔ لب بر لب از برای این بستہ اند کہ مع اللہ پیوستہ اند۔ بغیر از حق سخن نکنند کہ از سخن بغیر کردن غم ہر دو جہان پیدا می شود۔

بیت

باہوؒ در جہانش کم بود بی غم بود — غم مرا غم می برد غم غم خورد

دُنیا غم است و فقر نام اللہ غنیمت۔ مجلس اہل غم و اہل غنیمت راست نیاید۔ فقیر صاحب دعوت منتہی با قوت ظاہری و باطنی لارجعت ولا زوال۔ این خوانندہ را مراتب قرب وصال است۔ منتہی صاحب دعوت را چہ احتیاج شمار ستارگان و بروج و آن را چہ احتیاج شمار عدد ساعت نحس و سعید کہ

کام اس جہان کا کرتا ہے۔

مثنوی

یہ جہان (یہ دُنیا) اور وُہ جہان (آخرت) ایک نفس ہے۔ (اس) بدہوس نفس کو کیسے قتل کیا جاسکتا ہے؟
کامل لوگوں کا کام باطن کا تقویٰ ہے۔ جو یہ تقویٰ نہیں جانتا، وُہ ڈاکو ہے۔
تقویٰ صبر و شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔ ایسے تقویٰ سے باطن میں صفائی پیدا ہوتی ہے۔
اے باہوؒ! خدا کیلئے تمام کاموں کو چھوڑ دے۔ ہونٹ پر ہونٹ رکھ کر مُنہ بند کرلے (اور زمانہ سے) آرام پالے۔
فقیر کی دعوت اللہ تعالیٰ کی حضوری کی دلیل ہے۔ اور فقیر کی ہر بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بات کی طرح ہے۔ اور فقیر کا ہم جلیس ہونا گویا رب کا ساتھی ہونا ہے۔ ایسے نور اللہ فقیر دُنیا میں قلیل ہیں۔ ہاں جو باطن صفا رکھتا ہے، وُہ دل جام جہاں نما رکھتا ہے۔ اور معرفت خداوندی سے بھرپور ہے۔ ایسے فقراء نے اپنے لب اس لیے بند کر رکھے ہیں کہ وُہ رب جلیل کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ وُہ حق کے بغیر بات نہیں کرتے، اس لیے کہ بات کرنے سے دونوں جہاں کا غم پیدا ہوتا ہے۔

بیت

اے باہوؒ! دُنیا میں ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں، کہ جن کو کوئی غم نہ ہو۔ میرا غم غموں کو دُور کرتا ہے۔ میرا غم غموں کو کھا جاتا ہے۔
(یاد رہے کہ) دُنیا کا نام غم ہے۔ اور فقر کا نام اللہ کی غنیمت ہے۔ اس لیے اہل غم اور اہل غنیمت کی مجلس باہم راست نہیں آتی۔ اور فقیر صاحب دعوت منتہی قوت ظاہری و باطنی کے ساتھ لارجعت ولا زوال ہے۔ اس کے پڑھنے والے کیلئے قرب و وصال کے مراتب حاصل ہیں۔ منتہی صاحب دعوت کو ستاروں اور بروج کے شمار کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس کو ساعت سعید اور نحس کے شمار

لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ بہ نزدیک قبر بہ مراقبہ می روند واز خود بیخود شوند واز روحانی جواب باصواب واگر باخبر باشند از قبر خبر از راہ دل می گیرند کہ دلیل باطنی مشروعاً ظاہر اینست فقیر مذکر صاحب دعوت وجود صفا قلب طاہر۔ این چنین خواندہ را قاتل گویند کہ بانظر او یا بتوجہ قتل کند کہ توجہ ونظر او تیغ تیز است۔ مرد فقیر قتال قاتل آنست کہ اول نفس موذی خود را قتل کند بحکم خدای عزوجل۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

اُقْتُلُوا الْمُوْذِيَاتِ قَبْلَ الْاِيْذَاءِ ط[1]

این چنین فقیر قاتل را سیف اللہ اولی الامر نیز گویند۔ گاہی در مراتب تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ ط[2] در آید وگاہی در مراتب تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط[3] برآید۔ المطلب آنکہ :۔

حدیث

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ ط[4]

بدانکہ بعضی در دعوت خواندن عامل وبعضی برخصت دعوت خواندن دادن اجازت کامل۔ صاحب دعوت آنست کہ ہم عامل وہم کامل وہم باریاضت وہم بااجازت وہم باارادت وہم باسعادت۔ اگر کسی خواہد کہ بر کفار غالب شوم، ملک کفار واہل رفاض بی دینان را در قید اسلام در آرم۔ می باید کہ شش نام بر دو پارۂ کاغذ بنویسد۔

سہ نام بر یک پارۂ کاغذ نمرود، شداد، قارون وبر دیگر سہ نام بر پارۂ کاغذ فرعون، ہامان، ابلیس علیہ اللعنۃ بنویسد۔

---

[1] الحدیث [2] سورہ آل عمران، ۳: ۲۶ [3] ایضاً [4] مشکوٰۃ، ص ۴۲۶

اور عدد ساعت کی کیا حاجت ہے؟ وہ بغیر خوف کھائے اور غم کھائے قبر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں اور خود سے بیخود ہوجاتے ہیں۔ اور روحانی سے جواب باصواب لیتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں، تو قبر سے راہ دل کی خبر لیتے ہیں۔ اس لیے کہ باطن کی دلیل شریعت کی رو سے ہے۔ (چاہیے یہ کہ) ظاہری طور پر فقیر مذکر صاحب دعوت وجود صفا اور قلب طاہر ہو۔ ایسی دعوت پڑھنے والے کو قاتل کہتے ہیں، جو نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے۔ اس لیے کہ نظر اور توجہ تیز تلوار ہے۔ مرد فقیر قتال قاتل وہ ہے جو سب سے پہلے اپنے موذی نفس کو حکم خدائے بزرگ وبرتر سے قتل کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"موذیوں کو ایذا سے پہلے قتل کرو۔"

ایسے فقیر قاتل کو اللہ تعالیٰ کی تلوار اور صاحب حکم بھی کہتے ہیں۔ کبھی وہ "تو ہی عزت دینے والا ہے" کے مرتبہ میں آتا ہے اور کبھی "تو ہی ذلت دینے والا ہے" کے مرتبہ میں آتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ :۔

حدیث

"محبت بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ بعض دعوت خوانی میں عامل اور بعض دعوت خوانی کی اجازت کے لیے کامل اجازت دیتے ہیں۔ اور صاحب دعوت وہ ہے جو عامل بھی ہو اور کامل بھی، باریاضت بھی اور بااجازت بھی، باارادت بھی ہو، اور باسعادت بھی۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ کفار پر غالب ہوجاؤں، ملک کفار، رافضیوں بے دینوں کو قید اسلام میں لے آؤں، تو اس پر لازم ہے کہ یہ چھ نام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر تحریر کرے۔ وہ چھ نام مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) نمرود (۲) شداد (۳) قارون۔

یہ تینوں نام کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھے اور دوسرے تینوں نام کاغذ کے دوسرے ٹکڑے پر لکھے۔

۱۔ فرعون۔ ۲۔ ہامان۔ ۳۔ ابلیس (اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو)۔

واین ہر دو پارہ تہ ہر دو پای دھد و دو رکعت نماز دوگانہ بارواح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخواند۔ در رکعت اوّل بعد فاتحہ سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا بخواند و در رکعت دوم سورۂ یٰسین بخواند۔ بعد از سلام در سجدہ رود و این دُعا بخواند:۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

بعد ازان دوگانہ را ثواب بارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہؓ بخشیدہ باشد، تا کار بستہ بدین ترتیب دعوت خواندن بکشاید و زود بمقصود رسد کلام ربانی برحق است انشاء اللہ تعالیٰ واگر کسی بسیار شتابی خواہد۔ درمیان ہر دو رکعت ختم قرآن کند متواتر سہ شبانہ روز عمل او تا قیامت باز نماند۔ این دعوت تیغ برہنہ ہر آنکس خواند کسی را کہ حکم خدا عزوجل واجازت از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورخصت از حضرت شاہ محی الدینؒ کہ مرد شہسوار ظاہر بر اہل قبور دوام در مجلس محمدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدین صفت موصوف باشد۔

بیت

شہسوارم شہسوارم شہسوار غوث و قطب مرکب است در زیر بار

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ ط[1]

دعوت قبر اگر مردہ دل و زندہ تن بی قوت ذکر اللہ نزدیک قبر اولیاء اللہ زندہ جان و مردہ تن و زندہ خاک و زندہ شوق می رود، اگر جانب پای

[1] شرح مسند امام اعظم حضرت ملا علی قاریؒ۔

اور پھر ان دونوں کاغذ کے ٹکڑوں کو دونوں پاؤں کے نیچے دے اور دو رکعت نماز دوگانہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کے لیے پڑھے۔ اوّل رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ یٰسین پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ میں جا کر یہ دُعا پڑھے۔

"اے اللہ! اس کی مدد فرما جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد کی اور ہم کو بھی انکا ساتھی کر دے اور اس کو چھوڑ دے، جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیا اور ہم کو ان کا ساتھی نہ بنا۔"

اس کے بعد دوگانہ کا ثواب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ارواح پاک کو بخشے۔ تاکہ اس ترتیب سے دعوت خوانی سے کار بستہ کھل جائے اور بہت جلد مقصد حاصل ہو۔ انشاء اللہ کلام ربانی برحق ہے۔ اگر کوئی شخص بہت جلد مقصد براری چاہتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ وہ دونوں رکعتوں کے مابین قرآن مجید ختم کرے مسلسل تین رات دن اسکا عمل قیامت تک نہ ٹوٹے۔ اور یہ دعوت تیغ برہنہ ہر وہ شخص پڑھے، جس کو خدائے بزرگ و برتر کے حکم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شاہ محی الدینؒ کی رخصت اور اجازت ہو۔ کیونکہ مرد شہسوار ظاہر اہل قبور پر اور باطنی طور پر ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس صفت سے موصوف ہوتا ہے۔

بیت

مَیں شہسوار ہوں، مَیں شہسوار ہوں، شہسوار ہوں۔ غوث و قطب میرے زیر بار سواری ہیں۔

حدیث

"جب تم کسی امر میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبور سے مدد مانگو۔"

(جاننا چاہیے کہ) قبر کی دعوت میں اگر مردہ دل اور زندہ تن بے قوت ذکر اللہ، زندہ جان، مردہ تن، زندہ خاک اور زندہ شوق اولیاء اللہ کی قبر کے

قبر یا طرف سر قبر و یا بالای قبر سوار شود و می خواند، ہمون دم ہلاک گردد، بلکہ جان بلب رسد و بمیرد و یا آنکہ رجعت خورد و یا بیمار و یا دیوانہ شود و اگر خواندہ صاحب قوّت مثل اولیاء اللہ غالب الاولیاء نزدیک قبر رود، اہل رُوحانی نزدیک اُو مُردہ کہ از وعظمت خورد و باطن صفا صاحب قوّت با قبر سر طرف کہ داند، بخواند خواہ بالا خواہ زیر۔ ہم نشین قبر خواندن کار خیلی مشکل و دشوار۔ بہ ازین کار ہر آنکس لائق خواندن کار صاحب قبر کہ عامل باشد، از قبر گنج گیرد و شخصی کہ در دعوت قبر عامل نباشد، از بیماری قبر و رنج بمیرد۔

ابیات

بانو گویم بشنو ای اہل یقین — لاتخف باشند او از صدق دین

رُوح بالا عرش قالب زیر خاک — احتیاجی نیست روضہ جان پاک

گُم قبر گُمنام بی نام و نشان — جُثّہ را با خود برد در لامکان

اولیاء را قبر ہمچون جسم و جان — اولیاء را در قبر خفتہ بدان

خُفتگان را از قبر بیدار کُن — ہم سخن با ہم کلامش یار کُن

دل ز دل سخنش بود با ہم کلام — این چنین سخنش ز الہامی تمام

ہر دمش سخنش بود از دل بدل — اولیاء جان زندہ اند در زیر گِل

نزدیک جاتا ہے۔ اور قبر کے پاؤں کی طرف یا قبر کے سر کی طرف سے یا قبر پر سوار ہو کر پڑھتا ہے، تو اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ جان بلب ہو کر مر جاتا ہے اور یا رجعت ہو جاتی ہے یا بیمار یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر دعوت پڑھنے والا صاحب قوّت غالب الاولیاء اولیاء اللہ کی طرح قبر کے نزدیک جاتا ہے، تو اہل رُوحانی اس کے نزدیک مُردہ ہوتا ہے، جو اس سے عظمت حاصل کرتا ہے۔ اور وُہ باطن صفا قوّت والا قبر پر جس طرح چاہے پڑھے، خواہ بالا، خواہ زیر۔ پس قبر کی ہمنشینی اختیار کر کے (دعوت) پڑھنا بہت ہی مشکل اور دشوار ہے۔ ہر ایک اس کام کے لائق نہیں ہے، کہ دعوت پڑھے۔ اس کے لائق صاحب دعوت عامل ہے، جو قبر سے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عامل نہ ہو، قبر اور رنج کی بیماری سے مر جاتا ہے۔

ابیات

اے اہل یقین! میری بات جو میں تم کو کہتا ہوں غور سے سُن! صدق دین کی وجہ سے اُن کو کسی کا خوف و ڈر نہیں ہوتا۔

اُن کی رُوح عرش کے اوپر اور جسم زیر خاک ہوتا ہے۔ اُن پاک جانوں کو گنبد کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی۔

اس کی قبر گُم اور گمنام، نام غائب، نشان تک موجود نہیں ہوتا۔ وُہ اپنے جسم کو اپنے ساتھ لامکان میں لے جاتا ہے۔

اولیاء کی قبر جسم اور جان کی طرح ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کو قبر میں سویا ہؤا جان۔

قبر میں سوئے ہوؤں کو بیدار کر۔ ان سے بات کر کے اور ہمکلام ہو کر اُنکو اپنا دوست بنا لے۔

ان سے بات کر کے دل دوسرے کے دل سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ایسی گفتگو کرنے سے پُورا الہام حاصل ہوتا ہے۔

ہر وقت دل کی بات دل سے ہوتی ہے۔ اولیائے کرام کو قبر کے اندر زندہ جان۔

وقت مشکل یاد کُن از عہد اُو — طُرفہ زد حاضر شود تو رُو برُو

صد ہزاران با مُوکّل گرد گرد — این چنین دعوت بود در عمل مرد

اہل رجعت کی شناسد دل سیاہ — لَاتَخَفْ دعوت بود سرّ الٰہ

باہوؒ! بہ زین نباشد در جہان — خود پرستی را مبین جز عین آن

اوّل شود بباطن قُرب وصال حضور۔ بعد ازان شود لائق خواندن دعوت برقبور۔ ہرکہ بدین طریق نخواند، بیشک رجعت خورد، بیمار جان ومجنون در جہان گردد۔

بدانکہ ولی اللہ اند کہ مردم دانند در خواب وجثۂ ظاہر ایشان مست الست افتادہ وجثۂ باطن نُور اللہ بانُور مشاہدۂ حضور غرق استادہ وبعضی ظاہر چشم در خواب ومطلق دل بیدار مثل ذاکر قلبی ومُردہ دل را خواب ظاہر باطن با غفلت خراب۔

نیز شرح دعوت

بدانکہ دعوت گنج ہفت وجہ اند۔
اوّل گنج زیر عرش اکبر است۔
دوم گنج زیر زمین است کہ خزانہ نقدی زر وسیم باشد۔
سوم گنج بر رُوی زمین دُنیا است۔
چہارم گنج عقبیٰ است، چنانچہ بہشت۔

مشکل کے وقت ان کے زمانہ کو یاد کر۔ وُہ پلک جھپکنے کی دیر میں تیرے سامنے موجود ہوں گے۔

لاکھوں مُوکّل تیرے چاروں طرف حاضر ہوں گے۔ کامل آدمی کی دعوت اور عمل میں یہ تاثیر ہوتی ہے۔

اہل رجعت دل کی سیاہی کو کب پہچان سکتا ہے؟ تُو خوف مت کھا۔ تُو اسرار الٰہی کو دعوت دیتا رہ۔

اے باہوؒ! اس سے بہتر دُنیا جہان میں کچھ نہیں۔ خود پرستی کو اس کی عین کے بغیر کچھ نہ دیکھ۔

(اے طالب صادق!) معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے باطن میں قرب ووصال حضور ہوتا ہے۔ اس کے بعد قبروں پر دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ جو کوئی اس طریق سے (دعوت) نہیں پڑھتا، بیشک وُہ رجعت کھاتا ہے۔ بیمار پڑجاتا ہے اور دُنیا میں دیوانہ ہوجاتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ بعض اولیائے کرام ایسے ہیں کہ لوگ ان کو خواب میں جانتے ہیں کہ اُن کا ظاہری بدن مست الست پڑا ہوا ہے، مگر باطنی جسم نورِ خداوندی کے ساتھ بانُور، مشاہدۂ خداوندی اور حضور میں غرق ہوتا ہے۔ اور بعض اولیائے کرام ایسے ہیں کہ ان کی ظاہری آنکھ خواب میں ہے، لیکن اُن کے دل ذاکر قلبی کی طرح مطلق بیدار ہوتے ہیں۔ اور مُردہ دل کے خواب ظاہر و باطن غفلت کے ساتھ خراب ہیں۔

دعوت کی تشریح

(اے طالب صادق!) جان لے کہ دعوت کے مندرجہ ذیل سات خزانے ہیں:
پہلا خزانۂ (الٰہی) عرش اعظم کے نیچے ہے۔
دوسرا خزانہ، نقدی سیم وزر کا ہے جو زیر زمین ہے۔
تیسرا خزانہ دُنیا کے روئے زمین پر ہے۔
چوتھا خزانہ عقبیٰ پر ہے، جس کو بہشت کہتے ہیں۔

پنجم: گنج ازل است۔
ششم: گنج ایمان ابد است۔
ہفتم: گنج معرفت مولیٰ۔

واین ہفت گنج از گنج قبر اولیاء اللہ می کشاید، چنانچہ خوانندۂ دعوت مرد مذکر کارگزار بر قبر شہسوار باشد۔

بدانکہ فقیر را رجعت از آن پیدا شود کہ مولیٰ را بگذارد و روی رجوع بغیر آرد وعلماء را رجعت از خلاف علم است واہل دُنیا را رجعت از بُخل است و جاہل را رجعت از شرک است و بادشاہ را رجعت از بی عدلی و بی انصافی است۔ صاحب دعوت فقیر آنست کہ بانظر رجعت این ہمہ کہتر و بہتر را دفع گرداند۔

بدانکہ عمل دعوت قبر اولیاء اللہ آنکس داند کہ باین مراتب دعوت قبر رسد کہ قبر مثل شیر است۔ بر قبر ہر آنکہ سوار شود کہ شہسوار شیر نر باشد۔ قبر مانند کوہ طور است۔ بر قبر آنکس سوار شود کہ مثل حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضور دارد و قبر مثل آتش است۔ در آتش آنکس رود کہ مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ باشد۔

بدانکہ یک طرف آتش باشد و یک طرف قبر می باید کہ بر قبر قدم نہ نہد، بلکہ در آتش قدم زند۔ اما عمل قبر از برای سہ چیز درکار است۔

یکی آنکہ بادشاہ بکفار کارزار دارد۔
دیگر آنکہ جائیکہ ملحدان باشند۔
سوم آنکہ اسلام را عزت نباشد۔

از برای این سہ وجہ روا است کہ بر قبر سوار شود و بخواند آنچہ از قرآن داند۔

پانچواں خزانہ: خزانۂ ازل ہے۔
چھٹا خزانہ: ایمان ابدی ہے۔
ساتواں خزانہ: معرفت خداوندی کا خزانہ ہے۔

یہ ساتوں خزانے اولیائے اللہ کی قبر کے خزانہ کی کان سے کھلتے ہیں چنانچہ دعوت خواں مذکر کارگزار شہسوار ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ فقیر کو رجعت اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ وہ باری تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور علماء کو رجعت علم کے خلاف چلنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور دُنیادار کی رجعت بُخل کی وجہ سے ہے اور جاہل کی رجعت شرک سے ہے۔ اور بادشاہ کی رجعت بے عدلی اور بے انصافی کی وجہ سے ہے۔ صاحب دعوت فقیر وہ ہے کہ نظر کے ساتھ یہ تمام کہتر اور بہتر رجعتوں کو دُور کر دے۔

اے طالب حقیقی! جان لے کہ اولیاء اللہ کی قبر کی دعوت کا عمل وہ شخص جانتا ہے، جو قبر کی دعوت کے مراتب کو پہنچا ہو، کیونکہ قبر مثل شیر ہے۔ قبر پر وہ شخص سوار ہو سکتا ہے، جو شہسوار شیر نر ہو۔ قبر کوہ طور کی طرح ہے۔ قبر پر وہ شخص سوار ہو سکتا ہے، جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرح حضوری رکھتا ہو۔ اور قبر آگ کی مانند ہے۔ اور آگ میں وہی شخص جا سکتا ہے، جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ہو۔

اے طالب صادق! جان لے کہ ایک طرف آگ ہے اور ایک طرف قبر ہے۔ چاہیے یہ کہ قبر پر قدم نہ رکھے۔ ایسا کرنا آگ پر قدم رکھنے کے مترادف ہے۔ لیکن قبر کا عمل تین اشیاء کے لیے درکار ہے:۔

پہلی شے: جب بادشاہ کفار سے لڑائی لڑے۔
دوسری شے: جہاں ملحد ہوں۔
تیسری شے: جب اسلام کی عزت نہ ہو۔

ان تین وجوہات کی بنا پر جائز ہے کہ قبر پر سوار ہو۔ اور جو کچھ قرآن سے جانتا ہو، پڑھے۔

لیکن سواری قبر و بر آن خواندن نہ آسان کار است۔ جان فدا کردن خیلی مشکل و دشوار است۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ[1]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ[2]

اولیاء اللہ را حیات مطلق فراق و ممات با محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور ملاقات اولیاء اللہ اگر احوال مراتب باطنی در دُنیا بہ بیند، بیشک خود را بدست خود شکم پارہ کند و اگر اہل دُنیا در باطن مراتب احوال خود را بہ بیند، در تمام عمر بجز نام اللہ دیگر نہ گویند و از دُنیا چنان دل ایشان سرد شود کہ مرگ را اختیار کنند و دُنیا را اختیار ہرگز نہ دارند، از برای آنکہ دُنیا مبغوضہ عدو اللہ بخانہ دوستان خدا کسی در آرد دوستان خدا آن را نیز دشمن خدا دانند و درم دینار را نشانند۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ابیات

باہُوؒ با یک نقطہ یاہُو می شود — ورد باہُوؒ روز و شب یاہُو بود
اسم ہُو سیف است باہُوؒ بر زبان — قتل کُن این نفس کافر ہر زمان
اسم یاہُو گشت باہُوؒ راہبر — پیشوای شُد محمدؐ معتبر

[1] کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ، لطائف معنوی، ص ۱۶۹۔

[2] الحدیث۔

لیکن قبر پر (دعوت) پڑھنا اور سواری کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جان کی بازی لگانا بہت مشکل اور دشوار ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"تحقیق اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"موت ایک پل ہے، جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے"۔

(جاننا چاہیے کہ) اولیائے کرام کی زندگی مطلق فراق اور ممات (عین وصل ہے) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضوری اور ملاقات ہے۔

اولیاء اللہ اگر اپنے باطنی مراتب کے احوال دنیا میں دیکھیں، تو وہ بیشک اپنے ہاتھ سے پیٹ چاک کر کے خود کو ہلاک کر ڈالیں۔ اور اگر دُنیادار باطن میں اپنے احوال کے مراتب دیکھیں، تو پھر تمام عمر بجز نام خدا اور کچھ نہ کہیں۔ اور دُنیا سے ان کا دل ایسا سرد ہو جائے کہ موت کو اختیار کریں اور دُنیا کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہوں۔ اسلیے کہ دُنیا عتاب زدہ اور اللہ تعالیٰ کی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے گھر اگر کوئی اسے لائے، تو اللہ تعالیٰ کے دوست اس کو بھی اللہ تعالیٰ کا دشمن خیال کریں گے اور درہم و دینار کو قبول نہیں کریں گے۔

اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس

ابیات

باہُوؒ کا نام ایک نقطہ لگانے سے یاہُو ہو جاتا ہے۔ باہُوؒ کا ورد رات دن یاہُو ہوتا ہے۔

باہُوؒ کی زبان پر ہُو تلوار کی طرح ہے۔ اس کافر نفس کو ہمہ وقت قتل کر۔

اسم یاہُو باہُوؒ کا راہبر ہو گیا ہے۔ اور حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم قابل اعتبار پیشوا ہیں۔

ترتیب دعوت باطنی کہ بذکر وفکر پاس انفاس کہ مطلق۔ راہ باطنی خاص الخاص حق طلب زندہ قلب، دعوت غرق، دعوت جذب بذات اسم اللہ، دعوت تجلی کہ از اسم اللہ ذات نور ظہور قطرات مطرات مثل باران ازمیان حروف اسم اللہ، چنانچہ حرف "الف" وچنانچہ حرف "لام" وچنانچہ حرف دوم "لام" وچنانچہ حرف "ہ" می بارد وبدیدن این تجلی چشم دل، عین الیقین وچشم ظاہر سر معرفت الٰہی علم الیقین برد۔ ہر کہ ازین یقین بی یقین شود، کافر گردد وتجلی را تحقیق از طریق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باید کرد کہ بوقت باریدن تجلی نور اللہ گرد بگرد باری راہزن جنونیت وشیاطین بسیاری باشند کہ آدمی را بدعت وشرب واستدراج درین مقام است باخبر باش۔ درین احوالات ومقامات مرشد دستگیر قوی باخبر باید کہ میکشد از مقامات زیروزبر کہ گمراہی۔ درمقامات توفیق الٰہی ہمراہی با اسم اللہ ذات کہ لازوال۔ پس متاع نیک را مگذار ہر دوکانی کہ باشد وشریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا وانتہا وتمامیت بدست آر کہ دین است۔ دعوت ریاضت دیگر است ودعوت راز دیگر۔

بیت

دم روان باشد بمثل تیغ تیز　　دعوتی چون تیر وہم از دل بخیز

بدین طریق دعوت تیغ برہنہ خواندن قرآن وہم نشینی قبر اولیاء اللہ تعلق دارد کہ مردہ نفس وزندہ قلب وجان است۔ جائیکہ عیان است، چہ حاجت بیان است۔ ہر کہ بدین طریق دعوت جانگیر کامل فقیر بخواند شروع کند، کل وجز مخلوقات بارواح انبیاء واولیاء کسانی کہ خاکیان اہل اسلام، خواندہ کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

باطنی دعوت کی ترتیب ذکر وفکر اور پاس انفاس مطلق سے ہونی چاہیے۔ راہ باطنی خاص الخاص ہے۔ حق طلب، زندہ قلب، دعوت میں غرق، دعوت جذب اسم اللہ ذات، دعوت تجلی کہ اسم اللہ ذات سے ہے۔ ان سے نور ظہور کی بوندیں مینہ کی بوندوں کی طرح اسم اللہ کے حروف کے درمیان سے ٹپکتی ہیں۔ چنانچہ حرف "الف"، حرف "لام" اور دوسرا "لام" اور حرف "ہ" سے ٹپکتی ہیں۔ اور اس تجلی کے دیکھنے سے دل کی آنکھ، عین الیقین اور ظاہری آنکھ معرفت خداوندی کا راز علم الیقین کی طرف لے جاتا ہے۔ جو کوئی اس یقین سے بے یقین ہو جائے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور تجلی کی تحقیق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طریق سے کرنی چاہیے۔ اور نور الٰہی کی تجلی کے برسنے کے وقت اردگرد البتہ ناری شیاطین وجن بکثرت ہوتے ہیں۔ اس مقام میں آدمی کو بدعت، شرب واستدراج سے باخبر رہنا چاہیے۔ ان احوالات ومقامات میں مرشد دستگیر قوی اور باخبر ہونا چاہیے۔ جو مقامات زیروزبر اور گمراہی سے کھینچتا ہے۔ ایسے مقامات میں توفیق الٰہی مدد دیتی ہے۔ اور اسم اللہ ذات جو کہ لازوال ہے۔ رفیق بن جاتی ہے۔ پس نیک پونجی کو جس دکان سے بھی میسر آئے، نہ چھوڑ۔ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا وانتہا کو مکمل طور پر ہاتھ میں لے لے، کیونکہ یہی دین ہے۔ اور دوسری دعوت ریاضت ہے اور دیگر دعوت راز ہے۔

بیت

سانس تیز تلوار کی طرح جاری رہتا ہے۔ اسکی دعوت جب دل سے نکلتی ہے، تو تیر کی طرح ہوتی ہے۔

اس طریق سے دعوت پڑھنا تیغ برہنہ کہلاتا ہے۔ اس میں قرآن کی تلاوت اور اولیاء اللہ کی قبر کی ہمنشینی کا باہم تعلق ہوتا ہے۔ جیسا کہ مردہ نفس اور زندہ قلب وجان کا تعلق ہوتا ہے۔ جو چیز ظاہر ہے، اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو کوئی اس طریق سے جانگیر دعوت کامل فقیر پڑھنا شروع کرتا ہے۔ تو کل وجز مخلوقات، ارواح انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ اور وہ لوگ جو اہل اسلام میں سے ہیں اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قاری ہیں اور

وحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با اصحاب کبار بزرگوار یک لکھ و سیزدہ ۱۳۰۰۰۰ ہزار چنانچہ اصحاب صفہ و اصحاب بدر وغیرہ اصحاب اہل مدینہ عرب عجم بلکہ جمیع صحابہ بیشک حضور شوند و موکلان و ملائکہ و ارواح جمیع پیغامبران از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین و ہژدہ ہزار عالم جن و انس و عرش اکبر و کعبۃ اللہ در جنبش در آیند۔ فی السمٰوٰت والارض کل طبقات تا بوقت خواندن ہمہ در قید وی باشند تا آنکہ از ورد خواندہ خلاص نشود۔ اہل خاص نیز خلاص نگردد۔ ازین دعوت ہیچ دعوت سخت تر نباشد۔ اگر زیادہ روز ہا متواتر خواند یقین است حقا و بعزت اللہ کہ فرشتگان آن ملک و آن ولایت زمین را در جنبش در آوردہ بر پشت اندازند و زیر و زبر کنند، اگرچہ درین ملک و ولایت و زمین و شہر مثل انبیاء و اولیاء باشند۔

خواندہ این دعوت را بخواندن دعوت یک شب و یا شب دوم اگر کار سخت تر باشد، شب سوم و اگر ازین زیادہ خواند، عمل او تا روز قیامت باز نماند۔ ہر کہ بر کلام اللہ و دعوت دعاء سیفی اللہ و بر دوگانہ کلام اللہ شک آرد، مطلقاً کافر شود۔ کلام ربانی دعوت برحق است۔ اما بشرط آنکہ سیماب کشتہ نمی شود۔ از خاک خاکستر از بود نابود نگردد و لائق خوردن و زر نشود بجز کامل و دعوت دست ندھد و لا رجعت نہ شود و روان نگردد بجز اجازت نشستن قبر اولیاء اللہ۔ عامل صاحب دعوت عامل را چہ مشکل است صاحب قبر را در قید آوردن و تابع کردن کامل۔

اَلْعِلْمُ تَکْثِیْرٌ فَوْقَ الْاَکْسِیْرِ ط

ہر کہ بدین طریق صاحب دعوت کامل عامل شود، دل او لا یحتاج و ظاہر محتاج۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات صحابہ کرام کے ساتھ کہ ایک لاکھ تیرہ ہزار اصحاب صفہ اور اصحاب بدر وغیرہ، اصحاب اہل مدینہ اور اہل عرب اور اہل عجم ہیں، بلکہ جمیع صحابہ بیشک حاضر ہوتے ہیں۔ اور موکل اور فرشتے اور تمام پیغمبروں کی ارواح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین تک اور اٹھارہ ہزار عالم جن و انس اور عرش اعظم اور کعبۃ اللہ حرکت میں آتے ہیں اور تمام طبقات جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے، دعوت پڑھنے کے وقت تک تمام اس کی قید میں ہو جاتے ہیں۔ جب تک پڑھنے والا ورد سے فارغ نہ ہو جائے اور اہل خاص بھی جب تک خلاصی نہ پالیں۔ اس دعوت سے بڑھ کر اور کوئی دعوت سخت تر نہیں ہے۔ اگر بکثرت متواتر پڑھے، تو قسم بخدا کہ ملائکہ اس ملک اور اس سرزمین کو ہلا کر پس پشت ڈال دیں اور زیر و زبر کر دیں۔ اگرچہ اس ملک، ولایت و زمین اور شہر میں انبیاء و اولیاء ہی کیوں نہ ہوں۔

اس دعوت کو پڑھنے والا دعوت کے پڑھنے میں ایک رات لگا دے اور یا دوسری رات تک پڑھے۔ اور اگر کام دشوار تر ہو، تو تین رات پڑھے۔ اور اگر زیادہ پڑھے، تو قیامت تک عمل باقی رہے گا۔ جو شخص کلام الٰہی اور دعوت میں دعائے سیفی اور دوگانہ کلام اللہ پر شک کرتا ہے، وہ مطلقاً کافر ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ کلام ربانی کی دعوت حقیقت پر مبنی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اور خاک خاکستر اور بود سے نابود نہیں ہوتا، اور کھانے کے لائق نہیں ہوتا اور کامل کے بغیر سونا نہیں ہوتا۔ (لہٰذا) یہ دعوت بجز اجازت نشستن قبر اولیاء اللہ کے دستیاب نہیں ہوتی، اور مرشد کی اجازت کے بغیر نہ اس کی رجعت ہوتی ہے اور نہ ہی یہ رواں ہوتی ہے۔ عامل صاحب دعوت عامل کے لیے کیا مشکل ہے کہ صاحب قبر کو قید میں لے آئے اور اسکو مکمل تابع کر لے۔

"علم اکسیر سے علم تکثیر زیادہ ہے۔"

جو کوئی اس طریق سے دعوت دیتا ہے، وہ کامل عامل ہو جاتا ہے۔ ظاہر محتاج، مگر اسکا دل غنی ہو جاتا ہے۔

بیت

نفس را رسوا کردن بہر از گدا بر ہر دری قدمی زند بہر از خدا

آدمی را معرفت الٰہی از قرآن کہ ہمنشینی قبر خواند، ہر مشکل بکشاید و در باطن ملاقات و دست مصافحہ بتمام مجلس روحانی و مجلس بہر انبیاء و اولیاء اللہ از قرآن و قبر اولیاء اللہ حاصل شود و مراتب قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ، حاضرات روحانی و اسم اعظم از قرآن و قبر حاصل شود و الہام غرق وحدانیت جاری ذکر فکر مذکور حضور از قرآن مع قبر اولیاء اللہ حاصل شود و علم فیض اللہ علم لدنی، معرفت الٰہی علم کسبی رسمی از قرآن مع قبر اولیاء اللہ حاصل شود، تمامیت ملک سلیمانی در قید آوردن، ہر مقام ظاہری و باطنی عالمگیر بادشاہی دنیوی از قرآن مع قبر اولیاء اللہ حاصل شود و فقیر عالم عامل کامل لایحتاج عارف باللہ از قرآن مع قبر اولیاء اللہ حاصل شود، اما بحکم اجازت مرشد کامل شہسوار قبر دہندہ از ہر طریق ظاہری و باطنی خبر، بر نفس امیر باینست مراتب فقیر اولیاء اللہ را باطن صفا، صاحب دعوت منتہی را ہمیشہ چہار لشکر باطنی نگہبان گرد بگرد او بجہت محافظت او میگردد، اگرچہ او بچشم ظاہر نمی بیند و آنکہ ہر لشکر باطنی آنرا از مد نظر دور نسازند۔ چہار لشکر اینست۔

اول لشکر ارواح سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار و جمیع اصحاب۔

دوم لشکر شہداء و جمیع امامین شہیدین شریفین ابی محمد الحسنؓ و ابی عبداللہ الحسینؓ۔

سوم لشکر فرشتگان موکل و۔

چہارم لشکر جنونیت غیب عالم۔

بیت

فقیر ہر دروازے پر جا کر نفس کو ذلیل کرتا ہے۔ خدا کے لیے ہر دروازے پر جا کر قدم رکھتا ہے۔

قبر کی ہمنشینی سے قرآن پڑھنا ہر مشکل کو کھول دیتا ہے۔ اور آدمی کو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ اور باطن میں مکمل طور پر مجلس روحانی اور ملاقات و دست مصافحہ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجلس قرآن اور قبر اولیاء اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کے مراتب حضرت عیسیٰؑ روح اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور حاضرات روحانی اور اسم اعظم (کے مراتب) قرآن اور قبر سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور الہام اور استغراق وحدانیت اور ذکر فکر مذکور حضور کا جاری ہونا قرآن مع قبر اولیاء اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ علم فیض اللہ، علم لدنی، معرفت الٰہی اور علم کسبی اور رسمی قرآن مجید اور اولیائے رحمٰن کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ تمام ملک سلیمانی کو قید میں لانا اور دنیوی عالمگیر بادشاہی کا ہر مقام ظاہری اور باطنی قرآن پاک اور قبر اولیاء اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور فقیر عالم عامل کامل لایحتاج عارف باللہ کے مراتب قرآن مجید اور قبر اولیاء اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن مرشد کامل کی اجازت اور حکم سے۔ دعوت خواں (شہسوار قبر) ہر طریق ظاہری اور باطنی سے باخبر ہوتا ہے۔ اور نفس پر غالب ہوتا ہے۔ یہ ہیں فقیر اولیاء اللہ باطن صفا کے مراتب۔ صاحب دعوت منتہی کے ہمیشہ چار باطنی لشکر اس کے گرد بگرد اسکی نگہبانی اور محافظت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ اور ہر لشکر باطنی اس کو اللہ تعالیٰ کی نظر سے دور نہیں رکھتا۔ اور وہ چار لشکر یہ ہیں:۔

اول لشکر سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کبار اور جمیع اصحاب کی ارواح کے ساتھ۔

دوسرا لشکر شہداء اور جمیع امامین شہیدین شریفین ابی محمد الحسنؓ و ابی عبداللہ الحسینؓ کا ہے۔

تیسرا لشکر فرشتوں کا جو موکل ہیں۔ چوتھا لشکر جنات اور غیب عالم کا۔

و دیگر صاحب دعوت ولی اللہ ہر سلاح تیغ برہنہ و تیر بی کمان جستہ دسنان نیزہ و کارد و بندوق وغیرہ۔ غیب الغیب بر کسی کہ با جذب و غضب قہر کند، عدو او زخمی از غیب در جان خورد، بہ آن درد بمیرد۔ اما فقیر باید باخبر، خدا ترس، بار بردار و آدم نیازار۔ گرد بندہ گرد بندہ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ [1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ [2]

ہر کہ دوست خدای را آزار دھد، بیشک در ہر دو جہان خراب شود و اگر بعضی مردم بر اہل دنیا دعوت خوانند نادانند، چنانچہ شخصی بر مار افسون خواند و در حکم خود می آرد۔ این چنین درندہ را بافسون خواندن در قید می آرند۔ این کسان مردم را ولی اللہ گفتہ نمی شود، مگر ہمین افسون گر و ہر کہ کلام پاک را از برای رجعات خلق خوانند مطلب این بدل دارند کہ مسخر شوند و از ایشان درم و دینار بوجہ نذر و نیاز زر بگیرند، محض رزق ازین وجہ دارند و دانند و بر خدای عز و جل اعتبار و باور نہ دارند مطلق در شرک و ریا افتند۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا نگاہ دارد خدای تعالیٰ ازین فرقۂ گمراہ۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا [3]

اگر طالع بدنیا بودی، طالع فرعون از طالع مہتر موسیٰ بہ شدی پس طالع مند آنست کہ تمام عمر خود را در طاعت ظاہری و باطنی تصرف کند، چنانچہ معرفت راز و عبادت نماز۔

[1] الحدیث [2] مشکوٰۃ ص ۴۲۶ [3] سورہ البقرہ ۲ : ۴۱

اور صاحب دعوت ولی اللہ ہر ہتھیار، ننگی تلوار اور تیر کمان کے ساتھ اور برچھی، نیزہ اور چھری اور بندوق وغیرہ سے آراستہ ہوتا ہے۔ غیب الغیب سے جس کسی پر جذب و غضب و قہر کرے، اس کا دشمن غیب سے جان پر زخم کھائے اور اسی درد سے ہلاک ہو جائے۔ لیکن فقیر کو چاہیے کہ باخبر، خدا ترس اور بار بردار رہے اور دوسرے انسان کو تنگ نہ کرے بلکہ محبت سے پیش آئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے، خود اس میں گرتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"محبت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو۔"

جو کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوستوں کو تنگ کرتا ہے، وہ بیشک دونوں جہان میں خستہ حال ہوگا۔ اور بعض لوگ دنیا والوں پر دعوت پڑھتے ہیں، حالانکہ وہ کچھ جانتے نہیں۔ جیسا کہ کوئی شخص سانپ پر منتر پڑھے اور اسے اپنے حکم میں لائے۔ ایسے درندے پر منتر پڑھ کر وہ اسے اپنی قید میں لاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ولی اللہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ جادوگر کہیں گے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کو رجعات خلق کے لیے پڑھتے ہیں اور یہ مطلب دل میں رکھیں کہ مسخر ہوں اور ان سے درم و دینار اور سونا نذر و نیاز کے طور پر لیں۔ صرف روزی اس وجہ سے رکھیں اور جانیں اور خدائے بزرگ و برتر پر یقین و اعتبار نہ رکھیں، تو ایسے لوگ شرک و ریا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور اس گمراہ فرقہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔"

اگر نصیب دنیا میں ہوتا، تو فرعون کا نصیبہ مہتر موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔ پس نصیبے والا وہ ہے کہ تمام عمر اپنے آپ کو ظاہری و باطنی عبادت میں تصرف کرے، چنانچہ معرفت راز اور عبادت نماز۔

قولہٗ تعالیٰ:-
قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ[1]
درم دُنیا را جمع کند بخیل۔

فرد

ہر کہ بروی محمدؐ شد فدا می رسد اُو در مراتب اولیاء

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:-
مَنِ اتَّكَى بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ هَلَكَ[2]

صاحب دعوت کمال را چہ حاجت زکوٰۃ و نصاب و قفل و دور مدور و بذل و ختم و شناختن وقت خواندن و جای مقیم و رجعت و عدد و حساب نیک و بد و ترک خوردن حیوانات جلالی و جمالی و کمالی۔ این ہمہ شمار و وسوسہ خطرات رجعت ناقصان را پیدا شود، از برای آنکہ درمیان حاجت جستۂ اللہ، نام اللہ نیارانند و بہر مخلوق می خوانند و درم دینار می ستانند۔

ابیات

با مؤکل دائرہ عدد و حساب از بروج و کوکبش شد اکتساب
بہتر آن باشد کہ با حق راز کن تا ترا حاصل شود آواز کن
کُنہ کُن دریاب دل دریا شوی بر دُرِّ دم ہمچو حبابش روی
ہر زا مواجش دُرّ از دریا کشی موج دم دُرّ یک شود یکتا شوی

---

[1] سورہ النساء، ۴: ۷۷ [2] الحدیث

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-
"تم فرما دو کہ دُنیا کی متاع بہت کم ہے"
درم و دُنیا بخیل شخص جمع کرتا ہے۔

فرد

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کر دی۔ وہ اولیاء اللہ کے مراتب و مقام کو پہنچ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-
"جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ کیا پس وہ ہلاک ہوا"۔

صاحب دعوت جو کامل ہو، اس کو زکوٰۃ، نصاب، قفل، دور مدور اور بذل و ختم کی کیا ضرورت ہے؟ پڑھنے کا وقت پہچاننا، قیام کی جگہ، عدد، نیک و بد کا حساب، حیوانات جلالی و جمالی اور کمالی کے کھانے کا ترک کرنا۔ یہ تمام شمار، وساوس، خطرات و رجعت ناقصوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ حاجت کے مابین جستۂ اللہ، اللہ کا نام نہیں لاتے اور مخلوق کے لیے پڑھتے ہیں۔ اور درہم و دینار لیتے ہیں۔

ابیات

مؤکل کے لیے حصار ہے، عدد اور حساب ہے۔ وہ بُرجوں اور ستاروں سے اکتساب کرتا ہے۔

سب سے بہتر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ راز داری کرے۔ تاکہ تجھ کو کُن کی آواز سُننا میسر ہو جائے۔

کُن کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کر تاکہ تیرا دل دریا ہو جائے۔ موتی کے دم قدم پر بُلبلہ کی طرح تو تیرتا ہوا چلا جائیگا۔

تو دریا کی ہر موج سے موتی نکالے گا۔ جب موج اور موتی ایک ہو جائیں گے، تو تو یکتا ہو جائیگا۔

بدانکہ ذکر فکر مراقبہ محاسبہ حجرۂ خلوت این ہمہ مراتب خام ناتمام است کہ حجرۂ دل خلوت دل بہتر از حجرۂ گِل کہ حجرہ و خلوت گِل کمتر۔ ہر کہ یافت از دل یافت و ہر کہ از دل یافت، خود را از حجرۂ خلوت گِل دُور ساخت، بلکہ در نشستن حجرۂ گِل روز چہل مطلق جہل، بلکہ شرک و کفر از برای آنکہ ہمچنان گویند کہ مرا از چلہ و حجرہ و از خلوت مطلب حاصل شد و نام اللہ درمیان نیارند ازین سبب حجرۂ و خلوت ہمہ استدراج است از آن بہتر نہ باشد کہ ظاہر بشریعت نماز و سنت جماعت و باطن باقوت طریقت حقیقت معرفت غرق ظاہر بہ خلق و باطن بہ خالق۔

اما نیز مُرشد چہار باید :-

مُرشد شریعت و مُرشد طریقت و مُرشد حقیقت و مُرشد معرفت۔

اگر از یک مُرشد ہر مقام بکشاید کہ از و یکتا گردد۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

تمامیت معرفت الٰہی اینست و فقر محمدی راہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ باشد۔

بیت

گر بنگرم جان می رود گر جان رود چون بنگرم حیران درین کاری شدم یا جان دہم یا بنگرم

راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تماشہ بین است نہ در غوغا بہ خلق ہرزہ گری کہ از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بعید بکرامت دوری حق ندانست۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ اور حجرۂ خلوت یہ تمام مراتب خام اور ناتمام ہیں۔ اس لیے کہ حجرۂ دل اور خلوت حجرۂ خاک سے بہتر ہے۔ کیونکہ حجرۂ خاک اور خلوت گِل کمتر ہے۔ جس کسی نے پایا، حجرۂ دل سے پایا، اور جس کسی نے حجرۂ دل سے پایا، اس نے اپنے آپکو حجرۂ خلوت و خاک سے دُور کرلیا۔ بلکہ خاک کے حجرہ میں چالیس دن بیٹھنا مطلق جہالت ہے۔ بلکہ شرک و کفر ہے۔ اسلیے کہ جو لوگ اس طرح کہتے ہیں کہ مجھے چلہ و حجرہ اور خلوت سے مطلب حاصل ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام درمیان میں نہیں لاتے ہیں۔ (یعنی خُدا کو بھول جاتے ہیں) اس وجہ سے حجرہ اور خلوت تمام استدراج ہے۔ اس سے یہ بہتر نہیں ہے کہ شریعت ظاہرہ کے ساتھ نماز، سنّت، جماعت اور باطنی طاقت کے ساتھ طریقت و حقیقت و معرفت ظاہر بخلق اور باطن خالق کے ساتھ ہو۔

لیکن مُرشد بھی چار ہونے چاہئیں :-

۱۔ مُرشد شریعت ۲۔ مُرشد طریقت ۳۔ مُرشد حقیقت اور ۴۔ مُرشد معرفت۔

اور اگر ایک ہی مُرشد سے یہ چاروں مقام حاصل ہوں، تو اس سے وُہ یکتا ہو جائے گا۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

معرفت خداوندی کی تمامیت یہی ہے۔ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ وُہی ہے، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے ہیں۔

بیت

اگر میں دیکھوں، تو جان چلی جاتی ہے اور اگر جان جاتی ہے، تو میں کیونکر دیکھوں۔
میں اس معاملہ میں حیران ہوں کہ مَیں دیکھوں یا جان دے دوں۔

جاننا چاہیے کہ راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تماشا دیکھنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ ہی مخلوق کے ساتھ شور اور ہرزہ گری کا نام ہے۔ یہ چیزیں تو فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور اور کرامت و حق سے بعید ہیں۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝[1]

مشغول باسم اللہ باش کہ روز قیامت از ذاکران و عارفان باشی۔ از قبر باشتغال اللہ برخیزند و بلاحساب ولاعذاب مدخل بہشت شوند برکت ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

دیگر ترتیب دعوت

بدانکہ اوّل علم دعوت آدمی را می باید کہ علم دعوت را تکثیر گویند و ہر کہ در علم تکثیر عامل شود، لا رجعت ولا زوال بدست آرد، و از علم تکثیر چہار علم می کشاید۔

علم تفسیر، علم اکسیر، علم تکثیر و علم تاثیر۔ چہارم قلب علم کلیہ تزکیہ و تصفیہ و تجلیہ و تخلیہ۔

روشنضمیر اینست مراتب کیمیا نظر یعنی با نظر مردہ دل را زندہ گرداند۔ و دل او با آواز بلند اللہ اللہ خواند۔ کیمیا نظر آن را گویند کہ بیک نظر جاہل را علم عطا کند و بخشد و از ہر علمی کشف گردد۔

مصنفؒ میگوید کہ این کیمیا نظر نیست کیمیا نظر آنست کہ یُحیِ القلب ویُمیت النفس ویمیت القلب ویحی الرّوح و روح یحی لایموت بذکر نور۔ ہر کہ بذکر نور رسد، مطلق نور بنور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم شود یعنی متابعت تمام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را بر دارد۔ چنانچہ یُحیِ السنت ویمیت البدعت آن را بجز متابعت حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ

[1] سورہ المؤمنون، ۲۳ : ۱۵ ـ ۱۶

ارشاد خداوندی ہے :۔

"پھر تم اس کے بعد مرو گے۔ پھر تم قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے"۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کے ساتھ مشغول رہ۔ تاکہ روز قیامت تیرا شمار ذاکروں اور عارفوں میں ہو۔ کیونکہ یہ لوگ قبر سے ذکر خداوندی کرتے ہوئے اٹھیں گے اور بغیر حساب اور بغیر عذاب کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے۔

دیگر ترتیب دعوت

(اے طالب صادق!) جان لے کہ پہلی علم دعوت آدمی کو چاہیے۔ علم دعوت علم تکثیر کا نام ہے۔ اور جو کوئی علم تکثیر میں عامل ہو جاتا ہے، اسے کوئی رجعت نہیں ہوتی اور اسے لازوال سعادت میسر آتی ہے۔ علم تکثیر سے مندرجہ ذیل چار علوم کا انکشاف ہوتا ہے۔

پہلا علم : علم تفسیر ہے۔ دوسرا علم : علم اکسیر ہے۔ تیسرا علم : علم تکثیر اور علم تاثیر ہے۔ اور چوتھا علم، علم قلب کلیہ تزکیہ و تصفیہ و تجلیہ اور تخلیہ ہے۔

یہ دُہی روشنضمیری اور مراتب کیمیا نظری ہیں یعنی کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں۔ کہ اسکا دل آواز بلند کے ساتھ اللہ اللہ پڑھتا ہے۔ اور کیمیا نظر اس کو کہتے ہیں کہ ایک نظر کے ساتھ جاہل کو عالم بنا دے۔ اور ایسا علم عطا کرے کہ ہر علم سے کشف ہو۔

مصنف کتاب سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ نظر کیمیا نہیں ہے۔ کیمیا نظر وہ ہے، جو دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے۔ قلب کو مار دے اور روح کو زندہ کر دے۔ اور پھر ذکر نور کے ساتھ روح کو زندہ کر دے اور کبھی موت واقع نہ ہو۔ جو کوئی ذکر سے نور کو پہنچتا ہے۔ تو وہ نور مطلق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے مشرف ہو جاتا ہے یعنی وہ پوری طرح حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔

چنانچہ سنت کو زندہ کرتا ہے اور بدعت کو مارتا ہے۔ اُسے اطاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور جادۂ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور راز حضرت محمد مصطفےٰ صلی

علیہ وسلم وراہ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم وراز حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیگر ہیچ خوش نیاید۔ این راہ پسندیدہ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نامند کہ برسیدہ مراتب معرفت نور خدا عزوجل۔ اینست فقر خدا۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :۔

خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِيْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِيْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ[2] بموجب این آیت :۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[3]

حدیث

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِيْ ظَالِمًا[4]

حدیث

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ[5]

مسکین آن را گویند کہ بجز نام اللہ در ملک خود چیزی ندارد و یا آنکہ ملک او خاک است

[1] الحدیث [2] عین العلم از حضرت ملا علی قاری [3] سورہ الکہف، ۱۸ : ۲۸ [4] مشکوٰۃ ص ۴۴۷ [5] نقل از عین العلم از حضرت ملا علی قاری۔

اللہ علیہ وسلم کے بغیر کچھ اچھا نہیں لگتا۔ اسی کو حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کا راہ پسندیدہ نام دیا گیا ہے، جس پر پہنچ کر معرفت نور خدا تعالیٰ بزرگ و برتر کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ (دراصل) یہی فقر خداوندی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"علما میرے سینے، سادات میری پیٹھ سے اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے یعنی فقر میری سنت ہے" بموجب اس آیت کریمہ :۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

اور اپنی جان اس سے مانوس رکھو، جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگھار چاہو گے؟ اور اسکا کہا نہ مانو، جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

حدیث

"اے اللہ! تو مجھے مظلوم بنا نہ کہ ظالم"۔

حدیث

"اے اللہ! مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حساب کتاب ہو"۔

مسکین اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کے نام کے سوا اپنی ملکیت میں کچھ چیز نہیں رکھتا۔ یا یہ کہ اس کی ملکیت وہی خاک زمین ہے، جس پر وہ بیٹھتا ہے پس مسکین فقیر عارف باللہ کو کہتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ مفلس فی امان اللہ کو کہتے ہیں (قیامت کے روز) دنیا کی حلال چیزوں کا حساب کتاب ہوگا اور حرام کے عوض عذاب ہوگا۔ چونکہ اولیاء اللہ مفلس ہوتے ہیں۔ (یعنی دنیاوی مال و اسباب نہیں رکھتے) اسلیے نہ وہ گنتے ہیں، نہ وہ کچھ کہتے ہیں اور نہ میدان حشر میں اُن سے حساب لیا جائیگا۔

بر زمین جائیکہ نشیند۔ پس مسکین فقیر عارف باللہ را گویند و اولیاء اللہ مفلس فی امان اللہ را گویند۔ حَلَالُهَا حِسَابٌ وَّحَرَامُهَا عِقَابٌ[1] اولیاء اللہ مفلس اند کہ کس اُو را نشمارد و نہ چیزی دارد و نہ روزی بہ عرصات حساب آرد۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[2]

اولیاء اللہ ازین احوال شناختہ شود کہ اولیاء اللہ سر دفتر اولی غرق دوام مع اللہ مولیٰ بموجب این عبادت ظاہری۔

کہ سر از برای سجود و تن از برای طاعت و زبان از برای ثنا و دل از برای ذکر و رُوح از برای فکر فیض، چنانچہ فیض آفتاب و دست از برای سخاوت چنانچہ سخاوت پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام و چشم از برای بینائی معرفت و اقدام از برای زیارت برادران مؤمن و کمر از برای بستن بر امر معروف و گوش از از برای استماع کلام اللہ۔

پس اولیاء اللہ عارف باللہ را از سرود و نغمہ مطرب و حُسن پرستی مطلق خلاف است کہ این ناشائستہ و نالائق را در وجود کجا جای دہی۔

رُباعی

جز بمولیٰ نیست در دل جای من — ہر چہ بینی غیر مولیٰ راہ زن
این نغمہ سُرودیست از نفس و ہوا — طالبان این ہوا دُور از خدا

و شخصی کہ از گناہاں باز نمی آید و شب و روز پشیمان نشود و تائب نگردد، معلوم شد کہ نفس بر اُو غالب است۔ علاج اُو اینست کہ ہر روز اسم اعظم بخواند و تفکر بذکر دل کند کہ از لذت اسم اعظم و از غلبات ذکر نفس مغلوب گردد۔ تمام عمر بار گناہ نمی کند شخصی را

[1] الحدیث [2] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲

فقیر عارف باللہ کو کہتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ مفلس فی امان اللہ کو کہتے ہیں۔ قیامت کے روز، دُنیا کی حلال چیزوں کا حساب کتاب ہوگا اور حرام کے عوض عذاب ہوگا۔ چونکہ اولیاء اللہ مفلس ہوتے ہیں (یعنی وُہ دنیاوی مال و اسباب نہیں رکھتے، اس لیے نہ وُہ گنتے ہیں، نہ رکھتے ہیں اور نہ میدان حشر میں اُن سے حساب لیا جائیگا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"خبردار! بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج و خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔"

اور ان احوال کے حوالے سے اولیاء اللہ کی پہچان یہ بنتی ہے کہ وہ ہمیشہ یاد الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ انکی ظاہری عبادت اس طریق پر ہوتی ہے:۔

سر سجدہ میں، جسم طاعت میں، زبان ثنائے الٰہی میں۔ دل ذکر میں۔ رُوح فکر فیض میں، جیسے آفتاب فیض رساں ہوتا ہے۔ اور ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سخاوت میں۔ اور آنکھ معرفت الٰہی کے دیکھنے میں اور قدم مؤمن بھائیوں کی زیارت میں اُٹھتا ہو۔ اور کمر امر معروف پر بندھی ہو۔ اور کان کلام الٰہی کے سُننے کے لیے بیتاب ہو۔

پس اولیاء اللہ عارف باللہ سرود و نغمہ مطرب اور حُسن پرستی کے سخت خلاف ہوتے ہیں۔ تُو ایسے ناشائستہ و نازیبا افعال کو بھلا وجود میں کہاں جگہ دے سکتا ہے؟

رُباعی

اللہ تعالیٰ کے سوا میرے دل میں کسی کے لیے جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کسی اور چیز کو دیکھے، وُہ ڈاکو ہے۔

یہ نغمہ اور راگ نفسانی خواہشات ہیں۔ ان خواہشات کے طلبگار خُدا سے دُور ہیں۔

اور جو شخص گناہوں سے باز نہیں آتا ہے۔ اور شب و روز پشیمان نہیں ہوتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ہے۔ تو معلوم ہُوا کہ اس پر نفس غالب ہے۔ اُس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اسم اعظم پڑھے اور دل میں فکر کے ساتھ ذکر کرے کہ اسم اعظم کی لذت سے اور ذکر کے غلبہ سے نفس مغلوب ہوجاتا ہے۔ پھر تمام عمر گناہ نہیں کرتا۔ اور جو شخص معرفت کی

کہ راہ معرفت سلب شدہ باشد و یا راہ معرفت آنرا نکشاید و از ہر ذکر و عبادت آن را حجاب گردد، علاج آن دارد کہ تصور اسم اللہ و یا ورد بر زبان اسم یا بدوح بگیرد و بخواند، حال اُو بر حال و کشائش شود و معرفت مولیٰ و صال ہمچنان مراتب رسد کہ در وہم و فہم نگنجد۔ شخصی را کہ دعوت روان نگردد۔ آنچہ خواند از خواندن رجعت پیدا شود علاج اُو اینست کہ وقت نیم شب بہ صحرا رود و بر کنارۂ آب دریا برسد و دوگانہ بارواح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخواند و با حرف اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم چند مرتبہ تکرار کند، تا سیاہی از دل اُو بر خیزد و مؤکلان جنوبیت و بارواح مقدس خاکی اہل اسلام در باطن دست مصافحہ کنند، کار بمطلب خود برسد و نفس تابع گردد۔

فرد

نفس چون غالب بود بر دل کہ تعبیرش مپرس — شحنہ چون ظالم شود دہ را خرابی اکبر است

و از سہ مقام برآمدن خیلی مشکل است :۔

یکی برآمدن از دُنیا تارک و فارغ بودن۔ این کار مشکل است، چنانچہ کافر را کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم گفتن مشکل۔

دوم اہل کشف را کہ با مردم اخلاص کنند بجہت رجوعات خلق و زیادتی دنیا، چنانچہ این مقام طریقت و در مقام طریقت آسائش نفس است بنام و ناموس و برسیدن حقیقت معرفت مشکل است کہ اہل طریقت خود را حضور دانند لیکن دور بجز دستگیری مُرشد کامل بہ حقیقت معرفت حضور کی رسد۔

سوم مقام، دعوت خواندن وجود خام را مشکل کہ بعضی بخواندن دعوت مؤکلان

راہ سے سلب ہوا ہو، اور یا معرفت کی راہ اس کو نہ کھولے اور ہر ذکر اور ہر عبادت سے اس کو حجاب ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات اور یا اسم یا بدوح کا ورد زبان پر لائے اور پڑھے۔ اس کا حال، حال پر اور کشائش پر ہو جائے گا۔ اور معرفت خداوندی اور وصال الٰہی سے ایسے مراتب پر پہنچ جائے گا کہ وہم و فہم میں بھی نہیں سما سکتا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو، اور جو کچھ پڑھے، اس کے پڑھنے سے رجعت پیدا ہو، تو اس کا علاج یہ ہے کہ آدھی رات کو جنگل میں جائے اور دریا کے کنارے پر پہنچے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح پاک کے لیے دوگانہ پڑھے اور لفظ اسم اعظم اللہ کا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند بار تکرار کرے، تاکہ اس کے دل کی سیاہی دُور ہو۔ اور مؤکلان جنوبیت اہل اسلام مقدس خاکیوں کے ارواح کے ساتھ باطن میں اس کے ساتھ مصافحہ کریں۔ اور اپنے مقصد کو پہنچیں اور اس کا نفس مطیع و فرمانبردار ہو جائے۔

فرد

نفس جب دل پر غالب ہوتا ہے، تو دل کی کیفیت کو مت معلوم کر۔ کوتوال جب ظالم ہو جائے، تو دیہات کی بہت بڑی خرابی کا سبب ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ مندرجہ ذیل تین مقامات سے نکلنا نہایت مشکل ہے:۔

پہلا مقام:۔ دُنیا کو خیرباد کہنا اور دُنیا سے تارک و فارغ ہونا۔ یہ کام ایسا ہی مشکل ہے، جیسے کافر کو کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا مشکل ہے۔

دوسرا مقام:۔ اہل کشف کا لوگوں سے رجوعات خلق اور زیادتی دُنیا کی وجہ سے اخلاص سے پیش آنا۔ چنانچہ یہ مقام طریقت کا ہے اور مقام طریقت میں نفس کو آسائش حاصل ہوتی ہے۔ نام و ناموس اور حقیقت و معرفت (کے مقام) پر پہنچنا مشکل ہے۔ کیونکہ اہل طریقت اپنے آپ کو اہل حضور خیال کرتے ہیں۔ لیکن مُرشد کامل کی دستگیری کے بغیر حقیقت و معرفت حضور تک پہنچنا دشوار امر ہے۔

تیسرا مقام:۔ وجود خام کے لیے دعوت پڑھنا مشکل ہے، کیونکہ بعض مؤکلان

دیوانہ شوند و بعضی پریشان و بعضی سرگردان دوام سیر سفر و بعضی اہل دعوت اہل بدعت اہل شرب تارک الصلوٰۃ مطلق جنونیت بہ غیب عالم خراب و بعضی را تمامیت فقر۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ [1]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ [2]

معنی جانبین بعضی را تمام دنیا از دعوت حاصل شود، چنانچہ خزانۂ ظاہر و باطن این ہم از دعوت رجعت خورده کہ تمامیت دُنیا مراتب فرعون است کہ در اَنَا و شرک در آید کہ مفلس ہیچ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی [3] نگفت۔ دعوت بحر دریای عمیق لائق خواندن صاحب توفیق و صاحب توفیق ولی اللہ را باید۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ از تصور حرفی کہ از خود بیخود کند و غریق بحر تحقیق می شود و مشاہدۂ تحقیقات بہ بیند کہ باطن آن را ظاہر شود یا از حرفی الہام از دل پیدا شود۔ آن حرف اسم اعظم است۔

بدانکہ سی حروف گرد بگرد عرش نوشتہ شدہ اند۔ ازین سی حرفی سی ہزار علم است۔ این علم را ہیچ کس واقف نیست و نباشد بجز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ علم کشف و علم معرفت و علم لدنی ہرگز حاصل نشود بجز اجازت حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم، نہ مطالعۂ حروف عرش اکبر۔

ہر کہ ازین یک حرف مثل از عرش بکشاید، آن را از حرف "الف" کشاید و سراپردۂ

[1] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاری۔

[2] الحدیث [3] سورہ النزعٰت، ۷۹ : ۲۴

دعوت کے پڑھنے سے دیوانہ ہو جاتے ہیں اور بعض پریشان، بعض سرگردان ہو کر ہمیشہ سیر و سفر میں رہتے ہیں۔ اور بعض دعوت کے پڑھنے سے اہل بدعت اور شراب خور ہو کر تارک نماز ہو جاتے ہیں اور بعض جنونیت میں پڑ کر عالم غیب میں خراب ہو جاتے ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی تمامیت فقر کو پہنچتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"فقر نگونسار سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی ہے"۔

اس کے مختلف معنی ہیں۔ بعض کو دعوت سے تمام دُنیا حاصل ہو جاتی ہے چنانچہ ان کو دُنیا کے ظاہری اور باطنی خزانوں پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے، ان میں سے بھی بعض دعوت پڑھنے سے رجعت کھاتے ہیں۔ کیونکہ دُنیا کا تمام کا تمام حاصل ہو جانا فرعونی مرتبہ ہے۔ اسکی وجہ سے وہ تکبر اور شرک کرنے لگتا ہے۔ اس لیے کہ کسی مفلس نے کبھی "تمہارا بڑا خدا میں ہوں" نہیں کہا۔

دعوت ایک گہرا سمندر ہے۔ اس کو پڑھنے کے لائق صاحب توفیق ولی اللہ کو چاہیے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے حرف کے تصور میں رہے، حتیٰ کہ خود سے بے خود ہو جائے۔ اور اس کے گہرے سمندر میں غرق ہو جائے اور مشاہدہ (تجلیات) کی تحقیقات کر کے دیکھے کہ اس کا باطن ظاہر ہوتا ہے۔ یا اس کے حروف سے دل میں الہام پیدا ہوتا ہے۔ (پھر جب اس حال پر پہنچے، تو جان لے کہ) یہ حرف اعظم ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تیس حروف عرش اعظم کے ارد گرد جو تحریر ہیں، انہی تیس حروف سے تیس ہزار علم پیدا ہوئے ہیں۔ ان علوم کو ماسوائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا نہیں جانتا اور نہ جانے گا۔ علم کشف، علم معرفت اور علم لدنی بغیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے ہرگز حاصل نہیں ہوتے اور نہ ہی بغیر مطالعۂ حرف و عرش اکبر کے کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔

(پس) جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرش کے حروف سے حاصل کرے۔ تو (اس پر

چشم ظاہری و باطنی از آن علم واضح و روشن شود۔ اما بشرط آنکہ ازین علم سی۳۰ حرفی مثل دائرہ حاضرات روحانیات کشف و کرامات مقامات ذات صفات کل و جز در تصور و تصرف است و این سی۳۰ حروف سی۳۰ کلید است و کلید را صاحب خزائن داند کہ چند اند از اہل تقلید۔ بعید این راہ است اگر کسی را نصیب نباشد بی نصیب را نصیب

از علم سی۳۰ حرفی است و ہر کہ این علم را شب و روز بمطالعہ آرد، گویا کہ این مطالعہ لوح محفوظ برد و از مطالعہ لوح غرق فی اللہ شود و از غرق فی اللہ عارف باللہ شود و مرتبۂ عارف باللہ لاحد ولا عد در وہم و فہم نگنجد۔ این مقام لی مع اللہ است۔

بیت

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ نہ گنجد در مقام لی مع اللہ

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ[1]۔

و علم منطق و معانی و از ہر علمی کہ میدانی و میخوانی علم ظاہری و باطنی و معرفت ربانی درین سی۳۰ حرفی است۔ ازین ہیچ چیز بیرون نیست۔ اما مرشد و استاد کامل باید مثل خوانندۂ مزمل۔ ہر کہ خواند مزمل، در ہر دو جہان می شود کامل و مکمل۔

---

[1] الحدیث

لازم ہے، کہ حرف الف سے حاصل کرے۔ (صوفیائے کرام کا قول ہے کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے اور باقی جو حروف ہیں، وہ تمام کے تمام الف کی صفات ہیں۔ پس جب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہو جائے گا، تو صفات خود بخود حاصل ہو جائیں گی) اور سراپردہ ظاہری و باطنی آنکھ کا اس علم سے واضح اور روشن ہوتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس علم کے تیس حروف سے ایک حرف مثل دائرۂ حاضرات روحانیات کے کشف و کرامات اور مقامات ذات و صفات کل و جز تصور و تصرف میں ہو۔ اور ان تیس۳۰ حروف کی تیس۳۰ کلید ہیں۔ اور ان کلیدوں کو صاحب خزانہ جانتا ہے کہ اہل تقلید میں سے کتنی ہیں۔ اس راہ سے بعید ہے اگر کسی کو نصیب نہ ہو، تو وہ بے نصیب ہے۔

(پس) نصیب تیس حروف کے علم سے ہے اور جو کوئی اس علم کو شب و روز مطالعہ میں لاتا ہے۔ تو گویا یہ مطالعہ لوح محفوظ پر لے جاتا ہے اور لوح کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ میں غرق ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میں غرق ہو کر عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اور عارف باللہ کا مرتبہ بے حد اور ان گنت ہے۔ جو وہم و گمان میں بھی نہیں سماتا۔ یہ لی مع اللہ کا مقام ہے۔

بیت

فرشتہ اگرچہ درگاہ خداوندی میں قرب رکھتا ہے۔ مگر وہ لی مع اللہ کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے، جس میں مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے، نہ نبی مرسل کی"۔

اور علم منطق، علم معانی اور جو علم تو جانتا ہے اور پڑھتا ہے، علم ظاہری، علم باطنی اور معرفت خداوندی ان تیس حروف میں سے ہے۔ ان سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ہے۔ لیکن سورہ مزمل پڑھنے والے کی طرح مرشد اور استاد کامل کا ہونا ضروری ہے۔ جو کوئی سورہ مزمل پڑھتا ہے، وہ دونوں جہان میں کامل اور مکمل ہو جاتا ہے۔

سی حروف اینست کہ نمودہ میشود۔

تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ا	ب	ت	ث	ج
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ح	خ	د	ذ	ر
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ز	س	ش	ص	ض
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ط	ظ	ع	غ	ف
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ق	ك	ل	م	ن
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
و	ه	لا	ء	ی
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر

واین سی حرفی کہ گرد بگرد عرش نوشتہ شدہ است، دوام ورد حضرت محمد رسول

وہ تیس حروف مندرجہ ذیل ہیں:۔

تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ا	ب	ت	ث	ج
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ح	خ	د	ذ	ر
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ز	س	ش	ص	ض
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ط	ظ	ع	غ	ف
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
ق	ك	ل	م	ن
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر
تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف	تصرّف
و	ه	لا	ء	ی
تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر	تصوّر

اور یہ تیس حروف جو عرش کے گرداگرد لکھے ہوئے ہیں، ہمیشہ حضور اکرم صلی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ ۔بغیر از حکم و اجازت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روان نمی شود و بعمل نمی آید و تاثیر نمی کند ۔ اما این بہ چہار طریق روان می شود ۔ یکی آنکہ ہست حرف از برای شمشیر کہ در قید آوردن ملک بادشاہ کہ مرتبہ ظل الٰہی است وہشت حرف از برای معرفت و توحید الٰہی کہ مرتبۂ اہل اللہ است و عارف باللہ است وہشت حرف مطلق کلید است کہ خزائن اللہ ظاہری و باطنی حوالہ فقیر صاحب نظر ولی اللہ است وہشت حرف از برای دعوت بقید آوردن مؤکل و جنونیت و ارواح مقدس خاکیان اہل اسلام و کشائش از ہر علم و ترقی درجات دُنیا کہ مراتب زہاد و عباد است ۔ این ہر یک را مُرشد کامل بحضور عرش اکبر در خواب یا در مراقبہ برود و از ہمگی لوح مطالعہ نکند و رخصت از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ دہاند و مطالب را روز اول نصیب نہ کناند، آن را مُرشد نتوان گفت کہ مُرشد شُدن نہ آسان کار ۔ در مرشدی و طالبی عظیم سر اسرار ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔

بدانکہ سہ ۳ حرفی چہار قسم است :۔
ہفت حرف از برای کشائش علم ظاہر قرآن تفسیر ۔
وہفت از برای علم دعوت تکثیر ۔
و نہ ۹ حرف از برای علم کیمیا اکسیر ۔
ہر کہ بخواندن این نہ ۹ حرف مؤکلان حاضرات شنوند و آواز می دہند و ترکیب کیمیا درست نمایند کہ ہرگز در و خلاف نہ شود و این ہمہ آسان کار است و دُنیا

اللہ علیہ وسلم کے ورد میں رہتے ہیں ۔ یہ حروف، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور حکم کے بغیر جاری نہیں ہوتے اور عمل میں نہیں آتے اور تاثیر نہیں کرتے ۔ ہاں البتہ یہ چار طریقوں سے رواں ہوتے ہیں ۔ ایک یہ آٹھ حروف تلوار کے لیے مُلک کے بادشاہ کو قید میں لانے کے لیے، اس لیے کہ بادشاہ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے ۔ اور آٹھ حروف معرفت اور توحید الٰہی کے لیے، کیونکہ یہ اہل اللہ اور عارف باللہ کا مرتبہ ہے اور آٹھ حروف مطلق کلید ہیں کہ خزانۂ الٰہیہ ظاہر و باطن فقیر صاحب نظر ولی اللہ کے حوالے ہیں ۔ اور آٹھ حروف دعوت مؤکل، جنوں اور ارواح مقدس خاکیوں مسلمانوں کو قید میں لانے کے لیے اور ہر علم کی کشائش اور دُنیا کے درجات کی ترقی کے لیے کہ یہ زاہدوں اور عبادت گذاروں کے مراتب ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو مُرشد کامل عرش اعظم کے حضور میں خواب میں یا مراقبہ میں لے جا کر تمام کو اگر لوح سے واقف نہ کرائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت نہ دلائے اور مطالب کو پہلے روز سے نصیب نہ کرائے، تو اس کو مُرشد نہیں کہا جا سکتا کیونکہ مُرشد ہونا آسان کام نہیں ہے ۔ بلکہ مُرشدی اور طالبی میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا راز ہے ۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اے طالب صادق! جان لے کہ تیس حروف چار اقسام میں منقسم ہیں :۔
پہلی قسم اور دوسری قسم :۔ سات حروف ظاہری علم کی کشائش اور تفسیر قرآن مجید کے لیے ۔
تیسری قسم :۔ سات حروف علم دعوت تکثیر کے لیے ۔
چوتھی قسم : اور نو حروف علم کیمیا اکسیر کے لیے ۔
جو کوئی ان نو حروف کو پڑھے، مؤکل حاضر ہوتے ہیں اور آواز دیتے ہیں اور ترتیب کیمیائی درست کرتے ہیں، تاکہ اس میں کوئی خلاف ورزی نہ ہو یہ

فانی بی اعتبار است۔

محنت یک شبان روز است و مردم بہ ہوس در طلب کیمیا، مُردہ اند و بہ مطالب نرسیدہ و ایمان بخود نہ بُردہ اند۔

طلب مولیٰ بکن کہ کلیہ مقصود است۔ ہر کہ سوای طلب مولیٰ کند، مجنون، محجوب، مجذوب است۔

ترتیب دعوت کہ در ویرانہ رود، چنانچہ ہر کہ در ریگ پاک باشد۔ در روضہ مبارک راست، از داز ریگ و در آن قبر مبارک آراستہ سازد بطریق نمونہ روضہ منورہ کہ نوشتہ شُدہ و بخواند آنچہ بر گرد روضہ نوشتہ شُدہ است۔ انشاء اللہ تعالیٰ و بہ حرمت رُوح مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کار بی ہمال میسر شود۔ ہر کہ شک آرد، کافر گردد۔

وقت خواندن ارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر شود، بلکہ صاحب عارف باللہ مشرفاً زیارت کند و جواب مطالب دریابد۔ نمونہ روضہ مقدس این است۔

سب آسان کام ہے اور دُنیائے فانی قابل اعتبار نہیں ہے۔

محنت شب و روز کی ہے۔ اور لوگ (ہمیشہ) کیمیا، کی طلب میں مر رہے ہیں، لیکن مقصود تک رسائی نہیں ہوتی۔ اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

(پس) مولیٰ کی طلب کر، جو ہمارا مقصود کُلّی ہے۔ جو مولیٰ کے سوا طلب کرتا ہے، مجنون، محجوب اور مجذوب ہے۔

دعوت کی ترتیب یہ ہے کہ ویرانہ میں جائے۔ جہاں پاک ریت ہو۔ اور اس میں ریت سے روضہ مبارک آراستہ کرے۔ اور قبر مبارک بنائے۔ نمونہ کے طور پر جو درج کیا گیا ہے۔ اور پڑھے جو کچھ روضہ مبارک کے گرد لکھا ہُوا ہے۔ انشاء اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی حرمت سے بے مثل کام میسر ہوگا۔ جو شک کرتا ہے، وُہ کافر ہو جاتا ہے۔

(دعوت) پڑھتے وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک حاضر ہوتی ہے۔ بلکہ صاحب عارف باللہ کو شرع مطہرہ کے مطابق پڑھنے سے زیارت بھی ہوتی ہے اور اپنے مطالب کا جواب بھی پاتا ہے۔ روضۂ مقدس کا نمونہ یہ ہے:۔

الله — لله — لهٗ — هُو — فقر — محمد

الٰہی بحرمت روضہ مبارک حضرت مُحَمَّدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الجود والکرم کارِ من دینی و دنیوی زود برآرد بمقصود برساں

بحرمت مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف

حق صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۞ ع ۲۲ پ — هُو

بحرمت مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا

الٰہی بحرمت پنجتن پاک و چہاردہ معصوم و دوازدہ امام مقصود و مطلوب دارین بمن حاصل گردان

الله — لله — لهٗ — هُو — فقر — محمد

الٰہی بحرمت روضہ مبارک حضرت مُحَمَّدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الجود والکرم کارِ من دینی و دنیوی زود برآرد بمقصود برساں

بحرمت مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف

حق صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۞ ع ۲۲ پ — هُو

بحرمت مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا

الٰہی بحرمت پنجتن پاک و چہاردہ معصوم و دوازدہ امام مقصود و مطلوب دارین بمن حاصل گردان

اگر کسی خواہد کہ کار دینی و دنیوی، چنانچہ علم تکسیر از اشارت زود بمقصود رسد مہم و دعوت کار بستہ بخواندن بدین طریق دعوت در یکدم و یا در یک لحظہ و یا در شبان روز تا انتہا ہفتہ مطلوب و مقصود بیشک حاصل شود۔ وقت شب و یا روز بہ صحرا رود کہ ریگستان پاک باشد مثل چول۔ بران ریگ قبر راست کند و بر گرد قبر پنج نام بنویسد و بر سر قبر جانب مغرب بقبلہ نویسد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبر و عمر خطاب و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بعد از آن دوگانہ نماز نفل بارواح مبارک مع اصحاب شروع کند۔ در رکعت اول شش بار سورہ یٰسین و در رکعت دوم پنج بار یٰسین بخواند و در شروع نماز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را با صحاب کبار حضور دانند۔ بہر نیتی کہ بخواند حاصل شود و اگر از بہر قہر و غضب بجہت دشمن خواند، شہر و مقام و زمین او تا بروز قیامت ویران گردد و اگر از برای آبادانی بخواند، تا بروز قیامت در ترقی درجات آباد بماند۔ این دعوت دوگانہ را مستجاب الدعوت گویند۔

ط از حرف "ط" طاعت بسیار کند۔ طالب طمع از جان بردارد۔	ا از حرف "الف" ارادہ صادق دارد۔ صادق صدق صفا باوفا۔	ل از حرف "ل" لایق نقار رب العالمین لایحتاج لاف نزند از نفس انصاف دھد۔	ب از حرف "ب" دائم با ادب باشد بدسخن از دھانش نہ برآید مثل آئینہ رومی نماید۔
م از حرف "میم" مرد میدان ازل آید، پہلوان دفع کند از طالب نفس و شیطان محو معرفت عارف باللہ	ر از حرف "ر" راز بخش رب العالمین۔	ش از حرف "ش" شاہد حال در وصل حق لازوال۔	د از حرف "دال" دوام غرق باشد

اگر کوئی خواہشمند ہو کہ علم تکسیر کی طرح اس کے دینی اور دنیوی امور اشارات سے بہت جلد مقصود کو پہنچیں، مہم اور کار بستہ اس طریقہ کے ساتھ دعوت پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لحظہ میں یا شب و روز میں یا انتہا ایک ہفتہ تک مطلوب و مقصود بیشک حاصل ہو، لازم ہے کہ رات کے وقت اور یا دن کے وقت ریگستان میں جاتے، جو پاک ہو اور صاف ستھری ہو، اس ریت پر قبر بنائے اور پھر اسکے ارد گرد پانچ نام تحریر کرے اور قبر کے سر کی طرف جانب مغرب قبلہ کی طرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اکبر، عمر خطاب، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء تحریر کرے۔ بعد ازاں دوگانہ نفل نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام شروع کرے۔ پہلی رکعت میں چھ دفعہ سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں پانچ دفعہ سورہ یٰسین پڑھے اور نماز کے شروع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع صحابہ کرام حاضر جانے، جس نیت سے پڑھے گا، اس کا پھل حاصل ہوگا۔ اور اگر قہر اور غضب سے دشمن کیلئے پڑھیگا، تو شہر، مقام اور وہاں کی زمین روز قیامت تک ویران رہے گی اور اگر آبادی کیلئے پڑھے، تو روز محشر تک ترقی درجات میں آباد رہے گی۔ اس دعوت دوگانہ کو مستجاب الدعوت کہتے ہیں۔

ط از حرف "ط" طاعت بسیار کند۔ طالب طمع از جان بردارد۔	ا از حرف "الف" ارادہ صادق دارد۔ صادق صدق صفا باوفا۔	ل از حرف "ل" لایق نقار رب العالمین لایحتاج لاف نزند از نفس انصاف دھد۔	ب از حرف "ب" دائم با ادب باشد بدسخن از دھانش نہ برآید مثل آئینہ رومی نماید۔
م از حرف "میم" مرد میدان ازل آید، پہلوان دفع کند از طالب نفس و شیطان محو معرفت عارف باللہ	ر از حرف "ر" راز بخش رب العالمین۔	ش از حرف "ش" شاہد حال در وصل حق لازوال۔	د از حرف "دال" دوام غرق باشد

مُرشد کی تشریح

جو مُرشد کہ طالب اللہ کو حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نہ پہنچائے، وہ مُرشد شیطان کی طرح ہے۔ اور مُرشد صاحب نظر اور صاحب نظر چار نظر سے ناظر ہوتا ہے۔ اور قُرب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وصال کو حاضر حضوری حق کہتے ہیں، صاحب نظر متوجہ راز حقیقی ہے۔

علماء کی طرف عامل نظر کرے، تو علم باطن اور معرفت خداوندی کُل و جُز واضح ہو جاتے ہیں۔ وہ علماء عامل عارف باللہ ولی اللہ ہیں۔ فقیر کامل مکمل ہو جاتا ہے۔ اور واصلان حق بغیر ریاضت، بلا مشقت و بلا مجاہدہ، بلا محنت و رنج اور بلا فکر و ذکر اور بلا مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ صاحب گنج ہو جاتے ہیں۔

علم معرفت جب سینہ میں داخل ہوتا ہے، تو علم رسمی سینہ سے زبان پر کھل جاتا ہے۔ اور اگر صاحب نظر سرّ الا اللہ کی توجہ سے جاہل کی طرف نظر کرے، تو صاحب نظر کی نظر سے ظاہری علم اس پر ظاہر ہو جائے، جس طرح کہ حضرت خضر علیہ السلام پر ظاہر ہوا۔ اور اگر صاحب نظر دُنیا دار کی طرف نظر کرے، تو اس کے دل پر خوف خداوندی اور روز قیامت کے حساب کتاب کا ڈر اس طرح پیدا ہو جائے۔ کہ فوراً دُنیا کو ترک کر دے اور فقر میں قدم رکھے۔ اور تمام عمر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرے اور واصلان خداوندی سے ہو جائے اور اگر مفلس اور عاجز کی جانب نظر کرے، تو ایسا غنی ہو جائے کہ تمام عمر دُنیا میں مال کی زیادتی کی وجہ سے کسی غیر کا محتاج نہ ہو، اور جتنی دنیا میں مال کی کثرت ہو گی، اتنی ہی دنیا میں خواری ہو گی۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اس طریق سے ناظر مُرشد بھی خام ہے۔ ناظر اس کو کہتے ہیں کہ اس سے طالب ناظر (کے تمام مطالب) پیدا ہوں اور وہ ایک نظر سے اپنے طالبوں کو سرّ اسرار ربوبیت پر پہنچائے اور ہویت میں غرق کر دے۔ مثل مجموعہ پانچ نظر کے کہ بالا مرقوم ہوا۔ اس کی ایک نظر میں ہو، اور وہ نظر خدا کی ہے۔

شرح مُرشد

مُرشدی کہ طالب اللہ را بحضور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکند، آن مُرشد مثل ابلیس باشد و مُرشد صاحب نظر و صاحب نظر بچہار نظر ناظر و با قُرب وصال اللہ حضوری حاضر حق را گویند۔ صاحب نظر متوجہ راز حقیقی۔

جانب علماء عامل نظر کند۔ علم باطن، معرفت الٰہی کُل و جُز واضح شود۔ آن علماء عامل عارف باللہ ولی اللہ اند۔ فقیر کامل مکمل گردد و واصلان حق بلا ریاضت و بلا مشقت و بلا مجاہدہ و بلا محنت و رنج و بلا فکر و ذکر و بلا مراقبہ محاسبہ مکاشفہ صاحب گنج گردد۔

علم معرفت کہ در سینہ در آید، علم رسمی از سینہ بر زبان بکشاید و اگر صاحب نظر از توجہ راز الا اللہ جانب جاہل نظر کند، از نظر صاحب نظر علم ظاہری آنرا واضح شود مثل حضرت خضرؑ و اگر صاحب نظر جانب اہل دُنیا نظر کند، بر دل اُو خوف الٰہی و حساب روز قیامت چنان پیدا شود کہ یکبارگی دُنیا را ترک دھد، در فقر قدم نہد۔ در تمام عمر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم را اختیار کند، یکی از واصلان حق گردد۔ و اگر جانب مفلس و عاجز نظر کند، چنان غنی گردد، کہ تمام عمر لا یحتاج در دُنیا باشد از بسیاری مال و چندانکہ بسیاری دُنیا بسیاری خواری دُنیا۔

بدانکہ بدین طریق مُرشد ناظر ہم خام است۔ ناظر آنست کہ از و تمام طالب ناظر پیدا شوند۔ بیک نظر طالبان خود را بر ساند بسر اسرار ربوبیت ہویت غرق سرانجام چون مجموعۂ پنج نظر کہ بالا نوشتہ شدہ، بیک نظر گردد، آن نظر خدا است۔

مثنوی

چون پنج نظرش یک نظر شد یک وجود از پنج پنجہ پنج گنجی یافت زود
ہر کہ خود را داد نظرش با خدا نظر اللہ می برد آن را صفا

ہر کہ یکتا بہ یکتائی نظر بحق رسید، خودی و بدخوئی و بدخصلت از وجود او برخیزد و از ہستی نیست و از نیستی ہست شود کہ درین مقام ہستی لِی مَعَ اللہِ ثواب و نیستی مطلقاً عذاب یعنی ہستی اسلام برحق است و نیستی کفر۔ باطل ہیچ نیست۔

و مُرشد کامل انسان آنست کہ بحق برد و مُرشد ناقص شیطان است، کہ بباطل کشد۔

حق کرا گویند؟ و باطل کرا دانند؟ حق فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہ فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ باطل دُنیا فرعونی کہ بہ فخر فرعونی۔ مجلس انسان و شیطان راست نیاید۔

حدیث قدسی

جَعَلْنَا الشَّیْخَ الْکَامِلَ مَنَافِعَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا الشَّیْخَ النَّاقِصَ خَاسِرَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطَانِ [1]

ہفت ساعت خدمت کامل مُرشد بہتر است از تمام عمر عبادت عبادتیکہ باکثرت عادت دارد۔ از مُرشد انسان پیدا شود۔

سعادت آن ساعت دوام عبادت دانی کہ بہ ہیچ وجہ خلاف نفس نمی

[1] حدیث قدسی۔

مثنوی

جب پنج تن اس کی نظر میں ایک نظر اور ایک وجود ہو گئے، تو ان پنج تن سے ہاتھ میں بہت جلد پانچ خزانے حاصل ہوں گے۔

جس نے خود کو اس کے سپرد کر کے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھی، تو اُس کا اللہ تعالیٰ پر نظر رکھنا اس کو دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے گا۔

جو یکتائی سے نظر کی یکتائی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچا، تو تکبر، بدخوئی اور بدخصالت اس کے وجود سے اُٹھ جاتی ہے۔ وُہ ہستی سے نیست اور نیست سے ہست ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں ہستی مع اللہ ثواب اور نیستی مطلقاً عذاب ہے۔ یعنی ہستی اسلام برحق ہے۔ اور نیستی کفر ہے۔ باطل کچھ چیز نہیں ہے۔

اور مرشد کامل انسان وُہ ہے کہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لے جائے۔ اور ناقص مرشد شیطان ہے، جو باطل کی طرف لے جاتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) (جاننا چاہیے کہ) حق کس کو کہتے ہیں؟ اور باطل کیا ہے؟ (یعنی) حق فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے۔ اور باطل دُنیا ہے، جو فرعون کا مال ہے، جس پر فرعون نے فخر کیا ہے۔ انسان اور شیطان کی مجلس باہم راس نہیں آتی۔

حدیث قدسی

"ہم نے شیخ کامل کو نفع پہنچانے والا انسان پیدا کیا جیسا کہ آخر الزمان نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور ہم نے ناقص پیر کو خسارہ میں ڈالنے والا انسان پیدا کیا، جیسا کہ لعین شیطان۔"

(اے طالب صادق!) (جان لے کہ سات گھڑی (سات سالہ!) کی خدمت مُرشد کامل کی بہتر ہے تمام عمر کی عبادت سے، جو عبادت بکثرت ہو۔ مُرشد (کی خدمت سے) انسان ہو جاتا ہے۔

(پس) ان گھڑیوں کی سعادت دوامی عبادت سے بہتر ہے۔ تُو جانتا ہے کہ ان

شود۔ آدمی از نفس خلاص نگردد و بی خبری حاصلی است خاص۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

كُلُّ الْعَالِمِيْنَ مَوْتُوْا اِلَّا الْعَامِلِيْنَ وَكُلُّ الْعَامِلِيْنَ مَوْتُوْا اِلَّا الْخَائِفِيْنَ وَكُلُّ الْخَائِفِيْنَ مَوْتُوْا اِلَّا الْخَالِصِيْنَ [1]

خالص آنرا گویند کہ در وجود اُو ذکر بی قیاس ذکر خفیہ مثل دریای آب روان، بلکہ ہر رگ اُو دریا است و ہر موی اُو موج زند بنام یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ خود استماع کند و ہم دیگران را مسموع شود۔

شرح طالب

از "ط" طیر وجود۔ ہر کہ بہ طیر وجود یک وجود بواجب الوجود۔ از حرف "ا" امان اللہ و از حرف "ل" لایحتاج و از حرف "ب" بہرہ ندھد نفس را بجز لذت لحم خوردن وجود خویش۔

لذت لحم خوردن در دُنیا چہار لحم است و چہار لذت است۔ ازان چہار لحم چنانچہ واقع شد۔

اَللَّحْمُ بِاللَّحْمِ وَاللَّحْمُ فِی اللَّحْمِ وَاللَّحْمُ فَوْقَ اللَّحْمِ وَاللَّحْمُ كُلُّ اللَّحْمِ [1]

بیت

ہر کہ بخورد گوشت جان خویش را — صد ہزاران لذت آن درویش را

وحدانیت تحقیقی و از باطن ظاہر و از ظاہر باطن و ہر چہار ذکر یک وجود نہ شود،

[1] الحدیث

گھڑیوں میں کسی وجہ سے بھی نفس مخالف نہیں چلتا۔ آدمی کو نفس سے چھٹکارا نہیں ہوتا۔ اور بے خبری خاص بے حاصلی ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"تمام عالم مُردہ ہیں، مگر عمل کرنے والے اور تمام عمل کرنے والے مُردہ ہیں، مگر خوف کھانے والے۔ اور تمام خوف کھانے والے مُردہ ہیں، مگر خالص لوگ"۔

خالص اس کو کہتے ہیں کہ اس کے وجود میں ذکر خفیہ بے قیاس ہو۔ ذکر خفیہ دریائے آب رواں کی طرح ہے، بلکہ اس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر رونگٹا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ کے نام سے ایک موج مارے۔ وُہ خود بھی اس کی آواز سُنے اور دوسروں کو بھی اس کی آواز سنائی دے۔

طالب کی شرح

"ط" سے طیر وجود، جو کہ طیر وجود کے ساتھ ہے، وُہ ایک وجود واجب الوجود کے ساتھ ہے۔ حرف "ا" سے امان اللہ ہے۔ اور حرف "ل" سے لایحتاج ہے اور حرف "ب" سے فیض یاب نہ ہونا ماسوا اپنے وجود کے گوشت کھانے کی لذت کے۔

جاننا چاہیے کہ دُنیا میں گوشت کھانے کی لذت کے لیے چار گوشت ہیں اور چار اس کی لذات ہیں۔ ان چار گوشت سے جیسا کہ واقع ہوا ہے۔

ایک گوشت گوشت کے ساتھ اور ایک گوشت گوشت میں اور ایک گوشت گوشت پر اور گوشت کُل گوشت۔

بیت

جو اپنی جان کے گوشت کو کھاتا ہے، تو ایسا درویش ایک لاکھ ذائقہ پاتا ہے۔

جو کوئی وحدانیت کی تحقیق سے ظاہر و باطن میں ہر چہار ذکر کے ساتھ ایک

آنرا ذکر نتوان گفت۔ واز حبّ دنیا سرگردان نہ برآید، شب و روز از آن و بہ ملازمت حضرت پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم مشرف شدن نتوان و مرشد لائق ارشاد آنست کہ طالب اللہ را از ہفت چیز بیرون برکشد۔

اوّل از سرود، اگرچہ آواز حنجرۂ داؤدی باشد۔

دوم از غفلت و غفلت مُلک دُنیا است، اگرچہ دُنیا مُلک سلیمانی باشد۔

سوم از بُخل و بُخل اگرچہ بخیل را گنج قارونی باشد سیر نگردد۔

چہارم از قیل و قال، اگرچہ قیل و قال مسائل و علم فقہ باشد۔

پنجم از ہوا، اگرچہ ہوا سیر عرش باشد۔

ششم از ترک الصلوٰۃ۔ اگرچہ تارک الصلوٰۃ مثل ابلیس باشد صاحب شراب را بنظر سیر کند۔

ہفتم از تحصیل علم، اگرچہ مثل بلعم باعور باشد۔

و بمراتب معرفت الٰہی چنان مستغرق شود کہ ظاہر زبان بستہ گردد و اگر بکشاید بنام اللہ۔ در مرشدی و طالبی عظیم سرّ اسرار جنبش قلب آواز بلند قلب و ذکر قلب نیست۔ این از بیماری قلب جوش و خروش۔ تا آنکہ قلب را بمشاہدۂ ربوبیت رب حقیقی و ذکر از و پیدا نشود و جاری نگردد۔ چیزی نیست و طالب طلب حضوری از مرشد نکند، آن طالب مولیٰ نیست و مرشد یکہ دوام حضور طالب را حاصل نکند۔ مرشد نیست و مرشد صاحب حضور را ظاہر باطن با خود از شہ رگ نزدیک تر نداند، طالب بمطلوب نرسد مگر راہ حضوری از تصوّر اسم اللہ و از تصوّر اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ہر کہ از راہ حضوری مُنکر شود، کافر گردد۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا ط

وجود نہیں ہوتا، اس کو ذاکر نہیں کہا جا سکتا۔ اور جو کوئی حُبّ دُنیا سے سرگرداں ہو کر نہ نکلے، تو شب و روز وہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملازمت سے مشرف نہیں ہو سکتا۔ اور لائق ارشاد مُرشد وہ ہے۔ جو طالب اللہ کو سات اشیاء سے باہر نکال دے:۔

پہلی چیز:۔ گانے بجانے کے شوق سے، اگرچہ آواز لحن داؤدی کی کیوں نہ ہو۔

دوسری چیز: غفلت سے اور غفلت مُلک دُنیا سے ہے۔ اگرچہ دُنیا مُلک سلیمانی ہی ہو۔

تیسری چیز: بُخل سے اگرچہ بخیل کے پاس قارون جیسا خزانہ ہو، پھر بھی وہ سیر نہ ہو۔

چوتھی چیز: قیل و قال سے، اگرچہ قیل و قال علم و فقہ کے مسائل کی ہو۔

پانچویں چیز: ہوا سے۔ اگرچہ ہوا عرش کی سیر کی ہو۔

چھٹی چیز: نماز چھوڑنے سے، اگرچہ نماز چھوڑنے والا شیطان کی طرح ہو، اور صاحب شراب کو بھی نظر سے سیراب کرا دے۔

ساتویں چیز: علم کے حصول سے۔ اگرچہ علم بلعم باعور کا ہو۔

اور معرفت خداوندی کے مراتب میں ایسا مستغرق ہو کہ ظاہری طور پر زبان بند ہو جائے، لیکن اگر زبان کھولے، تو اللہ تعالیٰ کے نام سے کھولے۔ مُرشدی اور طالبی میں بڑا راز ہے۔ حرکت قلب آواز جہر کے ساتھ ذکر قلبی نہیں ہے۔ بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے۔ یہ دل کا جوش و خروش اس لیے ہے کہ قلب میں رب حقیقی کی ربوبیت کا مشاہدہ اور ذکر پیدا نہ ہو، اور (ذکر) جاری نہ ہو، اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مُرشد سے مولیٰ کی حضوری طلب نہ کرے، تو وہ طالب مولیٰ نہیں ہے۔ اور جو مُرشد کہ طالب کو ہمیشہ کی حضوری نہ کرائے، تو وہ مُرشد نہیں ہے۔ اور اگر طالب مُرشد کو ظاہر و باطن میں اپنی شہ رگ سے نزدیک تر نہ جانے تو طالب مقصود کو نہیں پہنچے گا۔ مگر حضوری کی راہ تصوّر اسم اللہ ذات اور تصوّر اسم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔ جو کوئی راہ حضوری سے مُنکر ہو جاتا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

دعوت اسم اعظم

اگر کسی را مشکل پیش آید کہ بہ ہیچ حال آسان نگردد. بر پشت ناخن بر انگشت دست اسم اعظم بنویسد و یا حرف اعظم و نظر بر او دارد و چند مرتبہ بخواند و زیر سر دادہ بخوابد، حقیقت معلوم شود. اگر متواتر خواند، کار بستہ ہمو ندم بکشاید و مقصد بر آید بہ کرم اللہ تعالیٰ۔ این دعوت را طرفۃ العین گویند۔ اگر شخصی طالب اللہ را از تصور اسم اللہ و یا از عطا رفیض اللہ و یا از نظر مرشد کامل عارف باللہ تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ سر از برکت چہار علم۔ طالب اللہ را سر اپردۂ باطنی بکشاید و چشم معرفت واضح گشت و از حجب حجاب پردۂ ظلماتی برکت اسم اللہ ذاتی بیرون بر آید و مشاہدۂ طبقات ارضی و سمائی از عرش تا تحت الثریٰ نمودار شد و آنچہ مردم را پردۂ غیب است مشروحاً بنماید و این "شنیدہ کی بود مانند دیدہ" باطن آنرا ظاہر گردد و از راہ معرفت الٰہی ہر یک را شرح دہد و احوالات موافق نص حدیث۔ راہ تحقیقات از اسم اللہ ذات بیک مرتبہ بدست آوردن آری آسان کار است لیکن دریای معرفت توحید الٰہی را بحر عمیق در وجود ابریق از برای ابتدا و انتہا نگاہ داشتن خیلی مشکل و دشوار کہ اندرون دریای معرفت توحید الٰہی بدل موج زند و در طغیان بجوش خروش و عارف باللہ خاموش۔ اینست مرد عارف حوصلہ وسیع و ہم صحبت با نبی صلی اللہ علیہ وسلم دریا نوش۔ این احوالات مقامات معرفت الٰہی را چہ داند کم حوصلہ خود فروش ہر موی شوق لشکر فوج فوج۔

بیت

مرد آن باشد بپوشند خویش را راہ عرفان این بود درویش را

دعوت اسم اعظم

اگر کسی شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو، اور وہ کسی طرح بھی آسان نہ ہو، تو اسکو چاہیے کہ وہ ہتھیلی کی انگلی کی پشت ناخن پر اسم اعظم لکھے اور اس حرف اعظم پر نگاہ رکھے اور چند مرتبہ پڑھے اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر سو جائے، (پس) حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اور اگر متواتر پڑھے گا، تو بندھا ہوا کام اسی لمحہ کھل جائے گا اور مقصود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہاتھ آجائے گا۔ اس دعوت کو طرفۃ العین کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص طالب اللہ تصور اسم اللہ ذات یا اللہ تعالیٰ کے فیض کی عطا سے یا مرشد کامل عارف باللہ کی نظر سے تزکیۂ نفس، تزکیۂ قلب اور تجلیۂ سر چار علموں کی برکت سے حاصل کرلے، تو طالب اللہ کا باطنی پردہ کھل جائے گا۔ اور اس کی چشم معرفت واضح اور ظاہر ہو جائے گی۔ اور اسم اللہ ذات کی برکت سے اس کا ظلماتی پردہ تاریکی سے باہر آجائے گا۔ اور زمین و آسمان کا طبقاتی مشاہدہ عرش سے تحت الثریٰ تک ظاہر ہو جائے گا اور جو کچھ لوگوں پر پردۂ غیب میں (مخفی) ہے تفصیل سے دیکھے اور یہ "سنا ہوا دیکھنے کی مانند" کیسے ہو سکتا ہے، کے مصداق باطن اس پر ظاہر ہو جائے۔ اور پھر راہ معرفت خداوندی سے ہر ایک کو شرح بتائے۔ اور اس کے احوال کو قرآن و حدیث کے موافق بیان کرے۔ مگر تحقیقات کی راہ سے اسم اللہ ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں آنا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن معرفت توحید الٰہی کے دریا کو جو انسانی وجود میں ایک گہرا سمندر ہے، شروع سے آخر تک مدنظر رکھنا بہت مشکل اور دشوار ہے، کیونکہ معرفت توحید خداوندی کا دریا دل میں موجیں مارتا ہے۔ اور طغیانی میں جوش و خروش سے رہتا ہے اور عارف باللہ خاموش رہتا ہے۔ یہ ہے مرد عارف، وسیع حوصلہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ، جو دریا کو بھی پی جاتا ہے۔ مگر ان مقامات معرفت خداوندی کے احوال کو کم حوصلہ، خود فروش کیا جانے؟ مرد عارف کا ہر رونگٹا شوق کے لشکر کا فوج در فوج ہے۔

بیت

مرد کامل وہ ہوتا ہے، جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھے۔ درویش کے عرفان کا بس یہی ایک راستہ ہے۔

ہر یک مقام آفات۔ راہ فقر باطنی طبقات ذات صفات نہ آسان کار۔ ہزاران ہزار بیشمار درین راہ۔ مُرشد رفیق کامل مکمل صاحب توفیق ظاہر و باطن از نظر جدا نکند۔ چنانچہ بادشاہ آفتاب نظر بر سنگ و مُرشد کامل طالبی را کہ طالب صاحب صدق و یکدل و یک رنگ، اما صدق و یقین طالب کہ دوام بہ صلاح نفس نیکی و بدی خود است و از برای نیکی و بدی مُرشد جاسوس۔ آن طالب مدعی سرکش دشمن جان مُرشد باختیار مختار نباشد۔ این چنین طالب مردود و بی مقصود را طالب نتوان گفت۔ طالب حقیقی حق پرست بوحدانیت الٰہی مست جان فدا از ہزاران ہزار۔ بیشمار بہ طمع نفس پرست طالب ہوا و ہوس۔ طالب شدن نہ آسان کار۔ در طلب مولیٰ عظیم سرّ اسرار۔

ابیات

طالبان را از طلب معلوم کُن — زان طلب معلوم کردن ہر سخن
طالبان مُردار دُنیا جیفہ بس — طالبان بسیار باشند با ہوس
طالب مولیٰ بود او ہمچو خاک — مردہ نفس و زندہ جان و روح پاک
خاک پا مُرشد بمژگان چون کشد — نفس آنرا با نظر مُرشد کشد
گر نباشد طالبی حق جان فشان — طالب با مطلب خود رہزنان

باہُو! باخبر باش کہ طالب بد صفت صورت شیطان فریبندہ است۔ تا حدیث لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[1] دفع نشود از طالب

[1] مشکوٰۃ، باب الفقر۔

اس منزل کا ہر مقام آفات سے پُر ہے۔ راہ فقر باطنی کے طبقات و ذات و صفات کو طے کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ میں ہزاروں غار ہیں۔ یہاں کامل مکمل مُرشد چاہیے، جو اچھا ساتھی اور صاحب توفیق ہو اور مُرید کو ظاہر و باطن میں نظر سے جدا نہ کرے۔ جس طرح بادشاہ آفتاب پتھر پر نظر رکھتا ہے۔ اسی طرح مُرشد کامل صاحب صدق یکدل اور یک رنگ طالب پر نظر رکھتا ہے۔ البتہ طالب کا صدق و یقین ہمیشہ اُس کے نفس کی نیکی و بدی کی اصلاح ہے۔ اور نیکی و بدی کیلئے مرشد بمنزلہ جاسوس ہے۔ وُہ طالب مدعی سرکش ہے اور مُرشد کی جان کا دشمن ہے۔ وُہ مُرشد کے اختیار سے نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردود و بے مقصود کو طالب نہیں کہا جاسکتا۔ طالب حقیقی حق پرست وحدانیت باری تعالیٰ کا مست، جان پر کھیل جانیوالا، ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔ ورنہ یُوں تو طمع کے ساتھ نفس پرست، طالب ہوا و ہوس خمار سے باہر ہیں۔ طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ طلب مولیٰ میں عظیم راز ہے۔

ابیات

طالبوں کا حال ان کے سوالات سے معلوم کر۔ کہ وُہ اپنی طلب (سے مجبور ہو کر) ہر قسم کے سوالات کرتے ہیں۔
دنیا مُردار کے طالب مُردار بہت ہیں۔ اور خواہشات کے پجاری بھی بہت ہیں۔
طالب مولیٰ مثل مٹی کے ہوتا ہے۔ اس کا نفس مُردہ، دل زندہ اور اس کی رُوح پاک ہوتی ہے۔
مُرشد کے پاؤں کی مٹی جب مُرید اپنی پلکوں سے جھاڑتا ہے، تو اس کا نفس نگاہ مُرشد سے کھچ جاتا ہے۔
اگر طالب حق جانفشاں نہ ہو، تو وُہ طالب اپنے مطلب کا ڈاکو ہے۔
اے باہُو! خبردار ہو جا۔ بُری صفت والا طالب مت بن۔ شیطان کی صُورت فریب دہ ہے۔ طالب بدکردار اور زن فاحشہ سے یہ دونوں بدصفات دُور نہیں ہوتیں، جب تک حدیث لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ نہ

بدکردار وزن قحبہ خوار۔ ہر دو خرابی جان است کہ دشمن ایمان است ثانی شیطان است۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۙ[1]

از علم ہمہ چیز حاصل شود و علم دانستن را گویند، ہر کہ دانست دید، ہر کہ دید، اعتقاد و اعتبار شُد یعنی دیدن علم دیدہ دیدار معرفت حق حاصل شود۔ آن دیدہ و چشم با چشم حق گردد۔ و علم نیز دو قسم است:۔

علم رسم رسوم خواندن بزبان و دیدن بچشم سر۔ از سر دردی فغان با خروش است و علم باطنی توحید الٰہی خواندن بی زبان و دیدن بی چشم بمراقبہ غرق بمشاہدات مطلق خاموش۔

بدانکہ این نیز راہ فقر است۔ ابتداء دعوت و مجاہدہ۔ چون طالب اللہ در مجاہدہ و دعوت عامل کامل شود، از برکت ہر آنچہ بر زبان برآید، لسان او سیف اللہ شود و چون طالب اللہ در مقام سیف اللہ عامل کامل شود، بعد ازان در مقام ذکر فکر و مراقبہ در آید۔ چون طالب اللہ در مقام ذکر فکر مراقبہ عامل کامل شود، بعد ازان در مقام توجہ در آید و توجہ بوہم تعلق دارد و وہم با خیال تعلق دارد و خیال با قرب وصال تعلق دارد و قرب وصال بمشاہدہ غرق فنا فی اللہ بقا باللہ تعلق دارد و ہر کہ درین مقام رسد، در وجود او چون و چرا و خودی ما و کمنی نماند۔

مثل است ہر کہ صاحب بادشاہ ہمسخن بادشاہ باشد۔ آن کس ہمسخن بمردم عوام نمی شود و اگر زبان بر سخن بکشاید، بجز سخن بادشاہ بر زبان او سخن دیگر نہ رود پس عارف عارف باللہ کہ ہم سخن بہ خدای تعالیٰ باشد، بہ دیگری سخن نکند۔ سخن بخدا کند۔ بخاموشی و خلوت دل از جگر خون نوشی دارد و از خود بیہوشی و از غیر فراموشی از آن است کہ سخن

[1] سورہ یٰسین ۳۶: ۶۰

پڑھی جاتے۔ یہ ہر دو (طالب بدکردار اور زن فاحشہ) خرابی جان ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک دشمن ایمان اور دوسرا شیطان ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے بنی آدم! شیطان کی پوجا مت کر۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

(جاننا چاہیے) علم سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم کے معنی جاننا ہے۔ جس کسی نے جان لیا، تو (گویا) اس نے دیکھ لیا، جس کسی نے دیکھ لیا، تو وہ اعتقاد اور اعتبار سے آیا۔ یعنی علم جاننے سے اور دیکھنے سے معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ دیدہ و چشم، چشم حق بین ہو جاتی ہے۔ اور علم کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

ایک تو علم رسمی یعنی زبان سے پڑھنا اور چشم سر سے دیکھنا۔ اس میں سراسر سردردی اور شور و فغان ہے۔ اور علم معرفت باطنی توحید خداوندی بغیر زبان کے پڑھنا اور بغیر آنکھ کے دیکھنا، مراقبہ میں مستغرق، اور مشاہدات مطلق کے ساتھ خاموش رہنا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ یہ بھی راہ فقر ہے۔ یعنی فقر کی یہی راہ ہے، کہ ابتداء میں دعوت اور مجاہدہ کرے۔ جب طالب اللہ مجاہدہ اور دعوت میں عامل کامل ہو جاتا ہے، تو اس کی برکت سے اس کی زبان اللہ کی تلوار ہو جاتی ہے، کہ جو کچھ اس کی زبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے۔ اور جب طالب اللہ مقام سیف اللہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے، تو بعد ازاں وہ مقام ذکر، فکر اور مراقبہ میں آجاتا ہے۔ جب طالب اللہ مقام ذکر، فکر اور مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے، تو بعد ازاں وہ مقام توجہ میں آتا ہے اور توجہ کا تعلق وہم سے ہے اور وہم خیال سے اور خیال قرب وصال سے تعلق رکھتا ہے مشاہدہ غرق فنا فی اللہ بقا باللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے، تو اس کے وجود میں چون و چرا، غرور اور تکبر نہیں رہتا۔

مشہور ہے کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے ہمکلام ہوتا ہے، وہ عام لوگوں سے کلام نہیں کرتا۔ اور اگر بات کرنے کے لیے زبان کھولتا ہے، تو سوائے بادشاہ کی گفتگو کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ دوسرے سے بات نہیں کرتا۔ (صرف خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور تنہائی دل سے جگر کے خون کو پیتا ہے۔ خود سے بیہوشی اور غیر سے فراموشی ان

بجز حق گفتن روا نبود۔

قولہ تعالیٰ :۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ [1]

بہ دیگری زیان است۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ [2]

ایشان را شان است۔ از احوال مرتبۂ ایشان مردہ دل اہل دنیا پریشان است۔

بدانکہ اکثر مردم خود را ذاکر گویند۔ این پنج کس از ذکر خدای تعالیٰ محروم اند:۔

یکی صاحب شرب۔ دوم طالب دُنیا، اگرچہ از وجہ حلال باشد۔

سوم آنکہ بہ فقرا دوستی ندارد کہ در راہ خدا فدا نباشد۔

چہارم آنکہ از خدا و رسول خدا دُنیا را بہتر داند و براہ مولیٰ تصرف نکند۔

پنجم آنکہ منکر باشد۔

قول مصنف باہوؒ :۔

اَلرِّيَاءُ وَالزِّنَاءُ وَالشُّرْبُ الْخَمْرِ وَحُبُّ الدُّنْيَا يَأْكُلُ الْإِيمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ط۔ وازین ہمہ بدتر حُبِّ دُنیا است۔

قولہ تعالیٰ :۔

يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا [3]

یعنی حق تعالیٰ میفرماید: روز قیامت آن بیگانگان را کہ در دُنیا ہیچ آرزو در دل نگذاشتہ باشند از حلال و نہ از حرام۔ ایشان را در آن ساعت با آتش می سوزند۔

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۲ [2] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ

[3] سورہ الاحقاف، ۴۶ : ۲۰ ۔

لیے ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا گفتگو کرنا روا نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"پس تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کروں گا۔"

دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنا باعث نقصان ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

ان لوگوں کی شان میں ہے۔ اُن کے مراتب اور احوال سے مُردہ دل دُنیادار پریشان ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے اکثر لوگ اپنے آپ کو ذاکر کہتے ہیں۔ (حالانکہ) یہ پانچ آدمی ذکر خداوندی سے محروم ہیں:۔

پہلا آدمی: جو شرابی ہے۔

دوسرا آدمی: جو طالب دُنیا ہے، اگرچہ رزق حلال سے ہو۔

تیسرا آدمی: جو فقراء سے دوستی نہ رکھتا ہو، اور جو راہِ خدا میں قربان نہ ہو۔

چوتھا آدمی: جو خدا اور رسول خدا سے دُنیا کو بہتر جانے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے۔

پانچواں آدمی: جو امر بالمعروف سے منکر ہو۔

مصنف کتاب حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں :۔

ریا اور زنا اور شراب نوشی اور حُبِّ دنیا ایمان کو اس طرح کھاتی ہیں، جیسا کہ آگ خشک لکڑی کو۔

ان تمام سے بدتر حُبِّ دُنیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور جس دن کافر آگ پر پیش کیے جائیں گے۔ ان سے فرمایا جائے گا، تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں ضائع کر چکے۔"

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے: روز محشر ان بیگانوں کو جنہوں نے دُنیا میں کوئی آرزو دل میں نہ چھوڑی ہو، نہ حلال سے نہ حرام سے۔ ان لوگوں کو اس گھڑی میں آگ میں جلائیں

گویند بایشان اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا[1] گویند ہمہ خوشی ہا و آرزوہا کہ در دُنیا بدیدید، امروز شُمارا ست عذاب خوار کنندہ کہ شُمارا خوار کردہ ایم۔

مصنفؒ میگوید کہ ترک دُنیا مقام اعلیٰ و مقام تقرب بحق تعالیٰ۔ ہر کہ درین مقام رسد، مقام اُو در وہم و فہم نگنجد۔ پس اصل مُرشد کامل آنست کہ باسم اللہ وجود طالب اللہ متصل کُند و مع اللہ شامل و مقامات جُزو کُل و ابتدا، و انتہا عینہٖ بعین طرفۃ العین از ہر طریق و احوال صاحب وصال گرداند۔ این طریق مُرشد تمام والّا نہ مُرشد خام۔ دست بعیت خام را بطالبان کردن حرام۔

مثنوی

مرد مُرشد فیض بخشد با عطاء — مُرشد نامرد ناقص خود نُماء
طالبان را طلب باید سرّ راز — این چنین طالب شود چون شاہباز

سراپردۂ صراط المستقیم صُوری و معنوی از اسم اللہ ذات و ہر حقیقت از قرآن آیات از علم علوم فیض تاثیر با علم تفسیر طالب اللہ را روز اوّل واضح و روشن از صفائی دل و چشم عین العیان نکشاید، معلوم شُد کہ مُرشد ناقص ناسُوتی در مقام عام ناقص ناتمام است۔

ابیات

نفس دانی چیست دیوی بس بزرگ — بر مُسلمان تاختہ مانند گرگ
رُوح دانی چیست امر حق گذار — مطلع وی نیست جُز حق کردگار

[1] سورہ الاحقاف، ۴۶ : ۲۰ ۔

گے اور ان کو کہا جائیگا کہ: تم نے اپنی طیبات دُنیا کی ہی زندگی میں ضائع کر دیے۔ تمام مسرّتیں اور تمنائیں جو دُنیا میں تُم نے دیکھیں آج بروز محشر تمہیں (کفران نعمت کی وجہ سے) خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تمہیں ہم خوار کریں۔

مصنف (فقیر باہُوؒ) کہتا ہے: ترک دُنیا مقام اعلیٰ اور مقام قُرب خداوندی ہے۔ جو اس مقام میں پہنچتا ہے، اس کا مقام وہم اور فہم میں نہیں سما سکتا۔ پس اصل اور کامل مُرشد وہ ہے، جو طالب اللہ کے وجود کو اللہ تعالیٰ کے نام سے متّصل کر دے اور مع اللہ میں شامل اور مقامات جُزو کُل اور ابتدا، و انتہا عین بعین پلک جھپکنے کی دیر میں ہر طریقہ اور احوال سے صاحب وصال بنا دے۔ یہ طریقہ مُرشد کامل کا ہے۔ ورنہ مُرشد خام ہے (اور) مرشد خام کا دست بعیت کرنا حرام ہے۔

مثنوی

مُرشد کامل حق تعالیٰ کی عطا سے فیضیاب کرتا ہے۔ مُرشد ناتمام اور ناقص خود نمائی کرتا ہے۔ (اور نقصان پہنچاتا ہے)

طالبوں کو اسرار الٰہی کی طلب ہونی چاہیے۔ ایسا طالب شہباز کی مانند ہوتا ہے۔

چنانچہ صراط المستقیم کا ظاہری و باطنی سراپردہ اسم اللہ ذات سے ہے۔ اور ہر حقیقت آیات قرآنی اور علم علوم فیض تاثیر با علم تفسیر سے پہلے ہی دل طالب اللہ کو دل کی صفائی سے ظاہر اور روشن نہ کرے اور عین العیان کی آنکھ نہ کھلوائے۔ تو معلوم ہُوا کہ مُرشد ناقص، ناسُوتی اور عام مقام میں ناقص اور ناتمام ہے۔

ابیات

نفس کو تُو جانتا ہے کہ وُہ کون ہے؟ وُہ بہت بڑا شیطان ہے۔ وُہ مسلمانوں پر بھیڑیے کی مانند دوڑ کر حملہ آور ہوتا ہے۔

تُو روح کو جانتا ہے کہ وُہ کیا ہے؟ وُہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا روح کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں ہے۔

قلب دانی چیست گنج معرفت — از لطیف غیب شُد در وی صفت

علم دانی چیست راہ دریافتن — پس بدان رہ سوی حق بشتافتن

عقل دانی چیست نُور روشن است — تیرگی دل از آن روشن تر است

جذب دانی چیست بردن سُوی دوست — مسکن خود ساختن در کُوی دوست

قال دانی چیست دائم ذکر دوست — مشتغل بُودن در آن در فکر اُوست

حال دانی چیست در حق گُم شُدن — سر بیک باری ازین عالم زدن

محو دانی چیست رہ پیمودن است — ہر زمان با سالکان آسُودن است

سہو دانی چیست مرگ معنوی — ہر زمان سُوی عدم دریا شوی

اُنس دانی چیست استغفار غیر — فارغ آید از سواد شر و خیر

کشف دانی چیست دیدن آن جمال — محو گشتن در جمال ذُوالجلال

سُکر دانی چیست باشی مست وی — نیست گردی بعد از آن در ہست وی

ذوق دانی چیست خود را سوختن — شوق دانی چیست خود را در زدن

تُو دل کو جانتا ہے کہ وُہ کیا ہے؟ وُہ معرفت خداوندی کا خزانہ ہے۔ غیبی لطائف سے دل میں اوصاف حمیدہ پیدا ہوتے ہیں۔

تُو علم کو جانتا ہے کہ وُہ کیا ہے؟ وہ راہ حق کو دریافت کراتا ہے۔ اسکے بعد اس راہ پر اللہ تعالیٰ کی تلاش میں تیزی سے دوڑتا ہے۔

تُو عقل کو جانتا ہے کہ وُہ کیا ہے؟ وُہ روشن نُور ہے۔ دل کی سیاہی اُس نُور سے نُورانی اور روشن تر ہو جاتی ہے۔

تُو جذب کو جانتا ہے کہ وُہ کیا ہے؟ وُہ دوست کے ساتھ ہونا ہے اور اپنا ٹھکانا دوست کے کُوچہ میں بنانا ہے۔

تو جانتا ہے کہ قال کیا ہے؟ وُہ ہمیشہ دوست کا ذکر کرنا ہے۔ اس کو ہمیشہ اسکی فکر میں مشغول رہنا ہے۔

تجھے معلوم ہے کہ حال کیا ہے؟ وُہ ذات حق میں گُم ہونا ہے۔ اپنے آپ کو ایک بار اس عالم اسرار میں داخل کرنا ہے۔

تجھے خبر ہے کہ صحو کیا ہے؟ وُہ اللہ تعالیٰ کی طرف راہ ماپنا ہے۔ ہمہ وقت سالکوں سے مخلوق خدا کو راحت و آرام پہنچنا ہے۔

تجھے معلوم ہے کہ سُکر کیا ہے؟ وُہ نفس کی باطنی موت ہے۔ ہمہ وقت عدم کے دریا کی طرف روانگی ہے۔

کیا تُو جانتا ہے کہ اُنس کیا ہے؟ وُہ غیر اللہ سے پناہ مانگنا ہے۔ وُہ غیر اللہ کے خیر و شر کے دائرہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔

تجھے معلوم ہے کہ کشف کیا ہے؟ وُہ اس جمال جہاں آرا کا دیدار ہے۔ خدائے ذوالجلال کے حُسن و جمال میں محو و گم ہو جانا ہے۔

کیا تجھے معلوم ہے کہ سُکر کیا ہے؟ وُہ یہ ہے کہ تُو اس کے دیدار سے مست و مدہوش رہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تیرے قریب اور کوئی کیا، بلکہ تُو خود بھی نہ ہو۔

تجھے معلوم ہے کہ ذوق کیا ہے؟ وُہ اپنے آپ کو آتش عشق میں جلانا ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ شوق کیا ہے؟ وُہ خود کو اس میں فنا کرنا ہے۔

شکر دانی چیست عجز و شکر اُو — بر عطا ہائی کہ بخشیدہ است اُو

سِر دانی چیست با دار الامن — بر سر کونین پشت پا زدن

جُود دانی چیست جان دادن بدُو — ترک غیر اُوست اندر جُستجو

جواب مصنفؒ

باہُوؒ اکثرت بوَد سلک و شُمار — تا نہ گردد مرد نی اللہ جانسپار

ہر یکی را می شناسم از نظر — عارفان حق بوَد بہ از خضرؑ

واز عارف باللہ ہیچ وجہ راہ معرفت مولیٰ و مشاہدات تجلیات نور اللہ پوشیدہ نیست کہ عارف باللہ روشنضمیر کیمیا تاثیر بابصیر دیدہ بہ حق رسیدہ نادیدہ نیست۔ ہر کہ عارف خُدای را شناخت، خود را باسم اللہ پوشید و در توحید غرق ساخت۔

مثنوی

ہر کہ پوشد خویش را آن با خُدا — ہر کہ خود با خود فروشد سر ہوا

تا توانی خویش را از خلق پوش — عارفان این کی بوَند با خود فروش

عارف باللہ دوام ہمسخن مع اللہ۔ اگر عارف باللہ را کسی سر از گردنش جُدا کُند، عارف باللہ دم نزند با کسی ہمسخن نشود بجز حکم خدا۔ دست بیعت و تلقین گرفتن از مُرشد کامل فرض واجب سنّت و مستحب۔ از برای اینست کہ بر زندہ دل ذاکر اللہ شیطان غالب نگردد۔ در وجود ذاکر اللہ شیطان

تجھے معلوم ہے کہ شُکر کیا ہے؟ عاجزی و انکساری سے اس کا شُکر کرنا ہے۔ ان نوازشات پر جو اس نے تجھ کو عنایت کی ہیں۔

تجھے معلوم ہے کہ سِر کیا ہے؟ وُہ امن کے گھر میں رہائش اختیار کرنا ہے۔ اور دونوں جہاں کے سر اور پیٹھ پر لات مارنا ہے۔

تجھے معلوم ہے کہ سخاوت کیا ہے؟ وُہ اپنی جان کا نذرانہ اس کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے۔ اس کی تلاش میں غیر اللہ کو ترک کر دینا ہے۔

جواب مصنفؒ

اے باہُوؒ سالکوں میں شمار اکثر اس وقت ہوتا ہے۔ جب تک مرد حق اپنی جان کا نذرانہ اس کی راہ میں پیش نہ کرے۔

مَیں ہر ایک کو نظر سے پہچان جاتا ہوں۔ کیونکہ عارفان حق خضرؑ سے بہتر ہوتے ہیں۔ اور عارف باللہ سے کسی طرح بھی راہ معرفت مولیٰ اور مشاہدات تجلیات نور الٰہی پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ عارف باللہ روشنضمیر، کیمیا تاثیر، صاحب نظر اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہُوا ہے۔ نادیدہ نہیں ہے۔ جس کسی نے عارف خُدا کو پہچان لیا، اس نے اپنے آپ کو نام خداوندی میں مخفی کر لیا۔ اور توحید میں مستغرق کر لیا۔

مثنوی

جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے، وُہ خدا کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جو اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے، وُہ نفسانی خواہشات کے تابع ہوتا ہے۔

جہاں تک ہو سکے، اپنے آپ کو مخلوق سے پوشیدہ رکھ۔ عارف حضرات خود فروش کیسے ہو سکتے ہیں؟

عارف باللہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام رہتا ہے۔ اگر عارف باللہ کا کوئی سر گردن سے جُدا کر دے، تو دم نہیں مارے گا۔ اور بجز حکم خداوندی وُہ کسی سے کلام نہیں کرے گا۔ دست بیعت اور تلقین قبول کرنا مرشد کامل سے فرض، واجب، سنّت اور مستحب ہے۔ وُہ اس لیے ہے کہ ذاکر اللہ زندہ دل پر شیطان غالب نہ ہو۔ ذاکر اللہ

مدخل نشود کہ ذکر اللہ مثل آتش است و شیطان مثل خس و خس را از آتش ذکر اللہ میسوزد و شیطان نزدیک ذاکر نیاید و شیطان از مردہ دل ہرگز دفع نشود، خواہ عالم فاضل، رشوت خوار باشد و خواہ جاہل۔ وقت خواب شیطان فرصت یابد۔ بعضی را در دہن بول کند و بعضی را در چشم و بعضی را در گوش و بعضی را در مقعد۔ از تاثیر بول از حواس خمسہ بسوی معصیت شیطانی بکشاید در روئی از نیکی بستہ گردد۔

پس مرشد لائق ارشاد آنست کہ اکثر طالبان بعضی بتمامیت رسد و بعضی در طریقت شریعت خام مانند۔ بعد از ممات مرشد صاحب ہدایت طالبان خام را در باطن تلقین معرفت الٰہی تمام بخشد۔ نشان مرشد فقیر کامل آنست ہر کہ از قبر او خاک برگیرد و در چشم کشد۔ آن خاک را مانند سرمہ از عرش تا تحت الثریٰ بحکم خدا روشن گردد۔ ہر کہ از قبر او خاک برگیرد، زندہ دل شود بذکر اللہ تعالیٰ و دل او ہرگز نمیرد و ہر کہ از قبر او خاک برگیرد و بر سینہ خود بمالد، چنان سینہ او صفائی یابد کہ کشف القلوب و کشف القبور حاصل شود و ہر کہ از قبر او خاک برگیرد و بیماری سخت داشتہ باشد و بر تن بمالد صحت کلی یابد تا دانی قبر و خاک را تاثیر از ذکر اللہ اسم اللہ پاک است۔ بنا بر آن ذاکر را بہ برکت ذکر اللہ و از ذکر اللہ قبر و خاک ہم پاک گردد۔

باید دانست کہ طالبان مرشد ناقص کہ در نظر خلق مقبول است، نزدیک خالق نارسیدہ دور۔

معلوم باید کرد ای مرد کہ طالبان مرشد کامل مردود از طالبان مرشد ناقص مقبول و بہتر باشند از برای آنکہ مرشد کامل روز قیامت بحکم حق تعالیٰ طالبان مردود خود را کہ از مرشد کامل دست بیعت تلقین نام اللہ گرفتہ باشند در مقبولان جمیع طالب را مقبول و مردود ہر دو را یکجا جمع کند، پیش حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برد و در مجلس داخل کند۔ مرشد کہ بدین صفت

کے وجود میں شیطان داخل نہیں ہوتا، کیونکہ ذکر خداوندی آگ کی طرح ہے اور شیطان خس و خاشاک کی طرح ہے اور خس و خاشاک کو اللہ کی آگ جلا کر رکھ دیتی ہے۔ اور شیطان ذاکر کے قریب تک بھی نہیں آتا اور شیطان مردہ دل سے ہرگز دور نہیں ہوتا ہے، خواہ عالم فاضل ہو، رشوت خور ہو، اور خواہ جاہل ہو۔ شیطان سوتے وقت فرصت پا کر بعض کے منہ میں پیشاب کرتا ہے اور بعض کی آنکھ میں، بعض کی کان میں اور بعض کی شرمگاہ میں۔ اس کے پیشاب کی تاثیر سے حواس خمسہ شیطانی گناہ کی طرف کھچتے ہیں اور ان کا منہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے۔

پس لائق ارشاد مرشد وہ ہے جو اکثریت طالبوں میں سے بعض کو تمامیت تک پہنچائے اور بعض شریعت و طریقت میں خام اور ادھورے رہ جاتے ہیں موت کے بعد مرشد صاحب ہدایت خام طالبوں کو باطن میں معرفت خداوندی کی تلقین تمام بخش دے اور مرشد کامل فقیر کی علامت یہ ہے کہ جو اس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں اس خاک کو سرمہ کی طرح لگائے، تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک حکم خداوندی سے روشن ہو جائے۔ اور جو کوئی اس کی قبر سے خاک لے، تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ دل ہو جائے۔ اور اس کا دل کبھی مردہ نہ ہو، اور جو اس خاک کو اپنے سینہ پر ملے، تو اس کا سینہ ایسی صفائی حاصل کرلے کہ اسے کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہوں اور اگر سخت بیماری والا اس خاک کو اپنے جسم پر ملے۔ تو صحت کلی پائے، تاکہ پتہ چل جائے کہ اس کی خاک قبر یعنی قبر اور خاک ذکر نام خداوندی کی تاثیر سے پاک ہے۔ بنا بران ذکر الٰہی کی برکت سے اور ذکر خداوندی سے ذاکر کی قبر اور خاک بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ مرشد ناقص کے طالب مخلوق کی نگاہ میں مقبول ہیں، لیکن خالق کے نزدیک نارسیدہ اور دور ہیں۔

اے مرد دانا! معلوم کرنا چاہیے کہ اگر مرشد کامل کے طالب مردود ہوں، تو وہ مرشد ناقص کے طالبوں سے بہتر اور مقبول ہیں۔ اس لیے کہ مرشد کامل روز قیامت حکم خداوندی سے اپنے مردود طالبین کو کہ جنہوں نے مرشد کامل سے اللہ تعالیٰ کے نام پر دست بیعت اور تلقین حاصل کی ہوگی۔ تمام مقبول و مردود ہر دو طالبوں کو مقبولین میں ایک جگہ جمع کرے گا اور بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے گا۔

موصوف نباشد، اُو را طالب کردن و تلقین دادن گناہ است کہ روز قیامت مُرشد ناقص شرمندہ می شود و روئی سیاہ باشد۔ و طالب اللہ را نیز باید کہ دست بیعت تلقین از مُرشد کامل بگیرد و از مُرشد ناقص و از صحبت ناقصان طالب اللہ را می باید ہمچون بگریزد کہ تیر از کمان و اگر طالب از مُرشد ناقص تلقین گرفتہ باشد، آنرا بگذارد و روئی باخلاص بمرشد کامل آرد و عمر خود را ضائع نکند روا است۔ ہر کہ طالب طلب مولیٰ نکند، در ہوا است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ[1]

علم سہ قسم است :۔

ابتدا، علم علم الیقین۔

و متوسط علم عین الیقین۔

و انتہا، علم حق الیقین۔

علم الیقین دانستن بہ دانش کہ علماء را یقین بر علم است و علم متوسط بینش است کہ آن مقام مجذوب بود۔

کہ عین الیقین بہ تجلیات نور اللہ را بہ بیند۔ حوصلہ وسیع نہ دارند و طاقت برداشت معرفت ربانی نیارند از زیادتی غلبات ذکر و فکر آتش عشق محبت از حرارت وجد پریشان دیوانہ مجنون و مجذوب شوند۔

سوم مراتب علم حق الیقین یافت کہ یقین ایشان بحق شدہ۔ بجز حق در وجود باطل نہ ماند کلیہ حق گردد پس علم را مراتب سہ شد: محجوب و مجذوب و محبوب۔

[1] سورہ آل عمران، ۳ : ۱۸۔

اور مجلس پاک میں داخل کرے گا۔ جو مُرشد اس صفت سے متصف نہ ہو، اس کو طالب کرنا اور تلقین کرنا گناہ ہے۔ کہ بروز محشر ناقص مُرشد شرمندہ ہوگا، اور سیاہ رُو ہوگا۔ اور طالب اللہ کو بھی چاہیے کہ دست بیعت اور تلقین مُرشد کامل سے حاصل کرے۔ اور مُرشد ناقص سے اور ناقصوں کی صحبت سے طالب اللہ کو چاہیے اجتناب کرے۔ اور دُور بھاگے، جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اور اگر طالب نے مُرشد ناقص سے تلقین حاصل کی ہو، تو اس کو چھوڑ دے۔ اور کامل مُرشد کی جانب اخلاص کے ساتھ رجوع کرے اور (ناحق) اپنی عمر کو ضائع نہ کرے کہ یہ جائز ہے۔ جو کوئی طالب طلب مولیٰ نہیں کرتا، وُہ خواہشات کا بندہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ بیشک کوئی معبود نہیں بجز اس کے اور فرشتے اور علم والے عدل کے ساتھ قائم ہیں"۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ علم تین اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم : علم الیقین ہے۔

دوسری قسم : عین الیقین ہے۔

تیسری قسم : حق الیقین ہے۔

علم الیقین کو دانش کے ساتھ پرکھنا ہے۔ کیونکہ علمائے کرام کو علم پر یقین ہے۔ اور درمیان میں علم مشاہدہ ہے اور وُہ مقام مجذوب ہے۔

عین الیقین اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلیات سے نُور خداوندی کو دیکھنا ہے، مگر وسیع حوصلہ نہیں رکھتا اور معرفت خداوندی کی طاقت کی برداشت نہیں رکھتا۔ اور غلبات کی کثرت، ذکر و فکر اور عشق و محبت کی آگ سے اور وجد کی حرارت سے پریشان، دیوانہ، مجنون اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔

اور آخر میں حق الیقین ہے۔ جس کسی نے علم حق الیقین کے مراتب پا لیے، ان کا یقین حق کی طرف ہوگیا۔ بجز حق اس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔ سرتاپا حق ہو جاتا ہے۔

پس علم کے تین مراتب ہوتے :۔

۱۔ محجوب۔ ۲۔ مجذوب۔ ۳۔ محبوب۔

از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بعید کہ در مراتب محجوب ترقی درجات حکم دنیا و در مراتب مجذوب کشف القبور و کشف القلوب است و در مراتب محبوب محرمیت معرفت مولیٰ است۔ از مرشد محجوب روز اوّل طالب محجوب شود و از مرشد مجذوب روز اوّل طالب مجذوب شود و از مرشد محبوب روز اوّل طالب عارف باللہ محبوب شود۔

و درویش نیز دو قسم است :۔

بعضی پسند خلق و بعضی پسند خالق۔

فرد

ہر کہ باشد پسند خالق پاک　　ور نہ باشد پسند خلق چہ باک

و چہارم مقام فقر و پنجم مقام نور المبین است کہ ستر از حق الیقین است۔ اگر طالب اللہ در ہجر در آید، از آتش و سوزش طاقت نیارد و اگر در وصال در آید، از کم حوصلگی بار نہ بردارد۔

فرد

نزدیکان را بیش بود حیرانی　　اینہا دانند سیاست سلطانی

قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ[1]

پس معلوم شد کہ در ہجر و در وصال بی جمعیتی است و در بی جمعیتی راہ مولیٰ از زبان فریاد برآید و دم زدن درین راہ کفر و شرک و انا است یعنی انا واصل کہ ہجر و

[1] سورہ الانعام، ۶ : ۸۰

فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید ہے کہ مراتب محجوب میں ترقی درجات اور دنیا کی حاکمیت نہ ہو۔ اور مراتب مجذوب میں کشف القبور اور کشف القلوب ہے۔ اور مراتب محبوب میں معرفت خداوندی کی واقفیت ہے۔

مرشد محجوب سے طالب پہلے دن ہی محجوب ہو جاتا ہے۔ اور مرشد مجذوب سے پہلے دن ہی طالب مجذوب ہو جاتا ہے۔ اور مرشد محبوب سے پہلے دن ہی طالب عارف باللہ محبوب ہو جاتا ہے۔

اور درویش کی بھی دو قسمیں ہیں :۔

بعض مخلوق کو پسند اور بعض اللہ تعالیٰ کو پسند۔

فرد

جو کوئی خالق پاک (اللہ تعالیٰ) کا پسندیدہ ہے، اگر وہ مخلوق کا پسندیدہ نہیں بھی ہے، تو کیا ڈر ہے۔

اور چوتھا مقام فقر ہے اور پانچواں مقام نور المبین ہے، جس کا راز حق الیقین سے ہے۔ اس حالت میں، اگر طالب اللہ ہجر میں آتا ہے، تو وہ آتش و سوزش سے قوت نہیں پاتا ہے۔ اور اگر وصال میں آتا ہے، تو کم حوصلگی کی وجہ سے بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔

فرد

مقربین بہت زیادہ حیران رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ سیاست حکمرانی کو جانتے ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"میں نے اپنا منہ اس طرف کیا، جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔"

پس معلوم ہوا کہ ہجر و وصال میں بے اطمینانی ہے۔ اور راہ مولیٰ میں بے اطمینانی سے زبان سے فریاد نکلتی ہے۔ اور اس راہ میں دم مارنا کفر و شرک اور انا ہے یعنی انا اللہ تعالیٰ

وصال مطلق صحو و غرق بمعرفت اِلَّا اللّٰہُ محو۔

بیت

طالب وصل شُدن غایت کوتاہ نظریست یار در دل چو مقیم است چہ ہجران چہ وصال

کہ سلک تصور با تصرف غرق مع اللہ راہ سِر است اسرار بکشاید و فقیر صاحب سِر اسرار غرق را مقام مغفور نُور غرق بنُور اللہ دوام مسرور۔

بیت

سِر وحدت دانی از فی اللہ فنا از توحیدش دُور ماند سر ہوا

٭

مستغرق قُرب اللہ حضوری سہ قسم است:۔

وصال ابتدا، مستغرق قرب اللہ حضوری آنست وصال کہ بایک حبس و بایک مراقبہ و بایکدم استغراق بگذرد چہل یک سال و متوسط آنست مستغرق وصال لب بستہ از قیل و قال غرق فنا فی اللہ بقا باللہ بمشاہدۂ ربوبیت نُور اللہ بعینہٖ عین جمال لازوال بی مثل و بی مثال۔

بیت

میان ہجر وصلش فقر اعلیٰ فنا فی اللہ شود باحق تعالیٰ

٭

نگنجد درمیانش ہجر وصلت فنا فی اللہ بقا باللہ فی النور۔ چون طالب اللہ بابتدا

سے جُدا کرنیوالی ہے۔ اور ہجر و وصال مطلق صحو ہے اور اِلَّا اللّٰہُ کی معرفت میں غرق ہونا (صحیح) مشغولیت ہے۔

بیت

وصل کا طالب ہونا انتہائی تنگ نظری ہے۔ جب دوست دل میں مقیم ہے، تو ہجر اور وصال کیا معنی رکھتے ہیں؟ یعنی ہجر و وصال پھر برابر ہیں۔

کیونکہ سلک تصور کی غرق مع اللہ کے تصرف کے ساتھ سِر کی راہ سے اسرار کھولتی ہے۔ فقیر صاحب سِر اسرار غرق کو مقام مغفور غرق نُور میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نُور کے ساتھ دائمی سرور رہتا ہے۔

تُو فنا فی اللہ کے مقام سے سِر وحدت کو جانتا ہے۔ (لیکن) توحید کے راز سے نفس پرست محروم رہتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مستغرق قُرب الٰہی کی حضوری تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم: ابتدائے وصال قُرب الٰہی کی حضوری وہ ہے کہ ایک حبس کے ساتھ ہو۔

دوسری قسم: ایک مراقبہ ساتھ ہو۔

تیسری قسم: ایک دم کے ساتھ اکتالیس سال استغراق میں گزاریں اور اسکا متوسط یہ ہے کہ وصال میں مستغرق، قیل و قال سے خاموش اور فنا فی اللہ بقا باللہ میں غرق ہوں اور ربوبیت نُور الٰہی عین بعین جمال لازوال بے مثل و بے مثال کے مشاہدہ میں رہیں۔

بیت

اس کے ہجر و وصال کے درمیان فقر کا اعلیٰ مقام ہے۔ فقیر فنا فی اللہ ہو کر واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

اس (فقیر) کے درمیان ہجر و وصل، مقام فنا فی اللہ بقا باللہ فی النُور سما نہیں سکتے۔

شغل اللہ مشغول گردد، ابلیس علیہ اللعنۃ خندہ کند۔ ہر حجت و دلیل نفسانی و زینت دُنیا و شیطانی پیش آرد۔ در ابتدا و انتہا معرفت الٰہی شیطان ہزاران ہزار حجاب کُند۔ مُرشد مرد آنست کہ طالب اللہ را ابتدا و انتہا یکی گرداند کہ آن طالب مولیٰ بجز مولیٰ نفس و شیطان را نداند۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکہ آدمی را بار یاضت ظاہری در چلّہ عزت عظمت کرامت شرف و آداب و غوغا نام و ناموس اشتہار باشد، بدین طریق نفس خوشوقت و روح عاجز و خوار۔

بدانکہ نفس امارہ دُزد اندرونی و شیطان دزد بیرونی۔ ہر دو دُزد ایمان اند بیک اتّفاق محال است۔ ہر کرا نفس امارہ بند شُد، چنانچہ دزد اندرونی در خانہ یافتند و در آن خانہ قید شُد مثل دُزد بیرونی شیطان از وی گریزد و نزدیکش نیاید۔ درمیان یکدیگر مفارقت واقع شُد۔

پس نفس امارہ بجز محنت و راز دل و از غلبات ذکر یافتہ نمی شود و ہر کہ یافتہ نہ می شود۔ در قید نمی آید و نفس از شیطان جُدا نگردد و ہرگز تابع و مُسلمان نمی شود۔ دانی کہ شیطان با آدمی دشمن دوام ہمچنان است، چنانچہ دم با جان است۔

بیت

دشمن ابلیس با تو روز و شب قتل کُن ابلیس با تیغ ادب

و بدانکہ اگر در وجود نفس امارہ بادشاہ و شیطان وزیر اُوست و اعضاء رعیت اُو۔ در وجود ملک گمراہی و خلل پذیرد مثل کہ نفس باشد و روح کنجنک در یک خانہ و اگر روح در وجود بادشاہ و دل وزیر اُو و رعیت اعضاء با

جب طالب اللہ ابتدا میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے شغل میں مشغول ہوتا ہے، تو ملعون ابلیس ہنستا ہے۔ ہر نوع حجت و دلیل نفسانی اور زینت دُنیا و شیطانی پیش کرتا ہے۔ اور معرفت خداوندی کی ابتدا و انتہا میں شیطان کئی ہزار حجاب کرتا ہے۔ کامل مُرشد وُہ ہے کہ طالب اللہ کی ابتدا و انتہا ایک کر دے کہ وُہ طالب مولیٰ بجز مولیٰ نفس و شیطان کو نہ جانے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

(اے طالب صادق) جان لے کہ آدمی ظاہری ریاضت کے ساتھ چلّہ میں عزت و عظمت، کرامت و شرافت، آداب و چرچا، نام و ناموس کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے نفس خوش و خرم اور رُوح عاجز و خوار ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ نفس امارہ اندر کا چور اور شیطان باہر کا چور ہے۔ دونوں دُشمن ایمان کے چور ہیں۔ ایک ساتھ اتّفاق محال ہے۔ جس کسی کا نفس امارہ بند ہو جاتا ہے۔ تو اس کی مثال یہ ہے کہ اندرونی چور کو گھر میں پاکر قید کر لیا اور باہر کا چور یعنی شیطان اُس سے بھاگتا ہے۔ اور اس کے قریب نہیں آتا۔ اور دونوں میں مفارقت واقع ہو جاتی ہے۔

پس نفس امارہ محنت (ریاضت)، راز دل اور ذکر کی کثرت کے بغیر قابو میں نہیں آتا۔ اور جو کوئی ہاتھ میں نہیں آتا۔ (پُوری طرح) قید میں نہیں آتا۔ اور نفس شیطان سے الگ نہیں ہوتا اور ہرگز تابع اور مُسلمان نہیں ہوتا۔ تجھے علم ہے کہ شیطان آدمی کا دائمی دُشمن اس طرح ہے جیسا کہ دم جان کے ساتھ ہے۔

بیت

تیرا دُشمن شیطان دن رات تیرے ساتھ ہے۔ تُو شیطان کو ادب کی تلوار سے قتل کر دے۔

اور (اے طالب صادق!) جان لے کہ اگر انسان کے وجود میں نفس امارہ بادشاہ ہے، تو شیطان اسکا وزیر ہے۔ اور اعضاء اس کی رعیت ہیں۔ جس وجود میں بادشاہ گمراہی اور خلل قبول کرتا ہے، وُہ ویسے ہی ہے جیسے نفس بادشاہ اور رُوح کی چڑیا ایک گھر میں رہتے ہوں۔ اور اگر رُوح بادشاہ کے وجود میں اور دل اس کا وزیر اور

جمیعت ملک خلق دار الامان و نفس امّارہ پریشان، چنانچہ در وجود رُوح مثل شہباز باشد و نفس کنجشک از عظمت و ہیبت شہباز دم زدن نتواند۔ پیش شہباز نفس مُردار غلیواز۔

ابیات

نفس را دریافتم با راز حق — کس نیابد نفس از تقویٰ دلق
نفس گر سیر است سیرت سرہوا — گر گرسنہ می شود دشمن خُدا
باہُوا! در داشتن بہ نفس را — تا نیابد بُوی از چون و چرا

حدیث

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ ط[1]

⁂

راہ مردان اینست باطن صفا و دام حاضر شود بہ مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ط۔

رباعی

مارا برای نفس ستمگر چہ حاجت است — دشمن اگر بہ فاقہ بہ میرد کرا غم است
تنہا نہ حاتم است کہ جودی کند بہ خلق — ہر کس کہ از کسی نہ ستاند اُو حاتم است

⁂

[1] الحدیث

رعیت اُس کے اعضاء ملک کی جمعیت کے ساتھ مخلوق کے امن والے گھر میں رہتے ہیں، تو نفس امّارہ پریشان رہتا ہے۔ جیسا کہ وجود میں رُوح کے ساتھ شہباز ہوتا ہے اور نفس کی چڑیا شہباز کی عظمت و ہیبت سے دم نہیں مار سکتی۔ شہباز کے آگے مُردار نفس کی حیثیت گِدھ کی سی ہے۔

ابیات

مَیں نے رازِ حق کے ساتھ نفس کی حقیقت کو پالیا ہے۔ کوئی آدمی نفس کو تقویٰ کی گُدڑی نہیں پہنا سکتا۔
اگر تُو نفس کا شکم سیر کر دے، تو اس کی عادت مزید خواہش کرنے کی ہے۔ اگر تُو اس کو بھوکا رکھے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہو جاتا ہے۔
اے باہُوؒ! نفس کو قید میں رکھنا بہتر ہے۔ تاکہ اس سے چُون و چرا (کیوں اور کیسے) کی بُو نہ آئے یعنی وہ چُون و چرا نہ کر سکے۔

حدیث

"ایمان خوف و اُمید کے مابین ہے۔"
مرد وہ ہے، جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے، وہ دائمی طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس پاک میں حاضر رہتا ہے۔

رباعی

ہم کو ظالم نفس کی کیا حاجت ہے؟ دشمن اگر فاقہ سے مرجاتا ہے، تو اس کا کس کو غم ہے؟۔
صرف اکیلا حاتم ہی نہیں کہ اُس نے مخلوق پر سخاوت کی ہے۔ وہ آدمی بھی حاتم کی مانند ہے، جو کسی سے سوال نہیں کرتا، نہ لیتا ہے۔

جواب مصنفؒ مثنوی

عالمی حاتم علم با جُود بخش عارفی حاتم بحق مقصود بخش

سخاوت آن را گویند کہ امروز بخشد یک بار و فردا دو بار و ہر روز دو چندان زیادہ تر بخش کند، تا قیامت سخاوت اُو باز نماند۔ ہر آن کس سخی تمام است و سخاوت مثل دریا آب جاری شب و روز روان۔

بیت

سخاوت کہ ہرگز نہ ماند بہ باز یکی اسم اللہ دگر علم ساز

سخی آنرا گویند کہ آنچہ بدل بستہ چیزی عزیز باشد کہ از و عزت یابد ہمون بخشد۔ پس اللہ اسم اللہ عزیز است فی الدنیا والآخرۃ۔ برابر فقیر عارف باللہ ہیچ کس نباشد سخی کہ اسم اللہ بخشد و اسم اللہ وجود را با جُود کرم تاثیر کند و علم تفسیر در علم تاثیر در آید و ہر علمی و ہر سخاوت در علم تاثیر بکشاید۔

پس فقیر معرفت الٰہی آن وجود است کہ در وجود کرم، نعمت عزت و عظمت است و از ہیبت ایمان حرمت حیا زاید۔ سخاوت آنست فرحت ذوق الٰہی بخش بس و دور کنندۂ بخل درم دنیا ہوا و ہوس، بلکہ فقیر سر برہنہ است سرتاج کہ فقر غرق مع اللہ دوام معراج است بمعرفت محبت الٰہی۔

بیت

مرد را راہی بود از رہ صفا ذکر فکر و معرفت با مصطفیٰؐ

جواب مصنفؒ مثنوی

ایک عالم بھی حاتم ہے، جو علم کی سخاوت (و تقسیم) کرتا ہے۔ عارف بھی حاتم ہے کہ اس کا مقصود حق تعالیٰ ہے۔

سخی اس کو کہتے ہیں کہ آج ایک بار، کل دو بار اور ہر روز اسی طرح دُگنا زیادہ سے زیادہ تقسیم کرتا رہے۔ اور روز قیامت تک اس کی سخاوت جاری رہے۔ وُہ آدمی کامل سخی ہے۔ اور اس کی سخاوت شب و روز دریا کی طرح جاری ہے۔

بیت

صرف ارادہ کرنے سے سخاوت ہرگز میسر نہیں ہوتی۔ وہ ایک اللہ تعالیٰ کا نام، دوسرا اس کے نام کی دعوت ہے۔

سخی اسکو کہتے ہیں کہ جو چیز دل کو لگے اور عزیز ہو کہ اس سے عزت پائے اور اسی کو بخش دے۔ پس اللہ کا اسم اعظم عزیز ہے اور دُنیا و عقبیٰ میں فقیر عارف باللہ کے برابر کوئی شخص سخی نہیں ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے۔ اور اسم اللہ وجود میں جود و کرم کے ساتھ تاثیر کرتا ہے۔ اور علم تفسیر علم تاثیر میں آتا ہے۔ اور ہر علم اور ہر سخاوت علم میں تاثیر کرتی ہے۔

پس فقر معرفت خداوندی کا علم اس وجود میں ہے کہ اس سے وجود میں کرم، نعمت، عزت اور عظمت ہے۔ اور ہیبت ایمان سے حرمت و حیا زائد آتی ہے۔ سخاوت وُہ ہے کہ بس ذوق الٰہی کی فرحت عطا کرے۔ اور درم و دُنیا کا بخل اور خواہشات نفسانی کو دُور کرے۔ بلکہ فقیر سر برہنہ سرتاج ہے کہ فقیر کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کی معرفت کے ساتھ غرق مع اللہ دائمی طور پر معراج ہے۔

بیت

مرد کامل کا راستہ صفا کا راستہ ہے۔ ذکر و فکر کرنا اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا۔

طالب اللہ را کہ ذکر فکر معرفت الٰہی مولیٰ باطن مطلق اشتغال اللہ ظاہر گردد تا آنکہ نفس نیست و نابود نگردد۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] بحق معبود بقا باللہ نہ رسد۔

فقیر از پنج خصلت شناختہ میشود:۔

اوّل علم کہ از جہل و ریا بیرون کشد و بخدا برد۔

دوم حلم آن حلیمی کہ با علم باشد و حلیم نام اللہ است۔

سوم خُلق خُلقی کہ خلق را ہدایت فیض بخشد۔

چہارم سخاوت سخاوتی کہ فی سبیل اللہ شب و روز تصرف کند و کم نگردد۔

پنجم فقر اختیاری کہ در نظر او خاک و زر برابر باشد۔

بدانکہ فقر چند قسم است:۔

فقر تحقیقی، فقر حقیقی، فقر دریای عمیقی، فقر توفیقی، فقر بحق رفیقی، فقر طی طبقات طریقی، فقر اہل شرب و تارک الصلوٰۃ و بی عمل جاہل و مخالف شرع اینست۔ فقر اہل بدعت زندیقی۔

کسی از فقر بہ فقر نام رسیدہ۔ کسی از فقر بہ فقر الہام رسیدہ۔ کسی باشد کہ از فقر بہ فقر مقام رسیدہ۔ کسی از فقر بہ فقر اقدام رسیدہ۔ ہزاران ہزار کسی باشد کہ از فقر بہ فقر تمام رسیدہ و ہر کہ بتمام فقر رسید، بحکم خدای تعالیٰ تمام عالم دنیا و عقبیٰ در حکم اوست، چنانچہ اہل دنیا و دنیا غلام او و نفس فرمانبردار او گردد و روح مصاحب و یار او باشد و دل دوام بیدار و شیطان مطلق بیزار۔ از و نہ دعویٰ مدعی ماند و نہ مدعا علیہ و شہوت و ہوا زیر پای او و عقل خدمتگار او باشد و طاعت بتوفیق او و معرفت حق رفیق او۔

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

طالب الٰہی کو معرفت خداوندی کے ذکر و فکر سے اشتغال اللہ کے سبب جو مطلق باطن ظاہر ہوتا ہے، جب تک نفس نیست و نابود نہ ہو جائے، "جب فقر تمام ہوتا ہے، تو پس اسکو اللہ تعالیٰ حاصل ہو جاتا ہے" وہ معبود حق اور (مقام) بقا باللہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

(جاننا چاہیے کہ) فقیر مندرجہ ذیل پانچ خصائل سے شناخت کیا جاتا ہے:۔

پہلی خصلت:۔ علم (رکھتا ہو) جو جہالت اور ریا سے نکال دے اور خدا کی طرف لے جائے۔

دوسری خصلت:۔ حلم کی حلیمی ہو، اور حلیم اسم ذات باری تعالیٰ ہے۔

تیسری خصلت: پسندیدہ خُلق جو مخلوق کو ہدایت فیض بخشے۔

چوتھی خصلت: شب و روز فی سبیل اللہ سخاوت کرنا اور کم نہ ہونا۔

پانچویں خصلت: فقر اختیاری اپنانا کہ اس کی نگاہ میں سونا اور مٹی یکساں ہو۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقر کی چند قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم: فقر تحقیقی ہے۔ دوسری قسم: فقر حقیقی ہے۔ تیسری قسم: فقر دریائے عمیقی ہے۔ چوتھی قسم:۔ فقر توفیقی ہے۔ پانچویں قسم: بحق رفیقی ہے۔ چھٹی قسم: فقر طے طبقات طریقی ہے۔ ساتویں قسم: فقر اہل شرب تارک الصلوٰۃ ہے۔ آٹھویں قسم: فقیر بے عمل جاہل ہے۔ نویں قسم: فقیر مخالف شرع ہے۔ دسویں قسم: فقیر اہل بدعت اور زندیقی ہے۔

پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر سے فقر الہام کو پہنچا ہے اور کوئی فقر سے فقر کے مقام تک پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر سے فقر اقدام تک پہنچا ہے۔ اس کی ہزاروں مثالیں ہیں اور کوئی ایسا ہے جو فقر سے فقر تمام کو پہنچا ہے۔ ایسا جو کوئی فقر تمام کو پہنچا، بحکم خداوندی تمام دنیا اور آخرت اس کے حکم میں ہے۔ چنانچہ دنیا دار اور دنیا اس کے غلام اور نفس اس کا فرمانبردار بن جاتا ہے اور اس کی روح اس کی مصاحب اور اس کی یار ہوتی ہے۔ اور اس کا دل ہمیشہ بیدار اور شیطان اس سے بیزار ہے۔ اس سے نہ مدعی کا دعویٰ اور نہ مدعا علیہ کا دعویٰ رہتا ہے اور شہوت اور نفسانی خواہشات اس کے قدموں کے نیچے ہیں اور عقل اس کی خدمت گزار ہے۔ اور طاعت اس کی توفیق اور معرفت خداوندی اس کی رفیق ہے۔

عجب دارم از آن قوم کہ از معرفت الٰہی و از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خلق ہمچون بگریزند، چنانچہ بگریزد تیر از کمان و خلق رجوعات کند بدرم دینار، اگرچہ ایمان را رخصت دہند و از ریا کافر شوند و از دُنیا فرعون روئی نگردانند۔ کسی را کہ دل از دُنیا و اہل دُنیا سیر نگردد۔ ولایحتاج فقر بدست نیاید و دعویٰ فقر کند و محتاج باشد ہر آنکس در فقر کاذب و بی حیا خود فروش است۔

بیت

جاودانی التجائی با فقر باشد تمام احتیاج از کس نباشد فقر لایحتاج

بدانکہ آدمی بہ چہار چیز خوار و بہ چہار چیز ابرار۔ بہ چہار چیز خوار اربعہ عناصر کہ ہر یک تاثیر علیحدہ دارد کہ تاثیر آب آن باشد کہ در یک روز صد بار یقین اُو بگردد و دل اُو بیک قرار نماند۔ وطمع و توقع از آن دل پیدا شود و تاثیر باد آن باشد کہ گفتگو بیہودہ بسیار گوید و تاثیر آتش آن باشد کہ ظلم و غضب از آن بسیار پیدا شود و طعام خوار بسیار و تاثیر خاک آن باشد کہ خواب بسیار کند و غلبۂ شہوت روز بروز زیادہ تر گردد و غم قیامت ندارد و از خدا نترسد۔

مصنفؒ میگوید کہ وجود مؤمنان و مسلمانان و صدیقان و صالحان و درویشان و عارفان و واصلان و عاشقان را وجود اربعہ عناصر متبدل بنور اللہ گشت کہ مقام ایشان لاہوت است و مقام لاہوت را نشان آنست کہ ہر کہ بہ لاہوت رسد، از ناسوت اربعہ عناصر بگذرد و دل اُو لاہوت را پر معرفت نور اللہ۔ دوم اہل لاہوت را دوام بشوق اِلَّا اللّٰہُ و رُوح اہل لاہوت را پاک مقدس ولی اللہ و نفس اہل لاہوت را مطمئنہ عارف باللہ۔

پس معلوم شد کہ لباس ایشان تقویٰ است و تقویٰ آن را گویند کہ حرس ظاہر

اس قوم سے تعجب ہے کہ معرفت خداوندی اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خلقت اس طرح بھاگتی ہے، جس طرح تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اور مخلوق خدا کی طرف درم و دینار کے لیے رجوع کرتا ہے۔ اگرچہ ایمان رہے نہ رہے۔ اور ریا کی وجہ سے کافر ہو جائے۔ مگر دُنیا سے فرعون کی طرح مُنہ نہ موڑے۔ جس کسی کا دل دُنیا اور دنیاداروں سے سیر نہ ہو، اور لایحتاج فقر کو حاصل نہ کرے اور فقیری کا دعویٰ کرے اور محتاج ہو۔ ایسا شخص فقر میں جھوٹا، بے حیا اور خود کو بیچنے والا ہے۔

بیت

میری ہمیشہ یہی تمنا رہی ہے کہ میں فقر میں مکمل ہو جاؤں۔ کسی آدمی سے کسی چیز کی احتیاج نہ ہو، فقر لایحتاج اسی کا نام ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ انسان چار چیزوں سے ذلیل اور چار چیزوں سے ابرار ہوتا ہے۔ چار ذلیل چیزیں اربعہ عناصر ہیں کہ ہر ایک کی الگ الگ تاثیر ہے۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک روز میں سو بار اس کا یقین پھر جائے اور دل قرار پر نہ رہے۔ توقع اور طمع اس دل میں پیدا رہے۔ اور باد (ہوا) کی تاثیر یہ ہے کہ بیہودہ گوئی بکثرت کرے اور آگ کی تاثیر یہ ہے کہ اس سے ظلم اور غضب بکثرت پیدا ہو۔ اور طعام (خوراک) بکثرت کھائے اور مٹی کی تاثیر یہ ہے کہ نیند بکثرت کرے اور غلبۂ شہوت روز بروز زیادہ سے زیادہ ہوتا جائے اور قیامت کے روز کا غم نہ رکھے اور خدا سے نہ ڈرے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ مؤمنین، مسلمین، صدیقین، صالحین، درویش، عارفین، واصلین اور عاشقین کا وجود اربعہ عناصر سے نور الٰہی کے ساتھ متبدل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کا مقام لاہوت ہے۔ اور مقام لاہوت کی علامت یہ ہے کہ جو کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے، وہ اربعہ عناصر کے ناسوت سے گزر جاتا ہے اور اہل لاہوت کا دل نور معرفت خداوندی سے پُر ہے۔ اور اہل لاہوت کا دم دائمی طور پر اِلَّا اللّٰہُ کے شوق کے ساتھ اور اہل لاہوت کی رُوح پاک مقدس ولی اللہ کے ساتھ اور اہل لاہوت کا نفس مطمئنہ عارف باللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کا لباس تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جو

را بستہ گرداند و جز حق غیر را نشناند۔ پیراہن تقویٰ و لباس آن کس پوشد کہ ساغر نور معرفت الٰہی از وحدانیت حق نوشد۔ مرد را این چنین تقویٰ تقویت باید۔ تقویٰ باطن باحق حضوری است۔ و تقویٰ ظاہر بہ خلق مزدوری و بہ نفس امارہ مغروریست، چنانچہ تقویٰ ظاہر کند واز تقویٰ باطن خبر ندارد۔ با تقویٰ ظاہر غلغلہ در خلق و بنام بلند و ناموس خود پسند۔ نفس امارہ زندہ و فربہ شود و ریا و کفر دست دھد و شرک دامنگیر گردد و شیطان مصاحب او شود و دنیا مہربان۔ بدین احوال روح پژمردہ و نفس لوامہ و ملہمہ و مطمئنہ پریشان و کسی کہ ریاضت باطنی کند و در وجود او آفتاب معرفت الٰہی طلوع نماید و نفس امارہ خراب شود و بمیرد و روح زندہ و نفس ملہمہ صدق گیرد و نفس لوامہ جمعیت بخشد و نفس مطمئنہ عبادت پذیرد۔ اینست مراتب تقویٰ۔ متقی صاحب معرفت عارف باللہ روشن ضمیر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[1] متقی فقیر را نفس امارہ از ہوا فنا و روح مع اللہ بقا باللہ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ہر کہ باین مراتب رسد، جان مجموعۂ بجان کہ بر آن مجموعۂ بجان فدا بر آن ہر دو جہان کہ مجموعۂ جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ این مراتب را فنا فی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فنا فی نور اللہ گویند۔ ہر کہ فنا فی نور اللہ رسد، مثل مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا[2] شود۔ مراتب اولیا یکتا شدن بمولیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ[3] کہ نظر او بر اللہ۔ فارغ از عیب گناہ و بہر دو جہان نکند نگاہ۔ اینست اولیا، عارف باللہ را سر اسرار راہ۔

---

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

[2] سورہ آل عمران ۳ : ۹۷

[3] سورہ یونس ۱۰ : ۶۲

حواس ظاہر یہ کو بند کر دے اور حق کے بغیر کسی دوسرے کو نہ لے۔ (اور) تقویٰ کا لباس وہ آدمی پہنتا ہے، جو نور معرفت الٰہی کا پیالہ وحدانیت حق سے پیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقویٰ سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ باطن حق کی حضوری ہے۔ اور ظاہری تقویٰ مخلوق کی مزدوری ہے۔ اور نفس امارہ کی مغروری ہے۔ جیسا کہ تقویٰ ظاہر کرتا ہے اور تقویٰ سے باطن بے خبر ہے۔ ظاہری تقویٰ سے مخلوق میں غلغلہ اور نام کی بلندی، ناموس اور خود پسندی آتی ہے۔ نفس امارہ زندہ اور موٹا ہوتا ہے۔ اور ریا اور کفر ہاتھ دیتا ہے۔ اور شرک دامنگیر ہوتا ہے۔ اور شیطان اس کا مصاحب ہو جاتا ہے۔ اور دنیا مہربان ہوتی ہے۔ ان احوال کے ساتھ روح پژمردہ اور نفس لوامہ، ملہمہ اور مطمئنہ پریشان ہو جاتا ہے اور جو آدمی باطنی ریاضت کرتا ہے، اس کے وجود میں معرفت خداوندی کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اسکا نفس امارہ خراب ہوتا ہے۔ اور مر جاتا ہے اور روح زندہ ہوتی ہے اور نفس ملہمہ صدق قبول کرتا ہے اور نفس لوامہ اس کو اطمینان قلب بخشتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ عبادت قبول کرتا ہے۔ یہ تمام مراتب تقویٰ کے ہیں۔ متقی صاحب معرفت عارف باللہ روشن ضمیر ہوتا ہے: "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔" متقی فقیر کا نفس امارہ خواہشات سے فنا اور روح اللہ تعالیٰ کے ساتھ بقا پاتی ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

جو کوئی ان مراتب پر پہنچے، وہ جان مجموعۂ بجان ہے۔ بلکہ اس پر دونوں جہان قربان ہیں۔ اس لیے کہ مجموعۂ جان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ان مراتب کو فنا فی النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فنا فی نور اللہ کہتے ہیں۔ اور جو فنا فی النور اللہ کو پہنچتا ہے، تو وہ "جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے، وہ امن میں آجاتا ہے" کی مثل ہو جاتا ہے۔ اولیاء کے مراتب مولیٰ کے ساتھ یکتا ہونا ہے: "خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج و خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے" کیونکہ اس کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ اور وہ عیب و گناہ سے فارغ ہوتا ہے۔ اور وہ دونوں جہاں پر نگاہ نہیں کرتا (یعنی وہ دونوں عالم کی پرواہ نہیں کرتا) یہ ہے اولیاء عارف باللہ کے سر اسرار کا طریقہ۔

بدانکہ طالب اللہ را بہ پنج نظر مرشد بہ پنج علم نظر منظور بہرہ ور حضور گرداند۔ مرشد اوّل نظر در مقام شریعت توجہ کند۔ طالب را علم شریعت بکشاید کہ طالب غالب العلماء گردد و بہ نظر دوم علم طریقت بکشاید کہ طالب را کشف القلوب حاصل شود و نظر سوم طالب اللہ را علم حقیقت بکشاید کہ کشف الارواح روئی نماید و نظر چہارم طالب اللہ را پنجاہ ہزار حجاب ظلمانی کہ بر دل دارد، پنجاہ ہزار حجاب شیطانی کہ با تن دارد و پنجاہ ہزار حجاب نفسانی با خناس خرطوم است بلکہ ہمہ حجاب ہا کُل و جُز از نظر مرشد کامل چنان سوختہ شوند، چنانچہ آتش میسوزد ہیزم خشک را و طالب اللہ را ہر علم روشن شود و صاحب نظر داند۔

ابیات

علمی کہ رہ بدوست برد در کتاب نیست — اینہا کہ خواندہ ایم ہمہ در حساب نیست
علمی کہ رہ بدوست برد حرف از آن بخوان — آن در کتاب نیست ز اسرار دل بدان

اگر مرشد صاحب نظر ہزار دل ہا بدین طریق زندہ و بیدار کند، این نظر ہا نہ از نظر خاص پروردگار در نظر نباید آورد اعتبار کہ این نظر ہا کار مبتدی ناقص ناتمام است۔ مرشد آنست کہ صاحب نظر با چشم دل توجہ کند کہ از توجہ دل و از نظر توجہ چشم دل از آن نظر طالب اللہ را از ہر مقام پیشتر کند و در مقام غرق نور اللہ بر وحیٌ فی الدارین گردد۔ این نظر ہم مشکل نیست۔ نظر توجہ دل نیز عام است مرشد آنست صاحب نظر کہ نظر از دیدہ و ہم سر الامین کند و با نظر طالب اللہ را بمقام حق الیقین برد و طالب اللہ صادق یکبارگی صاحب یقین شود۔

معلوم ہونا چاہیے کہ طالب اللہ کو مرشد پانچ نظر اور پانچ علوم کے ساتھ بہرہ ور اور صاحب حضوری کر دیتا ہے۔ مرشد پہلی نظر میں مقام شریعت میں توجہ کرتا ہے۔ اور طالب پر علم شریعت کھول دیتا ہے۔ اور طالب غالب العلماء ہو جاتا ہے۔ دوسری نظر میں (مرشد) علم طریقت کا انکشاف کرتا ہے، جس سے طالب کو کشف القلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تیسری نظر میں (مرشد) طالب اللہ پر علم حقیقت کھول دیتا ہے، جس سے (طالب کو) کشف الارواح حاصل ہوتا ہے۔ اور چوتھی نظر میں پنجاہ ہزار حجاب شیطانی جو وہ وجود کے ساتھ رکھتا ہے اور پنجاہ ہزار حجاب نفسانی جو خناس خرطوم کے ساتھ ہیں، بلکہ تمام حجابات کُل و جُز مرشد کامل کی نظر سے اس طرح جل جاتے ہیں، جیسے آگ خشک ایندھن کو جلا دیتی ہے اور طالب اللہ پر ہر علم روشن ہو جاتا ہے اور صاحب نظر جانتا ہے۔

ابیات

وہ علم جو دوست کی راہ کی جانب لے جائے، وہ کتاب میں نہیں ہے۔ یہ سب کچھ جو ہم نے پڑھا ہے، حساب میں نہیں ہے۔
وہ علم جو دوست کی راہ کی طرف لے جائے، اُس علم کو حاصل کر۔ وہ علم کتاب میں نہیں ہے، وہ علم دل کے رازوں میں سے جان۔

اگر مرشد صاحب نظر ہزار دلوں کو اس طریق سے زندہ اور بیدار کر دے، تو یہ نظریں نظر خاص پروردگار سے نظر اعتبار میں نہیں لانا چاہیے۔ نظریں کرنا مبتدی، ناقص اور ناتمام کا کام ہے۔ (حقیقت میں) مرشد وہ ہے کہ صاحب نظر دل کی آنکھ کے ساتھ توجہ کرے، کیونکہ دل کی توجہ سے اور توجہ کی نظر سے دل کی آنکھ طالب اللہ کی نظر کو ہر مقام سے آگے بڑھاتی ہے۔ اور (مرشد) غرق نور اللہ کے مقام میں لے جاتا ہے۔ اور وہ دونوں جہان میں زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ نظر بھی مشکل اور دشوار نہیں ہے۔ اور نظر توجہ دل بھی عام ہے۔ صاحب نظر مرشد وہ ہے، جو دیدہ دل کی نظر سے راز کا امین بھی بنا دے اور نظر کے ساتھ طالب اللہ کو حق الیقین کے مقام پر لے جائے اور صادق طالب اللہ فوراً صاحب یقین ہو جائے۔

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ ط

وقسمت نیز چہار قسم است۔ قسمت فقیران آنچہ خورند، از خوردن ایشان نور معرفت الٰہی از وجود ایشان پیدا شود۔ و رزق درویشان بر توکل است۔ توکل آنرا گویند کہ بہر طریق خدای تعالیٰ رزق ایشان را برساند۔ و درویشان از خدا دانند بعضی رزق را از کسب دانند و بعضی از برای رزق علم را خوانند و بعضی رزق را از غریبان بہ ظلم و تعدی می ستانند۔ المطلب آنکہ فقر دولت است و سعادت و عزت و فخر مراتب است مراتب عظمیٰ۔ خدای تعالیٰ فقر بصاحب عظمت یگانۂ خویش را عطا کند و بیگانگان روی فقر را نہ بینند۔

بیت

باتو گویم بشنو! ای جان عزیز　　از خدا بہتر نباشد ہیچ چیز

خلق در طلب رزق و فقیران در طلب رزاق۔ خلق را نظر بر سیم و زر و فقیران را نظر بر مولیٰ قادر اکبر۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا ط[1]

طالب مولیٰ شہید و طالب دنیا از طلب مولیٰ بی نصیب۔ برابر طلب مولیٰ فِی الدَّارَیْنِ ازین ہیچ چیز خوشتر نباشد و اولیٰ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط[2]

و ذکر زبان عادت و ذکر قلب ارادت و ذکر روح عبادت و ذکر سر سعادت۔

[1] الحدیث　[2] سورہ العنکبوت، ۲۹ : ۴۵

"مُرید وہ ہے، جس کا اپنا کوئی ارادہ اور خواہش نہ ہو"۔

(جاننا چاہیے) قسمت کی بھی چار قسمیں ہیں۔ فقراء جو قسمت کا کھاتے ہیں۔ انکے کھانا کھانے سے اُن کے وجود سے نورِ معرفت خداوندی پیدا ہوتا ہے۔ اور درویشوں کا رزق توکل پر ہے۔ اور توکل اس کو کہتے ہیں کہ خداوند کریم ہر طریق سے انکو رزق پہنچاتا ہے۔ اور درویش لوگ یہ رزق خدا کی طرف سے جانتے ہیں۔ اور بعض کا خیال ہے کہ رزق کسب سے ہے۔ اور بعض رزق کے لیے علم حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض رزق کو غربا سے ظلم و تعدی سے لیتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فقر ایک دولت ہے اور سعادت و عزت اور فخر بڑے مراتب میں سے مراتب ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فقر صاحب عظمت اور اپنے یگانہ کو عطا کرتا ہے۔ اور بیگانے فقر کا منہ تک نہیں دیکھتے۔

بیت

اے جان سے زیادہ عزیز دوست! میں تجھے ایک بات کہتا ہوں۔ غور سے سُن! کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہوگی۔

مخلوق رزق کی آرزو رکھتی ہے۔ اور فقراء رزاق (باری تعالیٰ) کے خواہشمند ہیں۔ مخلوق کی نظر سونے چاندی پر ہے۔ اور فقراء کی نظر قادر اکبر مولیٰ پر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"جس نے حُبِّ الٰہی میں جان دی، اس نے شہادت کی موت پائی"۔

طالب مولیٰ شہید ہے۔ اور طالب دنیا مولیٰ کی طلب سے بے نصیب ہے۔ مولیٰ کی طلب کے برابر دونوں جہان میں اولیٰ و اعلیٰ کوئی شئے نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"تیری طرف جو کتاب اُتری، تو پڑھ اور نماز قائم رکھ بیشک نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے"۔

زبان کا ذکر عادت ہے۔ اور دل کا ذکر ارادت ہے۔ اور روح کا ذکر عبادت ہے اور سر کا ذکر سعادت ہے۔ اور ذکر سعادت سے معرفت خداوندی کا سرِ پردہ

از ذکر سعادت سراپردہ معرفت الٰہی بکشاید۔

ابیات

ہر کرا باطن بود با دل صفا — باطن آن را می برد با مصطفیٰؐ
ہر کہ با تو می برد حاضر رسولؐ — آن ترا مرشد شود وحدت وصول

بدانکہ آدمی را خصلت طفلی کہ در وجود مجموعۂ حرص وحسد وطمع وبغض ہرگز بدر نمی شود وعالمان کہ وقت طفلی علم می خوانند وطفلان را می خوانانند، تاثیر صحبت پذیر است کہ طفلان را رسم اینست کہ ہر چیزی را کہ طلب کنند، بگریہ وزاری بدست آرند۔ پس عالم از مراتب طفلگی ہرگز بیرون نہ برآید، تا آنکہ نہ مجلس بزرگ عارف باللہ نہ شود وبمرتبۂ بزرگی از بزرگ نام اللہ است۔ آری اگرچہ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ[1] نہ بمراتب فنا فی اللہ ذات چنانچہ حضرت امام غزالیؒ می فرماید۔

رباعی

یک چند بہ عقل وعلم درکار شدم — گفتم کہ مگر محرم اسرار شدم
ہم عقل غفلیہ بود ہم علم حجاب — چون دانستم از ہر دو بیزار شدم

❖

وعمل خود منظور نیست۔ در حدیث قدسی آمدہ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ[2]

[1] سورہ المجادلہ، ۵۸ : ۱۱ [2] مسلم، ج ۸، ص ۱۱، مسند احمد، احیاء العلوم، فتاویٰ عزیزی۔

کھلتا ہے۔

ابیات

جس کا باطن (دل) صاف ہو۔ باطن اس کو بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جائیگا۔

جو کوئی تجھ کو (باطنی طور پر) بارگاہ رسالت میں حاضر کردے۔ وہی تیرا مرشد ہے اور مقام وحدت تک وہ تجھ کو واصل کردیگا۔

اے طالب صادق! جان لے کہ آدمی کی بچوں جیسی عادت ہے۔ کہ اس کے وجود سے مجموعۂ حرص وحسد وطمع اور بغض ہرگز نہیں نکلتا۔ اور جو علمائے کرام بچپن میں علم حاصل کرتے ہیں اور بچوں کو علم حاصل کرواتے ہیں، انکی صحبت کی تاثیر ہوتی ہے، کیونکہ بچوں میں مانگنے کی رسم ہوتی ہے۔ وہ ہر چیز کو رو پیٹ کر لیتے ہیں۔ پس عالم بھی لڑکپن کے مراتب سے ہرگز نہیں نکلتا۔ حتیٰ کہ جب تک عارف باللہ کی مجلس میں نہ جائیگا، باعظمت نہ ہوگا۔ اور عارف باللہ کی عظمت اللہ تعالیٰ کے باعظمت اسم گرامی سے ہے۔ ہاں اگرچہ بمصداق اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ کہ علم کے درجات تمہیں دیے گئے ہیں، لیکن مراتب فنا فی اللہ ذات کو نہیں دیے گئے۔ چنانچہ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں:۔

رُباعی

جب مجھ کو تھوڑی سی عقل اور علم کی ضرورت ہوئی تو میں نے کہا کہ میں شاید محرم اسرار ہوگیا۔

عقل میں بھی غفلت ہوتی ہے اور علم بھی حجاب ہے۔ جب میں نے یہ بات جان لی، تو دونوں سے بیزار ہوگیا۔

اور خود عمل اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے۔ حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

"بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کو اور نہ ہی تمہارے اعمال کو۔ لیکن دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو۔"

پس باعلم تحقیق وعمل تحقیق حاصل نکنی وبسوی ذات احدیت نیائی۔ اما اگر علم را ترک دھد واز شریعت بیرون آید ودر طریقت قدم نزند ودر ہوای نفس کوشد، آثار پیروی شیطان یعنی بگرد دمثل شیطان مردم را راہزن۔

مصنفؒ میگوید در شریعت باطن نزدیکی خُدا قُرب وصال معرفت اِلاَّ اللّٰہُ عارف را در مستی وہوشیاری ہمہ بندگی است دبی شریعت راہ دُوری خدا وقہر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمہ استدراج وگندگی است آنچہ بہ خلق نماید مدعی، چنانچہ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیرؒ از خدائی تعالیٰ سوال کرد کہ خداوندا! عشق چیست؟ جواب آمد کہ عشق آن است کہ ہر چیز غیر حق باشد، ہمہ را از دل بسوزد وناچیز گرداند۔

کَمَا قَالَ :۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا فِی الْقَلْبِ سِوَی اللّٰہِ[1]

اینست راہ عاشق عارف باللہ۔ عاشق وعارف باللہ را دوام صاحب معراج گویند۔ بدین طریق ہیچ حال واحوال خود را فارغ ندارد، چنانچہ نماز معراج، تلاوت قرآن، ذکر وفکر معراج، غرق نور اللہ معراج۔

اصل معراج دو قسم است :۔

یکی معراج معرفت الٰہی کہ آن بحضوری دل کہ مطلق راز است۔

دوم معراج فوق العرش کہ از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفخر وسرفراز وممتاز است۔

معراج محمدی صلی اللہ علیہ وسلم در خواب یا در مراقبہ برفاقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گردد حاصل۔ طالب اللہ مطلق واصل است نشان معراج خدا کہ صاحب معراج را نہ در

[1] الحدیث

پس اگر تُو علم سے تحقیق اور عمل سے تحقیق حاصل نہ کرے اور ذات احدیت کی طرف نہ آئے، لیکن اگر علم کو ترک کر دے اور شریعت سے منہ موڑے اور طریقت میں قدم نہ رکھے۔ اور نفسانی خواہشات میں کوشاں رہے، تو شیطان کی پیروی کے آثار ہیں یعنی وُہ شیطان کی طرح ہو جاتا ہے اور شیطان آدمیوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔

مصنف (فقیر ہوؒ) کہتا ہے کہ باطن کی شریعت میں قرب خداوندی اور قُرب وصال الٰہی اور معرفت اِلاَّ اللّٰہُ میں عارف کو مستی وہوشیاری میں مکمل بندگی ہے۔ اور بغیر شریعت خُدا سے دُوری راہ اور بارگاہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے قہر ہے۔ یہ تمام استدراج اور گندگی ہے، جو وُہ مخلوق خُدا کو دکھاتا ہے۔ صرف دعویٰ ہے۔ چنانچہ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے رب العزت تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ اے میرے مالک! عشق کیا ہے؟ بارگاہ رب العزت تبارک وتعالیٰ سے جواب ملا کہ عشق وُہ ہے جو ہر چیز کہ غیر حق سے ہو، تمام کو دل سے جلا ڈالے اور ناچیز کر دے۔

جیسا کہ فرمان ہے :۔

"عشق قلوب میں ایک آگ ہے، جو محبوب کے غیر کو جلا دیتی ہے۔"

یہ عاشق عارف باللہ کی راہ ہے۔ اور عارف باللہ کو ہمیشہ صاحب معراج کہتے ہیں۔ اس طریق سے کسی حال احوال سے وُہ اپنے آپکو فارغ نہیں رکھتا۔ چنانچہ نماز معراج، تلاوت قرآن معراج، ذکر وفکر معراج اور مستغرق نور اللہ معراج ہے۔

اصل معراج دو قسم کی ہے :۔

پہلی قسم، معراج خداوندی کی معرفت جو مطلق راز ہے اور جس کا تعلق حضوری قلب سے ہے۔

دوسری قسم، عرش کے اوپر معراج ہے کہ جس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرف، سرفراز وممتاز ہوئے۔

پس معراج محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں، یا مراقبہ میں رفاقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہے۔ طالب اللہ مطلق واصل ہے معراج خداوندی کی علامت یہ ہے کہ صاحب معراج کو وجود میں چون وچرا نہیں رہتی اور یہ بھی

وجود چون ماند و نہ چرا۔ این عطا نیز از مرشد کامل بود۔

بیت

کاملم ہم عاملم ہم عارفم باطن صفا　　عاشقم معشوق ہم واصل بہ حضرت مصطفیٰؐ

مُرشد کامل آنست کہ کُل و جُز مقامات ذاتی و صفاتی بحکم خدای تعالیٰ در حکم وی باشد۔ از ہر مقامی کہ طالب از و طلب کُند، بی رنج و محنت برو عطا کُند و بخشد۔ این مُرشد را خزانچی خزائن اللہ گویند۔ آری در وجودیکہ آید تاثیر اسم اللہ ذات ہیچ آثار نماند، در آن وجود نفسانیت دُنیا تدبیر از صفات وجودیکہ بمسمّٰی فنا فی اللہ شود ظاہر آن را احتیاج کشف و کرامات خلق را نماند ظاہر۔

باید دانست کہ طریقۂ قادری نیز دو قسم است :۔

یکی زاہدی قادری صاحب مجاہدہ و ریاضت عوام النّاس و ذکر جہر باضرب و فکر محاسبہ بانفس و باورد وظائف قائم اللّیل و صائم الدّھر از باطن مشاہدہ بی خبر صاحب حال بقال است۔

و دوم طریقہ سروری قادری شوریدہ احوال باقرب وصال مشاہدۂ دیدار و از یک نظر طالب اللہ را برساند مع اللہ وصال اللہ با پروردگار حق الیقین۔ برین باید آورد اعتبار کہ قاتل نفس سابقہ سالار کارزار۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

اَلتَّوْحِیْدُ وَالتَّوَکُّلُ نَوْ اَمَانٌ [1]

صدق المقال و اکل الحلال آنکس برسد بمعرفت حق وحدت وصال و نیز سروری قادری آنرا گویند کسی را کہ سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم دست بیعت کُند در

[1] الحدیث

مُرشد کامل کی بخشش و کرم سے ہے۔

بیت

مَیں کامل ہوں اور عامل بھی، عارف بھی ہوں اور صاف دل والا ہوں۔ میں عاشق بھی ہوں اور معشوق بھی اور دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے واصل بھی ہوں۔

مُرشد کامل وُہ ہے، جس کے حکم میں کُل و جُز ذاتی و صفاتی مقامات بحکم خداوندی ہوں۔ اور جو مقام طالب اللہ اُس سے طلب کرے، بے رنج و بلا ریاضت اُسے عطا کرے اور بخش دے۔ ایسے مُرشد کو خزانچی خزائن اللہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں اسم اللہ ذات کی تاثیر آتی ہے، اس وجود میں صفاتی تدبیر اور دُنیا کی نفسانیت کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ جو وجود فنا فی اللہ ہو کر پاک ہو جاتا ہے۔ اُسے اللہ کی مخلوق میں کشف و کرامات دکھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

جاننا چاہیے کہ قادری طریقہ کی دو قسمیں ہیں :۔

پہلی قسم : زاہدی قادری، صاحب مجاہدہ اور ریاضت عوام النّاس اور ذکر جہر ضرب کے ساتھ اور فکر، محاسبہ بانفس اور ورد وظائف کے ساتھ رات کو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھیں۔ باطن کے مشاہدہ سے بیخبر، صاحب قیل و قال کے ساتھ ہو۔

دوسری قسم : سروری قادری خراب احوال۔ قُرب وصال کے ساتھ، مشاہدۂ دیدار کے ساتھ اور ایک نظر میں طالب کو اللہ کے ساتھ حق الیقین کے ساتھ پہنچا دیں۔ اور وصال کرا دیں۔ اس پر اعتبار کرنا چاہیے کیونکہ قاتل نفس کارزار کا سابقہ سالار رہ چکا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"توحید اور توکل دونوں جڑواں ہیں۔"

معرفت خداوندی اور وصال وحدت تک وُہ شخص پہنچ سکتا ہے، جو سچی بات کرے اور حلال روزی کھائے اور سروری قادری اس کو بھی کہتے ہیں، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت ہو، اور وُہ اپنے وجود میں ملائکہ جیسی

وجود او خوی بوی خلق ملک توفیق۔ رفیق بشرع طریق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گردد و شریعت مثل شہر است دارالامان۔ ہر راہی در و در آید و در آن شہر با فقر و با شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شاہ کہ آن را از ہر علم طریقت و مقامات آگاہ۔ ہر کہ خلاف شرع کند مردود گمراہ و روی دیدن او صد گناہ۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

لَا تَجْلِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْهَوٰى وَالْبِدْعَةِ وَاِنَّ فِيْهِمْ عِزَّةً كَعِزَّةِ الْحَرْبِ[1]

اہل العلم مؤمن را دوام سکوت و راستی باید۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجٰى[2]

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-

اَلْمُؤْمِنُ لَا يَكْذِبُ[3]

حدیث

مَعَ الصِّدْقِ تَرَى الْعَجَائِبَ[4]

بیت

ہر حدیثی آیتی تو بشنوی مرد عارف آن باشد بود بر دین قوی

و نیز سروری قادری آنرا گویند کہ بر شیر نر شہسوار شود و غوث و قطب زیر زین بار گردد۔ این مراتب مریدان و طالبان سروری قادری را روز اول است مراتب ماہ تا ماہی بر و روشن باشد بکرم الٰہی و نیز گنہ ماہیت سروری قادری آنست کہ طالب ہر طریقہ را عامل کامل مکمل گرداند و نزدیک سروری قادری ناقص خام ناتمام از برای آنکہ انتہا ہر طریقہ با ابتدا سروری

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً۔

خو اور بو کی توفیق رکھتا ہو۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہو۔ اور شریعت دارالامان شہر کی طرح ہے۔ اور اس شہر میں جو راہ آتی ہے۔ وہی فقر اور شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو کوئی ہر علم طریقت اور مقام توحید سے آگاہ ہو، وہ بادشاہ ہے۔ جو کوئی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہو، وہ مردود اور گمراہ ہے۔ اسکے چہرے کو دیکھنا بھی سو گناہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"اہل ہوا و ہوس اور بدعتیوں کے ساتھ مت بیٹھو، کیونکہ بیشک ان میں کفار حرب کا غلبہ ہے۔"

اس، مؤمن اہل علم کو دائمی طور پر خاموشی اور سچائی چاہیے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"جو سکوت میں رہا، سلامت رہا اور جو سلامت رہا، وہ نجات پا گیا۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"مؤمن وہ ہے، جو جھوٹ نہیں بولتا۔"

حدیث

"صدق کے ساتھ رہو، اور عجائب کا مشاہدہ کرو۔"

بیت

ہر آیت اور حدیث جو تو سنے۔ عارف کا دین اس سے مضبوط ہوتا ہے۔

اور نیز سروری قادری اس کو کہتے ہیں جو شیر نر پر شہسوار ہو۔ اور غوث و قطب اس کے زیر پا ہوں۔ یہ مراتب قادری مریدوں اور طالبوں کو روز اول ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ماہ سے ماہی تک مراتب اس پر روشن ہوتے ہیں۔ اور نیز سروری قادری کی ماہیت اور حقیقت یہ ہے کہ ہر طریقہ کے طالب کو عامل، کامل اور مکمل بنا دیتا ہے۔ اور سروری قادری کے نزدیک (دوسرے طریقہ کے طالب) ناقص، خام اور ناتمام ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ دوسرے ہر طریقہ کی انتہا، سروری قادری کی ابتدا کو

قادری نمی رسد، اگرچہ تمام عمر بریاضت ومحنت سر بسنگ زند کہ عاشقان وطالبان تارک فارغ۔ عارفان وواصلان ابتداء مراتب سروری قادری است غوث وقطب واوتاد وابدال درین طریقۂ سروری قادری مریدان را وطالبان را تا ابدالاباد کم نگردد۔ ازبرای آنکہ ابتداء وانتہاء درین طریقہ برابر است یعنی از دیدن اسم اللہ تصور تاثیر تمام بہ ہمہ مراتب تمامیت رساند۔ بغیر از ذکر وفکر این طریقۂ شریعت پائیدار وتلقین تعلیم از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتخار۔

باید دانست کہ حضرت پیر مادرزاد ولی اللہ وفقیر فنا فی اللہ وزیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عارف باللہ معشوق اللہ پیر دستگیر شاہ محی الدینؒ قطب بقا باللہ فردانیت غوث وحدانیت را غوث الاعظم خطاب از رب الارباب از آنست کہ طالبان ومریدان سروری قادری را روز اول اسم اعظم نصیب وبہ مجلس حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب غالب الاولیاء۔ بدین طریق مریدان وطالبان صدیق باطن صفا دوام بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جالس باشند۔ سروری قادری صاحب ہدایت وراز عنایت۔ درجہان کم الفقر لایحتاج کہ از دنیا وعقبیٰ بی غم تماشای ہر دوجہان راطی کند ودریکدم صاحب جود وکرم۔ از کشف وکرامات ننگ دارند۔ مطلق حیاء وشرم کہ نظر سروری قادری را بر وحدانیت الٰہ۔ اینست گدا بادشاہ از سر اسرار معرفت الٰہی آگاہ۔

مثنوی

غوث وقطب پیر باشد زیر پیر — پیر باید این چنین مالک امیر
آن وزیر مصطفیٰ و آن با خدا — ہر مقامی زیر گامش گر دپا

بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت ومحنت سے سر پتھر پر مارتا رہے، کیونکہ عاشق اور طالب لوگ تارک الدنیا اور فارغ ہوتے ہیں۔ عارف اور واصل ہونا سروری قادری کے ابتدائی مراتب ہیں۔ اس طریقۂ سروری قادری میں غوث وقطب، اوتاد اور ابدال کے مریدوں اور طالبوں کی تعداد کم نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اس طریقہ میں دونوں کی ابتداء وانتہاء برابر ہے۔ یعنی اسم اللہ کے تصور کے دیکھنے سے تمام مراتب کی مکمل تاثیر کاملیت تک پہنچا دیتی ہے۔ بغیر ذکر وفکر یہ طریقۂ شریعت پائیدار اور مستحکم ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین وتعلیم سے یہ افتخار پاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مادرزاد ولی اللہ اور فقیر فنا فی اللہ اور وزیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارف باللہ اور معشوق الٰہی کے پیر دستگیر حضرت شاہ محی الدینؒ قطب بقا باللہ فردانیت و وحدانیت کے غوث کو غوث اعظم کا خطاب رب الارباب سے اس وجہ سے ہے کہ سروری قادری کے طالبوں اور مریدوں کو پہلے ہی دن اسم اعظم سے نواز دیتے ہیں اور مجلس حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حبیب غالب الاولیاء بنا دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے طالب ومرید صادق باطن صفا دائمی طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس بن جاتے ہیں۔ سروری قادری صاحب ہدایت اور رازدان عنایت ہے۔ دنیا میں لایحتاج فقراء کم ہیں۔ جو دنیا اور عقبیٰ سے بے غم ہیں۔ اور جو دونوں عالم کا تماشا کرتے ہیں۔ اور ہر ایک سانس میں وہ صاحب جود وکرم ہیں۔ کشف وکرامات سے ننگ رکھتے ہیں۔ مطلق حیا وشرم میں رہتے ہیں کیونکہ سروری قادری کی نظر دائمی طور پر وحدانیت خداوندی پر ہے۔ یہ ہیں گدا بادشاہ جو معرفت خداوندی کے رازوں سے واقف ہیں۔

مثنوی

وہ غوث وقطب کا پیر ہو اور وہ اس کے ماتحت ہوں۔ پیر ایسا ہونا چاہیے جو مالک اور امیر روحانی ہو۔
وہ وزیر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ خدا کے ساتھ ہیں۔ ہر مقام ان کے قدموں کے نیچے گرد پا کی حیثیت رکھتا ہے۔

غوث وقطب شد مریدش از مریدان مُرید — غوث وقطب در مقامی پیر پیران کی رسید
بندہ باہوؒ ہمچو گوید ہر کہ شد میران غلام — ہم جلیس شد محمدؐ دوزخ است بروی حرام

این مراتب نیز سروری قادری است۔ ہر آن کس را کہ خاتم النبیین رسول رب العالمین سرورِ عالم بنوازد و حوالہ در باطن شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سازد و حضرت پیر نیز آن را بنوازد و از خود جدا نہ اندازد۔

و سروری قادری چہار خطاب است۔ سروری قادری را صدیق اکبر باطن صفاء دوام مجلس با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نیز گویند۔ سروری قادری را صاحب توجہ حی فی الدارین غرق مع اللہ نیز گویند۔ سروری قادری را مشاہدہ بین حق الیقین قوت القویٰ نیز گویند۔ سروری قادری را صاحب سر اسرار صاحب نظر نظار بہ شیر نر شہسوار نیز گویند۔ سروری قادری طالب اللہ را بایک نظر بہر مطالب رساند۔ با نظر ناظر بحضور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر کند۔ طالب از نظر ناظر غرق بتوحید و مجلس حاضر کند۔ طالب محبوب از ذکر فکر مجذوب۔ طالب از ورد وظایف محبوب۔ مرشد لایق ارشاد آنست کسی را کہ حکم از خدا و اجازت از حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و رخصت از شاہ محی الدینؒ۔ از تلقین او طالب صاحب یقین مشاہدہ بین است۔ شخصیکہ بی حکم خدا و بی اجازت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بی رخصت حضرت پیر دستگیرؒ از خود تلقین کند، طالب او اہل بدعت، صاحب سرود، حسن پرست با سر ہوا و خود مست، مغرور از خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دور۔ بدین طریق دلیری کردن با خدای تعالیٰ موجب ذلت و شرمندگی روسیاہ در قیامت خواہد شد۔

نعوذ باللہ منہا

غوث وقطب اُنکے مرید ہوتے۔ بلکہ انکے مریدوں کے مرید ہوتے۔ مقام کے لحاظ سے غوث وقطب پیران پیرؒ (غوث الاعظمؒ) کو بھلا کب پہنچ سکتے ہیں؟
بندہ باہوؒ اس کو کہتا ہے جو میر میرانؒ (غوث الاعظمؒ) کا غلام ہو۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب ہوا اور اس پر دوزخ حرام ہے۔

یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں۔ جس شخص کو سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء رسول رب العالمین سرورِ عالم نواز دیتے ہیں۔ اور پھر باطن میں حضور غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد کر دیتے ہیں تو آپ بھی اُسے نوازتے ہیں اور اپنے آپ سے اسکو جدا نہیں کرتے ہیں۔

(جاننا چاہیے کہ) سروری قادری کے چار خطاب ہیں: سروری قادری دائمی طور پر صدیق اکبر باطن صفا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں رہنے والا ہے۔ سروری قادری کو صاحب توجہ حی فی الدارین غرق مع اللہ بھی کہتے ہیں۔ سروری قادری کو مشاہدہ بین حق الیقین قوت القویٰ بھی کہتے ہیں۔ سروری قادری کو صاحب سر اسرار، صاحب نظر نظار بہ شیر نر شہسوار بھی کہتے ہیں۔ سروری قادری طالب اللہ کو ایک نظر میں اس کے مقاصد پر پہنچا دیتا ہے۔ اور نظر ناظر کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں حاضر کرا دیتا ہے۔ طالب نظر ناظر سے توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود کر دیتا ہے۔ طالب محبوب ذکر و فکر سے مجذوب ہو جاتا ہے۔ طالب ورد وظائف سے محبوب بن جاتا ہے۔ لائق ارشاد مرشد وہ ہے جس کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور پیر دستگیر شاہ محی الدینؒ سے رخصت ہو۔ اُن کی تلقین سے طالب صاحب یقین اور مشاہدہ بین ہے۔ جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت کے بغیر اور پیر دستگیرؒ کی رخصت کے بغیر از خود تلقین کرتا ہے۔ اس کا طالب بدعتی، گانا بجانا سننے والا، حسن پرست، نفسانی خواہشات میں مبتلا، خود مست، مغرور اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہے۔ اس طریق سے خداوند کریم سے دلیری کرنا بروز محشر ذلت، شرمندگی اور روسیاہی کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

شرح از رسالہ ابوہریرہؓ مسطور است کہ درویش پنج نوع است۔

اوّل درویش کشف القلوب کہ جملہ از دل و ارواح را احوالات خبردار۔

دوم درویش کشف القبور است کہ از راہ باطنی ہم سخن با اہل قبور شود۔

سوم نوع درویش اوتاد است کہ از مشرق تا مغرب خبردار باشد کہ درمیان مشرق و مغرب یک بیضۂ مرغ از نظر او پوشیدہ و پنہان نیست۔

چہارم درویش قطب است کہ خبر از ہر طبقات زمین و آسمان ہا می دھد۔

پنجم درویش غوث است کہ صد و شش قطب از یک غوث مراتب دارد۔

و غوث آنست کہ از بالای عرش ہفتاد ہزار حجاب بود و غوث فوق تر از آنہا خبر می دھد و صد و شش آدمی کہ ہمہ در عبادت خدای تعالیٰ مشغول شوند، بمراتب اوتاد نمی رسند۔ اوتاد پیر نیست و غوث پیر است۔ ہر کہ دعویٰ پیری غیر از غوث و قطب کسی دیگر کند۔ دعویٰ او باطل و دروغی باشد و خود در روز قیامت رُوسیاہ و شرمندہ گردد۔

مصنفؒ میگوید مراتب غوث و قطب و اوتاد از بالای عرش تا زیر زمین سہ طبقات باشد و کار ایشان بہ ہوا افتادہ است از خدا جدا۔ لایق پیری و مریدی آنست کہ طالب و مُرید را بحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برد و حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم تلقین دھد و ہدایت کند و ہدایت اللہ یابد۔

بیت

باہُوؒ پیر ہمچون پیر من نائب رسولؐ ہر مریدی را کند با حق وصول

پیر نہ بگفت و شنود باشد پیغام است۔ در تلقین پیر سرّ اسرار الٰہی معرفت تمام است۔ نی نی غلط گفتم۔ پیر آنست کہ پیراہن دنیا را پارہ کند و دامن

حضرت ابوہریرہؓ کے رسالہ کی شرح میں لکھا ہے کہ درویش پانچ قسم کے ہیں:

پہلی قسم: درویش کشف القلوب جو دل اور ارواح کے تمام احوال (وارادہ) سے واقف ہو۔

دوسری قسم: درویش کشف القبور جو باطنی طریق سے اہل قبور سے ہمکلام ہوتا ہو۔

تیسری قسم: درویش اوتاد جو مشرق سے مغرب تک کی خبر رکھتا ہو۔ چنانچہ مشرق و مغرب کے درمیان مُرغ کا ایک انڈا اس کی نگاہ سے مخفی اور پوشیدہ نہ ہو۔

چوتھی قسم: درویش قطب ہے جو ہر طبقات ارض و سماوات سے خبر دیتا ہے۔

پانچویں قسم: درویش غوث ہے، جو ایک سو چھ قطب کے برابر ایک غوث کا مرتبہ رکھتا ہے۔

اور غوث وُہ ہے جو عرش کے اوپر ستر ہزار حجاب ہیں اور غوث اُن سے فوق کی خبر دیتا ہے۔ اور ایک سو چھ آدمی جو تمام عبادت الٰہی میں مشغول ہوں، اوتاد کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ (اور) اوتاد پیر نہیں ہے۔ اور غوث پیر ہے۔ (پس) جو کوئی پیری کا دعویٰ کرے اور وہ غوث و قطب نہ ہو، اس کا دعویٰ جھوٹا اور باطل ہے اور وُہ خود بروز قیامت رُوسیاہ اور شرمسار ہوگا۔

مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ غوث و قطب اور اوتاد کے مراتب عرش کے اُوپر سے زمین کے نیچے تک جس قدر طبقات ہیں، اُنکی سیرگاہ ہیں۔ اور ان کے معاملات خدا سے جدا ہوا میں پڑے ہیں۔ (پس) پیری اور مریدی کے لائق وُہ ہے جو طالب و مُرید کو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے تلقین و ہدایت کریں۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے۔

بیت

پیر باہوؒ میرے پیر کی طرح نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وُہ ہر ایک مُرید کو حق تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔

پیر کہنے سُننے اور پیغام میں نہیں ہے۔ بلکہ پیر تلقین میں سرّ اسرار الٰہی اور کامل معرفت کا نام ہے۔ نہیں نہیں۔ میں نے غلط کہا ہے۔ پیر وُہ ہے، جو دُنیا کے لباس

دُنیا را چاک سازد و نظر پاک دارد کہ مس وجود را بیک نظر وجود زر کُند. نی نی غلط گفتم. این مراتب ہم ادنیٰ است. پیر و مُرشد لایق ارشاد آنست کہ طالبان و مُریدان خود را روز اوّل مراتب خضرؑ باطنی بخشد کہ خضر ظاہری بینائی باطن صفائی بمراتب ایشان نمی رسد. از خضر ظاہری چہ چیز حاصل شود و خضر باطنی کرا گویند؟

از خضر ظاہری علم ظاہری رسمی و کسبی است و خزانۂ ظاہری کہ سیم و زر از نظر او مجلس حضرت خضر آنرا حاصل شود. ہر کہ با خضر باطنی ملاقی کرد و خضر باطنی سلطان الفقر را گویند. اگر بہ کسی ملاقات کُند، علم ظاہری آنرا فراموش شود از برای آنکہ علم باطنی معرفت و توحید الٰہی با تجلّی نُور چنان باطن معمور بغرق قرب وصال حضور گردد کہ نہ خبر از ظاہری خضر دارد و نہ خبر از سیم و زر و نہ خبر از نفس و نہ خبر از شیطان و نہ خبر از دُنیا و نہ خبر از خلق. آنرا یک وجود گویند. ظاہر بر شریعت مدام و در باطن معرفت الٰہی تمام.

پیری و مُرشدی کہ طالبان و مُریدان را بدین مراتب خضر رساند. مُرشد و پیر مذکّر مرد والّا نہ آن را پیر نتوان گفت. پیر رہزن مُرید روز قیامت شرمندہ و شرمسار و خوار خواہد شُد. پیری و مُرشدی نہ آسان کار است. در پیری و مُرشدی عظیم سرّ اسرار. پیر و مُرشد باید مثل صرّاف و زرگر کار شناختن ہر یک راست و دروغ را بہ نظر نگار.

بدانکہ دل پاک شود، از و معدہ پاک شود و معدہ خالی و با ریاضت طیر و سیر و مشاہدۂ طبقات زمین و طبقات آسمان از ماہ تا ماہی پریدن مراتب مگس و بر آب روان و دیدن مراتب خس. این ہر دو مراتب پیدا شود بدم بستن از حبس و حبس رسم و رسوم کار کفّار عبس بود کہ آنچہ بالا نوشتہ شدہ طیر و سیر و مشاہدۂ آسمان، بدین طریق مراتب زندیق کفّار ہم دارند. بانتہای مراتب

کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے. اور دُنیا کے دامن کو چاک کر دے. اور نظر پاک رکھے، جو وجود کے تانبے کو خالص سونا بنا دے. نہیں نہیں. مَیں نے غلط کہا. یہ مراتب بھی ادنیٰ ہیں. لائق ارشاد پیر و مُرشد وہ ہے، جو اپنے طالبین و مریدین کو پہلے ہی دن مرتبۂ خضر باطنی عطا کرے. کیونکہ خضر ظاہری باطن کی بینائی سے اُن کے مراتب کی صفائی تک نہیں پہنچتی. (پس) خضر ظاہری سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور خضر باطنی کس کو کہتے ہیں؟

خضر ظاہری سے مُراد علم ظاہری رسمی اور کسبی ہے. اور خزانۂ ظاہری جو سونا چاندی ہے، اس کی نظر سے اُس کو حضرت خضر کی مجلس حاصل ہوتی ہے. جس کسی نے خضر باطنی کے ساتھ ملاقات کی اور خضر باطنی سلطان الفقر کو کہتے ہیں. اگر خضر باطنی کسی کے ساتھ ملاقات کرے. تو علم ظاہری اسکو بھُول جاتا ہے. اس لیے کہ علم باطنی سے معرفت اور توحید خداوندی تجلّی نُور کے ساتھ ایسا باطن معمور غرق قرب و وصال میں حضور ہوتا ہے کہ خضر ظاہری کی خبر نہیں رکھتا اور نہ ہی سونے چاندی کی خبر رکھتا ہے اور نہ نفس، شیطان، دُنیا اور مخلوق سے باخبر ہے. اُس کو ایک وجود کہتے ہیں. ظاہری طور پر وہ ہمیشہ شریعت پر چلتا ہے اور باطن میں اس کو پوری معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے.

(پس) وہ پیر و مُرشد جو طالبوں اور مُریدوں کو ان مراتب خضر پر پہنچا دے، وہ مُرشد حقیقی اور پیر مرد ہے، ورنہ وہ پیر کہلوانے کا مستحق نہیں ہے. مُرید کا ڈاکو پیر بروز محشر شرمندہ، شرمسار اور خوار ہوگا. پیری و مُرشدی آسان کام نہیں ہے. پیری اور مُرشدی میں بڑے راز ہیں. پیر و مُرشد صرّاف اور زرگر کی طرح ہے. ہر ایک صدق اور جھُوٹ کو نگاہ سے پرکھے.

(اے طالب صادق!) جان لے کہ معدہ خالی رکھنے سے معدہ صاف اور دل پاک ہو جاتا ہے. اور ریاضت سے طیر، سیر اور زمین و آسمان کے طبقات کے مشاہدہ سے ماہ سے ماہی تک اُڑنا مکھی کے مراتب ہیں اور رواں پانی پر چلنا خس و خاشاک کے مراتب ہیں. اور یہ دونوں مراتب حبس دم سے پیدا ہوتے ہیں اور حبس کار کفّار کی رسم و رسوم ہے، جو بیکار ہے. جو کچھ اُوپر لکھا گیا ہے کہ سیر و طیر اور اس طریق سے مشاہدۂ آسمانی کے مراتب زندیق اور کفّار بھی رکھتے ہیں. انکو انتہائی مراتب ولایت و ہدایت

ولایت وہدایت وغوثی وقطبی نتوان گفت۔ این نیز مطلق استدراج است۔
غوث وقطب نیز دو قسم :۔

از غوث وقطب کہ باریاضت بمراتب طبقات وغوث وقطب کہ باراز اہل ذات۔ مراتب ایشان نیز از اسم اللہ ذات است۔ پس راہی کہ کفار باشند، مرا ازان راہ خلاف باید کرد۔ مرد آنست کہ خلاف کفار کند وقدم در شریعت استوار زند و آنچہ در باطن حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شود وآنچہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم فرماید، برآن عمل کند ویک موئی خلاف از فرمودۂ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نہ ورزد وخدا را حاضر ناظر داند واز ترس خدا بلرزد۔

عجب دارم ازان قوم کہ طالب سیم وزر از خدا ورسول خدا غافل وبی خبر، مردہ دل، بی بصر وظاہر در علم فضیلت تمام وعمل نکنند مثل مردم جاہل عوام۔ درباب ایشان چہ می فرماید کہ سیاہ دل از باطن بی صفا۔ جائیکہ عیان چہ حاجت بیان طالب دنیا در ہر دو جہان پریشان۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ ط[1]

خداوند تعالیٰ می فرماید کہ ای مومنان! دشمن مرا دوست مگیرید کہ ہر کہ مرا بہ بندگی نشاید، شمارا با دوستی نباید کہ دنیا واہل دنیا ونفس وشیطان وکافر دشمن خدا است۔ پس دوستان خدا را از دشمنان خدا ترک باید وبیزاری شاید کہ پیغامبر صاحب صلی اللہ علیہ فرمودہ است۔ کہ من نیک کردار وپرہیزگارم۔ از امت صاحب تکلیف بیزارم ودنیا سراسر تکلیف است۔ روی معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[1] سورہ الممتحنۃ ۶۰ : ۱

غوثیت وقطبیت نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ بھی مطلق استدراج ہے۔ یاد رہے کہ غوث وقطب دو اقسام میں منقسم ہیں :۔

غوث وقطب جو طبقات کے مراتب سے ریاضت کے ساتھ ہوں اور غوث وقطب جو اہل ذات کے راز کے ساتھ ہوں۔ ان کے مراتب بھی اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو کفار کا راستہ ہے، ہمیں اس راہ کے خلاف کرنا چاہیے۔ مرد وہ ہے جو کفار کی مخالفت کرے اور شریعت مطہرہ میں قدم استواری سے رکھے۔ اور باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیرو ہو۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں، اس پر عمل پیرا ہو، اور بال برابر بھی حضرت پیغمبر صاحب کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر اور ناظر جانے اور خدا کے ڈر سے لرز جائے۔

میں اس قوم سے متعجب ہوں کہ سونے چاندی کے طالب خدا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے غافل اور بے خبر ہیں۔ مردہ دل اور آنکھوں کے اندھے ہیں ظاہری طور پر علم میں پوری فضیلت رکھتے ہیں، لیکن جاہل عوام لوگوں کی طرح عمل نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ سیاہ دل، باطن بے صفا دنیا کے طالب دونوں جہان میں پریشان ہیں۔ جو چیز کہ عیاں ہے، اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ بس اور ماسوی اللہ ہوس

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم انکو دوستی سے خبریں پہنچاتے ہو"۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے : کہ اے ایمان والو! میرے دشمن کو مت دوست بناؤ، کیونکہ جو میری بندگی کے لائق نہیں، وہ تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہے، اس لیے کہ دنیا، اہل دنیا اور نفس وشیطان اور کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے ترک چاہیے اور بیزاری چاہیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نیک کردار اور پرہیزگار ہوں، اور امت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں۔ اور دنیا سراسر تکلیف ہے معقل بن یسارؓ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنَّ فُقَرَآءِ اُمَّتِیْ لَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ اَغْنِیَآئِہِمْ بِخَمْسِیْنَ مِائَۃَ عَامٍ[1]

شرح

بدانکہ غوث وقطب، صاحب طبقات مقامات دیگر است وغوث وقطب، صاحب درجات دُنیا ونام وناموس صفات دیگر است. غوث وقطب صاحب غرق ذات اللہ دیگر است. غوث وقطب تجرید وتفرید دیگر است. غوث وقطب پیر دیگر است وغوث وقطب امیر دیگر است وغوث وقطب فنا فی اللہ فقیر دیگر است. غوث وقطب وحدت واحد کہ در مقام فردانیت غرق مع اللہ دوام مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آنرا محض سر دفتر اولیاء اللہ گویند۔

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ[2] ما در شان اوست۔

شرح

درمیان پیر ومُرشد چہ فرق است وطالب مُرید کرا گویند؟ مُرشد مُراد بخش محبت اللہ در وجود طالب اللہ روشن نُور اللہ از نظر مُرشد چنان غرق مع اللہ در آید کہ آنچہ ماسوٰی لاسوی اللہ است، کلیہ می برآید۔ در راہ باطنی اوّل پیر را می باید کہ ہفت موئی بشمارد ودر دست آرد وبر مقراض ہفت موی مُرید ببرد واز ہفت موئی بریدن مُرید را ہفت مراتب برسد۔ بریدن موئی اوّل در وجود مُرید جمعیت ودل غنی شود حرص نماند۔ بریدن موئی دوم در وجود مُرید ذکر حاصل شود وحسد نماند وبہ بریدن موئی سوم در وجود مُرید معرفت الٰہی رُخ نماید ودر وجود

---

[1] الحدیث [2] کتاب معرفت بوستان جلد اوّل، شرح معرفت مثنوی مولانا رومؒ، کشف المحجوب ہجویریؒ۔

"بیشک میری اُمت کے فقراء امراء سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔"

شرح

جاننا چاہیے کہ غوث، قُطب، صاحب طبقات مقامات اور ہیں۔ اور غوث وقُطب، صاحب درجات دُنیا، اور نام وناموس صفات اور ہیں۔ غوث وقُطب غرق ذات الٰہی اور ہیں۔ غوث وقُطب تجرید وتفرید اور ہیں۔ غوث وقُطب پیر اور ہیں اور غوث وقُطب امیر اور ہیں۔ اور غوث وقُطب فنا فی اللہ فقیر اور ہیں۔ غوث وقُطب وحدت واحد جو مقام فردانیت میں غرق مع اللہ اور ہمیشہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہیں کہ اُسے صرف سر دفتر اولیاء اللہ کہتے ہیں اور ہیں۔

حدیث قدسی

"بیشک میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں، اُن کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔"
یہ اللہ کے دوستوں کی شان ہے۔ (جو اللہ تعالیٰ نے خصوصاً اولیاء اللہ کے بارے میں عطا فرمائی ہے)۔

شرح

پیر ومُرشد کے مابین کیا فرق ہے؟ اور طالب مُرید کس کو کہتے ہیں؟ مُرشد مُراد بخش محبت اللہ طالب اللہ کے وجود میں نُور الٰہی سے روشن، نگاہ مُرشد سے غرق مع اللہ ایسا آتا ہے کہ جو کچھ ماسوٰی غیر اللہ ہے، سب نکل جاتی ہے۔ راہ باطنی میں اوّل پیر کو لازم ہے کہ مُرید کے سر سے سات بال گن کر ہاتھ میں لے اور قینچی سے تراشے اور مُرید کے سات بال کاٹنے سے مُرید کو سات مراتب پر پہنچائے۔ پہلا بال کاٹنے سے مُرید کے وجود میں تسکین قلب آئے اور دل غنی ہو جائے اور حرص نہ رہے۔ دوسرے بال کے تراشنے سے مُرید کے وجود میں ذکر حاصل ہو جائے اور حسد نہ رہے۔ اور تیسرے بال کے کاٹنے سے مُرید کے وجود میں معرفت خداوندی

مُرید کبر نماند و بموی چہارم در وجود مُرید تجلیات نور اللہ و تنضمیر گردد و در وجود مُرید بغض نماند۔ ببریدن موئی پنجم مُرید را مشاہدۂ تمام گردد و در وجود مُرید عُجب نماند و ببریدن موئی ششم مُرید را مجلس انبیاء و اولیاء حاصل شود و در وجود مُرید خشم نماند و ببریدن موئی ہفتم مُرید یکبارگی مشاہدۂ حقیقی و لذت حق تعالیٰ تحقیق۔ از حجاب بی حجاب گرداند و ہیچ پردہ نماند۔ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ۔ استغراق دوام اینست نظر مُرشد کامل تمام۔ مُرشدی کہ خود در طلب مُردار، طالب اُو اہل شرب و بدعت خوار۔ آن چون گاؤ عصار۔

اوّل پیر مُرید را ظاہر و باطن مُردار خوردن ندھد و اگر مُرید مُردار خورد، مُردار در وجود اُو قرار نگیرد از راہ بالا یا فروتر برآید۔ پیر را شان این نشان است، نہ پیر بہر دُنیا پریشان است۔ پیر را می باید کہ اوّل مُرید را ہفت طبق زمین ..... و ہفت طبق آسمان واضح گرداند۔ لوح محفوظ در مطالعۂ اُو در آید۔ ہر کہ از ہفت موئی بریدن مُرید را پیر باین ہفت مراتب برساند، پیر تمام والّا نہ پیر حجام۔

مصنفؒ میگوید نی نی غلط گفتم۔ این پیر نیز ناسوتی ناقص ناتمام۔ نذر نیاز از مُریدان گرفتن بروی حرام۔ بدین طریق بتوفیق پیر زن۔ مُرید بسیار است و در دُنیا پیر را چہ مراتب است یعنی مرید کردن اہل دُنیا مطلق اظلم۔ حرام خوار، دل سیاہ، روز و شب در طلب گناہ۔ پیر را ترقی دُنیا از مُرید اہل غوغا و رجعات و آداب نگاہداشتن و یقین از آن است کہ پیر را در باطن مُریدان قید جنونیت شیاطین تابع، بلکہ اُو شیطان است از برای آنکہ چون اہل دُنیا از پیر روگردان شود۔ در شب بوقت خواب جنونیت و شیطان و شیاطین صورت پیر شود بہ لشکر شیطانی آن اہل دُنیا را از چہار پائی بیندازد۔ چون آن از خواب بیدار شود و ملازمت پیر با ادب مشرف گردد، حقیقت خود را و احوال جنونیت اظہار

چہرہ دکھائے اور غرور نہ رہے۔ اور چوتھے بال کے تراشنے سے مُرید کے وجود میں نورِ خداوندی کی تجلیات اور روشنضمیری آجائے اور مُرید کے وجود میں بغض نہ رہے۔ پھر پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدۂ کامل حاصل ہوجائے۔ اور مُرید کے وجود میں خود پسندی نہ رہے۔ اور چھٹے بال تراشنے سے انبیاء و اولیاء کی مجالس حاصل ہوں اور مُرید کے وجود میں غصہ نہ رہے۔ اور ساتویں بال کے کاٹنے سے مُرید کو یکبارگی مشاہدۂ حقیقی اور لذت حق تعالیٰ تحقیق حاصل ہو، اور اُسے حجاب سے بے حجاب کردے اور اللہ اور اس کے مابین کچھ پردہ نہ رہے۔ استغراق دوام یہی ہے، جو مُرشد کامل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جو مُرشد خود مُردار (دنیا) کا طالب ہے۔ اُسکے طالب میخوار اور بدعت خوار ہیں۔ اور گاؤ عصار کی طرح ہیں۔

اوّل تو پیر مُرید کو ظاہر و باطن مُردار کھانے نہیں دیتا! اور اگر مُرید مردار کھاتا ہے، تو مُردار اس کے وجود میں قرار نہیں پکڑتا، بلکہ قے یا دستوں کے ذریعے نکل جاتا ہے۔ پیر کی شان کا یہ پہلا نشان ہے۔ نہ پیر دُنیا کیلئے پریشان ہے۔ پیر پر لازم ہے کہ سب سے پہلے مُرید کو سات طبق زمین اور سات طبق آسمان واضح کرے۔ اور لوح محفوظ اُس کے مطالعہ میں کردے۔ جو پیر مُرید کے سات بال تراشنے سے مُرید کو ان سات مراتب پر پہنچا دیتا ہے، تو وُہ مکمل پیر ہے۔ ورنہ وُہ پیر نہیں ہے، بلکہ حجام ہے۔

مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ نہیں نہیں۔ میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوتی، ناقص اور ناتمام ہے۔ مُریدوں سے نذر و نیاز لینا اس پر حرام ہے۔ اس طریق سے توفیق کے ساتھ زن مرید پیر بہت ہیں۔ اور دُنیا میں پیر کے کیا مراتب ہیں؟ یعنی دنیا والوں کو مُرید کرنا مطلق ظلم اور حرام خوری ہے۔ دل سیاہ رات دن گناہ کی طلب میں ہے۔ اور پیر کو مُرید سے دُنیا کی ترقی، شہرت اور رجعات اور اس کے آداب پر نظر رکھنا اور یقین یہ ہے کہ پیر باطن میں جن و شیاطین کو مُریدوں کے تابع کرتا ہے، شیطنت ہے، بلکہ (پیر خود) شیطان ہے۔ اس لیے کہ جب دُنیادار پیر سے رُوگردان ہوجاتا ہے، تو خواب میں رات کے وقت جن و شیطان اور شیاطین پیر کی صُورت میں بن کر آتے ہیں اور اہل دُنیا کو لشکر شیطانی کے ساتھ چارپائی سے نیچے پھینک دیتے ہیں۔ پس جب وُہ نیند سے بیدار ہوتا ہے، تو پیر کی ملازمت میں مؤدبانہ طور پر

کُند کہ پیرِ من ہمچون زبردست است و آن حالت نداند تا بہ ہفت کُرسی از کُرسی بکُرسی از مُریدی اُو خلاف نکند۔ پیر چنین از باطن محروم، معرفت حق خلاف و مُریدان اُو بہ کرامات لاف در لاف زنند۔ ہر کہ بدین طریق مرتبہ ندارد، خلق آنرا پیر نہ گویند، اگرچہ پیر پیغامبر باشد۔

بدانکہ مرتبۂ فقیر اینست کہ جانب اہل دنیا نظر کُند و آن اہل دُنیا اگرچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ باشد، بادشاہی دُنیا را ترک دھد و بر خاک بخسپد و نمد پوشد و شب و روز ظاہر باطن بذکر اللہ و طاعت کوشد و از خانہ ترک گیرد و از خلق جُدائی کردہ فرق کُند صبح و شام، بلکہ علی الدّوام باشتغال اللہ غرق شود و دم مع اللہ غنیمت شمارد و روئی بسوی دُنیا و اہل دنیا نیارد، لباس شریعت پوشیدہ، لب بہ لب بستہ بخاموشی کوشیدہ باشد۔

فوائدِ خاموشی

مصنفؒ می گوید کہ در خاموشی ہفت ہزار فائدہ است و آن ہفت ہزار فائدہ در ہفت کلمہ جمع کردہ شُد کہ در ہر کلمہ ہزار فائدہ است۔

اوّل: خاموشی راحت است کراماً کاتبین را۔

دوم: خاموشی عبادتست بی رنج۔

سوم: خاموشی زینت است بی پیرایہ۔

چہارم: خاموشی بادشاہی است بی سلطنت۔

پنجم: خاموشی حصاریست بی عمارت۔

ششم: خاموشی بی نیازیست از معذرت خواستن۔

مشرف ہوتا ہے۔ اور اپنی حقیقت اور احوال جنونیت کا اظہار کرتا ہے۔ کہ میرا پیر بڑا زبردست ہے۔ اور وُہ حالت سے واقف نہیں ہے۔ یہاں تک وُہ کرسی سے کرسی تک، بلکہ ہفت کرسی تک اپنی مُریدی کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھاتا۔ ایسا پیر باطن سے محروم ہے اور معرفت خداوندی کے خلاف ہے۔ اور اس کے مُرید اُسکی کرامات کی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ جو اس طریقہ کا مرتبہ نہیں رکھتا، مخلوق اُسے پیر نہیں کہتی، خواہ پیر پیغمبر کیوں نہ ہو۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مرتبۂ فقیر یہ ہے کہ اگر وُہ دنیا والوں پر نگاہ کرے اور اگرچہ دُنیا والے حضرت ابراہیم ادھمؒ کی طرح ہوں، (جو بادشاہ تھے) دُنیا کی بادشاہی کو ترک کردے اور خاک پر سوئے اور کمبل اوڑھے اور رات دن، ظاہر باطن اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو، اور طاعت میں کوشش کرے اور گھر بار ترک کرکے مخلوق خُدا سے دُور رہے اور صبح و شام طلب خداوندی میں رہے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور ہر گھڑی مع اللہ ہونے کو غنیمت شمار کرے اور دُنیا اور دُنیا والوں کی طرف رُخ نہ کرے اور شریعت کا لباس پہن کر لب بہ لب بستہ سکوت اختیار کرے۔

فوائدِ خاموشی

مصنفؒ (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ خاموشی میں سات ہزار فوائد ہیں۔ اور وُہ سات ہزار فوائد سات کلمات میں جمع کئے گئے ہیں کہ ہر کلمہ میں ہزاروں فوائد ہیں۔ (جو مندرجہ ذیل ہیں)۔

پہلا فائدہ:۔ خاموشی کراماً کاتبین کیلئے راحت ہے۔

دوسرا فائدہ:۔ خاموشی بے رنج عبادت ہے۔

تیسرا فائدہ:۔ خاموشی بغیر لباس کے زینت ہے۔

چوتھا فائدہ:۔ خاموشی بے سلطنت کے بادشاہی ہے۔

پانچواں فائدہ:۔ خاموشی بغیر عمارت کے قلعہ ہے۔

چھٹا فائدہ:۔ خاموشی معذرت چاہنے سے بے نیازی ہے۔

ہفتم: خاموشی پوشیدہ عیب ہا است۔

مصنفؒ میگوید کہ در خاموشی ہمہ فریب و خود فروشی است تا آنکہ دل بذکر اللہ خروشی و غرق مع اللہ بیہوشی نگردد۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ [1]

عارف باللہ را این نشان است۔ ہر کہ این مکان ندارد، پریشان است کہ مطلب خاموشی آنست۔ چون زبان دل بکشاید، زبان دہان بستہ گردد۔ ہرگز سخن نہ نماید، از برای آنکہ صاحب خاموشی خدای تعالیٰ را حاضر داند۔ گوئی کہ بما است۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ [2]

واگر دانیکہ خدا با تست، از کسی نہ ترسی و از کہ باک داری واگر دانیکہ خدای تعالیٰ با تو نیست، مشرک و خراب شوی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

بیت

ملک و ملک بیک ہوزدہ ناچیز کنم ماکہ در قلزم توحید نہنگ آمدہ ایم

چون در مطالعۂ ہو بورق دل غرق شود کہ آنرا ہیچ چیز خوش نیاید۔ نزد خلق بی شعور و نزد خالق باحضور۔

مثنوی

باہوا! بردار زان دل ناپسند جز خدا با دیگری دل در مبند

[1] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ [2] سورہ الحدید، ۵۷ : ۴۔

ساتواں فائدہ :- خاموشی عیوب کو چھپاتی ہے۔

مصنفؒ کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ خاموشی میں سب فریب اور خود فروشی ہے، جب تک کہ دل ذکر الٰہی کے ساتھ شور و غوغا نہ کرے اور غرق مع اللہ ہو کر بیہوش نہ ہو جائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

عارف باللہ کی یہ نشانی ہے۔ جو یہ مرتبہ نہ رکھے، اُسے پریشانی ہے۔ کیونکہ خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ جب دل کی زبان کھولے، تو منہ کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ وہ ہرگز بات نہیں کرتا۔ اس لیے کہ صاحب سکوت خدا کو حاضر ناظر جانتا ہے گویا کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور وہ (خدا) تمہارے ساتھ ہے، جہاں تم ہو"۔

اور اگر تو جان جائے کہ خدا تمہارے ساتھ ہے، تو پھر تو کسی سے نہ ڈرے اور پھر تو کس سے ڈر رکھتا ہے؟ اور اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے، تو تو مشرک اور خراب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

بیت

میں ہو کی ایک ضرب سے فرشتہ اور ملک کو حقیر کر دیتا ہوں۔ میں توحید کے سمندر میں مگرمچھ بن کر آیا ہوں۔

جب ہو کے مطالعہ کے ساتھ دل کا ورق غرق ہو، تو اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ وہ مخلوق کے نزدیک بے شعور اور خالق (اللہ تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک باحضور ہوتا ہے۔

مثنوی

اے باہوؒ! دل کو ان ناپسندیدہ چیزوں سے اُٹھا لے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دل کو کسی چیز کے ساتھ مت باندھ۔

ذکر ہُو بر وجود ذاکر ہُو غالب آید و در قید کُند جز ہُو دیگری نہ نماید۔

مثنوی

دمی بی یاد حق مطلق گناہ است — بخود مشغول بُودن کفر راہ است
ترا ہر دم کشد پندار ہستی — سُوی ظلمت سرای بُت پرستی
خودی کُفر است نفی خویش کُن زُود — کہ جُز حق در حقیقت نیست موجود

وطلب مولیٰ پیشوای پیر راہ است وطلب دُنیا بی پیر گمراہ است۔ در میدان مردان شہسوار کہ می برد مُریدان را بمعرفت کردگار ہشیار و مریدان اولاق دیدار پروردگار۔ پیر این چنین باید، چنانچہ پیر من است شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کہ ہر روز ہزار مُرید بحضور پیغامبر علیہ السلام مشرف می گردانید وہفت منصب می دھانید ند در غرق توحید باللہ می سپرند و مُریدان حضرت پیر گوئی از غوث و قطب می برند۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ [1] نمروند۔

ہرگز روئی بدنیای دُون نیاورند۔

بیت

سگ درگاہ میران شو چون خواہی قرب ربانی — کہ بر شیران شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

[1] لطائف معنوی، ص ۱۶۹

جب ہُو کا ذکر ذاکر کے وجود پر غالب آتا ہے، تو اُسے قید کر لیتا ہے۔ بجز ہُو کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

مثنوی

اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر ایک گھڑی مطلقاً گناہ ہے۔ اپنے آپ میں مشغول رہنا یہی کُفر کی راہ ہے۔

تجھ کو تیرے موجود ہونے کا تصور ہر وقت کُفر کی اندھیریوں اور بُت پرستی کی سرائے کی طرف کھینچتا ہے۔

خُودی کُفر ہے۔ بہت جلد اپنی ہستی کی نفی کر، کیونکہ حق تعالیٰ کے سوا درحقیقت کوئی موجود نہیں ہے۔

اور طلب مولیٰ پیشوائے پیر راہ ہے۔ اور طلب دُنیا بغیر پیر کے اسراسر گمراہی ہے۔ جو پیر مریدین کو مردان شہسوار کے میدان میں معرفت خداوندی کی طرف لے جاتا ہے، وُہ ہوشیار ہے۔ اور اس پیر کے مُرید رب تعالیٰ کے دیدار کے لائق ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہیے، جیسا کہ میرا پیر شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں، جو ہر روز ہزار مُرید بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشرف کرواتے ہیں۔ اور سات منصب دلاتے ہیں۔ اور توحید الٰہی میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مُرید غوث و قطب سے سبقت لے جاتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے دوست مرتے نہیں ہیں۔ (بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں)۔

اور ہرگز دُنیا کی طرف مُنہ نہیں کرتے یعنی دُنیا سے بیزار رہتے ہیں۔

بیت

اگر تو اللہ تعالیٰ کا مقرب بننا چاہتا ہے۔ تو غوث اعظم کی درگاہ کا کُتا بن جا کیونکہ غوث اعظم کی درگاہ کا کتا شیروں پر فوقیت رکھتا ہے۔

ہر کہ دولت و نعمت و سعادت مراتب غوثی قطبی درویشی و فقیری اولیائی ولایت و ہدایت یافت از حضرت ایشان یافت کہ مفتاح کونین بدست ایشان است. ہر کہ منکر از ایشان، در ہر دو جہان مردود الحق و پریشان مثل ابلیس خبیث پریشان. ہر کہ بندۂ الٰہ چنانچہ مؤمن مسلم اُمت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم است و ہر کہ اُمت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم بود، مثل غوث و قطب اولیاء اللہ ہمہ کس مُرید حضرت پیر است. ہیچ کس از مُریدی ایشان بیرون نیست و ہر کہ از ایشان بیرون شود ہرگز بمعرفت مولیٰ راہ نہ برد و سلب شود کہ خطاب ایشان را غوث الثقلین و غوث الجنّ والانس و ملائک شدہ. عاقلان را بس است اشارت بابشارت از برای آنکہ قدم مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر گردن ایشان نہادہ بود و قدم ایشان بر گردن ہر ارواح فقیر فنا فی اللہ سیف اللہ شاہ محی الدین بقا باللہ غوث الجنّ والانس والملائکۃ الارض۔

اَلَّذِیْ وَصَلَ فِیْہِ قَالَ لَہٗ اِبْنُہٗ اَوْصِیْنِیْ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا تَخَفْ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَبْرَحَ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَکُلُّ الْحَوَائِجِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَّ وَعَلٰی نِعْمَتُہٗ وَلَا تَحْمِدْ اِلَّا عَلَیْہِ وَاَطْلُبْھَا جَمِیْعًا مِنْہُ وَلَا تَثِقْ بِاَحَدٍ غَیْرِ اللّٰہِ اَلتَّوْحِیْدُ اَلتَّوْحِیْدُ اَلتَّوْحِیْدُ اِجْمَاعُ الْکُلِّ قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ بُعْدٌ کَبُعْدِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَلَا تَقِیْسُوْنِیْ بِاَحَدٍ وَلَا تَقِیْسُوْا اَحَدًا عَلَیَّ، فتوح الغیب وہکذا فی المفتاح الفتوح وبہجۃ الاسرار قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی، قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ تَعَالٰی ط

چنانچہ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم ختم الانبیاء است ہمچنان حضرت پیر صاحب دستگیر زندہ جان روشن دین عارف باللہ حق الیقین شاہ محی الدین ختم الاولیاء است و ختم الفقراء

جس کسی نے دولت، نعمت، سعادت اور مراتب غوثیت قطبیت، درویشی، فقیری، اولیائی ولایت و ہدایت پائی ہے، یہیں سے پائی ہے، کیونکہ دونوں جہان کی کنجی اُن کے ہاتھ میں ہے. جو کوئی اُن سے منکر ہوا. مردود الحق اور شیطان خبیث کی طرح پریشان ہوا. اور جو اللہ تعالیٰ کا بندہ چنانچہ مؤمن و مسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت ہے. مثلاً غوث و قطب اور اولیاء اللہ تمام لوگ حضرت پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مُرید ہیں. کوئی آدمی اُن کی مُریدی سے باہر نہیں ہے. اور جو کوئی اُن کی مُریدی سے باہر ہو جاتا ہے، وہ ہرگز معرفت مولیٰ کی راہ کو نہیں پاتا. اور وہ سلب ہو جاتا ہے. کیونکہ اُن کا خطاب غوث الثقلین، غوث الجنّ والانس والملائکہ ہے. اہل عقل کے لیے اس قدر ہی اشارہ بابشارت کافی ہے. اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک آپ کی گردن پر رکھا ہے. اور تمام ارواح فقراء فنا فی اللہ کی گردنوں پر حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سیف اللہ بقا باللہ، غوث الجنّ والانس والملائکۃ الارض کا قدم مبارک ہے۔

ایک دفعہ حضرت غوث الثقلینؒ کے فرزند ارجمند نے بارگاہ غوثیت مآب میں عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصایا فرمائیے، تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقویٰ کو لازم پکڑو. ماسوی اللہ ہرگز کسی سے مت ڈر اور اللہ ہی کو اللہ جان. اور اپنی تمام حاجات رب تعالیٰ کے سپرد کر. کوئی نعمت اس سے جُدا نہیں ہے. پس سب کچھ اسی سے طلب کر اور بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کسی پر وثوق مت کر. اور حیا کو لازم پکڑ۔

حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا:۔

میرے اور تمام مخلوق کے مابین اتنا بُعد ہے، جیسا کہ ارض و سماوات کے مابین. پس مجھ کو کسی پر مت قیاس کر اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کر. فتوح الغیب، اسی طرح مفتاح الفتوح اور بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا:۔

"میرا یہ قدم تمام اولیائے رحمٰن کی گردنوں پر ہے"

جس طرح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ختم الانبیاء ہیں، اسی طرح حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی حضرت پیر دستگیر زندہ جان، روشن دین. عارف باللہ، حق الیقین شاہ محی الدین ختم الاولیاء ہیں. آپ ہی ختم

است وختم المعرفت وختم الولایت وختم الهدایت وختم العنایت۔ فالض برکات بقاء باللہ غرق ذات وزیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوام حضور کلید ہر دو جہان تصرف ظاہر و باطن مراتب ایشان است۔ ہر کہ بمراتب ایشان درممات وحیات دعویٰ کند، دعویٰ او کذب و دروغ است کہ شاہ محی الدین قدس سرہٗ پیر من فی الدنیا والدارین زندہ جان، جان من نزدیک از جان است۔ ہر کہ نزدیک تر از جان پیر را دوست تر نداند، آنرا مرید نتوان گفت۔ پریشان است۔

قدم حضرت پیر بر شریعت کہ شریعت یک حرف است کہ ازان حرف حضرت پیر را تمام شرف است۔ آن حرف "ب" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ و دانیکہ "ب" بنای اسلام است و در بنای اسلام مسلمانی تمام است۔ کلید حضرت پیر تا ابد الاباد کم نگردد و مریدان عارف باللہ صاحب کلید۔ دوام غرق در طریقۂ قادری ہیچ تقلید نیست۔ مَعَ اللہ عارف باللہ۔ ہیچ کس خانوادہ و طریقہ ابتدا قادری ہرگز نمی رسد و اگر کسی گوید رسد، ہر آنکس دروغی باشد، لاف زند، کذاب، باطن خراب۔

شرح

طالبان مریدان حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب الاقطاب ہر دم با خدای تعالیٰ جواب باصواب کہ طالبان و مریدان خود را بہ گناہ صغیرہ و کبیرہ سلب کردن نمی دھد۔ مراتب قرب وصال و طالبان ایشان را از دال بر حال ماند از برای آنکہ مریدان ظاہر ایشان اگرچہ ہزار گناہ صغیرہ و کبیرہ کنند ایشان طالبان و مریدان خود را از خلق پوشیدہ و باطن از خدا و رسول خدا بخشانیدہ باشد۔ پیر این چنین باید کہ عاقبت طالبان و مریدان خود را از گناہ بیرون کشد و بہ مجلس حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسانیدہ دیگر ہمہ پیران نزدیک مراتب ایشان

الفقراء، ختم المعرفت، ختم الولایت، ختم الہدایت اور ختم العنایت ہیں۔ بقا باللہ کے برکات کے پہنچانے والے غرق ذات، وزیر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دوام حضور کو دونوں عالم کی ظاہرہ و باطنہ تصرف کی کلید عطا کی گئی۔ یہ آپ کے مراتب و مقامات ہیں۔ جو کوئی آپ کے مراتب کا زندگی اور موت میں دعویٰ کرے، اس کا دعویٰ نہایت جھوٹا ہے۔ شاہ محی الدین جیلانی قدس سرہٗ میرے دین و دنیا کے پیر ہیں۔ اور زندہ جان ہیں۔ میری جان، جان سے نزدیک ہے۔ جو کوئی پیر کو اپنی جان سے نزدیک تر نہ سمجھے، اس کو مرید نہیں کہا جا سکتا۔ وہ پریشان ہے۔

اور میرے پیر کا قدم شریعت پر ہے۔ اور شریعت ایک حرف ہے کہ اس حرف سے حضرت پیر کو تمام شرف حاصل ہے۔ وہ حرف "ب" ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی "ب" ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ حرف "ب" سے بنائے اسلام ہے۔ اور بنائے اسلام میں مسلمانی مکمل ہے۔ حضرت پیر کی کلید ابد الاباد تک کم نہ ہوگی۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ صاحب کلید ہیں۔ اور ہمیشہ توحید میں غرق ہیں۔ طریقۂ قادری میں کوئی تقلید نہیں ہے۔ مَعَ اللہ عارف باللہ ہیں۔ کوئی خانوادہ اور طریقہ ابتدائے قادری کو ہرگز نہیں پہنچتا۔ اور اگر کوئی کہتا ہے کہ پہنچتا ہے، تو وہ شخص جھوٹا ہے۔ لاف زنی کرتا ہے، کذاب ہے اور اس کا باطن خراب ہے۔

شرح

حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب الاقطاب کے طالبوں اور مریدوں کو ہر دم اللہ تعالیٰ کے ساتھ جواب باصواب ہے۔ کیونکہ آپ اپنے طالبوں اور مریدوں کو چھوٹے بڑے گناہ نہیں ہونے دیتے۔ مراتب قرب وصال کے سبب آپ کے طالب دائمی طور پر اپنے حال پر ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے مرید اگرچہ ظاہری طور پر ہزاروں صغیرہ و کبیرہ گناہ کرتے ہیں، مگر وہ اپنے طالبوں اور مریدوں کے پوشیدہ اور ظاہری گناہوں کو خدا اور رسول خدا سے معاف کروا لیتے ہیں۔ پیر ایسا ہونا چاہیے کہ آخر کار اپنے طالبوں اور مریدوں کو گناہ سے باہر نکال لے اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے۔ دیگر تمام پیر آپ کے مراتب و مقامات کے آگے

مُردہ وایشان زندہ جان شاہ محی الدین سرّ قدرت سُبحان است. علماء و فقراء و امراء مثل مُریدان ایشان اند کہ این سہ طائفہ علماء عامل و فقراء کامل و امراء عادل صاحب انصاف. این ہر سہ انسان اند۔ و دیگر مردم ہمہ حیوان کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا[1] حضرت پیر با مُریدان ہمچنان است. چنانچہ جان با جسد و حضرت پیر با مُریدان ہمچنان است، چنانچہ آفتاب با ذرہ و حضرت پیر با مریدان ہمچنان چنانچہ درخت با برگ و حضرت با مریدان ہمچنان است، چنانچہ مہربانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با صحابہ علیہ الرضوان۔ ہر کہ بدین صفت پیر نباشد، مُریدان اُو خراب و پیر اُو در عذاب۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

پیر مست الست خدا پرست ساغر وحدت نوش باید نہ آبائی واجدائی مُردگان استخوان فروش. پیر من نائب رسول اللہ شاہ محی الدین قدس سرّہ. قَالَ مُحِیُّ الدِّیْنُ لَا یَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ ہ قَالَ مُحِیُّ الدِّیْنُ مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ ط

چون در حشر پیمبران نفسی نفسی گویند و پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی فرماید. حضرت پیر شاہ محی الدین مُریدی مُریدی بفرماید۔

آن وقت کہ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ قدم من بر گردن تست و قدم تو با شاہ محی الدین بر گردن ہر ولی اللہ۔ درین احوال ہمہ ولی اللہ روی پیش حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ولی اللہ آورند۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم چنین فرمودہ است، تو چہ می فرمائی؟ یا علیؓ! حضرت علیؓ التماس بہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ۔ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: یا علیؓ! حضرت شاہ محی الدین از آل من و از اولاد تست. کسی کہ لائق فرزند را قدم بہ گردن نہد و فرزند را بر دوش بر داشتہ عیب نیست. اوّل حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ عزت داد و بعد ازان حضرت پیر قدم بر گردن ہمہ ولی اللہ نہاد و ہر ولی اللہ سعادتمند شد و با ہر یک مرتبہ ولایت و ہدایت یافت. دشمن ایشان از سہ حکمت خالی نباشد۔

[1] سورہ الفرقان، ۲۵ : ۴۴ ۔

مُردہ ہیں۔ آپ زندہ جان سرّ قدرت سُبحان ہیں۔ علماء، فقراء اور اُمراء آپکے مُریدوں کی طرح ہیں، کیونکہ یہ تینوں گروہ علماء عامل، فقراء کامل اور امراء عادل صاحب انصاف ہیں اور یہی تینوں گروہ انسان ہیں۔ باقی سب لوگ حیوان ہیں، بلکہ وہ راہ سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت پیر دستگیرؒ اپنے مُریدوں کے ساتھ ایسے ہیں، جیسے جسم کے ساتھ جان ہے۔ جیسے آفتاب ذرّہ کے ساتھ، جیسے درخت پتّوں کے ساتھ۔ جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا مہربان صحابہ کرامؓ کے ساتھ۔ جو پیر اس صفت کے ساتھ متصف نہ ہو، اُس کے مُرید خراب اور پیر عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

پیر مست الست، خدا پرست، وحدت کا پیالہ پینے والا چاہیے نہ کہ جدی پشتی استخوان فروش (ہڈیاں بیچنے والا)۔ میرا پیر شاہ محی الدین قدس سرّہٗ ہے، جو نائب رسول اللہ ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ میرا مُرید ایمان پر مرے گا۔ اے میرے مُرید! مت خوف کر۔ اللہ میرا رب ہے۔

جب قیامت کے روز تمام انبیائے کرام نفسی نفسی پکاریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی پکاریں گے۔ اور حضرت پیر شاہ محی الدین غوث الاعظم مُریدی مُریدی پکاریں گے۔ اور جس وقت حضور سیّد عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرا قدم تیری گردن پر ہے۔ اور اے شاہ محی الدین! تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ تو ان احوال میں تمام اولیائے کرام حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ولی اللہ کی خدمت میں ملتجی ہوتے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ یا علیؓ! حضرت علیؓ بارگاہِ رسالت مآب میں ملتجی ہوئے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؓ! حضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ میری آل اور تمہاری اولاد سے ہے۔ جو لائق فرزند کے قدم کو اٹھا کر اور کاندھوں پر بٹھا کر گردن پر رکھ لے، تو عیب نہیں ہے۔ (پس) سب سے پہلے حضرت علیؓ نے عزت دی۔ اور اس کے بعد حضرت پیر پیران دستگیرؒ نے تمام اولیائے رحمٰن کی گردنوں پر اپنا قدم مبارک رکھا اور ہر ولی اللہ سعادت مند ہوا اور ہر ایک نے ولایت و ہدایت کا مرتبہ پایا۔ آپ کے دشمن تین حکمتوں سے خالی نہیں ہیں:-

یا رافضی یا خارجی - و یا غیر شرع - و یا رانده از درگاه مُطلق گمراه -

و ہر کرا بنوازد، بیک نظر اولیا، اللہ سازد و ہر کرا اندازد، ہیچ کس نتواند کہ بنوازد و عارفان و عاشقان و واصلان غرق مع اللہ ظاہر و باطن باخبر آنہا را آواز سرود آواز ہمچو آواز خرمی نماید، چنانچہ سرود بہ شیطان کشندہ است و لذت دہد حسن پرست حرامی زناکنندہ نہ باخدا رسانندہ -

بیت

عارفان بی نغمہ مطرب مست حال　　مستی ایشان خاص از وحدت وصال

⁂

از دوازدہ سال ریاضت و سرود سماع کہ روشن شود زیر زبر - ازان بہتر است از سروری قادری یک نظر کہ نظر اُولا زوال فی الدُّنیا والآخرۃ، رہبر کمال بزیر پر تو آفتاب و مُرید ذرہ مثال بمدّ نظر از تابش آفتاب روشنی و فیض می برد و نظر آفتاب نہ از ذرہ جُدا و نہ ذرہ از آفتاب جُدا -

⁂

مثنوی

بی قراری ذرہ دانی از کجا　　بی قرار از شوق گردد در ہوا
ہمچو فانوس است خیال سوز او　　درمیان بی پردہ بیند رُو برُو

۱ - آپ کا دشمن یا رافضی ہوگا یا خارجی -
۲ - آپ کا دشمن غیر شرع ہوگا -
۳ - آپکا دشمن راندۂ درگاہ ہوگا - اور مطلق گمراہ ہوگا -

اور جس کو آپ نوازتے ہیں - ایک نظر میں اولیا اللہ بنا دیتے ہیں - اور جس کسی کو پھینکتے ہیں، یعنی نظر انداز کرتے ہیں، کوئی دوسرا شخص اس کو نواز نہیں سکتا - اور عارفوں، عاشقوں اور واصلوں کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستغرق ہیں اور ظاہر و باطن باخبر ہیں، اُن کو گانے بجانے کی آواز گدھے کی طرح معلوم ہوتی ہے - چنانچہ گانے بجانے کی آواز کا تعلق شیطانیت سے ہے - اور شیطان حسن پرست، حرامی زنا کرنے والے کو لذت دیتا ہے - اور خُدا تک پہنچانے والے کو لذت نہیں دیتا -

بیت

عارف گویئے کے گانے کے بغیر مستی کی حالت میں رہتے ہیں - اُن کی مستی وحدت کے وصال سے مخصوص ہے -

جاننا چاہیے کہ بارہ سال کی ریاضت و سرود و سماع سے (اگر) زیر و زبر روشن ہو جاتے ہیں - تو اس سے سروری قادری کی ایک نظر بہتر ہے - کیونکہ اس کی نظر دُنیا اور آخرت میں لازوال ہے - آفتاب کے سایہ کے نیچے راہبر کمال ہے - اور مُرید آفتاب کی روشنی کے مدّ نظر اس کی مثال ذرہ کی سی ہے، جو فیض پہنچاتا ہے - اور آفتاب کی نظر نہ ذرہ سے جُدا ہوتی ہے اور نہ ذرہ آفتاب سے جُدا ہوتا ہے -

مثنوی

بے قرار ذرہ کو تُو جانتا ہے کہ وُہ کہاں سے کہاں پہنچتا ہے - اُسکے شوق میں بے قرار ہو کر ہوا میں گردش کرتا ہے -

اسکے خیال کی گرمی فانوس کی گرمی کی مانند ہے - وُہ بے پردگی کے درمیان اس کو اپنے سامنے دیکھتا ہے -

مقام قاب قوسین جان من است واز ہر طریقہ بوی دُنیا می آید بدون طریقہ۔ قادری تارک فارغ درویش است۔ انشاء اللہ الصمد۔ خواب ایشان مجاہدہ ومستی ایشان ہشیاری ودل ایشان در بیداری است۔ ریاضت عاشقان خوردن خون جگر باطنی براحوال ایشان منگر۔

رباعی

توحید چو آفتاب تابان شدن است — از شیر طبیعان چہ ہراسان شدہ است
گر خلق اینست حاجت عزلت نیست — از کور چہ احتیاج پنہان شدن است

حضرت سلطان الادھمؒ میفرماید کہ بزرگی بجانب بزرگی نوشت عجب دارم از آن کس کہ شب و روز در خواب باشد و قافلہ روان است و میداند کہ بمنزل و بمقام برسم۔ بزرگی در جواب نوشت کہ ای برادر! درین راہ مردان خدا مرد اند می روند کہ شب و روز در خواب باشند۔ چون قافلہ بہ نزدیک منزل و مقام برسد وایشان را پیشتر بہ بیند کہ راہ ہزار سالہ مردان حق نیم گام ہم نباشد کہ این ہمچون طائفہ ایست صاحب قرب وحدت منتہی کہ ایشان را خواب و بیداری یکی، مستی و ہوشیاری یکی، اکل و شرب و جوع یکی۔ مراتب ایشان چنان است کہ دوام سیر مشاہدۂ آن جہان است، اگرچہ جسد ایشان بدنیا و دل ایشان با آخرت۔

المطلب آنکہ مصنفؒ میگوید ہر کہ از دنیا و آخرت برخاستہ باشد، غرق بمولیٰ در مقام علیین اولیٰ از باطن سیر ربانی و مشاہدۂ سر اسرار ربانی باز نماند کہ چشم او از دل واز است کہ اصل وصل او بر راز است۔ این را صاحب منتہی کامل غالب بر نفس گویند یعنی نفس غلام او۔ این مراتب را بوقت حق الیقین گویند وظاہر او اگرچہ در بد حال است و باطن صحیح بہر حال احوال از معرفت الٰہی متفرق نگردد، اگرچہ صغریٰ و

مقام قاب قوسین میری جان ہے۔ طریقۂ قادری کے بغیر ہر طریقہ سے بوئے دُنیا آتی ہے۔ قادری سروری انشاء اللہ الصمد تارک فارغ درویش ہے۔ اُن کا خواب مجاہدہ اور ان کی مستی ہوشیاری اور اُن کا دل بیداری میں ہے۔ عاشقوں کی ریاضت خون جگر کھانا اور باطن میں اُن کا حال دریافت نہ کر۔

رباعی

توحید تو سورج ہے۔ صرف اسکا روشن ہونا ہے۔ شیر کی خصلت رکھنے والوں سے کیا خائف ہونا ہے؟
اگر مخلوق یہی ہے تو پھر تنہائی کی ضرورت نہیں ہے۔ اندھے سے پوشیدہ ہونے کی بھلا کیا حاجت ہے؟

حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ میں اس شخص سے حیران ہوں۔ کہ دن رات خواب میں رہے اور قافلہ چلا جائے اور وہ یہ جانے کہ منزل و مقام پر پہنچ گیا۔ بزرگ نے جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اے میرے بھائی! اس راہ میں مردان خدا جاتے ہیں کہ دن رات خواب میں رہیں۔ جب قافلہ منزل کے قریب اور مقام پر پہنچے تو وہ پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں کہ ہزار برس کا راستہ مردان حق کیلئے آدھے قدم کے مساوی بھی نہیں ہے۔ یہ وہ گروہ ہے..... جو صاحب قرب وحدت منتہیٰ ہے کہ اُن کا سونا اور جاگنا برابر ہے۔ مستی و ہوشیاری برابر ہے۔ کھانا، پینا اور بھوک برابر ہے۔ اُن کے مراتب ایسے ہیں کہ دائمی طور پر انہیں کے لیے اُس جہان کا سیر و مشاہدہ ہے۔ اگرچہ اُن کا جسم دُنیا میں ہے اور اُنکا دل عقبیٰ میں ہے۔

خلاصہ یہ کہ مصنفؒ دفیر باہوؒ کہتا ہے کہ جو کوئی دنیا اور عقبیٰ سے اُٹھ گیا اور راہ مولیٰ میں غرق ہوگیا، وہ مقام علیین میں ہے، جو باطن سے ادنیٰ ہے۔ سیر ربانی اور مشاہدۂ سر اسرار ربانی سے باز نہیں رہتا۔ کیونکہ اس کی آنکھ دل سے ہے۔ اس کا اصل وصل راز پر ہے۔ اسکو صاحب منتہی کامل غالب بر نفس کہتے ہیں یعنی نفس اُسکا غلام ہے۔ ان مراتب کو وقت پر حق الیقین کہتے ہیں۔ اور اسکا ظاہر اگرچہ بُری حالت میں ہے۔ بہر حال معرفت خداوندی کے احوال سے اس کا صحیح باطن متفرق نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس سے

کبریٰ گناہ واقع شد۔ در وجود گناہ تاثیر نگیرد۔ ہر دم تائب است کہ چنین حال شدت و رضا و منع و عطا و جفا و فنا و قدر قضا نزد او برابر است۔ اکل او ہمچون جوع۔ گوئیکہ دوام ریاضت و خواب بیداری، بنور مشاہدہ وصال اللہ۔ گوئیکہ دوام بیدار و حظوظ لذت وی فنای نفس و حقوق حقیقت معرفت الٰہی اُورا دوام در مراتب ترقی وحدانیت ظاہر باخلق و باطن باخالق قائمیں۔ با این معنی کندیدن بیخ نفس از ہوا و دُنیا رد کردن و پیوستن باخدای تعالیٰ این چنین دائم سیر است۔

المطلب آنکہ کہ نزدیک کامل مُرشد طالب مبتدی و منتہی برابر کہ معرفت و شریعت یکی است۔ ہر کہ دریای معرفت نوشد، عارف باللہ لباس شریعت بپوشد، چنانچہ بمقام علم الیقین یعنی آفتاب کہ در شب تاریک در آید و در ظلمات گُم شد امیدوار گشت کہ صبح صادق می دمد۔ چُون آفتاب نماید، تاریکی ظُلمات شب از بر آمدن آفتاب ناچیز شود و روشن گردد و بمقام عین الیقین رسید، امیدوار حق الیقین شُد کہ از وجود باطل برخاست۔ علم الیقین و عین الیقین بہ حق الیقین رسد۔ از یقین یقین حق شُد و حق شناخت و حق یافت۔ این را مطلق ختم الفقرا گویند۔ کہ از مقام رضا و قضا برآید۔ فنا فی اللہ بقا باللہ طالب مُرشد کامل را ریاضت در کار نیست، از برای آنکہ دل بمثل دریا، وجود کشتی و طالب مشاہدہ بین ہر دو سرائی۔ این چنین طالب مُرید باید در راہ خُدا و مُردہ دل را ریاضت لوازمہ۔ این ہمہ مراتب از دولت و برکت شریعت شریف است لوازمہ ضرور است و زندہ دل صاحب راز را ریاضت ہیچ در کار نیست کہ دوام حضور است۔

مثنوی

پاک روشن را مکُن از فاقہ عیب — گنج الٰہی کُن نگہہ اُو را بہ جیب

صغیرہ و کبیرہ گناہ واقع ہوئے۔ گناہ اسکے وجود میں اثر نہیں کرتے۔ اس لیے کہ وُہ ہر دم توبہ کرنے والا ہے۔ ایسے شدت و رضا، منع، عطا، جفا، فنا اور قضا و قدر کے احوال اس کے نزدیک برابر ہیں۔ اُسکا کھانا بھُوک کی مانند ہے۔ گویا کہ وُہ ہمیشہ ریاضت میں ہے۔ اُس کی نیند بیداری، مشاہدۂ نُور سے اللہ تعالیٰ کے نُور کے ساتھ وصال الٰہی۔ گویا کہ وُہ ہمیشہ بیدار ہے۔ اور اس کی حظوظ لذت فنائے نفس اور حقوق حقیقت معرفت الٰہی اسکو دائمی طور پر وحدانیت کے مراتب کی ترقی میں ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن خالق کے ساتھ رکھتی ہے۔ ان معنی کے ساتھ ہوا و ہوس سے نفس کی جڑ کا اکھاڑنا اور ترک دُنیا اور دائمی طور پر خُدا کے ساتھ ملنا ایسا دائم سیر ہے (جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا)

خلاصہ یہ کہ کامل مُرشد کے نزدیک مبتدی و منتہی مساوی ہے۔ کیونکہ معرفت و شریعت ایک ہی چیز ہے۔ جو کوئی دریائے معرفت نوش کرے۔ عارف باللہ شریعت کا لباس پہنے، چنانچہ مقام علم الیقین پر یعنی آفتاب جو شب تاریک میں داخل ہوتا ہے، اور ظلمات میں گم ہوگیا۔ امیدوار ہوا کہ صبح صادق ہوگئی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو تاریکی ظلمات شب سورج کے طلوع ہونے پر مٹ جاتی ہے۔ پھر جب مقام عین الیقین پر پہنچا، تو حق الیقین کا اُمیدوار ہُوا، تو اس کے وجود سے باطل اُٹھ جاتا ہے۔ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کو پہنچتا ہے۔ اُسکے یقین سے یقین حق ہُوا۔ حق پہچانا اور حق پایا۔ اس کو مطلق عارف ختم الفقرا کہتے ہیں۔ کہ مقام رضا و قضا برابر ہے۔ فنا فی اللہ بقا باللہ مُرشد کامل کے طالب کو ریاضت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ دل دریا کی مانند ہے اور وجود کشتی اور طالب دونوں عالم کا مشاہدہ کرنیوالا ہے۔ ایسا طالب مُرید راہ خُدا میں چاہیے اور مُردہ دل کیلئے ریاضت ضروری ہے۔ یہ سب مراتب دولت اور برکت شریعت مطہرہ سے لازم و ضروری ہیں اور زندہ دل صاحب راز کیلئے ریاضت کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وُہ دائمی طور پر صاحب حضوری ہے۔

مثنوی

پاک اور روشن دل والے کو فاقہ کشی کی تہمت مت لگا۔ تُو اُسکی جیب میں اللہ تعالیٰ کے خزانے دیکھ لے۔

آری آدمی را احوال باید آن احوالی کہ وصال است۔

فرد

شیخ کجا داند ذوق کباب شیشہ چہ آگاہ ز بوی گلاب

بسوختن ذکر قلب و باذکر غیرہ ہیچ فائدہ ندارد بجز مشاہدۂ شخصی کہ بخود غرق مشاہدہ، چنانچہ شیشہ غرق بہ گلاب معطر ہیچ فائدہ ندارد، تا آنکہ دیگری را بلا کسب و بلا محنت بانظر صاحب مشاہدہ و صاحب یکرنگ با خوشبو معطر نگرداند و عارف کامل و علماء عامل را دو چشم چشمہ ایست کہ یک چشم چشمۂ ازل، دوم چشم چشمۂ ابد۔ درمیان ہر دو چشم دنیا بینی کہ بجز ماسوی اللہ دیگری را نہ بینی۔ در معصیت باز گردد یقینی۔

بدانکہ راز سنت انبیاء صاحب راز بہ مجلس انبیاء رسد و ریاضت سنت اولیاء بہ ریاضت بہ مجلس اولیاء رسد۔

بیت

گوئیا این داوران باور نمی دارند وی کین ہمہ قلب و دغل در کار داور می کند

⁂

جواب مصنفؒ

اہل باطل کی شود با حق شناس گر دلائل صد بیاری با قیاس

⁂

دل باذفاتر مردہ افسانہ پسند حرفیست حیرت بخش اللہ بس سودمند۔

ہاں آدمی کو احوال چاہئیں، ایسے احوال جو وصال کے ساتھ ہوں۔

فرد

شیخ کباب کا ذائقہ و مزہ کب جانتا ہے؟ اور شیشہ کے گلاس کو گلاب کے عرق کی خوشبو کا کیا پتہ ہے؟

ذکر قلبی کے جلنے سے اور ذکر غیر سے کچھ حاصل نہیں۔ بجز مشاہدہ اُس شخص کے کہ خود مشاہدہ میں غرق ہو۔ جیسا کہ شیشہ غرق بہ گلاب معطر کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ جب تک کہ دوسرے کو بغیر کسب اور بغیر محنت کے صاحب مشاہدہ اور صاحب یکرنگ کی نظر کے ساتھ اور خوشبو کے ساتھ معطر نہ کر دے۔ عارف کامل اور علمائے عامل کو دونوں آنکھ ایک ہی آنکھ ہیں۔ ایک آنکھ ازل کی آنکھ اور دوسری آنکھ ابد کی آنکھ۔ دونوں آنکھوں کے درمیان دُنیا کیا دیکھتا ہے۔ وُہ ماسوائے اللہ کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔ (اگر وُہ کسی اور چیز کو دیکھتا ہے تو وُہ یقیناً گناہوں کی طرف (دوبارہ) لوٹ جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ سنت انبیائے کرامؑ کا راز ہے۔ اور صاحب راز انبیائے کرامؑ کی مجلس میں پہنچتا ہے۔ اور ریاضت اولیائے کرامؒ کی سنت ہے اور صاحب راز ریاضت کے ساتھ اولیائے کرامؒ کی مجلس میں پہنچتا ہے۔

بیت

گویا یہ حاکم لوگ یقین نہیں رکھتے کہ وُہ یہ تمام اُلٹ پلٹ باتیں حاکم کے مفاد میں کرتا ہے۔

جواب مصنفؒ

باطل پرست لوگ اللہ تعالیٰ کو کب پہچان سکتے ہیں؟ اگرچہ تُو قیاس کے ساتھ سینکڑوں دلیلیں پیش کرے۔

مُردوں کی فہرست میں لکھے ہوئے لوگوں کا دل افسانہ کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے حیرت کا ایک حرف بخش دے۔ تو وہی سُودمند ہے۔

بدانکہ خواب وصاحب خواب سہ قسم اند۔

اوّل: دل مُردہ، اہل دُنیا اہل ظلم واہل جہل را خواب خیال است یعنی از غلبات سیاہی وگمراہی دل سیاہ از نظر رحمت اللہ محروم است۔

دوم خواب صاحب خواب عالم باعلم تفسیر واحادیث را خواب۔ از علم خواب احوال قال اعمال کمال است۔

سوم: خواب صاحب خواب نیز شرح خواب ہر کہ مجلس باجسد صُورت جوان لباس سفید بہ بیند مراتب ابتدا است۔ ہر کہ مجلس رُوحانی سُرخ لباس وصورت دوموئی بہ بیند، مراتب متوسط است و ہر کہ مجلس صُورت نور ریش سفید ولباس سُرخ شہادت بہ بیند منتہی است۔

ذکر جہر دو قسم است:۔

بعضی ذاکر جہر را جلالیت پیدا شود از خالی دماغ کہ ازان جلالیت از دہان او کلمۂ جہل وکفر وشرک برآید۔ حکمت اینست ہر کہ ذکر جہر باسرود کہ نام اللہ را باسرود گوید، رُسوا کردن خود است وموجب شرک وکفر بود نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا ۔

وبعضی را ذکر جہر جمعیت وجوہر محبت پیدا شود کہ آن جاروب دل وزبان است وذکر خفیہ خلوت رحمانی است وذاکر خفیہ را مکان لامکانی است۔ این نہ ذاکر ند کہ از بہر دُنیا شاکر اند، شعور ندارند۔ ونیز شرح خواب شخصی کہ برای زیارت بزرگ یا تحقیقات مراتب اُو ویا از برای نصیب خود ویا از برای اجازت رخصت ویا از برای کار دینی ودنیوی نماز استخارہ خواند ودر خواب رود ودر خواب شخصی صُورت آراستہ بیند۔ این را بہر کاری حُکم رُخصت کُند ویا از کاری مانع شود۔

چطور معلوم کُند کہ آن شخص شیطان است یا بزرگ ولی اللہ۔ ازین تحقیق باید

(اے طالب صادق!) جان لے کہ خواب اور اہل خواب کی تین اقسام ہیں:۔

پہلی قسم:۔ اور مُردہ دل ہیں۔ اہل دُنیا، اہل ظلم اور اہل جہل اُن کے لیے خواب وخیال ہے یعنی سیاہی (دل) اور گمراہی کے غلبہ کی وجہ سے سیاہ دل رحمت الٰہی کی نظر سے محروم ہے۔

دوسری قسم:۔ خواب صاحب خواب، عالم علم تفسیر واحادیث کا خواب۔ علم سے خواب احوال قال اعمال کمال ہے۔

تیسری قسم:۔ خواب اور صاحب خواب کو بھی شرح خواب کی جو کہ مجلس جسم کے ساتھ صُورت جوان لباس سفید دیکھے۔ یہ ابتدائی مراتب ہیں۔ اور جو مجلس رُوحانی، سُرخ لباس اور دوموئی کی صُورت دیکھے، تو یہ مراتب متوسط ہیں۔ اور جو کوئی مجلس صُورت نور ریش سفید اور سُرخ لباس شہادت دیکھے، تو منتہی ہے۔

ذکر جہر کی دو اقسام ہیں:۔

پہلی قسم:۔ بعض ذاکر کو جلالیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی جلالیت خالی دماغ سے ہے کہ اس جلالیت سے اُس کے مُنہ سے جہالت، کُفر اور شرک کے کلمات نکلتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ذکر جہر سرود کے ساتھ جو نام خداوندی کو راگ الاپ کے ساتھ کہے، خود کو رسوا کرنا ہے اور موجب شرک وکُفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔

دوسری قسم:۔ بعض کو ذکر جہر سے جمعیت اور محبت کا جوہر پیدا ہوتا ہے۔ کہ وُہ دل وزبان کا جھاڑو ہے۔ اور ذکر خفی خلوت رحمانی ہے۔ اور ذاکر خفی کا مکان لامکان ہے۔ یہ ذاکر نہیں ہیں کہ ذکر کے لیے دُنیا سے پریشان ہوں، بلکہ یہ شاکر ہیں۔ شعور نہیں رکھتے۔ اور پھر اس خواب کی تشریح کہ کسی بزرگ کی زیارت کیلئے اور مراتب کی تحقیق یا اپنے نصیب کے لیے اور یا رخصتی کی اجازت کے لیے یا دینی یا دنیوی کاموں کے لیے نماز استخارہ پڑھے اور خواب میں جائے اور خواب میں کسی خوبصورت شخص کو دیکھے کہ اسے کسی کام کے لیے رخصتی کا حکم کرتا ہے اور یا کسی کام سے منع کرے۔

(پس) کس طرح معلوم کرے کہ وُہ شخص شیطان ہے یا بزرگ ولی اللہ ہے۔

کرد۔ اگر در وقت اجازت رخصت کند و یا مانع شود، در آن وقت خواب فاتحہ خیر خواند و یا در آن وقت نام اللہ انشاء اللہ بگوید و یا درود بر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواند و ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بگوید و یا دست استادہ کند بہ دُعا اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءِ الْخَیْرِ ط

باید دانست کہ اشارت بالبشارت از انبیاء و اولیاء است۔ از عین وصال مجلس خاص حقیقی است اگر اشارت بالبشارت بدین صفت نباشد، خواب خیال است و یا اشارت از شیطان پریشان است۔ ذاکر فقیر را خواب نیست، چراکہ غفلت نہ کرد، بلکہ الہام دوام از حق و الہام از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدارد۔ جواب باصواب است۔

خواب فقیری کہ ای برادر! از باطن بی خبر و درویش فقیر زندہ دل روشنضمیر را خواب از ذکر اللہ اسم اللہ خواب وصال لازوال بمشاہدہ غرق جمال نور اللہ عینہ بعین است۔

المطلب آنکہ شرح خواب بموافق خواب تعبیر طلب کن از عالم صاحب تفسیر و یا طلب کن از فقیر درویش صاحب معرفت الٰہی روشنضمیر۔ خواب طالب دنیا و خواب طالب مولیٰ ہر کہ در خواب حیوانات طیر و حوش مثل مار کژدم بیند۔ دل او سیاہ بہ حب دنیا مطلق کدورت است۔ ہر کہ در باغ و بوستان، بام بلند خانہ، مثل حور قصور، میوہ درخت بہ بیند معلوم شد کہ در دل او عقبیٰ است۔ ہر کہ در خواب ذکر اللہ، نماز و کعبۃ اللہ و حرم مدینہ و آفتاب و ماہتاب و دریا و ابر و مجلس انبیاء و اولیاء ذوق و شوق نور اللہ تجلیات بہ بیند، طالب مولیٰ است۔

پس خواب مثل عبادات معاملات و غرق فی اللہ اسم اللہ ذات شد، خواب بموافق صحیح بیان، خواب حیوان و خواب انسان، خواب پریشان و خواب نادان او تعبیر عقل بموافق نقل۔

اس سے تحقیق کرنی چاہیے۔ اگر وہ اجازت کے وقت رخصت کرتا ہے۔ اور یا منع کرتا ہے۔ تو اس خواب کے وقت فاتحہ خیر پڑھے۔ اور یا اس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کہے اور یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھے۔ اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے۔ اور یا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءِ الْخَیْرِ ط

جاننا چاہیے کہ اشارہ بشارت کے ساتھ انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ سے ہے۔ خاص حقیقی مجلس عین وصال سے ہے۔ اگر اشارۂ بشارت اس صفت کے ساتھ نہ ہو، تو یہ خواب و خیال ہے اور یا شیطان کا اشارہ ہے۔ پریشان۔ (یہ) ذاکر فقیر کا خواب نہیں ہے۔ اس لیے کہ غفلت نہیں کی، بلکہ حق سے دائمی الہام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الہام رکھتا ہے۔ (اور) جواب باصواب ہے۔

اے بھائی! ایک فقیر کا خواب جو باطن سے بے خبر ہے اور درویش فقیر زندہ دل روشنضمیر کو خواب ذکر الٰہی اور نام الٰہی سے وصال اور لازوال مشاہدہ کے ساتھ غرق جمال الٰہی کے نور کے ساتھ عین بعین ہے۔

خلاصہ یہ کہ خواب کی تشریح کے موافق صاحب خواب کی تعبیر طلب کر، عالم صاحب تفسیر سے اور یا فقیر درویش صاحب معرفت خداوندی روشنضمیر سے طلب کر۔ طالب دنیا اور طالب مولیٰ کا خواب جو کہ خواب میں حیوانات، طیر و حوش مثلاً سانپ اور بچھو دیکھے، تو اس کا دل محبت دنیا کی وجہ سے سیاہ اور مطلق کدورت سے بھرپور ہے۔ اور جو کوئی خواب میں باغ و بوستان اور بام بلند خانہ، مثل حور و قصور، میوہ درخت دیکھے، معلوم ہوا کہ اس کے دل میں طلب عقبیٰ ہے اور جو کوئی خواب میں ذکر الٰہی، نماز اور خانہ کعبہ اور حرم مدینہ، آفتاب و ماہتاب، دریا، بادل اور مجلس انبیاء و اولیاء اللہ اور ذوق و شوق کے ساتھ نور الٰہی کی تجلیات دیکھے، تو وہ طالب مولیٰ ہے۔

پس خواب کی طرح عبادات، معاملات اور غرق فی اللہ اسم اللہ ذات ہوا خواب صحیح بیان کے مطابق، خواب حیوان اور خواب انسان اور خواب پریشان اور خواب نادان اس کی تعبیر عقل کے ساتھ نقل ہی کے موافق ہوتی ہے۔

٭

مثنوی

اسم اللہ ہمچو در دل آفتاب — ظلمت از انوار او گردد خراب
نام اللہ گشت آسان بر زبان — کُنہ اللہ مُشکل است سرِّ نہان

بر نام اللہ آدمی را چندان صدق و یقین و اعتقاد و اعمال باشد کہ مَعَ اللہ ھُوَ اللہ گفتہ اند کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بر نام اللہ از حد زیادہ اخلاص محبت و حُبّ یقین بود کہ شرح مرقوم نام اللہ را دفاتر کتاب ہا باید. کسیکہ یقین بر نام اللہ جَلّ جلالہٗ و نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ندارد، ہر آنکس منافق است، اگرچہ کلمۂ طیبہ بارسم و رسوم خواند. قدر تصدیق کلمہ ندارد، و بر نام اللہ کہ اسم اعظم است و نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صراط مستقیم است۔

بدانکہ فقر و معرفت الٰہی بہ پانزدہ چیز تعلق دارد کہ پنج ابتدا است چنانچہ :۔

طلب با طاعت ،
ذکر با فکر ،
حیرت با فکر ،
حیرت با مطالعہ ،
مطالعہ با مرگ ،

پنج متوسط

محبت با مردانگی ،
استقامت مکاشفہ ،

مثنوی

اللہ تعالیٰ کا نام دل میں سورج کی مثل ہے۔ دل کی سیاہی اُس کے نور سے خراب و ختم ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے لینا آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو جاننا بہت مشکل ہے۔ وُہ ایک پوشیدہ راز ہے۔

آدمی کو اللہ تعالیٰ کے نام پر اس قدر صدق، یقین اور اعتقاد اور عمل ہو کہ (اس پر) لوگوں نے مَعَ اللہ ھُوَ اللہ کہا ہے۔ (اسی طرح) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام پر حد سے زیادہ اخلاص محبت اور حُبّ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تشریح کے دفتر کے دفتر کتب میں پا سکتے ہیں، جو کوئی اللہ تعالیٰ جَلّ جلالہٗ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یقین نہیں رکھتا، وُہ منافق ہے۔ اگرچہ وُہ کلمۂ طیبہ رسمی طور پر پڑھے مگر وُہ اللہ تعالیٰ کی قدر اور کلمۂ طیبہ کی تصدیق سے واقف نہیں ہے۔ اور اللہ کے نام میں اسم اعظم ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں صراط مستقیم ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقر اور معرفت خداوندی پندرہ چیزوں سے تعلق رکھتی ہے مگر پانچ باتیں شروع کی ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی شے :۔ طاعت کے ساتھ طلب۔
دوسری شے :۔ ذکر فکر کے ساتھ۔
تیسری شے :۔ فکر حیرت کے ساتھ۔
چوتھی شے :۔ حیرت مطالعہ کے ساتھ۔
پانچویں شے :۔ مطالعہ مرگ کے ساتھ۔

پانچ متوسط

یاد رہے کہ متوسط کی پانچ اقسام ہیں :۔

پہلا متوسط :۔ محبت مردانگی کے ساتھ۔
دوسرا متوسط :۔ استقامت مکاشفہ کے ساتھ۔

بہ نفس محاسبہ،

ومحاسبہ باکشف القبور

پنج منتہی

معرفت بالیقین،

ویقین بافنا فی اللہ،

وفنا فی اللہ بابقا باللہ،

وبقا باللہ بالتفکر،

وتفکر بامشاہدات،

تفکر سیر

وتفکر را چہار سیر است۔ مشاہدہ علیحدہ علیحدہ۔

اوّل سیر نفس است۔ ہر کہ نفس را شناخت گذاشت۔

دوم: در سیر قلب در آمد۔ ہر کہ قلب را شناخت گذاشت۔

سوم: در سیر روح آمد۔ بہ مجلس رُوحانیت اہل قبور شُد۔ روح را شناخت۔

چہارم: در مقام سِر آمد۔ مشاہدۂ اسرار الٰہی دریافت۔ بدین مقام انسان کامل شُد۔ لائق طلب ارشاد باشد۔

ہر کہ این چہار ولایت را چنانچہ ولایت نفس، ولایت قلب، ولایت رُوح، ولایت سِر، ولایت سیر طیر وسیر طی نکند، لائق تلقین طلب نشود و در تفکر پختگی وجود آوند است نہ نزدیک عارف باللہ صاحب باطن حق پسند۔

تیسرا متوسط:۔ محاسبہ نفس کے ساتھ۔

چوتھا متوسط: محاسبہ کشف القبور کے ساتھ۔

پانچواں متوسط:۔ (اور محاسبہ کشف نفوس کے ساتھ)۔

پانچ منتہی

یاد رہے کہ منتہی کی اقسام پانچ ہیں:۔

پہلی منتہی: معرفت یقین کے ساتھ۔

دوسری منتہی:۔ یقین فنا فی اللہ کے ساتھ۔

تیسری منتہی:۔ فنا فی اللہ بقا باللہ کے ساتھ۔

چوتھی منتہی:۔ بقا باللہ تفکر کے ساتھ۔

پانچویں منتہی:۔ (تفکر مشاہدات کے ساتھ)

تفکر سیر

یاد رہے کہ تفکر کی چار سیر ہیں اور اُنکا مشاہدہ جُدا جُدا ہے۔

اوّل سیر: سیر نفس ہے۔ جس کسی نے نفس کو پہچانا۔ پس اس نے (نفس کو) چھوڑ دیا۔

دوم سیر: سیر قلب۔ سیر میں قلب داخل ہُوا۔ جس کسی نے قلب کو پہچانا، اس نے (قلب کو) چھوڑ دیا۔

سوم سیر:۔ سیر رُوح: سیر میں رُوح آئی اور وُہ مجلس روحانیت میں اہل قبور ہُوا۔ رُوح کو پہچانا۔

چہارم سیر:۔ مقام سِر میں داخل ہُوا۔ اور اُس نے مقام مشاہدہ میں اسرار الٰہی دریافت کیا۔ اس مقام میں انسان کامل ہُوا اور طلب وارشاد کے قابل ہوتا ہے۔

جو شخص ان چار ولایت کو کہ ولایت نفس، ولایت قلب، ولایت رُوح اور ولایت سِر ہے، طیر وسیر سے طے نہ کرے، طالب لائق تلقین وارشاد نہیں ہوتا۔ اور تفکر میں پختگی کے ساتھ وجود ایک برتن ہے، لیکن عارف باللہ صاحب باطن حق پسند کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔

عجب دارم ازان قوم کہ بالفکر پارۂ گوشت قلب را بہ تفکر دم بستہ بجنباند و بگرداند، احمق و نادان اند و خام حیوان اند۔ این نہ راہ است بلکہ این راہ رسم رسوم راز زندگی نفس گواہ است۔ ہنوز بہ بادیۂ ضلالت مراتب دُنیا عز و جاہ تمام گناہ است۔ اَلْعَاقِلُ یَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ پس جائیکہ عیان است، چہ حاجت بیان است۔

مثنوی

راہ می باید ہمرا راہ رسولؐ — سر دمی عارف شود با حق قبول
احتیاجی نیست دم بستن ہوا — یک دمی معراج حاضر مصطفیٰؐ
صد ہزاران شکر با ہوؐ یار شد — ابتدا و انتہایش راز شد

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکہ نفس را ولایت دُنیا است و رُوح را ولایت ازل است و قلب را ولایت عقبیٰ است و جنت بہشت و سِر را ولایت توحید مولیٰ است مُطلق نُور۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1]

کہ ذکر فکر نُور است و ذکر صاحب حضور۔ ذکر فکر دوام بمشاہدۂ الٰہی حضور۔ ذاکری کہ حضور نباشد، آنرا ذاکر نتوان گفت، بلکہ از خُدا دُور است۔ با ذکر رسم رسوم مزدور است۔ فقر لایحتاج منتہی، چنانچہ عارف منتہی و صاحب ذکر فکر منتہی۔ صاحب مذکور حضور منتہی۔ صاحب دعوت منتہی۔ صاحب دعوت کامل مکمل۔ در دعوت تمام آنست کہ مُوکلان فرشتہ و جنونیت کُل و جُز شب و روز گرد صاحب دعوت۔ بعضی طعام گوناگون برکف نہادہ استادہ و بعضی آب و بعضی نقد سیم و زر و بعضی زیور و بعضی نوشتہ

[1] سورۃ البقرہ ۲ : ۲۵۷

مَیں اُس قوم پر متعجب ہوں جو تفکر کے ساتھ قلب کے پارۂ گوشت کو دم باندھ کر حرکت دیتے ہیں اور پھیرتے ہیں۔ وُہ احمق اور نادان ہیں۔ اور کچے حیوان ہیں۔ یہ راہ نہیں ہے، بلکہ رسم و رسوم کی اس راہ کو نفس کی زندگی گواہ ہے۔ اور ابھی ضلالت کے صحرا میں دُنیا کی عزت و جاہ کے مراتب سب گناہ ہیں۔ "عقلمند کے لیے ایک اشارہ ہی کافی ہے"۔ پس جو چیز کہ عیاں ہے، اسکو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

مثنوی

مجھ کو راہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چاہیے (یعنی انکی پیروی چاہیے)، عارف ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔
سانس اور ہوا کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے ایک لمحہ میں معراج ہوتی ہے۔
لاکھوں بار شکر ہے کہ ہوؐ دوست ہوگیا۔ اس کی ابتدا اور انتہا راز ہوگئی۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

(اے طالب صادق!) جان لے کہ نفس کو دُنیا کی ولایت ہے۔ اور رُوح کو ازل کی ولایت ہے۔ اور قلب کو عقبیٰ کی ولایت ہے۔ اور جنت بہشت اور سِر کو مطلق نُور توحید مولیٰ کی ولایت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اللہ تعالیٰ مؤمنین کا دوست ہے۔ وُہ انہیں اندھیروں سے نکال کر نُور کی طرف لے جاتا ہے"۔

ذکر فکر نُور ہے۔ اور ذاکر صاحب حضور ہے۔ ذکر فکر کو ہمیشہ مشاہدۂ الٰہی کے ساتھ حضوری حاصل ہے۔ جو ذاکر صاحب حضوری نہیں، اس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے، بلکہ وُہ خُدا سے دُور ہے۔ اور رسمی رواجی ذکر کا مزدور ہے۔ فقیر لایحتاج منتہی ہے جیسا کہ عارف منتہی اور صاحب ذکر فکر منتہی۔ صاحب مذکور حضور منتہی۔ صاحب دعوت کامل مکمل۔ دعوت میں مکمل وُہ ہے، جو مُوکل فرشتہ و جن کُل و جُز دن رات صاحب دعوت کے گرد رہتے ہوں۔ بعض مختلف انواع کے کھانے ہاتھ پر رکھے کھڑے ہوں۔

نقش بجہت مسخرات خلق و بعضی باسلاح کمربستہ بجہت کارزار در حکم اُو ہمہ منتظر در قید وی باشند و آن نتانند کہ نظر آن را باید بر اللہ و این ہمہ راہزن و گمراہ و قدم فقیر بیشتر جدا از خویش ترا اینست صاحب دم و قدم لایحتاج، منتہی بی غم با جمعیت۔

از مُرشد مبتدی مقام مبتدی حاصل میشود کہ خام است از مُرشد متوسط مقام متوسط حاصل شود کہ ناقص ناتمام است۔ از مُرشد منتہی منتہی است کہ معرفت تمام است۔ طالب صاحب دانش آنست کہ از ہر مُرشد ہیچ مقام مبتدی، متوسط، منتہی طلب نکند بجز کُن۔ ہر کہ بکُنہ وحدانیت رسد بر زبان اُو کُن کامل گردد۔

بیت

کُن مرا زان کُن شود زان رُوز کُن　　جاودان در راہ کُن از کُن سُخن

❖

بدانکہ تفکر عبادت از ہر دو جہانی بہتر است۔ چون عارف باللہ در فکر در آید، تماشای ہر دو جہان ہژدہ ہزار عالم را بہ بیند۔ در آن وقت در فکر در آید کہ اللہ تعالیٰ بہتر است از مشاہدۂ ہر دو جہانی را کہ ہر دو جہانی کہتر داند و اللہ را بہتر داند و اللہ تعالیٰ در آن تفکر ثواب عبادت از ہر دو جہان زیادہ بخشد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ [1]

کسی را کہ سِرّ نہان دوام حاضر در ہر زمان است۔ حیرت آن را ازان است در حیرت پیدا شود ترک دُنیا سراسر سعادت است۔

---

[1] زین العلم شرح عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

اور بعض پانی اور بعض نقد سونا چاندی، بعض زیور اور بعض لکھے ہوئے نقش مخلوق کو مسخر کرنے کے لیے اور بعض کمر میں ہتھیار باندھ کر جنگ کے لیے اس کے حُکم کے تمام منتظر اور اس کی قید میں رہتے ہوں۔ اور وُہ کچھ نہیں لیتا۔ اُس کی نگاہ پروردگار پر ہے۔ اور یہ سب راہزن اور گمراہ ہیں۔ فقیر کا پہلا قدم ہی اپنے آپ سے الگ ہوتا ہے۔ یہ ہے صاحب دم و قدم لایحتاج، منتہی بے غم با جمعیت۔

(معلوم ہونا چاہیے کہ) مُبتدی مُرشد سے مُبتدی مقام حاصل ہوتا ہے، جو خام ہے۔ اور مُرشد متوسط سے مقام متوسط حاصل ہوتا ہے، جو ناقص ناتمام ہے۔ منتہی مُرشد سے مقام منتہی حاصل ہوتا ہے، جو معرفت تمام ہے۔ طالب عقلمند وُہ ہے، جو کسی مُرشد سے کوئی مقام مُبتدی، متوسط اور منتہی طلب نہ کرے بجز کُنہ کُن کے۔ جو کوئی وحدانیت کی کُنہ کو پہنچتا ہے، اس کی زبان پر کُن کامل ہوتا ہے۔

بیت

اس روز کُن (ہو جا) سے مجھے کُن کی دولت میسّر آگئی ہے۔ راہ کُن میں ہمیشہ کُن کی باتیں ہی ہوتی ہیں۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تفکر میں آتا ہے، تو دونوں جہان کے اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھتا ہے۔ اس وقت فکر میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان کے مشاہدہ سے بہتر ہے۔ جو دونوں جہان کو کمتر جانتا ہے، وُہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہتر جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس تفکر میں اس کو دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے :-

"ایک گھڑی کی فکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔"

جس کسی کو سِرّ نہاں حاصل ہے، وُہ دائمی طور پر ہر زمانہ میں حاضر ہے۔ اور اسے حیرت اس وجہ سے ہے، کہ حیرت میں ترک دُنیا پیدا ہوتی ہے۔ دُنیا کا ترک کرنا سراسر سعادت ہے۔

❖

ابیات

زہر زر چرا کردی خموشی — زہر زر چرا تو دلق پوشی

زہر زر چرا درویش خوانی — زہر زر چرا عرفان مکانی

زہر زر چرا گریہ کشائی — زہر زر چرا صورت نمائی

زہر زر چرا خلوت نشینی — زہر زر چرا مردم گزینی

زہر زر چرا غوغا خروشی — زہر زر چرا اسم اللہ فروشی

زہر زر چرا تو تسبیح خوانی — زہر زر چرا تو اسم بدانی

زہر زر چرا تو شاہ طلبی — زہر زر چرا تو ذکر قلبی

زہر زر چرا تو انتظاری — زہر زر چرا ہر در بخواری

زہر زر چرا علم و فضیلت — زہر زر چرا دنیا وسیلت

باید دانست کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج بقاب قوسین حق حضور رسید از کدام راہ و آن راہ را کدام گواہ۔ راہ اسم اللہ جل جلالہ، و با اسم اللہ فنا فی اللہ کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را ظاہر باطن صورت نور بود۔ با ابتدا و انتہا بحق حضور و پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را کہ بمعراج برد شتاب تر باسم اللہ غرق تر رفتند با مراقبہ پا چشم پوشیدہ از ہر دو جہان مثل برق دبراق

ابیات

دولت کے لالچ میں (حق بات کہنے سے) تو خاموش کیوں ہوگیا؟ دولت کے لالچ میں تو نے گدڑی کیوں پہن لی ہے؟

دولت کے لالچ میں تو اپنے آپ کو درویش کیوں کہلاتا ہے؟ دولت کی حرص میں تو اپنے آپ کو صاحب عرفان کیوں کہلاتا ہے؟

تو دولت کے واسطے کیوں روتا ہے؟ تو دولت کے لیے اپنی صورت لوگوں کو کیوں دکھاتا ہے؟

دولت حاصل کرنے کے لیے تنہائی و خلوت میں کیوں بیٹھتا ہے؟ دولت کے حصول کیلئے تو نیک بندوں کی خصلت کیوں اختیار کرتا ہے؟

دولت حاصل کرنے کے لیے شور ڈال کر (چیزوں کو) کیوں بیچتا ہے؟ دولت حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کو کیوں بیچتا ہے؟

سونا حاصل کرنے کے لیے تو تسبیح کیوں پڑھتا ہے؟ سونا حاصل کرنے کے لیے تو اس کے نام کا ورد کیوں کرتا ہے؟

دولت حاصل کرنے کے لیے تو بادشاہ کی صحبت کا کیوں طلبگار ہے؟ روپیہ پیسہ کے لیے تو دل کا ذکر کیوں کرتا ہے؟

روپیہ پیسہ کا تو انتظار کیوں کرتا ہے؟ روپیہ پیسہ کیلئے ہر دروازے پر بھیک مانگ کر ذلیل کیوں ہوتا ہے؟

دولت حاصل کرنے کیلئے تو علم و فضل کو کیوں چاہتا ہے؟ روپیہ پیسہ کے لیے دنیا کو تو کیوں وسیلہ بناتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج قاب قوسین کس راستہ سے پہنچے؟ اور اس راستے کا کونسا گواہ ہے۔ راہ اسم اللہ جل جلالہ اور اسم اللہ فنا فی اللہ کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری و باطنی صورت نور تھی۔ ابتدا و انتہا کے ساتھ حضور حق کے ساتھ تھے۔ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جلد معراج کی طرف لے گئے۔ اور اسم اللہ کے ساتھ مستغرق ہو کر دونوں جہان سے پوشیدہ آنکھوں کے

بُود کہ دل را بر داشتند، طرفہ زد رسانیدند۔ چہ بُود کہ یک وجود کرد واجب الوجود لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس ذکر اللہ جل جلالہٗ راہ معراج ہر کہ از ذکر اللہ منکر شود، کافر گردد و طالب دُنیا صاحب استدراج و ذکر موت بر دل عبادت بہ ازین کُدام ریاضت زیادہ تر باشد کہ روئی آورد بخوف صدق و ارادت و ریاضت داغ مولیٰ بر دل کہ اصل اُو محبت دل را چاک چاک و تن پژمردہ خاک خاک۔ ریاضت ظاہری بہ ہیچ کار نیاید آنچہ بر جوعات خلق اشفاق باید نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ؕ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا یَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ ؕ[1]

شب و روز بجان سوز پُر درد۔ ازین کُدام ریاضت بصاحب راز از فقر لا یحتاج و دوام محتاج دُنیا و دست دُعا بر آسمان سوال حق تعالیٰ حقیقت۔ ہر یکی را غیب دان خوب طریق می داند و می بیند۔ بندہ بخواست خود نہ شدہ است کہ بخواستہ بندہ شود۔

قولہٗ تعالیٰ :-

یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ؕ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ؕ[2]

در ریاضت دو چیز است : یکی عاجزی، دوم محتاجی۔

از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بعید کہ اصل راہ فقر بہ جمعیت تعلق دارد و جمعیت چیست؟ و کرا گویند و از جمعیت چہ چیز حاصل شود و جمعیت بہ چہار چیز تعلق دارد :-

---

[1] مشکوٰۃ [2] سورہ ابراہیم، ۱۴ : ۲۷ [3] سورہ مائدہ ۵ : ۱

ساتھ مراقبہ کے ساتھ گئے۔ بجلی کی طرح دل کو اُٹھایا۔ اور پلک جھپکنے کی دیر میں وہاں تک پہنچا دیا۔ کیا تھا کہ ایک وجود کو واجب الوجود کر دیا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس بزرگ و برتر اللہ کا ذکر راہ معراج ہے۔ جو کوئی ذکر خداوندی سے مُنکر ہوتا ہے۔ کافر ہو جاتا ہے۔ طالب دُنیا صاحب استدراج ہے۔ اور ذکر موت دل پر اس سے زیادہ کونسی ریاضت و عبادت ہے کہ خوف کے ساتھ صدق و ارادت اور ریاضت کی طرف متوجہ ہو، اور مولیٰ کی محبت کا داغ دل پر ہو کہ اس کی اصل محبت سے دل چاک چاک اور مُرجھایا ہُوا بدن خاک خاک ہوتا ہے۔ ظاہری ریاضت کچھ کام نہیں دیتی، جو ریاضت رجوعات خلق کے لیے محبت کے جذبات پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

"اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے۔ اور اس دل سے جس میں تیرا ڈر نہ ہو۔ اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اور اس دُعا سے جو قبول نہ ہو۔ اے اللہ! بیشک میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان چاروں چیزوں سے۔"

شب و روز جان مارے اور پُر درد رہے۔ اس سے کونسی ریاضت صاحب راز کے لیے فقر لا یحتاج سے بہتر ہے۔ اور محتاج دُنیا ہمیشہ دست دُعا حق تعالیٰ سے سوال کے لیے آسمان کی طرف بلند کرتا ہے۔ غیب داں (حق تعالیٰ) ہر ایک کو اچھی طرح سے جانتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ بندہ اپنے چاہنے پر نہیں ہُوا ہے، بلکہ بندہ کے چاہنے پر ہُوا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"باری تعالیٰ وہی کرتا ہے، جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے، اُسی کا حکم دیتا ہے۔"

ریاضت میں دو چیزیں ہیں :- ایک عاجزی اور دوسری محتاجی۔

فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید ہے کہ راہ فقر کی اصل جمعیت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور جمعیت کیا ہے؟ اور کس کو کہتے ہیں اور جمعیت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور جمعیت کا تعلق چار چیزوں سے ہے :-

تمامیت بذکر فکر،

باطن صفا.

تمامیت بہ تصوّر،

وتصرف کہ نتیجۂ انبیاء و اولیاء۔

چُون این ہر چہار مراتب و از یازدہ فرقہ باخبر باش کہ آراستہ صاحب طریق و باطن زندیق۔

جیبیہ، اولیائیہ، شمراخیہ، اباحیہ، حالیہ، حلولیہ، متجاہلیہ، متکاملیہ، الہامیہ، حوریہ، واقفیہ۔

در وجود موجود گردد۔

قلب قالب کان سبحانی و سرّ اسرار ربانی خزائن اللہ گویند و ذکر قلب چہار تاثیر دارد۔

کسی را کہ ذکر قلب و قلب بذکر اللہ جریان جان اُو شب و روز بسوزد چنانچہ گوشت پختہ شود مثل کباب بریان و چشم اُو دوام پُر آب گریان و تن اُو تمام عریان یعنی صاحب تصرف پس معلوم شُد کہ رحمت خدای تعالیٰ در دل بگنجد و دل وسیع است۔ از رحمت در رحمت نگنجد کہ رحمت را خدای تعالیٰ از نُور دل پیدا کرد و نہ دل از نُور رحمت۔

حدیث قدسی

لَا یَسَعُنِیْ فِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قَلْبِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ[1]

چون نُور دل و نُور رُوح و نُور سِرّ بنُور ذات اللہ یک وجود ظہور گردد آن دل و رُوح و سِرّ را بر رب جلیس۔ در معرفت اہل حدیث گویند۔ ذاکر دل کہ بدین مقام نرسد ہنوز در قید ابلیس خبیث۔ ذاکر دل لازوال را مراتب وصال است۔ از نظر

[1] عوارف المعارف سہروردی۔ حاشیہ احیاء العلوم، جلد ۲، ص ۲۵۰

پہلی چیز: ذکر و فکر کی تمامیت۔

دوسری چیز: باطن کی صفائی۔

تیسری چیز: تمامیت تصور کے ساتھ۔

چوتھی چیز: تصرف جو انبیاء و اولیاء کا نتیجہ ہے۔

یہ جو چار مراتب ہیں اور گیارہ فرقے ہیں۔ ان سے خبردار رہ کہ ظاہر آراستہ صاحب طریقہ اور باطن زندیق ہے۔ وُہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ جیبیہ ۲۔ اولیائیہ ۳۔ شمراخیہ ۴۔ اباحیہ ۵۔ حالیہ ۶۔ حلولیہ

۷۔ متجاہلیہ ۸۔ متکاملیہ ۹۔ الہامیہ ۱۰۔ حُوریہ ۱۱۔ واقفیہ۔

یہ تمام وجود میں موجود ہوتے ہیں۔

(جاننا چاہیے) کہ قلب قالب کان سبحانی اور سرّ اسرار ربانی خزائن اللہ کو کہتے ہیں۔ اور قلب کا ذکر چار تاثیر رکھتا ہے:۔

جس کا دل ذاکر ہے اور قلب ذکر الٰہی میں مصروف ہے، اس کی جان شب و روز گداز میں ہے۔ چنانچہ اس کے بدن کا گوشت بھنے ہوئے کباب کی طرح پختہ ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہتی ہیں۔ اور اسکا جسم تمام عریاں یعنی صاحب تصرف ہوتا ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ رحمت خداوندی دل میں سماتی ہے۔ کیونکہ دل (رحمت سے) وسیع ہے اور رحمت خداوندی دل میں نہیں سماتی۔ اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحمت کو دل کے نُور سے پیدا کیا، نہ کہ دل کو رحمت کے نُور سے پیدا کیا۔

حدیث قدسی

"زمین و آسمان میں میری سمائی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اپنے مؤمن بندے کے دل میں میری سمائی ہو جاتی ہے۔"

جب دل کا نُور، روح کا نُور اور سِرّ نُور ذات الٰہی کے نُور کے ساتھ یک وجود ہو جاتا ہے، تو وُہ دل، رُوح اور سِرّ رب تعالیٰ کے ہم جلیس ہو جاتے ہیں۔ معرفت خداوندی میں اس کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ اور جو قلبی ذاکر اس مقام تک رسائی حاصل نہ کر سکے، تو وُہ ابھی تک شیطان خبیث کی قید میں ہے۔ ذاکر کا دل لازوال دائمی طور پر

صاحب قلب یکساعت وصال بہ از ریاضت سالہا سال، چنانچہ در باب تفکر و بذکر اوہام وحدت وصال حضرت سُلطان الفقرا دہم می فرماید۔

ابیات

تفکر باوہام وحدت دھد — رساند بہ مولیٰ واز خود رھد

کہ وہم است سلطان تفکر وزیر — تذکر بود لشکرت دلپذیر

تجرد تفکر بکس زاد راہ — بدین توشہ ہمت شود عین شاہ

چُون ہمت رساند بعالم وصال — تنت عین گردد زصحبت کمال

چُو اوہام گردد یقین گیر من — جہان جُملہ آمد بتدبیر من

چُون سُلطان ہمت بیابد کمال — بہر ساعت آید بدل صد جمال

بدین وہم خود را چو آراستی — وصول حقیقت بخود یافتی

❖

ہر کہ درین مقام رسد، قرار و آرام نباشد۔ گاہ بخوف و گاہ بہ رجا، گاہ بشکر و گاہ بہ صحو، گاہ بی خبر، دُور بر ہوای اَنا، مغرور۔ گاہ بحضور، گاہ بہ غیب، گاہ بہ جمال، گاہ بہ جلال، گاہ بہ استغفار، گاہ بافتقار، گاہ بمشاہدہ و حلاوت عشق و محبت تا ابدالآباد منقلب است و شمار آن محال است۔

❖

وصال کے مراتب میں ہے۔ اور صاحب قلب کی نظر میں ایک گھڑی کا وصال کئی سالوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔ چنانچہ تفکر اور ذکر اوہام وحدت وصال کے بارے میں حضرت سُلطان الفقرا دہم فرماتے ہیں :-

ابیات

اوہام میں غور و فکر وحدت تک پہنچا دیتی ہے۔ (غور و فکر) مولیٰ تک پہنچا دیتی ہے اور انسان اپنے آپ سے نجات پالیتا ہے۔

وہم بادشاہ ہے اور فکر اس کا وزیر ہے۔ اور ذکر لشکر ہے، جو دل کو پسند کرتا ہے۔

تجرد و تفکر آدمی کے لیے راستے کا توشہ ہے۔ اس توشہ کے رکھنے والی کی ہمت عین بادشاہ جیسی ہوتی ہے۔

جب تیرا وہم تجھ کو عالم وصال تک پہنچا دے، تو تیرا جسم اس کی صحبت کے کمال سے عین (خاص) ہو جائیگا۔

جب میرا وہم یقین حاصل کرنیوالا ہو جائے، تو تمام جہاں میری تدبیر کے مطابق آجائیگا۔

جب ہمت کا سُلطان کمال کو پالیتا ہے، تو ہر وقت دل سے سو مرتبہ جمال کی آرزو کرتا ہے۔

اس وہم کے ساتھ اگر تُو نے اپنے آپ کو سنوارا ہے، تو حقیقت کے ساتھ وصال تُو خود پالے گا۔

جو کوئی اس مقام پر پہنچ جائے، تو اُسے کسی وقت بھی آرام اور قرار نہیں آتا ہے۔ کبھی خوف، کبھی امید، کبھی سُکر، کبھی صحو، کبھی بے خبر، کبھی اَنا کی خواہشات، مغرور، کبھی حضور، کبھی غیب، کبھی جمال، کبھی جلال، کبھی استغفار، کبھی حاجتمندی، کبھی مشاہدہ، کبھی عشق و محبت کی شیرینی سے ہمیشہ ہمیشہ تک منقلب ہے۔ اور اُسکا شمار بمشکل ہے۔

❖

فرد

با وہام حالش برآورد تو سیر اگر وصل خواہی برون شو ز غیر

ہر کہ درین مقام رسد، تجلّی غیبی کہ نُور ذات احدیت کہ غِنَاءٌ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ صفت اُو است. بقدر استعداد اُو متجلّی کُند و در دل بتابد سِوَاءٌ کَانَ ذَاتِیاً وَ اَسْمَائِیاً. تجلّی ذاتی دیگر است. و تجلّی اسمائی دیگر است اما تجلّی ذاتی نیز بر سہ وجہ است کہ آنرا عطای ذاتی گویند. اہل ذات ہر وقت کہ خواہند دریابند۔

یکی تجلّی از وصال،

دوم تجلّی بمثال،

سوم تجلّی بغرق مشاہدہ بہ جمال۔

وچُون جمال حق تعالیٰ در دل سالک بتابد، دل را سر بسر گیرد. مجال غیر در دل نہ گزارد. بہمہ ولایت خود قابض گردد و دل بمقابلہ گنجائش وسعت یابد و ہیچ دمی و ساعتی از تجلّی و مشاہدہ خالی و بی بہرہ نبود و بظاہر و باطن ہمہ حق مستولی و بہر جائی کہ رُخ آرد۔

فرد

بخیال تو ز ہر سُو کہ نظر کردم پیش چشم در و دیوار مصوّر باشد

چُون این تجلّی در نظر سالک فیض کُند و در خود دائم یابد و از صحبت نُور حق محقق گردد، ہر وقتی کہ بخواہد تجلّی بر و نزول شود و مشاہدات در دل پیدا آید. این را ابوالوقت گویند و دل از نظارۂ تجلّی خاصہ دمی باز نہ ایستد. لذّت بسیار و ذوق بیشمار و قوّت پائیدار در دل اُو پیدا آید. ہر ساعتی حلاوتی دیگر و نُور دیگر۔

فرد

اوہام کے ساتھ اپنی حالت درست کرے، تو سیر ہو جائیگا. اگر تُو وصل (خداوندی) چاہتا ہے، تو غیر سے الگ ہو جا۔

جو اس مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے. تجلّی غیبی جو احدیت کا نُور ذات ہے، جس کی صفت دونوں جہان سے مستغنی ہے، بقدر استعداد تجلّی کرتی ہے. اور دل میں مزید چمکتی ہے. خواہ ذاتی ہو یا اسمائی. تجلّی ذات اور ہے اور اسمائی اور ہے. لیکن ذاتی بھی تین درجہ پر مشتمل ہے کہ اُسے عطائے ذاتی کا نام دیا جاتا ہے. اہل ذات ہر وقت پاتے ہیں، جب چاہتے ہیں. تجلّی کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: تجلّی وصل ہے۔

دوسری قسم: تجلّی بے مثل ہے۔

تیسری قسم: تجلّی غرق مشاہدہ بجمال ہے۔

جب جمال الٰہی سالک کے دل پر چمکتا ہے. تو دل کو سراپا پکڑ لیتا ہے. اور غیر کی مجال دل میں نہیں چھوڑتا. سب ولایت پر خود قابض ہو جاتا ہے. اور دل گنجائش کے مقابلہ میں وسعت پاتا ہے. اور کوئی لمحہ اور گھڑی تجلّی کے مشاہدہ سے بے بہرہ اور خالی نہیں رہتی. اور ظاہر و باطن حق غالب ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں رُخ کرے۔

فرد

تیرے خیال میں جدھر بھی نگاہ کرتا ہوں. اپنی آنکھ کے سامنے در و دیوار پر تجھے ہی متصوّر دیکھتا ہوں۔

جب یہ تجلّی سالک کی نظر میں فیض پہنچاتی ہے. اور اپنے آپ میں اُسے دائمی طور پر پاتا ہے. اور نور حق کی صحبت سے ثابت ہوتی ہے. تو وُہ جس وقت بھی چاہے، اس پر تجلّی کا نزول ہوتا ہے. اور مشاہدات دل میں پیدا ہوتے ہیں. اسے ابوالوقت کا نام دیا جاتا ہے. اور دل خاص تجلّی کے نظارہ سے ایک گھڑی بھی خالی نہیں رہتا. لذّت بہت زیادہ اور ذوق و شوق بیشمار اور قوّت پائیدار اس کے دل میں پیدا ہوتی

وعلامت تجلّی اوّل آنست کہ صُورت واحد بیک کس دوبار روئی نہ نماید و در دو آئینہ بیک صُورت پیدا نیاید جواب۔

بدانکہ چہ حاجت چندین یکی عارف را بس است۔ مقام منتہی یقین کہ حاصل شود منتہی روز اوّل مُرشد صاحب یقین باعتبار۔ صاحب نظار آنرا چہ احتیاج بذکر و فکر تجلّی اشتہار۔ ہر کہ فنا یافت بہ بقا رسید۔ ہر کہ بہ بقا رسید، نور بہ نور گشت۔ درمیان خود خود را نہ دید کہ برابر خودی ہیچ بزرگ تر گناہی نباشد۔ ہر کہ از سرّ آگاہ است، مطالعۂ ورق دل و نظر بر ہر مقام نگاہ است۔ این چنین اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] شہباز شاہراہ است۔

چون صاحب جمعیت بذکر فکر تمامیت رسد، نظر او صاحب نظر کیمیا تاثیر اکسیر مطلق۔ این را نیز جمعیت لایحتاج فقیر گویند و دیگر ہر کہ بہ جمعیت دعوت برسد، صاحب تکسیر گردد یعنی ہر کار دینی و دنیوی بخواندن در یکدم بر ایستادگی یک قدم شود۔ این نیز لایحتاج و باجمعیت۔ ہر کہ باجمعیت تصور و تصرف اسم اللہ برسد، آنرا ختم الفقر گویند۔ ہر چیزی را بکرم اللہ تعالیٰ بگوید، ہمونہ دم آن چیز می شود و این مراتب کُن است۔ یعنی کُنْ فَیَکُوْنُ و کُنْ تعلق بہ قُمْ دارد۔ قُمْ نیز دو قسم است:۔

یکی قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ بہ فقر تمام۔ دوم قُمْ بِاِذْنِیْ مطلق کفر و ناقص خام و درین مقام باخبر باش کہ درین مقام منصور اَنَا الْحَقُّ گفت بتمامیت فقر نہ رسید، بدار کشیدند صاحب کُن را جمعیت و لایحتاج جمعیت۔ صاحب حضور مذکور روشن ضمیر ہر دم بدرد و سوز آہ۔ یگانہ باخدا بی خبر از گناہ۔ اینست راہ جمعیت نظر بر اللہ۔

دانا آگاہ باش و آگاہ کہ این ہر چہار گوہر در وجود مجموعہ کنند جمع بندی دفاتر جزو

---

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

ہے۔ ہر گھڑی ایک دوسری حلاوت پاتا ہے اور دوسرا نور۔ اور اوّل تجلی کی علامت یہ ہے کہ صُورت واحد ایک شخص کو دوبار منہ نہ دکھائے اور دو آئینہ میں ایک صُورت میں جواب ظاہر نہیں ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ بہت کی کیا ضرورت ہے؟ عارف فقط ایک کافی ہے۔ مقام منتہی سے جو یقین منتہی حاصل ہوتا ہے، وُہ مُرشد صاحب یقین باعتبار سے پہلے روز ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ صاحب نظار کو ذکر و فکر اور تجلّی کو اشتہار بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ جس نے فنا پائی، بقا حاصل کی۔ جس کسی نے بقا حاصل کی، وُہ نور کے ساتھ نور ہُوا۔ اپنے درمیان خود کو نہ دیکھا۔ کیونکہ غرور و تکبر کے برابر کوئی اور بڑا گناہ نہیں ہے۔ جو راز کی خبر رکھتا ہے۔ اس کی ورق دل کے مطالعہ کے ساتھ ہر مقام پر نظر اور نگاہ ہے۔ اس طرح "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وُہی اللہ ہوتا ہے" شاہراہ کا شہباز ہے۔

جب صاحب جمعیت ذکر و فکر کی تمامیت کو پہنچتا ہے، تو اس کی نظر کیمیا تاثیر، اکسیر مطلق ہو جاتی ہے۔ اس کو بھی جمعیت لایحتاج فقیر کہتے ہیں۔ اور دوسرے جو کوئی جمعیت کے ساتھ (دعوت کی منزل) پر پہنچے، وُہ صاحب تکسیر ہو جاتا ہے۔ یعنی دینی و دُنیاوی ہر کام کے لیے دعوت پڑھنے سے ایک دم میں ثابت قدمی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی لایحتاج اور جمعیت ہے۔ اور جو کوئی جمعیت کے ساتھ تصور و تصرف اسم اللہ ذات کو پہنچے، اس کو ختم الفقراء کہتے ہیں۔ اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے کہے، اُسی وقت وُہ چیز ہو جاتی ہے۔ اور یہ کُن کے مراتب ہیں۔ یعنی کُنْ فَیَکُوْنُ (یعنی ہو جا پس وُہ ہو جاتی ہے) اور کُن کا تعلق قُمْ (اُٹھ) سے ہے۔ قُمْ کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

ایک فقر تمام کے ساتھ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ کے حکم سے اُٹھ) دوسرے قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے اُٹھ) جو مطلق کفر اور ناقص و خام ہے۔ اس مقام پر خبردار رہ۔ جب اس مقام پر منصور (حلاج) نے اَنَا الْحَقُّ (میں خدا ہوں) کہا۔ فقر کی تمامیت کو نہ پہنچا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ صاحب کُن کو جمعیت اور لایحتاج جمعیت سے حاصل ہوتا ہے۔ صاحب حضور مذکور روشن ضمیر ہر دم درد و سوز و آہ میں رہتا ہے۔ خدا کے ساتھ یگانہ اور گناہ سے بے خبر ہے۔ یہی راہ جمعیت ہے اور نگاہ باری تعالیٰ پر رہتی ہے۔

دانا اور باخبر رہ اور آگاہ! کیونکہ ان چاروں جواہر کو وجود میں دفاتر جزو و کُل کی

کُل۔ در قید دل بی خطرات جمع بساز دصدقاً وعدلاً فقیر کہ درین مقام رسد۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا[1]

وصاحب جمعیت فقیر بر نفس غالب امیر و نفس از وی اسیر۔ ہر کہ نفس اسیر، بر ہر دو جہان امیر۔ اینست جمعیت۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[2]

فقیر ابتدا جمعیت علم است و علم تمامیت بہ بیست جُز است و متوسط جمعیت حلم و حلم یک جُز۔ چون بیست جُز علم در یک جُز حلم در آیند۔ حلم تعلق بہ حلیم دارد و حلیم نام اللہ است۔ علماء بکلام شنیدن تعلق دارد صاحب شنید است و فقیر بمعرفت دید تعلق دارد کہ بدیدہ دل صاحب دید است۔ علماء را اُمید بر طاعت و ثواب کردار و فقرا را اُمید بر فضل و دیدار۔ بجز دیدار اگرچہ بہشت گل گلزار۔ در نظر عارفان مطلق خار۔ عارف کہ بہ نظر مولیٰ منظور دوام حضور است، آنرا نہ دوزخ یاد ماند و نہ نعمت بہشت و نہ حُور و نہ قصور۔

دانی در طائفہ کہ حسد نباشد، مطلق بہشت است و طائفۂ حاسدان از دوزخ بدتر و زشت است و اسم اللہ کُل در علم جُز کُلیہ متفرقہ بی جمعیت و کُل در اسم اللہ با جمعیت مشاہدہ ربوبیت جمال۔ اینست جمعیت کمال غرق وصال لازوال۔ شخصی کہ علم کُل را تحصیل کند یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید معرفت بستاند آنرا احتیاج جُز نماند۔ ہر کہ بدین مراتب برسد، آنرا صاحب کُنہ تمام، بلکہ وی را احتیاج نماند۔

---

[1] سورہ مائدہ ۵: ۳۔

[2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

جمع بندی کر کے مجموعہ کرتے ہیں۔ اور بے خطرات دل کی قید میں صدقاً اور عدلاً جمع کیا جاتا ہے۔ جو فقیر اس مقام تک رسائی حاصل کرے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"آج کے روز میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام سے تمہارے لیے راضی ہوا۔"

اور صاحب جمعیت فقیر نفس پر غالب ہو، اور نفس اس کا قیدی ہو۔ (اور جب نفس قیدی ہو تو) دونوں عالم پر امیر ہو۔ یہی جمعیت ہے۔

ارشاد گرامی ہے:۔

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔"

فقیر کی ابتدا جمعیت علم سے ہے۔ اور علم کی تمامیت بیس جزو سے ہے۔ اور متوسط جمعیت حلم ہے اور حلم ایک جزو ہے۔ (پس) جب علم کے بیس جزو حلم کے ایک جزو میں آجائیں۔ حلم کا تعلق حلیم سے ہے اور حلیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ علمائے کرام کا واسطہ کلام کی سماعت سے ہے اور صاحب شنید ہیں۔ اور فقیر کا تعلق معرفت دید سے ہے کہ دل کے دیدہ سے صاحب دید ہیں۔ علمائے کرام کی اُمید طاعت اور کردار کے ثواب پر ہے۔ اور فقراء کی اُمید فضل الٰہی اور دیدار الٰہی پر ہے۔ دیدار کے بغیر اگرچہ بہشت گُل و گلزار ہو، مگر عارفوں کی نظر میں وُہ فقط کانٹوں کے برابر ہے۔ جو عارف مولیٰ کی نگاہ کا منظور ہے، اس کو دوام حضور ہے۔ اُسے نہ دوزخ یاد رہتی ہے اور نہ بہشت کی نعمتیں اور نہ حُور و قصور۔

تُو جانتا ہے کہ جس گروہ میں حسد نہیں ہے، وُہ مطلق بہشت ہے اور حاسدوں کا گروہ دوزخ سے بدتر اور بُرا ہے۔ علم میں اسم اللہ کُل ہے اور جُز تمام متفرقہ بے جمعیت اور کُل جمعیت کے ساتھ اسم اللہ میں ہے۔ جس میں مشاہدۂ ربوبیت کا جمال ہے۔ یہ ہے جمعیت کمال غرق وصال لازوال۔ جو شخص علم کُل کو حاصل کرتا ہے۔ یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید و معرفت لیتا ہے۔ اس کو جُزو کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ان مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اس کو صاحب حقیقت تمام، بلکہ اس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں رہتی۔

ابیات

هر دو چشمی را به بین با یک نظر — هر دو چشمی داشتند هم گاو و خر
چشم باطن دل بود از جان صفا — تا ترا حاصل شود رُد مصطفیٰ
علم دین فقه است تفسیر و حدیث — هر که خواند غیر ازین گردد خبیث
پرده را بردار عین ار عین بین — راه عرفان این بود حق الیقین

❖

مراقبہ کرا گویند؟ و غرق مراقبہ کرا خوانند؟ و فقر کرا دانند؟ فقر و مراقبہ و غرق مطلق عین العیان اند۔ ہر کہ یک را تحقیق کند، محققان صاحب بیان اند۔ ابتدا مراقبہ آنست کہ نفس را باز دارد از ہوا۔ اینست صاحب مراقبہ غرق بوحدانیت خدا۔

بدانکہ مراقبہ مطلوب را گویند۔ از کسی کہ مطلب خواہد در باطن ہمو ندم با و ملاقات کند و جواب باصواب از و بگیرد۔ مراقبہ مثل برق است تیز رو برّاق از برق و صاحب مراقبہ برو سوار۔ اینست مراقبہ لائق دیدار۔ این نہ مراقبہ است متوجہ بہ کشتن موش مردار مثل گربہ چشم منتظر انتظار۔

صاحب مراقبہ را حیات و ممات یکی است، خواہ دوام در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باشد و خواہ در ہر مجلس انبیاء و اولیاء باشد، خواہ دوام غرق بوحدانیت وصال دیدار رب العالمین باشد۔ چون از آن حضوری صاحب غرق مشاہدہ را احوالات پیدا شود بعضی

ابیات

دونوں آنکھوں کو ایک نظر سے دیکھ، کیونکہ دو آنکھیں تو بیل اور گدھا بھی رکھتا ہے۔

باطنی آنکھ دل کی ہوتی ہے۔ وہ روح کی صفائی سے روشن ہوتی ہے، تاکہ تجھ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو جائے۔

دین کا علم (اصل میں) تفسیر و حدیث اور فقہ کا جاننا ہے۔ جو اسکے سوا علم حاصل کرتا ہے، وہ خبیث ہو جاتا ہے۔

تکبر و غرور کے پردے کو اٹھا دے اور اپنی آنکھ سے ذات حق کا دیدار کر لے۔ حق الیقین عرفان کا یہی ایک راستہ ہے۔

مراقبہ کی حقیقت

مراقبہ کس کو کہتے ہیں؟ اور مراقبہ میں مستغرق کسے کہتے ہیں؟ اور فقر کیا ہے؟ فقر اور مراقبہ اور غرق مطلق عین العیان ہیں۔ جو کوئی ایک کی تحقیق کرے، محققین صاحب بیان ہیں۔ مراقبہ کی ابتدا یہ ہے کہ نفس کو ہوا و ہوس سے باز رکھے۔ یہ ہے صاحب مراقبہ وحدانیت خدا میں غرق۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مراقبہ مطلوب کو کہتے ہیں۔ جس سے باطن میں مطلب ہو، اسی لمحہ اس سے (باطن میں) ملاقات کرے اور اس سے جواب باصواب لے اور مراقبہ بجلی کے تیز رو کی طرح ہے اور صاحب مراقبہ اس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ دیدار کے لائق ہے۔ مردار چوہے کے مارنے کی طرف متوجہ ہونا مراقبہ نہیں ہے، جس طرح کہ بلی کی آنکھیں چوہے کے انتظار میں منتظر رہتی ہیں۔

صاحب مراقبہ کا جینا اور مرنا برابر ہے، خواہ دائمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک میں رہے اور خواہ انبیائے کرامؑ اور اولیاء عظامؒ کی ہر مجلس میں رہے۔ خواہ ہمیشہ وحدانیت میں غرق رہ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار کا وصال کرتا رہے جب اس حضوری سے صاحب غرق کے مشاہدہ کے حالات کا ظہور ہو، تو بعض سکوت (خاموشی)

در سکوت در آید۔

شرح مراقبہ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ [1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَصْلُ الْاِیْمَانِ مِنَ السُّکُوْتِ [2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

رَاْسُ الْاِسْلَامِ مِنَ السُّکُوْتِ [3]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلسُّکُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِی السُّکُوْتِ رِضَاءُ الرَّبِّ [4]

شرح مراقبہ

در وجود چہار چیز باید ظاہر کہ ازان چہار ظاہر وجود صاحب مراقبہ را گرد و ظاہر و باطن در مجلس انبیاء و اولیاء میشود حضور مظاہر ظاہر کدام است و باطن کدام است صاحب مراقبہ اوّل کہ بہ مراقبہ مجلس نشیند مربع و سر خود را بر زانو بردہ گویا کہ مردہ۔ اہل مراقبہ مجلس مثل ماتم زدگان بشروع مراقبہ تمام وجود ہر اعضاء را در قید کند و متوجہ بذکر فکر با جمعیت مولیٰ شود۔ مراقبہ آن را بہ مراتب اعلیٰ بردہ، چنانچہ ملاقات انبیاء و اولیاء اللہ ازین مراقبہ ہیچ مرتبہ بہتر نباشد۔ مراقبہ مرتبۂ مردان خدا است و مراقبہ نیز دو قسم است:۔

بعضی بچشم دل و از و بعضی بچشم ظاہر، چنانچہ در خواب نماز مراتب لایق دیدار است۔ این نہ مراقبہ وسوسۂ شیطان است بہ خناس خرطوم خوار

[1] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ [2] الحدیث [3] ایضاً [4] ایضاً۔

میں آجاتے ہیں۔

مراقبہ کی تشریح

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"ایمان کی اصل خاموش رہنے میں ہے"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"اسلام کی بنیاد خاموشی میں ہے"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"خاموشی مؤمنین کا تاج ہے اور خاموشی میں رب تعالیٰ کی رضا ہے"۔

مراقبہ کی تشریح

مراقبہ کی تشریح یہ ہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں کہ اس سے صاحب مراقبہ کے چار وجود ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ ان چار ظاہری وجود سے صاحب مراقبہ پاکیزہ ہوجاتا ہے اور باطن انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کی مجلس میں حضوری ہوجاتا ہے۔ مظاہر ظاہر اور باطن کون ہے؟ صاحب مراقبہ پہلے پہل جب مجلس مراقبہ میں بیٹھے، تو مربع کی شکل میں بیٹھے۔ پھر اپنے سر کو زانو پر لے جاکر گویا کہ وہ مردہ ہے۔ اہل مراقبہ مجلس میں ماتم زدگان کی طرح مراقبہ کے شروع ہی میں تمام وجود کے ہر عضو کو قید میں کرتا ہے۔ اور ذکر فکر اور جمعیت کے ساتھ مولیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مراقبہ اس کو اعلیٰ مراتب کی طرف لے جاتا ہے۔ چنانچہ اس مراقبہ سے انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کی ملاقات ہوتی ہے۔ اس مراقبہ سے کوئی مرتبہ بہتر نہیں ہے۔ مراقبہ مردان خدا کا مرتبہ ہے۔ اور مراقبہ کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

بعضوں کو دل کی آنکھ سے اور اس سے بعضوں کو ظاہری آنکھ سے، چنانچہ خواب اور نماز میں۔ اہل مراقبہ کے مراتب دیدار کے قابل ہیں۔ جس مراقبہ میں شیطان کا وسوسہ ہو،

است۔ عالم را مراقبہ بہ رحمٰن بردو مراقبہ جاہل مطلق بہ شیطان کشد۔

بدانکہ علم از برای ظاہر و باطن وسیلہ معرفت الٰہی با ایمان و دین است۔

عالم کہ از علم طلب کند دو چیز:۔

یکی مشرف شدن ملازمت حضور موفور السرور در مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح۔

دوم عالم از علم طلب کند معرفت وحدانیت مولیٰ با نماز و روزہ بناء اسلام فقر تمام ذکر فکر تسبیح۔

عالمی کہ باین ہر دو مراتب رسد مجلس صبح و بذکر معرفت الٰہی تسبیح۔ آن علمی علماء عامل رہنمای خلق اللہ۔ عالمی را از علم ظاہر و باطن اعمال نیک کردار باید۔ نہ علم خواندن بسیار شاید۔ دانی کہ شیطان پنجاہ ہزار سال علم خواند و عالم شد و پنجاہ ہزار سال فرشتگان را علم تعلیم کرد۔ اگرچہ علم آن را بمراتب کمال برد۔ آن کمال بمراتب زوال انا آورد۔ دانی نبی الامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج قرب اللہ وصال با حوال غریبی آورد۔

سُبْحٰنَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَسُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ ؕ

ہر کہ علم را وسیلۂ دنیا گرفت و عالمی متوجہ با امرا و بادشاہ شد، بمراتب دنیا رسید دنیا آن را وسیلہ شود، بمراتب انا فرعون رساند کہ ہیچ مفلس انا ربکم الاعلیٰ[1] نگفت دنیا آن را بمراتب قارون رساند کہ ہیچ مفلس بخیل نیست۔ انتہاء دنیا دوزخ و نار و انتہای فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم معرفت الٰہی را بہشت با مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مشرف دیدار۔ پس اہل مجلس اہل نار و اہل دیدار راست نیاید۔ پس پیش علماء عارف باللہ عالم بی عمل را چہ قدرت است کہ دم زند کہ بر دل

[1] سورہ النّٰزعٰت، ۷۹: ۲۴

وہ (حقیقت میں) مراقبہ نہیں ہے۔ خناس و خرطوم کے ساتھ مراقبہ ذلت کا حامل ہے عالم کو مراقبہ رحمٰن کی راہ پر لے جاتا ہے! اور جاہل مطلق کو مراقبہ شیطان کی جانب کھینچتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ علم ظاہری اور علم باطنی معرفت خداوندی کا ایمان و دین کے ساتھ وسیلہ ہے۔ عالم علم سے دو چیزیں طلب کرے:۔

ایک تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موفور السرور کی مجلس پاک صبح کا شرف۔

دوسرے عالم علم سے معرفت وحدانیت خداوندی نماز اور روزہ کے ساتھ طلب کرے۔ کیونکہ نماز اور روزہ اسلام کی بنیاد اور فقر تمام ہے، ذکر فکر تسبیح۔

جو عالم ان دو مراتب پر پہنچے یعنی ایک مجلس صبح دوسرے ذکر و تسبیح و معرفت الٰہی۔ علماء عامل کے اس علم کو مخلوق خدا کی رہنمائی کے لیے ہونا چاہیے۔ عالم کو علم ظاہر و باطن سے نیک اعمال کرنے والا اور نیک کردار ہونا چاہیے۔ زیادہ علم پڑھنا نہیں چاہیے۔

تو جانتا ہے کہ شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا اور عالم ہوا اور پچاس ہزار سال ملائکہ کو علم کی تعلیم دیتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمال مرتبت پر لے گیا۔ بالآخر وہ کمال زوال پذیر ہوا اور اس کو تکبر و غرور میں لے آیا۔ تو جانتا ہے نبی الامی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات قرب الٰہی کے وصال کے احوال میں غریبی اور مسکینی لائے۔

"اے پاک خدا میں تیری تسبیح کرتا ہوں کہ میں نے تمہیں پہچانا حق پہچاننے کے ساتھ اور اے میرے رب! میں تیری تسبیح کرتا ہوں کہ میں نے تیری عبادت حق کے ساتھ نہیں کی۔"

جس کسی نے علم کو دنیا کا وسیلہ جانا اور ایک عالم امراء اور بادشاہوں کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ دنیا کے مراتب تک پہنچ گیا۔ دنیا اس کا وسیلہ ہو جاتا ہے۔ (اور) فرعون کے تکبر کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ کیونکہ کسی مفلس نے "میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر" نہیں کہا اور دنیا اس کو قارون کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ کیونکہ کوئی مفلس بخیل نہیں ہے۔ انتہاء دنیا دوزخ اور آگ ہے۔ اور انتہاء فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم معرفت الٰہی ہے۔ جس سے بہشت نصیب ہوتی ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ پس اہل دوزخ اور اہل دیدار کی مجلس باہم راس نہیں آتی۔ پس عارف باللہ علماء کے سامنے عالم بے عمل کو کیا قدرت ہے کہ دم مارے۔ اس کے قلب

اُو دزد شیطان است۔ عالمی کہ بدنیا متفق شُد۔ نفس بر وسوار و شیطان بروی یار۔ شیطان میگوید ہر کہ مقدار پنجاہ و پنج روپیہ نقد در ملک دارد۔ این متاع من است۔ پس اُو مرید و طالب و غلام و بندۂ من است کہ دل آن را از خُدا گردانیدہ ایم و بہ خطرات دُنیا رسانیدہ ایم۔ آن را چہ قُدرت است کہ از قید دُنیا برآید و از من خلاص شود۔

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ[1]

اینست شب و روز تصرف فی سبیل اللہ از دل و جان است۔ چنانچہ دُنیا حضرت عثمانؓ۔ ہر کہ دُنیا را جمع کُند و براہ خُدا ندھد، ثانی شیطان بود۔ این چہ حکمت است کہ بعضی علماء از دُنیا تارک بہ مراتب ولی اللہ و بعضی بدُنیا حارص عدُو اللہ حکمت اینست کسی را کہ در خواب شیطان تعلیم علم دُنیا کُند، آن علما را حرص پیدا شود و طمع و کسی را کہ در خواب پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم تعلیم علم دین کُند، آن علماء عامل شود و تارک گردد و صاحب توکّل باشد۔ اگر آن داند یا نداند۔

پس اہل مراقبہ و صاحب غرق اہل رضا و فارغ از مشاہدۂ طبقات و اہل ہوا مراقبہ تحقیق رفیق توفیق۔ بدین طریق فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم صحیح۔ آن را چہ احتیاج زبان کشادن بہ ورد و وظایف و تسبیح۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[2]

صاحب غرق را خواب و بیداری برابر ہمچنان است۔ ایشان را غرق بوحدانیت خواب چنانچہ ماہی را جمعیت در آب۔

[1] احیاء العلوم از امام غزالیؒ، ج ۴، ص ۱۴۔

[2] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ۔

پر چوپر شیطان کا غلبہ ہے۔ جو عالم کہ دُنیا کے ساتھ متفق ہوگیا۔ (یعنی دُنیادار ہوگیا) نفس اُس پر سوار ہوجاتا ہے۔ اور شیطان اس کا دوست ہوجاتا ہے۔ شیطان کہتا ہے جو کوئی پچّن روپیہ نقد اپنے مِلک میں رکھتا ہے۔ یہ میری دولت ہے۔ پس وُہ میرا مُرید، طالب، غلام اور میرا بندہ ہے کہ اس کے دل کو مَیں نے خُدا سے پھیر دیا ہے۔ اور خطرات دُنیا کو اُسکے قریب پہنچا دیا ہے۔ اس کی کیا طاقت ہے کہ وُہ قید دُنیا سے باہر آئے اور مجھ سے نجات پائے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

"دُنیا آخرت کی کھیتی ہے"

یہ ہے شب و روز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور دل و جان سے خرچ کرنا جیسا کہ دُنیا حضرت عثمان غنیؓ کی ہے۔ جو کوئی دُنیا کو جمع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا، وُہ شیطان کا ثانی ہے۔ یہ کیا حکمت ہے کہ بعض علماء دُنیا کو ترک کرکے ولی اللہ کے مراتب پر پہنچے ہیں۔ اور بعض دُنیا کے حریص اور اللہ تعالیٰ کے دشمن رہے ہیں۔ حکمت یہ ہے کہ کسی کو شیطان خواب میں علم دُنیا کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسے علماء میں حرص اور طمع پیدا ہوتا ہے۔ اور جس کسی کو خواب میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم علم دین کی تعلیم فرماتے ہیں۔ وُہ عالم عامل ہوتا ہے۔ اور دُنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور صاحب توکّل ہوجاتا ہے۔ اگر وُہ جانے یا نہ جانے۔

پس اہل مراقبہ اور صاحب غرق اہل رضا اور مشاہدۂ طبقات سے فارغ اور اہل ہوا و ہوس کا مراقبہ تحقیق جس کے ساتھ توفیق الٰہی شامل نہ ہو۔ (بڑا فرق ہے) اس طریق سے فقر محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم صحیح ہے۔ (پس) ایسے اہل مراقبہ کو ورد، وظائف اور تسبیح کے لیے زبان کھولنے کی کیا ضرورت ہے؟

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

صاحب استغراق کا خواب اور جاگنا ایسا ہی یکساں ہے۔ جس طرح اس کا خواب میں وحدانیت میں غرق ہونا ہے اور جس طرح مچھلی کو جمعیت (طمانیت) پانی میں ملتی ہے۔

بیت

مراقبہ رہبر بدیدار خدا ہمچو خوابی می بود باطن صفا

این مراتب را مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا[1] گویند۔ غرق آنرا گویند کہ اسم اللہ وشکر از اسم اللہ بر وشود غالب و در غرق وحدانیت۔ طالب با مطلوب۔ در وجود صاحب غرق غیض وغضب وغم دُنیا و آخرت وغصہ وغیرت وغروری نہ در آید۔ از برای آنکہ صاحب غرق بہ ہیچ حال از حضوری حق غافل نباشد۔ اینست راہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مقصود۔

بدانکہ فقر سہ حرف است۔ از حرف "ف" فقیر فربہ نکند نفس را باکبر کہ صاحب کبر از مقام کبریا محروم واز حرف "ق" فقیر قید کند نفس را چنانچہ قید قبر است واز حرف "ر" فقیر رد نکند سائل را۔

قَولُہٗ تَعَالیٰ:۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ[2]

درمیان درویش وفقیر چہ فرق است۔ درویش را راہ پیش باید بیشتر نہ طلب مُریدان نہ طلب زر۔

مثنوی

درویش باور است دائم دردناک ملک خود چیزی ندارد جز خاک
فقر دانی چیست فی اللہ با خدا پوشیدہ چشم وا ز محرم کبریا

بدانکہ فقر سہ حرف است۔ ف ق ر۔ از حرف "ف" فیض فضل از فیاض حق واز حرف "ق" قیامت از دل فراموش نکند با قرب اللہ و با قناعت وقوی وقادر بر نفس باشد واز حرف "ر" رتبہ را اختیار نکند بجز رضای حق۔ بدین طریق فقر محقق صاحب حقیقت گویند۔ اولیاء

[1] نقل از عین العلم وشرح بر رخ [2] سورہ الضحیٰ، ۹۳ : ۱۰۔

بیت

دیدار خداوندی کیلئے مراقبہ رہبر ہے۔ جسطرح باطن صفا ایک خواب کی کیفیت ہوتی ہے۔

ان (تینوں) مراتب کو "مرنے سے پہلے مرجاؤ" کہتے ہیں۔ اور غرق توحید وہ ہے۔ جو اسم اللہ اور شکر اللہ کا اس پر غلبہ ہو۔ اور وحدانیت میں غرق ہو۔ طالب با مطلوب ہو۔ صاحب غرق کے وجود میں غیض وغضب، غم دُنیا و آخرت، غصہ، غیرت اور غرور داخل نہ ہو۔ اس لیے کہ صاحب استغراق کسی حالت میں حضوری حق سے غافل نہیں ہوتا۔ یہی راہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ لفظ فقر تین حروف میں منقسم ہے:۔

ف ق ر۔ حرف "ف" سے فقیر نفس کو کبر کے ساتھ موٹا نہیں کرتا، کیونکہ صاحب کبر مقام کبریا سے محروم ہے۔ اور حرف "ق" سے فقیر نفس کو قید کرتا ہے جیسا کہ قبر کی قید ہے۔ اور حرف "ر" سے فقیر سائل کو رد نہیں کرتا۔

ارشاد رب العالمین ہے:۔

"اور سائل کو مت جھڑک"

درویش وفقیر کے مابین کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پاتا ہے۔ نہ مریدوں کی طلب رکھتا ہے اور نہ ہی سونے چاندی کو چاہتا ہے۔

مثنوی

بغیر درد کے درویش نہیں ہوتا، بلکہ وہ ہمیشہ درد میں مبتلا رہتا ہے۔ اور اپنی ملکیت وقبضہ میں سوائے مٹی کے کوئی چیز نہیں رکھتا۔

تو جانتا ہے فقر کیا ہے؟ (خدا کی قسم) وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اسکی پوشیدہ آنکھ کھلی ہوتی ہے اور وہ خدا کا محرم ہوتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ فقر تین حروف میں منقسم ہے۔ ف ق ر۔ حرف "ف" سے فیاض حق سے فیض فضل۔ اور حرف "ق" سے قیامت دل سے فراموش نہ کرے قرب خداوندی کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ، نفس پر قوی اور قادر ہو۔ اور حرف "ر" سے رتبہ کو بجز خداوندی کے اختیار نہ کرے۔ اس طریقہ سے فقیر محقق کو صاحب حقیقت کہتے ہیں۔ اولیائے

اللہ کہ سرِ نہان را نہ خلق اللہ داند و نہ خود کہ جثۂ باطنی با ایشان مغفور غرق توحید و بہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور رساند جثۂ باطنی بر جثۂ ظاہری غالب۔ ہمیشہ ترس خدا و در طلب مولیٰ۔ خاص مؤمن مسلمان فارغ از شر نفس و معصیت شیطان موافق شرع قدم بر قدم راہبر است محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و بعضی اولیاء اللہ چنان است کہ جثۂ ظاہری ایشان باطن تحقیق حقیقت حق رسیدہ، خود را دانند و خلق نداند بعضی اولیاء اللہ ہمچنان است کہ بہ جثۂ ظاہر و جثۂ باطن صاحب عیان است۔ بدین طریق اولیاء اللہ صاحب ہدایت مراتب روز بروز در ترقی غایت الغایت انتہاء ولانہایت۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ [1]

یعنی کل شئی محتاج او است۔ بدانکہ چہار چیز گنج است۔ از ہزاران کسی باشد کہ بانتہای آن رسد و صاحب گنج گردد۔

اول گنج قرآن است و در قرآن گنج بادشاہ اسم اعظم۔ ہر کہ اسم اعظم را در قرآن یابد، بادشاہ ہر دو جہان گردد و شخصی کہ در قرآن اسم اعظم را نیابد، آن را عالم و فاضل نتوان گفت۔ در علم رسم رسوم مردہ دل و معدوم۔ دوم گنج بی پایان دل است۔ ہر کہ بانتہای دل قلب رسد مقرب الحق گردد۔ آن نیز صاحب گنج عارف باللہ شود۔ سوم گنج بی پایان مجلس دوام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شخصی کہ دوام ہم صحبت باشد آن نیز صاحب گنج است۔ چہارم گنج بی پایان قبر اولیاء اللہ۔ ہر کرا دعوت قبر در عمل باشد آن نیز صاحب گنج است۔ اما ہر یک در طی است اسم اللہ، چنانچہ در طی کتاب قرآن جلد ہر کہ وا کند، ہر ورق ورق را مطالعہ نکند، از کلام معلوم نیست محروم است۔

[1] الحدیث۔

اللہ کہ انکے پوشیدہ راز کو مخلوق خدا نہیں جانتی اور نہ وہ خود جانتے ہیں۔ انکا باطنی وجود جو توحید الٰہی میں مستغرق رہتا ہے، ان کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اُن کا باطنی جثہ ان کے ظاہری جثہ پر غالب رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور طلب مولیٰ میں رہتے ہیں۔ خاص مؤمن مسلمان نفس کے شر سے اور معصیت شیطان سے فارغ رہتے ہیں۔ شریعت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہبری میں قدم بقدم چلتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ اُن کا ظاہری بدن باطنی تحقیق کے ساتھ حقیقت حق کو پہنچا ہے۔ وہ خود کو جانتے ہیں اور مخلوق نہیں جانتی۔ بعض اولیائے کرام ایسے ہیں جو ظاہری اور باطنی جثہ کے ساتھ صاحب عیاں ہیں۔ اس طریق سے اولیاء اللہ صاحب ہدایت کے مراتب دن بدن انتہائی غایت الغایت اور لامحدود رُو بہ ترقی رہتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا، سوائے اللہ تعالیٰ کے۔"

یعنی کل اشیاء اس کی محتاج ہیں۔ جاننا چاہیے کہ چار اشیاء خزانہ ہیں۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ جو اسکی انتہاء کو پہنچتا ہے اور صاحب خزانہ ہوتا ہے۔

پہلا خزانہ:- قرآن ہے اور قرآن ہی میں گنج بادشاہ اسم اعظم ہے۔ جو کوئی اسم اعظم کو قرآن میں پالے، وہ دونوں جہان کا بادشاہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص قرآن پاک میں اسم اعظم نہ پائے، اس کو عالم و فاضل نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم و رسوم میں مردہ دل اور معدوم ہے۔

دوسرا خزانہ:- دل کا ہے بے انتہا۔ جو کوئی اس کی انتہا تک رسائی حاصل کرلے، وہ مقرب الحق ہو جاتا ہے۔ وہ بھی صاحب گنج عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

تیسرا بے پایاں خزانہ:- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس دائمی ہے۔ جو شخص اس کا دائمی طور پر ہم صحبت ہو، وہ بھی صاحب گنج ہے۔

چوتھا خزانہ بے پایاں اولیاء اللہ کی قبر ہے۔ جس کسی کو قبر کی دعوت عمل میں ہو، وہ بھی صاحب خزانہ ہے۔ لیکن ہر ایک اسم اللہ کی تہ میں ہے۔ چنانچہ کتاب قرآن کی جلد کی طے میں جو کوئی اس کو کھولتا نہیں اور ہر ہر ورق کا مطالعہ نہیں کرتا۔ کلام سے واقف نہیں ہوتا اور محروم رہتا ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم :۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْاَغْنِیَاءَ [1]

پس طائفہ اہل ریاضت اہل سوال اند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ [2]

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ [3]

عاشقان واصل کار بخدا سپردند۔ اثبات قدم زندہ دم بوحدت بردہ اند و طلب مولیٰ کلیۃ وصال است وطلب دنیا درجات ہمہ سوال است مجلس اہل سوال واہل وصال راست و درست نیاید۔ طلب مولیٰ مسرور، طالب دنیا رنجور است وطالب عقبیٰ مزدور است۔

حدیث

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ذَرَّۃٌ [4]

ولام کلمۂ طیب اشارت از آن است کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ بیان است واز ریاضت سالہا سال بہتر است یکدم وصال واز ہزار چلہ خوشتر است یک روزہ واز اگر بیائی در باز واگر نیائی خدا بی نیاز۔ بسوزش گرمی ذکر اللہ واز حضوری مجلس نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل نشود چاک چاک، از مجاہدہ وریاضت ظاہری کی شود وجود پاک۔

[1] الحدیث [2] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

[3] سورہ المؤمن ۴۰، ۴۴ [4] الحدیث

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"بیشک اللہ تعالیٰ غنی فقراء سے محبت رکھتا ہے"۔

پس اہل ریاضت کا گروہ اہل سوال ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"ہم منہ کے بل گرنے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں"۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور میں اپنا کام اللہ تعالیٰ کی جانب سونپتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نگاہ رکھتا ہے"۔

عاشقان واصل نے اپنا کام اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے سپرد کیا ہے۔ یہ لوگ زندہ دل ہیں اور اپنا قدم مستقل مزاجی کے ساتھ وحدت کی طرف لے گئے ہیں۔ طلب مولیٰ کلی وصال ہے۔ اور دنیا کے درجات کی طلب سب سوال ہے۔ پس اہل سوال اور اہل وصال کی مجلس راست و درست نہیں آتی۔ طالب مولیٰ خوش و خرم اور طالب دنیا غمگین رہتا ہے۔ اور آخرت کا طالب مزدور ہے۔

حدیث

"جس نے ایک دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (خلوص سے) پڑھا۔ اسکی معصیت سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہتا"۔

اور کلمۂ طیبہ کے "ل" سے یہ ارشاد ہے کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کہ فنا ہونے والی چیز کو میں دوست نہیں رکھتا۔ اور سالہا سال کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے۔ اور ہزار چلوں سے ایک دن کا راز بہتر ہے۔ اگر تو آنا چاہے، تو دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر نہ آنا چاہے، تو ذات باری تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اگر ذکر خداوندی کی گرمی کی سوزش سے اور نبی کریم کی مجلس کی حضوری سے دل چاک چاک نہ ہو، تو مجاہدہ اور ظاہری ریاضت سے وجود کب پاک ہوتا ہے؟

مُرشد لائق ارشاد آنست کہ طالب اللہ را یک قوت باطنی از خدائی تعالیٰ ہر روز نصیب کند، تا طالب اللہ بی جمعیت و پریشان نگردد۔ اگرچہ طالب بسیار خورد و بسیار نوشد و لباس خوب پوشد۔ زندہ قلب ہرگز از معرفت حق تعالیٰ سلب نشود۔ طالب دو قسم است :۔

یکی مثل حضرت مہتر موسیٰ کلیم اللہ علم ایشان را ظاہر بود۔ طالب العلم کلیم است، نظر ایشان بر گناہ۔

دوم مانند مہتر خضر نبی اللہ کہ علم باطنی داشت و باطن نظر بر راہ۔ ہر کہ علم مثل حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ ندارد، ہرگز معرفت الٰہی را نشناسد و ہر کہ نصیب جاودانی یافت، از فقر یافت۔ مُرشد یکی باشد و از مُرشد یک طالب یک شود۔ از مُرشد کہ نباشد، بلکہ معلوم شُد کہ آن مُرشد طالب است در طلب مردود و طالب در طلب مُرتد۔ مُرشد کہ در معرفت الٰہی تمام و طالب عارف باللہ ابتداء و انتہاء طی کُل مقام۔

بیت

مرد مُرشد می برد با مصطفیٰؐ باز دارد از گناہ و از ہوا

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا[1]

بدانکہ در دُنیا کدام چیز مُشکل است۔ کافر را گفتن کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان اہل دُنیا را مُشکل ترک و توکل و توحید کہ جان و مال و فرزند خرچ و تصرف کند فی سبیل اللہ۔ جاہل را مُشکل است صحبت با علماء و برآمدن از جہل و علماء را مُشکل است کہ علم را گذارد و خود را محو معرفت و غرق شود اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ[2] و کدام مُشکل است ؟ ہر کہ مُشکل کشاید

[1] الحدیث [2] حدیث قدسی

ارشاد کے لائق وُہ مُرشد ہے، جو طالب الٰہی کو ہر روز اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے ایک باطنی قوت عطا کرائے، تاکہ طالب اللہ بے جمعیت اور پریشان نہ ہو۔ اگرچہ طالب بکثرت کھاتے پیتے اور اچھا لباس پہنے۔ مگر معرفت حق تعالیٰ زندہ قلب سے ہرگز سلب نہیں ہوتی۔ طالب دو قسم کے ہیں :۔

طالب کی پہلی قسم : حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام کی طرح ظاہری عالم ہے۔ وُہ ظاہری علم کا طالب ہوتا ہے۔ طالب علم کلیم ہے اور اس کی نگاہ معصیت پر ہے۔

طالب کی دوسری قسم :۔ حضرت خضر علیہ السّلام کی مانند جو علم باطنی رکھتے تھے۔ اور باطن کی نظر راہ پر تھی۔ (پس) جو علم ظاہر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرح اور علم باطن حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح نہ رکھے، وُہ ہرگز معرفت الٰہی کو نہیں پا سکتا۔ اور جس نے دائمی نصیب پایا، فقر سے پایا۔ مُرشد ایک ہو۔ اور ایک مُرشد سے ایک طالب ہو۔ جس مُرشد سے کہ نہ ہو بلکہ معلوم ہوا کہ وُہ مُرشد طالب ہے اور مردود (دُنیا) کی طلب میں ہے۔ اور طالب مُرتد (مُرشد) کی تلاش میں ہے۔ اور مُرشد جو معرفت خداوندی میں کامل ہے اور طالب عارف باللہ ابتدائی اور انتہائی تمام مقامات طے کر لیتا ہے۔

بیت

مُرشد کامل (اپنے مُرید کو) دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتا ہے۔ وُہ (اپنے مُرید کو) گناہوں اور نفسانی خواہشات سے باز رکھتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرا پس وُہ شہادت کی موت مرا۔"

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ دُنیا میں کونسی چیز مُشکل ہے۔ کافر کے لیے کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا۔ ایسے ہی دُنیا دار کے لیے ترک (دُنیا)، توکل اور توحید دُشوار ہے کہ وُہ جان و مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ اور تصرف کرے۔ جاہل کے لیے علماء کی صحبت مُشکل ہے اور جہالت کا دُور کرنا اور علماء کو علم کا ترک کرنا اور معرفت خداوندی میں اپنے آپ کو محو کرنا اور غرق ہونا مُشکل ہے۔ لہٰذا مشہور ہے کہ علم حجاب اکبر ہے۔ اور کون مُشکل ہے۔ ہر مُشکل

آن مُشکل از ہر مشکل کُشا۔ اینست کہ زبان از دل بکشاید چُون دل گویا و ذکر جاری بنام اللہ شود و نام اللہ چو دل را قید بگیرد، زبان از گویائی بمیرد و بموافق این حدیث۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[1] اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ[2]

چُون زبان دل بذکر اللہ مشغول تمام گردد و چشم مشاہدۂ معرفت ربانی بہ بیند مالا کلام و بگوش دل آواز یگانگی الست برسد کلام اللہ از و حجاب جُدا گردد۔

وکشف نیز دہ قسم است :۔

کشف زمینی ،

وکشف آسمانی ،

وکشف نفسانی ،

وکشف شیطانی ،

وکشف جبرانی ،

وکشف رُوحانی ،

وکشف مراتب مطلق فانی ،

وکشف خاص الخاص رحمانی ،

وکشف قلوب ،

وکشف قبور ،

وکشف تمام غرق مع اللہ حضوری و ذکر کشف ہا مجموعہ مراتب کشّاف رجوعات خلق لاف در لاف کشف مع اللہ حضوری از باطن معرفت الٰہی دل صاف مطلق زخارف۔ حقیقت کشف از علم تصوف راستی دریاب۔ ہر کہ علم تصوف را نخواند مطلق خراب تصوف چہ معنی دارد؟ اَلتَّصَوُّفُ ھُوَ التَّوْحِیْدُ و توحید چہ معنی دارد؟ اَلتَّوْحِیْدُ ھُوَ اللّٰہُ ہر کہ مراتب ھُوَ اللّٰہُ

[1] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطار ۔ [2] حدیث قدسی، کتاب التشرف ۔

کا مُشکل کُشا ہے۔ یہ ہے کہ زبان دل سے (گرہ) کھولتی ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر اللہ کے نام سے جاری ہو، اور اللہ کا نام دل کو قید میں پکڑ لے، تو اس حدیث کی رُو سے زبان گویائی سے مرجاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اُس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

"علم حجاب اکبر ہے"۔

اور جب زبان دل ذکر خداوندی کی طرف پُوری طرح مشغول ہوتی ہے اور آنکھ معرفت ربانی کا مشاہدہ کرتی ہے اور دل کے کان میں یگانگت کی آواز پہنچتی ہے، تو کلام الٰہی کا حجاب اُس سے دُور ہو جاتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ کشف کی دس قسمیں ہیں :۔

کشف کی پہلی قسم : کشف ارضی ہے۔

کشف کی دوسری قسم :۔ کشف سماوی ہے۔

کشف کی تیسری قسم :۔ کشف نفسانی ہے۔

کشف کی چوتھی قسم : کشف شیطانی ہے۔

کشف کی پانچویں قسم :۔ کشف جبرانی ہے۔

کشف کی چھٹی قسم :۔ کشف روحانی ہے۔

کشف کی ساتویں قسم :۔ کشف مراتب مطلق فانی ہے۔

کشف کی آٹھویں قسم :۔ کشف خاص الخاص رحمانی ہے۔

کشف کی نویں قسم :۔ کشف القلوب ہے۔

کشف کی دسویں قسم :۔ کشف القبور ہے۔

اور کشف غرق مع اللہ حضوری و ذکر کشف ہا مجموعہ مراتب کشّاف رجوعات خلق لاف در لاف کشف مع اللہ حضوری بنفس خلاف از باطن معرفت الٰہی، دل صاف مطلق زخاف۔ کشف کی حقیقت صحیح طور پر علم تصوّف سے تلاش کرے۔ جس نے علم تصوّف کو نہ پڑھا، مطلق خراب ہُوا۔ تصوّف کے کیا معنی ہیں؟ تصوّف کے معنی توحید کے ہیں۔ اور توحید کے کیا معنی ہیں؟ توحید کے معنی ھُوَ اللّٰہُ کے ہیں۔ جو کوئی ھُوَ اللّٰہُ

برسد، از ماسوی اللہ برآید بجز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، در وجود او ذکر غیر نہ در آید۔ اینست مراتب مسکین مفلس فقیر و کشف حضوری از حرارت ذکر لازوال پیدا شود و ذکر لازوال بہ مشاہدۂ غرق وصال تعلق دارد۔

بدانکہ چون شیطان بہ بیند کہ کسی در طاعت و بندگی و یا بذکر معرفت نزدیک حق رسیدہ در خواب آواز می دھد کہ ای فلان! جانب کعبہ برو و حاجی شو و طواف حرم و زیارت مدینہ منورہ روضہ مبارک بکن۔ ہر آن کس کہ رود بہ حج، حاجی شود و طواف حرم، مدینہ منورہ روضہ مبارک کند۔ آنجا نیز در خواب در آید و ابلیس لعین میگوید: کہ ای فلان! ترا اجازت است کہ فلان جائی در ہندوستان یا در ملک دیگر از فقیر فلان تعلیم و تلقین بگیر کہ نصیب تو پیش اوست و آن فقیر متابع شیطان پریشان و شیطان نیز او را بگوید کہ فلان کس پیش تو بیاید آن را تعلیم تلقین گمراہی بدہ و از عبادت معرفت باز دار و آن را در شرب انداز۔

باخبر باش راہ باطنی مدد خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و مرشد کامل قوی دین باید والا نہ شیطان قوی است۔ در حرم کعبۃ اللہ و طواف خانہ کعبہ کردن حج حاجی بی حجاب اللہ گردد۔ مطلب آنکہ مدخل بدان حرم و طواف کردن حضرت تاثیر از دل سیاہی و کدورت و زنگار کلیہ می خیزد و از دل تجلی نور اللہ شعلہ با دل قلب صفا گردد و از سر تا قدم تمام وجود طالب با ذکر اللہ پر نور و مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرق معرفت اِلَّا اللّٰہُ مذکور طمع و حرص و کبر و ریا و آنچہ مانند بدین از وجود حاجی می برآید۔

قبولیت حج نیز بخشش پیر و این چنین حاجی غازی دوام با نفس جنگ غضب قہر خلاف نفس و نسیان کند ہوا و ہوس بدین طریق حاجی الحرمین الشریفین نفس در قید حکم و

کے مراتب پر پہنچتا ہے۔ تو وہ ماسوی اللہ سے نکل آتا ہے۔ اور بجز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے وجود میں ذکر غیر نہیں آتا۔ یہی مسکین مفلس فقیر کے مراتب ہیں۔ اور کشف حضوری ذکر لازوال کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ذکر لازوال مشاہدۂ غرق وصال سے تعلق رکھتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جب شیطان دیکھتا ہے کہ کوئی آدمی طاقت اور بندگی میں اور یا ذکر معرفت سے حق کے قریب پہنچا ہے۔ تو وہ خواب میں آواز دیتا ہے۔ کہ اے فلاں! کعبہ کی طرف جا اور حاجی ہو، اور طواف حرم کر۔ اور زیارت حرم مدینہ سے مشرف ہو، اور روضہ مبارک کی زیارت کر۔ ہر وہ آدمی جو حج کو جاتا ہے اور حاجی ہوتا ہے اور طواف حرم کرتا ہے۔ اور روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے۔ اور ابلیس لعین کہتا ہے کہ اے فلاں! تجھے اجازت ہے کہ فلاں جگہ ہندوستان میں یا دوسرے ملک میں فلاں فقیر سے تعلیم و تلقین لے کہ تیرا نصیبہ اسکے پاس ہے۔ اور وہ فقیر شیطان کا مطیع ہو کر پریشان ہوتا ہے۔ اور شیطان (خواب میں) آکر کہتا ہے کہ فلاں آدمی تیرے پاس آئے گا، اس کو گمراہی کی تعلیم و تلقین کر اور اس کو عبادت و معرفت سے باز رکھ اور شراب (بدعت و معصیت) میں ڈال۔

اے طالب! خبردار ہو۔ اس راہ باطنی میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد کامل قوی دین کی امداد چاہیے، ورنہ ابلیس عظیم قوت والا ہے۔ حرم کعبۃ اللہ کے پہنچنے، خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے حاجی کا حج بے حجاب ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ آدمی کے اس حرم میں داخل ہونے، طواف کرنے (اور زیارت کرنے سے) دل کی سیاہی کی تاثیر، کدورت اور کلی زنگار دور ہو جاتا ہے۔ اور دل سے نور الٰہی کی تجلی کا شعلہ اٹھ کر قلب کو صفائی بخشتا ہے۔ اور سر سے قدم تک طالب کا وجود ذکر الٰہی اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پر نور ہو جاتا ہے۔ اور اِلَّا اللّٰہُ مذکور کی معرفت میں غرق ہونے سے طمع، حرص، کبر اور ریا وغیرہ حاجی کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں۔

قبولیت حج بھی پیر کامل کی بخشش پر منحصر ہے۔ ایسا حاجی غازی ہمیشہ نفس کے ساتھ برسر پیکار رہتا ہے۔ اور خلاف نفس قہر و غضب اور ہوا و ہوس کو فراموش کر دیتا ہے۔ اس طریق سے حاجی الحرمین الشریفین نفس کو اپنے حکم کی قید میں لے آتا ہے اور

شیطان از و دُور تر۔ چنان حاجی بی حجاب اللہ می باید کہ از حرم حضرت مدینہ بیت اللہ می دھد صحیح خبر آنست حاجی کہ ظاہر دوام بہ عبادت ثواب و در باطن عارف باللہ۔ چون باین مراتب رسد، عارف را چہار کشف بکشاید:۔

کشف دُنیا،

وکشف عقبیٰ،

وکشف ازل،

وکشف مولیٰ۔

ہر سہ کشف را بگذارد و کشف مولیٰ یکتا گرداند۔ پس مُرشد آنست کہ بی محنت وبی رنج بدست آرد اوّل۔ این اولیٰ بمولیٰ گنج۔ این را مجموعۂ ذات اسم اللہ بین حق الیقین گویند۔ چون درین مقام رسد، قال اُو قال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شود و قال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ قرآن است و حدیث و اعمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نماز است و حال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شود خُلق با خلق تا احوال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شود و احوال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بغرق بہ نور اللہ تعالیٰ۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ ط

بدانکہ علم سہ قسم است: علم دُنیا و علم عقبیٰ و علم مولیٰ۔ علم دُنیا کہ بمقام مراتب دُنیا رسد، بادشاہ دُنیا گردد کہ ازو رسیدہ شود عدل و انصاف و علم عقبیٰ بتمام علماء است کہ ازو پرسیدہ شود علم موافق عمل۔ سوم علم مولیٰ، چنانچہ علم دُنیا زینت دُنیا و علم عقبیٰ حور و قصور زینت عقبیٰ پیش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ اند۔ حضرت ہرگز بچشم گوشہ باین ہر دو نبردہ اند۔ قولہٗ تعالیٰ:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ط اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ ط

---

[1] سورہ النجم، ۵۳: ۱۷ [2] کتاب التشرف۔

شیطان اس سے دُور تر ہو جاتا ہے۔ ایسا حاجی بے حجاب اللہ تعالیٰ کو پاتا ہے۔ اور حرم حضرت مدینہ اور بیت اللہ شریف کے متعلق صحیح خبر دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حاجی ظاہری طور پر ہمیشہ عبادت و ثواب میں لگا رہتا ہے۔ لیکن باطن میں عارف باللہ ہوتا ہے جب وہ ان مراتب پر پہنچتا ہے، تو اس پر عارف کو مندرجہ ذیل چار کشف کا انکشاف ہوتا ہے:۔

کشف اوّل:۔ کشف دُنیا ہے۔

کشف دوم:۔ کشف عقبیٰ ہے۔

کشف سوم:۔ کشف ازل ہے۔

کشف چہارم:۔ کشف مولیٰ ہے۔

وہ ان تین کشف کو ترک کر دیتا ہے اور کشف مولیٰ اس کو یکتا کر دیتا ہے۔ پس مُرشد وہ ہے کہ اوّل بے محنت اور بے رنج ہاتھ میں لائے۔ اور ایسا دل مولیٰ کے ساتھ بہتر ہے۔ اس کو مجموعۂ ذات اسم اللہ میں بین حق الیقین کہتے ہیں۔ جب وہ اس مقام پر پہنچتا ہے، تو اس کا قال قال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اور قال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کلام الٰہی یعنی قرآن ہے۔ حدیث اور اعمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ہے۔ اور حال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے ساتھ خُلق ہو جاتا ہے۔ تاکہ احوال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائیں۔ اور احوال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور الٰہی میں غرق ہیں۔ اور علم حجاب اکبر ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علم کی تین قسمیں ہیں:۔ علم دُنیا، علم عقبیٰ اور علم مولیٰ۔ (پس) علم دُنیا اسے کہتے ہیں جو دُنیا کے مراتب تک پہنچائے۔ اور بادشاہ دُنیا ہو جائے کہ جس سے عدل و انصاف (لوگوں کو) پہنچے۔ اور علم آخرت تمام کا تمام علمائے کرام کا علم ہے کہ اس سے عمل کے موافق علم پوچھا جائے۔ تیسرا علم مولیٰ ہے۔ چنانچہ علم دُنیا دُنیا کی زینت ہے۔ علم آخرت حُور و قصور کی زینت ہے۔ دونوں علوم بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لائے گئے، تو آپ نے دونوں علوم کی طرف ہرگز نگاہ نہ فرمائی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:۔

"بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی" (اور) علم بڑا حجاب ہے۔

درمیان بندہ وخُدا حجاب وپردہ مثل پردۂ پیاز است۔ آن را پارہ پارہ کردن چہ مُشکل است۔ امّا بنظر مُرشد عارف باللہ صاحب راز۔ بنابرآن فقیر بی نیاز کہ چشم اُو واز ہر مراتب برو باز۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ [1]

در ہر دو جہان مُشکل است۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ [2]۔

فقیر شُدن نہ آسان کار۔ در فقر عظیم سرّ اسرار۔
اَللّٰہُ بَسٌ مَا سِوَی اللّٰہُ ہَوَسٌ ط

ابیات

با بدان کم نشین صُحبت بد　　گرچہ پاکی ترا پلید کُند
آفتابی چنین بلندی را　　قطرۂ ابر ناپدید کُند
آری صاحبدل را نیست ہیچ مُشکل۔

بیت

ہیچ نفسی نیست کز آئینہ رو پنہان کُند　　دل چو روشن شُد کتاب و دفتری درکار نیست

مصنفؒ میگوید

ہر کتابی نُکتہ از دل کتاب　　دل کتابی دفتر حق بی حساب
ہر کہ حق را بی حساب یاد کُند　　بی حساب بہ جنّت رود یعنی ذکر اللہ۔
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

[1] الحدیث [2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔

جاننا چاہیے کہ بندہ اور خُدا کے مابین پردہ پیاز کے پردہ کے مثل ہے۔ اسکو پارہ پارہ کرنا کیا مُشکل ہے۔ لیکن مُرشد عارف باللہ کی نظر میں وُہ صاحب راز ہے۔ اس بنا پر فقیر بے نیاز ہے۔ اور اس کی نگاہ ہر مرتبہ سے اس پر باز ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

"کہ فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا، سوائے حق تعالیٰ کے"۔

فقر ہر دو جہان میں مُشکل ہے۔ حدیث میں وارد ہُوا ہے :۔

"کہ جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وُہی اللہ ہوتا ہے"۔

فقیر ہونا آسان کام نہیں ہے۔ فقر میں عظیم راز ہیں۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

ابیات

بُروں کے ساتھ بہت کم بیٹھ، کیونکہ بُری صحبت تجھ کو ناپاک کر دیگی، اگرچہ تُو پاک و نیک ہی کیوں نہ ہو۔

(تُو دیکھتا ہے کہ) آفتاب کتنی بلندی پر ہے۔ مگر بادل کا ایک ٹکڑا اُسکو چھُپا دیتا ہے۔

ہاں صاحب دل کیلئے کچھ مُشکل نہیں ہے۔

بیت

کوئی نفس ایسا نہیں ہے، جو آئینہ سے چہرے کو چھُپا سکے۔ جب کسی کا دل روشن ہوگیا۔ تو اس کو کتاب اور دفتر کی ضرورت نہیں ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے :۔

تمام کتابیں دل کی کتاب کے ایک نکتہ کے برابر ہیں۔ کیونکہ دل کی کتاب اللہ تعالیٰ کے بے حساب دفتروں کی ایک کتاب ہے۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کی یاد بے حساب کرتا ہے۔ وُہ (اللہ تعالیٰ کی) جنّت میں بحساب داخل ہوتا ہے۔ مُراد یہ ہے کہ ذکر خداوندی بیحد و بے حساب کرے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ" قَالَ وَاِنْ زَنَا وَاِنْ سَرَقَ ط

ابیات

هر که مانع میشود ذکر از خدا — آن بود شیطان کافر پُر هوا
ذکر دانی چیست سِرّی با رحیم — ذکر فکر و معرفت راه مستقیم

بدانکه چنانچه ختم کتاب توریت و انجیل و زبور فرقان است همچنان ختم عبادت ذکر اللہ یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ ختم پیغمبران محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ختم وحدانیت راز الٰہی، فضل اللہ ختم ذکر اللہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، ہر کہ بذکر اللہ دوستی ندارد، ذاکر نباشد و مسلمان نیست کہ خاتمہ بالخیر ذکر اللہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ در قرآن واقع شد۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ط

---

[1] مشکوٰۃ [2] سورہ الاحزاب ۳۳ : ۳۵

"جس شخص نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (خلوص سے) پڑھا، وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا اور اس پر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔" لوگوں نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر زنا اور چوری کی ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

ابیات

جو کوئی (کسی کو) ذکر خداوندی سے روکتا ہے۔ وہ شیطان ہے اور نفسانی خواہشات سے بھرا ہوا کافر ہے۔
کیا تو جانتا ہے؟ کہ ذکر کیا ہے؟ وہ باری تعالیٰ کے ساتھ راز داری ہے۔ ذکر، فکر اور معرفت سیدھا راستہ ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تورات، انجیل اور زبور کا ختم کتاب قرآن مجید ہے اور اسی طرح عبادت کا ختم ذکر الٰہی یعنی کلمۂ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ جیسے خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ اور ختم وحدانیت راز الٰہی اور فضل اللہ کا ذکر الٰہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (پس) جو شخص ذکر خداوندی سے اُنس نہیں رکھتا، وہ ذاکر اور مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ خاتمہ بالخیر ذکر الٰہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں واقع ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں۔ ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

واگر اولیاء اللہ ولی اللہ کہ بر نفس امیر است بر کُل مخلوقات و بر ہر شئی قادر قدیر است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[1]

بدین طریق مراتب ذاکر را اولیاء اللہ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ مالک الملکی گویند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ[2]

ہمہ کس تنہا و خالی دست از شکم مادر آمدہ اند و باز با ذکر فکر معرفت الٰہی در قبر خواہند رفت و علماء ہمیشہ صاحب مطالعہ در کتاب حروف ورق است و فقیر ہمیشہ بمشاہدۂ معرفت الٰہی غرق است۔ ہرگز از ورق مشاہدہ معرفت الٰہی غرق نمی کشاید تا آنکہ از مطالعۂ ورق نہ برآید۔ صاحب غرق را مطالعۂ ورق نسیان گردد و ہر کہ از غرق معرفت الٰہی برآید و بمطالعۂ ورق در آید، آن را باز بہ معرفت الٰہی ورق نکشاید۔ مرد غالب الاولیاء آنست کہ دوام بمطالعۂ ورق ظاہر و فنا فی اللہ بمعرفت الٰہی تمام وجود ظاہر۔ ورق چیست؟ ورق خواندن گفت و شنید۔ علم از یک دیگر رسم و رسوم است و غرق مشاہدہ بین حق الیقین حی و قیوم تمام است۔ پس صاحب خواندن و صاحب دیدن یکدیگر فرق است کہ صاحب ورق در مطالعہ فریاد و صاحب غرق بمعرفت الٰہی آزاد۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

علم رسمی سینۂ صافان را نمی آید بکار　　چون شود آئینہ روشن بی نیاز از جوہر است

[1] سورہ الشوریٰ، ۴۲: ۹　[2] سورہ الانعام، ۶: ۹۵

اور اگر اولیاء اللہ ولی اللہ جو نفس پر امیر ہے، تو وہ کُل مخلوقات اور ہر شئے پر قادر قدیر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"پس اللہ جو ہے وہ ہی ہے کام بنانے والا اور وہی زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس طریق سے ذاکر کے مراتب کو اولیاء اللہ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ مالک الملکی کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور البتہ تم ہمارے پاس آگئے ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار۔"

تمام آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے پیٹ سے آئے ہیں۔ اور پھر ذکر فکر اور معرفت خداوندی کے ساتھ قبر میں جائیں گے اور علماء کرام دائمی طور پر کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں اور فقیر ہمیشہ معرفت خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق ہے۔ ورق سے استغراق معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہرگز نہیں کھلتا، جب تک ورق کے مطالعہ سے باہر نہیں آتا۔ صاحب غرق کو ورق کا مطالعہ نسیان ہو جاتا ہے۔ اور جو کوئی معرفت خداوندی کے استغراق سے نکل کر ورق کا مطالعہ کرتا ہے، اس کو پھر معرفت خداوندی سے ورق نہیں کھولتا۔ غالب الاولیاء مرد وہ ہے جو دائمی طور پر ظاہر و باطن معرفت خداوندی میں غرق رہے۔ اور فنا فی اللہ ہو کر معرفت الٰہی میں اس کا تمام وجود پاک ہو جائے۔ ورق کیا ہے؟ وہ گفت و شنید کے پڑھنے کا ورق ہے۔ اور علم ایک دوسرے سے سیکھنے کا رسم و رواج ہے۔ اور بین حق الیقین کے مشاہدہ میں غرق ہو کر کامل طور پر زندہ اور قائم رہنا ہے۔ پس پڑھنے والے اور دیکھنے والے میں ایک دوسرے میں فرق ہے کیونکہ صاحب ورق مطالعہ میں مثل فریاد کے ہے اور صاحب غرق معرفت الٰہی میں آزاد ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

بیت

یہ ظاہری علم روشن دل والوں کے لیے بیکار ہے۔ جب آئینہ روشن ہو جاتا ہے، تو وہ جوہر سے بے نیاز ہوتا ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ[1]

علم معرفت ہر دو جہان را رہبر است۔

بیت

گر ترا سری زند سر پیش نہ خدمت از بہر خدا درویش بہ

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ[2]

مرید صادق آنست۔

حدیث

اَلْمُرِيْدُ لَا يُرِيْدُ[3]

آن کسی کہ بمطلب رسید، مشاہدۂ ظاہر و باطن دید۔

بدانکہ ابتدا سلک سلوک طالب اللہ را حقایق خود را التماس کند و جانب پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پیغام دہد۔ طالب اللہ با مراقبہ از تصور اسم اللہ و یا از تصور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یا از غلبات ذکر اللہ متوجہ بہ مجلس نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شود واز خود بیخود گردد و بحضور شود۔ مشروح جواب ثواب باصواب پیغام از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیابد واز مراقبۂ بیہوشی باز بہوش آید و صاحب پیغام را از پیغامبر خدا پیغام راستی برساند واز پیغام باطنی خدا بہ مطالب مطلوب با مقصود ظاہر ظہور صحیح رسد مطلب کلیہ شود۔ ہر کہ بدین طریق پیغامبر باشد آنرا طالب پیغامبر تمام گویند کہ آن را ظاہر و باطن یکی گردد۔

دیگر آنکہ طالب اللہ را مرشد از راہ باطنی اسم اللہ و یا از تصور اسم اللہ یا اسم محمد رسول

[1] کتاب التشرف [2] اتحاف السادۃ المتقین، ج ۸، ص ۶۰۸ [3] الحدیث۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"علم بہت بڑا حجاب ہے"۔

علم معرفت ہر دو جہان کا راہنما ہے۔

بیت

اگر تیرا سر قلم کرنا چاہیں، تو سر اُن کے سامنے رکھ دے۔ خدا کی خاطر درویشوں کی خدمت سب سے بہتر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"عام لوگوں کی نیکیاں مقرب حضرات کے لیے بمنزلہ گناہ کے ہیں"[1]۔

(جاننا چاہیے کہ) مُرید صادق وُہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"مُرید وُہ ہے، جس کی اپنی کوئی خواہش نہیں"۔

جو شخص کہ اپنے مقصد کو پہنچا، اُس نے ظاہر و باطن کا مشاہدہ کیا۔

جان لے کہ ابتدائے سلک سلوک یہ ہے کہ طالب الٰہی اپنے حقائق کو خود بیان کرے اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام دے۔ طالب الٰہی مراقبہ کے ساتھ تصور اسم ذات سے اور یا تصور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی زیادتی سے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو جائے اور خود سے بے خود ہو جائے۔ اور صاحب حضوری ہو جائے۔ اور مشروحاً جواب ثواب باصواب پیغام حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرے اور بیہوشی کے مراقبہ سے پھر ہوش میں آئے اور صاحب پیغام کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے پیغام درستی کے ساتھ پہنچائے اور پیغام باطنی خدا سے مقصود کی جانب ظاہر ظہور کو صحیح طور پر پہنچے۔ اور مقصد کُلی حاصل ہو۔ جو کوئی اس طریق سے پیغامبر ہو۔ اسے طالب پیغامبر تمام کہتے ہیں کہ اُسکا ظاہر اور باطن ایک ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ طالب الٰہی کو مُرشد اسم اللہ کے راہ باطنی سے یا تصور اسم اللہ ذات

[1] عام رائے یہ ہے کہ یہ حدیث نہیں، بلکہ ایک بزرگ کا قول ہے، جنکا اسم گرامی ابوسعید فرازہے۔ (تمیز الطیب)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یا از غلبات ذکر اللہ طالب بحضور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شود و آنچہ از نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شود و آنچہ از نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در باطن پیغام و جواب باصواب ثواب دریابد خلاف ظاہر معلوم شد کہ در باطن بیشک حضوری است، لیکن وجود طالب اللہ را طاہر نیست و یا آنکہ بدانکہ اگر کسی را نفس توسن سرکش باشد و یا ذکر فکر مراقبہ محاسبہ بہ نماز روزہ و شب بیداری و دل بیداری ہرگز رام نمی گردد و عنان را بہ تنگند۔ می باید کہ آنرا سر بگیرد و از سر گرفتن او چہ بیخبر است۔ چنانچہ لجام سخت توسن سرکش را باز دارد۔ ہمچنان نفس را تصور اسم اللہ و تصور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در دماغ تصرف کند کہ جنبش از مغز ذکر روح سر چنان آتش سوزش پیدا شود و خلاف نفس و خلاف زن و خلاف دنیا و خلاف شیطان۔ چون ازین ہر دو چہار خلاف وجود آراستہ گردد و تزکیہ نفس متصل تصفیۂ قلب و تصفیۂ قلب متصل تجلیۂ روح متصل تخلیہ سر۔ ہر کہ بدین مقام رسد۔ طالب لایق ارشاد شود۔ آن را لایق است شغل بپوشیدن چشم و بدیدن مشاہدہ از مراقبہ رحمت ربوبیت۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ہر کہ دوام نظر در باطن با مشاہدۂ راز، ہر آنکس ظاہر لایحتاج و بی نیاز۔ طالب را در دل با کدورت زنگار سیاہی بہ حب دنیا طالب گمراہی است و یا آنکہ بر اسم اللہ و بر اسم محمد رسول اللہ علیہ وسلم اعتقاد و اعتبار صادق العقیدت نباشد۔

بیت

پیر ما پیغمبر از پیغمبری پیغمبری پیغام امت رہبری

بعضی صاحب وہم و بعضی صاحب خیال و بعضی صاحب پیغام اند۔ و طالب

کے ساتھ یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور یا کثرت ذکر الٰہی کے ساتھ طالب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور جو کچھ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باطن میں پیغام و جواب باصواب ثواب پاتا ہے۔ خلاف ظاہر معلوم ہوا کہ باطن میں بیشک حضوری ہے۔ لیکن طالب کا وجود پاکیزہ نہیں ہے۔ اور یا یہ کہ (اے طالب صادق!) جان لے کہ اگر کسی کا نفس سرکش اور وحشی ہو، اور یا ذکر فکر مراقبہ محاسبہ نماز، روزہ، شب بیداری اور دل بیداری سے ہرگز رام نہ ہوا ہو اور قابو میں نہ آئے تو چاہیے کہ اسے سرے پکڑے۔ اور اس کے سر پکڑنے سے کیا وہ بے خبر ہے؟ (نہیں وہ بے خبر نہیں ہے) چنانچہ سخت لگام سرکش اور بے قابو (گھوڑے) کو باز رکھتا ہے۔ اسی طرح سے نفس کو تصور اسم اللہ اور تصور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دماغ میں رکھے، تاکہ مغز کی ایسی سوزش آگ ذکر روح سر کی جنبش سے پیدا ہو، جو نفس کے خلاف، خلاف زن، خلاف دنیا اور خلاف شیطان ہو۔ جب ان چاروں خلاف سے وجود آراستہ ہو، تو پھر نفس کا تزکیہ قلب کے تصفیہ کے ساتھ اور تصفیہ قلب کا تجلیہ روح کے ساتھ اور تجلیہ روح کا تخلیہ سر کے ساتھ پیدا ہو۔ تو جو کوئی اس مقام پر پہنچ جائے، وہ طالب لائق ارشاد ہو جاتا ہے۔ اس کو لائق ہے۔ کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو اور مراقبۂ رحمت ربوبیت کا مشاہدہ کرے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

جس کسی کی دوام نظر باطن میں مشاہدۂ راز کے ساتھ ہے، وہ شخص ظاہری طور پر لایحتاج اور بے نیاز ہے۔ طالب کے دل میں کدورت، زنگار اور حب دنیا کی وجہ سے سیاہی ہے۔ ایسا طالب گمراہ ہے اور یا یہ کہ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد اور اعتبار نہ ہو اور وہ صادق العقیدت نہ ہو۔

بیت

پیغمبروں میں سے میرا پیر پیغمبر ہے۔ اور پیغمبری امت کی راہبری اور ہدایت کے لیے پیغام ہے۔

بعض طالب اللہ صاحب وہم، بعض صاحب خیال، اور بعض صاحب پیغام

اللہ بعضی صاحب الہام اند۔ صاحب وہم آن است کہ ذوق وحدانیت ہست و وہم ایشان قائل است و صاحب خیال کہ خیال ایشان نور خالص وصال قبولیت لازوال۔ بہرحال افعال این تعلق ندارد۔ قیل وقال ہر کہ بدین مراتب رسید اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ[1]۔ والہام نیز چند قسم است؛ امّا الہام از شہ رگ نزدیک تر است۔ باہر خبر و باہر حقیقت مشروح، مشعر جواب باصواب الہام شیطانی و انسانی مطالب دُنیا از راہ استدراج خام ناتمام است، بلکہ از جنونیت عوام۔ الہام روحانی و الہام از صفائی قلبی جسم روحانی و الہام از سرّ نہانی و الہام خاص الخاص از قدرت سبحانی۔ بدین طریق صاحب الہام از طریق تحقیق از نفس شر شیطانی، جذب تفریق، صاحب توفیق بحق رفیق و الہام کہ از استدراج است مطلق زندیق و این راہ باطنی کہ از اسم اللہ و از اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

علم عاری و علم قاری و علم اختیاری و علم افتخاری۔

علم عاری آنست کہ دین را بدُنیا مبدّل کُند، چنانچہ از رشوت، ریا و کبر ہوا دُور تر گرداند از خدا۔

و علم قاری قرأت و حفظ خواندن قرآن از بہر خُدا و ارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

و علم اختیاری فقہ و مسائل و تفسیر احادیث۔

و علم افتخاری تصوف معرفت توحید و تقویٰ و ورع و ہدایت و عنایت و عنایت و ولایت فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابیات

علم باید از عنایت فیض بخش خُدا ہر کی پُرسان کُو دکان طبع را

[1] الحدیث۔

ہیں۔ اور بعض طالب اللہ صاحب الہام ہیں۔ صاحب وہم وُہ ہیں کہ جن میں ذوق وحدانیت ہو۔ اور اُن کا وہم قائل ہے اور صاحب خیال وُہ ہیں کہ جن کا خیال نُور خالص اور وصال قبولیت لازوال ہے۔ بہرحال یہ افعال سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ قیل و قال سے تعلق رکھتا ہے۔ جو کوئی ان مراتب پر پہنچا، وُہ اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ (مُرید وُہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہیں) ہے۔ اور الہام کی بھی چند قسمیں ہیں۔ لیکن الہام شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔ اور ہر خبر اور ہر حقیقت کے ساتھ مشروح ہے۔ اور جواب باصواب کی اطلاع دینے والا ہے۔ الہام شیطانی اور انسانی مطالب دُنیا راہ استدراج سے ہے اور خام ناتمام ہے۔ بلکہ جنونیت عوام سے ہے۔ الہام رُوحانی، صفائی قلبی کا الہام، جسم رُوحانی اور الہام سرّ نہانی اور خاص الخاص الہام قُدرت سبحانی سے ہے۔ اس طریق سے صاحب الہام تحقیق کے طریقہ سے نفس شر شیطانی کی وجہ سے جذب تفریق، صاحب توفیق بحق رفیق ہے۔ اور الہام جو استدراج کی راہ سے ہے مطلق کُفر ہے۔ اور یہ راہ باطنی اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ علم کی چار قسمیں ہیں:۔

۱۔ علم عاری ۲۔ علم قاری ۳۔ علم اختیاری ۴۔ علم افتخاری۔

علم عاری وُہ ہے کہ جو دین کو دُنیا سے تبدیل کرے۔ جیسا کہ رشوت، ریا، کبر اور ہوا و ہوس خُدا سے دُور تر کرتی ہیں۔

اور علم قاری۔ قراءت اور خُدا کی خاطر قرآن کا حفظ کرنا اور پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک کے لیے۔

اور علم اختیاری: فقہ و مسائل اور تفسیر احادیث ہے۔

اور علم افتخاری: تصوف، معرفت، توحید، تقویٰ، پرہیزگاری، ہدایت، عنایت اور ولایت فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ابیات

علم، بخش خُدا، اس کے فیض اور عنایت سے چاہیے۔ ہر شخص کہ چھوٹا ہو یا بڑا اپنی طبیعت کے مطابق اس سے سوال کریگا۔

ہرچہ خوانی حق بخوان بہر از خدا جہل را جائی نماند چون چرا

حدیث

مَنْ لَمْ یَتَوَرَّعْ حَالَتَ التَّعَلُّمِ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِثَلٰثِ بَلِیَّاتٍ اَمَّا اَنْ یَمُوْتَ شَابًّا اَوْ اَنْ یَقَعَ فِی الرُّسْتَاقِ اَوْ فِیْ بَابِ الْاُمَرَاءِ۔[1]

یعنی ہرکہ نہ کند پرہیزگاری در آن حالتی کہ می خواند علم مبتلا گرداند اُورا خدای تعالیٰ بہ سہ بلا اگر پیر و جوان بمیرد یا آنکہ انداختہ شود در رُوستاہا و محتاج باشد بدریوزہ ملوک۔

مصنفؒ میگوید عالمی کہ دوام در مطالعہ قال و بہ طلب معرفت اِلَّا اللّٰہُ وصال آن عالم صاحب قال عاقبت ولی اللہ عارف باللہ می شود۔ عالمی کہ دوام مطالعہ در طلب مراتب دُنیا کمال، اگرچہ علم آن را می رساند بدرجہ دُنیا مراتب کلی کمال آن را زود زوال است و بہر رزق غم مخور۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ط اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ط[2]

از طعنۂ خلق عاجز مشو ای عالم عارف!

قولہٗ تعالیٰ :۔

یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَۃِ ط[3]

قولہٗ تعالیٰ :۔ اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِھَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ[4]

ای عالم عارف بذکر اللہ حق مشغول باش۔

---

[1] الحدیث [2] سورہ الشوریٰ، ۴۲: ۲۷ [3] سورہ النزعٰت، ۷۹: ۱۰ [4] سورہ الصّٰفّٰت، ۳۷: ۳۶

جو کچھ تو پڑھتا ہے، دُرست پڑھ اور خُدا کے لیے پڑھ۔ جہالت کے لیے چُون و چرا کی گنجائش نہیں رہی۔

حدیث

"جو علم پڑھ کر تقویٰ اختیار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اُسے تین بلاؤں سے پرکھتا ہے۔ یا جوان مریگا یا محتاج ہوگا یا امراء کے دروازوں پر بھیک مانگے گا"۔

یعنی اس حالت میں کہ جو علم پڑھ کر پرہیزگاری اختیار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اُس کو تین بلاؤں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر وُہ مرتا ہے، تو جوان مرتا ہے یا اس کو دُور اُفتادہ دیہاتوں میں پھینکا جائیگا اور محتاج ہوگا یا پھر بادشاہوں کے دروازوں پر گداگری کریگا۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ جو عالم ہمیشہ ذکر الٰہی اور معرفت اِلَّا اللّٰہ کے وصال کی طلب میں لگا رہتا ہے، وہ صاحب قال عالم آخر کار ولی اللہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اور جو عالم دوام کمال مراتب دُنیا کی طلب میں رہتا ہے، اگرچہ علم اس کو دُنیا کے مراتب کُلّی کمال کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے، مگر بہت جلد زوال پذیر ہوتا ہے۔ روزی کے لیے غم نہ کر۔

ارشاد خُداوندی ہے :۔

"اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا، تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے، لیکن وُہ اندازہ سے اُتارتا ہے جتنا چاہے۔ بیشک وُہ اپنے بندوں سے خبردار ہے۔ دیکھتا ہے"۔

اے عالم عارف! تُو مخلوق کے طعنہ سے عاجز نہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"کافر کہتے ہیں کیا ہم پھر اُلٹے پاؤں پلٹیں گے؟"

ارشاد خُداوندی ہے :۔

"اور کہتے تھے کیا ہم اپنے خُداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے"۔

اے عالم عارف! اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۙ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۔[1]

اے عالم عارف از شیطان دشمن باخبر باش !

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔[2]

حدیث

مَنْ زَادَ عِلْمًا وَّلَمْ يَزْدَدْ وَرَعًا لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا وَّ مَقْتًا فِي الشَّرِيْعَةِ ۔[3]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ لَّمْ يَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْعَالِمُ قَالَ الَّذِيْ عَمِلَ عَلٰى عِلْمِهٖ فِي الْاَحْيَاءِ ۔[4]

پس علم باید آموخت چنانچہ ترا بکار آید تا بدان راہ سنت دریابی. باید دانست چون علم حاصل شود باید کہ از خدا تعالیٰ ترس زیادہ کند و کسی را کہ علم زیادہ شد و بی ترس گشت جہلش زیادہ شد نہ علم آن جہل از ظاہر او باطن افتادہ باشد. عالم آن را دانیکہ ترس گار بود، اگرچہ صد ہزار مسئلہ داند و ترس گار نبود بقول خدای عزوجل عالم نبود. حمال علم بود و ہر کہ مسئلہ داند و ترس گار بود حشر وی بہ علما بود.

سُئِلَ عَنِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ كُوْفِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مَنِ الْفَقِيْهُ قَالَ الَّذِيْ يَخْشَى اللّٰهَ وَيَتَّقِي اللّٰهَ وَيَتَقَبَّلُ اللّٰهَ ۔

[1] سورہ الصفت، ۳۷ : ۳۶ [2] سورہ فاطر، ۳۵ : ۶ [3] ایضاً [4] الحدیث ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور بیشک وہ کہتے تھے اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی، تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے"

اے عالم عارف! شیطان دشمن سے باخبر رہ۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"بیشک شیطان تمہارا (کھلا) دشمن ہے، تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے کہ تم جہنمی بن جاؤ"

حدیث

"جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور تقویٰ اختیار نہ کیا، تو اسکو اللہ تعالیٰ سے شریعت میں زیادہ دوری ہوتی ہے"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"بیشک اس شخص کیلئے قیامت کے روز زیادہ عذاب ہے، جسکو اللہ تعالیٰ علم سے نفع نہ دے۔ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عالم شخص کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقت میں عالم وہ ہے، جو علم پر عمل پیرا ہو"

پس علم حاصل کرنا چاہیے، تاکہ تجھے کام آئے اور اس سے سنت کی راہ پائے۔ جاننا چاہیے کہ جب علم حاصل ہوتا ہے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ خدای تعالیٰ سے زیادہ ڈرے۔ اور جس شخص کا علم زیادہ ہوگیا، تو وہ بے خوف ہوگیا اور اس کی جہالت زیادہ ہوگئی۔ وہ علم نہیں، بلکہ جہالت ظاہر سے باطن کی جانب پلٹ گیا ہوگا۔ تو جانتا ہے کہ عالم اس کو کہتے ہیں کہ جو خشیت خداوندی رکھتا ہو۔ اگرچہ ہزاروں مسائل سے واقف ہو اور متقی نہ ہو۔ تو بقول خدائے بزرگ و برتر وہ عالم نہیں ہے۔ علم کا حامل ہے۔ اور جو کوئی مسئلہ جانتا ہو اور صاحب خشیت ہو، تو اسکا حشر علمائے کرام کے ساتھ ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ کوفیؒ سے سوال کیا گیا کہ فقیہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا فقیہ وہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اور اسکا خوف کرے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ؕ[1]

واکثر مردم می گویند کہ رب العالمین درمیان عالم کفر و اسلام فرق است ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ؕ[2]

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝[3]

گفت: فقیہ آنست کہ بترسد از خدای تعالیٰ و پرہیزگاری کند از برای عند اللہ از منہیات و چون ترس گار نباشد، بر نص و تاویلات مشغول خواہد شد۔ از حرام

[1] سورہ نور، ۲۴ : ۵۲ [2] سورہ محمد، ۴۷ : ۱۱ [3] سورہ الزمر، ۳۹ : ۷۱ - ۷۵

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے، تو یہی لوگ کامیاب ہیں"

اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ رب العالمین اور عالم کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ۔ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے، اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے، جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے۔ کہیں گے کیوں نہیں، مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترا۔ فرمایا جائیگا۔ جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہے گا۔ تو کیا ہی برا ٹھکانہ متکبروں کا۔ اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی۔ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے۔ سلام تم پر۔ تم خوب رہے۔ تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے اور وہ کہیں گے۔ سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں۔ تو کیا ہی اچھا بدلہ ہے محنت کرنے والوں کا۔ اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کیے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائیگا۔ اور کہا جائیگا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے"

کہا: فقیہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اللہ تعالیٰ کے لیے منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیزگاری اختیار کرے۔ اور جب نہیں ڈریگا، تو نص اور تاویلات میں

وشبہات احتراز نخواہد کرد کہ در دُنیا سر ہمہ معصیات است و دخول خواہد کرد۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

لَوْ کَانَ فِی الْعِلْمِ دُوْنَ التَّقْوٰی شَرَفٌ لَکَانَ اِبْلِیْسُ اَشْرَفُ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی [1]

مصنفؒ میگوید کہ علم با عمل و عمل با تقویٰ و تقویٰ با ترس خدای تعالیٰ چون ہر چہار در وجود مجموعہ شوند، دل صفا با معرفت کشف نور اللہ باطن معمور گردد و این را علماء عرفان باللہ می گویند۔

باید دانست علم پنج طبقات بود۔

علم یک طبقہ عربی کہ بوقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم علم بسیار و عمل ہم بسیار بودہ۔

و طبقۂ دوم بعد از رحلت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علم بسیار نبود و عمل بسیار۔

طبقۂ سوئم علم بعد از اصحاب کرام وقت خواہد بود کہ علم بسیار بود و عمل نخواہد بود۔

و طبقۂ چہارم خواہد بود کہ نہ علم و نہ عمل۔

طبقۂ پنجم حضرت مہتر عیسیٰ روح اللہ کہ از آسمان چہارم در کعبۃ اللہ فرود خواہد آمد و عمل بر علم پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہد کرد، چنانچہ عمل بسیار خواہد بود۔

بدانکہ علم توحید و علم شریعت و علم فقہ، مسائل فرض و واجب و سنت و مستحب و علم معرفت الٰہی مجموعۂ علم را جمع کنی۔ الغرض علم مثل دریای عمیق است و عالم مثل کشتی کہ کشتی بجز دریا جای دیگر جاری نگردد و عالم عامل مثل ملاح و فقیر عارف باللہ مثل غواص و غواص بدریا کہ غوطہ خورد، محرم دریا شود و دُرّ را بیرون برکشد، امّا کار غواصی مشکل است۔

[1] الحدیث۔

مشغول ہوگا۔ (اور) حرام و شبہات سے نہ بچے گا۔ اور دُنیا کی محبت میں سراسر معصیت میں داخل ہوگا۔

ارشاد نبوی صلی علیہ وسلم ہے :۔

اگر علم کو تقویٰ کے بغیر شرف ہوتا، تو مخلوق خدا میں شیطان زیادہ بزرگ ہوتا۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ جب علم، عمل، تقویٰ اور خشیت الٰہی چاروں وجودوں میں جمع ہوں، تو کشف نور الٰہی کے ساتھ دل صفا اور باطن معمور ہو جاتا ہے۔ اور اسکو علماء عرفان باللہ کہتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ علم پانچ طبقات پر مشتمل ہے :۔

طبقۂ اوّل عربی : حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں علم کے ساتھ عمل بھی بہت تھا۔

طبقۂ دوم : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں علم زیادہ نہیں تھا اور عمل بہت تھا۔

طبقۂ سوم :۔ صحابہ کرامؓ کے بعد ایسا وقت آئیگا کہ علم بہت ہوگا، مگر عمل نہ ہوگا۔

طبقۂ چہارم : اس عہد میں نہ علم ہوگا اور نہ عمل ہوگا۔

طبقۂ پنجم :۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام چوتھے آسمان سے کعبۃ اللہ میں اتریں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پر عمل کریں گے۔ چنانچہ (علم و عمل بکثرت ہوگا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علم مختلف اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم، علم توحید ہے۔ دوسری قسم : علم شریعت ہے۔ تیسری قسم : علم فقہ ہے۔ چوتھی قسم : مسائل فرض ہے۔ پانچویں قسم : علم واجب ہے۔ چھٹی قسم : علم سنت مستحب ہے۔ ساتویں قسم : علم معرفت الٰہی مجموعۂ علم ہے۔

الغرض علم مثل گہرے سمندر کے ہے۔ اور عالم مثل کشتی کے۔ اور کشتی سوائے دریا کے کسی دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی۔ اور عالم عامل مثل ملاح کے ہے۔ اور فقیر عارف باللہ مثل غواص کے ہے۔ اور غواص جب دریا میں غوطہ لگاتا ہے، تو وہ دریا سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور موتیوں کو باہر نکالتا ہے، لیکن غوطہ لگانے کا کام مشکل ہے۔

رباعی

غوّاصی کُن گرت گُہر می باید — غوّاصی را چہار ہنر می باید
سر رشتہ بدست دوست جان برکف دست — دم نازدن و پائی زسر می باید

بدانکہ اصل بیخ علم و معرفت و عبادت لُقمہ است و لُقمہ نیز دو قسم است :-

لُقمہ مانند آتش، چنانچہ آتش دوزخ آن حرام و مُشتبہ بود کہ از حرص و حسد و غیبت و بغض و عناد و نفاق و ریا و بی جمعیت و خلط شدن بہ شیطان و نفس۔

این ہمہ تاثیر لُقمۂ حرام است و لُقمۂ حلال مثل آب، چنانچہ آب بہشت چون لُقمۂ وجہ حلال در وجود آید، آتش دوزخ مثل حرص وغیرہ ہمہ فرو نشاند و سرد شود و تائب گردد و آن توبہ ہم سہ قسم است و توبہ را سہ نشان است کہ سہ آثار ظاہر شود۔

ہر کہ توبہ از جہل کُند۔
و باخلاص علم خواند۔
علم آنرا یکبارگی روشن شود از ابتدا تا انتہا۔

عالمی کہ عامل شود و بہ عبادت ربانی مشغول گردد، چنانچہ ذکر فکر و از دُنیا و اہل دُنیا تائب شود یکبارگی۔ آن را معرفت الٰہی واضح و روشن شود، بلکہ بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دوام حاضر و با نظر صاحب ناظر و ہر کہ باخلاص تصدیق دل از فسق و فجور و راہزنی تائب گردد، آنکس در خاک بہر نیت کہ قدری دست اندازد۔ ہمون قدر در دست او زر برسد۔ بدین طریق توبہ قبول است و تائب لایحتاج شود۔

ای برادر! این ہمہ برکت از لقمۂ حلال است۔ علماء عامل و فقیر کامل ابتدا لقمۂ حرام را با نظر شناسند و حلال را دریابند۔ این ہمہ غذای نفس و شہوت و رجوعات

رباعی

غوطہ لگا، اگر تجھے موتی چاہیے (اور) غوطہ خور کے لیے چار ہنر چاہئیں۔
رُوح کو قبض کرنے کا اختیار دوست (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھ میں ہے۔ تو جان کو ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دے۔ اور دم نہ مار اور سر کو اُسکے پاؤں پر رکھدے یعنی سر جھکا دے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علم، معرفت اور عبادت کی اصل جڑ لُقمہ ہے۔ اور لُقمہ کی بھی دو قسمیں ہیں :-

پہلی قسم :- لُقمہ مثل آتش دوزخ ہے کہ حرام اور مُشتبہ ہو، اس سے حرص، حسد، غیبت، بغض، عناد، نفاق، ریا اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ اور شیطان و نفس سے خلط ملط ہوتا ہے۔

یہ سب لُقمۂ حرام کی تاثیر ہے۔ اور لُقمۂ حلال مثل پانی کے ہے یعنی آب بہشت۔ جب لُقمۂ کسب حلال وجود میں آتا ہے۔ تو آتش دوزخ مثلاً حرص وغیرہ سب فرو ہوتی ہے اور ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور تائب ہوتا ہے۔ اور توبہ کی بھی تین اقسام ہیں۔ اور اس کی تین علامات ہیں کہ اس سے تین آثار پیدا ہوتے ہیں:-

پہلی علامت : جہالت سے توبہ کرنا۔
دوسری علامت : اخلاص سے علم پڑھنا۔
تیسری علامت : ابتداء سے انتہا تک اس کا علم یکبارگی روشن ہو جاتا ہے۔

وُہ عالم جو عامل ہوتا ہے، عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ذکر فکر اور دُنیا اور اہل دُنیا سے فوراً تائب ہو جاتا ہے۔ اس پر معرفت خُداوندی واضح اور روشن ہو جاتی ہے۔ بلکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر باش رہتا ہے۔ اور صاحب ناظر کے پیش نظر رہتا ہے۔ جو کوئی اخلاص اور تصدیق قلب کے ساتھ فسق و فجور اور راہزنی سے تائب ہو جاتا ہے، تو وُہ شخص مٹی میں جس نیت سے ہاتھ ڈالے، اسی قدر اُسے سونا چاندی حاصل ہو۔ اس طریق سے توبہ قبول ہو، اور تائب محتاج نہیں ہوتا۔

اے برادر! یہ سب برکت لُقمۂ حلال کی ہے۔ علمائے عامل اور فقیر کامل حرام لُقمہ کو پہلی نگاہ ہی سے پہچان لیتے ہیں۔ اور حلال کو معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ سب غذائے نفس،

خلق وناموس بہ خلق است۔ دیگر بزرگ از خوردن لقمۂ حرام را از سستی، طاعت وبی لذت ذکر وبی حلاوت فکر معلوم گردد۔ این ہمہ مراتب خام است۔ مرد آنست کہ اگر بافضا لقمۂ حرام در وجود اُو در آید وعارف باللہ معلوم کرد کہ در وجود من لقمۂ حرام در آمدہ بذکر اللہ چنان بسوزد وخاکستر گرداند تا از بُود نابود کند کہ وجود را تاثیر از حرام نشود۔ امّا اصل لقمۂ حرام یافتن اینست، ہر کہ لقمۂ حرام خورد در خواب ومشاہدۂ معرفت الٰہی نور اللہ نہ بیند وہر کہ لقمۂ حلال خورد، ترقّی تجلّی ومشاہدۂ ربوبیّت زیادہ تر گردد۔ این ہر حقیقت از علم کمال است کامل را۔

وعلم دو قسم است :۔

یکی از برای دین، چنانچہ عمل پرہیزگاران وترس خدا وبرآمدن از حرص، حسد وکبر وہوا مشغول شدن بعبادت وسعادت وورع وقلب الصفا، این ہمہ خاصیّت علم خاصہ از رحمان است۔ این علم وعلماء عامل را عبدالرحمان گویند یعنی نافع المسلمین قوی دین۔ دوم علم دنیا کہ طمع وبخل ورشوت وریا۔

حدیث

اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ[1]

این علم شیطانی است کہ علماء را بردہ بحرص ونادانی۔

بدانکہ ابتداء فقراء انتہای علماء است۔ ابتداء فقراء چیست؟ وانتہاء علماء کرا گویند؟ یعنی ابتداء فقراء ذکر اللہ کہ از تاثیر ذکر اللہ اسم اعظم است کہ در قرآن مجید است و از تاثیر ذکر اللہ طالب اللہ فقیر را کشف مکشوف می شود واز تاثیر اسم اعظم واضح تفسیر شود۔ حکمت اینست کہ علم ظاہری وباطنی علم جزو وکل ہر چہار کتاب چنانچہ توریت وانجیل وزبور وفرقان وحدیث نبوی وقدسی وعلم معرفت سرّ اسرار الٰہی ومشاہدۂ طبقات ہژدہ ہزار

[1] الحدیث۔

شہوت، رجوعات خلق اور مخلوق میں نام وناموس کیلئے ہے۔ دیگر بزرگوں کو لقمۂ حرام سے سستی، بندگی بے لذتی ذکر اور فکر میں بے مزگی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سب خام مراتب ہیں۔ مرد وہ ہے کہ اگر اتفاقیہ لقمۂ حرام اس کے وجود میں آئے اور عارف باللہ نے معلوم کرلیا کہ میرے وجود میں لقمۂ حرام داخل ہوگیا ہے، تو وہ ذکر الٰہی سے اسے ایسے جلاتا ہے اور خاکستر کردیتا ہے۔ یہاں تک کہ بُود سے نابُود کردیتا ہے۔ اور یہاں تک کہ وجود کو حرام کی تاثیر نہیں رہتی۔ لیکن اصل لقمۂ حرام پانا یہ ہے۔ کہ جس نے لقمۂ حرام خواب میں (بھی) کھایا، وہ معرفت خداوندی اور نور الٰہی کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ اور جو لقمۂ حلال کھاتا ہے۔ ترقّی تجلّی اور مشاہدۂ ربوبیّت کی زیادتی ہوتی ہے۔ یہ ہر ایک حقیقت کامل کو علم کمال سے حاصل ہوتی ہے۔

(اور یاد رہے کہ) علم دو قسم کا ہے :۔

ایک علم دین کیلئے جیسا کہ خشیّت الٰہی اور اہل تقویٰ کا عمل ہے۔ اور حرص، حسد، کبر اور نفسانی خواہشات سے نکلنا اور عبادت، سعادت، پرہیزگاری اور قلب کی صفائی میں مشغول ہونا ہے۔ یہ علم خاصہ کی تمام خاصیات رحمٰن سے ہیں۔ اس علم اور علمائے عامل کو عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کو نفع دینے والے اور دین میں صاحب قوّت۔ دوم علم دُنیا کہ طمع، بُخل، رشوت وریا ہے۔

حدیث

"ریا کُفر سے بھی زیادہ سخت ہے"۔

یہ شیطانی علم ہے، جو علمائے کرام کو حرص ونادانی کی طرف لے جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقراء کی ابتداء علماء کی انتہاء ہے۔ فقراء کی ابتداء کیا ہے؟ اور علماء کی انتہاء کس کو کہتے ہیں؟ یعنی فقراء کی ابتداء ذکر الٰہی ہے۔ اور اس کی تاثیر اسم اعظم ہے اور یہ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔ اور ذکر الٰہی کی تاثیر سے فقیر طالب اللہ کے کشف کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور اسم اعظم کی تاثیر سے تفسیر واضح ہوتی ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ علم ظاہری اور علم باطنی جزو وکل ہر چہار کتب توریت، انجیل، زبور، فرقان، حدیث نبوی، حدیث قدسی، علم معرفت سرّ اسرار الٰہی اور اٹھارہ ہزار عالم

عالم طیر و سیر سفلی و علوی کبریٰ و صغریٰ در طی کلمۂ طیب است لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر کہ از علم کلمہ و از ذکر اللہ منکر شود و مرتد و مردود و کافر گردد۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔

کلمہ کلید ہر دو جہان است۔ چون فقیر طالب اللہ ذکر کلمۂ طیب را با ترتیب خواند از ہیچ علم و علوم ظاہری و باطنی پوشیدہ نماند و کلمۂ طیب در طی اسم اللہ و اسم اللہ در طی اسم اعظم است و اسم اعظم و اسم اللہ نفع ندھد و تاثیر نکند بجز وجود معظم و بدل سلیم مکرم۔ پس عالم صاحب تفسیر معنوی مغز آیات کلام اللہ از علم تفسیر و علم اکسیر بدست آرد و از علم اکسیر علم تکثیر بدست آرد و از علم تکثیر معرفت الٰہی تاثیر بدست آرد و از علم تاثیر علم روشنضمیر بدست آرد و عالم با علم روشنضمیر بر ہر دو جہان امیر۔ این نہ عالم فاضل اند، محتاج در طلب روزی معاش روزگار بمثل جاہلان۔ پس معلوم شد کہ علماء فی القبور و علم فی الکتاب، از برای آنکہ دانی کہ از علم اکسیر در توریت و انجیل و زبور و فرقان مجید مرقوم در آیات مشہور است۔ عالمی کہ از قرآن و آیات اسم اعظم و علم اکسیر نیابد و در قید عمل نیارد و لایحتاج نگردد و غنی نشود۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى[1]

پس بموافق اعداد آیات کیمیا درست نکند معلوم شد کہ آن را حقیقت قرآن تفسیر معلوم نیست ہنوز محروم است، اگرچہ نزد خلق عالم و فاضل و صاحب عظمت و مخدوم است، زبردست سیاہ دل و بی ترس بود۔

بیت

بہر از دین بود دین از خدا نیست عالم آنکہ بارشوت ریا
علمی کہ بخوف مولیٰ و ترس آخرت از دنیا نکشد و از علمی کہ نفس را سر راست نگردد۔

[1] سورہ الضحیٰ، ۹۳ : ۸

کا سفلی و علوی، کبریٰ و صغریٰ طیر و سیر کے طبقات کا مشاہدہ کلمۂ طیبہ کی طے میں ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو کوئی کلمہ کے علم اور ذکر الٰہی سے منکر ہوتا ہے، وہ مرتد، مردود اور کافر ہو جاتا ہے۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔

جاننا چاہیے کہ کلمہ دونوں جہان کی چابی ہے۔ جب فقیر طالب اللہ ذکر کلمۂ طیب کو ترتیب کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس سے کوئی علم ظاہری و باطنی پوشیدہ نہیں رہتا۔ اور کلمۂ طیبہ اسم اللہ کی طے میں ہے۔ اور اسم اللہ اسم اعظم کی طے میں ہے۔ اسم اللہ اور اسم اعظم نفع اور تاثیر نہیں دیتا بجز وجود معظم کے اور دل سلیم مکرم کے۔ پس عالم صاحب تفسیر معنوی، آیات کلام اللہ کا مغز علم تفسیر اور علم اکسیر سے ہاتھ میں لائے۔ اور علم اکسیر سے علم تکثیر ہاتھ میں لائے۔ اور علم تکثیر سے معرفت خداوندی کی تاثیر ہاتھ میں لائے اور علم تاثیر سے علم روشنضمیر ہاتھ میں لائے۔ اور عالم با علم روشنضمیر دونوں جہان پر غالب ہوتا ہے۔ نہ یہ عالم ہیں اور نہ فاضل ہیں۔ بلکہ روزگار و معاش کے حصول میں جاہلوں کی طرح محتاج ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ علماء محض علمائے فی القبور اور عالم فی الکتاب ہیں۔ اسلیے کہ تو جانتا ہے کہ علم اکسیر سے توریت، انجیل، زبور اور فرقان مجید میں آیات مشہور میں لکھا ہے۔ کہ جو عالم آیات قرآنی سے اللہ کا اسم اعظم اور علم اکسیر نہ پائے اور عمل میں نہ لائے، وہ لایحتاج اور صاحب ثروت نہیں ہو سکتا۔

"اور تجھ کو مفلس پایا، پھر غنی کر دیا"

پس اعداد و آیات کے موافق کیمیا درست نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں قرآن کی تفسیر معلوم نہیں ہے۔ ابھی وہ محروم ہے اگرچہ مخلوق کے نزدیک وہ عالم و فاضل، صاحب عظمت اور مخدوم ہے۔ وہ زبردست سیاہ دل اور بے ترس ہے۔

بیت

علم دین کے لیے ہوتا ہے اور دین خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ عالم نہیں ہے، جو علم کو رشوت خوری اور ریاکاری کے لیے حاصل کرے۔
جو علم کہ خوفِ خدا اور آخرت کے ڈر سے دنیا کو نہ کھینچے اور وہ علم جو نفس کو راہِ راست پر نہ لائے (وہ علم حقیقی نہیں ہے)۔

مخمّس

دارا برفت و حشمت و جاہ از جہان نبرد — کاؤس ہم فروشد کام از جہان نبرد
زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی — جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد

واز علمی کہ جہل و شرک و کفر و بدعت بیرون نہ برآید و از علمی کہ دیدۂ دل باطن معرفت حق نکشاید۔ آن علم وبال و عالم او جہال جاہل۔ دانی علم خاصہ بجہت اعمال نیک است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا[1]

خطائی از امت گناہ است و شفاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل عطائی از اللہ۔ علم خاصہ قرآن نص و حدیث چنانچہ زاہد بی علم ابلیس۔ علم مونس جان است۔ زاہد بی علم شیطان است۔ علم ہادی راہبر راہ۔ زاہد بی علم گمراہ۔ علم فقہ و یا علم فقر فیض الٰہی۔ ہر دو یکی اند، راہبر اند و می دہندہ از حق گواہ و دارندہ از باطل نگاہ۔ حلیم نام اللہ است۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را سہ مراتب تعلیم علم و تلقین معرفت فقر کرد۔ اول نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را تعلیم و تلقین کردند۔ دوم روح محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را تلقین تعلیم کردند کہ ہیچ خلق را نہ بود موجود معبود بجز حق۔ پس مرشد کامل در تعلیم تلقین نور کامل باید و در تعلیم تلقین روح کامل باید و در تعلیم تلقین جسد و جسم کامل باید و در نظر کامل و معرفت الٰہی کامل و در ذکر فکر کامل و در علم لدنی کامل و در عقل کامل و کشف و کرامات کامل، غرق دوام اشتغال اللہ با اسم اللہ شامل۔ ہر کہ از اسم اللہ جدا سخن اولاف و رلاف سر ہوا۔ مرشد کامل آنست کہ طالب اللہ را بہ سہ مراتب رساند۔

[1] سورہ السباء، ۳۴: ۱۳

مخمّس (مذمت دنیا)

دارا جہاں سے چلا گیا۔ مگر وہ جاہ و حشمت اس دنیا سے اپنے ساتھ نہ لے جا سکا۔ کاؤس بھی نیچے گیا۔ اور مراد جہاں نہ لے جا سکا۔

دنیاوی اسباب کے ساتھ ہرگز دل کو نہ لگا۔ (بادشاہ) جمشید دنیا سے جام کے قصہ کے سوا کچھ نہ لے جا سکا۔ (حقیقت حال یہ ہے کہ کوئی بھی دنیا سے کچھ نہ لے جا سکا)۔

اور جس علم سے جہالت، شرک و کفر باہر نہ نکلے اور جس علم سے دیدۂ دل کی صفائی نہ ہو، اور معرفت خداوندی نہ کھولے، وہ علم وبال اور اس کا عالم جہال جاہل ہے۔ تو جانتا ہے کہ علم خاصہ صالح اعمال کیلئے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے داؤد کے گھر والو! کام کرو احسان مان کر۔"

خطا امت کا گناہ ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی عطا اور فضل ہے۔ علم حقیقی قرآن نص اور حدیث ہے۔ چنانچہ بے علم زاہد ابلیس ہے۔ علم مونس جان ہے۔ اور زاہد بے علم شیطان ہے۔ علم ہادی اور راہبر ہے اور زاہد بے علم گمراہ ہے۔ علم فقہ اور یا علم فقر اللہ کا فضل ہے۔ ہر دو مساوی ہیں۔ اور راہبر ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے دو گواہ ہیں۔ اور باطل سے نگاہ رکھتے ہیں۔ حلیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ تعلیم، علم اور معرفت فقر کی تلقین کی۔ اول نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تعلیم و تلقین کی۔ دوسری دفعہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تلقین و تعلیم کی، کہ اس وقت کوئی مخلوق موجود نہ تھی بجز معبود حق کے۔ پس تعلیم و تلقین میں مرشد کامل اور نور کامل چاہیے اور تعلیم و تلقین میں روح کامل چاہیے۔ اور تعلیم و تلقین میں جسم و بدن کامل چاہیے اور نظر میں کامل اور معرفت خداوندی میں کامل اور ذکر و فکر میں کامل اور علم لدنی میں کامل اور عقل میں کامل، کشف و کرامات میں کامل ہو۔ ہمیشہ مستغرق باللہ ہو، اور اسم اللہ میں محو رہے۔ جو کوئی اسم اللہ سے جدا ہے، اسکا کلام سراسر لاف زنی اور نفسانی خواہشات پر مبنی ہے۔ مرشد کامل وہ ہے جو طالب اللہ کو مندرجہ ذیل تین مراتب تک

اوّل نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
دوم روح پُرفتوح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
سوم بجسد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔
كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ[1]
ہر کہ باصل خود نہ رسد، از راہ وصل باصل نہ برد۔ نالایق مطلق حیوان ناطق۔

ابیات

علم سہ حرف است سہ از بہر سہ — الف تے وت توکل ترک ت
ہر کہ خواند غیر ازین دُنیا طلب — طالب دُنیا بود اہل از کلب
قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔
اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ[2]

وسوم جسد وجسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را تلقین وتعلیم کردند قاب قوسین۔ شرح نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشرح روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشرح جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم چون خدای تعالیٰ خواست کہ خداوندی خود را آشکارا کنم، نور از نور خود جدا ساخت و در آئینۂ محبت معرفت جمالیت مشاہدۂ نور خود را بخود بین شد مبتلا و مشتاق گشت۔ و نام آن نور خود را خطاب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم داد۔ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیب از آنست۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بزبان قدرت فرمود: بجنب بما ہم سخن شو ای نور! نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم در جنبش وجوش آمد گفت: یا اللہ جل جلالہٗ۔ نام اللہ از نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اظہار شد۔

[1] الحدیث [2] عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

پہنچاتے۔
پہلا مرتبہ، نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
دوسرا مرتبہ، روح پرفتوح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
تیسرا مرتبہ، جسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
چنانچہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
"ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے"۔
جو کوئی اپنے اصل کی طرف نہ پہنچے۔ اور راہ وصل سے اصل کی طرف نہ لے جائے، نالائق مطلق اور ناطق حیوان ہے۔

ابیات

علم میں تین حروف ہیں۔ اور تین تین کے لیے ہیں۔ الف تے اور ت توکل ہے اور ت ترک دُنیا ہے۔
جو کوئی اس کے سوا پڑھے، وہ دُنیا کا طالب ہے اور دُنیا کا طالب کتوں کی اولاد سے ہے۔
جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔
"دُنیا ناپاک ہے اور اس کے طالب کتے ہیں"۔
اور تیرے جسم وبدن نے حامل قاب قوسین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم وتلقین کی۔ شرح نور، روح اور جسم کی شرح یہ ہے کہ جب خدای تعالیٰ نے اپنی خداوندی کا اظہار چاہا، تو اپنے نور خالص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جدا کیا۔ اور وہ نور مقدس آئینۂ محبت اور معرفت میں اپنے نور کی جمالیت کا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور خود ہی اپنے آپ کا عاشق اور مشتاق ہو گیا۔ اور اپنے نور کے نام کو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام حبیب اسی وجہ سے ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی زبان قدرت سے فرمایا، اے نور ہم سے ہمکلام ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جنبش وجوش میں آیا اور کہا: یا اللہ بزرگ وبرتر! پس اللہ تعالیٰ کا نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ظاہر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ

دولکھ وہفتاد ہزار وسی ہزار سال اللہ تعالیٰ بمد نظر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم را نگاہ داشت۔ بعد ازاں حق سبحانہٗ وتعالیٰ از روی کرم ولطف فرمود: کہ ای نور محمد روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم شو۔ بحکم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ از نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شد۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بزبان قدرت فرمود: کہ ای روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بجنب بما ہمسخن شو۔ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم گفت:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔

بزبان قدرت خدای تعالیٰ فرمود:۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

از کلمۂ توحید صورت نور فقر وحدت معرفت پیدا شد وبصورت روح وبصورت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم را گفت: السلام علیکم یا روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم برخواست وصورت نور فقر توحید معرفت الٰہی توحید در دل روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سکونت گرفت۔ تصدیق القلب بہ وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبدل یک وجود ویکتا گشت۔ باز حق سبحانہٗ وتعالیٰ بزبان قدرت فرمود کہ ای روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بجنب بما ہمسخن شو۔ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم گفت: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وبزبان قدرت خدای تعالیٰ فرمود: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ از نور کلمۂ طیب صورت اسلام ذکر اللہ علم کلام اللہ پیدا شد۔ صورت علم صورت روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم را گفت: السلام علیکم یا روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم گفت: وعلیکم السلام یا کلام اللہ و روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم صورت علم را تعظیم داد پیش علم برخواست وعلم را بر لب بوسید و بر چشم نہاد و علم قرار وسکونت بر زبان گرفت ومطالعہ بچشم نمود۔ سہ لکھ وسی وسہ ہزار سال خدای تعالیٰ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم را تعلیم علم و دور مدور حافظ محافظہ نمود کہ ہنوز وحی پیدا نبود۔ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ۔[1]

[1] خطبات احمد جان ۔

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دو لاکھ اور تہتر ہزار سال نگاہ میں رکھا۔ اسکے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے از روئے لطف وکرم فرمایا: کہ اے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جا۔ پس وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بحکم خداوندی روح کی طرف منتقل ہو گیا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا: کہ اے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے ہمسخن ہو۔ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بزبان قدرت جواب دیا:۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

اور کلمۂ توحید سے نور فقر وحدت کی صورت اور معرفت پیدا ہوئی۔ اور روح کی صورت اور نور کی صورت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا: السلام علیکم یا روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روح مطہر اٹھ کھڑی ہوئی اور صورت نور فقر اور توحید معرفت الٰہی نے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سکونت اختیار کر لی۔ تصدیق القلب وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یک وجود اور یکتا ہو کر تبدیل ہوئی۔ پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا: کہ روح نجیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ہمکلام ہو۔ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نور سے صورت اسلام، ذکر الٰہی، اور علم کلام الٰہی پیدا ہوا اور صورت علم نے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو کہا: السلام علیکم یا روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وعلیکم السلام یا (علم) کلام اللہ اور روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت علم کو تعظیم دی اور علم کے سامنے کھڑے ہوئے اور علم کو لبوں پر بوسہ دیا اور آنکھ پر رکھا۔ علم نے زبان پر اقرار اور سکون پکڑا اور آنکھ سے مطالعہ کیا۔ تین لکھ تینتیس ۳۳ ہزار سال اللہ تبارک وتعالیٰ نے روح محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم کی تعلیم سے آراستہ کیا اور دور مدور حافظہ محافظہ کیا کہ ہنوز وحی پیدا نہیں تھی۔

"اس کی شان پہلے ہی کی طرح تھی، جیسا کہ وہ اب ہے"۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ط[1]

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط[2]

صاحب معرفت وتمامیت فقر رسیدہ سرفرازی وفخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یگانہ با محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ یگانہ باشد ویاد دارد حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ با مشاہدۂ وصال واقف باشد۔ این سر اسرار حال احوال آنست فقر لازوال۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط چنانچہ این قال من بر احوال من۔ بدین مقام نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر آنکس حضور رسد کہ دست بیعت کردہ طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد ومقام نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برو بکشاید وحقیقت ابتداء وانتہاء نور اللہ طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہنماید۔

حدیث قدسی: اِنَّ اَوْلِيَائِيْ تَحْتَ قَبَائِيْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِيْ ط[3]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ط[4]

ہر کہ تنک آرد کافر گردد وبعد ازان حق سبحانہٗ وتعالیٰ نظر جمالیت دست راست بر روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کرد وفرمود بزبان قدرت کُنْ فَيَكُوْنُ۔ کُلّ مخلوقات جن وانس وملائکہ موجودات ہژدہ ہزار عالم، وحوش وطیور پیدا شد۔ بعد ازان از دست چپ نظر کرد کہ ازان نار شیطان ودنیا ونفس امارہ ظاہر گردید۔ سوم مرتبہ تلقین تعلیم جسد وجسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم را چنانچہ شب معراج پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بر براق سوار شد۔ مہتر جبرائیلؑ پیش پیادہ وار جلو دار جبرائیلؑ فرو ماند وبالای عرش گذشتہ بقاب قوسین او رسید ودید آنچہ دیدنی بود وشنید آنچہ شنیدنی بود۔

---

[1] سورہ العلق، ۹۶ : ۵ [2] نقل از مرغوب القلوب [3] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ [4] کتاب معرفت بوستان جلد اول، شرح معرفت مثنوی مولانا رومؒ۔

"انسان کو تعلیم کیا کہ وہ جس وقت جانتا نہیں تھا۔"

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔"

صاحب معرفت اور تمامیت فقر سرفرازی اور فخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ یگانہ با محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہے کہ یگانہ ہو، اور حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھے۔ اور وصال الٰہی کے مشاہدہ سے واقف ہو۔ اس سر اسرار کا حال احوال یہ ہے کہ فقر لازوال نعمت ہے۔ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔" چنانچہ یہ میرا قول میرے احوال پر گواہ ہے۔ اس مقام نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وہ شخص حضوری میں پہنچتا ہے، جو طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو، اور اس نے آپ کی دست بیعت کی ہو۔ اور مقام نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھلا ہو۔ اور حقیقت ابتداء و انتہاء نور الٰہی طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھاتے۔

حدیث قدسی میں ارشاد ہے:۔

"بے شک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ بجز میرے انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچانا پس اس کی زبان گونگی ہوگئی۔"

بعد ازاں رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے نظر جمالیت دست راست سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کی اور زبان قدرت سے فرمایا: "ہو جا" اور پھر وہ ہوگئی۔ کُل مخلوقات جن وانس اور فرشتے اور اٹھارہ ہزار عالم موجودات، جانور اور پرندے پیدا ہوئے۔ پھر بائیں ہاتھ سے نظر کی۔ اس سے شیطانی آگ، دنیا، نفس امارہ پیدا ہوا۔ اور تیسری مرتبہ تعلیم جسد وجسم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چنانچہ معراج کی رات حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات براق پر سوار ہوئے۔ اور مہتر حضرت جبرائیل علیہ السلام آگے آگے پیادہ جلوہ دار تھے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور آپ بالائے عرش گزر کر قاب قوسین او ادنیٰ کے مرتبہ و مقام پر پہنچے۔ اور دیکھا جو کچھ دیکھنے کے لائق تھا۔ اور سنا جو سننے کے لائق تھا۔

٭

بیت

دید محمدؐ بچشم دگر بلکہ بدان چشم کہ دارد بسر

مُرشد کامل آنست کہ نُور محمد صلی اللہ علیہ وسلم طالب را بمجلس نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رساند و رُوح طالب را بمحفل رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم رساند و جسم بہ جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم رساند و بموافق حلیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُرشدی کہ این توفیق ندارد، تلقین گرفتن حرام۔

ابیات

باتو گویم بشنوی ای ہوشمند ذکر فکر و عقل آنجا ناپسند
جسم و روحی کی رسد آن خاص نُور تانگردد نُور کی باشد حضور
نُور پیدا می شود از حق نظر در مطالعۂ علم از حق بی خبر
می شناسد نُور حق آن زندہ دل کی شناسد مُردہ دل دیوار گِل

باہُوؒ مبر از خُدا نُورش نُما
نُور حاصل می شود از مصطفیٰؐ

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ ط[1]

چنانچہ جای دیگر فرمودہ است:۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط[2]

[1] سورہ النور، ۲۴ : ۳۵ [2] ایضاً۔

بیت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار دوسری آنکھ سے ہوتا ہے، بلکہ اس آنکھ سے جو عالم اسرار کی آنکھ ہے۔

کامل مُرشد وہ ہے جو طالب کو نُور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نُورانی محفل میں پہنچا دے اور طالب کی رُوح کو مجلس رُوح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دے۔ اور جسم کو مجلس پاک میں پہنچائے۔ چنانچہ حُلیہ مبارک کے موافق ہو۔ جو مُرشد یہ توفیق نہ رکھے، اُس سے تلقین لینا حرام ہے۔

ابیات

مَیں تجھ کو کہتا ہوں کہ اے ہوشمند! سُن لے۔ اس جگہ ذکر و فکر اور عقل کو پسند نہیں کیا جاتا۔

جسم اور رُوح اس خاص نُور تک کب پہنچ سکتی ہے؟ جب تک خود نورانی نہ ہو، حضوری نہیں پا سکتی۔

نُور اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے پیدا ہوتا ہے۔ جو علم کے مطالعہ میں ہے، وُہ حق سے بے خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نُور کو زندہ دل ہی جان سکتا ہے۔ مُردہ دل بھلا مٹی کی دیوار کو کیسے پہچان سکتا ہے؟

اے باہُوؒ! خُدا کیلئے اسکے نُور کی جلوہ نمائی کر۔
نُور دراصل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔ مثال اس کی روشنی کی"۔

چنانچہ ایک دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ "روشنی پر روشنی ہے"۔

مقام نُور از آن مذکور است کہ در قرآن مغفور است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ [1]

بدانکہ ذکر فکر عقل مذکور الہام تعلق بہ جسم و روح دارد و غرق حضور نُور تعلق بسر دارد ۔

بدانکہ فقیر دو قسم اند بعضی صاحب جمال و صال ۔ دانی چیست مستی حال، اگرچہ کمال این کمال را زوال است، چنانچہ کشف کرامات، رجوعات خلق و حاضرات جنونیت ۔ چنانچہ ذکر فکر سُکر و صحو، چنانچہ قبض و بسط و سیر طیر چنانچہ طی زمین دو نیم قدم از مشرق تا مغرب نزدیک فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ این ہمہ بازیگری حال خام خیال است ۔ دوم بعضی فقیر صاحب احوال کہ بر خود لباس شریعت پوشیدہ بجز نُور اللہ تجلیات معرفت الٰہی قدم بر قدم محمد علیہ السلام راہی دیگر ندیدہ ۔ این را صاحب وصال گویند ۔ مقام نُور رستگاری است و ماسوی اللہ ذکر این ہمہ خوار لیست ۔

بدانکہ صاحب ریاضت مجاہدہ از خدا جدا اند و صاحب راز غرق نُور اللہ با خدا اند کہ مجاہدہ از برای مشاہدہ است و مشاہدہ با شاہد حال است نہ بہ قیل و قال است و نہ مستی حال است ۔ ہر کہ جدا پر ہوا و ریاضت در خروش و ہر کہ با خدا باطن معمور و خاموش ۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ [2]

از مُرشد عارف طالب اللہ روز اول عارف شود ذکر فکر ۔ مُرشد عارف باللہ طالب اللہ را تعلیم آن ندھد، مُرشد نیست و ہر کہ مشاہدہ عینہ بعینہ بخشد یعنی تصور از اسم اللہ دیدہ است و شنیدہ آن صاحب کامل بود ۔

[1] سورہ الفتح، ۴۸: ۲ [2] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ ۔

اس مقام میں نُور مذکور ہے کہ قرآن مجید میں ہے ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر، فکر، عقل، مذکور الہام جسم و رُوح سے تعلق رکھتا ہے، اور غرق نُور حضور سِرّ سے تعلق رکھتا ہے ۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں: بعض صاحب جمال ہوتے ہیں اور بعض صاحب وصال ۔ کیا تُو جانتا ہے کہ مستی حال کیا ہے؟ اگرچہ اس میں کمال ہے، مگر اس کمال کو زوال ہے ۔ جیسا کہ کشف و کرامات، رجوعات خلق اور حاضرات جنونیت ۔ مثلاً ذکر، فکر، سُکر اور صحو، قبض، بسط و سیر طیر ۔ چنانچہ تمام ارض (و سما) کو مشرق سے مغرب تک دو نیم قدم میں عبور کر لینا فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک (آسان) ہے ۔ مگر یہ تمام بھی بازیگری اور خام خیالی ہے ۔ دوم بعض فقیر صاحب احوال ہوتے ہیں، جو اپنے اوپر لباس شریعت پہنے ہوتے ہیں ۔ وُہ سوائے تجلیات نُور الٰہی اور معرفت خداوندی کے اور اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی راستہ نہیں جانتے ۔ ان کو صاحب وصال کہتے ہیں ۔ مقام نُور نجات ہے اور ذکر خداوندی کے بغیر تمام ذلت ہے ۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ صاحب ریاضت و مجاہدہ خُدا سے جُدا ہیں ۔ لیکن صاحب راز غرق نُور اللہ با خُدا ہیں ۔ کیونکہ مجاہدہ مشاہدہ کے لیے ہے اور مشاہدہ شاہد کے حال کے ساتھ ہے ۔ اس کا تعلق قیل و قال سے نہیں ہے ۔ اور نہ ہی مستی حال سے ہے ۔ اور جو کوئی نفسانی خواہشات سے بَرا ہے اور دکھلاوے کی ریاضت نہیں کرتا ہے ۔ اسکا باطن معمور ہے اور وُہ خاموش رہتا ہے ۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا ۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

مُرشد عارف سے طالب اللہ ذکر فکر کے ذریعے پہلے ہی دن عارف ہو جاتا ہے ۔ جو مُرشد عارف باللہ طالب اللہ کو اس قسم کی تعلیم نہیں دیتا، وُہ مُرشد نہیں ہے ۔ اور جو کوئی مُشاہدہ عین بعین بخشے یعنی اسم اللہ کے تصور سے، وُہ صاحب کمال ہے ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط[1]

ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عبادت پروردگار خود برسانید تا بہ یقین۔ از مراتب فکر آدمی صاحب یقین شود۔ از تمامیت مراتب دُنیا آدمی بیدین بود۔ دم آخرت خاتمہ بالخیر است۔ وقت جان کندن با تصدیق القلب از غلبات صدق بر زبان برآید: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس وقت مرگ در قبر لحد لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ط[2] اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[3] معلوم گردد و عبادت رسم رسوم است و یقین جزو در کُل در آید یعنی وقت مرگ اوّل مؤمن مسلم ہر کہ با یمان باللہ اولیاء اللہ را در مشاہدہ معائنہ۔ بعد ازان یقین حاصل گردد و بر مرگ راغب شود۔ یا آنکہ ہر کہ عبادت ابلیس کرد و یقین معرفت الٰہی را بدست نیاورد۔ عبادت آنست کہ تا بہ یقین برساند یعنی در عبادت در رکوع و سجود اَللّٰهُ اَكْبَرُ جواب باصواب لَبَّيْكَ يَا عَبْدِيْ نیابد، بی جواب و الہام و قدرت بی زبان یقین نمی شود۔

لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ط[4]

اکثر مردم می گویند کہ دل بہ یار و دست بکار غلط می گویند دل بیار و دست بکار کہ دل تعلق مع اللہ دارد۔

ہر کہ مع اللہ صاحب یقین و ہر کہ از مع اللہ بازگشت بہ دُنیا از مراتب یقین برگردد و بیدین لعین شود یعنی بی ادب۔ اللہ طلب ادب نکند و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب ادب کند و قرآن علماء طلب ادب کنند و فقراء

[1] سورہ الحجر، ۱۵ : ۹۹ [2] سورہ العنکبوت، ۲۹ : ۳۳ [3] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲
[4] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ۔"

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پروردگار کی عبادت یقین کی حد تک پہنچاؤ۔ مراتب فکر سے آدمی صاحب یقین ہو جاتا ہے۔ اور مراتب دُنیا کی تمامیت سے آدمی بے دین ہو جاتا ہے۔ اور دم آخرت خاتمہ بالخیر ہے۔ نزع کے وقت تصدیق قلب کے ساتھ غلبات صدق سے زبان پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط نکلتا ہے۔

پس موت کے وقت قبر میں "خوف نہ کھائیے اور نہ غم کیجئے"، "خبردار! بیشک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے" معلوم ہو جائیگا۔

عبادت رسم و رسوم کا نام ہے۔ اور یقین جز کا نام ہے، جو کُل میں آتا ہے۔ یعنی مرنے کے وقت اوّل مؤمن مسلم ہو۔ جو کوئی ایمان باللہ کے ساتھ اولیاء اللہ کو مشاہدہ میں معائنہ کرتا ہے۔ پھر اُسے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور موت پر راغب ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ جس نے ابلیس کی عبادت کی اور معرفت خداوندی کے یقین کو ہاتھ میں نہ لایا۔ (وہ خسارے میں رہا) عبادت وہ ہے، جو یقین تک پہنچائے یعنی (جب تک) عبادت رکوع و سجود میں اللہ اکبر کا جواب باصواب لبیک عبدی (اے میرے بندے میں حاضر ہوں) نہ پائے۔ بے جواب و الہام اور قدرت بے زبان یقین حاصل نہیں ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی"۔

اکثر لوگوں کا قول ہے کہ دل یار کے ساتھ ہو، اور ہاتھ کام میں لگا ہو۔ مگر یہ قول غلط ہے۔ اسلیے کہ دل یار کے ساتھ ہو اور ہاتھ بیکار ہو، کیونکہ دل کا تعلق ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

(پس) جو کوئی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وہ صاحب یقین ہے۔ جو کوئی باری تعالیٰ سے دُنیا کی طرف پھرا۔ وہ مراتب یقین سے پھر جاتا ہے اور بیدین اور لعنتی ہو جاتا ہے یعنی بے ادب۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ادب طلب نہیں کرتا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ادب طلب کرتا ہے اور قرآن اور علماء سے ادب طلب کرتا ہے

اسم اللہ طلب ادب کند۔

بیت

ادب تاجیست از نورِ الٰہی　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

شیطان در طلب بی ادبی و دُنیا در طلب بی ادبی و نفس امارہ در طلب بی ادبی و کُفر نفاق در طلب بی ادبی و ادب چہ معنی دارد؟ و بی ادبی چیست؟ ادب حق بالیقین و یقین راہ راستی است و بی ادبی باطل یعین۔ دروغ تابع شیطان را گویند پس مجلس با ادب و بی ادب راست نیاید۔ اصل دین فقر ادب است و دُنیا و کُفر بی ادبی است۔ بی ادب ہیچ کس بخُدا نرسد۔

ابیات

ہر کہ در افتاد بسیلاب سیم　　بر قدم خویش نہ ماند مقیم
ہر عبادت دُور گرداند ترا　　شُد یقینش زانکہ حق خواند ترا

لَا اِلٰہَ عبادت است نقش نفی اِلَّا اللّٰہُ اثبات مشاہدۂ نور اللہ تجلّی ذات حاصل شود یقین و بگفتن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ راستی و باسلامت اسلام دین ایمان است۔

ہر کہ عبادت جُز را بکُل رساند و جُز در کُل در آید و از کُل ہر مقامات نُور اللہ بکشاید، یقین حاصل و اہل یقین مطلق شود و اصل یقین مقام یگانگی حق و دُور کنندہ از باطل است۔ یقین بمقام حق الیقین بُرد۔ چنانچہ عبادت توفیق است و یقین رفیق است۔ یقین بجان است و عبادت بی یقین کار شیطان است۔ عبادت علم است و یقین امر است۔ یقین و امر از ذکر اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

اور فقیر اسم اللہ سے ادب کا خواہاں ہے۔

بیت

نُور خُداوندی میں سے ادب ایک تاج ہے۔ اس کو اپنے سر پر رکھ لے۔ پھر جہاں جانا چاہے چلا جا۔

شیطان بے ادبی اور دُنیا بے ادبی اور نفس امارہ بے ادبی اور کُفر و نفاق بے ادبی کی طلب کا خواہاں ہے۔ اور ادب کے کیا معنی ہیں؟ اور بے ادبی کیا ہے؟ ادب حق بالیقین اور یقین صراط مستقیم ہے۔ اور بے ادبی باطل یعین ہے۔ جھُوٹ تابع ابلیس کو کہتے ہیں۔ پس مجلس ادب کے ساتھ اور بے ادبی کا باہم کوئی جوڑ نہیں۔ دین و فقر کی اصل ادب ہے۔ دُنیا و کُفر کی اصل بے ادبی ہے۔ کسی بے ادب کی خدا تک رسائی نہیں ہوئی۔

ابیات

جو کوئی مال و زر کے سیلاب میں گر پڑا۔ وُہ اپنے قدموں پر قائم نہیں رہ سکتا۔

ہر عبادت تجھ کو دُور کر دیگی۔ مگر تجھ کو یقین ہونا چاہیے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو (اپنی طرف) بلا رہا ہے۔

لَا اِلٰہَ عبادت ہے۔ نقش نفی اور اِلَّا اللّٰہُ اثبات اللہ تعالیٰ کے نُور کے مشاہدہ سے یقین ذات کی تجلّی حاصل ہوتی ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے اسلام کی درستی، سلامتی کے ساتھ دین و ایمان ہے۔

جو کوئی عبادت جُز کو کُل تک پہنچاتا ہے اور جُز کُل میں آتی ہے۔ اور کُل سے ہر مقامات نُور الٰہی کے کھولتا ہے۔ تو یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل یقین مُطلق ہو جاتا ہے۔ اور اصل یقین ہی مقام یگانگی حق ہے اور باطل کو دُور کرنے والا ہے یقین حق الیقین کے مقام پر لے جاتا ہے۔ چنانچہ عبادت توفیق ہے اور یقین رفیق ہے اور یقین زندگی ہے اور بے یقینی کی عبادت شیطانی فعل ہے۔ عبادت علم ہے۔ اور یقین امر ہے۔ یقین اور امر ذکر الٰہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حاصل شود۔

رُوِیَ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اِنِّیْ اَخُوْفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِتِّبَاعُ الْھَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ اَمَّا اِتِّبَاعُ الْھَوٰی فَیُضِلُّھُمْ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِیْھُمُ الْاٰخِرَۃَ [1]

فارسی خبر امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہٗ میگوید :۔

گفت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ از ہیچ چیز بر امت خویش چنان ترسانیم کہ از دو چیز یکی ہوای نفس کہ ایشان را از راہ حق باز دارد و دیگر اندیشہ ہای دراز کہ قیامت ایشان را بر دلہای سرد و فراموش گرداند۔

کلمۂ طیب و ذکر اللہ و سر اسرار معرفت الٰہی و یقین از حضور معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاب قوسین حاصل شود۔ پس مؤمن عارف باللہ را ذکر اللہ ہر دم یقین معراج در خواب و بی ہوشی۔ مشاہدہ غرق بنور اللہ ذکر اللہ است۔ در وجود کسی کہ ذکر اللہ کلمۂ طیب تمام تاثیر کند و اسم اللہ بر دل نقش قرار گیرد۔ و بر زبان ورد گردد، سیف اللہ شود۔ اگر بجانب کسی بہ بیند با قہر و غضب بگوید یا اللہ کہ از جان بیجان شود و مُردہ بود و اگر بر مُردہ با اخلاص و اعتقاد دل بگوید یا اللہ جل جلالہٗ! بہ ہمون دم مُردہ زندہ شود و اسم اللہ جل جلالہٗ مع اسم اعظم این چنین تاثیر دارد اینست مراتب معنی یقین از اسم اللہ حاصل می شود۔

حدیث

ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [2]

[1] الحدیث۔ [2] ایضاً

علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"میری اُمت پر دو اشیاء سے کوئی شے زیادہ خوف کرنے والی نہیں ہے۔ ایک خواہش نفس کہ اُن کو راہ حق سے باز رکھتی ہے۔ دوسرے اندیشۂ دراز کہ محشر کو ان سے فراموش کرتا ہے۔"

اسکا ترجمہ فارسی میں یوں ہے :۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"کہ کوئی چیز میری اُمت پر دو چیز سے زیادہ خوفدار نہیں ہے۔ ایک خواہش نفس کہ اُن کو راہِ حق سے باز رکھتی ہے اور دوسرے اندیشہ ہائے دراز کہ قیامت اُن کے دلوں پر سرد کر دیتی ہے اور فراموش کر دیتی ہے۔"

کلمۂ طیب اور ذکر الٰہی اور سر اسرار معرفت الٰہی ہے۔ اور یقین حضور کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج ہے۔ اور وہ قاب قوسین سے حاصل ہوتا ہے پس مؤمن عارف باللہ کو ذکر الٰہی ہر دم حاصل رہتا ہے۔ اور یقین خواب و بے ہوشی میں اس کی معراج ہے۔ اور نور اللہ ذکر الٰہی میں مستغرق ہونے سے اُسے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ جس آدمی کے وجود میں ذکر الٰہی اور کلمۂ طیب پوری طرح تاثیر کرتا ہے اور دل پر نام الٰہی نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے۔ اور زبان پر ورد جاری ہوتا ہے، تو وہ سیف الرحمٰن ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی جانب قہر و غضب سے نگاہ کرے اور کہے یا اللہ! تو اسی وقت جان سے بیجان ہو جاتا ہے۔ اور مُردہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر مُردہ پر اخلاص اور اعتقاد دل کے ساتھ کہے یا اللہ جل جلالہٗ! تو اسی وقت مُردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ کا نام اسم اعظم کے ساتھ ایسے ہی اثر رکھتا ہے۔ یہی معنی مراتب یقین کے ہیں کہ نام ذات باری تعالیٰ سے حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کا ذکر سب فرضوں سے پہلے فرض ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ط ہے۔"

حدیث

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ ط قِيْلَ مَا اَخْلَصُهَا قَالَ اَنْ يَّهْجُرَ عَنِ الْمَحَارِمِ ط

حدیث

قَائِلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَثِيْرٌ وَالْمُخْلِصُوْنَ قَلِيْلٌ وَمَا اَخْلَصُهَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ ط

کلمۂ خاصگان صاحب مذکر بہ دوازدہ مقام با دوازدہ ضرب بر دل زند وبرکت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہر مقام را دریابند، مثل خواب و یا مراقبہ از خودی خود و بی اختیار شوند۔ چون کسی ضرب اوّل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بر دل زند و در تفکر در آید، آن وقت کہ وقت مرگ جان کندن من است۔

قولہٗ تعالیٰ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط[1]

چون ضرب دوم بر دل زند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ در تفکر در آید، آن وقت است کہ اللہ تعالیٰ ہفتاد ہزار سوال از بندہ می پرسد و بندہ بی زبان جواب دہد۔ آن زبان قدیم دل است۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ چون مقام سوم بر دل ضرب زند و بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و در تفکر در آید۔ آن وقت است کہ ہفتاد ہزار سوال فرشتگان از من پیش مدخل شدن قبر می پرسند۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰى۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط[2]

اللہ تعالیٰ واقف احوال و ہمراہ بندہ در حیات و ممات پائندہ۔ چون ضرب چہارم

[1] سورہ العنکبوت، ۲۹ : ۵۷ [2] سورہ الحدید، ۵۷ : ۴

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس شخص نے نہایت خلوص اور اخلاص سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کہا، وہ بہشت میں بغیر حساب کے اور بغیر عذاب کے داخل ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اخلاص کیا ہے؟ فرمایا: حرام باتوں سے دوری اختیار کرنا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے کثیر ہیں، مگر مخلص قلیل ہیں۔ اور جس نے اخلاص کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، کہا، وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔"

خاصوں کا کلمۂ طیب جب صاحب ذکر بارہ مقاموں پر بارہ ضرب کے ساتھ دل پر مارتا ہے، تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی برکت سے ہر مقام حاصل ہوتا ہے مثلاً خواب اور یا مراقبہ میں خود سے بیخود ہو جاتا ہے۔ اور بے اختیار ہو جاتا ہے۔ جب کوئی آدمی پہلی ضرب پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب لگاتا ہے اور تفکر کرتا ہے، تو اس وقت اُسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری موت کا وقت ہے اور میری جان نکلنے کا وقت ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی دوسری ضرب دل پر لگاتا ہے اور تفکر میں آتا ہے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ ستر ہزار سوال بندہ سے دریافت کرتا ہے اور بے زبان بندہ جواب دیتا ہے۔ وہ قدیم زبان دل ہے۔ بمعنی اے اللہ! میرے دل کو دین پر ثابت رکھ۔ پھر جب تیسری ضرب دل پر لگاتا ہے اور کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت ستر ہزار سوال فرشتے قبر میں داخل ہونے سے پہلے مجھ سے پوچھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں تم ہو۔"

اللہ تعالیٰ ہر حال کا علم رکھتا ہے اور موت و حیات میں انسان کا ساتھی ہے۔ پھر جب چوتھی ضرب دل پر لگاتا ہے اور کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اور فکر میں آتا ہے، اس وقت

بر دل زند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ در تفکر در آید وقتی است کہ در قبر مرا بنشانند و منکر نکیر از من جواب باسوال مَنْ رَّبُّكَ وَمَنْ دِيْنُكَ وَمَنْ قِبْلَتُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ ط چون ضرب پنجم بر دل زند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و در تفکر در آید، وقتی است کہ در قبر فرشتہ پیدا شود کہ دہن مرا دوات سازد و انگشت قلم و نُف سیاہی و دستخط از من بنویساند آنچہ نیکی و بدی کردہ ام تعویذ نمودہ در گلو من انداختہ غائب شود۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :۔

اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ط وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا
مَّنْشُوْرًا ط اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ط بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ط[1]

چون ضرب ششم بر دل زند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و در تفکر در آید۔ آنوقت است کہ عذاب قبر ہر طرف زمین بر من غلبہ کند بجز خدای تعالیٰ ہیچ کس فریاد نرسد۔ چون ضرب ہفتم بر دل زند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و در تفکر در آید۔ آن وقت است کہ گوئی قیامت قائم شدہ ہژدہ ہزار عالم را بر عرصات استادہ کنند و در عرصات ہمہ کس بہ عرق خود غرق مراتب بمراتب نفسی نفسی۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :۔ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ
وَبَنِیْهِ ۙ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ط[2]

چون ضرب ہشتم بر دل زند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و در تفکر در آید۔ آنوقت است کہ اعمالنامہ بدست من می دہند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا
یَّسِیْرًا ۙ وَّیَنْقَلِبُ اِلٰٓی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ط وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ
وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا ط[3]

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۱۳-۱۴ [2] سورہ عبس، ۸۰ : ۳۴-۳۷ [3] سورہ الانشقاق، ۸۴ : ۷-۱۲

قبر میں مجھ کو بٹھا دیا جاتا ہے اور منکر نکیر مجھ سے سوال و جواب کرتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ اور تمہارا دین کونسا ہے؟ اور تیرا قبلہ کونسا ہے؟ اور تمہارا نبی کون ہے؟ جب پانچویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں فرشتہ پیدا ہوتا ہے، جو میرے منہ کو دوات بناتا ہے، انگلی کو قلم، تھوک کو سیاہی اور مجھ سے دستخط کرواتا ہے کہ جو نیکی اور بدی میں نے کی ہے اور تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"(ہر انسان کی قسمت) ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ہے اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے، جسے کھلا ہوا پائے گا۔ فرمایا جائیگا کہ اپنا نامہ پڑھ۔ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔"

جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی چھٹی ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے، تو اسوقت عذاب قبر زمین کے ہر طرف مجھ پر غلبہ کرتا ہے اور ماسوی اللہ کوئی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ پھر جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ساتویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور تفکر میں آتا ہے، تو اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ گویا قیامت برپا ہے، اٹھارہ ہزار عالم میدان حشر میں کھڑے کئے گئے ہیں اور میدان حشر میں ہر شخص اپنے پسینہ میں مراتب بمراتب شرابور ہے اور نفسی نفسی کا عالم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں باپ اور جورو اور بیٹوں سے۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔"

پھر جب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آٹھویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے، تو اس وقت میرے ہاتھ میں اعمال نامہ دیتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"تو وہ جسے اپنا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائیگا اور اپنے گھر والوں کی طرف شاد شاد پلٹے گا اور وہ جس کا نامۂ اعمال اسکی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے، وہ عنقریب موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں جائیگا۔"

قولہٗ تعالیٰ :- اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَ
تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ؕ[1]

قولہٗ تعالیٰ :- فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ؕ[2]

چون ضرب نہم بر دل زند لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و در تفکر در آید۔ آنوقت است کہ نیکی و بدی مرا در ترازو وزن می کنند گر دبندہ۔

قولہٗ تعالیٰ :- وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ؕ[3]

قولہٗ تعالیٰ :- فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ
مَا هِیَهْ ۝ نَارٌ حَامِیَةٌ ؕ[4]

قولہٗ تعالیٰ :-

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا
وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ؕ[5]

آن وقت است واقف احوال است از بندہ بہر حال است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ
كِتٰبٍ ؕ[6]

چون ضرب دہم بر دل زند لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و در تفکر در آید۔ آنوقت است کہ مؤمنان بہ سلامتی ایمان از پلصراط بگذرند۔ چون ضرب یازدہم بر دل زند لَآ اِلٰهَ

[1] سورہ یٰسٓ ۳۶ : ۶۵ [2] سورہ الزلزال ۹۹ : ۷ - ۸ [3] سورہ الاعراف ۷ : ۸ -
[4] سورہ القارعہ ۱۰۱ : ۶ - ۱۱ [5] سورہ السجدہ ۳۲ : ۱۶ [6] سورہ فاطر ۳۵ : ۱۱

ارشاد خداوندی ہے :-

"آج ہم کو ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے۔ اور انکے پاؤں انکے کیے کی گواہی دیں گے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے، اُسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے، اسے دیکھے گا۔"

پھر جب نویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ میری نیکی اور بدی ترازو میں تولی جاتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اس دن تول ضرور ہونی چاہیے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں، تو وہ من مانتے عیش میں ہیں۔ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں، وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں، خوابگاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت بندہ کے ہر حال و احوال سے واقف ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے۔ یہ سب ایک کتاب میں ہے۔"

جب کلمۂ طیبہ کی دسویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اُسوقت معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن لوگ ایمان کی سلامتی کے ساتھ پلصراط سے گزرتے ہیں۔ جب وہ گیارہویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور فکر

اِلَّا اللّٰہُ و در تفکر در آید۔ آنوقتی است کہ مؤمنان در جنت در آیند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝[1]

چون ضرب دوازدہم بر دل زند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و در تفکر در آید، آنوقت است کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بدست مبارک خود ساغر نور اللہ از حوض کوثر شراباً طہوراً بمؤمنان و مسلمانان و عارفان و عاشقان بخشند، با شوق نوشند و بحضور حق سبحانہٗ وتعالیٰ با جمیع امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلقاء رب العالمین مشرف شوند۔ چون باین مقام منتہی رسد، کلمۂ طیب را ختم کند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آدمی صاحب لفظ و لسان سیف الرحمٰن۔ بدین مقام قبولیت است، ہر کہ بحضوری مشرف دیدار بمقام ربوبیت نور اللہ غرق شود و بعضی از آن سکر کَلَّ لِسَانُہٗ گردد و بعضی در توبہ در آیند و ہر دم توبہ توبہ کنند و بعضی در عبادت ظاہری در آیند کہ ہیچ حال سر از سجدہ فارغ نشوند۔

کلمۂ طیب را چار گواہ اند :۔

اوّل گواہ اقرار باللسان۔ دوم گواہ تصدیق القلب، سوم گواہ "لا" نفی کہ ہر گناہ را تیغ "لا" قتل کند، مثل ذوالفقار علیؓ، چہارم گواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس ہر کہ در دنیا بدین طریق کلمۂ طیب را مع گواہان خواند، امید است کہ وقت جان کندن بدین طریق خواہد خواند۔ ہر کہ وقت جان کندن بدین طریق کلمہ را خواند، امید است کہ وقت حشر چون قیامت قائم شود و از قبر برآید و بگوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

[1] سورہ الفجر، ۸۹ : ۲۷ - ۳۰

میں آتا ہے۔ اسوقت معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان بہشت میں داخل ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔"

جب وہ کلمۂ طیب کی بارھویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم کرتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مبارک سے نور الٰہی کا پیالہ شراباً طہوراً حوض کوثر سے اہل ایمان، مسلمانوں، عارفوں اور عاشقوں کو بخشتے ہیں اور وہ شوق سے پیتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیدار خداوندی کے لیے جاتے ہیں اور دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔

جب وہ اس مقام منتہی پر پہنچتا ہے، تو وہ کلمۂ طیبہ کو ختم کرتا ہے۔ وہ شخص صاحب زبان اور اللہ تعالیٰ کی تلوار ہو جاتا ہے۔ یہ مقام قبولیت ہے۔ جو کوئی حضوری میں دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ اور مقام ربوبیت میں نور الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے۔ تو ان میں سے بعض کو سکر یعنی "ان کی زبان گونگی ہو جاتی ہے" ہوتا ہے۔ اور بعض توبہ میں آتے ہیں اور ہر لمحہ توبہ توبہ کرتے ہیں اور بعض عبادت ظاہریہ میں آتے ہیں اور کسی وقت بھی اور کسی حال میں سر کو سجدہ سے نہیں اٹھاتے یعنی ہر وقت سربسجود رہتے ہیں۔

(جاننا چاہیے کہ) کلمۂ طیبہ کے چار گواہ ہیں :۔

اوّل گواہ : زبان سے اقرار ہے۔

دوسرا گواہ : تصدیق بالقلب ہے۔

تیسرا گواہ : لام نفی ہے کہ ہر گناہ کو "لا" کی تلوار سے قتل کرتا ہے، حضرت علی المرتضیٰؓ کی تلوار کی طرح۔

چوتھا گواہ : حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس جو شخص دنیا میں اس طریق سے کلمۂ طیبہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے، امید واثق ہے کہ جان نکلنے یعنی وقت نزع جو اس طریق سے کلمۂ طیبہ کو پڑھے گا، امید ہے کہ وقت حشر جب قیامت قائم ہوگی اور وہ قبر سے باہر نکلے گا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ از کلمۂ طیب تجلی نور بہ پیش ظہور چنان گردد کہ خوانندۂ کلمہ بر تجلی کلمہ مبتلا و مشتاق عاشق و دیوانہ باشد کہ بآن تجلی در بہشت در آید۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ ۔ قَالَ وَاِنْ سَرَقَ وَ اِنْ زَنٰى ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى ۔[1]

کلمہ بہ چہار چیز تعلق دارد کہ آن فرض عین است۔

اوّل گفتن کلمہ فرض است۔

دوم ہر کہ گوید بگو کلمہ از کلمہ منکر نشود زود بگوید و فرصت نکند۔ این نیز فرض است۔

سوم معنی تحقیق کردن کلمہ فرض است۔

چہارم دوام گفتن کلمہ فرض است۔

دانی کلمہ بہ چہار چیز قبولیت دارد، چنانچہ بناء اسلام کہ بغیر از بناء اسلام کلمہ نفع نمی دہد و تاثیر نمی کند۔ اگر این چنین کلمہ عام ناتمام گویند مثل جلاّدان و مانند آن اہل نفاق۔ آنرا چہ خواہی گفت۔ احتیاج دعوت نماند کسی کہ بدین ترتیب کلمۂ طیب را بخواند و از خود بیخود شود و در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بیشک رفت آنچہ در باطن حکم شود، ظاہر دریابد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔[2]

---

[1] مشکوٰۃ، کتاب الایمان، ۱۴ [2] سورہ الضحیٰ، ۹۳ : ۱۱

رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا، تو کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے کے دو بازو اس کے وجود سے پیدا ہونگے۔ وہ ان بازوؤں سے اڑکر جنت میں داخل ہوگا۔

کلمۂ طیب سے نور کی تجلی اس طرح ظاہر ہوگی کہ کلمہ کا پڑھنے والا کلمہ کی تجلی پر فریفتہ، مشتاق، عاشق اور دیوانہ ہو جائیگا اور وہ اس تجلی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (خلوص کے ساتھ) کہا، وہ جنت میں بغیر حساب کتاب اور بغیر عذاب کے داخل ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے کہا، خواہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) اگر اس نے چوری (بھی) کی ہو، اور اگر زنا (بھی) کیا ہو۔"

کلمہ چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے، جو وہ فرض عین ہیں :۔

پہلی شے : کلمۂ طیبہ کہنا فرض ہے۔

دوسری شے : جو کوئی کلمہ کہنے کو کہے، اس سے انکار نہ کرے اور جلد کہے اور فرصت نہ دے۔ یہ بھی فرض ہے۔

تیسری شے : کلمہ کے معنی تحقیق کرنا فرض ہے۔

چوتھی شے : دائمی طور پر کلمہ پڑھنا فرض ہے۔

جاننا چاہیے کہ کلمہ چار چیزوں سے مقبولیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی بنیاد چار چیزوں سے ہے۔ (یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ) اور بنائے اسلام کے بغیر کلمہ نفع نہیں دیتا اور تاثیر نہیں کرتا۔ اگر ایسا عام اور نامکمل کلمہ جلاّد اور اس طرح کے اہل نفاق پڑھتے ہیں، تو اس کو کیا کہے گا؟ اس شخص کو دعوت پڑھنے کی حاجت نہیں رہے گی، جو اس ترتیب کے ساتھ کلمۂ طیب پڑھے گا، وہ خود سے بیخود ہو جائیگا اور بیشک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں جائیگا اور باطن میں جو کچھ حکم ہوگا، وہ ظاہر میں پائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔"

پس از نعمت ذکر اللہ و مشرف شدن بدیدار حضرت رب العالمین در خواب فی الدنیا والآخرۃ مشروحاً چہ بہتر باشد۔

ابیات

علم را آموز اول بعد ازان اینجا بیا — جاہلان را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا
علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست — علم باید با عمل علمی کہ بر خر بار نیست

قولہٗ تعالیٰ :-

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا [1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

لِكُلِّ شَيْءٍ آفَةٌ وَآفَةُ الْعِلْمِ بِالطَّمَعِ [2]

بیت

علم نحو و صرف خوانی فقہ خوانی یا اصول — جز وصال قرب وحدت دور مانی ای جہول

دانی کہ شیطان را از سجدہ حضرت آدم صلوٰۃ اللہ لَا اَسْجُدُ لِغَيْرِ اللّٰهِ علم باز داشت کہ آن حجاب شد۔ از فرمان خدای تعالیٰ بی فرمان گشت۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ [3]

از علمی کہ پیدا شود کبر و پیغامبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود است کہ کبر سہ حرف است: ک ب ر۔ از حرف ک کرامت رود۔ از حرف ب برکت رود و از حرف ر رحمت رود۔

[1] سورہ الجمعہ ۶۲: ۵ [2] الحدیث۔ [3] حدیث قدسی۔

پس ذکر الٰہی کی نعمت سے مشرف ہونا اور رب العزت تبارک و تعالیٰ کے دیدار سے خواب میں دنیا اور آخرت میں تفصیلاً مشرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے۔

ابیات

پہلے علم حاصل کر۔ اس کے بعد اس جگہ حاضری دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاہلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

اللہ کا علم نور ہے۔ اس سے زیادہ کوئی چیز نورانی نہیں۔ علم عمل کے ساتھ ہونا چاہیے، کیونکہ یہ گدھے پر بوجھ کی مثل نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

(عالم بے عمل کی مثال وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے):
"اسکی مثال گدھے کی ہے، جو پیٹھ پر کتابیں لے کر چلتا ہے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے"۔

بیت

(اگرچہ) تو علم نحو، صرف اور فقہ اور اصول فقہ پڑھ لے۔ اگر تو قرب وحدت کے مقام سے دور ہے، واصل نہیں ہے، تو تو جاہل ہے۔

تو جانتا ہے کہ شیطان (عزازیل) کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے روکے رکھا۔ اور اس کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر سجدہ نہ کرو اور وہ حجاب ہو گیا اور خدای تعالیٰ کے فرمان سے بے فرمان ہو گیا۔

چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"علم اللہ تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے"۔

جس علم سے کبر پیدا ہوتا ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ کبر کے تین حرف ہیں: ک، ب، ر۔ حرف ک سے کرامت دور ہوتی ہے۔ حرف ب سے برکت دور ہوتی ہے۔ اور حرف ر سے رحمت دور ہوتی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

وَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ ذَرَّةٌ عَنِ الْكِبْرِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ۝[2]

صاحب کبر مونس و صاحب شیطان است، چنانچہ شیطان در علم عالم و فاضل مشہور جہان است۔ والی کہ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ ۝

وعدہ وعید قصص الانبیاء آیات است بجہت دریافتن کنہ معرفت حق اسم اللہ ذات و ترک از دُنیا۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :- اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِيْهَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى ۝[3]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :- وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝[4]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :- وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝[5]

قَوْلُهٗ تَعَالٰى :- اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝[6]

پس معلوم شد کہ دُنیا یقین یار است۔ یاری دہد۔ از یقین دُنیا حرص پیدا شود و حرص مطلق معصیت شیطان و شرمندگی نفس است از مولیٰ و یقین یار است یاری می دہد بہ عقبیٰ کہ از یقین عقبیٰ طاعت و تقویٰ پیدا می شود و در طاعت و تقویٰ خوشنودی خدا است

---

[1] سورہ المؤمن، ۴۰ : ۶۰ [2] مشکوٰۃ، باب الغضب والکبر، ۴۳۳ [3] نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ، ترمذی۔ [4] سورہ القصص، ۲۸ : ۴۲ [5] سورہ ہود، ۱۱ : ۶۰ [6] سورہ الاحزاب، ۳۳ : ۵۷

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں، عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"جس کے دل میں ایک ذرہ بھی غرور ہے، وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔"

مغرور شیطان کا ساتھی اور اسکا غم خوار ہے۔ چنانچہ شیطان علم میں عالم اور دُنیا کا فاضل مشہور ہے۔ تو جانتا ہے کہ جن کو علم دیا گیا ہے۔ ان کے درجات ہیں۔

وعدہ وعید معرفت خداوندی اور اسم اللہ ذات کی حقیقت کو پانے کے لیے انبیاءؑ کے قصے اور آیات ہیں۔ اور دُنیا اور اہل دُنیا کو ترک کرنے سے درجات ملتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دُنیا اور اس کے مابین جو کچھ ہے (سب) ملعون ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اس دُنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے دن اُنکا بُرا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور اُنکے پیچھے لگی اس دُنیا میں لعنت اور قیامت کے دن سُن لو بیشک عاد اپنے رب سے منکر ہوئے۔ ارے دُور ہوں عاد ہود کی قوم۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، اُن پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ دُنیا پر یقین کرنا بہت ہی بُرا یارانہ ہے۔ دُنیا پر یقین کرنے سے حرص پیدا ہوتی ہے۔ اور حرص مطلق گناہ اور شیطانی کام ہے۔ اور مولیٰ سے نفس کی شرمندگی ہے۔ اور مولیٰ پر یقین کرنا وہ دوستانہ ہے، جو آخرت میں دوستی کا کام دیتا ہے۔ اور

واز یقین یار است یاری می دہد بمعرفت ذوق وشوق اشتیاق محبت مولیٰ اعزّ اسمہ اللہ تعالیٰ۔ چون عالم دُنیا گرفت، از و فائدۂ دین برفت۔ چونکہ دُنیا مثل زہر قاتل است اندک بخورد یا بسیار، دین بمیرد یا آنکہ دُنیا متاع شیطان است۔ ہر دلیکہ متفق و مبتلای متاع شیطان شود، مطلق آندل خانۂ شیطان گشت واز علم ہیچ نفع دین نرسد کہ در دلذت ہوای نفسانی است۔ با کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قلب را مصقل و روشن کنندہ است و ذکر اللہ است بشروع ذکر اللہ از کلمہ ضرب بر دل زند واز دہان دُود بر آید و بعد ازان ضرب دوم زند از غلبات ذکر اللہ از دہان آتش مثل برق می برآید۔ بعد ازان بہ ضرب سوم ذکر اللہ از دہان اخگر برآید۔ اینست ذکر صحیح جہر۔ بعد ازان در ذکر اللہ خفیہ در آید واز ذکر خفیہ در وجود گوشت ذاکر ہمہ می شود پارہ پارہ و لخت لخت از ذکر خفیہ و جہر۔ خون از چشم می ریزد۔

مصنفؒ میگوید کہ بدین طریق ذکر خفیہ واز چشم خون روان والدۂ این فقیر راہم بود۔ این چنین ذکر را حضور الحق گویند کسی را کہ این چنین ذکر جہر و خفیہ نباشد، آنرا ذاکر و ذکر الحقیقی نتوان گفت معلوم شد کہ ذکر رسم و رسوم نہ ذکر حیّ قیّوم۔

بیت

ذاکران را ذکر باشد از الٰہ ذکر دانی چیست وحدت خاص راہ

واز وجود بوی سوزش گوشت کباب پختہ می آید۔ این نیز تاثیر ذکر خفیہ است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

چنانچہ ہر آئینہ و شمشیر را روشن کنندہ فولاد است ہمچنان قلوب را صیقل کنندہ کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، چنانچہ نجاست را پاک کنندہ آب است ہمچنان قلب را پاک کنندہ کلمۂ طیب است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

آخرت پر یقین کرنے سے طاعت و تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ اور طاعت اور تقویٰ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ یقین سے ذوق و شوق و اشتیاق و محبت مولیٰ کی معرفت میں مدد ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام میں عزت ہے۔ جب عالم نے دُنیا کا لباس پہن لیا، تو دین کا فائدہ چلا گیا۔ چونکہ دُنیا زہر قاتل کی مانند ہے۔ تھوڑا کھائے یا زیادہ دین مر جاتا ہے۔ اور یا یہ کہ دنیا شیطان کی پونجی ہے۔ ہر دل جو شیطان کی پونجی میں پھنس جاتا ہے، وُہ دل مطلق شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔ اس کو علم سے کچھ بھی نفع دین نہیں پہنچتا، کیونکہ اس میں نفسانی خواہشات کی لذت ہے اور کلمہ طیب دل کا صیقل ہے اور روشنی کرنے والا ہے۔ اور ذکر خداوندی وُہ ہے کہ شروع ذکر الٰہی سے دل پر ضرب لگائے۔ اور اُس کے مُنہ سے دُھواں نکلے۔ بعد ازاں دوسری ضرب لگائے (اور) ذکر الٰہی کے غلبہ سے مُنہ سے بجلی کی طرح آگ نکلے۔ پھر ذکر الٰہی کی تیسری ضرب سے مُنہ سے چنگاری نکلے۔ تو یہ ہے صحیح ذکر جہر۔ بعد ازاں ذکر خفی کرے اور ذکر خفی سے ذاکر کے وجود کا گوشت تمام پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور ذکر خفی اور جہر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور خون آنکھ سے ٹپکتا ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ اس ذکر خفی کے طریق سے اس فقیر کی والدۂ محترمہ کے آنکھوں سے بھی خون نکلتا تھا۔ ایسے ذکر کو حضور الحق کہتے ہیں۔ جس کسی کا ایسا ذکر جہر اور خفی نہ ہو، اس کو ذاکر اور ذکر الحقیقی نہیں کہا جا سکتا۔ معلوم ہوا کہ یہ رسمی رواجی ذکر ہے۔ نہ کہ ذکر حیّ و قیّوم۔

بیت

ذاکروں کو ذکر کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ تو جانتا ہے کہ ذکر کیا ہے؟ وُہ وحدت کا خاص راستہ ہے۔

اور جس وجود سے گوشت کباب پختہ کی سوزش کی بُو آتی ہے، تو یہ بھی ذکر خفی کی تاثیر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

جس طرح آئینہ اور تلوار کی ہر چیز کو روشن کرنے والا فولاد ہے۔ اسی طرح دلوں کو صیقل کرنیوالا کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے۔ جس طرح نجاست کو پاک کرنیوالا پانی ہے، اسی طرح قلب کو پاک کرنیوالا کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے۔

اگر کسی خواہد کہ قلب من مطلق روشنضمیر صفا آئینہ، ہر دو جہان نما، باطن ضیا گردد و نخستین محبت وطلب از دل پیدا شود و حرص دُنیا وکُفر ونفاق وریا وعُجب وخصومت وغضب وغل وغش آنچہ بدین مانند باشد از قلب دُور کنندہ۔ در مقام حیرت وعبرت وترس خُدا وباقرب خُدا رسانندہ کلمۂ طیب است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

شب وروز در خواب وبیداری، در مستی وہوشیاری بذکر قلب مشغول باش لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ چنانچہ ظاہر پاکی پارچہ را بشرط حضور نماز است، ہمچنان پاکی قلب را از کلمہ طیب است لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ تاثیر ذکر قلب از کلمہ این است کہ اوصاف ذمیمہ مطلقاً واتہامات وخطرات از دل برخیزد وخس وخاشاک غیر بر دل نماند کہ دوام جارب کلمہ ذکر اللہ تعالیٰ بگرداند وہر ساعت مشاہدہ علیحدہ علیحدہ رُخ نماید۔ ہر کرا قلب بدین طریق پاک شود، آنرا ذاکر ودوام قائم اللیل وصائم الدھر بارواح اخلاص وبر نفس قہر۔ آنکس از عبادت ظاہری وباطنی خود را خالی ندارد۔

بدانکہ وجود آدمی مثل چاہ: دل آب وخطرات وغفلت وبی ذکر بُودن در وموش مُردہ افتادہ۔ اوّل مُردار غفلت موش از چاہ بیرون باید کشید۔ بعدہٗ بیست وسی دلو آب موافق شرع شریف نیز بکشد وآن دلو دلیل غیر لاسوی اللہ است۔ بعد ازان آب پاک چاہ را از محاسبہ چہ باک۔ الغرض آنکہ زنگ بہ برندہ وزنگار سیاہی کدورت دُور کنندہ روشن پولاد است۔ ہر قیمتی کہ زر دارد، آن قیمت پولاد ندارد۔ ہر کاریکہ از پولاد می شود از زر نمی شود مثل علم زر است وتیغ پولاد مانند ذکر اللہ تعالیٰ کہ از تیغ ذکر یک مرتبہ نفس را قتل کند واگر مرد غازی است، نفس را قاتل تیغ فولاد

اگر کوئی چاہے کہ میرا دل مطلق روشنضمیر، آئینہ صفا، ہر دو جہان نُما اور باطن ضیا ہو جائے، تو سب سے پہلے دل سے محبت اور طلب پیدا کرے اور حرص دُنیا، کُفر، نفاق، ریا، غرور، دشمنی، غیض وغضب اور اس طرح کی دیگر خس وخاشاک دل سے دُور کرے۔

حیرت وعبرت کے مقام کو پانے کیلئے، اور ترس خُدا اور اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے لیے کلمۂ طیب ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم۔

وُہ شب وروز خواب وبیداری، مستی وہوشیاری میں ذکر قلب میں مشغول ہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم۔ جیسا کہ ظاہر کپڑے کی پاکی نماز کیلئے شرط ہے۔ ایسے ہی دل کی پاکی کلمۂ طیبہ سے ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم۔ ذکر قلب کی تاثیر کلمہ سے یہ ہے کہ بُرے اوصاف اور توہمات وخطرات مطلقاً دل سے دُور ہوں اور غیر خس وخاشاک دل پر نہ رہیں، کیونکہ ذکر الٰہی کے کلمہ کا جھاڑو (ذاکر) ہمیشہ پھراتا ہے اور ہر گھڑی الگ الگ مشاہدہ کراتا ہے۔ جس کسی کا دل اس طریق سے پاک وصاف ہو جائے، اس کو دوامی ذاکر کہتے ہیں، جو راتوں کو جاگنے والا اور ہمیشہ روزہ رکھنے والا ہوتا ہے۔ اُس کی رُوح میں اخلاص اور وُہ نفس پر قہر کرنیوالا ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنے آپ کو ظاہری وباطنی عبادت سے خالی نہیں رکھتا۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ آدمی کا وجود کنوئیں کی طرح ہے۔ اور دل پانی کی طرح ہے۔ اور خطرات وغفلت اور بے ذکر ہونا (ایسا ہے) کہ اس میں مُردہ چوہا پڑا ہو۔ پس سب سے پہلے غفلت کے مُردار چوہے کو کنوئیں سے باہر نکالنا چاہیے۔ اس کے بعد بیس تیس پانی کے ڈول شرع شریف کے مطابق نکالے اور وُہ ڈول غیر سوی اللہ کی دلیل ہے۔ پھر کنوئیں کے پاک پانی کو محاسبہ سے کیا خوف ہے؟ الغرض زنگار اور زنگ کو دُور کرنے والا اور کدورت کی سیاہی کو دُور کرنے والا روشن فولاد ہے۔ جو قیمت کہ سونا رکھتا ہے، وُہ قیمت فولاد نہیں رکھتا (حالانکہ) ہر وُہ کام جو فولاد سے ہوتا ہے، وُہ سونے سے نہیں ہوتا۔ علم سونے کی مانند ہے اور فولاد کی تلوار ذکر الٰہی کی طرح ہے کہ ایک ہی مرتبہ ذکر کی تلوار سے نفس کو قتل کر دیتا ہے، اگر مرد غازی ہے۔ نفس کا

اینست لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آری خواندن علم ثواب است بسیار، اما قتل نفس کردن بذکر اللہ کلمۂ طیب بسی دشوار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

چون کلمہ در عمل در آید، دل را پاک کند و خلق آنرا احمق گویند۔ و اہل خانہ دیوانہ دانند کہ این مجنون چندین کلمۂ طیب چرا خواند و کلمۂ طیب بسیار خواندن این سنت محمدیست صلی اللہ علیہ وسلم ط۔

بدانکہ در وجود آدمی خطرات مثل درخت و کلمۂ طیب مانند تبر۔ تبر از آہن فولاد شود۔ ہر کہ خار و خس درخت را با تبر راندن پاک صاف کند۔ بعد ازان زمین وجود لائق تخم ریزی و کلبہ رانی۔ ذکر بگاوان فکر بگرداند۔ آن زمان امید است کہ تخم معرفت نفع مند بروید۔ بغیر ازین معاملات و ذکر اللہ ذات عمر ضایع و برباد است۔ آدمی اگر تمام عمر بہ نماز و روزہ و علم مسائل و مال زکوٰۃ و حج ہرگز مسلمان نشود بجز ذکر اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط ہر کہ درین رسید از ہیچ کس نہ ترسید یعنی رسیدن از ترسیدن است۔

ابیات

در عشق چون پروانہ شو — از جان خود بیگانہ شو
شادی کنان مردانہ رو — گر سر رود رفتن بدہ

راہ مولیٰ راہ است۔ بی طلب مولیٰ غافل، گمراہ است۔ راہ چیست و گمراہ کیست۔ راہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برفت، آن راہ سنت و جماعت راہ است و خلاف کنندۂ سنت و جماعت گمراہ است۔ ہر کہ حق را یافت، آن را راہ باشد و ہر کہ بباطل رود، گمراہ باشد۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ

قاتل فولاد کی تلوار ہے جو یہ ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط۔

ہاں علم کا پڑھنا بہت ثواب ہے، لیکن ذکر الٰہی اور کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ط سے نفس کو قتل کرنا انتہائی دشوار ہے۔

جب کلمہ عمل میں آتا ہے، تو دل کو پاک کرتا ہے۔ حالانکہ مخلوق اُسے بیوقوف کہتی ہے۔ اور گھر والے دیوانہ و مجنون کہتے ہیں کہ یہ کلمۂ طیبہ اس قدر کیوں پڑھتا ہے، حالانکہ کلمۂ طیبہ بکثرت پڑھنا سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ آدمی کے وجود میں خطرات مثل درخت کے ہیں اور کلمۂ طیبہ کلہاڑے کی مانند ہے۔ کلہاڑا لوہے سے فولاد بنتا ہے۔ جس طرح درخت کے خس و خاشاک کلہاڑا کے چلنے سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور بعد ازاں وجود کی زمین تخم ریزی اور کاشت کے قابل ہوتی ہے۔ اسی طرح ذکر خداوندی فکر کو دعوت دیتا ہے۔ اس وقت امید قوی ہے کہ تخم معرفت نفع مند اُگتا ہے۔ ان معاملات کے بغیر اور ذکر ذات الٰہی کے عمر ضائع اور برباد ہے۔ آدمی اگر تمام عمر نماز، روزہ، علم مسائل اور مال زکوٰۃ اور حج میں صرف کر دے، مگر وہ ذکر الٰہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بغیر ہرگز مسلمان نہیں ہوتا۔ جو کوئی اس تک پہنچا، وہ کسی سے خوف نہیں کھاتا۔ یعنی (اللہ تعالیٰ تک) پہنچنا (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے کی وجہ سے ہے۔

ابیات

عشق میں پروانہ کی طرح ہو۔ اپنی جان سے بیگانہ ہو جا۔ یعنی اپنی جان کی پرواہ نہ کر۔

مردوں کی طرح خوشی کرنے والا ہو۔ اگر (اس میں) سر جاتا ہے، تو جانے دو۔

مولیٰ کی راہ راہِ (مستقیم) ہے۔ مولیٰ کی طلب کے بغیر انسان غافل اور گمراہ ہے۔ راہ کیا ہے؟ اور گمراہ کسے کہتے ہیں؟ وہ راہ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے، وہ راہ سنت و جماعت کی راہ ہے۔ اور سنت و جماعت کی مخالفت کرنے والا گمراہ ہے۔ جس کسی نے حق کو پایا، اسکے لیے راہ (مستقیم) ہے۔ اور جو کوئی باطل کی طرف جاتا ہے، وہ

باطل۔ قبول کردم دین مسلمانی را و آنچہ در وی است۔ بیزارم و بیزار شدم از کفر و کافری و آنچہ در وی است کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوش آید، چنانچہ درم و دولت مال جہان رانده جہانیان کرد۔ از آنست کہ گردانست ازین جہت رد کردہ۔

بیت

سر ز ہوس تافتن پیشۂ دین پروریست ترک ہوا یافتن قوت پیغمبریست

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ۙ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی [1]

علم ہمہ از برای ترک دنیا و برآمدن از معصیت شیطان و باز داشتن خود را از ہوای نفس است۔

بیت

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گردن بزن یا رضای دوست بگزین یا ہوای خویشتن

ہر کہ حرف قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ [2] را بخواند و حقیقت اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ [3]۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ عِلْمُہٗ را چہ داند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

[1] سورہ النزعٰت ۷۹: ۴۰-۴۱ [2] سورہ مائدہ ۵: ۷۳ [3] ایضاً

گمراہ ہے۔ "اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے"۔ میں نے دین مسلمانی کو قبول کیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ میں کفر اور کافری سے بیزار ہوں اور بیزار ہوا اور جو کچھ اس میں ہے، کیونکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اچھا لگتا ہے چنانچہ میں نے مال و دولت دنیا اہل دنیا کے سپرد کی یہی وجہ ہے کہ وہ پریشان اور سرگرداں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ نیک لوگوں کی رد کردہ ہے۔

بیت

نفسانی خواہشات کو سر سے نکالنا دینداری اور دین پروری ہے، نفسانی خواہشات کو مکمل ترک کر دینا پیغمبروں کی طاقت میں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بیشک جنت ہی (اسکا) ٹھکانا ہے"۔

علم سب دنیا کو چھوڑنے کے لیے ہے۔ اور گناہوں سے بچنے کے لیے اور اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے باز رکھنے کے لیے ہے۔

بیت

اگر تو اچھی آرام دہ زندگی چاہتا ہے، تو نفس کی گردن مار دے، یا تو تو زندگی دوست کی خوشنودی کیلئے چن لے یا پھر اپنے نفس کی پیروی کے لیے۔

جس کسی نے کہ حرف یعنی البتہ کفر کیا، ان لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے، پڑھا اور حقیقت "اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے حق تعالیٰ کے نہ جانا بمصداق اس حدیث کے تحقیق عذاب شدید آدمیوں کا قیامت کے دن وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے علم سے نفع نہ دے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے"۔

حدیث میں وارد ہے :-

مَنْ زَادَ عِلْمًا وَلَمْ يَزِدْهُ وَرَعًا فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا بُعْدًا وَمَقْتًا ط

بدانکہ اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِيَاءِ ط آنست کہ دوستی با مرمعروف از دل و جان است۔ شخصی مثل قاضی یا مفتی یا حاکم ظالم و یا اہل خانوادہ روادار بدعت از شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم امر معروف برگشتہ باشد و روادار نہی منکر اہل شرب بود، ہر کہ از شرع شریف برگشتہ، گوئی از دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برگردد و از دین آنکس دُزد است، بیدین لعین شود۔

بدانکہ وارث ورثہ پیغمبران دو چیز است :-

یکی جہاد بانفس و دو جہاد با دار الحرب۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلْفَقْرُ اَقْدَمُ لِاَنَّ الْفَقْرَ جِهَادُ النَّفْسِ وَهُوَ الْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ وَهِيَ جِهَادُ الْاَصْغَرِ رَجَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰى جِهَادِ الْاَكْبَرِ ط[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اِنَّهُ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَحَدُ حِرْفَةٍ وَحِرْفَتِيْ اِثْنَانِ الْفَقْرُ وَالْجِهَادُ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ ط[2]

قولہ تعالیٰ :-

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط[3]

قولہ تعالیٰ :-

يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ط[4]

---

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۸۶ [4] سورہ المزمل، ۷۳ : ۱-۴

"یعنی جو شخص کہ علم زیادہ پڑھے اور پرہیزگاری زیادہ نہ کرے، وہ نہیں بڑھتا، اللہ تعالیٰ سے مگر دوری۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علماء وارث انبیاء وہ ہیں جو امر معروف کے ساتھ دل و جان سے دوستی کرتے ہیں۔ وہ ایسے شخص سے دوستی نہیں کرتے، خواہ وہ قاضی ہی ہو اور مفتی ہی ہو یا حاکم ظالم یا ایسے اہل خانوادہ کے ساتھ جو بدعت کا روادار ہو اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور امر معروف سے برگشتہ ہو گیا ہو اور نہی منکر اہل شرب کا روادار ہو۔ جو کوئی شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھرا، گویا کہ وہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گیا اور جو دین اسلام سے پھرا، وہ چور، بیدین اور لعنتی ہو جاتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ورثہ کی وارث دو اشیاء ہیں :-

پہلی چیز : نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

دوسری چیز : دار الحرب کے ساتھ جہاد کرنا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"فقر بہت بڑا قدم ہے۔ اس لیے کہ بیشک فقر نفس کا جہاد ہے۔ اور جہاد کفار کے ساتھ جہاد اصغر ہے۔ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"بیشک ہر نبی کے لیے ایک پیشہ ہے اور میرے دو پیشے ہیں۔ فقر اور جہاد۔ جس نے ان دونوں سے محبت کی۔ پس اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی۔ پس بیشک اس نے مجھ سے بغض کیا۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اللہ تعالیٰ نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو، مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوائے کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دیا اس پر کچھ بڑھا دو۔ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔"

طالب مولیٰ فقیر را وجود با جمعیت است و طالب دُنیا را وجود جہل است یعنی باطمع و حرص و علم از عین است عاقبت طلب و جہل و رحم جلالیت غضب است۔ طالب حقیقی حق طلب را از مُرشد در یک ہفتہ بباطن نہ رسد و طالب مولیٰ را کلیۃً مقصود ظاہری نہ یابد از ورنصت شود و جُدا گردد از برای آنکہ عُمر خود را ضائع نکند و برباد ندھد۔ بنابران گفتہ اند کہ یک ہفتہ خدمت کامل فقیر بہتر است از عبادت ہفتاد سالہ۔

بیت

مُرشد آن باشد کہ در راہ خُدا　　طالبان را باز دارد از ہوا

طالب آنست کہ روز اوّل بخدمت مُرشد مال و جان تصرف و نذر کند، بلکہ مُرشد آنست کہ اجورہ مال و ملک جاودانی بخشد و اجورہ جان جمعیت دل دھد و اگر مُرشد بدین صفت صاحب قوۃ باشد، مال و جان طالب را تصرف کُند والّا نہ۔ دانی کہ آدمی را آواز از کجا می آید و آواز آدمی چیست؟ آواز زندہ دل و صاحب اشتغال اللہ را از حضوری ایمان است و آواز مُردہ دل طالب دُنیا از شر شیطان است و آواز عارفان سر است اسرار و آواز مُردہ دلان مطلق خوار تر خوار۔

بدانکہ فقر نعمت است از نعمت اللہ عظمیٰ و کبریٰ فیض فضل اللہ عطاء خُدا۔ این نعمت فقر خُدای تعالیٰ بہ ہیچ کس ندھد بجز دوستان خود۔ چنانچہ مثل انبیاء و اولیاء اللہ۔ ہر کہ سوای از انبیاء و اولیاء اللہ دعویٰ فقر کُند　　و مدّعا علیہ با فقر شود، دعویٰ اُو دروغ و محض کذب و خلاف است۔

ابیات

فقر سر راز وحدت با خُدا　　زیر پائش فقر باشد سر ہوا

طالب مولیٰ فقیر کا وجود با جمعیت ہے اور طالب دُنیا فقیر کا وجود جہالت کے ساتھ یعنی طمع اور حرص کے ساتھ ہے۔ اور علم عین سے ہے اور عاقبت طلب ہے۔ اور جہالت اور رحم جلالیت اور غضب سے ہے۔ طالب حقیقی حق طلب کو اگر مُرشد سے ایک ہفتہ میں باطن کلیۃً کے ساتھ ظاہری مقصود نہ پہنچے۔ چاہیے کہ اس سے رخصت ہو اور الگ ہو جائے، کیونکہ اپنی عُمر ضائع نہ کرے اور برباد نہ کرے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ستر سال کی عبادت سے فقیر کامل کی سات روز کی خدمت بہتر ہے۔

بیت

مُرشد (کامل) وُہ ہے جو اللہ کے راستہ پر چلنے والے اپنے مریدوں کو نفسانی خواہشات سے دُور رکھے۔

طالب وُہ ہے کہ پہلے روز ہی مُرشد کی خدمت میں مال و جان تصرف اور نذر کرے۔ بلکہ مُرشد وُہ ہے جو مال و ملکیت کا اجورہ ہمیشہ بخشے اور جمعیت جان کا اجورہ دل کو عطا کرے۔ اور اگر مُرشد اس صفت سے صاحب قوت ہو، تو وُہ مال و جان طالب پر صرف کریگا، ورنہ نہیں۔ کیا تُو جانتا ہے کہ آدمی کو آواز کہاں سے آتی ہے؟ اور اور آدمی کی آواز کیا ہے؟ زندہ دل اور صاحب اشتغال اللہ کو آواز حضوری ایمان سے ہے۔ اور مُردہ دل طالب دُنیا کو آواز شر شیطان سے ہے۔ اور عارفین کی آواز سر اسرار سے ہے۔ اور مُردہ دلوں کی آواز مطلق ذلیل اور ذلیل تر ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقر اللہ تعالیٰ کی عظیم و اعلیٰ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اور یہ فیض فضل الٰہی خُدا کی عطا ہے۔ یہ فقر کی نعمت اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے دوستوں کے بغیر کسی کو نہیں دیتا مثل اولیائے اللہ و انبیائے کرام کے۔ جو کوئی انبیائے عظام اور اولیائے رحمٰن کے سوا فقر کا دعویٰ کرے اور فقر کے ساتھ مدّعا علیہ ہو دے، تو اُسکا یہ دعویٰ جھوٹ اور محض دروغ اور باطل ہوگا۔

ابیات

فقر وحدت کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ فقر کے پاؤں کے نیچے نفسانی خواہشات کا سر ہوتا ہے۔

فقر را معلوم کن تو از سخن — نی گدایان اہل بدعت راہزن

فقر گنج اکبر است کان کرم — از دلش طواف کعبہ در حرم

باہوؒ از گرانی فقر بس گریان کند — با عشق آتش سوز جان بریان کند

از علم ظاہری و باعمال ظاہر و از علم باطنی جنگ با نفس قاہر اینست خاص از علم ظاہری واز علم باطنی جنگ با نفس خاص. اینست امت پیغامبر کہ بی شفاعت و بی رنج کہ بر او خدا و رسول خدا رضامند. از باطل بیزار و با حق پسند۔

اینست علماء عامل و فقیر کامل و درویش صابر و بادشاہ عادل و جوان تائب و زنان باحیا و مؤمن با دل صفا و اہل سخاوت و اہل خوف، صاحب طاعت و طالب تقویٰ با علم و سعادت مندی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شرع و صاحب ورع و درویش کہ داغ بر دل درویش و دیگر حقیقت اُمت اینست ۔

نقل است از بحر المعانی از سورہ عم :۔

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا ۙ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا ۙ وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا ؕ[1]

اینست بدرستی روز جزا گرد و حق از باطل و نیک از بد جدا یعنی روز قیامت است وعدہ گاہ خلق اولین و آخرین را از جہت ثواب و عقاب آنروز کہ دمیدہ شود در صور کرت دوم. پس بیایید شما در حسابگاہ فوج فوج و گروہ گروہ در لرزہ گرد آیند۔

معاذؓ پرسید از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! امت در روز قیامت چگونہ بر انگیختہ شود ۔ فرمود یا معاذؓ! پرسیدی تو از کاری

[1] سورہ النباء، ۷۸ : ۱۷ ـ ۲۰

فقر کو راز داری کی باتیں کرنے والوں سے معلوم کر۔ نہ کہ ان بدعتی ڈاکوؤں، بھیک مانگنے والے گداگروں سے۔

فقر بخشش کی کان کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ کہ وہ اپنے دل سے حرم کعبہ کا طواف کرتا ہے۔

باہوؒ فقر کے بھاری بوجھ سے بہت زیادہ گریہ وزاری کرتا ہے۔ عشق کی آگ کی جلن سے جان کو بھون کر کباب بناتا ہے۔

ظاہری علم سے اور عمل ظاہری اور علم باطنی سے ظالم نفس کے ساتھ جنگ ہوتی ہے۔ یہ ہے علم ظاہری اور علم باطنی سے نفس خاص کے ساتھ خاص جنگ۔ یہ ہے پیغمبر کی وہ (خاص) اُمت کہ جس پر خدا اور رسولِ خدا بغیر شفاعت اور محنت کے رضامند ہیں۔ باطل سے بیزار اور حق کو پسند کرتی ہے۔

یہ ہیں علماء عامل، فقیر کامل، درویش صابر، بادشاہ عادل، جوان تائب، باحیا خواتین، دل کی صفائی رکھنے والے مؤمن، اہل سخاوت، اہل خوف۔ صاحب طاعت، طالب تقویٰ با علم و سعادت مندی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، صاحب شرع و صاحب تقویٰ اور درویش جو اپنے دل پر دروز خم رکھتے ہیں۔ اور امت کی دوسری حقیقت یہ ہے۔

بحر المعانی سورہ عم سے نقل ہے :۔

"بیشک فیصلہ کا دن ٹھہرا ہوا وقت ہے۔ جس دن صور پھونکا جائیگا، تو تم جتھے آؤ گے۔ فوجوں کی فوجیں اور کھولا جائیگا آسمان تو اسمیں دروازے ہو جائیں گے اور چلائے جائیں گے پہاڑ، تو ہو جائیں گے چمکتا ریتا، دور سے پانی کا دھوکہ دیتا۔"

یہ ہے درستی کی بات کہ بیشک بروز قیامت حق باطل سے اور نیکی بدی سے جدا ہو گی۔ یعنی روز قیامت ثواب و عذاب کے لیے اولین و آخرین خلقت کا وعدہ گاہ ہے کہ اس روز دوسری بار صور پھونکا جائیگا۔ پس تم حسابگاہ میں آؤ فوج فوج اور گروہ گروہ۔ یہ لوگ حالت لرزہ میں اکٹھے آئیں گے۔

حضرت معاذؓ (بن جبل) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن امت کس طرح اٹھائی جائے گی؟ آپ نے

بزرگ۔ بعد ازان روان شُدند ہر دو چشم مبارک رسول علیہ السّلام وگفت: ای معاذؓ! در روز قیامت برانگیختہ شود امت من دہ دہ گروہ بعضی بصورت بوزنہ کپی و بعضی بصورت خوک و بعضی بصورت معکوس یعنی پای ہای ایشان بالا بود و سر ہای ایشان فرود باشد و بعضی کور و بعضی کور گنگ و بعضی بدین صفت کہ بخایند زبان ہای خود، چنانکہ روان شود ریم از دھن ھای ایشان، بیفتد آن ریم بر سینہ ہای ایشان و بعضی دست و پای بریدہ و بعضی بردار ہا نہادہ و بر چوب ہای آتش و بعضی سخت گندہ تر از مُردار۔ بعضی را پوشائیدہ باشد چادر ہای آتشین کہ پارہ پارہ کند پوستھای ایشان ولیکن آن کسانی کہ بصورت کپی باشند، ایشان سخن چینان باشند میان مردمان و آن کسانی کہ بصورت خوک باشند، رشوت خوار باشند و آن کسانی کہ معکوس باشند، ایشان خورندگان ربا باشند وکسانی کہ کوران باشند، ایشان جور کُنندگان باشند در حکم کردن، لیکن کوران وگنگان کسانی باشند کہ عُجب کُنندگان باشند و ایشان عالمان و فاضلان باشند کہ عمل ایشان خلاف گفتار ایشان باشند، اما دست و پا بریدگان کسانی باشند کہ ہمسائیگان را رنجانیدہ باشند و بردار شُدگان کسانی باشند کہ بادشاہان را شکایت کردہ باشند وگندہ تر از مُردار کسانی باشند کہ تمتّع و تلذّذ گرفتہ باشند در دار دُنیا و حق تعالیٰ را نہ دادہ باشند از مالہای خویش و پوشندگان چادر آتشین کسانی باشند کہ کبر کنندگان و فخر و مباہات کُنندگان باشند۔

فرمود پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم:۔

امت من آنست کسی را کہ عمل بر نص و حدیث و قرآن است از برای آنکہ امت پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم پارسا و پیغمبر نیز بنور اللہ رحمت اللہ از سر تا قدم پارسا کار۔ امتی کہ صاحب تکلیف، صاحب شرک، صاحب نفاق از آن پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم است بیزار۔

اما اُمت شُدن خیلی مُشکل است۔ اُمت مؤمن و مسلمان است۔

این نہ اُمت کہ در طلب دُنیا بحرص و ہوا و بغض و نفاق تابع شیطان است۔

فرمایا: اے معاذؓ! تو نے بڑا کام دریافت کیا۔ اسکے بعد آپکی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا: اے معاذؓ! میری امت دس گروہوں میں اٹھائی جائیگی۔ بعض بندر کی صُورت، بعض سُؤر کی صُورت اور بعض اس طرح کہ معکوس کی صُورت میں یعنی اُنکے پاؤں اوپر اور سر نیچے اور بعض اندھے اور بعض بہرے اور گونگے اور بعض اس صفت سے کہ وُہ اپنی زبانوں کو کاٹیں گے، چنانچہ اُنکے مُنہ سے پیپ جاری ہوگی۔ وُہ پیپ اُنکے سینوں پر گرے گی اور بعض ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے اور بعض سولی پر چڑھے ہوئے اور بعض آگ کی لکڑیوں پر اور بعض گندہ بُودار اور مُردار سے زیادہ اور بعض آگ کی چادریں اوڑھے ہوئے کہ اُنکی کھالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہونگی۔ پس جو بندروں کی صُورت پر ہوں گے وُہ، وُہ شخص ہوں گے کہ آدمیوں میں سخن چینی کرتے ہیں اور جو سُؤر کی شکل میں ہونگے، وُہ رشوت خور ہونگے۔ اور وُہ لوگ جو معکوس (یعنی ان کے پاؤں اوپر اور سر نیچے) ہونگے، وُہ سُود خور ہونگے۔ اور وُہ لوگ جو اندھے ہونگے، وُہ حُکم کرنے میں ظالم ہونگے۔ لیکن اندھے اور گونگے وُہ لوگ ہوں گے جو فخر و مباہات میں مُبتلا ہونگے۔ لیکن جن کا عمل اُنکی گفتار کے خلاف ہوگا۔ وُہ عالم اور فاضل لوگ ہوں گے اور جن کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے، یہ وُہ لوگ ہوں گے جو اپنے ہمسایوں کو ستاتے ہیں۔ اور سولی پر کھینچے وُہ لوگ ہونگے، جو بادشاہوں کے آگے شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اور بدبودار مُردار سے زیادہ گندے وُہ لوگ ہونگے، جو لذّت دنیوی اُٹھاتے ہونگے دُنیا اور اپنے مالوں میں سے اللہ تعالیٰ کو نہ دیتے ہونگے (یعنی خُدا کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے ہوں گے) اور آگ کی چادر والے لوگ وُہ ہوں گے، جو غرور و فخر و مباہات کرتے ہیں۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

"کہ میری امت وُہ ہے کہ جس کا عمل نص و حدیث اور قرآن ہے"۔ اس لیے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت پارسا ہے اور پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کے نُور سے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سر سے قدم تک پارسا ہیں۔ وُہ امت جو صاحب تکلیف، صاحب شرک اور صاحب نفاق ہے، اس سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بیزار ہیں۔

پس امت ہونا بہت مُشکل ہے۔ امت مُومن اور مسلمان ہے۔ یہ امت نہیں ہے جو دُنیا کی طلب میں ہے اور ہوا و ہوس اور بغض و نفاق میں مبتلا ہے اور

امت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم را چہ نشان است؟ بر اُمت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ہفتاد ہزار نظر از سبحان است و پیغامبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نظر شفقت از امت خود جدا نکند، چنانچہ نظر آفتاب بر سنگ ذرہ۔ از خدا و رسول خدا غافل مباش یک ساعت، خواہ در معصیت، خواہ در طاعت۔ از معصیت شیطان تائب شدن و از طاعت بی نیازی نبردن و خود را یکی از چیدگان نہ شمردن ھٰذَا خَیْرُ اُمَّتِیْ۔

ابیات

نیست اُمت طلب دُنیا سیم و زر — حق پرستی امتی بر حق نظر
ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا — کی شود امت بفرمان خدا

٭

دم را باید فہمیدہ۔

ابیات

دم ازل و دم دنیا دم ابد دم پیشرو — ہر دم قدم ثابت بود درویش گو
راہ این جہان و آن جہان دم درمیان — درمیان دیگر مبین جز عین آن

٭

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[1]

امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم را ہمین خطاب است و احوالات ہر یک بشر را می نماید۔ بعد از ان نفس از گناہ و ہوا دل مطلق سرد شود۔ بندہ از برای بندگی است۔ بی بندگی

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔

شیطان کی پیروکار ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا نشانی ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر اللہ تعالیٰ ستر ہزار نگاہ فرماتا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی اُمت سے نظر شفقت جدا نہیں کرتے، جس طرح سورج کی نظر پتھر کے ذرہ پر ہوتی ہے۔ خدا سے اور رسول خدا سے ایک گھڑی غفلت نہ کرنا، خواہ معصیت میں خواہ بندگی میں۔ شیطانی گناہوں سے تائب ہونا اور طاعت سے بے نیازی نہ برتنا اور اپنے آپ کو منتخب لوگوں میں شمار نہ کرنا۔ (بہرحال) یہ بہتر امت ہے۔

ابیات

آپ کی امت ظالم، دُنیا دار اور سونے چاندی کی لالچی نہیں ہے۔ آپ کی امت حق پرست اور حق پر نظر رکھنے والی ہے۔
جو کوئی خود بخود نفسانی خواہشات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آپ کا اُمتی نہیں ہے۔

ابیات

وہ ہر وقت ازل میں، ہر وقت دُنیا میں اور ہمہ وقت اس کے سامنے ہے، جو ہمہ وقت ثابت قدم رہتا ہے، اس کو درویش فقیر کہہ۔
راستہ یہ ہے اور وہ جہاں ہر وقت درمیان میں ہے۔ اس کی ذات کے سوا درمیان میں کسی اور کو مت دیکھ۔

حدیث

"جس نے اپنے آپ کو پہچانا۔ پس اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔"
اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی خطاب ہیں۔ اور یہی حالات ہر ایک بشر کو دکھائی دیتے ہیں۔ بعد ازان نفس گناہ سے (باز آجاتا ہے) اور نفسانی خواہشات دل سے مطلق سرد ہو جاتی ہیں۔ بندہ بندگی کے لیے ہے۔ اور بندگی کے بغیر زندگی (سراسر)

عمر زندگی ہمہ شرمندگی است۔

چنانچہ وصیت مہتر آدم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ در وقت وفات برای فرزندان فرمود: کہ ای فرزندان من! پنج چیز از من بیاموزید تا شمارا بکار آید:

اوّل آنکہ بجز خدای تعالیٰ بہ ہیچ چیز دل نہ بندید کہ من دل بہ بہشت بستم۔ آخر از وی جدا ماندم۔

دوم آنکہ کار بفرمان زنان نکنید کہ من کار بفرمان حوّا کردم، نیک نیامد۔

سوم آنکہ ہر چہ دل شمارا بخواہد نہ دھید کہ من از آن درخت خوردم کہ دل من خواست۔ پس مرا نیک نیامد۔

چہارم آنکہ ہر کاریکہ کنید، مشورت با بندگان بکنید۔ اگر من مشورت با فرشتگان میکردم، مرا این حال پیش نیامدی۔

پنجم آنکہ ناخواستہ سوگند خورد، بر آن اعتبار نیارید۔ ابلیس علیہ اللعنۃ پیش من سوگند خورد و از سوگند وی غرہ شدم پس رسید آنچہ بمن رسیدنی بود۔

مصنفؒ میگوید کہ فقیر را اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ نہ دارد و نہ شمارد و نہ بدنیا و شیطان روی آرد۔

از پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم پرسیدند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بادشاہان بہشت کدام کس باشند؟ پیغمبر فرمود علیہ الصلوٰۃ والسلام مطلق مسکین یعنی اگر سر موی ایشان دراز شوند۔ در ملک درم ندارند کہ بہ حجام دھند بسر تراشیدن۔ و اگر ایشان بیمار شوند، ہیچ کس نہ پرسد و اگر زن خواہد، کس با ایشان دختر نکاح کردہ ندھد و اگر بکسی سخن کند، سخن ایشان با خلاص ہیچ کس نہ شنود۔ ہر جا کہ نشینند فرش ایشان خاک باشتغال اللہ روح ایشان با فرحت و نفس ایشان ہلاک، نزدیک خالق مقرب اللہ

شرمندگی ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت اپنے بیٹوں سے فرمایا، کہ اے میرے بیٹو! پانچ چیزیں (نصیحتیں) مجھ سے سیکھو تاکہ وہ تمہارے کام آئیں۔

پہلی چیز: اللہ تبارک و تعالیٰ کے بغیر کسی چیز کے ساتھ دل نہ لگاؤ، کیونکہ میں نے اپنا دل بہشت کے ساتھ لگا لیا۔ آخر اس سے جدا رہا۔

دوسری چیز: عورتوں کے کہنے پر کام نہ کرو، کہ میں نے حوّا کا کہنا مانا، مگر راس نہ آیا۔

تیسری چیز: جسے تمہارا دل چاہے، اُسے نہ لے، کیونکہ میں نے اس درخت سے کھایا جس کو دل نے چاہا۔ پھر اچھا نہ ہوا۔

چوتھی چیز: جو کام کرو، اس کا مشورہ بندوں سے کر لو، کیونکہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا، تو میرا یہ حال نہ ہوتا۔

پانچویں چیز: اگر کوئی ناخواستہ قسم کھائے، تو اس پر اعتبار نہ کرو، اس لیے کہ شیطان لعین نے میرے روبرو قسم کھائی اور میں اس کی قسم کے فریب میں آگیا پس جو کچھ مجھ کو پہنچنا تھا، پہنچ گیا۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ فقیر کے لیے اللہ ہی کافی ہے، باقی ہوس ہے۔ فقیر نہ کچھ اپنے پاس (نقدی) رکھتا ہے اور نہ ہی گنتا ہے۔ اور نہ ہی وہ دُنیا اور شیطان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کے بادشاہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا مطلق مسکین۔ یعنی اگر اُن کے سر کے بال لمبے ہو جائیں۔ اور اُن کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ حجام کو دے کر سر کے بال منڈوائیں اور اگر وہ بیمار ہو جائیں، تو کوئی آدمی انکو نہ پوچھے اور اگر بیوی کے خواہشمند ہوں، تو ان کو کوئی بیٹی اُنکے نکاح میں نہ دے۔ اور اگر کوئی بات کریں، تو کوئی اخلاص سے انکی بات نہ سُنے۔ جہاں بیٹھیں خاک نشین ہوں اور اللہ کے شغل میں انکی رُوح فرحت کے ساتھ ہو، اور انکا نفس ہلاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرب ہوں صاحب

اہل بہشت، بلکہ این چنین مراتب صاحب سُکر استغراق فنا فی اللہ باخُدا۔ اگر تُو صد تیغ زنی، دم نزند، اگرچہ ازین سیر گردد، چراکہ بدین طریق عزق تلقین تعلیم بالیقین رضا از آن روز اوّل میثاق است۔

رباعی

بہتر ز ہزار صوف و اطلس نمدم — غیر از نمدم بہر دو عالم نمدم
روزیکہ حساب این و آن می طلبند — غیر از نمدم بہر دو عالم نمدم

از علم ظاہری با عمال ظاہر و از علم باطنی جنگ با نفس قلب طاہر۔

بدانکہ اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَاءِ ما والیشان از کافران رشوت نگرفتہ و با کافران ریا نکردہ و دین خود را از بسیاری زر نفروختہ۔ و انی پیمبران سر خود را فی سبیل اللہ تصرف بر دین دادہ اند و درم دُنیا نستاندہ اند۔ اصحاب نبی اللہ ہمہ قتل بر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شہادت یافتہ و اہل دُنیا را نہ برداشتہ۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

علماء عامل فقیر کامل قوی دین ناصر است۔

اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

علماء طامع دُنیا و فقیر اہل بدعت جاہل و خذل بہر دو جہان خوار است و بیدین۔

بدانکہ مؤمن را سہ چیز است۔
تن و مال و دین۔

اگر مؤمن بہ بیند کہ دین از دست رود، تن و مال بر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بہشت، بلکہ اس قسم کے مراتب اہل سُکر استغراق فنا فی اللہ باخُدا کے ہیں۔ اگر تُو سو تلواریں مارے، دم نہ مارے، گو سر تن سے جُدا ہو، اس لیے کہ اس طریق سے ازل کے دن سے انکی تلقین و تعلیم بالیقین رضائے الٰہی کے ساتھ ہے۔

رباعی

ہزار اُونی اور اطلس کے لباس سے میرا کمبل کا لباس بہتر ہے۔ کمبل کی گدڑی کے سوا دونوں جہانوں میں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

حساب کے دن جب تمام چیزوں کا حساب طلب کریں گے، تو میرے پاس سوائے گدڑی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

علم ظاہری سے اعمال ظاہری کے ساتھ اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ جنگ کرنے سے قلب پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں۔ انہوں نے کافروں سے رشوت نہیں لی۔ اور نہ ہی کافروں سے ریا کی۔ اور اپنا دین زیادہ روپے میں نہیں بیچا۔ تُو جانتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السّلام نے اپنے سر کو فی سبیل اللہ دین پر قربان کیا اور مال و دولت دُنیا نہیں لی ہے۔ اور صحابہ کرام نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر قتل ہو کر شہادت پائی ہے۔ اور اہل دُنیا کو نہیں اٹھایا۔

"اے اللہ! میری مدد فرما جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں"

علماء عامل اور فقیر کامل قوی دین اور دین کے مددگار ہیں۔

"اے اللہ! مجھے ان لوگوں سے مایوس فرما، جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مایوسی کا اظہار کرتے ہیں"

(بے عمل) علماء، طامع دُنیا اور بدعتی فقیر جاہل اور مایوس دونوں جہان میں ذلیل ہیں اور بے دین ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مؤمن کے لیے تین قسم کی اشیاء ہیں:۔

تن، مال اور دین۔

(پس) اگر مؤمن دیکھے کہ دین ہاتھ سے جاتا ہے، تو تن اور مال دین محمدی صلی اللہ

تصرف وتصدق وفدا کند و دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از دست خود ندھد۔ علم وعمل وتصدق از برای دین است۔ ہر کہ پیروی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر معروف نکند، از دین بیدین لعین بی یقین است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اِنِّیْ اَخَافُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضُعْفَ الْیَقِیْنِ ؕ

ومنافق دین وتن خود را بر مال فدا کند، تا مال بدست آرد واز دین بیدین شدہ بمیرد ومال آن بخیل دیگران خورند وآن منافق خوار فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ دوستی حسبۃً للہ وحب مولیٰ از علم علوم اولیٰ است دوستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وروح، جمادی وعقل کلی وصبر وشکر وتوکل وفقر وہدایت ومعرفت وقرب وصال فنا فی اللہ، قلب صفا ورو شنضمیری، این پانزدہ علم خاص الخاص رحمانی مجموعۂ متابعت شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یک طرف ونفس شیطان وبخل وطمع ودنیا وحرص وکذب وغیبت وکبر وریا وزنا وہوا وبغض ونفاق وعجب وحقد وکینہ وحسد وخیانت واین بیست علم مجموعۂ شیطانی است۔ اگر ازین علم یک علم در وجود علماء آدمی قرار گیرد، علم رحمانی ہرگز آنرا نفع ندھد، دل اُو سیاہ شود وبمیرد۔ عالم عامل آنرا گویند کہ این علم شیطانی را پس پشت اندازد ودر وجود جا نہ دھد وعلم کلام اللہ، تلاوت قرآن پیش کند۔ آنچہ بر سر آید از قضا وقدر راضی وصابر باشد وصاحب رضا عالم انسان آنرا گویند: لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیَوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ[1]

قولہ تعالیٰ :۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ[2]

علم آنست کہ از وحق شود معلوم وباطل گردد معدوم۔ علم با عمل است نہ بہ فضیلت وبسیار مال۔

[1] الحدیث [2] سورہ العلق، ۹۶ : ۵

علیہ وسلم پر قربان کرے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے علم وعمل اور تصدق دین کے لیے ہے۔ جو کوئی دین اور امر معروف کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ دین سے بیدین ہے، لعنتی اور بے یقین ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"میں اپنی امت پر ضعف یقین کا خوف کرتا ہوں"۔

اور منافق اپنے تن اور دین کو مال پر فدا کرتا ہے، تاکہ مال ہاتھ میں آئے اور دین سے بیدین ہو کر مر جاتا ہے۔ اور اس بخیل کا مال دوسرے کھاتے ہیں۔ اور وہ منافق فی الدرک الاسفل من النار میں دوزخ کے خوار ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ دوستی حسبۃ للہ اور حب مولیٰ علم علوم سے اعلیٰ ہے۔ اور حب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور روح، جمادی، عقل کلی، صبر وشکر، توکل، فقر، ہدایت، معرفت، قرب وصال فنا فی اللہ، قلب صفا اور روشنضمیری یہ پندرہ علوم خاص الخاص رحمانی مجموعۂ متابعت شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طرف اور نفس، شیطان، بخل، طمع، دنیا، حرص، جھوٹ، غیبت، غرور، ریا، زنا، نفسانی خواہشات، بغض، نفاق، خود پسندی، نفرت، کینہ، حسد اور خیانت یہ بیس علم مجموعۂ شیطانی ہے۔ اگر ان علوم میں سے ایک علم بھی آدمی کے وجود میں قرار پکڑ جائے، تو علم رحمانی ہرگز اسکو نفع نہیں دیتا اور اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ عالم عامل اسکو کہتے ہیں، جو اس علم شیطانی کو پس پشت ڈال دے اور وجود میں جذبۂ صادق پیدا کرے اور قرآن مجید کا علم اور تلاوت قرآن مجید کو مقدم سمجھے اور قضا وقدر سے سر پر جو آئے، راضی اور صابر ہو۔ اسے صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"انسان اور حیوان میں فرق نہیں، مگر ساتھ علم کے"۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"آدمی کو سکھایا، جو نہ جانتا تھا"۔

علم وہ ہے کہ جس سے حق معلوم ہو اور باطل مٹ جائے۔ علم عمل کے ساتھ ہے، نہ کہ فضیلت اور بہت مال کے ساتھ۔

بیت

عامی و نادان پریشان روزگار بہ ز دانش مند نا پرہیزگار

فردا روز قیامت شیطان عالم بی عمل را و فقیر اہل بدعت را و دیگر اہل سرود و آنچہ متابع ابلیس اہل جماع خبیث ہمراہ خود بدوزخ برد و ہر کہ بہ شیطان دعوی علم کند، عالم بی عمل و آن فقیری کہ بی شرع و سرودی کہ مطلق حرام است، این علم شیطانی است۔ کدام است شیطان کہ برین قوم از شیطنت غالب آید۔

بیت

علم کز تو ترا نہ بستاند جہل از آن علم بہ بود بسیار کہ جہل

جہل ناپاک و علم پاک۔ شخصیکہ کلام اللہ پاک را بدنیا پلید جہل کشد، علم پاک بجانب پلید نہ رود و تمام عالم بی عمل پلید را در پلید اندازد و علم پاک عامل را بحق پاک بہ سازد و از علم عالم بی عمل اگرچہ باشد صاحب تفسیر، از و علم نباید خواند کہ بی عمل بی تاثیر بی نظیر از خدا نہ ترسد۔ مردہ دل بحرص دنیا صاحب نذیر علم بر روح زند یار شود و علم بر نفس زند، مار بود کہ روح و علم و علم، معرفت الہی، توکل و توحید

و توفیق، ترک، توکل بر اللہ بیک اتفاق بدین طریق روح و دل دلالت بمولی کند کہ مرگ را ہیچ اعتبار نیست۔ کار فردا را امروز باید کرد کہ مبادا اجل جان

بیت

عام اور ناداں، بلکہ زمانہ پریشان ہے۔ پرہیز نہ کرنے والا عقلمند سے بہتر ہے۔

کل قیامت کے دن شیطان عالم بے عمل اور بدعتی فقیر اور دیگر اہل سرود اور ابلیس کے ساتھیوں، اور خبیث اہل جماع کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے گا۔ جو کوئی شیطان کے ساتھ علم کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ عالم بے عمل ہے اور وہ فقیر جو بغیر شریعت اور سرود جو مطلق حرام ہے، کے ساتھ علم کا دعویٰ کرتا ہے۔ ایسا علم شیطانی ہے۔ وہ کونسا شیطان ہے، جو اس شیطنت قوم پر غالب آتا ہے۔

بیت

جس علم سے تجھ کو فائدہ نہ پہنچے۔ اس علم سے جہالت بہتر بلکہ زیادہ بہتر ہے۔

جہالت ناپاک ہے اور علم پاک ہے۔ جو شخص کلام اللہ پاک کو جہالت اور دنیائے پلید کی طرف کھینچے۔ علم پاک پلید کی طرف نہ جائے۔ اور کامل عالم بے عمل پلید کو پلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی طرف پہنچاتا ہے۔ عالم بے عمل کے علم سے اگرچہ صاحب تفسیر ہو، تعلیم نہیں لینی چاہیے، کیونکہ بے عمل، بے تاثیر، بے نظیر خدا سے نہیں ڈرتا۔ مردہ دل دنیا کی حرص میں ہے۔ ڈرنے والا جو علم روح پر مارتا ہے، دوست ہوتا ہے۔ اور جو علم نفس پر مارتا ہے، وہ سانپ ہوتا ہے۔

(دانائے راز مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:۔

علم را بر تن زنی ماری بود علم را بر دل زنی، یاری بود

علم کو اگر تو نے دنیا کے حصول کی خاطر حاصل کیا، تو وہ سانپ ہوگا۔ اور اگر علم کو تو نے معرفت خداوندی حاصل کرنے کیلئے پڑھا، تو وہ تیرا دوست ہوگا۔)

یاد رہے کہ روح، علم، حلم، معرفت خداوندی، توکل و توحید، توفیق، ترک، توکل بر اللہ ایک اتفاق کے ساتھ۔ اس طریق سے روح و دل مولیٰ کی طرف دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں۔ آنے والے کل کا کام آج ہی کرنا چاہیے، مبادا موت

بستاند۔ پس فقیر بنا بر آن شُدن آسان کار کہ مصلحت از روح می پُرسد و دُنیا از زشت بلشت فانی می بیند۔ دل سرد میشود و از دُنیا یک مرتبہ تارک فارغ گردد کہ بدین طریق راہ خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است، لیکن فاضل، غوث وقطب، درویش را ترک از دُنیا بسی دُشوار کہ ایشان متفق نفس اند و نفس تعلق بہ شیطان دارد و نفس، دُنیا و شیطان ہر سہ را از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شرم آید۔ جانب خُدا راہ آوردن نمی دہند و مانع شوند یعنی از کجا پوشی و از کجا بخوری۔ از ترک و حیلہ و حجت رزق می آرند۔

بیت

ترک دُنیا کی تواند ہر خسی یا بوالہوس　　شیر مردی بایدت در بادیہ مردانہ

٭

عارف پنج قسم اند :۔

عارف ازل، عارف ابد، عارف دُنیا، عارف عقبیٰ۔ ہر چہار عارف صاحب مراتب طبقات خام۔ پنجم عارف باللہ فقر تمام۔

حدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ [1]

رباعی

ای عالم نادان تو کہ در علم غروری　　نزدیک تو معبود نہ، بلکہ تو دُوری
کشّاف و ہدایہ اگر امروز بخوانی　　تا خدمت خاصان نکنی ہیچ ندانی

[1] نقل از مرغوب القلوب، ص ۱۸۔

جان لے لے۔ پس اس بنا پر فقیر ہونا آسان کام ہے۔ کیونکہ وُہ مصلحت رُوح سے پُوچھتا ہے۔ اور دُنیائے زشت اور پلید کو فانی دیکھتا ہے۔ دل سرد ہو جاتا ہے۔ اور دُنیا سے ایک دفعہ تارک فارغ ہو جاتا ہے۔ اور یہی خاص راہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لیکن عالم، فاضل، غوث، قطب اور درویش کے لیے دُنیا کا ترک کرنا بہت مُشکل ہے، کیونکہ یہ نفس سے متفق ہیں اور نفس کا تعلق شیطان سے ہے اور نفس، دُنیا اور شیطان ان تینوں کو فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے، خُدا کی جانب یہ تینوں راہ نہیں لانے دیتے اور مانع ہوتے ہیں یعنی کہاں سے کھائے؟ اور کہاں سے پیئے؟ ترک اور حیلہ و حجت سے روزی لاتے ہیں۔

بیت

ہر کہ دمہ یا بوالہوس دُنیا کو کب چھوڑ سکتا ہے؟ آدمی شیر دل ہونا چاہیے تاکہ جنگل میں بہادروں کی طرح رہ سکے۔

عارف پانچ قسم کے ہیں :۔

عارف ازل، عارف ابد، عارف دُنیا، عارف عقبیٰ۔ یہ چاروں عارف صاحب مراتب طبقات خام سے تعلق رکھتے ہیں۔

(اور) پانچویں قسم کا عارف، عارف باللہ فقر تمام ہے۔

حدیث

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وُہی اللہ ہوتا ہے۔"

رباعی

اے عالم ناداں! تو علم پر غرور کرتا ہے۔ تیرے قریب اللہ نہیں ہے، بلکہ تو اس سے بھی دُور ہے۔

تفسیر کشّاف اور ہدایہ اگر آج تو پڑھ بھی لے، لیکن جب تک تو خاصوں کی خدمت نہیں کرے گا، کچھ نہیں جانے گا۔

حدیث

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ [1]

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :-

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْمَقَالِ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ خَالِصاً لِلّٰهِ تَعَالٰی فَهُوَ مُؤْمِنٌ [2]

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :-

اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ [3]

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :-

اَلتَّقْدِیْرُ یَضْحَكُ عَلَی التَّدْبِیْرِ [4]

تمام وجود آدمی بہ ظلمات جہل و تاریک است۔ اگر علم رحمانی نبودی کہ مثل آفتاب است، طلوع نماید و روشنی جاودانی رُخ نماید و ہیچ تاریکی ظلمات نہ ماند یعنی از اعمال نیک نفسانیت و معصیت شیطانی کلیہ از دل برخیزد و این علماء عامل از عارفان و واصلان حق شود۔ ہر کہ علماء عامل منتہی می شود فقیر کامل بحق تسلیم و دل سلیم۔ اینست راہِ ہدایت مستقیم۔

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ [5] بمقام صمدیت رسد۔

قولہٗ تعالیٰ :- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ [6]

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

شرح

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ شب معراج بہ براق سوار جبرئیلؑ پیش پیادہ جلودار۔

[1] راحت القلوب از حضرت نظام الدین اولیاءؒ [2] الحدیث [3] ایضاً [4] ایضاً [5] سورہ الفاتحہ ۱:۶، [6] سورہ اخلاص ۱۱۲:۱-۲

حدیث

"فقراء کا خادم قوم کا پیشوا ہے۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"جس نے علم قیل و قال (مناظرہ) کے لیے سیکھا، وُہ جاہل ہے۔ اور جس نے علم خالص اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا، وُہ مؤمن ہے۔"

اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"صحبت با اثر ہوتی ہے۔"

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے۔"

آدمی کا سارا وجود جہالت کی تاریکی سے سیاہ ہے۔ اگر علم رحمانی نہ ہوتا، جو مثل آفتاب ہے، طلوع ہوتا ہے اور جاودانی روشنی دکھاتا ہے۔ اور کسی قسم کا اندھیرا نہیں رہتا یعنی صالح اعمال سے نفسانیت اور شیطانی گناہ کلی طور پر دل سے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور یہ (توفیق) علماء عاملین، عرفاء اور واصلان باللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ جو عالم عامل ایسا منتہی ہوتا ہے، وُہ کامل فقیر ہوتا ہے۔ یہی قلب سلیم ہے۔ اور یہی ہدایت راہ مستقیم ہے۔

راستہ اُنکا جن پر تُو نے احسان کیا، نہ اُنکا جن پر غضب ہُوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔ یہ مقام صمدیت تک رسائی حاصل کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"تم فرماؤ وُہ اللہ ہے وُہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔"

اللہ بس ماسوٰی اللہ ہوس

شرح معراج

شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ننگے پاؤں ہمراہ تھے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے، عرش سے

چون جبرئیلؑ فرو ماند۔ از عرش تا فرش ہر دو جہان آراستہ ہزدہ ہزار عالم پیراستہ پیشوا آمدند۔ آن عالیشان حضرت چشم از حق تعالیٰ نہ برداشت۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1] روی توجہ نہ نمود و چون بمقام سدرۃ المنتہیٰ رسید، صورت فقر را دید و لذت سلطان الفقر چشید کہ از فقر نور اللہ نور باطنی معمور۔ قاب قوسین بقرب وصال بحق۔ حضور کلیم اللہ و از کلیم اللہ گزشت، در مقام آن سرور عالم فقر فنا فی اللہ در آمدند و با فقر ملاقات و غرق بہ فنا فی اللہ مع اللہ ذات و فقر را رفیق خود ساخت۔ محبت، معرفت، عشق، شوق و ذوق، علم و حلم، کرم، جود، خلق۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی[2] تمام تمامیت فقر بحر توحید دریا در وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم در آمد و از زبان دُرّ نثار اظہار فرمودہ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ[3]

چون در مجلس صحابہؓ آمدہ، حقیقت فقر از دریای فقر موج زدہ، بہ شنیدن احوالات فقر از معرفت الٰہی نمودی فوج فوج، بحکم حق سبحانہٗ و تعالیٰ شد کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شب و روز دیدار فقیران بہ بین و نظر از ایشان، مکن جدا، آن فقیران کہ مستغرق دوام بجد و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکر ایزدی بجا آورد کہ الحمد للہ مرا بکار حکم پروردگار یکدم از خدمت بیرون نیست۔ روزی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بر در حضرت ام المؤمنین بی بی فاطمہؓ دست مبارک دست زدند۔ اندرون اشارت شد کہ کیستی؟ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! فرمود، من محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمہؓ! حضرت فاطمہؓ التماس کرد کہ بیرون باش یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! برہنہ نشستہ ام۔ بجہت پوشیدن پارچہ ندارم کہ بر تن آرم۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام ردائی از تن جدا ساخت و جانب حضرت خاتون انداخت و ستر عورت پارچہ بر تن دختر علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اللہ این قدر ماند کہ اگر جانب سر می کشید، زانو برہنہ می شد۔ و اگر جانب

[1] سورہ النجم، ۵۳: ۱۷، [2] حدیث، نقل از انیس العارفین [3] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

فرش تک دونوں عالم یعنی اٹھارہ ہزار عالم آراستہ و پیراستہ آگے آئے، تو حضور سید المرسلین نے اپنی آنکھ مبارک حق سے جدا نہ کی۔ "بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی"۔ کسی چیز کی طرف آپ نے توجہ نہیں کی۔ اور جب وہ مقام سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، تو صورت فقر کا مشاہدہ کیا اور سلطان الفقر کی لذت سے آشنا ہوئے کہ فقر سے نور الٰہی اور نور باطنی معمور تھا۔ قاب قوسین پر قرب وصال حق ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزر کر تشریف لے گئے۔ اور سرور عالم مقام فقر فنا فی اللہ میں داخل ہوئے اور ملاقات فقر اور مستغرق فنا فی اللہ مع اللہ ذات ہوئے اور فقر کو اپنا ساتھی بنایا۔ محبت، معرفت، عشق، شوق و ذوق، علم، حلم، کرم، جود، خلق۔ "اپنے آپ میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو"۔ اور تمام مخلوق کے بحر توحید کا فقر وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا اور آپ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا:۔

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

جب صحابہ کرامؓ کی مجلس میں آئے، فقر کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موج ماری۔ فقر کے احوال کی سماعت معرفت خداوندی کی فوج فوج آواز آئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! شب و روز فقراء کا دیدار کر اور ان سے نگاہ کو جدا مت کر۔ وہ فقراء جو ہمیشہ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مستغرق رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ الحمد للہ ہم کام کے ساتھی بنے اور پروردگار کے حکم سے ہم ایک لمحہ کیلئے بھی خدمت سے جدا نہیں ہیں۔

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المؤمنین بی بی فاطمہؓ کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کہ تو کون ہے؟ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہؓ! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: ابا حضور آپ باہر رہیں۔ میں برہنہ بیٹھی ہوں۔ میں اپنے پاس پہننے کے لیے کپڑا نہیں رکھتی۔ جو جسم پر ڈالوں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک تن سے جدا کر کے خاتون جنت کی جانب پھینکی۔ اور آپ کے پاس ستر عورت کا کپڑا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر سر کی طرف کھینچتے، تو زانو ننگے ہو جاتے اور زانوں کی طرف کھینچتے، تو سر ننگا ہو جاتا۔ پس آپ اسی پارچہ میں سکڑے ہوئے خاتون جنت کے گھر

زانو کشیدند، سر برہنہ ماند۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام در پارچہ خم خوردہ نشستہ در خانۂ حضرت جنت خاتون در آمدند و احوالات فقر و فاقہ حضرت پیغمبر علیہ السلام دید، در سکر و جلالیت آمدند۔ فرمود: یا جنت خاتون! مرا خدای تعالیٰ با قدرت خویش این قدر قوت دادہ است کہ اگر نظر کنم آنچہ در و دیوار خانۂ تست، ہمہ زر و سیم و کلوخ لعل و در مروارید و یاقوت شود۔ بگو نظر کنم و بگیر اختیار کن۔ این ناچیز دنیا را حضرت بی بی قبول نکرد۔ التماس نمود یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و از فاقہ مرا لذت و ذائقہ می آید۔ این فقر فیض و گنج الٰہی است۔ ہیچ کس نہ دہند بجز مقربان و دوستان۔ خود ما فقر را اختیار کردہ ایم۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام با جنت خاتون را فرمود! یا جنت خاتون! تو فقیر ہستی۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ط

منتہی معرفت سر اسرار الٰہی بعین العیان مشاہدات ربانی، از اسم اللہ نور ذات دیدن است۔ چون بنور ذات مشاہدہ از چشم صفا دل دید، سر نہان از گوش شنید۔ بشنیدن سر نہان در لامکان رسید۔ محو محرمیت معرفت گشت۔ وجود قلب قالب بجوش ذکر اللہ ہمہ از دست اشتغال اللہ در مغز و پوست۔ ہر کہ درین لامکان رسد، در وجود او ہیچ حب دنیا و شرک حجب حجاب ہوا نماند بجز مشاہدۂ ذات، ذوق وجد و حدانیت غرق بدیگری لاسوی اللہ متوجہ و مشغول نگردد، اگرچہ او گرد و در قید فی اللہ در آید، جدا نہ گرداند کہ مشاہدۂ نور اللہ تجلیات حق آنرا جان گیر است۔

بیت

گر بنگرم جان می رود گر جان رود چون بنگرم　　حیران درین کاری شدم یا بنگرم یا جان دہم

میں داخل ہو کر بیٹھے اور حضرت زہراؓ کے فقر و فاقہ کا حال دیکھ کر سکر اور جلالیت میں آئے اور فرمایا: اے خاتون جنت! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے اتنی طاقت عطا کی ہے کہ اگر نگاہ کروں، تو تیرے گھر کے در و دیوار تمام سیم و زر کے ہو جائیں اور مٹی کے ڈھیلے لعل اور مروارید کے موتی اور یاقوت بن جائیں۔ اگر کہو تو میں نگاہ کروں اور تم ان اشیائے دنیوی کو لے لو۔ حضرت سیدہ زہراؓ نے ان ناچیز دنیوی اشیاء کو قبول نہ فرمایا۔ اور عرض کیا: ابا حضور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور فاقہ مستی میں ہمیں لطف آتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خزانۂ الٰہی ہے۔ یہ کسی کو عطا نہیں کیا جاتا، سوائے مقربین اور اولیائے رحمٰن کے۔ ہم نے خود فقر کو اختیار کیا ہے۔ پس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ سے توجہ فرمائی۔ اور حضرت سیدہ زہراؓ سے فرمایا: اے خاتون جنت! تو فقیر ہے۔ اور

"مجھے اپنے فقر پر فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔"

انتہائے اسرار و معرفت خداوندی کو عین بعین نور ذات الٰہی سے مشاہدہ کیا۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور صفائے قلب کو آنکھ سے دیکھا، اور مخفی راز کو کان سے سنا اور جب سر نہاں کان سے سنا، تو لامکان میں پہنچ گیا۔ اور معرفت محرمیت میں محو ہو گیا۔ اور وجود باری تعالیٰ کے ذکر کے جوش سے اللہ تعالیٰ کے شغل میں (تمام) وجود قلب قالب مغز و پوست ہو گیا۔ جو کوئی اس لامکان میں پہنچتا ہے، تو اس کے وجود میں کوئی حب دنیا اور شرک (و بدعت) حجب حجاب اور نفسانی خواہشات نہیں رہتیں بجز مشاہدۂ ذات کے اور وحدانیت کے ذوق و شوق سے بجز اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ قید فی اللہ میں آجاتا ہے، مگر خدا سے جدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مشاہدۂ نور الٰہی اور تجلیات حق اس کی جان گیر ہیں۔

بیت

اگر میں دیکھتا ہوں، تو جان جاتی ہے۔ اگر جان نکل جائیگی، تو میں کیسے دیکھوں گا۔ میں اس معاملہ میں حیران ہوں کہ میں دیکھوں یا جان دے دوں۔

آری این مقام است انا الحق کہ منصور حوصلہ وسیع فراخ نداشت۔ اقرار تصدیق القلب انا الحق بر زبان آوردن آن انا الحق سر است و سر باسرار دار کشیدن۔ بنا بران منصور بہ انتہاء فقر نہ رسید کہ انا الحق بر زبان آوردن بمقام فنا فی الشیخ شہرت پذیر۔ انا الحق بدل گفتن روشنضمیر اینست مقام فنا فی اللہ بقا باللہ روح۔

فرد

اگر بگوید انا الحق دلم عجب نہ بود کہ روح خویش دمیدہ است حق بقالب ما

⁂

انا الحق بدل گفتن بنفس فنا و انا الحق بر زبان گفتن بر سر دار سد راہ معرفت دقایق باطنی مولی البسی مشکل۔ عالم راہ معرفت مولی باطنی کرا دانند؟ از معرفت بیخبر، اگرچہ تمام عمر علم خوانند۔ ازین چہ دانند کہ از روی بی عملی بمثل گاؤ خر اند۔

بدانکہ مقام مراقبہ غرق فنا فی اللہ برسیدن و یا ذکر فکر و یا از تصور اسم اللہ مشاہدہ دیدن معرفت الٰہی جبلی مشکل است۔

ہاں یہ مقام انا الحق کا ہے۔ منصور (حلاج) وسیع اور فراخ حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔ اقرار بہ تصدیق قلب انا الحق کا زبان پر لایا۔ وہ انا الحق کا (نعرہ) راز ہے۔ اور راز کے فاش کرنے سے اس کا سر سولی پر کھینچا گیا، اسی بناء پر منصور انتہائے فقر پر نہ پہنچا، کیونکہ انا الحق (کا نعرہ) زبان پر لانا مقام فنا فی الشیخ میں شہرت پذیر ہے اور دل سے انا الحق کہنا روشنضمیر ہے یہ یہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ روح کا ہے۔

فرد

اگر میں انا الحق کہوں تو اے میرے دل! یہ تعجب کی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنی روح میرے جسم کے اندر پھونک رکھی ہے۔

⁂

انا الحق کو دل سے کہنا نفس کو فنا کرنے کے مترادف ہے۔ اور انا الحق کو زبان پر کہنا سر کو سولی پر لٹکانا ہے۔ اور راستے کی رکاوٹ ہے۔ باری تعالیٰ کے باطنی نکات کی معرفت نہایت مشکل ہے۔ اس راہ باطنی معرفت خداوندی سے عالم واقف نہیں ہیں۔ وہ معرفت الٰہی سے بے خبر ہیں، اگرچہ تمام عمر علم پڑھیں مگر وہ معرفت خداوندی کو کیا جانیں؟ وہ بے عملی کی رو سے گدھے اور بیل کی طرح ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ مقام مراقبہ فنا فی اللہ میں غرق ہونا اور یا ذکر، فکر، اور یا تصور اسم اللہ ذات کا مشاہدہ کرنا اور معرفت خداوندی بہت مشکل ہے۔

شرح مراقبہ

چند قسم است۔ مراقبہ سہ قسم است۔ مبتدی، متوسط، منتہی۔

چنانچہ صاحب مراقبہ باذکر فکر چنان غرق شد کہ اگر کسی آنرا بہ تیغ سر از گردن جدا گرداند، نہ لرزد و نہ جان بہ جنباند۔ این چنین غرق باشتغال اللہ را مقام ابتدا، خام است۔

و دوم مراقبۂ متوسط۔ چون صاحب مراقبہ باذکر فکر مشاہدۂ الٰہی معرفت دوازدہ سال بیک مراقبہ بگذرد، نہ خبر از تابستان و زمستان۔ بعد از دوازدہ سال چون صاحب مراقبہ از مراقبہ برآید، گو لیکہ چشم زد طرفۃ العین ہم نگذشتہ باشد۔ این چنین مراقبہ غرق متوسط عوام است۔

مراقبۂ منتہی چون صاحب مراقبہ بی ذکر فکر از تصور اسم اللہ و اسم اللہ ہر حرف بمثل آب نور اللہ دریای وحدت شود، در آن دریای توحید نور اللہ صاحب تصور مراقبہ غوطہ خورد و غرق شود۔ اگر کسی بدین طریق غرق مراقبہ نور اللہ را صد تیغ زند بمثل آب بہ آب زند۔ صاحب مراقبہ را ہیچ جراحت و زخم نہ شود و از جان خون نہ برآید و بر احوال خود برحال ماند از آن تیغ و با آنکہ صاحب منتہی مراقبہ با مراقبہ غرق از جثۂ نفسانیت بر آید و یا مجلس ارواح انبیاء و اولیاء اللہ با جثۂ ارواح ہم مجلس و باز در جثۂ نفسانیت نہ در آید و ذکر قلبی در وجود جاری گردد۔ نزد خلق مردہ شود۔ دفن در قبر کنند و نزدیک خالق زندہ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ [1]

جسد زیر قبر چنانچہ پوست و روح بالای عرش ملاقات بدوست۔ بدین طریق موت را حیات ابدی گویند۔

[1] الحدیث

مراقبہ کی تشریح

مراقبہ کی تین قسمیں ہیں :۔

پہلی قسم : مبتدی ہے۔ دوسری قسم : متوسط ہے۔ تیسری قسم : منتہی ہے۔

چنانچہ صاحب مراقبہ ذکر، فکر کے ساتھ ایسا غرق ہوا کہ اگر کوئی اسے تلوار سے مارے اور اسکا سر گردن سے جدا کر دے۔ تو وہ نہ لرزے اور نہ وہ جان سے حرکت کرے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتداء کا مقام ہے، جو کہ خام ہے۔

اور دوسرا مراقبۂ متوسط ہے اور وہ یہ ہے کہ جب صاحب مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدۂ خداوندی میں بارہ سال ایک مراقبہ کے ساتھ گذریں، نہ گرمی کی خبر اور نہ سردی کی پرواہ۔ بارہ سال کے بعد جب صاحب مراقبہ مراقبہ سے باہر آئے، تو کہے کہ آنکھ جھپکنے کی دیر بھی نہ گزری ایسا مراقبہ غرق متوسط عوام ہے۔

مراقبہ منتہی یہ ہے کہ جب صاحب مراقبہ ذکر، فکر کے بغیر اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف اللہ تعالیٰ کے نور کے دریائے وحدت کے پانی کی طرح ہو جائے اور اس دریائے توحید نور اللہ میں صاحب تصور مراقبہ کرنے والا غوطہ زن ہو اور غرق ہو۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق مراقبہ نور اللہ کو سو تلواریں بھی مارے اور پانی کی طرح اسکو پانی دے مارے، لیکن صاحب مراقبہ کو کوئی زخم نہ ہو، اور جسم سے کوئی خون نہ نکلے اور اس تلوار سے خود پر سلامت رہے۔ اور اس کے باوجود کہ صاحب مراقبۂ منتہی مراقبہ کے ساتھ غرق ہو اور جثۂ نفسانیت سے نکلے اور یا مجلس ارواح انبیاء اور اولیائے رحمٰن کی مجلس میں ہم مجلس ہو اور پھر نفسانیت کے جثہ میں نہ داخل ہو اور وجود میں ذکر قلبی جاری ہو۔ مخلوق کے نزدیک مردہ ہو اور قبر میں اسے دفن کریں اور بارگاہ خداوندی میں زندہ ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔"

جسم قبر کے نیچے چنانچہ پوست (کھال) اور روح عرش کے اوپر دوست سے دوست ملاقات کرتا ہے۔ اس طریق سے موت کو حیات ابدی کہتے ہیں۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ [2]

انتہا مراقبہ اینست۔ ہر کہ در مراقبہ غرق در آید، موت را اختیار کند با قرب واصل شود واز جثۂ نفسانیت برآید۔

صاحب مراقبہ را چہار چیز دشمن است۔

یکی کشف، دوم کرامات، سوم بہ خلق رجوعات، چہارم سیر طبقات، ہر کہ ازین چہار برآید، غرق مراقبہ تصور اسم اللہ فنا فی اللہ در آید۔ مراقبہ مرتبۂ انبیاء و اولیاء اللہ است۔ مراقبہ و صاحب مراقبہ را چہ داند مردہ دل سرہوا، محروم از معرفت خدا۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

باید دانست کہ راہ فقر و راہ معرفت و راہ تمامیت علم گنج بی رنج از تصور اسم اللہ ذات می کشاید کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را شب و روز نظر بر اسم اللہ و باطن بمقام فنا فی اللہ می بود۔ این راہ گنج نہ تعلق بریاضت دارد نہ بذکر فکر رنج۔

دانی کہ نعمت ہر دو جہان در قرآن مجید است۔ المطلب آنکہ اول شخصی حافظ قرآن شد و می خواند او مغز حقیقت معنوی تفسیر نمی دانست و صاحب تفسیر آنست کہ از علم و از غلبات ذکر اللہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ را بکشاید بیشک است ہر کہ شک آرد، کافر گردد و مردود و مرتد شود۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا ؕ

و ہر احوال این طریقہ را بہ حق رضا متوسط بہ نفس فنا و انتہا بار روح بقا۔ اولیاء اللہ

[1] کتاب شرح برزخ، عین العلم۔

[2] کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ، شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح ابن قیم۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"بیشک اولیاء اللہ مرتے نہیں (اور وہ ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں) بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں"۔

مراقبہ کی انتہا یہی ہے۔ جو کوئی مراقبہ میں مستغرق ہو جاتا ہے، وہ موت کو اختیار کرتا ہے۔ اور قرب الٰہی کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے۔ اور نفسانیت کے جثہ سے باہر آجاتا ہے۔

(یاد رہے کہ) مراقبہ کرنے والے کی چار اشیاء دشمن ہیں:-

پہلی شے: کشف ہے۔ دوسری شے: کرامت ہے۔ تیسری شے: مخلوقات کی طرف رجوع کرنا۔ چوتھی شے: سیر طبقات۔ جو کوئی ان چاروں سے نکلے، وہ غرق مراقبہ تصور اسم اللہ فنا فی اللہ میں آتا ہے۔ مراقبہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔ مراقبہ اور صاحب مراقبہ کو مردہ دل، نفسانی خواہشات کا حامل، محروم معرفت خدا کیا جان سکتا ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

جاننا چاہیے کہ راہ فقر اور راہ معرفت اور گنج علم بے رنج کی تمامیت کی راہ تصور اسم اللہ ذات سے کھلتی ہے، کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک شب و روز اسم اللہ پر اور نظر باطن مقام فنا فی اللہ پر تھی۔ اس خزانے کے راستہ کا تعلق نہ ریاضت سے ہے اور نہ ہی ذکر، فکر اور محنت سے ہے۔

تو جانتا ہے کہ دونوں جہان کی نعمت قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ کہ اول وہ شخص جو حافظ قرآن ہوا، وہ شخص قرآن پاک پڑھتا ہے۔ وہ مغز حقیقت کی معنوی تفسیر جانتا ہے اور صاحب تفسیر وہ ہے جو علم سے اور غلبات ذکر الٰہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو کھولے۔ تحقیق جو شک کرتا ہے، وہ کافر اور مردود اور مرتد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

اس طریقہ کے ہر احوال رضائے حق اور متوسط نفس کی فنا اور انتہاء روح کی بقا

قادری نہ مُردہ اند، گوئیکہ بوصال حق تعالیٰ بردہ اند۔ ہرکہ از علم تعلم تعلیم دوام وارد مطالعۂ کتاب پیش دیا آنکہ باتصور حرف از اسم اللہ غرق۔ ذکر فکر باندازش دل لحظہ بہ لحظہ بادرد درویش روشنضمیر، صفاکیش۔ اینست مراتب کامل درویش۔

باید دانست کہ درویش پنج حروفست دَرَوَیَشْ۔

از حرف "دال" دلالت کنندہ بہرحال واز علم قال واز الہام مکاشفہ تمام لیکن ذکر دم وذکر قلب دل وذکر رُوح وذکر سرّ اسرار پردہ بکشاید۔ وی را مطلق صاحب الحاد یعنی میت النفس بمقام قبر ولحد رسیدہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1] این چنین درویش لائق دیدار از غیر ماسوی اللہ بیزار۔

از حرف "واو" وحدانیت مقام حق حقیقت واضح محقق حق پرست طالب است۔

از حرف "ی" یگانہ، یار مع اللہ۔

واز حرف "شین" شرم دارد از دُنیا واہل دُنیا۔ بدین طریق درویش است والا نہ درپیش گدا خوار، دُور تر از پروردگار چون گاؤ عصار۔

بیت

درویش را دل ریش باید با خُدا کی بود درویش کشف وسرہوا

باید دانست کہ حقیقت ماضی ومستقبل کشف از آنست بدرویش کہ دوام مطالعۂ لوح ضمیر خویش حجاب درمیان است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ[2]

کسی را کہ تصور بر اسم اللہ بانظر نگاہ برکت اسم اللہ ہرگام باطن می رود بہزار

[1] کتاب شرح برزخ [2] سورہ رحمٰن، ۵۵ : ۲۷

ہے۔ قادری اولیاء اللہ مُردہ نہیں ہیں۔ گویا کہ وصل خداوندی سے گئے ہیں۔ جو کوئی علم سے دائمی طور پر تعلیم اور مطالعہ رکھے۔ یا یہ کہ تصور حرف اسم اللہ میں غرق ہو۔ اور لحظہ بہ لحظہ ایک اندازہ کے مطابق ذکر، فکر کے ساتھ دل کو زخمی رکھے۔ روشنضمیر اور صفاکیش رہے۔ یہ ہیں کامل درویش کے مراتب۔

جاننا چاہیے کہ درویش کے پانچ حروف ہیں۔ دَرَوَیَشْ۔

حرف "دال" ہر حال اور ہر علم قال پر دلالت کرتا ہے۔ اور الہام سے کامل مکاشفہ دلالت کرتا ہے۔ لیکن ذکر دم، ذکر قلب و دل، ذکر رُوح اور ذکر سرّ الاسرار پردے کا انکشاف کرتا ہے۔ اس کو مطلق صاحب الحاد یعنی نفس مُردہ قبر میں پہنچا ہوا کہتے ہیں "موت سے پہلے مرجاؤ"۔ اس قسم کا لائق دیدار درویش ماسوی اللہ سے بیزار ہے۔

حرف "واؤ" سے وحدانیت اور مقام حق کی حقیقت واضح ہو محقق حق پرست طالب ہو۔

حرف "ی" سے یگانہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ یارانہ ہو۔

اور حرف "شین" سے دُنیا اور اہل دُنیا سے شرم رکھتا ہو۔ ایسا درویش، درویش ہے۔ ورنہ گداگر اور ذلیل ہے۔ خُدا سے دُور تر اور تیلی کے بیل سے بھی نکیا گزرا ہے۔

بیت

درویش کا دل خُدا کے ساتھ زخمی رہنا چاہیے۔ درویش کشف وکرامات اور نفسانی خواہشات کے حصول میں کب رہتا ہے؟

جاننا چاہیے کہ ماضی ومستقبل کے کشف کی حقیقت یہ ہے کہ درویش کے ساتھ دائمی طور پر اپنے لوح ضمیر کے مطالعہ میں حجاب درمیان میں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور رہے گا چہرہ تیرے رب کا، بزرگی اور تعظیم والا"۔

جس کسی کے اسم اللہ کے تصور سے، نظر نگاہ کے ساتھ، اسم اللہ کی برکت سے

سالہ راہ۔ باش دانا و آگاہ۔

مشو در طلبِ دُنیا گمراہ کہ طلبِ دُنیا سرِ بدعت و حُبِّ مولیٰ سرِ ہدایت ولایت۔

شرح اسم اللہ

بدانکہ اسم اللہ کسی را از زبان گیرد، زبان آنرا بستہ گردد۔ از کلام مالا یعنی آن را با مطالعۂ علم کتاب، مسائل و یا تلاوت کلام اللہ و یا نماز عبادت اللہ و یا ذکر اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سوای ازین لب نہ کشاید و اگر کسی آنرا گردن زند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[1] وطَالَ لِسَانُہٗ[2]

ہر کرا اسم اللہ از دل بگیرد، دل آنرا بدوام ذکر و مدام فکر روشن ضمیر اینست مراتب فقیر

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[3]

ہر کرا اسم اللہ از رُوح بگیرد، زندہ جان گردد، ہرگز نہ میرد۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ[4]

اگرچہ زندہ باین جہان است۔ کار با آنجہان است۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[5]

و ہر کرا اسم اللہ بسر بگیرد۔ آنرا احتیاج خلوت نماند کہ خلعت سرّ اسرار الٰہی بر تن می پوشد یعنی اسم اللہ از سر تا قدم ظاہر و باطن ہمچنان آنرا پیچ کند، چنانچہ پیچد گیاہ درخت را۔

---

[1] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ [2] الحدیث [3] ایضاً [4] کتاب بزرخ، عین العلم۔

[5] نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ۔

ہر قدم جو باطن میں جاتا ہے۔ ہزار سالہ راہ کو عبور کر لیتا ہے۔ دانا اور آگاہ ہو جا۔

دُنیا کی طلب میں گمراہ مت ہو، کیونکہ دُنیا کی چاہت بدعت کا سر اور حُبِّ خداوندی ہدایت و ولایت کا سر ہے۔

اسم اللہ ذات کی تشریح

معلوم ہونا چاہیے کہ اسم اللہ جس کسی کی زبان پکڑتا ہے، اسکی زبان بند ہو جاتی ہے۔ کلام لا یعنی سے یعنی علم کتاب کے مطالعہ کے بغیر، مسائل اور یا تلاوت کلام اللہ، اور یا نماز، عبادت اللہ اور یا ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اسکی زبان نہیں کھلتی۔ خواہ کوئی اسکی گردن مار دے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ اور اس کی زبان طول پکڑ گئی۔"

اسم اللہ جس کا دل پکڑتا ہے، اس کو ذکر، فکر دوام اور روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ یہ ہیں فقیر کے مراتب۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا، پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

اور اسم اللہ جس کو رُوح سے پکڑتا ہے، وُہ زندہ ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"بیشک اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو موت نہیں ہے۔"

اگرچہ اس دُنیا میں زندہ ہے، مگر اسکا کام اس (اگلے) جہان سے ہے۔

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا، پس اسکی زبان گونگی ہو گئی۔"

اور جس کسی کو اسم اللہ سر سے پکڑتا ہے۔ اسکو تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وُہ خلعت سرّ اسرار الٰہی جسم پر پہن لیتا ہے۔ یعنی اسم اللہ سر سے قدم تک اور ظاہر اور باطن میں اس کو اس طرح لپیٹ جاتا ہے، جیسا کہ گھاس درخت کو لپیٹ لیتی ہے۔

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ[1]

بدین مراتب ہر آنکس رسد، کسی را کہ از اسم اللہ فیض فضل اللہ شود۔ دست بیعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کند۔ از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا بود و ہر کہ در تحت قبای اللہ در آید و بمرتبۂ فقیری تمام رسد، وجود او تمام نور شود و در وجود او غیر نگنجد۔ از چشم مردم غائب شود، اگرچہ دوام در مجلس مردم باشد مثل حضرت خضرؑ و اگر ہر آنکس کہ در بر تشنہ شود، آب از زمین بطلبد، آنرا بحکم خدای تعالیٰ آب بروی دھد و اگر آن کس گرسنہ شود، از درخت ہا میوہ طلبد، ہموندم درخت ہا بوی میوہ دھند و آنچہ از اسم اللہ معائنہ باشد و با کرامات است۔ درین استدراج نیست۔ این راہ از رحمت معراج است۔ شخصیکہ بدین صفت موصوف باشد، در نظر او آب شیر شود و یا شہد و یا شکر تری و یا در نظر او آب روغن گردد و یا شیر شود۔ شخصی کہ بدین صفت موصوف باشد، ہر جا کہ باشد، نماز او با سنت جماعت با شرائط تمام۔ المطلب آنکہ وقت نماز آنکس کہ بانگ خواند، جمیع روحانی با جثہ وضو حاضر شوند و ملائک حاضر گردند و ہمہ جنونیت بیاند۔ نماز او بغیر از سنت جماعت نمی شود و یا آنکہ آنکس دو نیم گام زمین راطی کند، دوام در خانہ کعبہ با جمع نماز خواند و یا آنکہ ہر آنکس دوام در مدینہ با روضہ مبارک بحضور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر منظور۔ آن صاحب نظر روشن ضمیر۔

اینست مرتبہ اِذَا تَحَقَّقَ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[2] فنا فی اللہ فقیر۔

فقیر یکہ بدین صفت موصوف باشد اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ[3] سیر او مثل حضرت خضر علیہ السلام تا ابد الآباد مشاہدہ بین۔ اینست مراتب حق الیقین

[1] کتاب معرفت بوستان جلد اول شرح معرفت مثنوی مولانای رومؒ [2] نقل از مرغوب القلوب، ص ۱۸، انیس الطالبین از خواجہ بہار الحق والدین نقشبندی، ص ۶۳ [3] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

ارشاد خداوندی حدیث قدسی میں ہے:۔

"بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں"

اس مرتبہ پر وہ شخص پہنچتا ہے کہ جسکو اسم اللہ سے فیض ہو اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت کرے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہو۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی قبا کے نیچے آتا ہے، اور فقیری کے مرتبہ پر تمام و کمال پہنچتا ہے، اس کا سارا وجود نور ہو جاتا ہے۔ اور اُسکے وجود میں غیر کی سمائی نہیں ہوتی۔ وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دائمی طور پر وہ عوام کی مجلس میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح رہے۔

اور اگر ہر وہ آدمی جو دروازے پر پیاسا ہو، پانی زمین سے طلب کرے، تو بحکم خدا تعالیٰ پانی اس کو دے دیا جائے۔ اور اگر وہ آدمی بھوکا ہو، اور درختوں سے پھل طلب کرے، تو اسی وقت درخت اُسے پھل دے دیں۔ اور جو کچھ اسم اللہ سے دیکھے، وہ کرامت کے ساتھ ہے۔ اس میں استدراج نہیں ہے۔ وہ راہ رحمت سے معراج ہے۔ جو شخص اس صفت سے متصف ہو، اسکی نظر میں پانی دودھ ہو جاتا ہے اور یا شہد اور یا شکر تیری اور یا اسکی نظر میں پانی روغن ہو جاتا ہے۔ اور یا دودھ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اس صفت سے موصوف ہو، وہ جہاں کہیں بھی ہو، اس کی نماز سنت جماعت کے ساتھ شرائط کے ساتھ تمام ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کے وقت جب وہ آدمی اذان دیتا ہے، تو تمام روحانی، جسم سمیت باوضو حاضر ہوتے ہیں اور فرشتے اور جن آکر نماز میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس کی نماز سنت جماعت کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور یا یہ کہ وہ آدمی دو نیم قدم سے تمام زمین طے کر لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ بیت اللہ شریف میں باجماعت نماز پڑھتا ہے اور یا یہ کہ وہ آدمی ہمیشہ مدینہ طیبہ میں روضہ مبارک کے ساتھ بارگاہ نبوی میں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر منظور نظر بنتا ہے۔ وہ صاحب نظر اور روشن ضمیر ہوتا ہے۔ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو پس وہی اللہ ہوتا ہے"۔ یہ ہے فنا فی اللہ فقیر کا مرتبہ۔

جو فقیر اس صفت سے موصوف ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اس کی سیر حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ابد الآباد تک مشاہدہ بین ہوتی

زنده ماند لازوال با قُرب وصال و یا آنکه استغراق در جائیکه هیچ کس نمی رسد۔ و یا آنکه بر بالای بلند کوه و یا آنکه بر کنارهٔ دریای عمیق آن صاحب توفیق بحق رفیق باشتغال اللہ چنان مشغول مستغرق شود که بیکدم تا قیامت صُور اسرافیل آنرا باخبر و بیدار کند۔ اینست مراتب صاحب دم و ثابت قدم خلوت همین را گویند۔ این نه خلوت است که در آن خلوت خلل ابلیس که برجوعات خلق غُرّه شود و نفس خبیث بدین طریق فقیر زندیق است نه محقق از حقیقت حق تحقیق۔

دانی که عوغا دام و گرانی شیطانی که در و لذت نفسانی مطلق تزویر است نه از تغییر تاثیر است۔

چون عالم فقیر و اہل خانواده طلب دُنیا کند، بیشک طالب شیطان شود و به طلب کردن دُنیا شیطان بسیار خوش وقت شود و شیطان میگوید که عالمی که طالب من شود، کلیه مطلب من شود که این را دُنیا بسیار خواهم داد۔ بسیار مردم را این گمراه خواهد کرد و شخصی که دُنیا بگیرد و بر مراتب دُنیا فخر کند، پیغمبر صاحب صلی اللہ علیه وسلم دلگیر گردد و از و بیزار شوند و می فرماید که از دنیا و فرعونی مردم فخر می کنند و از فقر و علم من بیزار شوند۔ من از ایشان بیزارم۔

عجب دارم از آن قوم که شیطان را خوشوقت می کنند و پیغامبر صاحب صلی اللہ علیه وسلم را دلگیر ایشان چطور باشند عالم با عمل فقیر خود منصف باش و نفس خود را انصاف بده و اگر کسی گوید که پیغمبران و اصحابان دُنیا داشتند، ایشان از برای چه داشتند؟ بگو محض فی سبیل اللہ شب و روز در تصرّف و از برای جنگ کفار یهود۔ اینست: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ[1] مقصود۔ و دیگر که دُنیا دار و بجهت لذات نفس یهود۔

چونکه دُنیا کلیه ریا است و هوا است و پیغمبر ما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم دُنیا

---

[1] الحدیث۔

ہے۔ یہ ہیں حق الیقین کے مراتب۔ وُہ قُرب وصال کے ساتھ لازوال ہو کر زندہ رہتا ہے۔ اور یا یہ کہ اسکو ایسی جگہ استغراق ہوتا ہے، جہاں کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا۔ اور یا یہ کہ بلند و بالا پہاڑوں پر یا یہ کہ گہرے سمندروں کے کنارے پر وُہ صاحب توفیق بحق رفیق اللہ تعالیٰ کے شغل میں ایسا مشغول اور مستغرق ہوتا ہے کہ ایک دم میں قیامت کو صُور اسرافیل خبردار اور بیدار کرتا ہے۔ یہ ہیں مراتب صاحب دم اور ثابت قدم کے۔ اسی کو خلوت کہتے ہیں۔ یہ خلوت نہیں ہے کہ جس خلوت میں ابلیس خلل ڈالتا ہے۔ اور انسان رجوعات مخلوق پر مغرور ہو جاتا ہے۔ اور پلید نفس کے چنگل میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اس طریق سے فقیر زندیق ہے۔ نہ کہ حقیقت حق تحقیق سے محقق۔

تو جانتا ہے کہ چرچا (شہرت) شیطانی چال ہے کہ جس میں نفسانی لذت مطلق فریب ہے اور نہ ہی تغییر سے تاثیر ہے۔

جب عالم، فقیر اور اہل خانوادہ دُنیا طلب کرتا ہے، تو بیشک وُہ طالب شیطان ہوتا ہے اور دُنیا طلب کرنے سے شیطان بہت خوش و خرم ہوتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ وُہ عالم جو میرا طالب ہوتا ہے، میرا تمام مقصد حل ہو جاتا ہے کہ میں اسے دُنیا بکثرت دوں گا۔ اور یہ بکثرت مخلوق کو گمراہ کرے گا۔ اور جو دُنیا اور مراتب دنیا پر فخر کرے، اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوتے ہیں۔ اور اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ دُنیائے فرعونی سے لوگ فخر کرتے ہیں۔ اور میرے علم و فقر (اور دین) سے بیزار ہوتے ہیں۔ میں ان سے بیزار ہوں۔

مجھے اُس قوم پر تعجب (اور افسوس) ہے۔ جو شیطان کو خوش کرتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ خاطر کرتے ہیں۔ وُہ کس طرح عالم باعمل فقیر ہو سکتے ہیں؟ تو خود ہی انصاف کر اور اپنے نفس کو انصاف دے۔ اور اگر کوئی کہے، کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بھی) دُنیا رکھتے تھے۔ تو وُہ کس لیے رکھتے تھے (اور کیوں رکھتے تھے) جواب یہ ہے کہ وُہ محض فی سبیل اللہ شب و روز کفار یہود کی لڑائی (اور مسکینوں پر) خرچ کرتے تھے۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہ تھا ان کا مقصود۔ اور دوسرے لوگ لذات نفس اور یہود کیلئے رکھتے ہیں۔

چونکہ دُنیا کلی طور پر ریا اور نفسانی خواہشات کی حامل ہے اور ہمارے پیغمبر محمد

نداشت وبہ جمع کردن دُنیا اشارت نہ فرمود وخدای تعالیٰ در قرآن از جمع نمودن دُنیا منع فرمود۔

پس ہر کہ دُنیا دوست دارد و یا طلب کنندہ جمع نماید، خلاف پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم و فرقان مجید بکند کہ اساس دُنیا از اصل فتنہ و فساد است و مجموعۂ فتنہ معصیت است و فضیحت قباحت پیدا شود و قباحت دل سیاہ را گویند یعنی نیکی و بدی ہر دو را برابر داند و درمیان حلال و حرام فرق نکند۔ وقت غضب از زبان باخبر نباشد و از کلمۂ شرک و کفر غافل باشد یعنی این ہمہ آثار اظلم دُنیا است ۔

بیت

ناظران را نظر باشد بر اِلٰہ لعنتی بر مال دُنیا عزّ و جاہ

نظر چیست و کرا گویند ؟ بدانکہ نظر ہفت اند۔ نظر اللہ و نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نظر اصحاب نبی اللہ و نظر فقیر فنا فی اللہ و نظر اولیاء اللہ و نظر فرشتگان و نظر نفس و شیطان و دیو جن لعین ۔

و نظر ہر یک را از تاثیر وجود معلوم باید کرد۔

بدانکہ نظر کیمیا اثر چند قسم است :۔

بعضی صاحب نظر کہ بر سنگ و کلوخ نظر کنند، زر می شود۔

و بعضی صاحب نظر بیمار را نظر کنند، صحت کلیہ حاصل آید۔ این را نیز کیمیا نظر گویند ۔

و بعضی صاحب نظر اہل صحت را بر روی نظر کنند، جان بلب رسد، بیمار شود۔ این را نیز کیمیا نظر گویند ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا نہیں رکھتے تھے اور دُنیا جمع کرنے کا اشارہ نہیں فرمایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں دُنیا جمع کرنے سے منع فرمایا ۔

پس جو کوئی دُنیا سے دوستی رکھے اور یا طلب کرنیوالا جمع کرے، وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے مخالف ہے۔ دنیا کی اصل بنیاد فتنہ و فساد ہے۔ اور فتنہ و فساد کا مجموعہ گناہ ہے۔ اور فضیحت سے قباحت پیدا ہوتی ہے اور قباحت دل سیاہ کو کہتے ہیں یعنی انسان نیکی اور بدی ہر دو کو برابر جانتا ہے اور حرام و حلال کے درمیان فرق نہیں کرتا اور غیض و غضب کے وقت زبان سے باخبر نہیں ہوتا۔ اور کلمۂ شرک و کفر سے غافل رہتا ہے، یعنی یہ سب آثار ظالم دُنیا کے ہیں۔

بیت

دیکھنے والوں کی نظر حق تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ وہ دُنیا کے مال و زر اور عزت و مرتبہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔

نظر کیا ہے ؟ اور نظر کسے کہتے ہیں ؟ جاننا چاہیے کہ نظر سات قسم کی ہے :۔

پہلی نظر : نظر خداوندی ہے۔ دوسری نظر : نظر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تیسری نظر : اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی نظر ہے۔ چوتھی نظر : فقیر فنا فی اللہ کی نظر ہے۔ پانچویں نظر : اولیاء اللہ کی نظر ہے۔ چھٹی نظر : اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی نظر ہے۔ ساتویں نظر : نفس و شیطان اور دیو جن لعین کی نظر ہے۔

اور ہر ایک نظر کو وجود کی تاثیر سے معلوم کرنا چاہیئے ۔

جاننا چاہیے کہ نظر کیمیا اثر کی چند قسمیں ہیں :۔

پہلی نظر کیمیا :۔ بعض صاحب نظر پتھر اور ڈھیلے پر نظر کرتے ہیں، تو وہ سونا ہو جاتے ہیں ۔

دوسری نظر کیمیا :۔ بعض صاحب نظر بیمار پر نظر ڈالتے ہیں، تو صحت کلی حاصل ہو جاتی ہے۔ اسکو بھی کیمیا نظر کہتے ہیں ۔

تیسری نظر کیمیا : بعض صاحب نظر اہل صحت کے چہرہ پر نگاہ کرتے ہیں، تو انکی جان لب پر پہنچ جاتی ہے، وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ اسکو بھی کیمیا نظر کہتے ہیں۔

وبعضی صاحب نظر بجانب کسی از راہ کشف وکرامات نظر کنند، نہ طبق آسمان وہفت طبق زمین آنرا روشن وواضح شود۔ آنرا نیز کیمیا نظر گویند۔

وبعضی صاحب نظر طرف عالم نظر کنند، دل عالم زندہ شود وعلم کسبی ورسمی از دل اُو برگیرد۔ علم معرفت باطنی کشف گردد، چنانچہ کشف وکرامات این را نیز کیمیا نظر گویند۔ این ناظران ہم خام ناتمام اند۔ این را کیمیا نظر نتوان گفت۔ مرد آنست صاحب ناظر غرق التوحید مع اللہ وبہ مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشروعاً کند حاضر کہ نزد خلق آن بیگانہ حقیر ونزدیک خالق بر ہر دو جہان امیر۔ اینست نظر کیمیا مردان خدا فنا فی اللہ فقیر۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

نظر مولیٰ روز وشب ناظر کند　　باشریعت مصطفیٰؐ حاضر کند

حدیث

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ[1]

حدیث

اِنَّ الْعَبْدَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِکَثْرَۃِ الصَّوْمِ وَبِکَثْرَۃِ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِاَرْبَعِ خِصَالٍ اَوَّلُھَا بِسَخَاوَۃِ الْیَدَیْنِ وَثَانِیْھَا بِاِصْلَاحِ الْقَلْبِ وَالثَّالِثُ بِتَعْظِیْمِ الْاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالرَّابِعُ بِشَفَقَۃٍ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی[2]

---

[1] فتاویٰ عزیزی [2] الحدیث۔

چوتھی نظر کیمیا: بعض صاحب نظر کسی کی جانب کشف وکرامات کے طریق سے نظر کرتے ہیں، تو آسمان کے نو طبق اور زمین کے ساتوں طبق اس کے روشن اور واضح ہو جاتے ہیں۔ اسکو بھی کیمیا نظر کہتے ہیں۔

پانچویں نظر کیمیا: بعض صاحب نظر عالم کی طرف نظر کرتے ہیں، تو اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اور علم کسبی اور رسمی اس کے دل سے اٹھ جاتا ہے۔ اس سے علم معرفت باطنی کھل جاتا ہے۔ چنانچہ اس کشف وکرامات کو بھی کیمیا نظر کہتے ہیں۔ یہ ناظر بھی خام ناتمام ہیں۔ اس کو کیمیا نظر نہیں کہہ سکتے۔ مرد صاحب نظر تو وہ ہے کہ ایک نظر میں غرق توحید مع اللہ اور حضور سید المرسلین رحمت اللعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں مشروعاً حاضر کر دے کہ وہ مخلوق کے نزدیک بیگانہ فقیر اور خالق کے نزدیک دونوں جہان پر غالب ہو۔ یہ کیمیا نظر مردان خدا فنا فی اللہ فقیر کی ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

مولیٰ کی نظر شب و روز ناظر کر دیتی ہے۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر قائم کر دیتی ہے۔

حدیث

"بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

حدیث

"بیشک بندہ روزہ اور نماز کی زیادتی سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا، مگر چار خصلتوں سے کہ پہلی سخاوت، دوسری قلب کی اصلاح اور تیسری حکم خداوندی کی تعظیم اور چوتھی مخلوق خدا پر شفقت کرنا ہے۔"

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَنِيْنُ الْمُذْنِبِيْنَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ تَسْبِيْحِ الْمُقَرَّبِيْنَ [1]

علم تعلق باعمال دارد نہ بہ قیل و قال و فقر تعلق دارد بوصال و نہ بزر و نہ بمال ۔

علم سہ حروفست ع ل م ۔

از حرف "ع" علم اعلیٰ عین بخشد کہ سر علم عین است۔ ہر کہ علم را از سر نگرفت، عین نیافت۔ بیدانش کور چشم بی عین است و از حرف "ل" لائق انسان برآید از جہل و پریشان و از حرف "م" مولیٰ طلب، ملاقات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

و از حرف "ع" عارف باللہ و از حرف "ل" لایحتاج و از حرف "م" محو معرفت، محرم اسرار ہر کہ بفرمودہ حضرت عمل نکند و عالم عامل نمی شود۔ علم آنرا باطل اندازد۔

و حرف "ع" عاق و از حرف "ل" لادین باریا و از حرف "م" مردار طلب دنیا مردود و مراجعت بہ نفس، منافق و ہوا۔

و از خاتم النبیین حضرت آدم تا قیامت ہفت قرن است :-

اوّل قرن صدیقان بود۔ چون ازین عالم صدیقان رفتند، صدق را با خود بردند۔

دوم قرن صاحب شفقت بود۔ چون ازین عالم صاحب شفقت رفتند، شفقت را با خود بردند۔

سوم قرن صاحب مروت بود۔ چون ازین عالم صاحب مروت رفتند، مروت را با خود بردند۔

چہارم قرن صاحب کرم بود۔ چون ازین عالم صاحب کرم رفتند، کرم با خود بردند۔

---

[1] الحدیث

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"گناہگاروں کا ندامت سے رونا مقربوں کی تسبیح سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح جان لے) کہ علم کا تعلق اعمال سے ہے، نہ کہ قیل و قال سے اور فقر کا تعلق وصال (الٰہی) سے ہے، نہ کہ مال و زر سے۔

علم تین حروف پر مشتمل ہے۔ ع۔ ل۔ م۔

"ع" سے علم اعلیٰ عین بخشتا ہے کہ علم کا سر عین ہے۔ جس نے علم کو سر سے نہ پکڑا، عین نہ پایا۔ بیدانش اندھا بے عین ہے۔ اور حرف "ل" سے جہالت اور پریشانی سے لائق انسان نکلتا ہے اور حرف "م" سے مولیٰ طلب اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات مراد ہے۔

اور حرف ع سے عارف باللہ اور ل سے لایحتاج بنتا ہے۔ اور حرف م سے محو معرفت ہو، محرم اسرار ہو، اور جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، اس پر عمل نہ کرے، تو ایسا عالم عامل نہیں ہو سکتا۔ علم اس کو باطل میں ڈالتا ہے۔

اور حرف "ع" سے عاق اور حرف "ل" سے لادین، ریاکار اور حرف "م" سے مردار، طالب دنیا، مردود، نفس کی طرف راغب، منافق اور حریص مراد ہے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین سے لے کر قیامت تک سات قرن ہیں۔

پہلا قرن :- صدیقین کا قرن تھا۔ جب وہ اس جہان سے گئے، تو وہ صدق کو ساتھ لے گئے۔

دوسرا قرن :- صاحب شفقت کا قرن تھا۔ جب اس دنیا سے صاحب شفقت گئے، تو شفقت کو اپنے ساتھ لے گئے۔

تیسرا قرن :- صاحب مروت کا قرن تھا۔ جب اس جہان سے صاحب مروت گئے، تو مروت کو اپنے ساتھ لے گئے۔

چوتھا قرن :- صاحب کرم کا قرن تھا۔ جب اس جہان سے صاحب کرم گئے، تو کرم کو اپنے ساتھ لے گئے۔

پنجم قرن صاحب حیا بود۔ چُون ازین عالم صاحب حیا رفتند، حیا را با خود بُردند۔

ششم قرن صاحب قناعت بُود۔ چون صاحب قناعت ازین عالم رفتند، قناعت را با خود بُردند۔

قرن ہفتم گفت وگوئی کہ درین گفت وگوئی صُور اسرفیل دمد وقیامت قائم شود۔

بنابران عارفان حق از گفتگو دل سلیم و دہن بستہ گردد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ [1]

صدق وشفقت ومروت وحیا وقناعت وکرم معرفت الٰہی است ومعرفت الٰہی در خاموشی وخاموشی کہ باشتغال اللہ غرق است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

مَنِ اغْتَبَرَ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَارًا فِيْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ عَلٰى جَسَدِهٖ [2]

فقیر کَلَّ لِسَانُهٗ صاحب تصرف نظر کامل آنست کہ بی زبان بانظر ذکر فکر مراتب جلال مشاہدہ وصال جمعیت بخشد وبانظر مراتب قدر وقضا۔ مطالعہ لوح محفوظ وصبر ورضا، راز الٰہی بخشد وبانظر مراتب صاحب لفظ وصاحب الفاظ وصاحب راز وفقر بی نیاز لایحتاج گرداند۔ اگر بانظر صاحب نظر توجہ باطنی باجذب در قید خود کند، تمام عالم را فقیر۔

بدانکہ فقر سہ حرفست ف ق ر۔ از حرف ف فکر فنای نفس فاقہ۔

حدیث

مِعْرَاجُ الْفُقَرَاءِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ [3]

[1] حدیث۔ نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ [2] الحدیث [3] مرغوب القلوب۔

پنجم قرن :۔ صاحب حیا کا قرن تھا۔ جب اس جہان سے صاحب حیا گئے، تو حیا کو اپنے ساتھ لے گئے۔

ششم قرن :۔ صاحب قناعت کا قرن تھا۔ جب اس دُنیا سے صاحب قناعت گئے، تو قناعت کو اپنے ساتھ لے گئے۔

ہفتم قرن :۔ اہل گفتگو کا قرن ہے۔ جس میں حضرت اسرافیلؑ صُور پھونکیں گے اور قیامت قائم ہوگی۔

اس بنا پر عارفین حق کو گفتگو سے دل سلیم نصیب ہوتا ہے اور مُنہ بند ہوجاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"

صدق وشفقت، مروت، حیا، قناعت اور کرم معرفت خداوندی ہے اور معرفت الٰہی خاموشی میں ہے اور خاموشی اللہ تعالیٰ کے شغل میں غرق (وحدت) سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"جس کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرد آلود ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر قیامت کے دن آگ حرام کردیگا"

فقیر گنگ زبان صاحب تصرف کامل نظر وہ ہے کہ بے زبان بانظر ذکر وفکر مراتب جلال، مشاہدہ وصال اور جمعیت بخشے۔ اور نظر کے ساتھ قضا وقدر کے مراتب لوح محفوظ کا مطالعہ اور صبر ورضا اور راز الٰہی بخشے۔ اور نظر سے مراتب صاحب لفظ، صاحب الفاظ اور صاحب راز اور فقر بے نیاز لایحتاج بنادے۔ اور اگر نظر کے ساتھ صاحب نظر توجہ باطنی اور جذب کے ساتھ اپنی قید میں کرے۔ تو تمام دُنیا کو فقیر کرلے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقر کے تین حرف ہیں :۔ ف ق ر۔

حرف ف سے فکر، فنائے نفس اور فاقہ ہے۔

حدیث

"فاقہ کی رات فقراء کی معراج ہے"

یعنی وظیفۂ خود را بدیگری برادر مؤمن نصیب کند و فاقہ را ذائقہ داند و از حرف "ق" قوی دین و از حرف "ر" رنج را گنج داند و گنج دنیا را نشاند۔

ہر کہ در فقر قدم زند و از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بازگشت و روی بدنیا دون آورد۔ و از حرف "ف" فضیحت و از حرف "ق" قہر خدا و از حرف "ر" ردّ ہر دو سرای۔

شرح علم

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِيْنَةُ الْحَيَاءِ وَثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ[1]

آدمی را پارسائی و خواندن علم بسیار فرض نیست، علم با عمل و باز آمدن از گناہان فرض عین است۔

حدیث

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ جَمَعَ ثَمَانِيْنَ تَابُوْتًا مِنَ الْعِلْمِ كُلَّ تَابُوْتٍ ثَمَانِيْنَ زِرَاعًا وَلَمْ يَنْفَعْهُ بِعِلْمِهٖ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى نَبِيِّهِمْ اَنْ تَقُلْ لِهٰذَا الْجَامِعِ[2] ط روایت کردہ شد۔

پس از نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدرستیکہ مردی از بنی اسرائیل جمع کرد ہشتاد تابوت را از علم و ہر تابوت ہشتاد گز بود۔ نفع نگرفت بعلم خود۔ پس وحی کرد خدای تعالیٰ بسوی پیغمبر ایشان این کہ بگو مر این جمع کنندہ را۔ لَوْ جَمَعْتَ كَثِيْرًا لَمْ يَنْفَعْكَ اِلَّا اَنْ تَعْمَلَ بِثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ اَنْ لَا تُحِبَّ الدُّنْيَا فَاِنَّهَا لَيْسَ بِدَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تُصَاحِبُ الشَّيْطَانَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ رَفِيْقَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تُؤْذِيْ اَحَدًا فَاِنَّهٗ لَيْسَ بِحِرْفَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط اگر جمع کنی بسیار علم نکند ترا مگر اینکہ عمل کنی سہ چیز را: یکی آنکہ دوست نداری دنیا را۔ پس نیست دنیا سرای مؤمنان و مصاحب مشو شیطان را چرا کہ نیست شیطان یار مؤمنان و آزار مرسان ہیچ یکی را بدرستی کہ آزار نیست کسب ہر مومن۔

[1] الحدیث [2] ایضاً

یعنی اپنی روزی کو کسی دوسرے مسلمان بھائی کو دے دے۔ اور فاقہ کو ذائقہ سمجھے۔ حرف "ق" سے قوی دین اور حرف "ر" سے رنج کو گنج جانے اور گنج (خزانہ) دنیا کو نہ سمجھے۔

جس نے فقر میں قدم رکھا اور پھر اس سے منہ پھیرا اور کمینی دنیا کی طرف رجوع کیا۔ (پس وہ ذلیل و خوار ہوا)

اور حرف "ف" سے فضیحت۔ اور حرف "ق" سے قہر خداوندی ہے۔ اور حرف "ر" سے دونوں جہان سے دھتکارا گیا۔ (مراد ہے)

شرح علم

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:-

"ایمان برہنہ ہے اور تقویٰ اس کا لباس ہے اور اس کی زینت حیا ہے۔ اور اسکا پھل علم ہے۔"

آدمی کے لیے بکثرت علم پڑھنا اور پارسائی فرض نہیں ہے۔ علم عمل کے ساتھ (ہونا چاہیے) اور گناہوں کا ترک کرنا فرض عین ہے۔

حدیث

(ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ، زاہدہ، عابدہ، عالمہ، فاضلہ رضی اللہ عنہا سے) مروی ہے کہ بنی اسرائیل سے ایک آدمی نے علم کے اسّی تابوت جمع کیے اور ہر تابوت اسّی گز کا تھا۔ اور اس نے خود اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس نے بہت سے علوم جمع کیے، مگر سب کے سب غیر نافع ہوئے۔

پس خدای تعالیٰ نے ان (بنی اسرائیل) کے پیغمبر کی طرف وحی بھیجی یہ کہ اس (علم کے اسّی تابوت) جمع کرنے والے کو خصوصاً کہہ دو۔ کہ اگر تو بہت علم کو جمع کرے، تو وہ تجھے نفع نہیں دیگا، مگر یہ کہ ان تین باتوں پر باعمل ہو جائے۔ وہ یہ کہ:-

۱۔ دنیا سے محبت نہ کرے، کیونکہ دنیا مؤمن کا گھر نہیں ہے۔

۲۔ شیطان کا مصاحب مت بن، کیونکہ شیطان مؤمن کا دوست نہیں ہے۔

فرد

درمیان باد و قبلہ در راہ توحید نتوان رفت راست — یا رضای دوست بگزین یا ہوای خویشتن

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

حَیَاتُ النَّاسِ بِالرُّوْحِ وَحَیَاتُ الرُّوْحِ بِالْعَقْلِ وَحَیَاتُ الْعَقْلِ بِالْعِلْمِ وَحَیَاتُ الْعِلْمِ بِالْعَمَلِ [1]

طبقات علم

وعلم پنج طبقات بود۔

علم یک طبقہ عربی کہ بوقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم علم بسیار بود و عمل ہم بسیار بودہ ۔

وطبقہ دوم بعد از رحلت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم وقت صحابہؓ علم بسیار نبود و عمل بسیار کہ بندہ را اول علم توحید و معرفت باید، چون آنرا یافت و استوار کرد، آنگاہ در طلب علم شریعت رود زیرا آنچہ علم توحید و معرفت اصل است و علم شریعت فرع و فرع را بر اصل بنا کنند، چنانچہ انبیاء علیہم السلام نخست خلق را بتوحید دعوت کردند۔

فِی الرِّسَالَۃِ اَبُوْلَیْثٍ سُئِلَ عَنْ شَقِیْقِ الْبَلْخِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنِ الْاِیْمَانِ وَالْمَعْرِفَۃِ وَالتَّوْحِیْدِ وَالشَّرِیْعَۃِ وَالدِّیْنِ فَقَالَ:۔

اَلْاِیْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَالتَّصْدِیْقُ بِالْجَنَانِ ۔

وَاَمَّا الْمَعْرِفَۃُ بِلَا کَیْفٍ وَتَشْبِیْہٍ ۔

وَاَمَّا التَّوْحِیْدُ فَھُوَ اِقْرَارٌ وَحْدَانِیَّۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

[1] الحدیث ۔

۳۔ کسی کو تکلیف نہ دے، کیونکہ کسی کو بیجا تکلیف دینا مؤمن کا پیشہ نہیں ہے۔

فرد

دو قبلہ کے ساتھ یا درمیان راہ توحید میں سیدھا نہیں جایا جا سکتا۔ یا تو دوست کی خوشنودی حاصل کرے یا اپنے نفس کی خواہش کو پورا کر۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"آدمی کی زندگی روح سے۔ اور روح کی عقل سے۔ اور عقل کی علم سے اور علم کی عمل سے ہے۔

طبقات علم

یاد رہے کہ علم پانچ طبقات میں منقسم ہے :۔

عربی علم کا پہلا طبقہ :۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں علم بکثرت تھا اور عمل بھی بکثرت تھا۔

علم کا دوسرا طبقہ :۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد صحابہؓ کے عہد میں علم زیادہ نہیں تھا اور عمل بہت تھا۔ اسلیے کہ سب سے پہلے بندہ کو علم توحید و معرفت چاہیے۔ جب اس کو پایا مضبوط کیا۔ پھر علم شریعت کی طلب میں جائے، اسلیے کہ علم توحید اور معرفت اصل ہے اور علم شریعت اس کی شاخ ہے۔ اور شاخ کی اصل پر بنیاد قائم ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مخلوق خدا کو سب سے پہلے توحید کی دعوت دی۔

رسالہ ابو اللیث میں مسطور ہے کہ کسی نے حضرت شیخ شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ ایمان، توحید، معرفت، شریعت اور دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا :۔

۱۔ زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے اور دل سے تصدیق کرنا ہے۔

۲۔ معرفت بلا کیفیت اور تشبیہ ہے۔

۳۔ توحید اللہ تبارک و تعالیٰ کی واحدانیت کا اقرار ہے۔

وَاَمَّا الشَّرِیْعَۃُ فَھُوَ الْاِنْقِیَادُ اَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ النَّوَاھِیْ۔
وَاَمَّا الدِّیْنُ فَھُوَ الدَّوَامُ وَالثَّبَاتُ ھٰذِہِ الْاَرْبَعِ اِلَی الْمَوْتِ ط
واین ہر چہار تابع باسم اللہ است۔

بیت

دادۂ خود سپہر بستاند　　اسم اللہ جاودان ماند

آنچہ علوم آنرا معلوم شدہ است بخواندن و یا بشنیدن باز بہ خواندن و پرسیدن حاجت نیست۔ آنرا بعمل مقرون کنید فی العوارف۔ یَکْتُبُ فِی الْاِنْجِیْلِ لَاتَطْلُبُوْا عِلْمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا حَتّٰی تَعْلَمُوْا بِمَا قَدْ عَلِمْتُمْ ط علم کاشتند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ ط[1]

مراد ازین علم مکاشفہ و معرفت است از برای آنکہ علم توحید ہمہ کس می داند کہ اللہ واحد لاشریک لم یزل واگر بخواندن بسیار علم و تحصیل فضیلت بودی۔ پس مرتبۂ فاضلان و عالمان از صحابہ پیغمبر علیہ السلام زیادہ بودی کہ بعضی اصحاب علم نہ داشتند و در دل تخم علم می کاشتند۔ ہر کہ بخواند علم بسیار آموزد و پرہیزگاری پیشہ نگیرد کہ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ[2] کہ علم و قرآن خدا آموزاند، چنانچہ در تنزیل یاد کردہ است :۔

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا ط[3]

معنی چنان باشد اگر پرہیزگار باشید، شمارا چنان گردانم کہ حق از باطل جدا کنید و نیک از

[1] مشکوٰۃ، ابن ماجہ بحوالہ انوار الحدیث، ۸۸۔ [2] سورہ الرحمٰن، ۵۵ : ۱۔
[3] سورہ الانفال، ۸ : ۲۹

۴۔ شریعت احکام خداوندی کی پیروی اور منہیات سے پرہیز کرنیکا کا نام ہے۔
۵۔ اور دین دوام و اثبات کا نام ہے۔
یہ تمام موت کی آمد تک اور اللہ تعالیٰ کے نام کے تابع ہیں۔

بیت

اپنا دیا ہوا (سامان) آسمان واپس لے لیتا ہے، اللہ کا نام ہمیشہ رہتا ہے۔

جو کچھ ان علوم کے پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوا، پھر پڑھنے اور پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عوارف میں لکھا ہے کہ اس کو عمل کے ساتھ منسلک کرو۔ انجیل میں مرقوم ہے کہ اس چیز کا علم تم مت طلب کرو، جس علم سے تم واقف نہیں ہو۔ یہاں تک کہ جانو کہ تم اس چیز کے ساتھ کہ بیشک تم نے جانا جس کو یعنی بوتے کے عمل سے جانا۔

فرض علم کیا ہے؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے"

اس سے مراد علم مکاشفہ اور علم معرفت ہے۔ اسلیے کہ علم توحید سے سب لوگ واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور اگر علم بکثرت پڑھنے سے فضیلت ہوتی، تو علماء و فضلاء کا مرتبہ پیغمبر علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ سے برتر ہوتا۔ اس لیے کہ بعض صحابہ کرامؓ عالم نہیں تھے۔ بلکہ عامل تھے۔ جو کوئی بکثرت علم سیکھے اور تقویٰ اختیار نہ کرے۔ کہ رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ کہ علم اور قرآن خدا سکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں وارد ہے :۔

"اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے، تو تم میں فیصلہ کر دے گا۔ اور تم سے تمہارے گناہ اتارے گا"

اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر تم اہل تقویٰ ہوتے، تو ہم تمہیں ایسا کر دیتے کہ تم حق باطل سے جدا کرتے اور نیک اور بد جانتے اور حلال و حرام میں فرق کرتے اور

بدوانید و حلال را از حرام فرق کنید نگفت. شاگردی کردن شما را۔
بیشتر علم بیاموزانم۔ یک لکھ وبیست وچہار ہزار علم است، چنانچہ یک لکھ وبیست وچہار ہزار پیغامبر است وہر یک پیغمبر را علم علیحدہ بود۔ کسی را علم کتاب وکسی را علم صحیفہ و کسی را علم خواب وکسی را علم الہام وتمامی ہمگی علم از اسم اللہ است۔

بیت

ہر کہ خواند اسم اللہ را مدام در فضیلت گشت او فاضل تمام

اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ[1]

کہ ہر یک علم انبیاء را می خواند ومی داند وعمل علم ختم قرآن است وقرآن ہر علم انبیاء پیشین منسوخ کردہ ودر قرآن آیات نیز ناسخ ومنسوخ است۔ ہر کہ خلاف قرآن وخلاف احادیث قدسی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واقوال اصحابؓ ناسخ راسخ دین کند، آنرا علماء وارث نتوان گفت۔

بیت

ہر علم روشن شود نظر از فقر نظر فقرش ناظر زیر وزبر

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ[2]

ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عبادت کن پروردگار خود را تا یقین عبادت ربانی عفو مغفور ویقین نور فنا فی اللہ فی النور۔

---

[1] مرغوب القلوب تبریزی، عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [2] سورہ الحجر، ۱۵: ۹۹

تمہیں شاگردی کرنے کو نہیں کہا اور علم بکثرت حاصل کرنے کو نہیں کہا۔
جاننا چاہیے کہ علوم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام بھی گزرے ہیں۔ ہر نبی کو جدا جدا علم عطا ہوا۔ کسی کو کتاب کا علم عطا ہوا، اور کسی کو صحیفہ کا علم دیا گیا، تو کسی کو خواب اور کسی کو الہام کا علم عطا ہوا۔ یہ سب علوم اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے ہیں۔

بیت

جس کسی نے اللہ تعالیٰ کا نام ہمیشہ پڑھا، تو وہ فضیلت میں فاضل کامل ہوگیا۔

"علماء انبیاء علیہ السلام کے وارث ہوتے ہیں"۔

کہ ہر ایک علم انبیاء کو پڑھتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ اور ختم علم کا عمل قرآن کا ہے۔ اور قرآن نے پہلے تمام انبیاء کرام کے علم کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور قرآنی آیات بھی ناسخ ومنسوخ ہیں۔ جو کوئی قرآن مجید، احادیث قدسی، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہؓ اور مناسخ راسخ دین کے خلاف کرے اس کو علمائے وارث نہیں کہا جا سکتا۔

بیت

ہر علم فقیر کی نظر سے روشن اور نورانی ہو جاتا ہے۔ اس کے فقر کی نظر ناظر کو زیر وزبر کر دیتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ"۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو اپنے پروردگار کی عبادت کر تاکہ تجھے معاف کرنے والے اور مغفرت کرنے والے حق تعالیٰ کی عبادت کا یقین ہو جائے اور تجھ میں نور فنا فی اللہ فی النور کا یقین پیدا ہو جائے۔

٭

بیت

از عبادت نُور گردد نُور شد شُد یقینش زانکہ آن بحضور شُد

یقین چیست ؟

اساس عبادت یقین علم است وعلم نیز چہار طریق است علم تفسیر آنست از علم تفسیر سہ علم تحصیل کُند ومعنوی مغز آنرا معلوم شود ، چنانچہ از اعداد حساب عدد از نقّاش نقش پُر دائرہ معلوم کُند ہمچنان از ہر آیت تفسیر بیابد واز آن آیت تفسیر علم اکسیر و علم تاثیر وعلم روشنضمیر معرفت مولیٰ عالم فاضل اولیٰ یک بیک معلوم کُند کہ پیش او ہیچ کس از علم ظاہری و باطنی دم نزند ۔

دانی کہ ہم صحبت بادشاہ وامراء وقضات ومفتی گیری بہر سیم وزری کہ میخری، گرچہ بار علم بر پُشت می بری، نہ کار مردان است علم در دل باید واز سینہ کشاید کہ ہدایت ومکان صفا علم را بدُنیا مبدّل کردن ودرم بدست آوردن کار مطلق کبر وہوا است ۔ ہر قدمی وہر عملی بر نص وحدیث باید ۔

دانی انبیاء واولیاء را فخر از کُدام است کہ غرق بدوام معرفت مولیٰ تمام است ۔ پس از انبیاء واولیاء مرتبہ ہیچ کس بہتر ندارد کہ بہتر اند وبہتر اند ۔ کہتر بہ مہتر نمی رسد کہ شیوۂ مہتر جنگ بدار حرب وبا نفس وجنگ کہتر ومرتبہ کہتر جنگ با برادر مسلمان یعنی نفاق مطلق ۔ ودوام بنام وناموس ۔

دانی کہ درین زمانہ از ہزار کس باشد کہ بی ریا بحق یگانہ ۔ معاملۂ جہان بدروغ پیوستہ شخصی کہ دروغی باشد بر وقرار واعتبار نباید آورد کہ دروغی از امت پیغمبر صاحب

بیت

عبادت سے نُور پیدا ہوتا ہے اور (عابد) نُور ہو جاتا ہے ۔ اس کو یقین ہو جاتا ہے ، کیونکہ وُہ حضور میں حاضر ہوتا ہے ۔

یقین کیا ہے ؟

(یاد رہے کہ) عبادت کی بنیاد یقین ہے اور علم بھی چار طریق پر ہے ۔ علم تفسیر اور علم تفسیر وُہ ہے کہ اس علم تفسیر سے تین علوم حاصل کرے ۔ اور معنوی مغز اسے معلوم ہو ، جس طرح کہ اعداد کے حساب سے نقّاش نقش پُر کر کے دائرہ معلوم کرتا ہے ، ایسے ہی (مفسّر) ہر آیت سے تفسیر حاصل کرتا ہے اور اس آیت سے تفسیر علم اکسیر اور علم تاثیر اور علم روشنضمیر اور معرفت مولیٰ عالم فاضل اولیٰ یک بیک معلوم کرتا ہے کہ اس کے آگے کوئی شخص علم ظاہری اور علم باطنی سے دم نہیں مارتا ۔

تُو جانتا ہے کہ ہمصحبت بادشاہ ، امراء ، قاضی اور مفتی کا (علم) جس سیم وزر سے تو مول لے ، اگرچہ علم کا بوجھ پشت پر لے جائے ، یہ مردوں کا کام نہیں ہے ۔ علم دل میں جاننا چاہیے اور سینہ سے کھولے کہ ہدایت اور مکان صفا ، علم کا دُنیا سے بدل کرنا اور درم ہاتھ میں لانا ، مطلق کام کبر وہوا کا ہے ۔ ہر قدم اور ہر کام قرآن وحدیث کے مطابق ہونا چاہیے ۔

تُو جانتا ہے کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظّام کو کس چیز پر فخر ہے ؟ (ان کو فخر اس بات پر ہے کہ) وُہ ہمیشہ پوری طرح معرفت خداوندی میں رہتے ہیں اور ہر وقت غرق توحید رہتے ہیں ۔ پس ان سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے ، کیونکہ وُہ سردار ہیں ۔ (اور مخلوق میں سب سے) بہتر ہیں ۔ حقیر مہتر کو نہیں پہنچتا ، کیونکہ بڑے کا طریقہ جنگ دار الحرب میں اور نفس کے ساتھ اور چھوٹے کا مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائی یعنی مطلق نفاق اور ہمیشہ نام وناموس کے ساتھ ہے ۔

جاننا چاہیے کہ اس زمانہ میں ہزاروں میں سے کوئی ایک ہوگا ، جو بے ریا ہوگا ۔ اور حق کے ساتھ یگانہ ہوگا ۔ دُنیا کا معاملہ جھوٹ سے ملا ہوا ہے ۔ جو شخص کہ جھوٹا

صلی اللہ علیہ وسلم نیست۔

حدیث

اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ[1]

پس کذّاب دو قسم اند:۔

یکی آنکہ کلمہ بر زبان رانند و نفاق منافقان تصدیق بر کلمہ نیارند۔

دوم کاذب آنست مطلق کفار اہل نار۔

پس درین راہ سند باید، سند محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شرع شریف، چنانچہ حجت قرآن و حجت قرآن با حدیث و حجت قرآن چیست؟ راستی و حجت راستی چیست؟ تقویٰ و حجت تقویٰ چیست؟ برآمدن از ہوا و برآمدن از ہوا چطور معلوم شود یعنی بی کبر و بی ریا حاصل شود از و صفائی دل و صفائی قلب دل حاصل نشود بجز ذکر اللہ۔ و ذکر قلبی بہ سہ چیز تعلق دارد۔

یکی مراقبہ۔ دوم فکر، سوم محاسبۂ نفس۔

مراقبہ کرا گویند؟ و فکر کرا خوانند؟ و محاسبۂ نفس چیست؟ از مراقبہ و تاثیر مراقبہ مردود نفس تابع و مسلمان حقیقی و تحقیقی بمعرفت مولیٰ تحقیقی رسد و از فکر فنای نفس گردد و فیض فضل اللہ ازلی لازوال بقرب وصال دست دھد، محاسبۂ نفس بہ حساب کردن ازل۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی:۔

وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ[2]

---

[1] الحدیث [2] سورہ البقرہ: ۲ : ۴۰

ہے، اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ جھوٹا شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے نہیں ہے۔

حدیث

"جھوٹا میری امت سے نہیں ہے"۔

پس جھوٹے کی دو قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم:۔ یہ کہ زبان پر کلمہ جاری کریں اور منافقوں کے نفاق کی طرح کلمہ پر تصدیق نہ لائیں۔

دوسری قسم:۔ جھوٹا وہ ہے جو مطلق منکر کفار جہنمی ہو۔

پس اس راہ میں محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سند چاہیے کہ شریعت پاک ہے۔ جیسا کہ حجت قرآن اور حجت قرآن با حدیث اور حجت قرآن کیا ہے؟ راستی اور حجت راستی کیا ہے؟ تقویٰ اور حجت تقویٰ کیا ہے؟ نفسانی خواہشات سے نکلنا اور نفسانی خواہشات سے نکلنا کیسے معلوم ہو؟ یعنی بے کبر و بے ریا یعنی اس سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور صفائی دل و قلب ذکر الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اور ذکر قلبی کا تعلق تین چیزوں سے ہے:۔

پہلی چیز مراقبہ ہے۔

دوسری چیز فکر ہے۔

تیسری چیز محاسبۂ نفس ہے۔

مراقبہ کس کو کہتے ہیں؟ اور فکر کسے کہتے ہیں؟ اور محاسبۂ نفس کیا ہے؟ مراقبہ سے اور تاثیر مراقبہ سے مردود نفس تابع ہو جاتا ہے۔ اور اصلی اور تحقیقی مسلمان تحقیقی مولیٰ کی معرفت کو پہنچتا ہے۔ اور فکر سے نفس کی فنا ہوتی ہے اور فیض فضل اللہ کا ازلی لازوال اور قرب وصال حاصل ہوتا ہے۔ اور محاسبۂ نفس کا پہلے دن سے حساب کرنا نفس کا حساب ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور میرا اقرار پورا کرو۔ میں تمہارا اقرار پورا کروں گا"۔

ہردم وہر ساعت در طاعت و بندگی ظاہر باطن غایت الغایت بموافق خلاف نفس یک لحظہ و یک لمحہ از حساب نفس بصواب رُوح فارغ نباشد۔ این نہ راہ است کہ بمردم نصیحت و بانفس خود فضیحت۔ این نہ راہیست کہ بی راہبر گمراہ ہیست۔ راہبر رفیق مُرشد کامل است۔ اما اگرچہ در معرفت کمال باطن اُو باید دید۔ عینہٗ بعین وصال۔

بیت

تا نہ بینی تو بچشم خویش را　　اعتباری نیست کس درویش را

راہ کسب دیگر است و راہ کثرت دیگر است و راہ کرامت دیگر است و راہ نجات دیگر است و راہ صفات دیگر است و راہ غرق وحدانیت دیگر۔

بار فروشی اسلام یعنی حق و خود فروشی کُفر تمام یعنی باطل۔ اگر بیائی در باز۔ و اگر نیائی، حق بی نیاز۔ بیاید شہباز سوختہ عاشق بہ محبت معرفت اہل راز۔ اگر نیائی، حق بی نیاز۔ خدا با بندہ و بندہ بندگی گندہ فقر دُنیا نجس گندگی۔ مجلس اہل فقر و اہل دُنیا گندگی راست نیاید۔

بیت

باہُوؒ! برخیز از خود شو جُدا　　تا ترا حاصل شود وحدت خُدا

ہردم اور ہر ساعت طاعت و بندگی کی طلب میں ظاہر و باطن غایت الغایت خلاف نفس کے موافق ایک لحظہ اور ایک لمحہ نفس کے حساب سے رُوح کے صواب کے ساتھ فارغ نہ ہو۔ یہ وُہ راہ نہیں ہے کہ لوگوں کو نصیحت کریں اور اپنے نفس کے ساتھ فضیحت ہو۔ یہ راہ نہیں ہے۔ کیونکہ راہبر کے بغیر گمراہی ہے۔ راہبر مُرشد کامل ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن کا مشاہدہ کرے اور عین وصال دیکھے۔

بیت

جب تک تُو اُس کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ درویش کسی کا اعتبار نہیں کرتا ہے۔

اقسام راہ

(یاد رہے کہ راہ کی کئی قسمیں ہیں)

کسب کی راہ دوسری ہے۔ کثرت کی راہ دوسری ہے۔ کرامات کی راہ دوسری ہے۔ راہ نجات کی راہ دوسری ہے۔ راہ صفات کی راہ دوسری ہے۔ اور غرق وحدانیت کی راہ دوسری ہے۔

بار فروشی اسلام یعنی حق و خود فروشی کُفر تمام ہے یعنی باطل ہے۔ اگر تُو آئے، تو دروازہ کھلا ہے اور اگر تُو نہ آئے، تو حق بے نیاز ہے۔ شہباز سوختہ جان عاشق اہل راز معرفت محبت کے ساتھ آتے ہیں۔ اگر تُو نہیں آتا، تو حق بے نیاز ہے۔ خدا بندہ کے ساتھ ہے۔ اگر بندگی کرے، گندہ فقر اور دُنیا نجس گندگی ہیں۔ (پس) اہل فقر اور اہل دُنیا کی مجلس باہم راس نہیں آتی۔

بیت

باہُوؒ اُٹھ۔ اپنے آپ سے جُدا ہو جا (یعنی خود کو فنا کر دے) تاکہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا علم حاصل ہو جائے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

تَجُوْعُ تَرَانِیْ تَجَرَّدُ وَتَصِلُ ط[1]

معنی چنین باشد کہ اگر گرسنگی بکشی تا بہ بینی مرا تنہا شو واز ہمہ کس بگسل۔

بیت

کسی از معرفت محروم ماند　　بود جاہل اگر صد سال خواند

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

اَلْجُوْعُ زِیْنَۃُ الْاَنْبِیَآءِ ط[2]

قولہٗ تعالیٰ :-

اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ ط[3]

این جوع نہ جوع است تصدیق القلب بہ حق رجوع، فقر اختیاری نہ اضطراری۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

عَذَابُ الْجُوْعِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ط[4]

وجوع نیز سہ قسم است :-

جوع از برای مولیٰ کہ از آن جوع محبت و مودۃ مشاہدۂ ربوبیت از دل می خیزد و جوع عقبیٰ کہ از آنست کسی را کہ خاطر پریشان ہر دو جہان است طلب مولیٰ بکن کہ ترا حاصل شود کن۔ چون بکنہ کن رسی، لایحتاج شوی۔ جوع دنیا، دوام روزہ دار، در خلق اشتہار دادن برای دنیا، مردار۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ط

بدانکہ عارفان باللہ را دنیا و عقبیٰ ہر شب در خواب یا مراقبہ با زینت پیش در ولیشان

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] سورہ قریش، ۱۰۶: ۴ [4] الحدیث

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"بھوکا رہ تاکہ تو مجھ کو دیکھے اور تنہا ہو سب سے کٹ کر۔"

اس کے معنی یہ ہوتے کہ اگر تو بھوکا رہے، تو تو مجھے دیکھے گا اور سب سے کٹ کر تنہا ہو جا۔ (تاکہ تو مجھے پالے)

بیت

جو آدمی معرفت سے محروم رہتا ہے، وہ جاہل ہوتا ہے، اگرچہ وہ سو سال تک پڑھتا رہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"بھوک انبیاء کی زینت ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"جس نے انکو بھوک میں کھانا دیا اور ڈر میں امن دیا۔"

یہ بھوک بھوک نہیں ہے۔ قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے۔ فقر اختیاری ہے، نہ اضطراری ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔"

(یاد رہے کہ) بھوک کی بھی تین قسمیں ہیں :-

بھوک کی پہلی قسم :- اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے بھوک کہ اس بھوک سے محبت و ہمدردی اور مشاہدۂ الٰہی دل سے اٹھتا ہے۔

بھوک کی دوسری قسم :- دوسری بھوک عقبیٰ کی، اسلیے ہے کہ اس کے لیے وہ دو جہاں کی خاطر پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب کر کہ تجھے کُن کی کُنہ حاصل ہو، جب تو کُنہ کی کُن کو پہنچے گا، تو تو لایحتاج ہو جائیگا۔

بھوک کی تیسری قسم :- بھوک دوام روزہ دار، مردار دنیا کیلئے مخلوق میں اشتہار دینا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ عارفان باللہ کو دنیا و آخرت دونوں خواب

حاضر شوند۔ وفقیران صفاکیشان بر سرِ دنیا پاپوش زنند۔ باعقبیٰ نظر نکنند، کہ ایشان مشتاقان دیدار اند۔ ماسویٰ اللہ بدیگری نظر نیارند، ازبرای آنکہ مستغرق بوحدانیت جان سپارند۔

ابیات

نیست مشکل دیدنش ہمراز را — بی حجاب اللہ چشم باز را

ہرکہ درحقیقت محرم راز شد — چشم راو کی بپوشد باز شد

غرق را غم نیست اندر غار دل — درغار دل گنجی بود اسرار دل

دل کہ بادم غرق گردد ہر دوام — عارفان را معرفت زان شد تمام

با دیدۂ دل دیدار را بینم دوام — ہرکہ این دیدہ نہ دارد مرد خام

قلب دل سری بود ہمچون برق — آن نباشد برق باشد دل ورق

برق غرق ورق قلب را شد حق حضور — درمطالعۂ ورق غرقش گشت نور

باہو دل ولایت ملک اعظم لامکان — کی تواند کرد وصفش دل بیان

ہرکہ بدین مقام بدین ولایت دل رسد، آنرا ہمیشہ ملاقات بہر انبیاء و اولیاء شود، اگرچہ در خلق شہرت پذیر صاحب تاثیر۔ نہ بمراتب فنا فی اللہ فقیر۔

ہیں یا مراقبہ میں ہر رات پوری زینت کے ساتھ آئیں گے۔ صفاکیش فقراء دنیا کے سر پر جوتا مارتے ہیں۔ اور وہ عقبیٰ پر نگاہ تک نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ دیدار کے مشتاق ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے بغیر دوسرے پر نگاہ نہیں کرتے، اس لیے کہ وہ وحدانیت میں غرق ہوکر جان سونپتے ہیں۔

ابیات

اسکو ہمراز کا دیدار کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ کھلی آنکھ کیلئے اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھنا کوئی مشکل نہیں۔

جو کوئی حقیقت میں راز دار ہوگیا۔ وہ آنکھ کو کب بند کرسکتا ہے، جبکہ وہ (ایک بار) کھل گئی ہے۔

دل کے غار میں ڈوبنے والے کو کچھ غم نہیں ہے۔ اسلیے کہ دل کے غار میں دل کے اسرار کا ایک خزانہ ہے۔

جب دل ہمیشہ کیلئے دم کے ساتھ غرق ہوجاتا ہے۔ تو عارفوں کو اس مقام پر معرفت خداوندی مکمل حاصل ہوجاتی ہے۔

میں دیدۂ دل کے ساتھ ہمیشہ دیدار الٰہی کو دیکھتا ہوں۔ جو کوئی یہ دیدۂ دل نہیں رکھتا، وہ ادھورا آدمی ہے۔

اسرار دل بجلی کی مثل ہوتے ہیں۔ وہ نہیں ہوتا، بلکہ بجلی ہوتی ہے دل کی تختی پر۔

دل کی تختی میں مستغرق کو بجلی کی مانند حق حضور حاصل ہوتا ہے۔ ورق کے مطالعہ میں وہ غرق ہوکر نور ہوگیا ہے۔

دل لامکان کے ملکوں میں سے ایک عظیم ملک ہے۔ دل کے اوصاف (بھلا) کون بیان کرسکتا ہے۔

جو کوئی اس ولایت دل کے ساتھ اس مقام پر پہنچتا ہے، اس کو ہمیشہ انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کی ملاقات ہوتی ہے۔ اگرچہ مخلوق میں مشہور و معروف اور صاحب تاثیر ہیں، مگر مراتب کے لحاظ سے وہ فنا فی اللہ فقیر تک نہیں پہنچ سکتے۔

دانی کہ وارث الانبیاء آنست کہ بانبیاء ملاقات کنند و ہر مشکل دقائق علم علوم ربانی از انبیاء معلوم کنند و ہر مشکل کشاء۔ اینست اولیاء اللہ وارث حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَکَرِیْمِنَا وَحَبِیْبِنَا وَعَالِمُ العلوم حیات کنندہ علم والدین و مخزن اسرار حق الیقین آنست اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَاءِ ط

تقویت تقویٰ از آن جوع تقویٰ و ورع و ریاضت از دل می خیزد۔ اگر طالب عقبیٰ در خواب عقبیٰ بہ بیند و اکل و شرب و از جوع دُنیا و شرب نعمت دُنیا بیک رُزہ تمام عمر بگذارد۔ بدانکہ فقیر بی باطن، حرص و طمع و رجوعات خلق و شہرت بنام و ناموس خود را میداند حضور و از خدا دُور۔ بدانکہ فقیر بی باطن مُردہ دل آنچہ بہ بیند در خواب خام خیال است و فقیر صاحب باطن را خواب تمام وصال۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَةً ط وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ط وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ط[1]

حدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ط[2]

اہل ہجرت بُودند کہ مال و تن و جان و فرزند فی سبیل اللہ و براہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدا نمودند بموجب این آیت کریمہ نازل شُد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ

[1] سورہ النساء، ۴ : ۱۰۰ [2] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ۔

تُو جانتا ہے کہ انبیائے کرام کے وارث وُہ ہیں، جو انبیائے کرام سے ملاقات رکھتے ہیں۔ اور ہر مشکل اور علم علوم ربانی کے دقائق انبیائے کرام علیہم السلام سے معلوم کرتے ہیں۔ اور ہر مشکل کھولتے ہیں یہی اولیائے اللہ ہمارے شفیع، کریم، حبیب اور عالم العلوم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم دین کے زندہ کرنے والے، حق الیقین کے رازوں کے خزانے اور علمائے کرام وارث انبیاء ہیں۔

تقویٰ کی تقویت اسی تقویٰ، عبادت اور ریاضت کی بھوک سے دل سے اُٹھتی ہے۔ اگر آخرت کا طالب خواب میں آخرت کو دیکھتا ہے۔ اور کھانا پینا اور دُنیا کی بھوک اور نعمت دُنیا کی شراب سے ایک روز میں تمام عمر گزار دیتا ہے (تو یہ سعی لاحاصل ہے) جاننا چاہیے کہ فقیر بے باطن، حرص، طمع اور رجوعات خلق، اور شہرت اور اپنے نام و ناموس کو حضوری سمجھتا ہے، مگر وُہ اللہ تعالیٰ سے دُور ہے۔ جاننا چاہیے کہ فقیر بے باطن، مُردہ دل جو کچھ خواب میں دیکھے، وُہ سب خواب و خیال ہے۔ اور صاحب باطن فقیر کا خواب کامل وصال ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا۔ وُہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائیگا اور جو اپنے گھر سے نکلا، اللہ تعالیٰ و رسول کی طرف ہجرت کرتا۔ پھر اُسے موت نے آلیا، تو اسکا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

حدیث

"مجھے اپنے فقر پر فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔"

فقراء اہل ہجرت سے تھے کہ مال و تن، جان اور اپنی اولاد اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں قربان کرتے تھے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اور اپنے آپ کو اُنکے ساتھ روکے رکھو، جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں

وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝[1]

فقیر اولیاء اللہ را گویند و اولیاء سہ قسم اند :۔

یکی صاحب وصال۔

دوم غرق جمال بنور اللہ مشاہدۂ کمال ۔ سوم اہل سوال ۔

و بعضی اولیاء صاحب وصال غرق بنور اللہ جمال خود را نمی دانند کہ در وجود خود نمی مانند با مولیٰ ۔ اینست سر دفتر فقیر اولیاء اللہ اولیٰ و بعضی اولیاء خود را بخود دانند کہ رجوعات خلق ایشان را اولیاء خوانند ۔ در خلق مشہور و از باطن قرب وصال حق دور ۔

دانی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فقر فخری بسادات و اہل قریش و بہ علماء و امام و پیغمبران را نفرمود : اَلْفَقْرُ مِنِّیْ ۔ در مقام لِیْ مع اللہ گفت کہ مقام لِیْ مع اللہ فقر فنا فی اللہ ہیچ کس نہ دید بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آن فقر ہیچ کس نہ رسیدہ ۔

شرح فقر

فقر فخری اینست کہ بر سر فقر نام اللہ است یعنی از آن اللہ و نام اللہ بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبدل شود ۔

حدیث قدسی

یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ ۔[2] یعنی ہر دو نام برابر ۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ[3] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

[1] سورہ الکہف ، ۱۸ : ۲۸ [2] حدیث قدسی ۔

[3] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ ۔

اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں ۔ کیا تم دنیوی زندگی کی زینت چاہو گے ؟ اور اس کا کہا نہ مانو ، جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا ۔ اس کا کام حد سے گزر گیا ۔"

(یاد رہے کہ) فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں ۔ اور اولیاء تین قسم کے ہیں :۔

پہلی قسم : صاحب وصال ہیں ۔

دوسری قسم : غرق جمال بنور اللہ مشاہدۂ کمال ہیں ۔

تیسری قسم : اہل سوال ہیں ۔

بعض اولیاء اللہ صاحب وصال اور غرق بنور الٰہی جمال اپنے آپ کو خود نہیں جانتے ۔ کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں رہتے ۔ بلکہ اپنے مولیٰ کے ساتھ رہتے ہیں ۔ یہی سر دفتر فقیر اولیاء اللہ بہتر ہیں ۔ اور بعض اولیاء اپنے آپ کو خود جانتے ہیں کہ رجوعات مخلوق سے ان کو اولیاء اللہ کہتے ہیں ۔ وہ مخلوق میں مشہور ہیں اور باطن میں قرب وصال حق سے دور ہیں ۔

تو جانتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ سادات اور اہل قریش اور علمائے کرام اور امام اور انبیائے کرام کو نہیں فرمایا ۔ بلکہ اَلْفَقْرُ مِنِّیْ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہ میں کہا ۔ کیونکہ اس مقام لِیْ مع اللہ میں فقر فنا فی اللہ کسی نے نہیں دیکھا ماسوا حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ، اس مقام فقر تک کوئی بھی رسائی حاصل نہیں کر سکا ۔

فقر محمدیؐ کی شرح

جاننا چاہیے کہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جس پر حضور نے فخر فرمایا ہے ، کی تشریح یہ ہے کہ فقر کے سر پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے ۔ یعنی فقر کو اس سے فخر ہے اور نام اللہ کا فخر محمد ہے کہ اللہ کا نام محمد کے ساتھ مبدل ہو ۔

حدیث قدسی میں ارشاد گرامی ہے :۔

"اے محمد ! میں اور تو ایک ہوں" یعنی دونوں نام برابر ہیں ۔

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ، محمد اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط

باید دانست ہمہ کس ملک ملک دارد و فقر را ملک ملک نیست و ملک نام اللہ است کہ ملک ملک دنیا بگذارند و روی بہ اللہ آرند ملک ملک ہمہ شرک است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا ط[1]

با ملک ملک جدا فقیر را آنچہ دہد خدا۔

بیت

فقر را تحقیق کردم از فقر　　فقر طالب نیست دنیا سیم و زر

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلدُّنْیَا لِلسَّلَاطِیْنِ وَالْکٰفِرِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالْمَسَاکِیْنَ ط[2]

قولہٗ تعالیٰ :۔

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ط[3]

این رفیق از حق توفیق است و طاعت توفیق فقر فخری را گویند۔ آن محض عطا است۔ ہر کرا اللہ بخشد و شفقت و التفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ط

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ط[4]

بیت

فقر فخر انبیاء و اولیا،　　فقر فخری را چہ داند پر ہوا

[1] سورہ النبا ۷۸: ۳۷ [2] الحدیث [3] سورہ النساء ۴: ۶۹ [4] سورہ ہود ۱۱: ۸۸

تعالیٰ کے رسول ہیں۔

جاننا چاہیے کہ تمام لوگ یا تو ملکیت رکھتے ہیں یا پھر ملک لیکن فقیر کا نہ تو کوئی ملک ہے اور نہ کوئی ملکیت اور ملک تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے کہ ملک ملک دنیا کو چھوڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرتا ہے۔ کیونکہ ملک اور ملکیت سب شرک ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونیکی جرأت نہ ہوگی"۔

ملک ملک ہے جدا، فقیر کو جو دے وہ خدا۔

بیت

فقر کی میں نے فقر سے تحقیق کی ہے۔ فقر دنیا کے سونے چاندی کا طالب نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"دنیا بادشاہوں اور کافروں کے لیے ہے اور عاقبت اہل تقویٰ کے لیے اور مساکین کیلئے ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں"۔

یہ رفیق حق کی توفیق ہے۔ اور طاعت توفیق فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں۔ اور وہ محض عطا ہے، جس کو چاہے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ اور یہ تمام شفقت اور التفات حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے"۔

بیت

فقر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا فخر ہے۔ فقر کے فخر کو نفسانی خواہشات سے بھرا ہوا انسان (بھلا) کیا جان سکتا ہے؟

تا قدم از ہوا نہ نہی قدم بر ہوا نہ نہی ۔

فرد

تُرا اگر ہوای بہشت آرزوست مرو در پی آرزوی ہوا

باید دانست ای مرد فہیم! ترک دُنیا سنّت عظیم۔ بترس از خُدا ای دل سلیم! خانۂ ویران پسر یتیم۔ اینست از فقر قدیم دُنیا شیطانست ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قولہٗ تعالیٰ :۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝[1]

آری کسی کہ اللہ را باعتقاد پاک داند ہمراہ، برو غالب نشود شیطان گمراہ کہ طالبان اللہ مع اللہ فقیر را مراتب بمراتب نصیب شود یعنی فقیر صاحب توفیق و بعضی فقیر بحق رفیق و بعضی فقیر از خاص الخاص طریق و بعضی فقیر ہر دم موج زنند، چنانچہ بحر عمیق و بعضی فقیر اشتغال اللہ دائم غریق و بعضی فقیر متفرقہ از خلق تفریق و بعضی فقیر بمراتب دُنیا استدراج دارند اہل زندیق و بعضی فقیر محقق الحق در حقیقت و معرفت الٰہی تحقیق فقر تحقیق عینہٖ بعین عفو عیاذاً باللہ ۔

و فقر عین بہ پنج عین اثبات شود ۔

اوّل عین عباد اللہ،

دوم عین عنایت اللہ،

[1] سورہ یٰسٓ، ۳۶ : ۶۰ ۔

جب تک تُو نفسانی خواہشات کو ترک نہیں کرے گا، اس وقت تک تُو قدم ہوا پر نہیں رکھے گا ۔

فرد

اے طالب صادق! اگر تجھے جنّت کی آرزو ہے۔ تو تُو آرزو اور نفسانی خواہشات کے پیچھے مت جا ۔

اے مرد فہیم! جاننا چاہیے کہ دُنیا کو ترک کرنا بہت بڑی سنّت ہے۔ اے دل سلیم! خدا سے ڈر۔ اور یتیم بیٹے کے ویران گھر سے خوف کھا یہ ہے فقر قدیم۔ دُنیا شیطان ہے ۔

اللہ سے پناہ مانگتا ہوں شیطان رجیم سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا۔ بیشک وُہ تمہارا کھلا دشمن ہے"

ہاں جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کو اعتقاد پاک سے اپنے ہمراہ جانتا ہے، اس پر شیطان گمراہ غالب نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے طالب اور اللہ کے ساتھ رہنے والے فقیر کو مراتب در جہ بدرجہ نصیب ہوتے ہیں۔ بعض فقیر صاحب توفیق اور بعض فقیر حق کے رفیق اور بعض فقیر خاص الخاص طریق اور بعض فقیر ہر دم موج مارتے ہیں جیسا کہ گہرا سمندر اور بعض فقیر اللہ میں مشغول دائمی طور پر غریق اور بعض متفرقہ فقیر مخلوق سے الگ اور بعض فقیر دُنیا کے مراتب میں استدراج رکھتے ہیں۔ وُہ اہل زندیق ہیں۔ اور بعض فقیر حقیقت میں محقق الحق اور معرفت خداوندی میں بالتحقیق فقیر عین بعین عفو عیاذاً باللہ ہیں ۔

یاد رہے کہ فقیر مندرجہ ذیل پانچ عین سے ثابت ہوتا ہے۔

فقیر کا پہلا عین : عبادت خداوندی ہے ۔

فقیر کا دوسرا عین : عنایت الٰہی ہے ۔

سوم عین عفو عیاذاً باللہ۔

چہارم عین عارف باللہ۔

پنجم عین عاقبت بالعافیۃ۔ خیر طلب غرق بحق مطلق مطلب۔

ابیات

شد تجلی از حقیقت بر دلم انوار شد — ہم جلیس با محمدؐ ہم مجالس چار شد

جلوہ زان نور ذاتی عارفان را شد نصیب — جاودانی گشت روشن معرفت اظہار شد

کور چشمی اہل ظلمت منکر از نور خدا — نور حق را کی بہ بیند اہل ناری خوار شد

مردہ نفسی زندہ دل در خواب بیند مستدام — مردہ دل زان بی خبر جان زندہ دل بیدار شد

با ہو آن را کی تواند بست صورت بی مثال — عارف غواص وحدت طالب دیدار شد

⁂

طالب دیدار بارادۂ صدق در اعتبار است۔ طالب دنیا در مطلب مردود و مردار است۔ مجلس اہل دیدار و اہل مردار راست نیاید۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ[1]

⁂

خاصگان حق فقر فخری ہمیشہ بہ حفظ حافظ حقیقی و دوام ہم صحبت۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ[2]

---

[1] سورہ حدید، ۵۷ : ۴ [2] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۲

فقیر کا تیسرا عین : عفو عیاذاً باللہ ہے۔

فقیر کا چوتھا عین : عارف باللہ ہے۔

فقیر کا پانچواں عین : عاقبت بالعافیہ بالخیر حق میں مطلق مستغرق ہونا ہے۔ اور مطلب کو پاتا ہے۔

ابیات

حق تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر انوار کی تجلی ہوئی، تو میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں یاروں کا مصاحب پاس بیٹھنے والا ہو گیا۔

اس کے ذاتی نور کا جلوہ عارفوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اسکا دل دائمی طور پر روشن رہتا ہے اور معرفت الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔

اندھا اہل ظلمت اللہ تعالیٰ کے نور کا منکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو دوزخی کب دیکھ سکتا ہے، ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

جس کا نفس مردہ اور دل زندہ ہو، وہ خواب میں ہمیشہ اس کا دیدار کرتا ہے۔ مردہ دل اس سے بیخبر ہے۔ زندہ جان و دل والا اس سے بیدار ہو جاتا ہے۔

اے باہوؒ! نفسانی خواہشات کا حامل اس بے مثال کا دیدار کب کر سکتا ہے؟ عارف وحدت کے دریا میں غوطہ کھا کر دیدار کی طلب کرتا ہے۔

طالب دیدار صدق کے ارادہ کے ساتھ اعتبار میں ہوتا ہے۔ اور طالب دنیا مردار کی طلب کرتا ہے۔ اور مردار ہے۔ (پس) اہل دیدار اور اہل مردار کی مجلس باہم راس نہیں آتی۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم کہیں ہو۔"

حق کے خاص فقر فخری ہمیشہ حافظ حقیقی کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ اور دوام ہم صحبت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"پس تم میری یاد کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا۔"

مدام با حق ہم سخن وہم مجلس تمام۔ بی خبر از نفس امارہ ابلیس ای صاحب اہل حدیث۔

حدیث قدسی

اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[1]

باید دانست راہ تمامیت فقر فخری از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بر دو اصحاب عطا شد و بمرتبۂ اصحابی و فقر ہم از آن صحابین یکی حاضر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باید کرد معلوم این را۔ بدانکہ در خلق گم بود معدوم و چہار پیر ایشانند۔

بیت

صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ پر حیا عثمانؓ بود گوئی فقرش از محمدؐ شاہ مردان می ربود

باید دانست کہ بعد از اصحاب ولایت فخر بدو رسید۔ یکی حضرت شاہ محی الدینؒ، دوم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفیؒ را کہ از دنیا تارک صافی بود صوفی چون امام ہفتاد سالہ نماز قضا نکردہ و یک روزہ قضا نکردہ، از برای اینکہ از قضای ہمنشین و اہل دنیا ہوا پیدا شود و ہوا را زیر پائی دادہ اند و در آمدند در رضای خدا۔

قَالَ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:۔

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ عَلٰی ثَلَاثَۃٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اِثْنَانِ وَسَبْعِیْنَ مِنْھَا ھَالِکٌ وَّ وَاحِدٌ مِنْھَا نَاجِیَۃٌ[2]

تمامیت فقر فخری حضرت امامین قرۃ العینین نبی اللہ و ام المؤمنین جنت خاتون

---

[1] حدیث قدسی [2] مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی انوار الحدیث، ص ۷۰۔

دائمی طور پر حق سے ہمکلام اور پوری طرح ہم مجلس ہوتے ہیں۔ اے صاحب اہل حدیث تو نفس امارہ اور شیطان سے بیخبر ہے۔

حدیث قدسی

"میں اس کا ساتھی ہوں، جو میرا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"۔

جاننا چاہیے کہ کمال فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دو اصحاب کو عطا ہوئی۔ اور مرتبۂ صحابیت اور مرتبۂ فقر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر صحابہ کرام میں سے ایک سے معلوم کرنا چاہیے۔ جان لے کہ وہ مخلوق میں گم اور معدوم ہے اور چار پیر یہ ہیں۔

بیت

صدیقؓ کو سچائی اور عمرؓ کو عدل اور عثمانؓ کو حیا تھی۔ اور فقر کی گیند محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ نے پائی۔

جاننا چاہیے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ولایت فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دو اشخاص کو حاصل ہوئی۔ ایک حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دوسرے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفیؒ جو صوفی صافی تھے اور دنیا سے تارک فارغ تھے۔ چنانچہ حضرت امام اعظمؒ نے ستر برس تک نماز قضا نہ کی۔ اور ایک روزہ تک قضا نہ کیا۔ اس لیے کہ ہمنشین اور اہل دنیا کی قضا سے نفسانی خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان لوگوں نے نفسانی خواہشات کو پاؤں کے نیچے روند ڈالا ہے اور رضائے خداوندی میں داخل ہو گئے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"عنقریب میری امت میرے بعد تہتر فرقہ میں بٹ جائیگی۔ بہتر ناری (جہنمی) اور ایک نجات یافتہ ہوگا"۔

اور فقر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمامیت ام المؤمنین خاتون جنت حضرت

بی بی فاطمۃ الزہراؓ وصالحہ وساجدہ ولیہ حضرت بی بی رابعہؒ وسوای از ایشان دیگری را بوی فقر نہ رسیدہ وازبوی فقر فقران مست وحیران وبی قرار وبی جمیعت شوند واز بیقراری فقر جمیعت خلق وآرام خلق اللہ قائم مقام زمین برکت قدم ایشان است وکسی راکہ فقیر صورت در باطن نماید، ہر دو جہان بر او مبتلا گردد وبر کسی کہ فقر در باطن پرتو اندازد، بادشاہ ظل اللہ از برکت او بر مسند نشیند وباکسی کہ فقیر در باطن ملاقات کند، غرق باسم اللہ ذات شود وفقیر لایحتاج دل غنی، در نظر او خاک وزر برابر باشد۔ ہر کرا نصیب فقر بود، یافتہ باشد از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبرکت شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ وطالب دنیا خلاف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ط

بیت

خلاف پیغمبر کسی راہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

حدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ وَاَفْتَخِرُ بِہٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ[1]

فقیر دریا نوش، اگرچہ اندرون دریا بدل جوش۔ موج را بہ محو معرفت دل کند مخروش۔
ہر کہ در خروش حوصلہ وسیع ندارد، آن خدا فروش۔

حدیث

لَوْلَا الْفُقَرَآءُ لَھَلَکَ الْاَغْنِیَآءُ ط[2]

[1] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ وجامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ [2] الحدیث۔

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور صالحہ، ساجدہ ولیہ حضرت بی بی رابعہ بصریؒ کو پہنچی اور بجز انکے کسی دوسرے کو بوئے فقر نہ پہنچی۔ اور فقر کی بو سے فقیر مست، حیران، بے قرار اور بے جمعیت ہوتے ہیں۔ اور اہل فقر کی بے قراری سے مخلوق خدا کو جمعیت اور خلق اللہ اللہ کو آرام ہے۔ اور انکے قدم کی برکت سے زمین قائم ہے۔ اور جس کسی کو فقیر باطن میں صورت دکھاتا ہے، تو دونوں جہاں اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور جس پر فقیر باطن میں پرتو ڈالے، اس کی برکت سے بادشاہ ظل اللہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس سے فقیر باطن میں ملاقات کرے، وہ اسم اللہ ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور فقیر لایحتاج اور اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ اسکی نگاہ میں خاک وسونا برابر ہوتے ہیں۔ اور جس کا نصیب فقر کا ہو، وہ فقر بارگاہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پاتا ہے۔ اور برکت شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتا ہے۔ اور دنیا کا طالب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

بیت

جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف چلا، وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے گا۔

حدیث

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور میں اپنے فقر کی وجہ سے تمام انبیاء اور رسولوں (کے اعمال) پر فخر کروں گا۔"

فقیر دریا نوش ہوتا ہے۔ اگرچہ دل کے اندر کا دریا جوش مارتا ہے لیکن دل کے باہر اسکا شور نہ جائے گا۔ بلکہ وہ معرفت خداوندی میں محو ہوگا۔ جو کوئی جوش و خروش میں وسیع حوصلہ نہیں رکھتا، وہ خدا فروش ہے۔

حدیث

"اگر فقیر نہ ہوتے، تو امیر ہلاک ہو جاتے۔"

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر فقیران نبودندی، اہل دُنیا ہمہ ہلاک شدندی۔

حدیث

لَوْلَا الْفُقَرَآءُ لَبَرَصَ الْاَغْنِیَآءُ[1]

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم :۔

"اگر فقیران نبودندی، اہل دنیا ہمہ پستی شدندی، فقیری کہ از شرع خلاف کند، استدراجی گفتہ ولاف۔

حدیث

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ[2] معنی چنان باشد۔

بیت

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین　　چون کافر درویش نہ دُنیا و نہ دین

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :۔

مَنْ تَزَهَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَهُوَ جَنَّ فِیْ اٰخِرِ عُمْرِهٖ اَوْ مَاتَ کَافِرًا[3]

باید دانست بدانکہ چون در وجود اسم اللہ بذکر اللہ گویائی گیرد، علم ظاہر و باطن از برکت اسم اللہ واضح شود و در وجود روح قاضی صاحب تفحص و دل مفتی صاحب فتویٰ و نفس دُرد را در قید کند و توفیق الٰہی بانفس مدعا علیہ شود و اعضا بیک دیگر از برای محاسبہ، بلکہ نہ گواہ ہمراہ نفس از وجود پیدا شوند، چنانچہ دو چشم۔

حدیث

عَیْنَانِ تَزْنِیَانِ[4] و دو گوش۔

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] نقل از تفسیر مزمل دُر مکمل [4] مشکوٰۃ، باب الایمان بالقدر ۲۰۰۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اگر فقراء نہ ہوتے، تو اہل دُنیا تمام ہلاک ہو جاتے۔"

حدیث

"اگر فقراء نہ ہوتے، تو امیر پست ہو جاتے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اگر فقراء نہ ہوتے، تو امیر تمام پست ہو جاتے اور جو فقیر شریعت مطہرہ کے خلاف کرے، اسکو استدراجی اور لاف زن کہا گیا۔"

حدیث

"فقر دونوں جہاں کیلئے سرخروئی ہے۔" اسکے معنی یہ ہوئے :۔

بیت

نہ علم ہے، نہ عقل ہے، نہ حقیقت اور نہ ہی یقین ہے۔ مثل کافر درویش کے، کہ نہ دُنیا ہے اور نہ دین ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جو بغیر علم کے زہد کرے۔ پس وہ آخری عمر میں دیوانہ ہوگا یا کافر مرے گا۔"

جاننا چاہیے اور جان لے کہ جب وجود میں اللہ کا نام ذکر کے سبب سے قیام کریگا، تو علم ظاہر اور علم باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے۔ اور وجود میں رُوح قاضی صاحب تفحص کی متلاشی ہو۔ اور دل یعنی مفتی صاحب فتویٰ اور چور نفس کو قید کریں۔ اور توفیق خداوندی نفس کے ساتھ مدعا علیہ ہو، اور اعضاء ایکدوسرے کیلئے محاسبہ کیلئے، بلکہ نفس کے وجود سے گواہ نہ پیدا ہوں۔ چنانچہ دو آنکھیں۔

حدیث

"دونوں آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں (جب ہوس کی نظر سے دیکھتی ہیں) اور دو کان۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا[1] دیک زبان۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا[2] دو دست و دو پای۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ[3]

درین حساب نفس امارہ مسلمان شود، از گناہان باز آید و تائب گردد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا[4]

بیت

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر　　کی بود بی شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر

شرح دُنیا و اہل دُنیا

دُنیا و اہل دنیا اظلم الناس۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ[5]

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ[6]

---

[1] سورہ النبا، ۷۸: ۳۵ [2] ایضاً، ۷۸: ۳۸ [3] سورہ یٰسٓ، ۳۶: ۶۵ [4] سورہ التحریم، ۶۶: ۸
[5] سورہ ہود، ۱۱: ۱۱۳ [6] سورہ الانعام، ۶: ۴۴

ارشاد خداوندی ہے :۔

"جس میں نہ کوئی بیہودہ بات سُنیں، نہ جھٹلانا۔ اور ایک زبان۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"کوئی نہ بول سکے گا، مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی۔ اور دو ہاتھ اور دو پاؤں"۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور اُنکے ہاتھ ہم　　سے بات کریں گے اور اُن کے پاؤں اُنکے کیے کی گواہی دیں گے"۔

اس حساب سے نفس امارہ مسلمان ہوتا ہے اور گناہوں سے تائب ہوتا ہے اور باز آتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو، جو آگے کو نصیحت ہو جائے"۔

بیت

باطنی علم مکھن کی طرح اور ظاہری علم دُودھ کی مثل ہے۔ دُودھ کے بغیر (بھلا) مکھن کب ہوتا ہے اور بغیر پیر کے پیر کیسے ہو سکتا ہے؟

شرح دُنیا و اہل دُنیا

دُنیا اور دُنیا والے لوگوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی"۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"پھر جب اُنہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں اُن کو کی گئی تھیں۔ ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا، تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا۔ اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے"۔

بخوردن نعمت دُنیا پرسیدہ می شود۔

قولہٗ تعالیٰ :-

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ [1]

چنانچہ از زمین از تخم مغز درخت بر آید و برگ نیز از جان درخت بر آید و شاخ نیز از جان درخت بر آید و بر از جان درخت بر آید پس ہمچنان ولی اللہ را ہر علمی و ہر معرفت و ہر مقام کشف و کرامات ذاتی و صفاتی از برکت اسم اللہ ذکر اللہ از دل کشاید۔

بدانکہ ولی نیز دو قسم اند۔ ولی مادر زاد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلسَّعِيْدُ مَنْ سُعِدَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ [2]

بنا بر آن ہیچ ولی اللہ را جاہل نتوان گفت۔

حدیث قدسی

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا [3]

دوم ولی دست بیعت کہ بہ تلقین تعلیم کردہ شود بمجاہدہ و مشاہدہ۔ و طالب سہ قسم اند یعنی طالب دُنیا و طالب عقبیٰ و طالب مولیٰ۔ ہر یک را مُرشد از طریقت بشناسد۔ مُرشد یکہ روز اوّل طالب اللہ را باسم اللہ ذکر اللہ مشغول کُند۔ اگر طالب در مراقبہ یا خواب حیوانات دید۔ معلوم باید کرد کہ نصیبات این مراتب دُنیا است کہ حیوانات مطلق ناسُوت۔ طالبی کہ در خواب یا مراقبہ باغ بہار صُورت مثل حُور قصور دید،

---

[1] سورہ التکاثر، ۱۰۲ : ۸ [2] الحدیث

[3] حدیث قدسی۔

دُنیا کی نعمتوں کے کھانے پر پُوچھا جائیگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"پھر بیشک ضرور اُس دن تم سے نعمتوں کی پُرسش ہوگی"۔

چنانچہ زمین سے مغز تخم سے درخت نکلتا ہے اور پتے بھی درخت کی جان سے نکلتے ہیں اور پھل بھی درخت کی جان سے نکلتے ہیں۔ پس اسی طرح ولی اللہ کو ہر علم اور ہر معرفت اور کشف و کرامات ذاتی و صفاتی اسم اللہ اور ذکر اللہ کی برکت سے دل سے منکشف ہوتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ولی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو ولی مادر زاد ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے :-

"نیک بخت ماں کے پیٹ میں ہی نیک بخت ہوتا ہے۔ اور سنگدل ماں کے پیٹ میں ہی سنگدل ہوتا ہے"۔

اسی بنا پر کسی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے۔

حدیث قدسی

"اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بنایا"۔

(یہ پہلی قسم کا ولی ہوتا ہے جو مادر زاد ہوتا ہے۔ یعنی ماں کے پیٹ سے ہی ولی اللہ بن کر آتا ہے جو تمام علوم ظاہریہ اور علوم باطنیہ پر دسترس رکھتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی، اسکا نہ بولنا بھی از روئے رحمت ہوتا ہے)۔

دوسری قسم کا ولی جو مجاہدہ و مشاہدہ کے ساتھ دست بیعت کرکے لوگوں کو تعلیم و تلقین کرتا ہے۔ یاد رہے کہ طالب بھی تین قسم کے ہیں :- یعنی طالب دُنیا، طالب عقبیٰ، اور طالب مولیٰ۔ ہر ایک قسم کے طالب کو مُرشد طریقت سے پہچانتا ہے۔ جو مُرشد پہلے ہی دن طالب مولیٰ کو اسم اللہ اور ذکر اللہ کے ساتھ مشغول کردے، (وہ مُرشد کامل ہے) اگر طالب الٰہی خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے، تو معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے نصیب میں دُنیا کے مراتب ہیں، کیونکہ حیوانات مطلق ناسُوت ہیں۔ اور جو طالب خواب یا مراقبہ

ازین معلوم باید کرد کہ طالب صاحب مجاہدہ گردد۔ عاقبت نصیب اُو عقبیٰ است وطالبی کہ در خواب و یا مراقبہ مجلس انبیاء و اولیاء ملاقات کند و ہم جلیس فقراء شد و مشغول بذکر اللہ گشت معلوم باید کرد کہ این طالب مولیٰ است۔ عاقبت نصیب اُو طلب مولیٰ از دُنیا و عقبیٰ خواہد شد۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ط

پس فقیر عارف باللہ اگرچہ با فقر و فاقہ جان بلب رسیدہ، از جان بی جان شدہ مردہ اند، قدم بر در اظلم اہل دُنیا نبردہ اند۔

حدیث

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ ط[1]

اگر قدم بر در اہل دُنیا بردہ اند، اہل دُنیا را باللہ آوردہ اند۔ ہر کہ خدای تعالیٰ را شناخت، لایحب الدنیا شناخت و ہر کہ شیطان را شناخت مع حب الدنیا شناخت۔ چنانچہ بادشاہی دُنیا را حضرت ابراہیم ادھمؒ ترک دادہ بجانب اللہ آمد عنایت از اللہ و ولایت از مرشد کامل رسید ہدایت اللہ۔ این نہ محتاج درویش فقیر اند کہ بوجہ نظر طمع رشوت درم گیر اند۔

بیت

زمین در ناخن است در چشم درویش — بہ بیند ہر خزائن در نظر خویش

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ ط[2]

رنج را فقیر عزیز گنج دانند و دُنیا نستانند۔

---

[1] الحدیث [2] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ

میں باغ و بہار اور صورت حور و قصور دیکھے۔ اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ طالب صاحب مجاہدہ ہوگیا ہے۔ آخر کار اسکا نصیبہ عقبیٰ ہے۔ اور جو طالب خواب یا مراقبہ میں انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس میں اُن سے ملاقات کرے اور فقراء کا ہم جلیس ہو اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو، تو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ طالب مولیٰ ہے۔ آخر کار اس کے نصیب میں مولیٰ کی طلب دُنیا اور عقبیٰ کی طلب ہوگی۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

پس عارف باللہ فقیر اگرچہ فقر و فاقہ سے جان بلب ہوں، جان سے بے جان ہوکر مردہ ہوگئے ہوں، مگر ظالم دُنیا والوں کے دروازوں پر قدم نہیں لے جاتے۔

حدیث

"دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔"

اگر اہل دُنیا کے دروازے پر قدم لے گئے ہیں، تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف لائے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ تو اس نے محبت دُنیا کو نہیں پہچانا۔ جس نے شیطان کو پہچانا، تو اس نے دُنیا کی محبت کے ساتھ پہچانا۔ چنانچہ دُنیا کی بادشاہی حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ترک کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اور ولایت اور ہدایت الٰہی مرشد کامل سے پائی۔ یہ درویش فقیر محتاج نہیں ہیں کہ رشوت اور طمع کے طور پر نذرانہ وصول کریں۔

بیت

درویش کی آنکھ میں زمین اس کے ناخن پر ہوتی ہے۔ وہ ہر خزانے کو اپنی نظر سے دیکھ لیتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"

رنج کو فقیر گنج عزیز جانتے ہیں، اور دُنیا کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

شرح علم الہام وپیغام

بدانکہ علم یک لفظ است، چنانچہ دانستہ شُد۔ ای صدای حرف دال۔ وحی از حق سبحانہٗ وتعالیٰ ندای دال شنید وپیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام را پیغام دال می رسانید ودال دلالت کنندہ کلام اللہ وکلام اللہ غیر مخلوق وبی صوت وبی آواز است ونیز دال دلالت کنندہ وعدہ وعید وقصص الانبیاء وامر معروف ونیز دال دلالت کنندہ علم بہر قال وبہر اعمال وبہر حال وبہر احوال سِرّاً وجَہْراً لَیْلاً وَنَہَاراً الٰہی معرفت کہ مراتب از انبیاء واولیاء کیفیت وصال اللہ۔

پس علم دال پیغام پیغام بر وحی وبر پیغامبران مرسل می برد۔ واولیاء اللہ را الہام است والہام شش قسم است۔

یعنی پیش وپس، راست وچپ فوق وتحت الہامی کہ از پس پشت آواز می شود۔ آن الہام آواز شیطانی ویا از بدخصلتی نفسانیت نفسی کہ دزد جانی است والہام آواز چپ آید۔ آن الہام آواز عالم غیب جنونیت بود یعنی جن ودیو وپری والہام آوازی کہ از دست راست پیدا شود۔ این الہام آواز فرشتہ مؤکل است یا ارواح اولیاء اللہ والہام آوازی کہ پیش روبرو از ارواح انبیاء واصفیاء واصحاب نبی اللہ است والہام آوازیکہ بر ہر دو کتف بر سر آید از دل بود مثل وہم یا خیال یا دلیل بی آواز وبی صوت از دل می چپد۔ آواز وصوت را صورت بستہ نگردد وسخن درست بدل تحقیق یابد ویاد ماند، چنانچہ در باطن معلوم گردد، ظاہر شود۔ این الہام معرفت، قدرت، علم، واردات غیبی وفتوحات لاریبی عطا شود از حق سبحانہٗ وتعالیٰ۔ ازین راہ باطنی ناقصان مردہ دل، اہل حجاب معرفت الٰہی را ازین راہ آگاہ نیست کہ با مردم ظاہر وعظ وپند ونصیحت اند وبا نفس خود خطرات وفضیحت۔ مجلس اہل فیض واہل فضیحت

شرح علم الہام وپیغام

اے طالب حقیقی! جان لے کہ علم ایک لفظ ہے جس کے معنی جاننا ہے۔ اے صدائے حرف دال! حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے وحی نے ندائے دال سُنی۔ اور پیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام دال پہنچایا۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کرنے والی ہے۔ اور کلام اللہ غیر مخلوق، بے صوت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال دلالت کرنے والے وعدہ وعید اور نبیوں کے قصے، امر بالمعروف اور نیز علم کی دلالت کرنے والی ہے۔ بہر قال، بہر اعمال، بہر حال، بہر احوال مخفی اور ظاہر اور شب و روز، معرفت خداوندی کے مراتب، انبیائے کرام، اولیائے عظام سے وصال خداوندی کی کیفیت۔

پس علم دال پیغام اور پیغام وحی انبیائے کرام اور رسولان عظام پر لے جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کا الہام ہے۔ اور الہام کی چھ قسمیں ہیں:۔

یعنی ۱۔ آگے کا الہام۔ ۲۔ پیچھے کا الہام۔ ۳۔ سیدھے کا الہام۔ ۴۔ اُلٹے کا الہام۔ ۵۔ اُوپر کا الہام۔ ۶۔ نیچے کا الہام۔ پس جس الہام سے پس پشت سے آواز آتی ہے۔ وہ الہام آواز شیطانی اور نفس کی بدخصلتی ہے کہ جانی چور ہے۔ اور جو الٹی جانب سے آتی ہے۔ وہ الہامی آواز عالم غیب جنونیت سے ہے۔ یعنی جن، دیو اور پری۔ اور وہ الہامی آواز جو سیدھے ہاتھ سے آئے، یہ الہامی آواز فرشتہ اور مؤکل کی ہے یا ارواح اولیاء اللہ اور الہامی آواز جو آمنے سامنے ہو، وہ انبیائے کرام، صوفیائے کرام اور نبی اللہ کے صحابہ کرام سے ہے۔ اور وہ الہامی آواز جو دونوں جانب سے آئے، وہ دل سے ہے۔ وہم وخیال کی طرح یا بے آواز دلیل اور بے صورت دل سے چپکتی ہے اور صورت کی صورت بستہ نہیں ہوتی اور درست بات تحقیق دل سے پاتا ہے۔ اور یاد رہتی ہے۔ جیسا کہ باطن میں معلوم ہوتی ہے، ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ الہام معرفت، قدرت، علم، واردات غیبی اور فتوحات لاریبی حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے عطا ہوتی ہے۔ اس راہ باطنی سے ناقصان مُردہ دل، اہل حجاب بے معرفت خداوندی کو آگاہی نہیں ہے کہ ظاہر کے ساتھ آدمیت کو پند ونصیحت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات وفضیحت

راست نیاید و مراتب در سلک سلوک فقیر مقام مبتدی است۔ برین مشو مغرور کہ مقام قرب وصال اللہ بیشتر است۔ حضور خاص الخاص نور۔ ہر کہ ہر روز جدا از انا خویش تر مقام اُو را ہر دم بیشتر از بیشتر، از برای آنکہ در مقام الہام کہ در مقام کشف کرامات سکونت و قرار گرفت و بر جوعات خلق جمعیت گیرد و خلق آنرا صاحب عزت و عظمت و حرمت و کرامت دانند و خوانند مخدوم۔ در قید خلق با کشف کرامات بند شد، صاحب مخدوم از مقام معرفت مولیٰ ماند محروم۔ درمیان کہ کشف و کرامات و معرفت مقام فنا فی اللہ نور اللہ غرق باسم اللہ ذات پاک یک لکھ وسی و ہفتاد و یک ہزار مراتب است۔ بجز تصرف دل و برآمدن از کشف کرامات و از قید خلق این مقامات را طی نتواند کرد۔ از برای آنکہ مقامات محبت و طالب بمطلوب معرفت الٰہی نامتناہی بی پایان است کہ در حیات و ممات ہزاران ہزار مقامات در یکدم طی کند و بہر مشاہدہ مقامات ترقی درجات حی القیوم حی شود۔ این محبت و طلب را با مطلوب خاص دلیل دوام با ارباب رب جلیل مثل خلق خلیل قربان جان فرزند قربانی ندھد و در آتش محبت گلزار نسوزد۔ برکت کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گلزار نشود۔ ہر کہ بدین صفت نباشد، دعویٰ محبت و طلب اُو نکند کہ کاذب است۔ این مراتب خاصان است۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَالِصَۃً دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ قِیْلَ وَمَا اَخْلَصُھَا قَالَ اَنْ یَّھْجُرَ عَنِ الْمَحَارِمِ[1]

نقل از تفسیر یعقوب چرخی۔

جملہ خطرات دنیا رنج داند۔ بنابران فقیران دنیا را نستانند۔ قولہٗ تعالیٰ :۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ج وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ج وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط

[1] مشکوٰۃ، کتاب الایمان، ۱۴

میں ہے۔ پس مجلس اہل فیض فضل اللہ اور اہل فضیحت باہم راس نہیں آتی۔ اور سلک و سلوک میں فقیر کے یہ مراتب ابتدائی مقامات میں سے ہیں۔ اس پر غرور نہ کر، کیونکہ قرب وصال الٰہی کا مقام آگے ہے۔ حضور خاص الخاص نور (کا مقام) جو کہ ہر روز انانیت سے الگ اور جدا ہے، اس کا مقام ہر دم زیادہ ہے۔ اسلیے کہ جس نے مقام الہام میں اور کشف و کرامات میں سکونت اور قرار پکڑا اور رجوعات خلق میں جمعیت پکڑی، اس کو مخلوق صاحب عزت و عظمت و حرمت اور کرامت جانتے ہیں۔ اور مخدوم کہتے ہیں۔ وہ مخلوق کی قید میں کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا۔ صاحب مخدوم معرفت خداوندی کے مقام سے محروم رہا کہ کشف و کرامات اور معرفت مقام فنا فی اللہ نور اللہ غرق باسم اللہ ذات پاک کے درمیان ایک لاکھ اور تیس اور اکہتر ہزار مراتب ہیں۔ بجز تصرف دل اور کشف و کرامات سے باہر نکلنے اور مخلوق کی قید سے نکلنے کے بغیر ان مقامات کو طے نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ مقامات محبت، طلب مطلوب اور معرفت خداوندی لامتناہی اور بے پایاں ہے۔ کہ زندگی اور موت میں ہزاروں ہزار مقامات ایکدم میں طے کرتا ہے اور ہر مشاہدہ کے مقامات ترقی درجات میں زندہ اور قائم ہوتے ہیں۔ اس محبت اور طلب مطلوب کے ساتھ خاص دلیل دوام ارباب رب جلیل کے ساتھ مثل خلق خلیل قربان جان فرزند قربانی نہیں دیتا۔ اور محبت آگ کی گلزار میں نہیں جلتا۔ کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے گلزار نہیں ہوتا۔ جو کوئی اس صفت سے موصوف نہ ہو، اسکی محبت اور طلب کا دعویٰ نہ کرے، کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔ اور یہ مراتب خاصان خدا کے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جو شخص نہایت اخلاص سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کہے، وہ بہشت میں بغیر حساب و کتاب اور عذاب کے داخل ہوگا۔ دریافت کیا گیا۔ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا: محرمات کو ترک کرنا۔"

جملہ دنیا کے خطرات رنج جانتا ہے۔ اسی لیے فقراء دنیا کو نہیں لیتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینہ۔ اور جانتا

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۚ[1]

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :-

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ وَعِلْمُ الْمُكَاشَفَةِ ۚ[2]

امّا بہتر آنست کہ مکاشفہ پوشند و در شریعت بکوشند کہ این مراتب کشف نیز ابتدا خام است، نہ کشف فقر تمام کہ بجہت مکاشفۂ باطنی این آیت کلام اللہ ربانی را باترتیب شامل باسم اللہ در تصور بخواند و نظر بر اسم اللہ دارد، کشف کلیہ مکشوف گردد۔ چشم ظاہر و باطن یکی شود و یا الہام پیدا گردد و یا حقیقت ماضی مستقبل در خواب و یا مراقبہ مشروحاً بیابد۔ این غیب نیست و بر آن غیب نہ طالب مولیٰ آنچہ بیند، بگوید، این بخش خدا است۔ آئینہ از دل صفا است۔ ہر کہ بر بخش خدا بخیل شود و باز دارد، مشرک کافر شود وعدو اللہ بی ہدایت باشد۔

ابیات

ہر کرا مرشد نباشد پیشوا — این کتابی بس بود راہبر خدا
در مطالعہ دارد دائم صبح و شام — عارف باللہ شوی با حق مدام

اگر در راہ باطن ذکر فکر مذکور نور اللہ حضور مراقبہ محاسبہ محبت معرفت مثل الہام دلیل وہم مکاشفہ روشن ضمیر، کشف القلوب و کشف القبور و کشف کعبہ فرشتگان، بیت المعمور و قرب وصال اللہ وصال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجلیات اسم اللہ ذات فائض البرکات از برکت قرآن مجید و آیات۔

قولہ تعالیٰ :- یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۚ[3] ہر کہ ایمان بہ غیب نیارد و بر غیب خلاف کند

[1] سورہ السجدہ، ۳۲ : ۳۴ [2] الحدیث [3] سورہ البقرہ، ۲ : ۳

ہے جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا، کیا کرے گا کل۔ اور کوئی جی نہیں جانتا کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے۔ اور وہ خبردار ہے۔" یعنی وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"علم دو علم ہیں۔ علم مکاشفہ اور علم معاملہ"

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاشفہ کو چھپا دیں اور شریعت میں کوشش کریں۔ کیونکہ یہ مراتب کشف بھی ابتدا، خام ہیں۔ فقر تمام میں یہ کشف کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ وہ مکاشفۂ باطنی کے لیے اس آیت کلام اللہ ربانی کو باترتیب اسم اللہ شامل کر کے تصور میں پڑھتا ہے۔ اور نظر اللہ کے نام پر رکھتا ہے۔ کشف کلیہ کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ ظاہر اور باطن کی آنکھ ایک ہو جاتی ہے۔ اور یا الہام پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یا ماضی اور مستقبل کی حقیقت خواب یا مراقبہ میں مشروحاً پاتا ہے۔ یہ غیب نہیں ہے۔ اور نہ وہ غیب ہے کہ جو کچھ طالب مولیٰ دیکھتا ہے، کہتا ہے۔ یہ خدا کی عطا ہے۔ کہ آئینہ دل صفا ہے۔ (پس) جو کوئی بخش خدا پر بخیل ہوتا ہے اور باز رکھتا ہے، وہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے۔ وہ دشمن خدا ہے اور ہدایت سے محروم ہے۔

ابیات

جس کسی کا مرشد اور راہبر نہ ہو۔ اس کو خدا تک راہبری کے لیے یہ ایک کتاب کافی ہے۔

صبح و شام اس کے مطالعہ میں ہمیشہ مشغول رہ۔ تاکہ تو عارف باللہ ہو کر ہمیشہ کے لیے حق کا ہو جائے۔

(یاد رہے کہ) اگر راہ باطن میں ذکر و فکر، مذکور، نور اللہ حضور، مراقبہ، محاسبہ، محبت، معرفت، مثل الہام، دلیل، وہم، مکاشفہ روشن ضمیر، کشف القلوب، کشف القبور، کشف بیت اللہ شریف، ملائکہ، بیت المعمور، قرب وصال اللہ اور وصال حضرت محمد مصطفےٰ اور تجلیات اسم اللہ ذات فائض البرکات، اور برکت قرآن مجید اور آیہ کریمہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۚ جو کوئی غیب پر ایمان نہ لائے اور اسکے خلاف کرے

وعیب آرد، مطلقاً کافر گردد۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1]

بیت

گر نبودی وجود اصل خدا　　کی رسیدی بنام وصل خدا

ہر انبیاء و اولیاء را ابتداءً علم لدنی ظاہری و باطنی روشن بی تعلم تعلیم بحکم فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ[2] از تلقین اسم اللہ از ہر علم واضح گردد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ[3]

کسی کہ مشاہدۂ ہر دو جہان را بہ بیند بر ناخن پشت، آنرا چہ احتیاج خواندن و نوشتن و قلم گرفتن بانگشت۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[4]

قولہ تعالیٰ:۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ[5]

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ[6]

اگر در سبیل اللہ باطنی حجت قرآن و حدیث محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و قول مشائخ و صفائی باطن، مشاہدہ الہام نبوی، روندگان راہ باطنی ہمہ کافر شدندی۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔ مَنْ نَظَرَ اِلَى الْفَقِيْرِ وَيَسْمَعُ كَلَامَهٗ يَحْشُرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَعَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ[7]

---

[1] سورہ البقرہ، ۲: ۳۱ [2] الحدیث [3] القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع، ۴۴ [4] سورہ الکہف، ۱۸: ۶۵ [5] سورہ الرحمٰن، ۵۵: ۱-۴ [6] سورہ الملک، ۶۷: ۱۲ [7] الحدیث

اور عیب لگائے، تو وہ مطلقاً کافر ہو جائے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور سکھائے آدم کو نام سارے"۔

بیت

اگر اللہ کی ذات کا اصل وجود نہ ہوتا۔ (تو پھر اللہ کا نام لے کر) واصل باللہ کیسے ہو سکتے تھے؟

ہر نبی اور ولی کو ابتداءً علم لدنی ظاہر و باطن روشن بے تعلم و تعلیم" حکیم کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں ہوتی"۔ تلقین اسم اللہ سے ہر علم واضح ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"اے اللہ! محمد مصطفےٰ جو کہ امی نبی ہیں، پر درود و سلام بھیج"۔

جو آدمی کہ دونوں جہان کا مشاہدہ پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ اس کو لکھنے، پڑھنے اور انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"رحمٰن نے سکھایا قرآن، بنایا آدمی، پھر سکھائی اسکو بات"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے، بن دیکھے، اُن کو معافی ہے اور اجر بڑا"۔

اگر اللہ کی راہ میں حجت باطنی قرآن و حدیث محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کے قول، باطن کی صفائی، مشاہدہ اور الہام نہ ہوتا، تو اس راہ باطنی پر چلنے والے تمام لوگ کافر ہو جاتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے فقیر کی جانب نگاہ کی اور اسکا کلام سُنا، تو اس کا حشر اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء و مرسلین کے ساتھ کریگا"۔

بیت

آن ھا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

نظر کیمیا آنرا گویند کہ بانظر طالب اللہ را بیرون برکشد از کشف و کرامات و سُکر مستی حال، از سرود حال کراہت آید و نظر طالب اللہ میل نہ گیرد بحُسن خد و خال و بگذرد از علم کسبی و رسمی قیل و قال و غرق شود عارف باللہ بوحدت نور اللہ و صال، اینست نظر کیمیا کمال، بلکہ آنرا گویند نظر کیمیا اثر۔

شرح الہام

الہام چیست؟ و حقیقت چہ دارد؟ و الہام کرا گویند؟

اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ الْخَيْرِ فِيْ قَلْبِ الْغَيْرِ بِلَا كَسْبٍ [1]

بدانکہ الہام چند قسم است:۔

الہام از خدا۔

و الہام از پیغمبر خدا۔

و الہام از اصحاب کرام۔

و الہام از ارواح انبیاء و اولیاء۔

و الہام از ذکر صفائی دل۔ چنانچہ الہام نفس۔

و الہام روح۔ و الہام سِرّ از ذکر خفیہ کہ در مقام اسرار۔

و الہام از شیطان۔ و الہام از جنونیت جن و دیو۔

و الہام از ملائکہ۔

[1] الحدیث۔

بیت

وہ لوگ جو مٹی کو اپنی نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی ایک آنکھ کا گوشہ ہماری طرف بھی کر دیں؟

نظر کیمیا اس کو کہتے ہیں کہ نگاہ کے ساتھ طالب اللہ کو کشف و کرامات اور سُکر و مستی حال سے باہر نکال دے۔ راگ الاپ سے کیفیت کراہیت پیدا ہوتی ہے۔ اور طالب اللہ کی نظر خد و خال کے حسن کی طرف رجوع نہیں کرتی اور علم کسبی اور رسمی قیل و قال سے گزر جاتا ہے اور عارف باللہ نور الٰہی کے وصال وحدت میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ ہے نظر کیمیا کا کمال، بلکہ اس کو نظر کیمیا اثر کہتے ہیں۔

الہام کی تشریح

الہام کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور الہام کس کو کہتے ہیں؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"دوسرے کے دل میں بغیر محنت کے خبر ڈالنا الہام ہے۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ الہام کی چند قسمیں ہیں:۔

الہام کی پہلی قسم، الہام خداوندی ہے۔

الہام کی دوسری قسم، الہام پیغمبر خدا کی جانب سے ہے۔

الہام کی تیسری قسم، الہام صحابہ کرام ہے۔

الہام کی چوتھی قسم، الہام ارواح انبیاء و اولیاء ہے۔

الہام کی پانچویں قسم، الہام صفائے قلب ہے۔

الہام کی چھٹی قسم، الہام نفس ہے۔

الہام کی ساتویں قسم، الہام رُوح ہے۔

الہام کی آٹھویں قسم، مقام اسرار میں ذکر مخفی سے الہام سِرّ ہے۔

الہام کی نویں قسم، الہام شیطانی ہے۔

الہام کی دسویں قسم، الہام جنونیت، جن و دیو ہے۔

الہام کی گیارہویں قسم، الہام ملائکہ ہے۔

ہر یک الہام را از تاثیر رغبت وجود معلوم باید کرد۔ صاحب خاص الہام وحدت الٰہی را نشان اینست کہ اوّل از الہام روز بروز دل اُو حُبّ مولیٰ غلبات از نُور اللہ زیادہ تر گردد۔

دوم قوی دین، سوم با خلق اُنس نگیرد، چہارم ترک۔

بیت

ہر کرا از حق بدل الہام شُد　　راز رحمت معرفت پیغام شُد

الہام نتیجۂ انبیاء و اولیاء۔ حقیقت الہام را چہ داند سر ہوا۔ الہام را ارحاق گویند کہ پیش از نبوّت پیغمبر را بُود۔ مقام ارحاق ربوبیّت است کہ نزول رحمت از حق شود۔ بدل صاحب الہام را غنای اکبر گویند۔

رباعی

ہر دل کہ با ہوای ہویّت بجال یافت　　عنقای ہمّتش دو جہان زیر پای لساخت
ہر جان کہ با بلای ولاتش گرفت اُنس　　از نعمت نعیم دو عالم ملال یافت

مراتب نیز از صفائی دل صاحب الہام است۔ شخصی را بچشم ظاہر از جثّہ خود جثّہ برآید و عبرت خورد و گفت کہ تو منی یا من تو۔ آن جثّہ لطیف بہ جثّہ کثیف جواب داد کہ من نفس توام و این می خواست کہ نفس را بکشم یا بزنم۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ دریافت۔ نفس گفت: کہ این چنین مرا کشتہ نتوان کُشتن۔ من بخلاف من خلاف نفس با خلاص۔ مَعَ اللّٰہِ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ چون فقیر صاحب الہام درین مقام رسد،

اب ہر ایک کی تاثیر اور رغبت وجود میں معلوم کرنا چاہیے۔ الہام وحدت الٰہی کی خاص علامت یہ ہے کہ پہلے الہام سے ہر روز اس کا دل میں محبت مولیٰ میں غلبات نُور الٰہی سے زیادہ سے زیادہ اضافہ کرتا ہے۔

دوسرے دین قوی ہوتا ہے۔ تیسرے وہ مخلوق سے محبت نہیں کرتا۔ اور چوتھے وہ دُنیا کو ترک کر دیتا ہے۔

بیت

جس کسی کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ وُہ رحمت کا راز اور معرفت کا پیغام ہوتا ہے۔

الہام نتیجۂ انبیاء و اولیاء ہے۔ الہام کی حقیقت کو نفسانی خواہشات کا حامل انسان کیا جانے۔ الہام کو ارحاق (بھی) کہتے ہیں۔ جو قبل از اعلان نبوّت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، اور ارحاق ربوبیّت کا مقام ہے، کہ حق سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور صاحب الہام کو دل میں اہل غنائے اکبر کہتے ہیں۔

رباعی

جس دل نے اپنی خواہش سے عینیت کا جمال حاصل کر لیا۔ وُہ عجیب ہمّت کا مالک ہے کہ دونوں جہان کو اس نے اپنے پاؤں کے نیچے پا لیا۔

جس جان نے مصیبت اور پریشانیوں سے محبت کر لی، اس نے دونوں جہان کی نعمتوں سے رنج پا لیا۔

صاحب الہام کے یہ مراتب بھی قلب صفا سے ہیں۔ جس شخص کا جثّہ ظاہری آنکھ سے اپنے جثّہ سے باہر نکل جائے اور عبرت کھائے اور کہے کہ تو مجھ سے ہے یا میں تجھ سے ہوں۔ اُس لطیف جثّہ نے کثیف جثّہ کو جواب دیا کہ میں تیرا نفس ہوں۔ پھر یہ آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو قتل کر دوں یا ماروں۔ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا" دریافت کر لیا نفس نے کہا، کہ اس طرح مجھ کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ میرا مارنا میرے خلاف ہے۔ اخلاص اللہ کے ساتھ ہے۔ "جس نے اپنے رب کو پہچان لیا" جب فقیر صاحب الہام اس مقام پر پہنچتا ہے،

خطاب فقیر قتال یابد یعنی قاتل نفس یُقَاتِلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ ط چون باین مقام رسد، صاحب مکشوف گردد۔ کشف نیز چہار قسم است :۔

کشف قلبی : بہ قلب تعلق دارد۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ ط

دوم کشف روحانی : بغرق و فنا تعلق دارد یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ط[1]

سوم کشف نفسانی : بذائقہ و ہوا تعلق دارد یعنی از بسیاری ریاضت اَنَا۔

چہارم کشف شیطانی : بمعصیت و طمع تعلق دارد و زیادتی عز و جاہ۔

دانا باش و آگاہ۔ اگر بیائی در باز است و اگر نیائی اللہ بی نیاز است۔

بیت

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکی ست اینجا　　چون وصل در گنجد ہجران چہ کار آید

⁂

آری راہ راز صاحب راز کند۔ ہر کرا راز بگیرد، صاحب راز گرداند۔

بیت

سیل بی راہبر بدریا می رساند خویش را　　شوق در ہر دل کہ باشد راہبری درکار نیست

⁂

ہر کہ در نظر خلق دیوانہ، با حق یگانہ است۔

---

[1] نقل از عین العلم و شرح برزخ

تو وہ قتال فقیر کا خطاب پاتا ہے۔ یعنی قاتل نفس۔ "جنہوں نے اپنے نفسوں کو قتل کیا۔" جب وہ اس مقام پر پہنچتا ہے، تو وہ صاحب کشف ہو جاتا ہے۔ کشف کی بھی چار قسمیں ہیں :۔

کشف کی پہلی قسم :۔ کشف قلبی، جس کا تعلق دل سے ہے۔ " اے اللہ! میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔"

کشف کی دوسری قسم :۔ کشف روحانی : جس کا دل استغراق اور فنا سے ہے۔ "یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔"

کشف کی تیسری قسم :۔ کشف نفسانی : ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتی ہے یعنی کثرت ریاضت اور انا سے۔

کشف کی چوتھی قسم :۔ کشف شیطانی : گناہ اور طمع سے تعلق رکھتا ہے، زیادتی عز و جاہ کی وجہ سے۔

دانا اور آگاہ ہو جا۔ اگر تو آئے، تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

بیت

عاشق، معشوق اور عشق تینوں اس مقام پر یکجا ہیں جب اس کیفیت میں وصل کی گنجائش نہیں، تو ہجر اس جگہ کیا چیز ہے ؟

ہاں راز کی راہ صاحب راز اختیار کرتا ہے۔ جس کو راز قبول کرتا ہے، وہ صاحب راز ہوتا ہے۔

بیت

پانی کا بہاؤ راہبر کے بغیر بھی خود کو دریا میں پہنچا دیتا ہے۔ جس دل میں ذوق و شوق ہو۔ اس کو راہبر کی ضرورت نہیں ہے۔

⁂

جو کوئی مخلوق کی نگاہ میں دیوانہ ہے، وہ نگاہ خداوندی میں یگانہ ہے۔

بیت

آنچہ از دیوانہ آید در وجود عفو فرماید از آن دیوانہ زود

حقیقت حضرت موسیٰؑ اینست کہ سہ مرتبہ اَنا گفت، خدا عفو فرمود و ابلیس از یک اَنا گشت مردود۔ عارفان باللہ از اہل کلید اند، نہ از اہل تقلید۔

باید دانست ای صاحب حال! مُردہ دل غافل ہمہ جہال بی باطن و صاحب نفس امّارہ بدخصال۔ کیمیا نظر ہر کرا بنوازد، بیک نظر مرتبہ برابر خود سازد۔

بیت

آنست نظر زر کہ بحق غرق می کند دل ہجر ہمچو دریا در موج می زند

آنرا چہ احتیاج ریاضت و چلّہ کشیدن و خلوت نشستن سالہا سال، از آن بہتر است یک ساعت غرق مع اللہ وصال کہ ریاضت از برای راز است۔ طالب اللہ کہ باطن معمور با قرب مع اللہ وصال حضور غرق۔

صاحب محقق راز آن است کہ از و ہیچ وقت قضا و فوت نمی شود نماز کہ نماز بار از و راز با نیاز صاحب مولیٰ بی نیاز۔ چون صاحب غرق راز را وقت نماز آید، از حضور باطنی رخصت شود کہ برو، نماز را بخوان والّا نہ از معرفت حق سلب شوی۔ صاحب راز را بحکم اجازت این آواز وقت با وقت با جماعت می خواند نماز۔ راز بی نماز باطل است۔ مُرشد کامل صاحب راز آنست کہ طالب اللہ را بی ذکر فکر بی مجاہدہ ریاضت با تصور برزخ اسم اللہ و یا بتوجہ باطنی بنظر عارف باللہ بہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخل حضور پُر نور منور و مشرف کند و بخدمت حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بیت

دیوانہ اپنی حالت دیوانگی میں جو کچھ کرتا ہے، اس دیوانہ کو بہت جلد معاف کر دیا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی حقیقت یہ ہے کہ تین مرتبہ اَنا کہا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے معاف فرمایا اور شیطان ایک اَنا سے مردود ہو گیا۔ عارف باللہ اہل کلید میں سے ہیں، نہ کہ اہل تقلید سے۔

اے صاحب حال! جاننا چاہیے کہ مُردہ دل غافل تمام بے باطن جاہل ہیں اور صاحب نفس امّارہ (سب) بدخصلت ہیں۔ کیمیا نظر جس کسی کو نواز دے، بیک نگاہ اسکا مرتبہ اپنے برابر کر دے۔

بیت

وہ نظر سنہری ہے، جو (ایک لمحہ میں) فنا فی اللہ کر دے۔ دل بحالت ہجر دریا کی طرح موجیں مارتا ہے۔

اس کو ریاضت اور چلّہ کشی اور سالہا سال کی خلوت نشینی کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے ایک گھڑی غرق مع اللہ وصال بہتر ہے کیونکہ ریاضت راز کے لیے ہے اور طالب اللہ باطن معمور قرب مع اللہ وصال حضور مستغرق ہے۔

محقق صاحب راز وہ ہے کہ جس سے کسی وقت بھی نماز قضا اور فوت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہر وقت نماز بار از اور راز با نیاز ہے۔ صاحب مولیٰ بے نیاز ہے۔ جب صاحب غرق راز کا وقت نماز آتا ہے، تو اس کو حضور باطن سے رخصت ہوتی ہے کہ جا، نماز پڑھ، ورنہ معرفت خداوندی سلب ہو جائیگی۔ پس صاحب راز نماز باجماعت پڑھتا ہے۔ بے راز نماز باطل ہے۔ مُرشد کامل صاحب راز وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو بے ذکر و فکر، بے مجاہدہ و ریاضت با تصور برزخ اسم اللہ اور یا توجہ باطنی سے بنظر عارف باللہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پر نور و منور کی کی مجلس میں شامل کرا دے اور مشرف کرا دے اور حضور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت ادب کے

برلب ادب بوسیدہ دست بیعت از نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکناند ومنصب بدھاند۔
مُرشد یکہ صاحب حضور طالب اللہ را بحضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کردن چہ مُشکل دور۔
ہمہ را روزی کناد شرح مجلس صحیح و ذکر اللہ تسبیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

بدانکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی ہر دو جہان است۔ زیارت آن شفیع الامم خوشوقتی و شادی ایمان است۔

باید دانست کریم النبی صلی اللہ علیہ وسلم را خدای تعالیٰ برای ہدایت پیدا کرد و شیطان را چہ قدرت است کہ نام خود را ہادی گوید و شیطان صورت ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نتواند شد و از شیطان ہیچ مسلمان را ہدایت نمی شود و شیطان از ہدایت و از اسم اللہ و از اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان می ترسد، چنانچہ کافر می ترسد از کلمۂ طیب قاتل الکفار۔

نیز شرح تحقیقات بیشک حضوری مجلس علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحبت خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را ہفت نشان است:۔

اوّل آنکہ خوشبوی معطر وجود مبارک را دوام از آن است کہ حضرت بی بی آمنہؓ را فرشتگان صورت عطار شدہ میوہ شجرہ النور از بہشت آوردہ۔ بی بی آمنہؓ را بحکم خدای تعالیٰ خورانیدہ اصل وجود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خوشبوی از آن شجرۃ النور ظہور منغور است کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از آب منی پیدا نہ شدہ کہ در وجود مبارک حرص وحسد و منی نبود پس ہر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را باخلاص و اعتقاد خاص بہ بیند، آنکس خاص الخاص شود۔

دوم نشان آنکہ در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر سبحان است کہ از آن ذکر بگریزد ابلیس پریشان و نیز شرح وجود مبارک صورت و مجلس تحقیقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جِسْمُہٗ بَیَاضٌ اللَّوْنِ یعنی گندم گون بودند آنحضرت علیہ السلام ط

ساتھ دست بیعت کرادے اور منصب دلادے صاحب حضور مُرشد کے لیے طالب اللہ کو سرور عالم کے حضور میں پہنچا دینا کیا مُشکل اور بعید ہے۔ اللہ ایک روز صحیح مجلس شرح تمام کو کرادے اور ذکر اللہ کی تسبیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے ہادی ہیں۔ اُس شفیع الامم کی زیارت خوش وقتی اور ایمان کی گواہی ہے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کیلئے پیدا فرمایا۔ پس شیطان کی کیا قدرت ہے کہ خود کو ہادی کے نام سے پکارے اور شیطان ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں ہوسکتا۔ اور شیطان سے کسی مُسلمان کو ہدایت نہیں ملتی اور وہ ہدایت خداوندی اور اللہ کے نام سے اور حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک سے اس طرح ڈرتا ہے، جس طرح کہ کافر قاتل الکفار کلمہ طیبہ سے ڈرتا ہے۔

نیز تحقیق بیشک حضوری مجلس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحبت خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (مندرجہ ذیل) سات نشان ہیں:۔

پہلا نشان:۔ یہ کہ وجود مبارک کی دوامی خوشبو اس سے ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو ملائکہ نے بصورت بشریت میوۂ شجرۃ النور جنت سے لاکر کھلائے۔ اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا اصل وجود مبارک اسی نُور کے درخت سے تھا۔ آپؐ آب منی سے تخلیق نہیں فرمائے گئے۔ اسی لیے حرص وحسد اور منی آپ کی ذات کریمہ میں نہیں تھا۔ پس جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاص اور اعتقاد کے ساتھ دیکھے، وہ آدمی خاص الخاص ہوجاتا ہے۔

دوسرا نشان:۔ یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں ذکر سبحان ہے کہ اس ذکر سے شیطان بھاگتا ہے اور پریشان ہوتا ہے اور نیز وجود مبارک کی تشریح اور صورت اور مجلس کو شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق کرنی چاہیے۔ شمائل نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحم فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے۔

آپ گندم گوں تھے۔

رَاحَةُ الْجَبْهَةِ کشادہ پیشانی بُودند آنحضرت علیہ السلام۔

اَفْلَجَ الْاِسْنَانِ کشادہ دندان بُودند آنحضرت علیہ السلام

اَقْنَی الْاَنْفِ بلند بینی بُودند آنحضرت علیہ السلام۔

اَسْوَدَ الْعَیْنِ سیاہ چشم بُودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

مَلِیْحِ نمکین بُودند آنحضرت علیہ السلام۔

مُجْتَمِعُ اللِّحْیَةِ انبوہ محاسن بُودند آنحضرت علیہ السلام۔

طَوِیْلُ الْیَدَیْنِ دراز دست بُودند آنحضرت علیہ السلام۔

رَقِیْقُ الْاَنَامِلِ باریک انگشتان بُودند آنحضرت علیہ السلام۔

تَامُّ الْقَدِّ درمیانہ قد بودند آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

لَیْسَ فِیْ بَدَنِہٖ شَعْرٌ اِلَّا کَالْخَطِّ نبودند بر تن مبارک آنحضرتؐ موئی مگر ہمچو خطی مِنْ صَدْرِہٖ اِلَی السُّرَّةِ کشیدہ شدہ از سینہ تا ناف۔

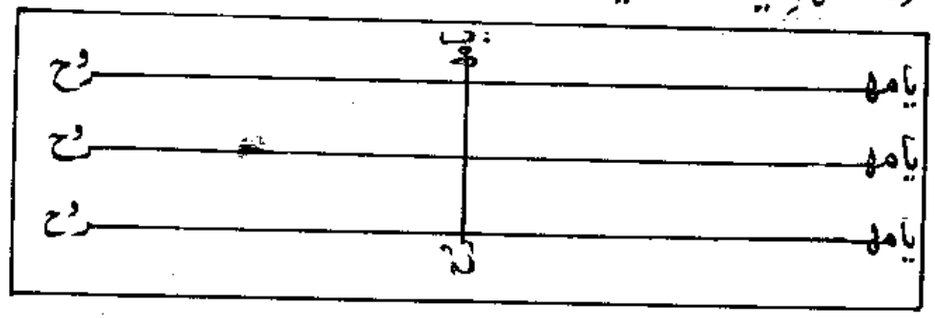

ابیات

ہر کہ بیند مہر را بر پشت ماہ — بہ ز ماہی مہر نبوی مصطفیٰ

دیدن ما روی نبوی شد ظفر — ہر کہ آرد شک آن کافر شمر

بدانکہ در وجود آدمی دل است و در دل قلب است و در قلب رُوح است و در رُوح سِر است۔ و در سِر اسم اللہ ذات بقدرت نوشتہ شدہ کہ ازین سِر بیخبر محروم فرشتہ سِر مُرشد کامل آنست کہ [illegible] اللہ را اسم اللہ بر دل با تصور نقش منقش صورت اسم اللہ درست بہ بیند، بلکہ از باطنی

پیشانی مبارک کشادہ تھی۔

دندان مبارک کشادہ۔

بینی مبارک اونچی۔ اور

چشمان مبارک سیاہ تھیں۔

داڑھی مبارک کشادہ۔

ہاتھ مبارک لمبے۔

انگشتان مبارک باریک۔ اور

قد مبارک درمیانہ۔ اور

آپ کے جسم مبارک پر بال نہیں تھے، مگر سینہ سے ناف تک ایک خط کشید تھا۔

مہر نبوت یہ ہے:۔

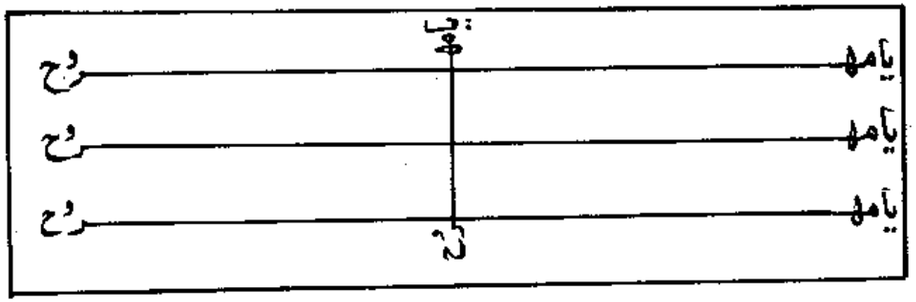

ابیات

جو کوئی چاند کی پشت پر وحی کی مُہر دیکھتا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت اس سے بدرجہا بلند و بہتر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو ہمارا دیکھنا وسیلۂ ظفر و کامیابی ہے۔ جو کوئی اس میں شک کرتا ہے، اُسکا کافروں میں شمار کر۔

اے طالب حقیقی! جان لے کہ وجود انسانی میں دل ہے اور دل میں قلب ہے اور قلب میں رُوح ہے اور رُوح میں سِر ہے۔ اور سِر میں اسم اللہ ذات قدرت سے مرقوم ہے کہ اس سِر سے فرشتہ بے خبر اور محروم ہے۔ مرشد کامل وہ ہے کہ طالب اللہ کو دل پر تصور کے ساتھ اسم اللہ کی صورت درست منقش دکھائی دے۔ بلکہ باطنی طور پر ظاہری

بچشم ظاہری معائنہ کند، آنچہ درمیان اسمین اللہ پردۂ خناس خرطوم وسوسہ واتہامات خطرات شیطانی نفسانی از غلبات تجلیات اسم اللہ ذات ہمہ سوختہ گردد و برکت از اسم اللہ ذات صفائی باطن ومجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم زود بہ مقصود رُخ نماید چنانچہ علماء ہرگز عامل نمی شود کسی راکہ در باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بزبان مبارک سبق نمی دہد و تعلم تعلیم نمی کند۔ ہرگز متقی نمی شود، اگرچہ تمام عمر بریاضت وتقوی سر بہ سنگ زند وفقیر ہرگز کامل نمی گردد و جز کسی کہ در باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست بیعت باسم اللہ ذات بالتصور تصرف تلقین نمی کند، اگرچہ تمام عمر ذکر میکند و ہزار مرشد را دست گیرد، ہرگز کامل نہ گردد، تلقین وتعلیم علماء عامل وفقراء کامل را عطاء بخش از حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شود کہ شاہدین این حضوری آنست کہ ہر کرا دست گیرد، بحضور رساند وکسی راکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در دریای وحدت غوطہ خوراند وعلم غواصی بخشد، غوث وقطب از دست بیعت دی شوند و آن را فقیر عارف باللہ گویند۔

بدانکہ اگر کسی در باطن مشاہدہ بر عرش نماز خواند و یا لوح محفوظ در مطالعۂ او بچشم ظاہر دوام باشد و یا حقیقت ماضی حال مستقبل ازل ابد دُنیا عقبیٰ مشروحًا بگوید، بہر ارواح انبیاء واولیاء اہل اسلام دست مصافحہ کند و ہر یک را نام بداند و بشناسد و یا آنکہ از جثۂ ہزاران ہزار بیشمار جثۂ برآید و آنچہ بر روئی زمین مسجد ہا است، پنج وقت باسنت وجماعت در ہر مسجد نماز می خواند و باز در یک جثہ در آید و یا آنکہ وقت باریدن باران ہر قطرہ مطرات مع فرشتہ کہ بر کف خود نہادہ بر زمین آوردہ می نہد ہر یک فرشتہ در شماری باشند، اگر این مقامات وکرامات دارد، ہرگز بمعرفت نمی رسد وعارف باللہ نمی شود کہ عارف باللہ دوام بہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وغرق فنا فی اللہ بذات۔ آن را حیاء آید ازین کرامات ومقامات یعنی

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

آنکھ سے معائنہ کرے۔ اور اسم اللہ کے مابین پردۂ خناس، خرطوم اور وسوسہ اتوہمات اور شیطانی ونفسانی خطرات اسم اللہ ذات کی تجلیات کے غلبہ سے تمام جل جائیں۔ اور اسم اللہ ذات، صفائی باطن اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے جلد از جلد مقصود ہاتھ آئے۔ چنانچہ علماء ہرگز عامل نہیں ہوتے، جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو باطن میں اپنی زبان مبارک سے سبق نہ دیں۔ اور تعلم وتعلیم نہ کریں۔ نہ وہ متقی ہوتا ہے، اگرچہ تمام عمر ریاضت اور تقویٰ میں پتھر پہ اپنا سر مارے۔ اور فقیر ہرگز کامل نہیں ہوتا، جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باطن میں دست بیعت نہ کریں اور اسم اللہ ذات اور تصور وتصرف کے ساتھ کسی کو تلقین نہ کریں۔ اگرچہ تمام عمر ذکر کرتا رہے، تعلیم وتلقین کرے اور ہزار مرشد کا ہاتھ پکڑے، وہ ہرگز کامل نہیں ہوسکتا۔ علمائے عامل اور فقرائے کامل کو بارگاہ نبوی سے ہی حصہ ملتا ہے۔ اس حضوری کا گواہ وہ ہے کہ جس کا ہاتھ پکڑے، اسے حضوری میں پہنچا دے۔ اور جس کو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات دریائے وحدت میں غوطہ دیں اور غواصی کا علم بخشیں اور غوث وقطب اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اور اسکو فقیر عارف باللہ کہتے ہیں۔

اے طالب صادق! جان لے کہ اگر کوئی باطن میں مشاہدہ کی وجہ سے عرش پر نماز پڑھے اور یا لوح محفوظ اس کی ظاہری آنکھ میں اسکے مطالعہ میں ہمیشہ رہتی ہو اور یا ماضی، حال، مستقبل، ازل، ابد، دُنیا اور عقبیٰ کی حقیقت مشروحًا کہے اور اہل اسلام کے انبیائے کرامؑ اور اولیائے کرامؒ کی ارواح سے ہاتھ سے مصافحہ کرے اور ہر ایک کے نام کا علم ہو اور پہچانتا ہو اور یا یہ کہ ہزاروں جسم سے بیشمار جسم نکلیں اور روئے زمین کی مساجد میں پانچوں وقت جماعت کے ساتھ ہر مسجد میں نماز ادا کرے، اور پھر ایک جسم میں آئے اور یا یہ کہ بارش کے وقت ہر مینہ کا قطرہ فرشتہ کے ساتھ اپنے کندھے پر اٹھائے جو زمین پر لاتے ہیں، اسکی گنتی میں ہو۔ اگر وہ یہ مراتب اور کرامات رکھتا ہے، تو وہ ہرگز معرفت خداوندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور عارف باللہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ عارف باللہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق فنا فی اللہ رہتا ہے۔ اس کو ان کرامات اور مقامات سے حیا آتی ہے یعنی

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

ہر مقامی از شریعت کشاید و ہر طریقت در شریعت در آید۔ فقیر عارف باللہ مولیٰ طالب بر شریعت غالب ہیچ کرامات و مقامات از نام اللہ بہتر نباشد۔ اگر تمام زمین و برگ درختان و ریگ بیابان کاغذ شوند و انس جن فرشتگان کاتب گردند و اشجار شاخدار گیاہ قلم شوند و آب باران و دریا و چاہ ہا سیاہی شوند، یکبار بگوئی یا اللہ۔ ثواب آن نتوانند نوشت، اگرچہ قلمہا سرگردان شود تا روز قیامت پس نام اللہ را چہ دانستہ کہ مُردگان ہمیشہ بہ عاجزی التماس کنند کہ خداوندا! مرا زندہ بکن، باز بدنیا روم و یک مرتبہ بگویم یا اللہ جلّ جلالہٗ۔ قدر نام اللہ و قدر تلاوت کلام اللہ و قدر فقیر عارف باللہ و قدر مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از مُردن، حقیقت این مراتب اعلیٰ بکرم حق سبحانہٗ و تعالیٰ معلوم خواہی کرد۔

ابیات

مَن رأنی گفت آخر مصطفیٰؐ — چند باشی در حجاب ای سرہوا
تو کشف گفتہ است آخر پاک دین — این سخن لعل است میدانی یقین

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ را شناختہ میشود از خوی نیک و بد خصالش مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ رب شناختہ میشود۔ از محبت محرمیت معرفت و صالش مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ ہر کہ نفس را بہ شناخت، خود را در محل حضور منظور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساخت۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ ہر کہ رب را شناخت، خود را بوحدانیت غرق و گم ساخت۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ[1] وَلَا بِالْکَعْبَۃِ

اَیْ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ تَحْقِیْقًا لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَقْدِرُ

[1] بخاری و مسلم بالفاظ من رانی فی المنام فیرانی فی الیقظۃ الخ

(جاننا چاہیے) ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے۔ اور ہر طریقت شریعت میں آتی ہے۔ (پس) فقیر عارف باللہ مولیٰ طالب شریعت پر غالب رہتا ہے۔ کوئی کرامت اور کوئی مقام اللہ تعالیٰ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا۔ اگر تمام زمین اور درختوں کے پتے اور ریگستان کاغذ بن جائیں۔ اور انس و جن اور فرشتے کاتب ہو جائیں اور اشجار اور شاخدار گھاس قلم ہو جائیں اور بارش کا پانی، دریا اور کنوئیں سیاہی بن جائیں، تو ایک بار "یا اللہ" کہنے کا ثواب لکھا نہیں جا سکتا۔ اگرچہ تا روز قیامت قلم سرگرداں ہو جائیں۔ پس تو اللہ کے نام کو کیا جانتا ہے کہ مُردے (قبر میں) ہمیشہ عاجزی کے ساتھ التماس کرتے ہیں کہ اے مالک! ہمیں زندہ کر تاکہ ہم دُنیا میں جا کر پھر ایک بار یا اللہ جلّ جلالہٗ کہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی قدر، تلاوت کلام الٰہی کی قدر، فقیر عارف باللہ کی قدر، مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر مرنے کے بعد معلوم ہوگی۔ تو ان مراتب اعلیٰ کی حقیقت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی معلوم کریگا۔

ابیات

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر فرما ہی دیا کہ جس نے میری زیارت کی، اس نے (گویا) اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ اے نفسانی خواہشات کے حامل انسان! تو کب تک پردے میں رہے گا؟

دین پاک رکھنے والے نے اپنے کشف کا راز بیان کر دیا۔ یہ بات لعل کی مثل ہے، تو اُسے یقین سے جان لے۔

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا" کو اس کی نیک خو اور بد خصلت سے پہچانا جاتا ہے۔ "پس اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا" سے رب پہچانا جاتا ہے۔ محبت، محرمیت، معرفت اور اس کے وصال سے جس نے اپنے نفس کو پہچانا، تو گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں منظور نظر ہوا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچانا" اور جس نے اپنے رب کو پہچانا" تو (گویا) اُس نے اپنے آپ کو وحدانیت میں غرق اور گم کر دیا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"جس نے مجھے دیکھا، اس نے یقیناً حق کو دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ اور نہ کعبہ کے ساتھ۔ اے مؤمن! جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔

عَلٰی صُوْرَةِ النَّبِیِّ بِعَیْنِهٖ وَاَنْ یَّصَوَّرَ عَلٰی هَیْئَةِ الشَّیْخِ الْکَامِلِ وَلَا یَصِیْرُ عَلٰی صُوْرَةِ کَعْبَةِ اللّٰهِ فَمَنْ اَنْکَرَ عَنْ رُؤْیَةِ النَّبِیِّ بِعَیْنِهٖ بِمُوَافِقِ الْحُلْیَةِ فَقَدْ اَنْکَرَ الْحَدِیْثَ النَّبِیِّ عَنْ وَجْهِ الْاِنْکَارِ فَقَدْ اَنْکَرَ نَبِیَّ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ کَفَرَ ط

مجلس کریم النبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخل شدن آسان کار، لیکن خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و رضای محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و باطن صفای محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ط بدست آوردن خیلی دشوار و حقائق مجلس خاص۔

سوم نشان مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ در آن مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن۔

چہارم دیدن نشان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ مہر نبوت بر تن صاحب فتوح و فتوت بہ بیند۔

پنجم در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ زیارت در حرم کعبۃ اللہ شود۔

ششم زیارت مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقات آنکہ ملازمت در حرم مدینہ کند۔

و ہفتم تحقیق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ بر کسی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہربان شود۔ می فرماید: خُذْ بِیَدِیْ چنانچہ مرحمت از راہ رحمت برین فقیر شدہ۔ باز می فرماید کہ اجازت امداد کن با خلق خدا، چنانچہ اجازت و سرفرازی باین غریب از دوست خدا و نوازش حبیب اللہ شد۔

ہر کہ درین ہفت مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نوازش کریم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی فِی الدَّارَیْنِ شک آرد، پریشان شود و در شک افتد مطلقاً کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا ط

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ مُسْتَیْقِظًا [1]

[1] بخاری، مسلم ۲، ۱۰۳۵ (مجتبائی دہلی)

پس گویا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان کماحقہٗ نبی کی صورت کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ کامل شیخ کی صورت پر متصور ہو جائے اور کعبہ کی صورت پر۔ پس جس نے زیارت نبی کا انکار کیا، پس اس نے نبی کا انکار کیا، پس وہ کافر ہوا"۔

نبی کریم رحمۃ اللعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں داخل ہونا آسان کام ہے، لیکن خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی باطن اور مجلس خاص کے حقائق کو ہاتھ میں لانا بہت مشکل ہے۔

تیسرا نشان :۔ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاوت قرآن ہے۔

چوتھا نشان :۔ صاحب فتوح اور فتوت کے جسم مبارک پر مہر نبوت کا مشاہدہ کرنا ہے۔

پانچواں نشان :۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حرم کعبۃ اللہ کی زیارت کرنا ہے۔

چھٹا نشان :۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا اور تحقیق یہ کہ حرم مدینہ میں ملازمت کرنا۔

ساتواں نشان :۔ تحقیق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہربان ہوں، تو خُذْ بِیَدِیْ (میرا ہاتھ پکڑو) فرماتے ہیں، جیسا کہ راہ رحمت سے مجھ فقیر پر عنایت ہوئی۔ پھر فرماتے ہیں: کہ تمہیں اجازت ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ امداد کرو، جس طرح کہ اجازت و سرفرازی اس غریب کو دوست خدا اور حبیب خدا کی جانب سے ہوئی۔

پس جو کوئی ان سات مجالس میں حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی نوازشات پر شک کرے اور پریشان ہو کر شک میں پڑے، وہ مطلقاً کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا"۔

ابیات

هر که بیند باطنی رُو مصطفیؐ — واقف اسرار گردد از الله
اعتقاد صدق باید بر نبیؐ — آن کریم و آن شفیع و آن سخی
انبیاء را کی شناسد جُز خدا — یا شناسد آنکه باشد اولیاء
اولیاء را کی شناسد جُز رسولؐ — یا شناسد آنکه باشد حق قبول
اولیاء را می شناسد اولیاء — کور چشم کی شناسد پُر هوا

٭

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ[1]

هفت کس از مجلس حضوری حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم محروم اند:۔
اوّل تارک الصلوٰۃ و تارک الجماعت۔
دوم فقیر اہل بدعت۔
سوم اہل شرب۔
چہارم علماء بی باطن۔
پنجم اہل دُنیا و دوستدار دُنیا، اگرچہ در نظر خلق مثل غوث و قطب باشد۔
ششم اہل سرود و حسن پرست۔
ہفتم اہل غیبت و کافر۔

[1] کتاب معرفت بوستان جلد اوّل، شرح معرفت مثنوی مولانای رومؒ۔

ابیات

جو کوئی اپنے باطن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کا واقف ہو جاتا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سچا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ کہ وہ کریم ہیں، شفاعت کرنے والے ہیں۔ اور وہ سخی ہیں (کہ جنہوں نے کبھی کسی چیز سے انکار نہیں کیا)
انبیائے کرامؑ کے مرتبہ و مقام کو اللہ تعالیٰ کے سوا کون جانتا ہے؟ یا پھر اولیاء اللہ پہچانتے ہیں۔
مقام اولیاء کو رسولؐ کے سوا کون سمجھتا ہے؟ یا وہ سمجھتا ہے، جو حق کو قبول کرتا ہے۔
ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ اندھا کب پہچانتا ہے، جو خواہشات نفسانی سے پُر ہے۔

حدیث قدسی

"بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ بجز میرے انہیں کوئی نہیں پہچانتا"
سات آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک سے محروم ہیں:۔
پہلا آدمی:۔ بے نمازی اور تارک نماز جماعت۔
دوسرا آدمی:۔ بدعتی فقیر۔
تیسرا آدمی:۔ شراب پینے والا۔
چوتھا آدمی:۔ بے باطن عالم۔
پانچواں آدمی:۔ دُنیادار اور دُنیا سے محبت کرنے والا، اگرچہ مخلوق کی نظر میں غوث و قطب کی طرح ہو۔
چھٹا آدمی:۔ گانے سُننے والا اور حسن پرست۔
ساتواں آدمی:۔ غیبت کرنے والا اور کافر۔

ہر کرا نصیب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شود و از وجود او خصلت بد بہ خصلت نیک مبدل گردد و خوئی بہ خوئی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خوش خُلق شود۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلْخُلْقُ نِصْفُ الْاِسْلَامِ [1]

اسم اللہ بمثل آئینہ۔ تماشای ہر دو جہان ہژدہ ہزار عالم بہ بین، در دہر آئینہ و ہر یک مقام را در و تحقیق بکن۔ معائنہ اسم اللہ را ہیست لازوال۔ وصال شود از مُرشد کامل مکمل صاحب کمال۔

بیت

نگاہ جلوۂ ذاتی بکن زبان مکشا — کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلط است

اسم اللہ پاک۔ در ہر وجودی کہ قرار و سکونت گیرد، روشنائی تاثیر کند۔ وجود نیز معظم گردد و پاک شود از برکت اسم اللہ۔ مرتبۂ او از اولیاء باشد، آنچہ گفتہ شود، لائق است۔

ابیات

حیف بود صورت آدم ترا — معنی شیطان شدہ ہمدم ترا
دامن جان برکش از آلودگی — نیست در آلودگی آسودگی

حدیث

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ [2]

[1] الحدیث [2] ایضاً۔

جس کسی کو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جاتی ہے، اس کے وجود سے اس کی بد خصلت نیک خصلت سے بدل جاتی ہے۔ اور اسکا خُلق، خُلق محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موافق ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"خلق نصف اسلام ہے"

اسم اللہ آئینہ کی طرح ہے۔ اس میں تو دونوں جہاں کے اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھ۔ اس میں ہر آئینہ کو، ہر مقام کو دیکھ اور اس میں تحقیق کر۔ اسم اللہ ایک راہ ہے لازوال۔ اس کا معائنہ کر۔ مُرشد کامل مکمل، صاحب کمال سے وصال (الٰہی) ہوتا ہے۔

بیت

اس کے جلوۂ ذاتی پر نگاہ کر اور زبان مت کھول۔ کیونکہ دوست کے مشاہدہ میں سانس لینا بھی غلطی ہے۔

اللہ کا نام پاک ہے، جس وجود میں بھی قرار اور سکونت پکڑتا ہے، اس کی روشنائی میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے اس کا وجود بھی معظم اور پاک ہو جاتا ہے۔ اس کا مرتبہ اولیاء اللہ سے ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے، لائق تحسین ہوتا ہے۔

ابیات

افسوس ہے کہ تیری صورت آدمیوں جیسی ہے۔ مگر حقیقت میں تو شیطان کا ساتھی اور چیلہ ہے۔

اپنی رُوح کے دامن کو آلودگی سے پاک کر لے۔ کیونکہ آلودگی میں آسودگی نہیں ہے۔

حدیث

"جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ (پھر) اس کو مخلوق کے ساتھ لذت نہیں آتی"

قَالَ مُحِیُّ الدِّیْنِ :-

اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالتَّوَحُّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ ط

قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ :-

اِخْوَانُ ھٰذِہِ الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ ط

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُھَا سِھَامٌ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی نَجَاتَ النَّاسِ[1] ط

بیت

ہر کہ باشد پسند خالق پاک ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ[2] ط

حدیث

لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْءٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ[3] ط

این ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر حامل لازوال ذکر سلطانی کمال نصیب مستغرق اصل بانور اللہ وصال است۔ این ذکر خفیہ تعلق نہ بزبان دارد و نہ بدل و نہ روح و نہ قلب و نہ بسر۔ این ذکر نوری است۔ اللہ تعالیٰ حضور طالبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور باین مذکور مسرور۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً[4] ط

---

[1] الحدیث [2] سورہ الانعام ۶: ۱۲۱ [3] از تصنیف تبریزیؒ [4] سورہ الاعراف ۷: ۵۵ -

حضرت شیخ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی شہباز لامکانی قدس سرہٗ نے فرمایا :-

"اللہ سے محبت اور غیر اللہ سے وحشت و دوری اختیار کر۔ جو اللہ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ وہ مخلوق سے بھاگتا ہے۔"

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا :-

"اس عہد کے لوگ عیوب کو تلاش کرنے والے ہیں۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"دنیا کمان ہے اور اس کے حوادث تیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو، حتیٰ کہ لوگوں سے خلاصی پاؤ گے۔"

بیت

جو کچھ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، وہ پاک ہے۔ ورنہ جو مخلوق کو پسند ہے۔ اگر وہ پسند بھی ہے تو کیا پرواہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اس میں سے نہ کھاؤ۔ جس پر اللہ کا نام نہ لیا ہو، اور وہ بیشک گناہ ہے۔"

حدیث

"طالب اللہ کو ذکر الٰہی کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی (تشفی) مشغولیت نہیں ہوتی۔"

یہ ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر حامل لازوال ذکر سلطانی مستغرق نور اللہ کے ساتھ کمال وصال ہے۔ یہ خفیہ ذکر نہ زبان سے تعلق رکھتا ہے، نہ دل، نہ روح اور نہ سر سے۔ یہ ذکر نور الٰہی ہے۔ اور اس ذکر سے حضور نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب مسرور ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"رب تعالیٰ کو عاجزی سے اور چپکے چپکے پکارو۔"

بیت

قلب رفت و روح رفت و نفس رفت با ہوا در وجودی ذکر وحدت غرق فی اللہ با خدا

این مقام را صاحب مجموعہ معارف باللہ عرفان گویند۔

بیت

معرفت حق را بود با ہفت کام ہر یکی بگذار بگذر از مقام

درین مقام طالب موصل و مرشد واصل ہر دو بی حاصل، چونکہ از فی اللہ جدا حقیقت از معرفت خدا۔

حدیث

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ[1]

پیغامبر علیہ السلام فرمود:۔

سلامتی لازوال در وحدانیت فی اللہ واحد اللہ و غیر لا سوی اللہ آنچہ بینی درجات نہ فلک ہفت زمین رجوعات خلق و غوغاء عام و مؤکل جنونیت طمع طالب مرید بجہت اولاد طمع دنیا۔ این ہمہ راہزن و آفات است و کشف و کرامات ہمہ ندامت است۔ کرامات اولیاء برحق کہ باحق برد و از باطل بیرون برکشد۔ ای مردک! سعی بکن کہ از مرتبۂ مردک بگذری و بمرتبۂ مرد برسی۔ مرتبۂ مردک چیست؟ و مرتبۂ مرد چہ؟ مردک آنست کہ شب و روز محاربہ کند با عداء اللہ کہ نفس و شیطان است و مرتبۂ مرد غازی آنست کہ یک مرتبہ بہ تیغ محبت سر اغیار را بردارد و از تشویش اوامین باشد یعنی

[1] تذکرۃ الاولیاء۔

بیت

دل گیا، روح گئی اور نفس اپنی خواہشات کے ساتھ فنا ہوگیا، وجود میں ذکر کرتا ہوا مقام وحدت میں فنا فی اللہ ہوگیا۔

اس مقام کو صاحب مجموعہ معارف باللہ عرفان کہتے ہیں۔

بیت

معرفت خداوندی سے سات مقصد حاصل ہوتے ہیں۔ ہر مقصد کو چھوڑ دے۔ اور ہر مقام سے گزر جا۔

اس مقام میں طالب موصل اور مرشد واصل دونوں بے حاصل ہیں۔

حدیث

"سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں دوئی میں ہیں۔ چونکہ فی اللہ سے جدا ہیں، اس لیے وہ معرفت خداوندی کی حقیقت سے جدا ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"سلامتی اللہ تبارک و تعالیٰ جو لازوال ذات ہے، اس کی وحدانیت میں ہے، اور بجز اللہ جو دیکھے، تو آسمان اور سات زمین کے درجات، مخلوق کی جانب رجوع، عام چرچا، مؤکل و جنونیت، اولاد کے لیے طالب مرید کا طمع سب دنیا کا طمع ہے۔ یہ تمام راہزن اور آفات ہیں۔ اور کشف و کرامات (سب) ندامت ہیں۔ اولیائے کرام کی کرامات برحق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہیں اور باطل سے دور رکھتی ہیں۔ اے مرد کامل! کوشش کر کہ تو مردک کے مراتب سے گزر جائے اور مرد کامل کے مرتبہ پر پہنچ جائے۔ مردک کا مرتبہ کیا ہے؟ اور مرد کا مرتبہ کیا ہے؟ (حقیقت میں) مردک وہ ہے کہ جو شب و روز اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جو نفس و شیطان ہیں، لڑائی کرے۔ اور مرد غازی کا مرتبہ وہ ہے کہ ایک وار میں محبت کی تلوار کے ساتھ اغیار کا سر قلم کر دے اور اس کی تشویش سے محفوظ ہو جائے یعنی کرامت سے استقامت

استقامت بہ از کرامت۔

شرح

فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات قدم مستقیم قدم زند بہ فقر فنا فی اللہ و بر سر نام اُو فقر آمد و بر سر فقر نام اللہ یعنی فقیران ازان اللہ اند و از برکت نام اللہ شہباز گردند و اگر احوال در فقر اثبات قدم ماند در حقیقت صاحب راز شود و اگر کسی از فقر و از نام اللہ برگشت و طاقت استقامت نیاورد و مراجعت و رجوع رُو بدُنیا و اہل دُنیا آورد، از مرتبۂ فقر و شہبازی و راز برگردد۔ گویا غلیواز شد۔ نظر بر مُردار دارد۔ در ہر دو جہان خوار۔ بی سیر دل، گرسنہ چشم بمرتبۂ فقر حقیقی و سلطان الفقر تحقیقی نمی رسد کہ آن طالب دُنیا است، بلکہ زندیق بود۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ [1]

یعنی پس چون دمیدہ شود، صور نفع نکند نسب ایشان را۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ [2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :

مَنْ اَبْطَاَ بِعَمَلِہٖ لَمْ یَنْفَعْہُ نَسَبُہٗ [3]

ہر کرا پس انداخت عمل خود فائدہ نکرد نسب اُورا۔

لَیْسَ الْفَخْرُ بِالْمَالِ وَالنَّسَبِ فَاِنَّمَا الْفَخْرُ بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ [4]

قطعہ

در کیش جان فروشان فضل و شرف بر ندیست — اینجا نسب نگنجد و آنجا حسب نباشد

[1] سورہ المؤمنین، ۲۳ : ۱۰۱ [2] سورہ الحجرات، ۴۹ : ۱۱ [3] الحدیث [4] ایضاً۔

بہتر ہے۔

شرح

فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدمی اور مستقیم قدم کے ساتھ فقر فنا فی اللہ میں قدم رکھتا ہے۔ فقر انکے نام پر آیا۔ اور فقر پر اللہ تعالیٰ کا نام آیا یعنی فقرا اہل اللہ میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکت سے وُہ شہباز ہوتے ہیں۔ اور اگر فقر میں فقیر کے احوال ثابت قدمی دکھاتے ہیں، تو وُہ حقیقت میں صاحب راز ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی فقر سے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے پھرا۔ اور استقامت کی طاقت نہ لایا۔ اور دُنیا اور اہل دُنیا کی طرح راغب ہوا، تو وُہ فقر و شہبازی کے مرتبہ و راز سے پھر گیا۔ گویا وُہ چیل کی طرح مُردار پر نظر رکھتا ہے۔ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہے۔ اس کا دل بے سیر ہے، اور اُس کی بھوکی آنکھ مرتبۂ فقر حقیقی اور سُلطان الفقر تحقیقی پر نہیں پہنچتی، کیونکہ وُہ طالب دُنیا ہے، بلکہ زندیق ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"تو جب صُور پھونکا جائے گا، تو نہ اُن کے رشتے دار رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پُوچھے"

پس جب صُور پھونکا جائیگا، تو وُہ اُن کے نسب کو کوئی فائدہ نہیں کریگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔ کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جس نے اپنے عمل کو گرا دیا۔ نسب اُسے نافع نہیں رہے گا"

پس جس کسی نے اپنے عمل کو گرا دیا۔ نسب اُسکو فائدہ نہیں کرے گا۔

دوبارہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"فخر مال کیساتھ نہیں ہے اور نہ ہی نسب کے ساتھ ہے، بلکہ فخر یقیناً علم و ادب کے ساتھ ہے"

قطعہ

جانفروش عاشقوں کے مذہب میں فضل و شرف کو کوئی اہمیت نہیں، اس جگہ نسلی فضیلت کا اعتبار نہیں ہوتا اور اس جگہ عظمت و بزرگی کا شمار نہیں ہوتا۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ انسانیت میں بزرگ تر وہ ہے کہ جسے خدا اور رسولِ خدا نے عزت دی ہے۔ پس صاحب عزت وہ لوگ ہیں جنہوں نے مولیٰ کی طرف رجوع کیا ہے اور بحرِ معرفت حق میں غوطے لگائے ہیں اور خود کو خدا کے سپرد کیا ہے۔ یہ گروہ اہل ایمان کا ہے۔ عزو جاہ اور روزی کی طلب میں نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"مومن پوری عقل والا، ہمیشہ فکر کرنے والا۔ کم ہنسنے والا، کثرت سے رونے والا، خشیت الٰہی سے کم کھانے والا۔ نیک عادت، پاک زبان، نفس کی خواہشات کا تارک، ہوا و ہوس کا قاتل، شیطان کا مخالف، رحمٰن کا موافق، دنیا میں متقی اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا۔ نادرات کا دیکھنے والا ہے۔"

حضرت شیخ ابراہیم ادہمؒ کا قول ہے کہ جب تک اپنی اولاد کو بیوؤں کی طرح نہیں کریگا اور اپنے بیٹوں کو یتیموں کی طرح نہیں کرے گا۔ اور رات کو کتوں کی طرح مٹی پر نہیں سوئے گا۔ اُمید نہ کر کہ تجھے مردوں کی صف میں جگہ دیں گے۔

ابیات

اے شخص! میرا ہر دن کا کام فسق و فجور ہے۔ جیسا کہ میرا پیالہ اور برتن حرام سے لبریز ہے۔

زمانہ مجھ پر تمسخر کرتا ہے اور عمر روتی ہے۔ میری فرمانبرداری اور نماز اور روزہ پر (جو بیکار ہے)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"(اے طالب صادق!) اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کی فکر کے ساتھ مشغول رکھ۔ اگر تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب اپنا دل نہ لگائے گا، تو تیرا دل دنیا کے غموں اور اندیشوں سے مشغول ہوگا۔"

یعنی اپنے دل کو خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ مشغول رکھ۔ اور اگر تو اپنے دل کو

مصنفؒ می گوید از آدمیان بزرگ تر آنست کسی را کہ خدا و رسول خدا عزت دادہ است۔ پس صاحب عزت آن کسانی اند کہ جانب مولیٰ روی آوردہ و در بحر معرفت حق غوطہ خوردہ و خود را بخدای خود سپردہ۔ این طائفہ اہل ایمان اند نہ در طلب عزو جاہ و نان۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ [1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلْمُؤْمِنُ تَمَامُ الْعَقْلِ وَدَائِمُ الْفِكْرِ وَقَلِيْلُ الضِّحْكِ وَكَثِيْرُ الْبُكَاءِ مِنْ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى قَلِيْلُ اَكْلٍ وَاَحْسَنُ الْخُلُقِ وَلَطِيْفُ اللِّسَانِ وَتَارِكُ الشَّهَوَاتِ وَقَاتِلُ الْهَوَاءِ مُخَالِفُ الشَّيْطَانِ مُوَافِقُ الرَّحْمٰنِ طَالِبُ الْعِلْمِ زَاهِدٌ فِي الدُّنْيَا وَرَاغِبٌ فِي الْعُقْبٰى نَاظِرُ الْغَرَائِبِ [2]

حضرت شیخ ابراہیم ادہمؒ فرماید کہ تا عیال خود را چون بیوگان نکنی و فرزندان خود را مانند یتیمان نکنی و شب بر خاکدان ہمچون سگان نہ خسپی۔ طمع مدار کہ در صف مردان راہت دہند۔

ابیات

ای فسق و فجور کار ہر روزۂ ما — وی پُر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
می خندد روزگار می گرید عمر — بر طاعت و بر نماز و روزۂ ما

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَشْغِلْ قَلْبَكَ بِاللّٰهِ بِكَلِمَةٍ وَلَوْلَا تَشْتَغِلْ قَلْبَكَ بِاللّٰهِ لَاَشْغَلَ بِالْغُمُوْمِ وَالْهُمُوْمِ [3]

یعنی مشغول دار دل خود را بخدای تعالیٰ عز و جل و اگر مشغول نکنی دل خود را بخدای

[1] سورۃ المائدہ، ۵ : ۵۴ [2] الحدیث [3] ایضاً۔

تعالیٰ عزّ وجلّ مشغول گردد، دل تو ہر آئینہ بغم ہا و اندیشہ ہای دُنیا و ہر دل کہ مشغول گشت بغم ہای دُنیا، بعید گشت از حق تعالیٰ و ہر کرا غم زن و فرزند و خورد و آشامیدن در دل بوَد، از وی مشغول شُدن بہ باطن نیاید کہ آن دل خراب است و از دل خراب مشغولی باطن نشود۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ؕ

ہر کہ اعراض کُند از ذکر من بدرستی مر اُورا عیش تنگ بوَد و حشر اُو کنم بروز قیامت نابینا و عیش تنگ چیست کہ دل دائم مشغول بہ نعمت ہا و اندوہ ہای دُنیا باشد۔ چون دل جای غم و اندوہ دُنیا شُد، خانۂ دیو گشت۔

مصنفؒ میگوید: کہ آنست غرق دل بذکر اللہ حضور کہ بجز مولیٰ بہ ہیچ مراتب دنیا نشود مسرور و ذکر آن است ذکر دل حضور کہ از ہر گناہ باز دارد، چنانچہ ناشائستہ و نا فرمودۂ خدا۔ ذکر اللہ را چہ داند مُردہ دل غافل صاحب ہوا نشنیدۂ کہ فرشتگان ہر شب ندا می کنند:۔

لَهٗ مَلَكٌ يُّنَادِىْ كُلَّ يَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ ؕ

ذکر دل حضور و زندگی دل اثبات نشود بغیر حضوری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؕ۔

شخصی را اللہ تعالیٰ از راہ ہدایت و توفیق و عنایت و فضل بی غایت در دل اُو محبت و اخلاص و اتحاد و توحید یگانگی خویش انداخت۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ آن را جانب خود کشند۔

۱۲۷: [illegible]

خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ مشغول نہیں کرے گا، تو تیرا دل بضرور دُنیا کے غموں اور اندیشوں سے مشغول ہوگا۔ اور جو دل دُنیا کے غموں کی طرف مشغول ہُوا، تو حق تعالیٰ سے دُور ہوگیا۔ اور جس کو بیوی، فرزند اور خورد و نوش کا غم دل میں پیدا ہُوا، تو وہ باطن کی طرف مشغول نہیں ہوگا، کیونکہ وہ دل خراب ہے اور خراب دل سے شغل باطن نہیں ہوتا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جس نے میری یاد سے مُنہ پھیرا، تو بیشک اسکے لیئے تنگ زندگانی ہے۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔"

یعنی جو کوئی میری یاد سے مُنہ موڑتا ہے یقیناً بالخصوص اس کی روزی تنگ کی جاتی ہے۔ قیامت کے دن ہم اُسے نابینا اُٹھائیں گے۔ اور عیش تنگ کیا ہے؟ کہ دل دائمی طور پر دُنیا کے غم و اندوہ اور دُنیاوی نعمتوں کے ساتھ مشغول ہو۔ جب دل دُنیاوی غم و اندوہ کی جگہ ہوگئی، تو دل شیطان کا گھر بن گیا۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں غرق ہوتا ہے۔ اسکا دل بجز مولیٰ کے دُنیا کے کسی مراتب پر مسرور نہیں ہوتا ہے۔ اور دل کا ذکر ہر گناہ سے باز رکھتا ہے۔ جیسا کہ ناشائستہ اور نا فرمودۂ باری تعالیٰ۔ (پس) مُردہ دل، غافل اور نفسانی خواہشات کا حامل انسان ذکر الٰہی کو کیا جانے؟ کیا تُو نے سُنا نہیں کہ ملائکہ ہر شب کو منادی کرتے ہیں:۔

ہر دن فرشتہ آواز دیتا ہے، تُو موت کے قریب ہے اور ویرانے میں مکان بنا رہا ہے۔

دل کی زندگی اور ذکر حضور قلب نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔

ترک دُنیا اور حُبّ دُنیا

(اے طالب صادق!) یاد رہے کہ ایک شخص کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہدایت و توفیق و عنایت و فضل لامحدود کی راہ سے اسکے دل میں محبت، اخلاص و اتحاد اور توحید اور اپنی یگانگت ڈالی۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس کو اپنی طرف خود کھینچتے ہیں۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلْجَذْبَۃُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ ط

وآنکس تلمیذ الرحمٰن شد۔ آنچہ ظاہر مال نقد وجنس دُنیا درم داشت ہمہ فی سبیل اللہ تصرف نمود۔ خانہ ویرانہ ساخت وسنّت عظیم بجا آورد وفرض مستقیم یافت۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ ط[1]

یک لک وبیست وچہار ہزار پیغامبر از حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ تا حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ پیغمبران ترک دُنیا فرمودہ اند۔ پس تو خلاف ایشان را چرا میکنی؟ خطا میکنی و دُنیا چہار حروفست "دَ نَ یَ آ"۔

از حرف "د" دُنیا دین ندارد واز حرف "ن" نافرمان از حق فرعون است واز حرف "ی" یگانہ یار شیطان است واز حرف "ا" اظلم وآدم کُش۔

ای احمق! از دُنیا آنکس تارک شود کہ دین بدست آرد ودین نیز سہ حروفست "دَ یَ نَ"۔

از حرف "د" دین دیدہ معرفت الٰہی بکشاید ودیوانہ ومبتلا بر مولیٰ طالب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شود واز حرف "ی" یاری از اللہ طلب۔ ویاری کنندہ با برادران مؤمنان مسلمانان اہل اسلام ہر مؤمن ومسلمان واز حرف "ن" نیت خالص، صفاکیش، خیراندیش، ہر غنی ودرویش بود وہر آنکس کہ دین را بدست آرد، دُنیا را بگذارد واز خطرات دُنیا فارغ باشد ورو بمولیٰ آرد لباس فقر بخاص دل بر تن خود پوشیدہ وصدق اعتقاد درست بر خدا داشتہ ہمان روز حق سبحانہ وتعالیٰ می فرماید

[1] عین العلم وابن ماجہ

ارشاد گرامی ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک ایسا جذبہ ہوتا ہے کہ دونوں جہاں کے عمل کے مساوی ہوتا ہے"۔

اور وُہ آدمی تلمیذ الرحمٰن ہوگیا۔ اور جو کچھ ظاہر دُنیا کا مال اور جنس رکھتا تھا۔ سب فی سبیل اللہ خرچ کیا۔ اور گھر ویرانہ کر دیا۔ اور سنّت عظیم بجا لایا اور فرض مستقیم پایا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"دُنیا کا ترک کرنا سراسر عبادت ہے اور دُنیا کی محبت سراسر خطا ہے"۔

ایک لاکھ اور چوبیس ہزار (یا کم وبیش) انبیائے کرام علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہوئے ہیں۔ تمام پیغمبروں نے دُنیا کو ترک کیا ہے۔ پس تو انبیائے کرام علیہم السلام کے خلاف کیوں کرتا ہے؟ تو غلطی کرتا ہے۔

دُنیا چار حروف پر مشتمل ہے۔ دَ نَ یَ آ۔

حرف دَ سے دُنیا دین نہیں رکھتی۔ اور حرف نَ سے نافرمان اور حق تعالیٰ سے فرعون بنا دیتی ہے۔ اور حرف یَ سے شیطان کا یگانہ اور یار بنا دیتی ہے۔ اور حرف "آ" سے اظلم اور آدم کش بنا دیتی ہے۔

اے احمق! دُنیا سے ہر وُہ شخص الگ ہوتا ہے، جو دین کو ہاتھ میں لاتا ہے۔ اور دین کے بھی تین حروف ہیں۔ دَ یَ نَ۔

حرف دَ سے معرفت خداوندی کا دیدۂ دین کھلتا ہے۔ اور مولیٰ پر دیوانہ اور فریفتہ ہوتا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طالب ہوتا ہے۔ اور حرف "ی" سے اللہ تعالیٰ کی یاری طلب کرتا ہے۔ اور اہل ایمان بھائیوں اور اہل اسلام بھائیوں کے ساتھ امداد کرتا ہے۔ اور حرف "ن" سے نیت خالص، صفاکیش، خیراندیش، ہر امیر وفقیر اور ہر وُہ آدمی جو دین کو ہاتھ میں لیتا ہے، دُنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ اور خطرات دُنیا سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور مولیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ فقر کا لباس اپنے بدن پر پہن کر خاص دل کے ساتھ اور صدق واعتقاد درست خداوند تعالیٰ پر رکھ کر دُنیا سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اسی روز حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے

کہ ای فرشتگان من! یکی از دوستان مرا از برای دوستی من از پلید و نجس جیفہ مُردار دُنیا بیرون برآمدہ است۔ با ارواح ہر انبیاء و اولیاء و اتقیاء و تمامی ارواح اہل اسلام و کُل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم را حکم شود کہ ہمگی و تمامی بجہت دوستی دوست من پیشوای زیارت اُو رویدہ، ہمہ کس بر و آفرین بگویدہ و آنچہ امروز لباس دلق و یا پارچۂ خاکساری دوست من پوشیدہ است، ہمہ لباس اُو بپوشید۔ این مراتب فقیر را روز اوّل کہ ابتدا است بخشیدہ۔

ابیات

خاکساران جہان را بہ حقارت منگر — تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد
خاکسارم جان سپارم جانثار — حق نگارم غرق وحدت اعتبار

حدیث

اَلْعَقْلُ یَنَامُ فِی الْاِنْسَانِ[1]

بدانکہ غوغا نام و ناموس طالب مُرید رجوعات جمیع خلق مراتب مگس و مور است۔ برین مشو غرّہ مغرور۔ قُرب وصال اللہ حضور از آن دُور تر دُور است۔

بیت

از خلق حق حاصل نہ ای واصل کجا — خلق و دُنیا راہزن است با سر ہوا

فقیر را چہار چیز می باید:۔
اوّل تلاوت قرآن اُمّ الکتاب۔
و یا آنکہ غرق توحید بارب الارباب۔

[1] الحدیث۔

دوستوں میں سے ایک دوست میری دوستی کی خاطر پلید و نجس اور مُردار دُنیا سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ اور متقی اور اہل اسلام کی تمام ارواح اور اٹھارہ ہزار عالم کی کُل مخلوقات کو حُکم ہوتا ہے کہ سب میرے دوست کی زیارت اور پیشوائی کے لیے جائیں اور سب لوگ اس پر آفرین کہیں اور جو آج گدڑی کا لباس یا خاکسارانہ لباس میرے دوست نے زیب تن کیا ہے، اس لباس کو سب کے سب پہنیں۔ یہ مراتب جو ابتدائی ہیں، فقیر کو پہلے ہی دن عطا ہوتے ہیں۔

ابیات

اس دُنیا میں عاجزی کرنیوالوں کو حقارت کی نظر سے مت دیکھ۔ تجھے کیا معلوم کہ گرد و غبار میں آتا ہوا سوار مرد کامل ہو۔
میں خاکسار (عاجز) ہوں، جان کو اس کے سپرد کر دیا ہے اور جان کو قربان کر دیا ہے۔
میں حق کو محبوب رکھتا ہوں اور دریائے وحدت میں غرق ہونے کا اعتبار رکھتا ہوں۔

حدیث

"عقل انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔"

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ تمام مخلوق کی رجوعات، چرچا، طالب مُرید، نام و ناموس، یہ سب مکھی اور چیونٹی کا مرتبہ ہے۔ اس پر غرور نہ کر اور مغرور نہ ہو۔ وصال اللہ حضور کا قُرب اس سے بعید اور بعید تر ہے۔

بیت

مخلوق سے حق حاصل نہیں ہوتا۔ واصل ہونا (بھلا) کب ہو سکتا ہے؟ مخلوق اور دُنیا ڈاکو ہے۔ اور نفسانی خواہشات میں مبتلا ہے۔

فقیر کو (یہ) چار چیزیں ضرور چاہئیں:۔
پہلی چیز:۔ قرآن مجید، جو کہ اُمّ الکتاب ہے، کی تلاوت کرنا۔
دوسری چیز: توحید بارب الارباب میں غرق ہونا۔

ویا شب و روز محاسبہ بہ نفس حساب۔

ویا ہمسخن بحق الہام پیغام جواب باصواب۔

مُرشد لایق ارشاد آنست کہ پیش او مصحف و قرآن با تفسیر و حدیث نبوی و حدیث قدسی عالم عامل و فاضل فقیہہ کامل کہ بہ تحصیل تمام فیض بخش بمردم خاص و عام باشد و دست راست اُو علم فقہ و کتاب ہای فقہ و مسائل باشد و دست چپ اُو حفاظ کلام ربانی، عارفان باللہ سبحانی جمیع فقراء باطن صفا مرد مذکر مشغول اللہ صاحب استغراق باشند و پس پشت اُو اہل دُنیا و طالب دُنیا باشند۔ مُرشد یکہ بدین صفت باشد، اوّل طالب بجانب مُرشد نظر کند۔ تمام راہ بہ بیند و مُرشد جانب طالب نظر کند و در وجود اُو تمام گناہ بہ بیند۔ چون از مُرشد راہ یافت، از وجود گناہ پرداخت و از باطن برآید۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ حاصل آید۔ بعد ازان طالب بالیقین از مُرشد تلقین کند۔ چون از مُرشد یقین حاصل شود۔ بعد ازان تسلی مجموعہ خاطر گشت۔ بعدہٗ تعلم تعلیم، دل سلیم تسلیم، با حلم حلیم بحق تسلیم گردید۔ بعد ازان مُرشد دست بیعت کند تلقین۔

از تلقین شش "ت" حاصل شود۔

"ت" ترک۔ "ت" توکل۔ "ت" توحید۔ "ت" ترحم۔ "ت" تواضع۔ "ت" تولا بر خدا۔ "ت" تمامیت فقر و معرفت الٰہی۔ آنرا فقیر مطلق گویند۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

اَلْفَقِیْرُ قُوْتُہٗ مَا وَجَدَ وَلِبَاسُہٗ مَا سَتَرَ وَسَکَنُہٗ مَا جَلَسَ [1]

ہر کہ باین مراتب رسد۔ انسان حلیم شود۔

حدیث

اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْبَیَانِ [2]

[1] الحدیث [2] ایضاً۔

تیسری چیز، شب و روز نفس کا محاسبہ کرنا۔

چوتھی چیز۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہونا۔ الہام پیغام کے ساتھ جواب باصواب لینا۔

لائق ارشاد مُرشد وُہ ہے کہ اسکے آگے قرآن پاک با تفسیر ہو۔ احادیث نبوی، احادیث قدسی، عالم عامل، فاضل فقیہہ کامل۔ تمام علوم کے حاصل کرنے کے لیے فیض بخش خاص و عام ہو۔ اس کے دائیں ہاتھ میں علم فقہ، فقہ کی کتابیں اور مسائل ہوں اور اس کے بائیں ہاتھ میں حفاظ کلام ربانی۔ عارفان باللہ سبحانی، تمام فقراء باطن صفا، مرد مذکر مشغول اللہ صاحب استغراق ہوں اور اس کے پس پشت اہل دُنیا اور طالب دُنیا ہوں۔ جو مُرشد ان صفات کے ساتھ متصف ہو، (وہی مُرشد کامل ہے) اوّل طالب مُرشد کی طرف دیکھتا ہے۔ تمام راستے کو دیکھتا ہے۔ اور مُرشد طالب کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ اور اس کے وجود میں تمام گناہوں کو دیکھتا ہے۔ جب مُرشد سے طالب نے راہ پالی۔ تو اسکا وجود گناہوں سے خالی ہوگیا۔ اور باطل سے نکل آیا۔ (اس کے بعد) حق سبحانہٗ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے۔ بعد ازاں طالب بالیقین مُرشد سے تلقین طلب کرے۔ جب مُرشد سے یقین حاصل ہوجائے، تو اس کے بعد تسلی مجموعہ بخاطر ہو۔ اس کے بعد تعلم تعلیم، دل سلیم تسلیم، با حلم حلیم بحق تسلیم ہو۔ بعد ازاں مُرشد دست بیعت کرے اور تلقین کرے۔

تلقین سے چھ "ت" حاصل ہوتی ہیں :-

"ت" سے ترک۔ "ت" سے توکل۔ "ت" سے توحید۔ "ت" سے ترحم۔ "ت" سے تواضع اور "ت" سے تولا بر خدا۔ "ت" سے تمامیت فقر اور معرفت خداوندی۔ اس کو فقیر مطلق کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"فقیر کا رزق وُہ ہے جو مل جائے اور فقیر کا لباس وُہ ہے جو ڈھانک لے اور اسکا مسکن وُہ ہے، جہاں بیٹھ جائے"۔

جو کوئی ان مراتب پر پہنچے، وُہ بُردبار انسان ہوتا ہے۔

حدیث

"انسان بیان کی حکمت ہے"۔

حدیث

اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْحَقِیْقَۃِ[1]

تلقین بی یقین ہیچ کار نیاید و از یقین بی تلقین پردۂ باطن نکشاید۔

بیت

ہیچ علمی بہتر از تفسیر نیست ہیچ تفسیری بہ از تاثیر نیست

مُرشد صاحب تفسیر و صاحب تاثیر، روشن ضمیر، کیمیا نظر، کامل فقیر، صاحب شرع، مکمّل انسان، صاحب احسان است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ[2]

قولہٗ تعالیٰ :۔

ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ[3]

چُون بینی کہ دست راست مطربان بالنغمہ و سرود و دست چپ شرب اُمّ الخبائث و یا مجلس اہل دُنیا و پیش رُو بروحُسن پرستی مردان و زنان و پس پشت فقرا، مُرشدی کہ این صفت دارد، شیطان است۔ آنچہ ترا نماید استدراج، ساحر و کاہن و کاذب است۔ شرع از فقیر طالب خاص دو نیم می شود۔ نیمہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[4] فنای نفس و نیم اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ[5] بقا باللہ بہ رُوح و از دو نیمہ طالب مع اللہ یک شود، اگرچہ ہزاران ہزار بیشمار دو دل را راہ نیست و جاہل را ازین حال آگاہ نیست۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ[6]

و جاہل مثل ابوجہل است، با وسخن مگو۔

---

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] سورہ الرحمٰن، ۵۵ : ۶۰ [4] نقل از عین العلم و شرح برزخ۔

[5] عین العلم حضرت ملا علی قاریؒ [6] سورہ البقرہ، ۲ : ۶۷

حدیث

"انسان حقیقت کی حکمت ہے۔"

بغیر یقین کے تلقین بیکار ہے۔ اور بے یقین تلقین سے پردۂ باطن نہیں کھلتا۔

بیت

تفسیر قرآن سے بہتر کوئی علم نہیں ہے۔ (اور) کوئی تفسیر تاثیر سے بہتر نہیں ہے۔

مُرشد صاحب تفسیر و صاحب تاثیر، روشن ضمیر، کیمیا نظر، کامل فقیر، صاحب شرع اور مکمل انسان صاحب احسان ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"انسان احسان کا بندہ ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"نیکی کا بدلہ کیا ہے، مگر نیکی۔"

پھر، جب تو دیکھے کہ دائیں ہاتھ میں مطربان بالنغمہ و سرود اور بائیں ہاتھ میں اُمّ الخبائث شراب ہے۔ اور یا اہل دُنیا کی مجلس ہے اور پیش رُو بر و مردوں اور عورتوں کی حُسن پرستی ہے اور پس پشت فقرا ہیں۔ ایسا مرشد جو یہ صفات رکھتا ہے شیطان ہے۔ جو کچھ تم کو دکھائی دیتا ہے، استدراج ہے۔ ساحر و جادوگر اور جھوٹا ہے۔ ایسے فقیر کی شریعت سے طالب خاص دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ آدھا "مرنے سے پہلے مر جاؤ" فنائے نفس ہے۔ اور آدھا "تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوست نہیں مرتے" بقا باللہ بروح اور دونوں آدھوں سے طالب مع اللہ ایک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہزاروں ہزار بیشمار دو دل کو راہ نہیں ہے اور جاہل اس کیفیت سے آگاہ نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"فرمایا، خُدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔"

اور جاہل ابوجہل کی مثل ہے۔ اس سے بات نہ کرو۔

بیت

آنچہ از حق باز دارد جہل زشت وآنکہ با حق می برد علمی بہشت

طالب العلم جز امتحان نمی شود طالب مولیٰ و اگر شود از ہمہ اولیٰ. چونکہ طالب فضیلت آثار در قید آوردن خیلی دشوار والا نہ جاہلان ہزاران ہزار بیک نظر دیوانہ کردن چہ مشکل کار کہ علم ظاہر و باطن نکتہ کشایند۔ ہر مشکل دشوار آدمی را تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب، و تجلیۂ روح و تخلیۂ سر بعلم نمی شود، اگرچہ علم کتاب خوانی ہزاران ہزار بیشمار راہ۔ وسیلت طلب کن ای صاحب فضیلت۔

بیت

مرد مرشد را طلب کن راہبر تا دہد از حق ترا کلی خبر

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ ط

حدیث

طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ وَذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ ط[1]

حدیث

ذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ط[2]

ذکر چہار قسم است :۔

اوّل از ذکر اللہ و ازان ذکری کہ روشن شود آیات۔

دوم ذکر اللہ کہ ازان ذکر مکاشفہ شود کشف و کرامات۔

[1] الحدیث [2] ایضاً۔

بیت

جو علم اللہ تعالیٰ سے باز رکھے، وہ بہت بری جہالت ہے۔ اور جو علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف لے جائے، وہ جنتی علم ہے۔

طالب علم امتحان کے بغیر طالب مولیٰ نہیں ہوتا۔ اور اگر ہوتا ہے، تو سب سے بہتر ہے۔ چونکہ طالب فضیلت آثار کو قید میں لانا بہت مشکل ہے۔ ورنہ ہزاروں ہزار جاہلوں کو ایک نظر سے دیوانہ کرنا کیا مشکل کام ہے۔ کیونکہ علم ظاہر و باطن نکتہ کشائی کرتے ہیں۔ ہر مشکل دشوار آدمی کا تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تخلیۂ سر علم کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کتاب خوانی کا علم ہزاروں ہزار بیشمار راہ دکھاتا ہے۔ اے صاحب فضیلت! کوئی وسیلہ کی راہ طلب کر۔

بیت

مرشد کامل سے راہبری طلب کر۔ تاکہ وہ تجھے مکمل حق کی خبر دے دے۔

اے اللہ! ہم کو حقیقت میں حق دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق عنایت کر۔ اے اللہ ہم کو باطل سمجھنے کی توفیق دے اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔

حدیث

"سب سے بہتر طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔ اور سب سے بہتر ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔"

حدیث

"تمام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔"

ذکر کی چار قسمیں ہیں :۔

پہلی قسم : جس ذکر اللہ میں سے آیات روشن ہوں۔

دوسری قسم : وہ ذکر اللہ جس ذکر سے کشف و کرامات کا انکشاف ہو۔

سوم ذکر اللہ کہ ازان ذکر طی بود طبقات درجات۔

چہارم ذکر اللہ ذکری کہ صرف غرق وحدت ذات اللہ۔

بیت

ہر یکی ذکری کشاید ذکر ذات　　دست بیعت ذکر سرور کائنات

کسی راکہ ذکر سروری آن ذکر عظیم در وجود معظم مکرم قرار گیرد، ظاہر و باطن قدم بر قدم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آن برین عیب مبر۔

این سنت عظیم و صراط المستقیم التفات کریم النبی رحیم شخصی کہ خود را بہ پیروی پیاپی قدم بر قدم خود را از آنجا بحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرساند، از امت پیروی او چگونہ باشد و ہر کہ می روند آنہا را حاسدان از دیدۂ حسد دیدہ نمی توانند۔ پیروی حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و باطن ہر دو راہ راست۔ ہر کہ این دو راہ پیروی نمی کند، گمراہ است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

لَوْلَا الْحَسَدُ فِي الْعُلَمَاءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَةِ الْأَنْبِيَاءِ [1]

در وجود علماء وارث الانبیاء سہ چیز نمی باشد، یکی حرص، دوم حسد، سوم کبر۔

بیت

می نہ ترسند عاشقان دائم　　وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ [2]

فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ [3] را مگر فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ فہمیدہ ولذت از لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ [4] نہ چشیدہ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ [5] بچشم باطنی

[1] الحدیث　[2] سورہ المائدہ، ۵ : ۵۴　[3] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۵۰۔
[4] ۳ : ۹۲　[5] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۲۱

تیسری قسم :- وہ ذکر اللہ جس ذکر سے طبقات و درجات کا طے حاصل ہو۔

چوتھی قسم :- وہ ذکر اللہ جس ذکر سے وحدت ذات الٰہی میں غرق ہو۔

بیت

ہر ذکر ذات کے ذکر کو جاری کر دیتا ہے۔ دست بیعت (دراصل) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔

جس آدمی کے وجود میں ذکر سروری وہ ذکر عظیم معظم و مکرم وجود میں قرار پکڑے، وہ ظاہر و باطن قدم بر قدم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، وہ ذکر الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باطن میں ملاقات کراتا ہے۔ اور خود کو اس جگہ سے لے جا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں لے جاتا ہے۔ اس بات پر عیب نہ لگا۔ (یعنی اعتراض نہ کر)

یہ سنت عظیم اور صراط المستقیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی التفات کریمانہ کی وجہ سے ہے۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہوا اپنے آپ کو انکی حضوری میں نہیں پہنچاتا، امت میں سے اسکی پیروی کس طرح ہوگی؟ اور جو اُن کی پیروی میں چلتے ہیں۔ ان کو حاسد لوگ دیدۂ حسد سے دیکھ نہیں سکتے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی پیروی کی دو راہ ہیں، جو جو کوئی ان دو راہوں کی پیروی نہیں کرتا، وہ گمراہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"اگر علماء میں حسد نہ ہوتا، تو وہ بمنزلہ انبیاء کے ہوتے۔"

علماء جو وارث الانبیاء ہیں، کے وجود میں تین چیزیں نہیں ہوتیں۔ ایک حرص، دوسری حسد اور تیسری چیز غرور ہے۔

بیت

عاشق ہمیشہ کسی سے کبھی نہیں ڈرتے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کرتے۔

پس ہر چیز سے منہ موڑ کر خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مگر لوگوں نے اس کو اللہ سے بھاگو سمجھ لیا ہے اور تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک تم اپنی عزیز

مشاہدۂ نور اللہ ندیدہ و بمراتب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[1] پردۂ حجاب نہ دریدہ جانب کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ[2] بہ حب دینار و درم طمع شوم دویدہ۔

بیت

تا گلو پُر مشو کہ دیگ نہ ای　　آب چندان مخور کہ ریگ نہ ای

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :-

مَنْ جَلَسَ مَعَ ثَمَانِیَةِ اَصْنَافٍ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ثَمَانِیَةَ اَشْیَاءَ مَنْ جَلَسَ مَعَ الْاُمَرَآءِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الْحِرْصَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُقَرَآءِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الرِّضَا بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ قِسْمَةِ الرِّزْقِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْیَانِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ اللَّهْوَ وَاللَّعِبَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَآءِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الْجَهْلَ وَالشَّهَوَاتِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِیْنَ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الرَّغْبَةَ فِی الطَّاعَاتِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَآءِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الْوَرَعَ وَالتَّقْوٰی وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُسَّاقِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الذَّنْبَ وَنِسْیَانَ التَّوْبَةِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ السَّکُوْتِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی الرَّحْمَةَ[3]

حدیث

جُمُوْدُ الْعَیْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ وَقَسْوَةُ الْقَلْبِ مِنْ اَکْلِ الْحَرَامِ

---

[1] سورہ ق، ۵۰ : ۱۶ [2] سورہ اعراف، ۷ : ۳۱ [3] الحدیث۔

ترین چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، کی لذت نہیں چکھتے اور وہ تمہارے جی میں ہے، مگر کیا تمہیں سوجھتا نہیں، چشم باطنی سے نور الٰہی کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ہم اپنے بندے سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں، کے مراتب کو پردۂ حجاب سے نہیں پھاڑتے اور کھاؤ اور پیو اور بے جا اسراف نہ کرو، کیونکہ بیشک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، کی جانب حُبّ دینار و درہم کے لالچ میں دوڑے ہیں۔

بیت

گلے تک پیٹ کو کھانے سے مت بھر، کیونکہ تُو دیگ نہیں ہے۔ اور پانی بھی اس قدر نہ پی، کیونکہ تُو ریت نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

جو آٹھ قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ خصلتیں پیدا کر دیگا۔

۱۔ جو امیروں کے ساتھ بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں حرص پیدا کر دے گا۔

۲۔ جو فقراء کے ساتھ بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں رضا پیدا کر دیگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ رزق تقسیم کرتا ہے۔

۳۔ جو بچوں کے ساتھ بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں لہو و لعب پیدا کر دے گا۔

۴۔ جو عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں شہوت اور جہالت پیدا کر دیگا۔

۵۔ جو نیکوں کے ساتھ بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں نیکی کرنے کی رغبت زیادہ کر دے گا۔

۶۔ جو علماء کی صحبت میں بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا کر دے گا۔

۷۔ جو فاسق کے پاس بیٹھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس میں گناہ اور توبہ کی بھول پیدا کر دیگا۔

۸۔ جو خاموش بیٹھنے والوں کے پاس بیٹھا، تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت زیادہ کر دیگا۔

حدیث

" آنکھوں میں آنسو نہ آنا، دل کی سختی اور حرام خوری اور گناہوں کی کثرت اور موت کو

وَاَکْلِ الْحَرَامِ مِنْ کَثْرَۃِ الذُّنُوْبِ مِنْ نِسْیَانِ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلِ الْاَمَلِ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا وَحُبِّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ[1]

در قرآن مجید دُنیا را و اہل دُنیا را ہیچ جای عزت نیست کہ دُنیا تعلق بہ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ دارد و فقر تعلق بہ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ دارد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ[2]

ہر کہ این آیت کریمہ کلام اللہ را متصل باسم اعظم بخواند، آنچہ در بحر و بر است، از و ہیچ چیز بہ برکت کلام ربانی پوشیدہ نماند۔

لیکن فقیر صاحب شریعت اگرچہ ببیند، بپوشد، نخروشد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ[3]

دست بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از یکدیگر از آن روز آمد۔ ہر کہ گلۂ فقر کند، گویا کہ گلۂ خدا کند و ہر کہ گلۂ خدا کند، از و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار شود۔

اکثر علما می فرمایند کہ درین زمانہ فقیر ولی اللہ صاحب ولایت اولیا اہل اللہ صاحب ہدایت بروی زمین ہیچ کس نماندہ و ہر کہ علم فقہ و مسائل وسیلہ بگیرند، ایشان خبر از باطن و ظاہر از ولی اللہ و مرشد ہدایت اللہ ندارند۔

---

[1] الحدیث [2] سورۃ الانعام ۶: ۵۹ [3] سورۃ الحشر ۵۹: ۸

بھول جانے کی وجہ سے ہے۔ اور موت کو بھول جانا طویل جھوٹی امیدوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور طویل جھوٹی امیدیں دُنیا کی محبت پیدا کر دیتی ہیں۔ اور دُنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔"

قرآن مجید فرقان حمید میں دُنیا اور دُنیا والوں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ دُنیا اور دُنیا والوں کا تعلق تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (جس کو چاہتا ہے، ذلت دیتا ہے) سے ہے۔ اور فقر اور اہل فقر کا تعلق تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (جس کو چاہتا ہے، عزت دیتا ہے) سے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ خشکی میں ہے اور جو پتا گرتا ہے، وہ اس کو جانتا ہے۔ کوئی دانہ ایسا نہیں، جس کو وہ نہ جانتا ہو، چاہے وہ زمین کے اندھیروں میں ہو اور کوئی خشک و تر ایسا نہیں، جو کتاب مبین میں نہ لکھا ہو"۔

اسی آیہ مبارکہ کو جو شخص اسم اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے، تو تمام بحر و بر میں جو کچھ ہے، اس سے کوئی چیز کلام ربانی کی برکت سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔

مگر فقیر صاحب شریعت اگرچہ دیکھتا ہے، لیکن چھپاتا ہے، چیخ و پکار نہیں کرتا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔ اللہ کا فضل چاہتے اور اسکی رضا چاہتے اور اللہ اور رسول کی مدد کرتے۔ وہی سچے ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بیعت ایک دوسرے سے اسی روز سے ہے۔ (پس) جو کوئی فقیر کا گلہ کرتا ہے، گویا وہ خدا کا گلہ کرتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا گلہ کرتا ہے، اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔

علمائے کرام (اکثر) کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ، صاحب ولایت، اولیاء اہل اللہ صاحب ہدایت روئے زمین پر کوئی نہیں رہا۔ اور جو کہ علم فقہ اور مسائل کا وسیلہ پکڑ لیتے ہیں، وہ ظاہر و باطن ولی اللہ اور مرشد ہدایت اللہ کی خبر نہیں رکھتے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [1]

بشنو! ای مادر زاد کور تا بہ لب گور۔ در تفسیر منیر كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ [2] آوردہ شُدہ کہ شب و روز بیست و چہار ساعت است و ہر ساعت نوزدہ ہزار آدمی زادہ می شوند و در وجود می آیند و در ہر سال شصت و نہ کروڑ و ہشتاد لکھ و شصت ہزار آدمی زادہ می شوند و بروایت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در ہر سال نوزدہ ہزار عاشق ذات اللہ در وجود می آیند و دُنیا از برکت ایشان قائم و بروایتی نوزدہ ہزار نقل می کند۔

نَقَلَ كَذَا فِي الْمَنَافِعِ روایت کنند انس بن مالکؓ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَبْدَالُ اُمَّتِيْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ فِي الشَّامِ وَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ فِي الْعِرَاقِ فَاِنْ مَاتَ وَاحِدٌ هُمْ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ فَاِذَا جَآءَ الْاَمْرُ [3]

معنی فارسی اینست، روایت میکند انس بن مالکؓ از محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بادی گفت بزرگان اُمتِ من ہمیشہ خود چہل تن باشند کہ تا قیامت از آن بیست و دو در زمین شام باشند و ہژدہ کس در زمین عراق۔ ہرگاہ کہ از ان چہل تن یکی بمیرد، دیگران از خلایق بمقام اُو ایستادہ کُند و مدخل ہرگز از چہل تن یکی کم نگردد و چون قیامت نزدیک رسد، آنگاہ یکبار از عالم بیرون روند۔

اسامی اولیاء اللہ کہ سہ صد و پنجاہ و شش تن از اولیاء روزگار دائماً ہستند، خالی ازین عدد نبود جہان۔ سہ صد از ابطال۔ دوم چہل ابدال و سیاحت ہفت پنج اوتاد است۔

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲ [2] سورہ الرحمٰن، ۵۵: ۲۹ [3] مشکوٰۃ، ص، ۵۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور جو یہاں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا"

اے مادر زاد گور تک اندھے! سُنئے تفسیر منیر "ہر دن ایک کام ہے" میں لکھا ہے۔ کہ شب و روز کی چوبیس گھڑیاں ہیں۔ اور ہر گھڑی میں انیس ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور وجود میں آتے ہیں۔ اور ہر سال میں ۶۹ کروڑ اسی لاکھ ساٹھ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انیس ہزار عاشق ذات اللہ وجود میں آتے ہیں۔ اور دُنیا انکی برکت سے قائم ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق انیس ہزار نقل کرتے ہیں۔

اور نقل ہے جیسا کہ منافع میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا :-

"میری امت کے ابدال چالیس تن ہیں۔ ہمیشہ رہتے ہیں۔ چنانچہ بائیس ملک شام میں، اٹھارہ عراق میں۔ جب ان میں سے ایک وصال کر جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اپنی مخلوق میں سے دوسرے کو قائم کر دیتا ہے پس جب تک قیامت آئیگی۔ سب یکبارگی دُنیا سے باہر جائیں گے"

اس فارسی عبارت کے معنی یہ ہیں :-

حضرت انس بن مالکؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس کو کہا کہ میری امت کے بزرگوں سے ہمیشہ چالیس آدمی ایسے رہیں گے کہ قیامت تک ان میں بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہوں گے۔ جس وقت ان میں سے ایک وصال کر جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اپنے مخلوق میں سے دوسرے کو قائم کر دیتا ہے۔ اور ان چالیس آدمیوں میں سے ہرگز ایک بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جب قیامت نزدیک پہنچے گی، اس وقت سب یکبارگی دُنیا سے باہر جائیں گے۔

اولیائے اللہ کی تعداد

پس دیگر اولیاء اللہ کے تین سو پچاس (۳۵۰) آدمی اولیائے روزگار سے دائمی طور پر ہیں۔ دُنیا میں اس عدد سے خالی نہیں ہوتے۔ چنانچہ تین سو ابطال، چالیس ابدال اوتاد سیاحت

وسہ اقطاب ویک غوث وآن مراتب اولیا، چنانچہ معلوم شُد۔ در ہیچ زمان از سہ صد و پنجاہ وشش تن کم نباشد و در اوقات واحیان ازین زیادہ باشند۔ مراتب اوّل سہ صد تن اند کہ بہ عرف ارباب سلوک ایشان را ابطال گویند۔ طریق ہوا وہوس را باطل ساختہ اند و مرتبۂ دوم چہل تن اند کہ ایشان را ابدال گویند کہ بہ تبدیل اخلاق ذمیمہ حمید گردانند۔ سوم مرتبہ سیاحت است وایشان را ہفت تن اند کہ معنی ایشان در سیر وسیاحت است وبکارسازی خلق برمقتضای ارادہ حق مشغول اند۔ وازین سہ صد وچہل وہفت تن کہ ذکر کردہ شد کہ ہیچ کدام را در درجۂ ارشاد مقام نیست۔ وباز نُہ تن دیگر اند کہ اہل ارشاد اند کہ حقیقت ایشان در تحت تجلیات ذاتیہ واسماء صفاتیہ بارہا مضمحل وناچیز شُدہ وحضرت واجب الوجود جہت تکمیل ناقصان بارہا ایشان را تنزّل دادہ ومراتب ایشان را نیز بہ تفاوت است۔ اوّل پنج تن اند کہ ایشان اوتاد اند۔ سہ تن دیگر اقطاب می گویند ویکی دیگر قطب الاقطاب است کہ جانشین حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم است۔

شرح مردان خدا صاحب باطن

از ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث۔

فَاِنَّهٗ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مُوْسٰى وَلَهٗ سَبْعَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَهٗ خَمْسَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ جِبْرَائِيْلَ وَلَهٗ ثَلٰثَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مِيْكَائِيْلَ وَلَهٗ وَاحِدٌ قَلْبُهٗ عَلٰى قَلْبِ اِسْرَافِيْلَ وَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثٍ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ خَمْسَةٍ وَاِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَةٍ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ اَرْبَعِيْنَ فَاِذَا مَاتَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ ثَلٰثِمِائَةٍ وَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِمِائَةٍ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الْعَامَةِ

سے لو پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث۔ پس یہ اولیائے اللہ کے مراتب معلوم ہوتے۔ کسی وقت بھی (۳۵۶) تین سو چھپن اشخاص سے کم نہیں ہوتے۔ ہر وقت اور ہر زمانہ میں اس سے زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ مرتبۂ اوّل کے تین سو تن ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں انہیں ابطال کہا جاتا ہے۔ یہ نفسانی خواہشات سے مُنہ موڑے ہوئے ہیں۔ مرتبۂ دوم کے چالیس تن ہیں کہ ان کو ابدال کہتے ہیں۔ کیونکہ وُہ اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے تبدیل کرتے ہیں۔ مرتبۂ سوم کے سات تن سیاحت کے ہیں۔ اور انکا مقصد سیر وسیاحت ہے۔ اور مخلوق کی کارسازی میں حسب ارادہ حق میں مشغول ہیں۔ ان تین سو سینتالیس[۳۴۷] اشخاص سے کہ جن کا ذکر کیا گیا، کسی کا بھی درجۂ ارشاد میں مقام نہیں ہے۔ اور پھر نو اشخاص ہیں کہ صاحب ارشاد ہیں، کہ انکی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسمائے صفاتیہ کے تحت میں کمزور اور ناچیز ہوگئی ہے۔ اور حضرت واجب الوجود نے مکمّل ناقصین کے لیے کئی بار ان کو تنزّل کر دیا۔ اور اُن کے مراتب میں بھی فرق ہے۔ اوّل پانچ تن ہیں کہ وُہ اوتاد ہیں۔ اور دیگر تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہے جو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا جانشین ہے۔

صاحب باطن مردان خُدا کی تشریح

حضرت ابن عبّاس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

"زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرح ہیں اور سات آدمی ہیں کہ اُن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح ہیں۔ اور پانچ آدمی ہیں کہ اُن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السّلام کی طرح ہیں۔ اور تین آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت میکائیل علیہ السّلام کی طرح ہیں اور ایک ہے کہ اسکا دل حضرت اسرافیل علیہ السّلام کی طرح ہے پس جب ایک وصال کرتا ہے تو ان تین میں سے اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور ان تین سے وصال کرتا ہے تو ان پانچ میں سے اسکا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور ان پانچ میں سے وصال کرتا ہے، تو سات میں سے ایک کو اسکا مرتبہ پہنچتا ہے اور

بِاسْمِ یَرْفَعُ اللّٰهُ اَوْلِیَآءَ هٰذَا الْاُمَّةِ ؕ

معنی فارسی چنین باشد روایت می کند ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛

کہ مردان خداوند و حق سبحانہٗ و تعالیٰ پیوستہ در زمین سہ صد کس باشند کہ دل ہای ایشان چُون دل موسیٰ علیہ السلام بُود و ہفت کس باشند کہ دل ہای ایشان چُون دل ابراہیم علیہ السلام بود و پنج کس باشند کہ دلہای ایشان چون دل جبرائیل علیہ السلام بُود و سہ کس باشند کہ دلہای ایشان چُون دل میکائیلؑ بود و یک کس باشد کہ دل اُو چُون دل اسرافیلؑ بود۔ چُون از یکی کس بمیرد، از پنجگاہ یکی پای گاہ وی برسد۔ چُون از آن ہفت یکی بمیرد، از آن چہل گانہ بپای گاہ وی برسد و ہر گاہ کہ از ین سہ صد گانہ یکی کم نبود، از برکت ایشان بہ سعادت ابدی فقیران و درویشان رسند و برکت اسم اللہ کہ ذکر اللہ جاری بر دل و ورد زبان شود برکت نام اللہ تعالیٰ از ہر بلای و آفتی امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باز نماند۔

از تمام عمر خواندن علم و فضیلت از ان بہتر است ہفت روز خدمت مرشد صاحب ارشاد۔ روایت کردہ اند کہ مردان در کار روزی پنج مرتبہ اند۔

اوّل گروہ روزی از کسب بینند، آن کسان کافر اند۔

دوم گروہ روزی از خدای عزّ و جلّ بینند و ندانند کہ دہد یا ندہد۔ این کسان منافقان باشند و شک کنندہ۔

وسوم گروہ روزی از خدای تعالیٰ بینند و از کسب دانند۔ این کسان مُشرک اند۔

چہارم گروہ از روزی زکوٰۃ بدہند و از بہر کسب در معصیت نہ افتند۔ این

جب سات میں سے ایک وصال کرتا ہے، تو چالیس سے اسکو اسکا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب چالیس سے ایک مرتا ہے، تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہوگا، اور انکی برکت سے امت سے بلائیں دُور رہتی ہیں۔

فارسی عبارت کے معنی یہ ہوں گے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے تین سو مردان خداوند ہمیشہ زمین پر رہیں گے۔ کہ جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوں گے، اور سات آدمی ایسے ہوں گے کہ اُنکے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہوں گے اور پانچ آدمی ایسے ہوں گے کہ جن کے دل جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ اور تین آدمی ایسے ہوں گے کہ جن کے دل میکائیل علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ اور ایک آدمی ایسا ہوگا کہ جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کی طرح ہوگا۔ پس ان میں سے جب ایک مرجاتا ہے، تو ان پانچ میں سے ایک اس کی جگہ لیتا ہے۔ اور جب ان ساتوں میں سے ایک وصال کرتا ہے۔ تو ان چالیس افراد میں سے اس کی جگہ لیتا ہے۔ اور کسی وقت بھی ان تین سو افراد میں سے ایک کی بھی کمی نہیں ہوتی۔ انکی برکت سے فقیر اور درویش ابدی سعادت کو پہنچتے ہیں۔ اسم اللہ کی برکت سے دل پر ذکر الٰہی جاری ہوتا ہے۔ اور ورد زبان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بلا اور آفت ٹل جاتی ہے۔

تمام عمر علم پڑھنے اور فضیلت حاصل کرنے سے مُرشد صاحب ارشاد کی سات دن کی خدمت بہتر ہے۔ روایت کی جاتی ہے کہ لوگوں کے روزی کے نظریات کے معاملہ میں پانچ گروہ ہیں :۔

پہلا گروہ :۔ جو روزی کسب سے دیکھیں، وُہ لوگ کافر ہیں۔

دوسرا گروہ :۔ جو روزی خُدا سے بزرگ و برتر سے دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ دے یا نہ دے۔ یہ لوگ منافق ہیں اور شک کرنے والے ہیں۔

تیسرا گروہ :۔ جو روزی اللہ تعالیٰ سے دیکھیں اور کسب سے جانیں۔ یہ لوگ مُشرک ہیں۔

چوتھا گروہ :۔ جو روزی سے زکوٰۃ ادا کریں اور روزی کے حصول کے لیے گناہ میں

کسان مخلص باشند۔

پنجم گروہ روزی از خدای تعالیٰ دانند و از بہر روزی از خدای تعالیٰ عاصی نشوند و حق تعالیٰ بہ چیزی کہ امر کردہ است، ادا نمی کنند، امّا این کسان فاسق باشند۔

(نقل از تنبیہ الغافلین)

مصنفؒ میگوید کہ کافر را روح کافر و عقل کافر و دل کافر و علم از کفر میگیرد و رزق او در کفر حرام است و منافق را روح منافق و دل منافق و نفس منافق و عقل منافق و علم از برای منافقت است و رزق نیز در نفاق یعنی علم را از برای دُنیا می خواند۔ این را بہ خصلت بد حرص، حسد، کبر می اندازد و مؤمن را روح مؤمن و دل مؤمن و نفس مؤمن و عقل مؤمن، علم آن را با سلام امان اللہ معرفت اِلَّا اللّٰہُ بُرد، آنچہ رزق خورد، شکر خدا کند و انصاف از نفس دہاند۔

بیت

حیف بود صورت آدم ترا　　معنی شیطان شدہ ہمدم ترا

مؤمن آنست کہ از سینہ صفائی و چشم را از معرفت حق بینائی خواہ تنہا باشد یا تنہائی۔

بیت

خندہ ہا بر سینۂ صافان میکنی ہشیار باش　　ہر کہ بر آئینہ خندد ریش خندی خود کند

کلیات متقیان درویش را باید کہ در وقت لقمہ خوردن حاضر الوقت باشد۔ قالب انسانی مثل زمین است و تخم لقمہ است کہ با ذکر کردہ رام کہ تخم اعمال در زمین قالب پاک گردد، اگرچہ لقمۂ حلال نباشد۔ بوالہوس را راحت دُنیا چون روشنی برق بی ثبات است و

نہ پڑیں۔ یہ لوگ مخلص ہیں۔

پانچواں گروہ :- جو روزی اللہ تعالیٰ سے جانیں اور روزی کے لیے اللہ تعالیٰ کے گناہگار نہ بنیں اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم کیا ہے، ادا نہ کریں۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔

(نقل از تنبیہ الغافلین)

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ کافر کی روح کافر ہے۔ اور اسکی عقل کافر ہے اور اسکا دل کافر ہے۔ اور علم کفر سے لیتا ہے۔ اور اسکا رزق کفر، حرام ہے۔ اور منافق کی روح منافق اور دل منافق، نفس منافق، عقل منافق اور علم بھی اسکے لیے منافقت ہے۔ اور اسکا رزق بھی نفاق یعنی علم دُنیا کے لیے پڑھتا ہے۔ اور اس کو خصلت بد حرص، حسد اور غرور میں ڈالتی ہے۔ اور مؤمن کی روح مؤمن اور دل مؤمن اور نفس مؤمن اور عقل مؤمن ہے۔ اور علم بھی اس کو اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امان میں معرفت الٰہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جو رزق کھاتا ہے۔ خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور نفس سے انصاف دلاتا ہے۔

بیت

افسوس ہے کہ تیری آدمیوں جیسی صورت ہے۔ حقیقتاً شیطان تیرا ساتھی و دوست ہے۔

مؤمن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی اور آنکھ کی بینائی سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرے۔ خواہ تنہا ہو یا تنہائی کی صورت ہو۔

بیت

تو صاف دل والوں کا تمسخر اڑاتا ہے ہوشیار ہو جا کیونکہ جو کوئی شیشہ کے سامنے ہنستا ہے، وہ گویا خود اپنے اوپر ہنستا ہے۔

تمام اہل تقویٰ اور درویشوں پر لازم ہے۔ کہ لقمۂ حلال کھاتے وقت حاضر الوقت ہوں۔ انسانی جسم زمین کی طرح ہے اور تخم لقمہ ہے، جو ذکر کے ساتھ رام ہوتا ہے اور اعمال کا بیج زمین کے قالب میں پاک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لقمۂ حلال نہ بھی ہو۔ بوالہوس کے لیے دُنیا کی راحت بجلی کی روشنی کی طرح ہے، جو بے ثبات ہے۔ اور اس کی محبت بادل کی

محبتش چون تاریکی ابر بی بقا، نہ بہ فوائد نعمتش الفت باید گرفت و نہ از شدائد المش اندوہ باید خورد۔

شرح فضیلت علم تعلیم وسیلت ذکر اللہ صاحب تلقین

بدانکہ وقت گناہ شخصی نفس خود را گفت: کہ ای نفس! خدای تعالیٰ حاضر ناظر است۔ و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا را شفیع آورد و نص و حدیث و مسائل خواند و گفت کہ ای نفس! عذاب جان کندن تلخی و جواب سوال، منکر نکیر و عذاب قبر و اعمالنامہ بدست چپ و راست گرفتن و نیکی و بدی وزن ترازو حساب عرصات۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ[1]

و گفت کہ ای نفس! در ہژدہ ہزار عالم شرمندہ شوی و گذر پلصراط و سوختن در آتش دوزخ و محروم ماندن از نعمت بہشت۔

قولہ تعالیٰ:۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي[2]

یاد کن ای نفس! نوشیدن شراباً طہوراً ساغر از دست مبارک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و مشرف شدن لقای رب العالمین کہ ای نفس ہیچ نعمت برابر لقا نیست این تمامی شرح نفس را خوف و رجاء ایمان، وعظ و نصیحت، پند بہ نفس گفت و نفس ناپسندیدہ و بر گناہ غالب شد۔ وسیلۂ مرشد کامل در میان گناہ و طالب حائل شود و طالب را از گناہ کشیدہ می گیرد۔ مرشد کامل ہرگز گناہ کردن نمی دہد بصورت ظاہر و باطن حاضر شود۔ بنا بر آن وسیلت بہتر است

[1] سورہ الزلزال، ۹۹: ۷-۸ [2] سورہ الفجر، ۸۹: ۲۷-۳۰

تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ پس اس کی نعمتوں کے فوائد کے ساتھ محبت نہیں کرنی چاہیے۔ اور نہ ہی اسکے رنج و الم کی شدتوں سے مغموم ہونا چاہیے۔

تعلیم علم کی فضیلت کی تفصیل اور صاحب تلقین ذکر الٰہی کا وسیلہ

جاننا چاہیے کہ ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس! اللہ تبارک و تعالیٰ حاضر ناظر ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا کو شفیع لایا اور قرآن و حدیث اور مسائل پڑھے اور کہا کہ اے نفس! وقت نزع کی تلخی اور عذاب اور منکر نکیر کے سوالات و جوابات اور عذاب قبر اور دائیں اور بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینا اور اچھائی و برائی کا وزن قیامت کے میدان میں درپیش ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے، اسے دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے۔ اسے دیکھے گا۔"

اور کہا کہ اے نفس! تو اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ ہوگا۔ اور پلصراط کا گزر اور دوزخ کی آگ میں جلنا اور جنت کی نعمتوں سے محرومیت کو یاد کر۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔"

اور اے نفس! شراب طہورا کا دست مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پینا اور رب العالمین کے دیدار سے مشرف ہونا، اے نفس! کوئی دوسری نعمت اس کے برابر نہیں ہے۔ یہ تمام تشریح خوف و رجاء، ایمان، وعظ، پند و نصیحت نفس سے کہا اور نفس ناپسندیدہ اشیاء اور گناہ پر غالب ہوا۔ اور مرشد کامل کا وسیلہ گناہ اور طالب کے درمیان حائل ہوا۔ اور طالب کو اس گناہ سے نجات دلائی۔ مرشد کامل اپنے مرید کو ہرگز گناہ نہیں کرنے دیتا۔ ظاہری اور باطنی صورت میں وہ موجود ہوتا ہے۔ اس لیے فضیلت سے

از فضیلت و فضیلت از برای وسیلت است یعنی علم از برای معرفت حق بود۔

ابیات

مُرشد آں باشد قوی در راہ اِلٰہ — طالبان را باز دارد از گناہ

تو نمی دانی کہ اُو با تو قریب — نفس راہزن راہ بود با تو رقیب

انتہای علماء علم منطق و معانی ابتدای فقراء است روز اول این سبق می خوانی و ابتداء علماء الف ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

انتہای فقراء این را دانی۔ بس در بس در آمد، درمیان بس تمام قرآن است۔ ابتداء قرآن "ب" بسم اللہ است و انتہای قرآن "س" است مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ[1]

اگر علم را جمع کنی بس شود یعنی ترا بس است۔

قَوْلُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ :۔

مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَایَ[2] حرف اینست:۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ[3] چون حرف کُل و عقل کُل علم کُل سوای ازیں دیگر ہمہ چیز یعنی عاجز است۔

حدیث

کُلُّ الْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللہِ[4]

حدیث

اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْ فِیْھَا طَاعَۃً[5]

---

[1] سورہ الناس ۱۱۴، ۶ [2] فتاویٰ جامع الفوائد، ص ۲۲۵ [3] الحدیث [4] ایضاً [5] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

وسیلہ بہتر ہے اور فضیلت وسیلہ کے لیے ہے یعنی علم معرفت خداوندی کیلئے ہوتا ہے۔

ابیات

اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلانے والا وہ مرشد طاقتور ہے، جو مریدوں کو گناہوں سے باز رکھے۔

تو نہیں جانتا کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تیرے قریب ہے اور ڈاکو نفس تیرا رقیب ہے۔

علماء کی انتہاء علم منطق اور معانی ہے۔ فقراء کی ابتداء یہ سبق خوانی پہلے دن سے ہے۔ یعنی علماء کی ابتداء الف ہے۔

اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس ط

فقراء کی انتہاء یہ ہے کہ جانے تو بس در بس آیا یعنی درمیان بس تمام قرآن ہے چنانچہ قرآن کی ابتداء "ب" بسم اللہ ہے۔ اور انتہائے قرآن "س" ہے مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ط (پس) اگر تو علم کو جمع کرے، تو بس ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے لیے کافی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:۔

"جس نے مجھے ایک حرف سکھایا، وہ میرا آقا ہے"۔ حرف یہ ہے:۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس کا مولیٰ ہے، پس اُس کا سب کچھ ہے"۔

چونکہ حرف کل، عقل کل اور علم کل (ہی سب کچھ ہے)، اس لیے اس کے علاوہ دیگر تمام چیزیں عاجز ہیں۔

حدیث

"فقیر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا"۔

حدیث

"دُنیا ایک گھڑی ہے، تجھے اس میں عبادت ہی کرنی چاہیے۔ (اور خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے)۔

طاعت، عبودیت از برای ربوبیت است و ربوبیت خاص را از رب را گویند و آن نصیب عارف باللہ فقرا است۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ میفرماید:

"ہر کہ خواہد مرا دریافتن و شناختن دریابد و شناسد مرا از فقر عارف باللہ"۔

پس عارف باللہ در راہ معرفت مولیٰ ہیچ نادیدہ نیست و از عارف باللہ ہیچ چیز پوشیدہ نیست۔ عارفان آنچہ بہ بینند و بگویند بحکم خدا و رسول خدا۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ ۝[2]

ہر کہ این آیت کلام اللہ فرقان حمید باسم اللہ متصل باسم اعظم و بہ ہمراہ حرف معظم و مکرم با آیت اُمّ الکتاب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ[3] و با ترتیب خوانند و بر اسماء معظم ہر یک نظر وارد، صاحب نظر است و ہر مطلب دینی و دنیوی مشروعاً حاضر شود۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝[4]

از کلام اللہ خزائن اللہ گنج بگیر۔ ازین گنج این گنج را چہ داند و چہ شناسد نامحرم بی باطن کور چشم صاحب رنج۔ قرآن سر لیست خدا و قرآن ہادیست ہر دو جہان راہنما۔ ہر کہ بر کلام اللہ و آیات ربانی شک آرد، از طائفۂ شیطانی باشد۔

ابیات

غیب دان گر غیب بخشد عیب نیست ہر چہ بینی چشم خود آن غیب نیست

[1] سورہ النجم، ۵۳: ۳ [2] نقل از مرغوب شمس تبریزی [3] سورہ حشر، ۵۹: ۲۲ [4] سورہ آل عمران، ۳: ۵ – ۶

طاعت و بندگی ربوبیت کیلئے ہے۔ اور ربوبیت خاص را زرب کو کہتے ہیں۔ اور وہ فقیر عارف باللہ کے مقدر میں ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"جو مجھے پانا اور پہچاننا چاہے، وہ مجھے فقیر عارف باللہ سے پالیتا ہے اور پہچان جاتا ہے"۔ پس عارف باللہ راہ معرفت خداوندی میں نادیدہ نہیں ہے۔ اور عارف باللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ عارف لوگ جو دیکھتے ہیں، وہی بحکم خدا اور رسول خدا کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا، بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی"۔

اور جو کوئی مندرجہ بالا آیہ کریمہ کو اسم اعظم سے ملا کر اور حرف معظم و مکرم کے ساتھ اُمّ الکتاب کی آیت کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا۔ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا" اور ترتیب کے ساتھ پڑھے اور ہر ایک معظم و مکرم ناموں پر نگاہ رکھے، تو ہر دینی اور دنیاوی مطلب تفصیل کے ساتھ حاضر ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ "اللہ پر کچھ چھپا نہیں۔ زمین میں نہ آسمان میں۔ وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ عزت والا حکمت والا"۔

کلام الٰہی سے جو کہ اللہ کا خزانہ ہے، خزانہ حاصل کر۔ اس خزانۂ الٰہی سے اس خزانہ کو صاحب رنج، نابینا، بے باطن اور نامحرم دیکھا کیا جانے اور کیا پہچانے؟ قرآن راز الٰہی اور ہادی دو عالم ہے۔ جو کوئی کلام الٰہی اور آیات ربانی پر شک کرتا ہے، وہ شیطانی ٹولہ ہے۔

ابیات

غیب جاننے والا اللہ اگر کسی کو علم غیب عنایت کرے، تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ جو کچھ تو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے، وہ غیب نہیں ہے۔

غیب آن باشد کہ گوئی سر ہوا　　دل ضمیرش آئینہ با حق صفا

ہر کہ باین احوالات رسد از مقامات است کسی را کہ از باطن کشائش کشف شود از راہ راستی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ در راہ آنست کہ از ذکر اسم اللہ ذات و یا از ذکر نفی اثبات یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بیک مرتبہ بمقامات واصل شود و بر طالب اللہ غالب آید وجود۔ حوصلہ وسیع باید کہ بہ تجلی مقام رحمانی صرف ذات توحید و مقام تجلی پیغمبری رُوحانی و بہ تجلی مقام نفسانی و بہ تجلی مقام شیطانی و بہ تجلی مقام ذکر قلبی و مقام تجلی ذکر رُوحی و بمقام تجلی ملائکہ و بمقام تجلی جنونیت جن عالم غیب۔ این مجموعہ مقام ہا جزو کل بیکبارگی در طریقت است کہ بر طالب اللہ صادر گردد۔

و تجلی دو قسم است :۔

یکی نُوری از نُور اللہ نظر رحمت اللہ و از نُور نبی اللہ و از نور قلب و از نور رُوح و از نور فرشتگان و از نور خاکی اہل اسلام۔ چون این نُورہا در وجود ظاہر و باطن مجموعہ شود۔ جمعیت و ترک و توکل و صبر و شکر و شوق و عنایت دل و توفیق طاعت و ذکر فکر، محبت و فنا بقا غرق معرفت الٰہی و علم شریعت ظاہر و باطن راہ نامتناہی۔

دوم تجلی ناری اینست کہ نار نفس یعنی غصہ و غضب و عداوت و کینہ و نار شیطانی کہ از ان حرص و طمع، طلب دُنیا و معصیت و نار جنونیت کہ از ان رجوعات خلق و ترقی درجات دُنیا و تابع اہل دُنیا و یک وجود شُدن با غیب عالم جن و دیو و شرب و بدعت و تارک الصلوٰۃ و مانع زکوٰۃ و از رفتن حج مردود و اخلاص با کافران یہود۔ این نار کہ در وجود در آید، مراتب اَنَا فرعون رُخ نماید۔ دل سیاہ گردد۔ نیکی و بدی را برابر داند۔ این ہمہ مقامات ناری از استدراج است۔ آنچہ ترا نماید، بر و اعتبار نباید آورد کہ خلاف شرع مردود علیہ اللعنۃ۔

غیب وہ ہوتا ہے کہ تو اپنی نفسانی خواہشات سے کہے۔ دل پر جو بات وارد ہو تو دل اللہ کا صاف آئینہ ہے۔

جو کوئی اُن احوال تک پہنچ جائے، تو وہ مقامات میں سے ہے۔ جس کسی کو باطن کشائش سے کشف ہو، تو یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے ہے۔ یہ وہ ہے کہ ذکر اسم اللہ ذات یا ذکر نفی اثبات یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو ایک بار کہنے سے کئی مقامات تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اور طالب اللہ کے وجود پر غالب آجاتا ہے۔ حوصلہ بلند ہونا چاہیے، کیونکہ تجلی مقام رحمانی صرف ذات توحید، مقام تجلی پیغمبری رُوحانی، تجلی مقام نفسانی، تجلی مقام شیطانی۔ تجلی مقام ذکر قلبی، مقام تجلی ذکر رُوحی، مقام تجلی ملائکہ، مقام تجلی جنونیت جن عالم غیب، جو یکبارگی جزو کل مقامات کا مجموعہ ہے، سب طریقت میں ہیں۔ جو طالب اللہ پر صادر ہوتی ہیں۔

اور تجلی کی دو قسمیں ہیں :۔

پہلی قسم :۔ نُور اللہ سے اور اُسکی نظر رحمت سے اور نُور نبی اللہ سے اور نُور قلب سے، نُور رُوح سے، نُور ملائکہ سے اور اہل اسلام خاکیوں کے نور سے۔ جب یہ نور وجود میں ظاہری اور باطنی طور پر جمع ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے جمعیت، ترک و توکل و صبر، شکر، و شوق، عنایت دل، توفیق طاعت، ذکر فکر، محبت، فنا بقا، غرق اور معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے اور علم شریعت ظاہر و باطن اور راہ نامتناہی پاتا ہے۔

دوسری قسم :۔ تجلی ناری ہے اور وہ یہ ہے کہ نفس کی آگ سے یعنی غصہ و غضب، عداوت و کینہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور نار شیطانی یہ ہے، کہ اس سے حرص و طمع، طلب دُنیا، معصیت پیدا ہوتے ہیں۔ اور نار جنونیت یہ ہے کہ اس سے رجوعات خلق اور ترقی و درجات دُنیا اور دُنیا داروں کے تابع ہونے، غیب عالم کے ساتھ یک وجود ہونے، جن و دیو، شرب و بدعت، نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور حج نہ کرنے اور یہود کفار کے ساتھ اخلاص کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ یہ آگ جب وجود میں پیدا ہوتی ہے، تو تکبر فرعونی کے مراتب رُخ دکھاتے ہیں۔ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیکی اور برائی برابر جانتا ہے۔ یہ تمام مقامات ناری استدراج سے ہیں۔ اور جو کچھ تمہیں دکھائی دیتا ہے، اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے کہ شریعت کا مخالف مردود ہے۔

بدانکہ ہر مقامات آنچہ از عرش و ثریا تا تحت الثریٰ ہمہ از برای امتحان است کہ آنچہ از حق بردارد، راہزن و شیطان است، چراکہ مکان فرشتگان از برای تابع انسان است و انسان از برای عبادت ذکر معرفت رحمٰن است این مقامات کل و جز تجلیات ناری و نوری دہ لکہ و ہفتاد ہزار و سی و ہفت مقام این ہمہ در طریقت است۔ از حق دور و اہل طریقت خود را می دانند بیشتر از حقیقت معرفت نور اللہ نور حضور۔ ہر کہ ازین مقامات برآید و طی کند، بولایت ولی اللہ رسد۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ[1]

ظلمات نار و نور نور اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ[2]

این نور لیست آتش سرد کہ این آتش معطر سرخ رنگ از زیادتی آب است کہ در قندیل دل کہ شیشہ الیست در آید مثل آب گل گلاب آب قندیل شیشہ وسیع دل کہ در و درخت زیتون ذوق محبت الٰہی کہ از روغن معرفت نامتناہی می چکد فتیلہ سر در چراغ دماغ روشنی تاب زند۔ و تمامی اسرار ربانی سبحانی مکشوف شود۔ و ہر دل تاریک منور گردد۔

بدانکہ در طریقت طالبان ہزاران ہزار دیوانہ وار رجعت خوردہ از خود بیخود و مجنون در جنونیت مردہ باشند، از ہزاران یک کس گوی سلامتی خود حقیقت معرفت بردہ اند۔ پس مرشد را باید کہ اول طالب اللہ را مقام طریقت ننماید و اگر بنماید بیک شبانروز تماشا نمودہ از طریقت بیرون برکشد و بمقام حقیقت رساند۔ والا نہ طالب در حقیقت چہل یک سال بہ سکر و صحو و حیرت و عبرت بسوزد و خراب شود۔ اگر از طریقت بعد از چہل یک سال برآید

[1] سورہ البقرہ ۲: ۲۵۷ [2] سورہ النور ۲۴: ۳۵

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تمام مقام عرش سے فرش تک سب امتحان کے لیے ہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے باز رکھے، وہ ڈاکو اور شیطان ہے، کیونکہ ملائکہ کا مرتبہ انسان کے تابع ہے اور انسان عبادت اور ذکر معرفت رحمانی کے لیے ہے۔ تجلیات نوری و ناری کے یہ تمام کل و جز مقامات دس لاکھ ستر ہزار اور سینتیس طریقت میں ہیں۔ حق سے (بہت) دور اور اہل طریقت اپنے آپ کو حقیقت معرفت نور اللہ نور حضور سے بیشتر جانتے ہیں۔ جو کوئی ان مقامات سے باہر نکل آتا ہے اور طے کرتا ہے، تو وہ ولایت پر پہنچتا ہے اور ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ اور ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔"

ظلمات آگ اور نور نور اللہ (دونوں الگ الگ ہیں)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اسکے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔"

یہ سرد آگ کا نور ہے کہ یہ آگ معطر سرخ رنگ پانی کی کثرت سے ہے کہ دل جو کہ شیشہ کی طرح ہے کی قندیل میں آتی ہے، آب گل گلاب کی طرح دل کا شیشہ کشادہ کہ اس میں ذوق محبت الٰہی کے زیتون کا درخت کہ اس سے معرفت نامتناہی کا روغن ٹپکتا ہے، فتیلۂ دماغ کے چراغ میں روشنی مارتا ہے۔ اور تمام اسرار ربانی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ہر تاریک دل روشن ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ طریقت میں ہزاروں ہزار طالبان دیوانہ وار رجعت کھا کر خود سے بیخود ہو کر مجنون بن کر جنونیت میں مردہ پڑے ہیں۔ اور ہزاروں میں سے خود ایک سلامتی کی گیند حقیقت معرفت کی طرف لے گیا ہے۔ پس مرشد کیلئے ضروری ہے کہ پہلے طالب کو طریقت کا مقام نہ دکھائے اور اگر دکھائے تو ایک رات دن دکھا کر طریقت سے باہر کھینچ لے اور حقیقت کے مقام کو پہنچائے۔ ورنہ طالب طریقت میں اکتالیس برس سکر، صحو اور حیرت و عبرت میں جلے گا اور خراب ہو گا۔ اگر طریقت سے اکتالیس

محبوب والانہ طریقت سراسر خانۂ دیوانگی و دیوانگی ہمہ از حق بیگانگی و ہشیاری ہمہ بحق یگانگی۔ این فقر خیلی مشکل است۔ درین احوال مُرشد مشکل کشا باید۔

حدیث

مَشَیٌ عَنِ الرَّأْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ [1]

ای صاحب مجاہدہ! خواب از دیدہ بردار کہ صاحب مشاہدہ باطن حق را بیداری۔ دل بکار۔

حدیث

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ [2]

آدم سہ حرف است۔ الف۔ دال۔ میم۔

از حرف "الف" ادب حیا، انس، الفت، احسان، ارادۂ صادق و از حرف "دال" دوام عبادت، دم روان بذکر اللہ دل زندہ عارف باللہ۔ دال بر دل آدم دلالت میکند بصورت الہام الٰہی بموافق نص، حدیث میدہد گواہی کہ ازان علم غیبی غیب الغیب، فتوحات، واردات خاص الخاص، از اسم اللہ ذات نامتناہی و از ہر علم کہ ظاہر باطن علم "دال" آگاہی ندارد، خبر میدہد۔ چون عارف آدم درین مقام رسد، این آیت ربانی بر خود ورد کند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ [3]

بخواند و بعد ازان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بر دل خود ضرب کند۔ علم خوف و رجاء پیدا و ہویدا۔ فقر تحقیقی و محبت اِلَّا اللّٰهُ حقیقی و تجلیات نور اللہ ذات و صفات رُخ نماید۔ ہر دم بہ آہ و سوز بکشاید۔

---

[1] الحدیث [2] صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ، شمائل ترمذی مترجم ۱۲۹ مطبوعہ ضیاء القرآن۔

[3] سورہ المؤمن، ۴۰: ۱۶

برس بعد نکلے گا، تو محبوب ہو گا۔ ورنہ طریقت سراسر دیوانگی کا گھر اور دیوانگی تمام حق تعالیٰ سے بیگانگی (کا نام ہے) اور ہوشیاری حق سے یگانگی ہے۔ یہ فقر بہت مشکل ہے۔ ان احوال میں مُرشد (کامل) مشکل کشائی کرتا ہے۔

حدیث

"اس راستہ پر (سر کے بل چلنا ہوتا ہے، نہ کہ پاؤں سے۔"

اے صاحب مجاہدہ! آنکھ کھول، کیونکہ صاحب مشاہدہ کا باطن حق کیلئے بیدار ہوتا ہے۔ وہ کام میں آتا ہے۔

حدیث

"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل جاگتا رہتا ہے۔"

یاد رہے کہ لفظ آدم کے تین حرف ہیں۔ الف، دال، میم۔

حرف الف سے ادب، حیا، اُنس، اُلفت، احسان، ارادۂ صادق مُراد ہے۔ اور حرف دال سے دائمی عبادت، دم ذکر رواں، دل زندہ اور دال آدم کے دل پر دلالت کرتی ہے۔ بصورت الہام الٰہی قرآن و حدیث کے موافق شہادت دیتی ہے کہ اس سے علم غیبی، غیب الغیب، علم فتوحات اور واردات خاص الخاص اسم اللہ ذات نامتناہی اور ہر علم ظاہر اور باطن سے جس کے متعلق دال آگاہی نہیں رکھتا۔ خبر دیتا ہے۔ جب آدمی اس مقام پر پہنچتا ہے، تو چاہیے کہ اس آیت ربانی کا اپنے اوپر ورد کرے اور پڑھے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کی۔"

اور بعد ازاں اپنے دل پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب لگائے۔ کہ اس سے خوف و رجاء پیدا اور ظاہر ہو۔ (اور) فقر تحقیقی اور حقیقی اِلَّا اللّٰهُ کی محبت اور نور اللہ کی ذات و صفات کی تجلیات منہ دکھائی دیں اور ہر دم سوز و گداز بکثرت ہو۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ[1]

واز حرف "م" محض مروت و مردانگی بہ میدان شجاعت، و شہسوار سابقہ سالار کارزار بانفس و ترک از مُردار از مبغوضۂ خدا دُنیا مردود۔ مرد آنست کہ طالب مولیٰ از دل و جان است و بمولیٰ دیدار پشت بدُنیا مُردار۔ ہر کہ بدین صفت آدم عظیم صاحب عبودیت کریم والا نہ آدم لئیم۔ این چنین حیوان آدم بسیار ناطق بیشمار صورت بشر و سیرت گاؤ خر مُردہ دل از خدا بیخبر۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ[2]

بندہ نہ بنام بدی بدخصلت۔ بدنام بندہ آنست کہ با بندگی تمام فرمانبردار فرمان و جمیع حکم پیغام۔

ابیات

نیست آدم آنکہ با عقل و شعور — آدمی آن است با حق شُد حضور
گرچہ صورت آدمی سیرت بہ خر — نیست آدم آنکہ از حق بی خبر
آدمی سرّیست با اسرار حق — آدمی عارف بود کم در خلق
مُشکل است آدم شناسی از قیاس — کی شناسد آدمی را از لباس
چشم می باید شناسی دل صفا — می شناسد عارفان مرد خدا
آدمی از نور نور از نور بین — نور با نورش رسد صدق و یقین

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۵۵ [2] سورہ الاعراف ۷ : ۱۷۹

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں کی کمی سے"

اور حرف "م" سے میدان شجاعت میں محض مروت و مردانگی اور نفس کے ساتھ سابقہ سالار کارزار کے شہسوار کے ناطے سے لڑائی کرنا ہے، اور مُردار کو ترک کرنا اور دُنیائے مُردود جس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، کو ترک کرنا ہے۔ مردود ہے جو دل و جان سے طالب مولیٰ ہے۔ اور مولیٰ کی طرف سے دُنیائے مُردار کا دیدار پشت ہے۔ جو کوئی آدم عظیم صاحب عبودیت کریم کی اس صفت سے متصف نہیں، وُہ بخیل انسان ہے۔ ایسے آدم حیوان صورت بشر اور گاؤ خر کی طرح مُردہ دل اور بے خبر بکثرت ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"وُہ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ"

بندہ بدی کے نام پر بدخصلت نہیں ہے۔ بلکہ بدنام بندہ وُہ ہے، جو بندگی کے ساتھ کما حقہٗ فرمانبردار رہے۔ اور تمام احکام و پیغام کو بجالائے۔

ابیات

جو عقلمند اور باشعور ہے۔ وُہ درحقیقت آدمی نہیں ہے۔ اصل میں آدمی وُہ ہے جو کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے۔

اگرچہ وُہ شکل و صورت میں آدمی ہے، لیکن سیرت میں گدھا ہے۔ وُہ آدمی نہیں ہے، جو کہ حق تعالیٰ سے بے خبر ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک راز ہے۔ مخلوق میں عارف لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

تو آدمی کو قیاس سے مُشکل ہی پہچان سکتا ہے۔ آدمی کو لباس سے کب پہچانا جا سکتا ہے؟

صاف دل والوں کی شناخت کرنے کے لیے چشم بینا درکار ہے۔ مردِ خدا عارفوں کو پہچان لیتا ہے۔

آدمی نُور سے ہے۔ تو تُو نُور کو نُورِ معرفت سے دیکھ۔ نُور نُور تک صدق و یقین کے ساتھ رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

قول مصنف (فقیر باہوؒ)

اَلْیَقِیْنُ صِفَاتُ الْقَلْبِ وَالْکِذْبُ ظُلُمَاتِ الْقَلْبِ است۔

ابیات

آدمی با دل زبان و روح و راز — آدمی آنست سجدہ با نماز

بی نماز آن سگ بود آدم کجا است — از سگان کمتر بود کان حرص خواست

آدمی آنست زد بر عرش چنگ — کی شناسد آدمی را روی رنگ

ہر کہ از خود می برآید آدمی — خاک خاکستر شود ہمچو زمین

روئی خندان خیر طلبش با رضا — طلب مولیٰ می برآید از ہوا

آدمی را می شناسد با خموش — ذکر فکر و خلوت و خون جگر نوش

آدمی را می شناسد با آواز — معرفت معلوم گردد ہر زراز

آدمی آنست ہم صحبت با نبیؐ — آن نبیؐ شافع شود با وی شفیع

آری آدمی دو قسم است: یکی صاحب الفاظ، دوم آدم صاحب راز۔

صاحب الفاظ دوام در مطالعۂ کتب، علم خوانی و صاحب راز دوام غرق بوحدت مغز دُرِّ معانی۔ صاحب الفاظ عالم تمثیل۔ صاحب راز جمع کنندہ معرفت، اسم اللہ، ذکر اللہ، نعمت اللہ تحصیل۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

صدق یقین دل کی صفائی ہے۔ اور جھوٹ دل کی تاریکی ہے۔

ابیات

آدمی دل، زبان، روح اور راز کے ساتھ ہے۔ آدمی وہ ہے جو کہ سجدہ اور نماز میں مشغول رہتا ہے۔

بے نماز آدمی وہ کتا ہوتا ہے انسان کہاں کہلا سکتا ہے۔ وہ کتوں سے بھی حقیر ہے۔ کیونکہ وہ حرص و ہوا کا بندہ ہے۔

اصل میں آدمی وہ ہے، جو عرش پر پنجہ مارے۔ آدمی کو اس کے رنگ اور صورت سے کب پہچانا جا سکتا ہے؟

جو کوئی اپنے تکبر کو ترک کر دے، وہی آدمی ہے۔ وہ مٹی اور راکھ ہو جائے زمین کی طرح۔

خندہ پیشانی اور رضا و رغبت سے اس کی خیر کا طلبگار ہو۔ طالب مولیٰ نفسانی خواہشات سے آزاد ہو جاتا ہے۔

آدمی خاموشی کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ ذکر، فکر، خلوت خونِ جگر پینے کے مترادف ہیں۔

آدمی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے معرفت ہر راز سے معلوم ہو جاتی ہے۔

آدمی وہ ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب ہو۔ اور آدم علیہ السلام اس کی شفاعت کرنے والے ہونگے۔

ہاں، آدمی دو قسم کے ہیں:۔

پہلی قسم: صاحب الفاظ۔

دوسری قسم: آدم صاحب راز۔

صاحب الفاظ دائمی طور پر مطالعۂ کتب اور علم پڑھتا ہے۔ اور صاحب راز مغز دُرِّ معانی ہے اور ہمیشہ غرق توحید رہتا ہے۔ صاحب الفاظ عالم تمثیل ہوتا ہے۔ صاحب راز جامع معرفت، اسم اللہ، ذکر اللہ اور نعمت الٰہی کو حاصل کرنیوالا ہوتا ہے۔

آری یقین است کہ نعمت معرفت در آوند علم در آید۔ بغیر از آوند علم نعمت معرفت ربّانی در وجود جہل، سبُو آب شکستہ آوند آب قرار نگیرد۔ یقین است کہ ہیچ جاہل عارف باللہ نشود، اگرچہ صاحب تاثیر کیمیا نظیر و ہیچ عالم فاضل عارف باللہ نمی شود، اگرچہ در علم تمامیت صاحب تفسیر۔

عارف باللہ آن است و برگزیدہ ہر دو جہان است و ہم عالم صاحب تفسیر و ہم عارف صاحب تاثیر، چنانچہ شکر در شیر و شیر در شکر۔

اینست عارف باللہ مُردہ دل را زندہ کُند بانظر، شخصی کہ دوام غرق بہ عصیان ماند و سیاہ دل حق را کی شناسد کور چشم صورت دیو۔

بیت

دو چشم خویش را بربند چون باز　　درونت تا دھد گم گشتہ آواز

صاحب مشاہدہ را خواب و بیداری یکی، مستی و ہوشیاری یکی، گرسنگی و سیری یکی۔ گویائی و خاموشی یکی۔ چنانچہ سلطان بایزیدؒ می فرماید کہ سی سال با خدا ہمسخن بُودم و خلق می دانست کہ با ہمسخن است۔

مصنفؒ میگوید کہ فقیران صاحب ہدیٰ سرِ خدا اند۔ بر قال و احوال ایشان ہیچ کس بجز خدا واقف نیست و بجز صاحب وصال۔

ابیات

کعبہ را در دل بہ بینم جان کنم بروی فدا　　در مدینہ دائمی ہم صحبتم با مصطفیٰؐ

ہاں یقین ہے کہ معرفت کی نعمت علم کے ظرف میں آتی ہے۔ علم کے ظرف کے بغیر معرفت ربانی کی نعمت جہالت کے وجود میں نہیں آسکتی۔ اور شکستہ برتن میں پانی قرار نہیں پکڑتا۔ یقین ہے کہ کوئی جاہل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ صاحب تاثیر اور کیمیا نظر ہی کیوں نہ ہو۔ اور کوئی عالم فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا، اگرچہ علم میں تمامیت کے درجہ پر پہنچا ہو، اور صاحب تفسیر ہو۔

عارف باللہ وُہ ہے اور دونوں جہاں میں برگزیدہ وُہ ہے، جو عالم صاحب تفسیر بھی ہو اور عارف صاحب تاثیر بھی ہو، جیسے شیرینی دودھ میں ہو اور دودھ مٹھاس میں ہو۔

عارف باللہ وُہ ہے جو مُردہ دل کو نظر کے ساتھ زندہ کر دے اور ایسے شخص کو جو ہمیشہ گناہوں میں غرق رہے۔ اور سیاہ دل اور کور چشم شیطان صُورت حق کو کیسے پہچان سکتا ہے؟

بیت

اپنی دونوں آنکھوں کو بند کرلے، تو تیرے دل کی آنکھ کھُلے گی اور تجھے وُہ گُم شدہ آواز اپنے اندر سنائی دیگی۔ (جس کو آواز الست کہتے ہیں)۔

صاحب مشاہدہ کی خواب و بیداری ایک، مستی و ہوشیاری ایک، بھُوک اور سیری ایک، گویائی و خاموشی ایک ہی ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام رہا اور مخلوق (یہ) جانتی تھی کہ ہم سے ہمکلام ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ فقراء صاحب ہدایت اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ ان کے احوال و قال سے بجز اللہ تعالیٰ کوئی شخص واقف نہیں ہے اور بجز صاحب وصال کے۔

ابیات

میں کعبہ کو دل میں دیکھتا ہوں اور اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ مدینہ منورہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا ہوں۔

خلق ظاہر خویش داند من بباطن با رسولؐ عارفان را راہ اینست بشنو ای اہل وصول

رشتۂ شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم از دست خود مگذار، ہر مقامی کہ بر تو آید، امتحان ربانی است۔

بار بردار سر دآن اند کہ نان این جہان می خورند و کار آن جہان می کنند۔

باید دانست کہ خدای تعالیٰ تحت فوق نیست، در مشرق و مغرب، جنوب و شمال نیست۔ قدرت توحید خدا، معرفت سر اسرار ربانی در دل انسان است و انسان نیز دو قسم است۔

یکی کامل و دوم ناقص و کامل انسان آنست اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

انبیاء و اولیاء کہ متوجہ دوام غرق بخدا۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاَنْبِیَآءُ وَالْاَوْلِیَآءُ [2] اینست۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ [3]

بلکہ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ شان انسان است۔

و انسان ناقص از ہزار شیطان یک نفس بدتر است و از ہزار نفس صحبت ناقص مردہ دل بدتر و خوار تر کہ آن بہ نفس و ہوا است۔

قولہٗ تعالیٰ: اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ [4] اشارت۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔ اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ وَاَغْیَرُ مِنِّیْ [5]

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ [6]

قولہٗ تعالیٰ :۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ [7]

---

[1] مرغوب القلوب تبریزیؒ، نقل از ملفوظات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ [2] الحدیث

[3] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و مرغوب القلوب تبریزیؒ [4] سورہ التغابن، ۶۴ : ۱۵ [5] الحدیث

[6] سورہ التغابن، ۶۴ : ۱۵ [7] سورہ الکوثر، ۱۰۸ : ۳

بظاہر مخلوق مجھ کو اپنے ساتھ جانتی ہے اور میں باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہوں۔ اے واصلان حق! سنو۔ اصل میں عارفوں کی راہ یہ ہے۔

شریعت مطہرہ کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑ۔ (اور) جو مقام تم پر آئے، امتحان ربی ہے۔

بوجھ اٹھا۔ مرد وہ ہیں جو رزق اس جہان کا کھاتے ہیں اور کام اس جہان کا کرتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ اوپر نیچے نہیں ہے۔ مشرق، مغرب، جنوب اور شمال میں نہیں ہے۔ قدرت توحید خدا اور معرفت سر اسرار ربانی انسان کے دل میں ہے۔ اور انسان بھی دو قسم کے ہوتے ہیں:۔

ایک کامل اور دوسرا ناقص۔

اور کامل انسان وہ ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد گرامی ہے:۔

"انسان میرا راز ہے اور میں اسکا راز ہوں"۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہمیشہ مستغرق الی اللہ رہتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"انبیاء و اولیا اپنے دلوں میں نماز پڑھتے ہیں"۔

"حضوری کے بغیر نماز نہیں، بلکہ وہ اپنے قلوب میں نماز پڑھتے ہیں"۔ انکی شان ہے۔

اور ناقص انسان وہ ہے کہ ہزار شیطان سے ایک نفس امارہ بدتر ہے۔ اور ہزار نفس امارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی صحبت بدتر اور ذلیل تر ہے کہ وہ نفسانی خواہشات کا پتلا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"بیشک تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں"۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"بیشک اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ اور مجھ سے غیرت کھاتا ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"بیشک جو تمہارا دشمن ہے، وہی ہر خیر سے محروم ہے"۔

بیت

ہر کہ سخن را بہ سخن ضم کند پارہ زخون جگرت کم کند

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی[1] اشارت اجر عظیم صبر و اجر عظیم کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ غلام امت باعتقاد۔

قولہٗ تعالیٰ :- کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ[2]

قولہٗ تعالیٰ :- لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ[3]

این گناہ نہ عفو امت و نہ خطرات وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ خطرات تعلق بدنیا دارد۔ وجود مبارک پُر بہ نور اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا[4] لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ[5]

ترک اولیٰ دین اللہ ذات شریف مبارک خود اولیٰ تر است و نیز بہ معراج کہ پیش از معراج گناہ بود و با یکتائی معراج باز جدائی گناہ۔ این احوال فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم را چہ داند گمراہ۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

خُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی[6]

اکثر فقراء می گفتند کہ در فقر یک مقام است کہ آن را دریای نور اللہ گویند۔ ہر کہ

---

[1] سورۃ الیل ۹۲ : ۴ [2] سورہ آل عمران ۳ : ۱۱۰ [3] سورہ الفتح ۴۸ : ۲
[4] ایضاً [5] الحدیث۔

بیت

جو کوئی بات کو بات سے ملا دیتا ہے، وہ اپنے خون جگر کے ٹکڑے کو کم کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے۔"

اجر عظیم کی طرف اشارہ ہے۔ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لیے صبر و اجر عظیم کا بہترین تحفہ ہے، اعتقاد کے ساتھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"

یہ گناہ عفو امت اور نہ خطرات وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ خطرات کا تعلق دُنیا سے ہے اور وجود مبارک نُور الٰہی سے پُر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"

ترک اولیٰ دین اللہ سے ذات شریف مبارک خود اولیٰ ہیں۔ اور نیز معراج کو معراج سے قبل معصیت کی جُدائی تھی اور یکتائی معراج کے ساتھ پھر معصیت کی جُدائی۔ ان احوال فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گمراہ (بھلا) کیا جانے؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"علماء کو میرے سینے سے پیدا کیا اور سادات کو میری پُشت سے پیدا کیا گیا اور فقراء کو اللہ کے نُور سے پیدا کیا۔"

اکثر فقراء کا قول ہے کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے نُور کا ایک

در آن دریا برسد و غوطہ بہ خورد و نماز و روزہ حلال و حرام بر و بخشش و عفو شود۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ[1]

مصنف میگوید چون در آن دریا نور اللہ را تحقیق کردم و برسیدم ازین راہ زدگان طریقت کہ درمیان حلال و حرام فرق نکردند نماز را قضا بی رضا خدا تعالیٰ کردند مقام نور اللہ پیشتر در مقام نار شیطان پریشانی۔ اہل بدعت راہزن راہ ندھد۔ ہر کہ از شریعت خلاف کند، در طریقت پریشان و خراب شود حقا و بہ عزت اللہ بحق حقیقت نمی رسد و از معرفت اللہ مولیٰ محروم ماند و ہر کہ بدریای نور اللہ رسد، ہر عبادت از و زیادہ تر شود پس عارفان باللہ طریقت و حقیقت و معرفت تمامیت فقر در شریعت یافتند و شریعت را پیشوای خود ساختند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ[2]

بیت

تا توانی خویش را از خلق پوش — عارفان این کی پسندند شرب نوش

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ كَالْعَيْنِيْ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْهُ كَالْعَقِيْمِ فَلَا يَتَوَلَّدُ مِنْهُ نَفْعٌ وَلَا ضَرَرٌ[3]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

كُنْ تَبَّاً تَبَّاً وَمَعْدَنِ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مِنْ فِرْقَةِ الْكَاذِبِيْنَ[4]

قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ:۔

اَلْقُلُوْبُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ قَلْبُ السَّلِيْمِ وَقَلْبُ الْمُنِيْبِ وَقَلْبُ الشَّهِيْدِ

---

[1] سورہ الفتح، ۴۸: ۲ [2] الحدیث [3] ایضاً [4] ایضاً

دریا کہتے ہیں۔ جو کوئی اس دریا میں پہنچتا ہے، اور غوطہ کھاتا ہے اور نماز، روزہ اور حلال و حرام اس پر ساقط اور معاف ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ جب میں نے اس دریائے نور الٰہی کی تحقیق کی اور اس تک پہنچا، تو معلوم ہوا کہ وہ اس راہ طریقت کے مارے ہوئے ہیں کہ حلال و حرام کے مابین فرق نہ کیا۔ نماز کو قضا بے رضائے خدا تعالیٰ کیا۔ مقام نور ربانی سے پہلے مقام نار شیطانی میں پریشان ہو گئے۔ یہ اہل بدعت ڈاکو ہیں۔ جنہیں راہ نہیں دی جاتی۔ جو شریعت مطہرہ کے خلاف کرے، حقیقتاً وہ طریقت میں خراب اور پریشان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عزت سے حقیقت حق کو نہیں پہنچتا اور معرفت خداوندی سے محروم رہتا ہے۔ اور جو کوئی نور الٰہی کے دریا میں پہنچتا ہے، اس کی ہر عبادت زیادہ سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ پس عارفان باللہ نے طریقت و حقیقت و معرفت اور تمامیت فقر شریعت میں پائی ہے۔ اور شریعت مطہرہ کو اپنا پیشوا بنایا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"ابتدا کی طرف لوٹ آنے کو انجام یا انتہا کہتے ہیں"۔

بیت

جہاں تک تجھ سے ہو سکے، تو اپنے آپ کو چھپائے رکھ۔ (مخلوق سے میل جول رکھنا خود فروشی ہے)، عارف لوگ (بھلا) اس شراب نوشی کو کیسے پسند کر سکتے ہیں؟

دوبارہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"لالچی عالم عنی کی طرح ہے اور اس سے سننے والا بانجھ عورت کی طرح ہے۔ پس اس سے کوئی فائدہ اور نقصان پیدا نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"نرم نرم رہ اور اخلاق (حسنہ) کی کان بن جا اور فرقہ کاذبین سے مت ہو"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ارشاد فرمایا:۔

دل تین قسم کے ہیں:۔ قلب سلیم، قلب منیب اور قلب شہید۔

اَمَّا قَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ سِوَی اللّٰهُ اَمَّا قَلْبُ الشَّهِیْدِ
الَّذِیْ یَکُوْنُ فِیْ طَاعَةٍ اَبَدًا وَ اَمَّا قَلْبُ الْمُنِیْبُ الَّذِیْ فِیْهِ
مَعْرِفَةٍ فِیْ اَسْرَارِ الْعَارِفِیْنَ[1]

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ هُوَ

بیت

چُوں شُتر مُرغی شناس این نفس را نی کشد بار و نہ پرد بر ہوا

فرد

قُربان آن دلم کہ در آتش تمام عُمر می سوزد از محبت و آہی نمی کشد

بدانکہ در وجود آدمی سہ بادشاہ است و سہ وزیر اند:۔

اوّل بادشاہ رُوح است۔ وزیرش عقل است و رُوح راستی حق می خواہد و عقل دُنیا می خواہد۔

دیگر بادشاہ دل است۔ وزیر اُو زبان است و دل یاد حق تعالیٰ می خواہد و زبان کلام مالایعنی می خواہد۔

دیگر بادشاہ نفس است و وزیر اُو شیطان است نفس لذّت می خواہد و شیطان معصیت می خواہد۔

وقتی نفس و شیطان جُدا نشود یک ساعت، شرح توحید و حدانیت و مراتب اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ[2] بر خود اثبات کردن و خطرات را نفی خواطر در دل محو ساختن و دل را صیقل تصدیق کُند بعد ازان بر خود توحید اثبات کُند و یقین آرد بمقابلہ صاحب روایت و ہدایت چشم از دل بکشاید۔ مشاہدۂ ظاہر و باطن۔

[1] قول علی کرم اللہ وجہہ [2] سورہ النساء ۴: ۱۷۱

دل سلیم وُہ ہے، جس میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔ اور دل منیب وُہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہو اور دل شہید وُہ ہے جو ہمیشہ اللہ کی بندگی میں رہے۔

یہ عارفوں کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ هُوَ

بیت

اس نفس کو شُتر مُرغ کی مثل جان، جو نہ بار برداری کرتا ہے اور نہ ہی ہوا میں اُڑتا ہے۔

فرد

مَیں اس قلب پر قربان ہو جاؤں کہ تمام عُمر آگ میں محبت کی وجہ سے جلتا ہے اور آہ تک بھی نہیں نکالتا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ وجود انسانی میں تین بادشاہ اور تین وزیر ہیں۔

پہلا بادشاہ :۔ رُوح ہے اور اُسکا وزیر عقل ہے۔ اور روح راستی حق چاہتی ہے۔ اور عقل دُنیا کی طالب ہے۔

دوسرا بادشاہ : قلب ہے یعنی دل اور زبان اس کی وزیر ہے۔ اور دل یاد حق تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور زبان کلام کی طالب ہے۔

تیسرا بادشاہ :۔ نفس ہے اور اس کا وزیر شیطان ہے۔ نفس لذّت کا خواہاں ہے۔ اور شیطان گناہ کا طالب ہے۔

جس وقت کہ نفس و شیطان ایک گھڑی کیلئے بھی باہم جُدا نہ ہوں، تو توحید و حدانیت کی تشریح اور مراتب "اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں" اپنے آپ پر اثبات کرتا ہے۔ اور خطرات نفس کی نفی کے خطرات میں دل میں محو کرتا ہے۔ اور تصدیق سے دل کی صیقل کرتا ہے۔ اس کے بعد اپنے آپ پر توحید ثابت کرتا ہے۔ اور صاحب روایت اور ہدایت کے مقابلہ میں یقین لاتا ہے۔ دل کی آنکھ کھلتی ہے۔ اور ظاہر و باطن کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ[1] بہ نماید معنی چنین باشد۔

بیت

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

ہمہ از حق شنوند و از حق گویند و از حق بینند۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :۔

تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِهٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ[2]

نعمت عظمیٰ وحدانیت، برآمدن از دوئی، یکتائی بخدا اینست نعمت عظیم، مشاہدۂ ربوبیت غرق توحید برب کریم در مقام فنا فی اللہ و مقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و مقام فنا فی الشیخ۔ این مراتب بر نفس امیر است نہ بہ نفس اسیر آری نفس پرست ہمہ کس و خدا پرست کم کس۔

بیت

خلق را طاعت بود از کسب تن　　عارفان را ترک تن طاعت بود

اسم اللہ مثل فرمان است۔ ہر کہ از اسم اللہ نافرمان است، او فرعون و ہامان است۔

بیت

اسم اللہ بس گران است بی بہا　　این حقیقت را بداند مصطفیٰ

ابیات

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است　　کہ غیر یاد خدا ہر چہ است بر باد است

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۱۵　[2] نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"تو تم جدھر منہ کرو، اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے"۔

اس کا مطلب اس طرح ہوگا۔

بیت

ہوشیار (عارف) کی نظر میں درختوں کے سبز پتے ہیں۔ ہر پتہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ایک دفتر ہے۔

تمام حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں۔ اور حق سے دیکھتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"اسکی نشانیوں پر غور کرو اور اسکی ذات میں غور نہ کرو"۔

وحدانیت نعمت عظمیٰ ہے۔ دوئی سے نکلنا اور خدا کی یکتائی کی طرف بڑھنا، یہ نعمت عظیم ہے۔ مشاہدۂ ربوبیت اور رب کریم کی توحید میں مستغرق ہونا اور مقام فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ یہ مراتب نفس پر غلبہ رکھتے ہیں، وہ نفس کے اسیر نہیں ہیں۔ ہاں نفس پرست بہت ہیں اور خدا پرست کم ہیں۔

بیت

خلق کی بندگی جسمانی مشقت سے ہے۔ جسم کا ترک کر دینا عارفوں کی بندگی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام فرمان کی طرح ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام کا نافرمان ہے، وہ فرعون اور ہامان ہے۔

بیت

اللہ تعالیٰ کا نام بہت بھاری اور بہت قیمتی ہے۔ اس حقیقت کو صرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔

ابیات

مجھ کو اپنے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر جو کچھ ہے، سب برباد ہونے والا ہے۔

دولت بہ سگان دادند نعمت بہ خران　　ما امن امانیم تماشہ نگران

باید دانست کہ ہر بلا و رنج گوناگون آفات، شر شیطان ضرر ایمان، خطرات، وتہمات، فسق و فجور فتنہ انگیز را در یک خانہ جمع کند، کلید آن خانہ دُنیا شود۔ چنانچہ مولویؒ فرمودہ است۔

مثنوی

اہل دُنیا چون سگ دیوانہ اند　　دُور شو زایشان کہ بس بیگانہ اند
اہل دُنیا کافران مطلق اند　　روز و شب در چق چق و دائما در بق بق اند

حدیث

اَلدُّنْیَا تَاْکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ[1]

دُنیا ہر آنکس بدست آرد کہ دین ایمان خود را از دست خود بگذارد۔

بیت

گدا چرا نہ زند لاف سلطنت امروز　　کہ چتر سایۂ ابر است و تخت گل بکشت

کہ بادشاہی دُنیا فانی، بادشاہی فقیر بقا را بدالاباد۔ بادشاہی دُنیا بہ ہوا تعلق دارد۔ بادشاہی فقر بخدا تعالیٰ تعلق دارد۔ مجلس اہل ہوا و اہل خُدا و اہل علماء راست نیاید۔ بادشاہی دُنیا چیست؟ حکم دُنیا و علم چیست؟ دانستن و نگاہداشتن۔ ادب شریعت یعنی علماء صاحب ادب۔ ادب علماء نگاہدار، اگرچہ صورت علماء را بہ بینی نقش بر دیوار و فقیر صاحب امر است۔

[1] الحدیقۃ الندیہ از امام عبدالغنی نابلسی

دولت (دُنیا کے) کتوں کو دے دی گئی اور نعمت گدھوں کو۔ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ اگر ہر بلا و رنج اور گوناگوں آفات، شر شیطان، ضرر ایمان، خطرات، توہمات اور فسق و فجور فتنہ انگیز کو ایک گھر میں جمع کریں، تو اُس گھر کی کنجی دُنیا ہے۔ جیسا کہ دانائے راز، حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں:۔

مثنوی

دُنیا دار مثل کتوں کے دیوانے پاگل ہیں۔ ان سے دُور ہو جا کہ یہ بہت ہی بیگانے ہیں۔

اہل دُنیا مطلق کافر ہیں۔ وہ دن رات بیہودہ گوئی اور ہمیشہ بکواس میں ہیں۔

حدیث

"دُنیا ایمان کو اس طرح کھا جاتی ہے، جس طرح کہ آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

ہر وہ شخص دُنیا کو ہاتھ میں لاتا ہے، جو اپنے دین و ایمان کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے۔

بیت

گدا ایک دن کی حکومت پر ڈینگیں کیوں نہ مارے۔ کہ چھتری کی طرح زمین پر بادل کا سایہ ہے۔ کبھی ہے کبھی معدوم ہے۔

دُنیا کی بادشاہی فانی ہے۔ فقیر کی بادشاہی ابدالاباد تک باقی رہنے والی ہے۔ دُنیا کی بادشاہی نفسانی خواہشات سے تعلق رکھتی ہے۔ فقر کی بادشاہی اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ اہل ہوا و ہوس، اہل خُدا اور اہل علماء کی مجلس باہم راس نہیں آتی۔ دُنیا کی بادشاہی کیا ہے؟ حکمت دُنیا اور علم کیا ہے؟ جاننا اور خیال رکھنا۔ شریعت کا ادب یعنی علماء صاحب ادب ہیں۔ علماء کا ادب ملحوظ خاطر رکھ۔ اگرچہ تو علماء کی صورت کو دیوار پر نقش دیکھے گا۔ اور فقیر صاحب امر ہے۔

از امر خدا بر ادب امر غالب است۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ[1]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔ اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ[2]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔ اَلْفَقْرُ ضِيَاءُ الدِّيْنِ[3]

دوستی فقراء خوبی دین است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

حُبُّ الْفَقْرِ ضِيَاءُ الثَّقَلَيْنِ[4]

دوستی فقراء روشنائی ہر دو جہان است۔ امر چیست؟ امر حق کہ در ہدایت طلب حق آنچہ خدا داند، بندہ نداند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[5]

آیت در باب ہدایت اللہ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۗ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۗ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۖ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ[6]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

اَلْمُفْلِسُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ[7]

دُنیا ہر دو بد است، خواہ بوجہ حلال خواہ بوجہ حرام آن حلال کہ بر حرام تصرف کند۔

[1] سورہ یوسف، ۱۲: ۲۱ [2] الحدیث [3] ایضاً [4] ایضاً [5] سورہ البقرہ، ۲: ۲۱۶

[6] سورہ یونس، ۱۰: ۳۵ [7] الحدیث

امر الٰہی ادب پر غالب ہے۔

"اور اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ہر شئے پر غالب ہے۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"امر (خدا) ادب پر غالب ہے۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"فقراء کی محبت دین کی روشنی ہے۔"

فقراء کی دوستی دین کی خوبی ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"فقراء دونوں عالم کی روشنی ہیں۔"

فقراء کی دوستی دونوں جہاں کی روشنائی ہے۔ امر کیا ہے؟ امر حق ہے کہ طلب حق کی ہدایت میں جو خدا جانتا ہے۔ بندہ نہیں جانتا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے۔ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

ہدایت الٰہی کے بارے میں یہ آیت کریمہ ہے:۔

"تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے۔ تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے، تو کیا جو حق تعالیٰ کی راہ دکھائے، اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے۔ تو تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"مفلس اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔"

دُنیا دونوں طرح سے بری ہے، خواہ حلال کے طریق پر کمائے خواہ حرام طور پر۔ اور وہ حلال کی کمائی بھی بری ہے، جو حرام پر خرچ کرے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عِقَابٌ[1]

ہر کہ ندارد نہ شمار در روئی بہ عرصات حساب نیارد۔

فِيمَا بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى الدُّنْيَا حِجَابٌ وَظُلْمَةٌ[2]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ[3]

دشمن فقراء از سہ بلا خالی نباشد یا منافق یا حاسد یا کافر۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ أَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ[4]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ[5]

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

اَلدُّنْيَا مَنَامٌ وَالْعَيْشُ فِيهَا اِحْتِلَامٌ[6]

پس طلب دُنیا ہر آنکس کند کہ احتلامی حرامی خونی حیضی وارث فرعون باشد مطلق در طلب ظلم و حرام و طلب فقر ہر آنکس کند کہ صاحب معرفت فیض فضل بخش زائدہ حلال را حلال طلب بذکر اللہ زندہ قلب فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باشد پس طالب دُنیا وارث فرعون است و طالب فقر وارث محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس اہل فرعون و اہل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم راست نیاید۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

مَنْ تَوَاضَعَ الْغَنِيُّ لِغِنَائِهِ فَقَدْ ذَهَبَ ثُلُثَا دِينِهِ[7]

---

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] ایضاً [4] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ

[5] الحدیث [6] نقل از صحاح [7] فتاویٰ شامی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"اس کے حلال پر (بھی) حساب ہوگا اور اس کے حرام پر عذاب ہوگا۔"

جو کوئی رکھتا نہیں اور نہ شمار کرتا ہے، تو میدان حشر میں اسے حساب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین دُنیا حجاب و ظلمت ہے۔"

دوبارہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"ہر چیز کے لیے چابی ہے اور جنت کی چابی فقراء کی محبت ہے۔"

فقراء کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا منافق ہوگا۔ یا حاسد ہوگا یا پھر کافر ہوگا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"فقراء کی محبت انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے اور فقراء کی دشمنی فرعون کے اخلاق میں سے ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"فقراء کی محبت رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی محبت ہے۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"دُنیا گویا ایک خواب (کا نام) ہے اور اس میں عیش احتلام ہے۔"

پس طالب دُنیا وہ ہے جو احتلامی، حرامی، خون حیضی وارث فرعونی ہو۔ اور مطلق ظلم و حرام کی طلب میں ہو۔ اور فقر کی طلب وہ کرتا ہے، جو صاحب معرفت ہو۔ فیض فضل بخش زائدہ ہو۔ حلال طلب ہو۔ ذکر اللہ کی وجہ سے اس کا قلب زندہ ہو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کا وارث ہو۔ پس طالب دُنیا وارث فرعونی ہے اور طالب فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہے۔ پس مجلس فرعونی و محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام درست نہیں آتی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :-

"جس امیر کی نسبت سے امیر کی تواضع کی، تو اسکے دین کا تیسرا حصہ رخصت ہوگیا۔"

وازاہل دُنیا ترک گیرد۔ مردِ حق را بہ زمولیٰ نیست دینار و زمین و زر ہر کہ را حق راز گردد، غیر حق نسیان شود۔ زین ہیچ ہیچ بگذرد، صد آفرین آن مرد را۔ مرد آنست کہ حُبّ بیخ دُنیا بکل بدل حُبّ۔ حُبّ دُنیا از دل برآوردن خیلی مُشکل یعنی فارغ شدن از شرِ شیطان مطلق مطلق اختیار کردن راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

بدانکہ اصل قائم مقام بیخ دُنیا می بینی، درمیان ہر دو تہ خانۂ شیطان است۔ ہر کہ طلب دُنیا کند و یا بمراتب دُنیا رسد، شیطان سر اہل دنیا را از سر تہ خانہ دھد و ہر دو تہ خانہ بر ہر دو چشم چشم و بر رُوی بمالد۔ بعد ازان اہل دُنیا حق را و حق شناس را و عارفان حق پرستان را بروی نہ شناسد و از حق کور چشم و باطل با شیطان بین۔ این چنین مرید طالب شود بہ شیطان لعین و از خدا عزیز دارد دُنیا بی دین مطلق کور۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [1]

بہ ریا و کفر افتد و در دل اُو بی شماری دُنیا مرض پیدا شود۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا [2]

بہ دلی کہ مرض رسید باریم خون مرض غلیظ شود۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ [3]

دلی کہ تعلق رسید، بر آن دل ختم گردد، چنانچہ منافقان و کافران خاتمہ بالشر باشد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ [4]

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۱۸ [2] ایضاً ۲ : ۱۰ [3] ایضاً ۲ : ۸۸ [4] ایضاً ۲ : ۷

دُنیاداروں کی صحبت سے مُنہ موڑلے۔ مردِ حق کے لیے دینار و زر و زمین مولیٰ سے بہتر نہیں ہیں۔ جس کسی نے راز خداوندی حاصل کرلیا اور ماسویٰ اللہ کو بھول گیا۔ وُہ ہر چیز سے گزر جاتا ہے۔ ایسے مرد پر سو آفرین ہو۔ مرد وُہ ہے جو حُبّ دُنیا پر بیخ گاڑ دے اور دل سے دُنیا کو نکالدے۔ دل سے حُبّ دُنیا کو نکالنا بہت مُشکل ہے یعنی شیطان کے شر سے مُطلق فارغ ہونا اور راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق اختیار کرنا بہت مُشکل ہے۔

دلے طالب حق! جان لے کہ اصل قائم مقام اگر تُو دیکھے، تو دُنیا (فساد) کی جڑ ہے۔ دونوں کے مابین شیطان کا تہ خانہ ہے۔ جو دُنیا کو طلب کرتا ہے اور یا دُنیا کے مراتب کو پہنچتا ہے، تو شیطان اسکا سر دونوں تہ خانوں میں دیتا ہے اور دونوں آنکھوں پر مل دیتا ہے۔ بعد ازاں اہل دُنیا حق کو اور حق شناس کو اور عارفان حق پرستوں کو چہرے سے نہیں پہچانتا۔ اور حق سے کور چشم اور باطل با شیطان بین ہو جاتا ہے۔

ایسا مُرید اور طالب شیطان لعین کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دُنیا جو بے دین اور مطلق اندھی ہے، کو عزیز رکھتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"بہرے گونگے اندھے تو وُہ پھر آنے والے نہیں"

ریا اور کفر میں پڑجاتا ہے اور اس کے دل میں دُنیا کی زیادتی سے مرض پیدا ہوجاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اُن کے دلوں میں بیماری ہے، تو اللہ نے اُن کی بیماری اور بڑھائی"

جس کے دل میں مرض ہو، وُہ خون اور پیپ سے مرض غلیظ ہوجاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں جس دل سے اسکا تعلق ہو، اس دل پر پردہ ختم ہوجاتا ہے، جیسا کہ منافقوں اور کافروں پر اسکا خاتمہ شر کے ساتھ ہوتا ہے"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اللہ نے اُن کے دلوں پر اور کانوں پر مُہر کردی اور اُنکی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے۔ اور اُن کیلئے بڑا عذاب ہے"

پس جانب صاحب عظیم رود فقیر صاحب عظمت عارف باللہ صاحب حکمت حکیم طبیب کہ داروی آن را از ہر طریق می داند کہ آنرا چشم کور روشن کند بمعرفت نور سبحانی بر دل آن را روشن وصفا کند و ذکر ربانی زبان آنرا جاری گرداند بہ طیب کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کلمۂ طیب پاک است۔ از پلیدی دُنیا بیرون برکشد و پاک کند بتلاوت قرآنی و بر گوش استماع آن را رساند، قَالَ اللّٰہُ قَالَ الرَّسُوْل، امر معروف خوف رجا ہر یک را کند بیانی۔

این چنین فقیر صاحب قوت، دین قوی و ہم صحبت با نبی شفیع پیش اہل دُنیا قدم برد۔ لائق است کہ می رود و اہل دُنیا ہم نشینی نافع المسلمین۔ امید نان و بیم جان ایمان است و فقیر را از دُنیا و اہل دُنیا ضرر و زیان است کہ عقل بموافق اکل حرام خوار بمثل سگ دیوانہ از خدا بیگانہ، چنانچہ مولوی رومؒ فرمودہ است۔

بیت

اہل دُنیا چون سگ دیوانہ اند　　دُور شو زایشان کہ بس بیگانہ اند

ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ[1]۔ عمر گران مایہ بہ دُون دُنیا ضائع کند و قدم براہ مولیٰ نزند۔ دون پرست باہوای خود مست۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ[2]

بنابران ہر دو چشم عارفان از دُنیا و عقبیٰ بمراقبۂ تفکر پوشیدہ اند کہ بہ از مولیٰ و لذت مولیٰ از ہر دو جہان اولیٰ نہ دیدہ اند، اگرچہ نزد خلق فقیر مجنون دیوانہ اہل زشت و باطن غرق باشتغال اللہ بہ حلاوت و لذت و جمعیت و شوق بہ از بہشت۔

[1] سورۃ المؤمنون، ۲۳ : ۳۶ [2] الحدیث

پس صاحب عظمت فقیر عارف باللہ صاحب حکمت حکیم طبیب صاحب عظیم کی جانب چلتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے علاج کو ہر طریق سے جانتا ہے اور اس کی اندھی آنکھ کو نور سبحانی کی معرفت سے روشن کر دیتا ہے۔ اور اس کے دل کو روشن اور صفا کر دیتا ہے اور ذکر الٰہی سے اس کی زبان کو کلمۂ طیب سے جاری کر دیتا ہے۔ کیونکہ کلمۂ طیب پاک ہے۔ اور وہ دُنیا کی پلیدی سے باہر کھینچتا ہے۔ اور قرآن پاک کی تلاوت سے پاک کرتا ہے۔ اور قال اللہ اور قال رسول اللہ پر اس کو سننے کی توفیق دیتا ہے۔ امر بالمعروف اور خوف و رجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے۔

ایسا فقیر صاحب قوت، اسکا دین قوی، حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات شفیع المذنبین کا صحبت یافتہ اہل دُنیا کے سامنے قدم لے جاتا ہے۔ اگر لے جائے، تو لائق ہے کہ اُسے اہل دُنیا سے کھینچے کہ دنیا والوں کو بھی فائدہ حاصل ہو جائے۔ (لیکن اس میں) روٹی کا طمع اور ایمان و جان کا خوف ہے۔ اور فقیر کو دُنیا اور اہل دُنیا سے ضرر و نقصان ہے۔ کیونکہ عقل کے موافق حرام خور کی خوراک دیوانے کُتے کی طرح ہے، جو خدا سے بیگانہ ہے۔ چنانچہ عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔

بیت

دُنیا دار کتوں کی طرح دیوانے پاگل ہیں۔ ان سے دُور ہو جا، کیوں کہ یہ بیگانے لوگ ہیں۔

افسوس، افسوس کہ (انسان) قیمتی عمر کمینی دُنیا میں ضائع کر دیتا ہے اور راہ مولیٰ میں قدم نہیں رکھتا۔ کمینہ پرست اور اپنی نفسانی خواہشات کے ساتھ مست ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"وقت کاٹنے والی تلوار ہے"۔

اسی بنا پر عارفوں نے دُنیا اور آخرت سے تفکر کے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں کہ مولیٰ سے بہتر اور مولیٰ کی لذت دونوں جہان سے اولیٰ نہیں دیکھی گئی۔ اگرچہ مخلوق کے نزدیک فقیر دیوانے، پاگل اور بُرے ہیں۔ لیکن مستغرق الی اللہ ہیں۔ لذت، حلاوت، جمعیت اور شوق بہشت سے بھی بہتر ہیں۔

پیدائش عاشقان از آن خشت پیدا و ہویدا شد۔ از نور سرشت الٰہی۔ در وجود آدمی چہار دریا عمیق مجموع کردی،

چنانچہ دریای شہوت و دریای حرص، و دریای طمع و دریای زینت دنیا دلبر مودی کہ ای سعید عیدی! ہر چہار دریای را در وجود نگہدار کہ از وجود آب ازان دریای بیرون نبر آید۔ الٰہی بجز توفیق رفیق تو قطرہ کی تواند بہ عقل نگہداشت و آدمی را چہار عقل و بہ چہار جسم و در آن چہار نفس بہ چہار اسم و دو روح، روح نباتی یعنی عام و روح جمادی، چنانچہ بانسان کامل تمام و از چہار طریق علما را از طریق علم تحقیق عقل کمال اگر در اعمال افعال والا نہ ہر کمالی را زوالی است و عقل فقرا از طریق اشتغال اللہ بوحدانیت وصال، اگر در شریعت راسخ ماند، صاحب وصال والا نہ زوال بہ عقل منافقان و کاذبان و جاہلان و اہل دنیا اظلم بموافق مراتب بدخصال و بموافق احوال گردنبدہ گردندہ و عقل کافران نار کہ اعتبار نیارند بہشت با آخرت دیدار پروردگار و شکر را نمی دانند و دین خود را دنیا بہ شناسند۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ[1]

و عقل کلی انبیاء و اولیاء را است۔ و گر عقل جزو بمردم عام۔ ناقص عقل بی عقل و سر ہوا است کہ دلیل عقلی و نقلی دلالت میکند بر حق و عقل انبیاء و اولیاء بر حق و ہر کہ طلب باطل کند، جانب حق نیاید۔ عقل آنست کہ بموافق نص حدیث عقلی و علمی کہ از راہ حکمت از نص حدیث بیرون کشد۔ یقین است کہ پیشۂ ابلیس کہ ابلیس را عقل و علم بہ ہوا کبر برد۔ ابلیس علم از حکمت داشت۔ خود را حکیم دانست۔

[1] سورہ البقرہ ۲: ۱۵۲

عاشقوں کی پیدائش اس نور سرشت الٰہی کی اینٹ سے پیدا اور ظاہر ہوئی۔ وجود انسانی میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مندرجہ ذیل چار گہرے دریا جمع کیے ہیں۔

پہلا دریا: دریائے شہوت ہے۔ دوسرا دریا: دریائے حرص ہے۔ تیسرا دریا: دریائے طمع ہے۔ چوتھا دریا: دنیا کی زینت ہے۔ اور اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے صالح بندے! ان چار دریا کو اپنے وجود میں نگاہ رکھ کہ وجود سے اس دریا کا پانی باہر نہ نکلے۔ اے الٰہ العالمین! بجز تیری توفیق رفیق کے ان دریاؤں سے عقل کے ساتھ قطرہ کی کیسے نگہداشت کی جاسکتی ہے؟ اور آدمی کی چار عقل اور چار جسم ہیں۔ اور اس میں چار نفس چار اسم کے ساتھ اور دو روح۔ ایک نباتی یعنی عام اور دوسری روح جمادی۔ چنانچہ انسان کامل کے ساتھ تمام اور ہر چار طریقوں سے علمائے کرام کو علم کے طریق سے تحقیق عقل کا کمال اگر اعمال و افعال میں کارفرما ہے، ورنہ ہر کمال کو زوال ہے اور عقل فقرا اشتغل اللہ کے طریق سے وحدانیت کے ساتھ وصال ہے۔ اگر شریعت میں پکا رہے، تو صاحب وصال ہے، ورنہ صاحب زوال ہے۔ منافقوں، جھوٹوں، جاہلوں اور اہل دنیا کی عقل ظلم ہے، بری عادات کے مراتب کے مطابق اور غلاموں کے احوال کے موافق اور کافروں کی عقل دوزخ ہے کہ وہ بہشت یا آخرت اور لقائے ربوبیت پر اعتبار نہیں کرتے اور شکر کو نہیں جانتے۔ اور وہ دین دے کر دنیا خریدتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔"

عقل کلی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے اللہ کی ہے اور عقل جزوی عام لوگوں اور ناقص عقل رکھنے والوں، بے عقل اور نفسانی خواہشات کے حامل لوگوں کی ہے۔ کیونکہ دلیل عقلی و نقلی حق کی دلالت کرتی ہے۔ انبیاء و اولیاء کی عقل حق پر ہے۔ اور جو کوئی باطل کو طلب کرتا ہے، وہ حق کی طرف نہیں آتا۔ عقل وہ ہے جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو، جو عقل اور علم راہ حکمت سے قرآن و حدیث سے باہر ہو، یقینی بات ہے کہ وہ پیشۂ ابلیس ہے، کیونکہ ابلیس کو عقل و علم ہوا و نفس اور تکبر کی طرف لے گیا۔ ابلیس علم و حکمت کا مالک تھا اور خود کو حکیم جانتا تھا۔

حدیث قدسی

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ[1]

علمی کہ امر بجا نیارد و بحق نہ برد۔ (سرتاپا حجاب است)۔

بیت

باہُوؒ باشریعت یار شو بیدار شو　　لایق دیدار شو دلدار شو

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنَ لَا یَسْعَیَانِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ کَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اَلدُّنْیَا وَالدِّیْنُ اُخْتَانِ لَا یَنْکِحُ بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ[3]

فرمودہ است صاحب مدینہ کہ دُنیا تصرف شبینہ بر روزینہ و روزینہ بہ شبینہ اینست۔

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ[4]

ای کور چشم نابینا اگر شخصی گوید کہ دین و دُنیا ہر دو بر من عطا است از پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم بہتر نباشد، غلط گوید خطا است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔

اُتْرُکِ الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا[5]

فرمودہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم :۔

"بعضی از دُنیا ترک کنند از برای رجوعات خلق و زیادتی دُنیا"۔

---

[1] حدیث قدسی [2] الحدیث [3] ایضاً [4] ایضاً [5] ایضاً ۔

حدیث قدسی

"علم اللہ تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے"۔

جو علم احکام کو بجا نہ لائے، اور حق کی طرف نہ لے جائے، وہ سراسر حجاب ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! شریعت کے ساتھ دوستی کرنے والا اور بیدار رہ۔ لائق دیدار ہو اور دل رکھنے والا ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"ایک دل میں دین و دُنیا کی محبت یعنی دونوں کی محبت نہیں آسکتی، جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے"۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"دین و دُنیا دونوں بہنیں ہیں اور دونوں بہنوں میں نکاح نہیں ہوتا"۔

صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا :۔

"دُنیا کا شبینہ کے ساتھ تصرف روزینہ ہے اور روزینہ کا تصرف شبینہ کے ساتھ ہے"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"دُنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔

اے آنکھ کے اندھے! اگر کوئی آدمی کہے کہ دین و دُنیا ہر دو مجھ پر عطا ہیں، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر نہ ہوگا، غلط کہتا ہے اور خطا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"دنیا کا ترک کرنا دنیا کیلئے ہے"۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"کہ بعض لوگ دُنیا کو رجوعات خلق اور دُنیا ان کے پاس زیادہ آئے، کی خاطر ترک کرتے ہیں"۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :- لَا طَامِعَ لَا مَانِعَ لَا جَامِعَ ؛[1]

اگر کسی دھد منع مکن و اگر کسی نیاورد، طمع مکن و اگر بیاید جمع مکن۔

اگر شخصی گوید کہ من آنچہ در ملک خود درم و دینار، نقد و جنس و املاک دارم برای طمع شوم بر نفس خود نیست، بلکہ بجہت بیوہ زنان و فقیران و مسکینان و مستحقان و عاجزان و گرسنگان و یتیمان داریم۔

باید دانست کہ این ہمہ مکر و فریب، حیلۂ شیطان کہ طالب دُنیا بسیار است۔ دُنیا طلب بطالبان رساند و چرا خود طالب بمولیٰ نشود۔ این شہرت پذیر بجہت نام و ناموس و غوغا رسوائی است۔ درین مرتبہ نہ فقر صفائی است۔

شرح اسم ذات

دانی چون روح اعظم در وجود آمد آغاز کرد گفت: یا اللہ جل شانہ تا قیامت برخیزد ہنوز بہ کنۂ انتہا نام اللہ کس نہ رسیدہ باشد۔ ہر علمی و ہر صحیفہ و ہر الہام و ہر کتاب، چنانچہ توریت و انجیل و زبور و فرقان ہمہ شرح اسم اللہ است۔ ہر انبیاء و اصفیاء و اولیاء و ہر علمی ظاہر و باطن خواند، از برای ماہیت دریافتن اسم اللہ و از الوہیت ہوتیت معرفت اسم اللہ مراتب فنا فی اللہ رسد۔ کدام علم از اسم اللہ و از الوہیت فائق تر بود کہ روی از اسم اللہ بگردانی و آن را نہ بخوانی و اسم اللہ را بگذاری و آن را پیش نیاری بنا بران سیاہ دل مُردہ شوی در طلب ذلت و خواری۔

بیت

آنچہ خوانی از اسم اللہ بخوان　　اسم اللہ با تو ماند جاودان

[1] الحدیث

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:-

"طمع نہ کر، منع نہ کر اور جمع نہ کر"

اگر کوئی دے، تو منع مت کر اور اگر کوئی نہ لائے۔ تو طمع (اپنے دل میں) نہ رکھ، اور اگر (نقد و مال) آتا ہے۔ تو جمع نہ کر۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں جو کچھ ملکیت میں اپنے پاس درم و دینار، جنس و املاک رکھتا ہوں مجھ کو اپنے شوم نفس اور طمع کے لیے نہیں ہے، بلکہ بیواؤں، فقیروں، مسکینوں، غریبوں، عاجزوں، بھوکوں اور یتیموں کیلئے ہے۔

جاننا چاہیے کہ یہ سب مکر و فریب اور حیلۂ شیطانی ہے، کیونکہ وہ دُنیا کی بسیاری کا خواہاں ہے۔ وہ دُنیا کو اس کے چاہنے والوں کو پہنچاتا ہے۔ اور وہ خود کیوں طالب مولیٰ نہیں ہوتا؟ یہ سب کچھ نام و ناموس اور چرچا اور رسوائی کیلئے ہے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اس مرتبہ میں صفائی فقر نہیں ہے۔ یعنی اس کو فقر نہیں کہہ سکتے۔

اسم اللہ کی تشریح

تو جانتا ہے کہ جب روح اعظم وجود میں آئی اور اس نے یا اللہ جل شانہ کہنا شروع کیا۔ جب تک قیامت اُٹھتی ہے، اُس وقت تک ابھی تک اللہ کے نام کی انتہا کی کنہ تک کوئی شخص نہیں پہنچا۔ اور ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر الہام اور ہر کتاب مثلاً توریت، انجیل، زبور اور فرقان حمید سب اللہ کے نام کی شرح ہیں۔ اور ہر انبیاء و اولیاء جو علم ظاہر و باطن حاصل کرتا ہے، وہ اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کے لیے ہے۔ اور الوہیت ہوتیت سے معرفت اسم اللہ اور فنا فی اللہ کے مراتب تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ (پس) کونسا علم اسم اللہ اور الوہیت سے زیادہ فائق ہے۔ کہ تو اسم اللہ سے منہ پھیرتا ہے اور اس کو پڑھتا نہیں اور اسم اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، اور اس کو اپنے سامنے نہیں لاتا۔ یہی وجہ ہے کہ مُردہ اور سیاہ دل ہے اور ذلت و خواری کی طلب میں ہے۔

بیت

جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے، اسم اللہ سے پڑھ۔ کیونکہ اللہ کا نام ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

کسی راکہ علم کُلّی زیادہ شود، عقل کُلّی زیادہ کسی راکہ عقل کُلّ رہبر گردد، برکت اسم اللہ شوق توحید، طلب مولیٰ وصفائی دل ومعرفت وکشف الاسرار وحیرت وخوف ورجار و ترک وتوکل مجموعۂ اوصاف الٰہی جمعیت بہر اعضا از گناہ ناشائستہ در طاعت وامان اللہ بالتصور اسم اللہ غرق شود وغرق خاص الخاص آن است۔ چُون بہ تصور اسم اللہ غرق شُد واز چشمہ ذکر نُور اللہ کہ آنرا رُوح الفرح فیض اللہ گویند۔ آن جثۂ نور اللہ رُوح فتوح در قندیل در آید، آن قندیل پُر نُور الٰہی وحدت نامتناہی باسم اللہ ذات کہ بیرون از شش جہات لامکان کہ نشان او لانشان است کہ صُورت آن نُور بستن پریشان است۔ کسی کہ در آن مقام رسد، مطلق صاحب استغراق شود۔ مراتب اُو اینست۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ط[1]

درین مقام فقیر اولیاء اللہ را ممات وحیات یکی گردد، از برای آنکہ جثۂ او گرچہ زیر خاک باشد، رُوح آن را در قندیل نور اللہ فوق العرش مستغرق می باشد۔ چُون روز قیامت قائم شود وصاحب مستغرق در جثۂ قبر در آیند واز قبر می خیزند وبگویند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم متی چنان باشد کہ سر بہ عرش زنند۔ اینست کمالیت شوق ومعرفت حق وتصور وتصرف اسم اللہ برحق۔ این را فقیر صاحب گنج گویند یعنی برکت اسم اللہ حاصلیت واصلیت معرفت بی رنج۔ مُرشد این چنین مُشکل کشا وصاحب گنج باید۔ مُرشد ناقص مقلد بہ ہیچ کار نیاید۔ مُرشد شُدن نہ آسان کار۔ در ہدایت اللہ اسم اللہ در راہ مُرشدی عظیم گنج سرّ اسرار۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :۔ اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی ط[2]

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ط

این آیت ہم دلالت کُند بغرق توحید واستغراق دل وقندیل پُر نُور اللہ روشن از

[1] الحدیث [2] ایضاً

جس شخص کا علم کلّی زیادہ ہوتا ہے، اسکی عقل کلّی بھی زیادہ ہوجاتی ہے۔ جس شخص کی عقل کُلّ اسکی رہبر بن جائے، تو اسم اللہ کی برکت سے اسکا شوق توحید، طلب مولیٰ، صفائی دل، معرفت، کشف الاسرار، حیرت، خوف ورجار، ترک، توکل، مجموعۂ اوصاف الٰہی، ہر اعضا میں جمعیت اور طاعت میں ناشائستہ گناہوں سے اجتناب بڑھتا ہے، اور وُہ تصور اسم اللہ کے ساتھ امان الٰہی میں غرق ہوجاتا ہے۔ اور اسی کا نام خاص الخاص غرق ہے۔ جب وُہ تصور اسم اللہ میں غرق ہُوا اور اللہ کے نُور کے ذکر کے چشمہ سے فیضیاب ہُوا، تو اس کو رُوح الفرح فیض اللہ کہتے ہیں۔ وُہ نُور الٰہی کا جُثّہ رُوح فتوح کی قندیل میں آتا ہے اور وُہ وحدت نامتناہی پُر نُور الٰہی کی قندیل اسم اللہ ذات کے ساتھ شش جہات لامکان کے باہر، کہ جس کا نشان لانشان ہے اور اس صُورت نور کا باندھنا پریشان کُن ہے سمجھ سے بالاتر ہے، جو اس مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ مطلق صاحب استغراق ہوتا ہے۔ اس کے مراتب یہ ہیں :۔

"مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ بیشک اولیاء اللہ مرتے نہیں"۔

اس مقام میں اولیاء اللہ فقیر کی موت اور زندگی ایک ہوجاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کا جسم اگرچہ زیر خاک ہوتا ہے۔ لیکن اس کی رُوح نُور الٰہی کی قندیل میں عرش کے اُوپر مستغرق ہوتی ہے۔ بروز محشر جب صاحب مستغرق جثۂ قبر میں داخل ہوں گے اور پھر قبر سے اُٹھیں گے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہیں گے۔ تو اُن کی مثی اس طرح ہوگی کہ وُہ اپنا سر عرش پر ماریں گے۔ یہ ہے کمالیت شوق اور معرفت حق اور حق پر اسم اللہ کا تصور وتصرف۔ اس کو فقیر صاحب گنج کہتے ہیں۔ یعنی اسم اللہ کی برکت سے بغیر محنت کے معرفت خداوندی کو حاصل کرنا اور اس سے واصل ہونا۔ ایسا مُشکل کشا صاحب گنج مُرشد ہونا چاہیے۔ ناقص مقلد مُرشد کچھ کام نہیں آتا۔ مُرشد ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مُرشدی کی راہ میں ہدایت الٰہی اسم اللہ میں سرّ اسرار کا عظیم خزانہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

یہ آیت بھی غرق توحید اور استغراق دل کی طرف دلالت کرتی ہے۔ اور نُور الٰہی

آفتاب روشن تر و شجرہ روغن زیتون را از محبت محرمیت الٰہی می دہد۔ کلمہ خبر خیر اللہ عطاء اللہ فیض بخش اِلَّا اللّٰہُ۔ آیت کریمہ اینست:۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ؕ[1]

وانی کہ ہیچ نبود اللہ۔ کجا بود اللہ؟ ہما بود۔ ما کجا بودیم مع اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ؕ[2]

پس درمیان کلام اللہ دیگر نہ گنجد کہ بجز اللہ۔ از اللہ کدام کلام و نام فایق تر کہ نام او گیرم۔ نام اللہ صانع غیر مخلوق است و دیگر صفت مخلوق است۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

لَا طَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ ؕ[3]

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا ؕ[4]

پس طالبان اللہ مع اللہ چنان یگانہ خدا نہ از خدا جدا۔

---

[1] سورہ النور، ۲۴ : ۳۵ : ۳۶ [2] سورہ الحدید، ۵۷ : ۴

[3] مشکوٰۃ [4] سورہ الحج، ۲۲ : ۲۶

سے پُر روشن قندیل سُورج سے بھی روشن تر ہے۔ اور روغن زیتون کا درخت محرمیت الٰہی کی محبت کی خبر دیتا ہے۔ خیر اللہ عطاء اللہ کی کلمہ خبر اِلَّا اللّٰہُ کے فیض بخش کا نتیجہ ہے۔ آیت کریمہ یہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ نُور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کے نُور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے۔ برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے۔ نُور پر نُور ہے۔ اللہ اپنے نُور کی راہ بتاتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کیلئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اُن میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام"۔

تُو جانتا ہے کہ جب کچھ نہیں تھا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ کہاں تھا؟ وہ ہمارے ہمراہ تھا اور ہم کہاں تھے؟ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ تھے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم کہیں ہو"۔

پس کلام الٰہی کے درمیان دوسرا نہیں سماتا بجز نام الٰہی کے۔ اللہ تعالیٰ سے (بڑھ کر) کونسا کلام اور نام فائق تر ہے کہ اسکا نام لوں، اللہ تعالیٰ کا نام غیر مخلوق صانع ہے اور باقی سب مخلوق ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طاعت کرنے کا کسی کو حق نہیں یعنی معصیت خالق میں مخلوق کی طاعت ناجائز اور حرام ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"میرا کوئی شریک نہ کر"۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ کے طالب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے یگانہ ہیں کہ نہ خدا اُن

بیت

ہرکرا قُدرت نماید باظہور　　غرق فی اللہ گشت وحدت باحضور

اما این آیت کریمہ را بجہت یکتائی حق حجاب پارہ بی حجاب اللہ غرق بحق نظارۂ کلام اللہ باستخارہ ویا برزبان آشکارا بخواند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ[1]

باسم اللہ ہرکہ تصور نظر نگاہ گیرد کہ رُوح زندہ شود و نفس بمیرد۔

ابیات

دیدہ از دل می کشاید راز تن　　روز و شب با حق جلیس و حق سخن

ہرکرا شُد از مربی التفات　　بی حجاب و غرق فی اللہ شُد نجات

شرح قلب و ذاکر قلبی

ذکر قلبی قلب کرا گویند و ذاکر قلبی از چہ چیز شناختہ می شود۔

بدانکہ ذکر قلبی چہ چیز است؟ قلب بدہ صفت موصوف۔ آنرا ذکر قلبی گویند۔

اوّل قلب بمثل آفتاب تابد۔ از روشنی آفتاب چراغ روشن و تاریک شب را چہ قدرت است کہ شعلہ شعاع زند، بلکہ عام و خاص بمثل ذرہ وار از آفتاب بہرہ ور شوند۔

[1] سورہ الانعام، ۶ : ۱۰۴

سے جُدا ہے اور نہ ہی وُہ خُدا سے جُدا ہیں۔

بیت

جس کسی پر قُدرت اپنا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ وُہ (فوراً) فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور وحدت میں باحضور ہو جاتا ہے۔

لیکن اس آیت کریمہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکتائی کے لیے حجاب پارہ اور بغیر حجاب اللہ غرق بحق نظارہ کلام الٰہی استخارہ کے ساتھ پڑھے اور یا زبان پر آشکارا پڑھے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اسکے احاطہ میں ہیں"۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو کوئی تصور نظر نگاہ کرتا ہے، اس کی رُوح زندہ ہو جاتی ہے اور نفس مر جاتا ہے۔

ابیات

جب دل کی آنکھ کُھل جاتی ہے، تو وُہ جسم کے راز کو جان لیتا ہے۔ روز و شب اللہ تعالیٰ کا مصاحب اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔

جس کسی کو اپنے مربی کے ساتھ خاص توجہ ہے۔ وُہ بغیر کسی حجاب (رکاوٹ) کے آناً فاناً غرق فی اللہ ہو کر نجات پا لیتا ہے۔

قلب کی تشریح اور ذاکر قلبی

ذکر قلبی قلب کس کو کہتے ہیں؟ اور ذاکر قلبی کس چیز سے پہچانا جاتا ہے؟

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر قلبی کیا چیز ہے؟ قلب دس صفات سے موصوف ہے۔ اس کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔ قلب مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے :۔

قلب کی پہلی قسم :۔ قلب سُورج کی طرح چمکتا ہے۔ سُورج کی روشنی سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ اور اندھیری رات کو کیا قُدرت ہے کہ کرنوں سے شعلہ زن ہو۔ بلکہ عام و خاص ذرّہ کی طرح سُورج سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

دوم قلب بمثل آب حیات۔ ہر کہ از چشمۂ آب حیات ساغر معرفت الٰہی نوش، مست و دیوانہ بیہوش۔ دُنیا و عقبیٰ ہر دو را کرد فراموش، از نفس و ہوا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1]

آن را سیر سفر باطنی خضر گویند کہ ظاہر حضرت خضرؑ در طلب مجلس اُوست و اُو غرق بدوست۔ این صاحب قلب را یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسِ اولیاء اللہ گویند۔

حدیث

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ[2]

قلب سوم بمثل سنگ لعل کہ دوام بمدنظر اللہ کہ در آن قلب سنگ لعل نورُ اللہ پیدا شود۔ از آن معرفت ربانی ہویدا گردد۔

چہارم قلب بمثل آتش عشق محبت الٰہی کہ لاسوی اللہ ہمہ سوختہ گردد و آنچہ خس و خاشاک گمراہی قلب۔

قلب پنجم بمثل ظلمات گنج۔ مُرشد کامل این طلسمات را بانظر بشکند بی محنت و بی رنج۔ صاحب قلب خزائن اللہ و گنج۔

ششم قلب بمثل آئینہ کہ با تصور اسم اللہ تماشہ ہر دو جہان را ببیند۔ در ہر آئینہ ہر یک را از راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق بکُن معائینہ۔

قلب ہفتم بمثل ولایت ہدایت اللہ ملک عظیم بعظمت کریمہ۔ ہر کہ درین دار الامان در آید، آنرا خشم و غصہ نہ شاید۔

ہشتم قلب بمثل کان کرم کہ از آن کان علم واردات فتوحات غیبی کہ آنرا علم الہام علم لدُنّی معرفت مولیٰ تمام۔

[1] سورہ النجم، ۵۳: ۱۷ [2] کتاب معرفت بوستان جلد اول، شرح معرفت مثنوی مولانای رومؒ۔

قلب کی دوسری قسم: قلب آب حیات کی طرح ہے۔ جس کسی نے آب حیات کے چشمہ سے ساغر معرفت خداوندی پی لیا، وہ مست، دیوانہ اور بیہوش ہوگیا۔ دُنیا اور عاقبت دونوں کو فراموش کر دیا۔ اور نفس و نفسانی خواہشات سے گزر گیا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی"۔

اسے سیر سفر باطنی خضر کہتے ہیں۔ کہ ظاہری طور پر حضرت خضر علیہ السلام اس کی مجلس کی طلب میں ہیں۔ اور وہ دوست میں مستغرق ہے۔ اس صاحب قلب کو یحی القلب ویمیت النفس (قلب زندہ اور نفس مُردہ) اولیاء اللہ کہتے ہیں۔

حدیث

"بیشک میرے اولیاء میری قبا میں ہیں، انکو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا"۔

قلب کی تیسری قسم:۔ قلب سنگ لعل کی طرح ہوتا ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مدنظر رہتا ہے۔ اس قلب میں سنگ لعل کی طرح اللہ تعالیٰ کا نور پیدا ہوتا ہے۔ اس سے معرفت الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔

قلب کی چوتھی قسم:۔ آگ کی طرح بجز محبت عشق خداوندی کے دیگر تمام کو جلا دیتی ہے۔ اور جو کچھ خس و خاشاک ہے، وہ سب قلب کی گمراہی ہے۔

قلب کی پانچویں قسم:۔ قلب ظُلمات خزانہ کی طرح ہے۔ مُرشد کامل ان طلسمات کو نظر کے ساتھ بغیر محنت و رنج کے توڑ دیتا ہے۔ صاحب قلب خزائن الٰہی اور گنج الٰہی ہے۔

قلب کی چھٹی قسم:۔ قلب شیشہ کی طرح ہے کہ اللہ کے نام کے تصور کے ساتھ دونوں جہان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس میں ہر ایک کی تحقیق راہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرتا ہے۔

قلب کی ساتویں قسم:۔ قلب ولایت و ہدایت الٰہی کی طرح بعظمت کریم ملک عظیم ہے۔ جو کوئی اس دار الامانت میں آتا ہے، اسکو غصہ و غضب زیب نہیں دیتا۔

قلب کی آٹھویں قسم:۔ قلب کان کرم کی طرح ہے۔ کہ اس کان سے علم واردات اور فتوحات غیبی کہ اُسے علم الہام، علم لدُنّی اور معرفت خداوندی تمام کہتے ہیں۔ (ظاہر ہوتے ہیں)۔

نہم قلب باشتغال اللہ غریق۔ و

دہم قلب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[1] قرب اللہ صاحب قلب کہ بقرب حضور از نفس و شیطان و از دُنیا و اہل دُنیا خلق دُور بحق مستغرق و مسرور۔

این حقیقت صاحب باطن صاحب قلب را چہ داند زاہد، ریاضت باریا، مغرور، خود فروش، الغرض آنکہ علم و ریاضت، وظائف تعلق بزبان دارد کہ آن مطلق قال و صاحب قال بی خبر از ذکر فکر، باطنی معرفت الٰہی، قرب وصال کہ از گویائی زبان دل بیخبر است۔

علم اقرار است و ذکر دل تصدیق قلب کہ نفاق بدل تعلق دارد شخصی را کہ تصدیق قلب و صافی معرفت بذکر اللہ دل بدست نیاید و از نفاق بیرون نہ برآید، ظاہر و باطن اقرار باللسان۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَکْبَرِ[2]

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ[3]

این چنین بسیار ناطق بشر کہ صورت آدمی و سیرت گاؤ خر قلب یک نور ست سرّ اسرار الٰہی کہ میدھد ظاہر و باطن از ہر طریق آگاہی۔ کامل و دانا آنست کہ ظاہر بمطالعۂ ورق و باطن اشتغال اللہ بہ قلب غرق۔

اکثر مردمان کہ ذکر قلب بسرود زیادہ تر جنبش دل می گردد غلط می گویند کہ این جنبش شیطانی۔

بیت

دل کہ جنبد می جنباند عرش را　　دل کہ جنبد با سرود سر ہوا

ہر کہ صفت قلبی صاحب قلب۔ ہر کہ ذہ صفت قلب نہ داند، آن صاحب

[1] سورہ اخلاص ۱۱۲۔ [2] حدیث قدسی [3] حدیث نقل از شرح شیخ فریدالدین عطارؒ۔

قلب کی نویں قسم:۔ اشتغال الٰہی میں مستغرق ہونا ہے۔

قلب کی دسویں قسم:۔ تم فرماؤ، وہ اللہ ہے۔ وہ ایک ہے۔ صاحب قلب اللہ سے قربت رکھتا ہے۔ اور حضوری کی قربت کی وجہ سے نفس، شیطان، دُنیا اور اہل دُنیا اور مخلوق سے دُور اور اللہ تعالیٰ میں مستغرق اور مسرور رہتا ہے۔

صاحب قلب اور صاحب باطن کی اس حقیقت کو زاہد اور ریا کے ساتھ ریاضت کرنے والا، مغرور اور خود فروش کیا جانے؟ الغرض جو علم و ریاضت و وظائف زبان سے متعلق ہیں، وہ سب مطلق قال ہیں اور صاحب قال ذکر فکر، باطنی معرفت الٰہی اور قرب وصال سے بیخبر ہے۔ کیونکہ زبان کی گویائی سے دل بیخبر ہے۔

علم (زبان کا) اقرار ہے۔ اور ذکر دل قلب کی تصدیق ہے۔ کیونکہ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے۔ جس شخص کو تصدیق قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ سے دل ہاتھ میں نہیں آتا اور نفاق سے باہر نہیں آتا، تو وہ سراسر منافق ہے، ظاہر و باطن زبان سے اقرار ہے۔ اور علم اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا حجاب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہوگئی"۔

اس قسم کے بہت سے ناطق بشر ہیں، جو انسان کی صورت رکھتے ہیں، لیکن سیرت کے لحاظ سے بیل اور گدھے ہیں۔ قلب اللہ تعالیٰ کے رازوں کا نور ہے، جو ہر طریق سے ظاہر و باطن کی خبر دیتا ہے۔ کامل و دانا وہ ہے، جو ظاہری طور پر ورق کے مطالعہ میں رہتا ہے لیکن باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کے شغل میں مستغرق رہتا ہے۔

اکثر آدمیوں کا قول ہے کہ ذکر دل سرود سے زیادہ حرکت کرتا ہے۔ لوگ یہ غلط کہتے ہیں۔ اصل میں یہ شیطانی جنبش ہے۔

بیت

جب دل متحرک ہوجاتا ہے، تو عرش کو ہلا دیتا ہے۔ اور وہ دل جو سرود کے ساتھ جنبش کرتا ہے، وہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جو کوئی صفت قلبی رکھتا ہے، وہ صاحب قلب ہے۔ جو کوئی قلب کی دس صفات

کلب کہ آنرا طلب دُنیا جیفہ وار کردہ سلب، مجلس اہل قلب و اہل کلب راست نیاید کسی را کہ قلب باسم اللہ ظاہر و باطن آنرا مشروحًا می نماید، ظاہر و باطن کہ آنرا ظاہر باطن یکی شود عیب نیست کہ این فیض بخش معرفت عطاء از خدا است۔ ہر کرا اللہ بخشد۔

باید دانست کہ ہر دو جہان کل مخلوقات نہ فلک و ہفت طبق زمین، مقامات علوی و سفلی کبریٰ، صغریٰ علم قدرت الٰہی ظاہری و باطنی ہژدہ ہزار عالم کمال جزو کل در طی اسم اللہ است و اسم اللہ در طی قلب است۔ چون اسم اللہ در قلب بذکر اللہ از نظر مرشد کامل ولی اللہ قلب در جوش در آید، بنام اللہ زبان کشاید اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ ضرب سخت بر دل زند، طالب اللہ از خروش اسم اللہ از خود بیخود بیہوش شود۔ پردۂ ظلمانی شیطانی خناس خرطوم نفسانی ہمہ پارہ پارہ شود و مشاہدۂ حقیقی در راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقی رُخ نماید۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان کہ می گردد الف در بسم پنہان

چون درین مقام طالب اللہ رسد، ظاہر بخورد حرام و باطن با مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مدام۔ اینست فقر تمام یعنی ظاہر خورد حرام، خشم غصہ و باطن بر آید از حرص، حسد، کبر، منی، ہوا و خود پرستی۔ جثہ محسن الخلق۔

این مراتب خلیق شریف لطیف گویند یعنی صاحب التفات فقرا راہ صرف از اسم اللہ ذات است کہ ذاکر شاغل اہل ذات را بہر طاعت قالی دیگر و حالی دیگر و ہم خیالی دیگر و بہر لحظہ جانی دیگر و مکانی دیگر و بیانی دیگر و نشانی دیگر و می خورند شب و روز از خون جگر خوردن ایشان از ہر طعامی مجاہدہ و خواب ایشان وحدت مشاہدہ۔ اینست وصال

نہیں جانتا، وہ صاحب کلب ہے۔ جس کو دُنیا مردار کی طلب ہے۔ (پس) اہل کلب اور اہل قلب کی مجلس باہم درست نہیں آتی۔ جس شخص کو اسکا دل اسم اللہ کے ساتھ ظاہر و باطن مشروحًا دکھاتا ہے، اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے، کیونکہ یہ فیض بخش معرفت عطائے الٰہی کی وجہ سے ہے۔ جس کسی کو یہ فیض اللہ تعالیٰ عنایت کرے۔

جاننا چاہیے کہ دونوں جہاں کی کُل مخلوقات نو آسمان اور سات طبق زمین، مقامات علوی، سفلی، کبریٰ و صغریٰ، قدرت الٰہی کا ظاہری اور باطنی علم اور اٹھارہ ہزار عالم کمال جزو و کل سب اللہ تعالیٰ کے نام میں لپٹے ہوئے ہیں۔ اور اسم اللہ قلب کی طے میں ہے۔ جب اللہ کا نام قلب میں مرشد کامل ولی اللہ کی نظر سے ذکر اللہ کے ساتھ جوش میں آتا ہے اور اللہ کے نام سے زبان کھولتا ہے۔ اور اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ کی سخت ضرب دل پر مارتا ہے، تو طالب اللہ اسم اللہ کی بلند آواز سے خود سے بیخود اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ پردۂ ظلمانی شیطانی، خناس خرطوم، نفسانی سب پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور مشاہدۂ حقیقی اور راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیقی رُخ دکھاتا ہے۔

بیت

اللہ کے نام کو جسم میں اسطرح پوشیدہ کرے، جیسے کہ الف بسم میں پوشیدہ ہے کہ اصل میں باسم اللہ ہے۔

جب طالب اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے، تو ظاہر حرام کھاتا ہے۔ اور باطن میں ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتا ہے۔ یہ ہے کامل فقر یعنی ظاہر حرام کھاتا ہے۔ غیض و غضب، حرص، حسد، تکبر، غرور، ہوا و ہوس اور خود پرستی اس کے باطن سے نکل جاتے ہیں۔ اور اس کا بدن مخلوق کیلئے محسن کا کام کرنے لگتا ہے۔

ان مراتب کو خلیق شریف لطیف کہتے ہیں یعنی صاحب التفات فقراء کی راہ صرف اللہ کے نام سے ہے۔ ذاکر اور شاغل اہل ذات کو ہر طاعت میں قال و حال جدا جدا ہے، وہم و خیال جدا اور ہر لحظہ جان دیگر اور مکان دیگر۔ بیان دیگر، نشان دیگر۔ وہ شب و روز خون جگر پیتے ہیں۔ اُن کا ہر کھانا مجاہدہ اور اُن کا سونا وحدت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ

فقر حقیقی را مراتب لازوال و برتن لباس شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اند۔ و ساغر از معرفت توحید و حدانیت نوشیدہ اند۔ چون فقیر کہ بہ این مراتب رسد، آنرا یک وجود گویند یعنی حق شنود و حق گوید و حق جوید، حق بیند۔ این مقام را حق الیقین گویند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط[1]

و نیز مقام یک وجود۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ط[2]

یعنی محققان حق عارف باللہ آنچہ آواز شنید، باسم اللہ شنوند و آنچہ از زبان ایشان برآید، باسم اللہ برآید۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ ط[3]

جائیکہ عیان چہ حاجت بیان۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :۔

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ط[4]

قول حضرت علیؓ :۔

رَاَيْتُ شَيْئًا رَاَيْتُ اللّٰهَ ط[5] •

یعنی دیدم در صنعت سر قدرت صانع۔ اہل صفات ذات را لازوال است۔ نظر اہل ذات بر صفات تماشہ مقام ناسوت و نظر ذات بر ذات تماشہ لاہوت و لاہوت نیز دو قسم است یکی لانہایت، دوم لامکان۔ این حقیقت اہل ذات را چہ داند اہل ناسوت پُر خطرات پریشان۔ جائیکہ ذات قدرت

[1] سورہ الحجر، ۱۵: ۹۹ [2] سورہ حٰم السجدہ، ۴۱: ۵۴ [3] مرغوب تبریزی [4] خطبات احمد جان [5] قول حضرت علیؓ۔

ہے وصال فقر حقیقی۔ جس کو لازوال مراتب حاصل ہیں۔ وہ اپنے بدن پر لباس شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پہنے ہوئے ہیں۔ اور ساغر معرفت توحید و وحدانیت پیتے ہوئے ہیں۔ جب فقیر ان مراتب پر پہنچتا ہے، تو اسے ایک وجود کہتے ہیں یعنی وہ حق سنتا ہے۔ حق کہتا ہے، حق کی تلاش کرتا ہے اور حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس مقام کو حق الیقین کہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ"

(یعنی مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو)۔

اسے مقام یک وجود بھی کہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"سنو! وہ ہر چیز کو محیط ہے"

یعنی محقق عارف باللہ جو آواز سماعت فرماتے ہیں، اللہ کے نام سے سماعت فرماتے ہیں اور جو کچھ اُن کی زبان سے نکلتا ہے، اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"ہر برتن سے وہی رستا ہے، جو اس میں ہوتا ہے"

جو چیز کہ جس جگہ پر عیاں ہے، اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔

یعنی میں نے صفت سر قدرت میں دیکھی کہ اللہ ہے۔ اہل صفات اللہ تعالیٰ کی لازوال ذات سے (صفات حاصل کرتے) ہیں۔ اہل ذات کی نظر صفات پر ہوتی ہے اور وہ مقام ناسوت کا تماشا دیکھتے ہیں۔ اور ذات کی نظر ذات پر ہوتی ہے، اور وہ لاہوت کا تماشا دیکھتے ہیں۔ اور لاہوت کی بھی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم : نہایت ہے۔ دوسری قسم : لامکان ہے۔

اہل ذات کی اس حقیقت کو اہل ناسوت پُر خطرات پریشان کیا جانیں؟ جس جگہ

نیست، خطرات ہمہ از دست در مغز و پوست۔

بیت

رُو نماید زبہر مشتاقی رفت فانی چو یافتم باقی

بدانکہ اوّل اسم اللہ ذات را امانت بر زمین و آسمان و کوہ ہا فرستادہ شُد۔ از برکت و بزرگی، عظمت و کرامت باز نتوانستند برداشت، ہمہ بیزاری آوردند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۖ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝[1]

بیت

خوش آن دردی کہ از چشم بداندیشان نہان باشد خوش آن چاکیکہ چُون خُرما بجیب استخوان باشد

فرد

پردہ بود مرا شعلہ چُرا خگر گشتہ خوش نشینم بسر اپردہ خاکستر خویش

دلیکہ از حرص حُبّ دُنیا فانی و اشتغال لایعنی مُردہ افسردہ فاسد شُدہ باشد، اگر وعظ و نصیحت جملہ قرآن و تفسیر و احادیث و اقوال مشائخ بر و خوانی، ہیچ سُود ندارد۔ زیرا آنچہ از غایت حُبّ حرص دُنیا اوصاف دُنیا ذمیمہ آن دل مُردہ است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ۝[2]

[1] سورہ سبا، ۳۴: ۷۲ [2] سورہ النمل، ۲۷: ۸۰

کہ ذات قدرت (کا اظہار) نہیں ہے، تو تمام خطرات مغز و پوست میں اسی وجہ سے ہیں۔

بیت

وُہ اپنے چاہنے والوں کی اپنی رونمائی کرتا ہے۔ جب مَیں نے باقی کو پالیا، تو فانی فنا ہوگیا۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ سب سے پہلے اسم اللہ ذات کی امانت آسمان، زمین اور پہاڑوں پر بھیجی گئی۔ وُہ اس کی عظمت و کرامت اور برکت و بزرگی کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور تمام نے اپنی بیزاری پیش کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اُسکے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور آدمی نے اُٹھالی۔ بیشک وُہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے پر بڑا نادان ہے"۔

بیت

وُہ درد کتنا اچھا ہے جو بُرا چاہنے والوں سے چھُپا ہوا ہے۔ وُہ مٹی بہتر ہے جو کھجور کی گٹھلی کی طرح ہڈیوں کے اندر چھُپی ہوئی ہے۔

فرد

مجھ پر پردہ تھا جو چنگاری کے شُعلہ نے جلا دیا۔ مَیں بخوشی اپنے جلے ہوئے پردہ کے پاس بیٹھا ہوں۔

وُہ دل جو حُبّ دُنیا کی حرص سے فانی ہوگیا ہو اور فضول مشغولیت کی وجہ سے مُردہ، افسردہ اور فاسد ہوگیا ہو۔ اگر تو اس پر وعظ و نصیحت، جُملہ قرآن و تفسیر و احادیث اور اقوال مشائخ پڑھ بھی لے، تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ انتہائے حُبّ دُنیا، حرص اور اوصاف ذمیمہ سے وُہ دل مُردہ ہوگیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "بیشک تمہارے سُنائے نہیں سُنتے مُردے"۔

یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! نتوانستی شنوانیدن مُردگان را۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ[1]

ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! رغبت بکن بہ سوی پروردگار خود۔

مصنفؒ میگوید کہ اگر ہزار بادشاہی مُلک سُلیمانی بدھند، ازان بہتر است کہ یک مرتبہ باجمعیت تصدیق القلب واقرار زبان باخلاص بگوئی یا اللہ کہ روز حشر برتر از و نام اللہ چنان گران خواہد بود، پلہ نیکی کہ اگر گناہ مثل کوہ ہا بیندازی بہ پلہ بدی بسکسار خواہد شد۔ قدر نام اللہ و قوت مرتبہ فقراء آن روز تحقیق خواہد کرد کہ دُنیا و مُلک دُنیا سُلیمانی فانی است۔ واسم اللہ باقی باتو مانی۔ چنانچہ گفت خاقانیؒ۔

بیت

پس از سی سال این معنی محقق شُد بخاقانی — کہ یکدم با خُدا بُودن بہ از مُلک سُلیمانی

جواب مصنفؒ

بہ از مُلک سُلیمانی برآید از دم فانی — درین جادم نمی گنجد فنا فی اللہ سُبحانی

جواب باہوؒ

بہ بحری غرق فی اللہ شو کہ با خود خود نمی مانی — دمی نامحرم است آنجا بزرقش غلط خاقانی

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ[2]

[1] سورہ الم نشرح ۹۴: ۸ [2] سورہ الکہف ۱۸: ۲۴

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم مُردوں کو نہیں سُنوا سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔"

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پروردگار کی طرف رغبت کر۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ اگر تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مُلک کی ہزار بادشاہی (بھی) دے دی جائے، تو اس سے بہتر ہے کہ ایک دفعہ پورے تصدیق القلب اور اخلاص کے ساتھ اقرار زبان کر کے یا اللہ کہہ دے، تو قیامت کے دن اللہ کا نام ترازو میں ایسا بھاری ہوگا کہ اگر گناہ پہاڑوں سے بھی زیادہ ہوں گے، تو نیکی کا پلہ بدی کے مقابلہ میں بھاری ہوگا۔ اللہ کے نام کی قدر اور فقراء کے مرتبہ کی قوت اس دن معلوم ہوگی کہ دُنیا اور مُلک دُنیائے سلیمانی فانی ہے، اور اللہ کا نام باقی ہے اور وُہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ چنانچہ خاقانیؒ نے کہا:۔

بیت

خاقانی پر تیس سال کے بعد اس معنی کی حقیقت آشکارا ہوئی کہ ایک گھڑی واصل باللہ ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت سے بہتر ہے۔

جواب مصنفؒ

جو فنا ملنے والی گھڑی سے گزر جائے، تو یہ سلطنت سلیمان علیہ السلام سے بہتر ہے۔ اس مقام میں دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ یہ مقام فنا فی اللہ سبحانی کا ہے۔

جواب باہوؒ

تو سمندر میں (ایسا) غرق فی اللہ ہو جا کہ تو اپنے آپ میں نہ رہے۔ اس جگہ ایک گھڑی بھی اس کے نُور سے نامحرم رہنا نہیں چاہیے۔ خاقانیؒ نے غلط کہا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اپنے رب کی یاد کر، جب تو بھول جائے۔"

ابیات

شُد کتابی محک بہر از راز حق — ہر سطر سرّیست اسرارش ورق
در مطالعہ دار ذکر از فکر کُن — بر زبان اللہ بگو با ہر سخن
گر ترا عقل است با فکر و شعور — طلب کُن از عارفان مجلس حضور
مُردہ دل را از علم خواری شود — زندہ دل را از علم یاری شود
گر ترا علمی دھد دُنیا تمام — از بسی دُنیا خوری لُقمہ حرام
حرام خوری را دلی گردد سیاہ — آن حرامی باز دارد از اِلٰہ

باخبر باش ای عاقل! جائیکہ عیان چہ حاجت بیان۔

بیت

اگر گیتی سراسر باد گیرد — چراغ مُقبلان ہرگز نہ میرد

جواب مصنفؒ

چراغی را چہ حاجت آفتابم — چراغش را ز تابش کُشتہ سازم

بیت

چراغی را کہ ایزد بر فروزد — ہر آن کس تُف زند ریشش بسوزد

ابیات

یہ کسوٹی کی کتاب (محک الفقر) راز حق کے لیے ہے۔ اسکے اوراق کی ہر سطر اسکے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

اس کو (ہمیشہ) مطالعہ میں رکھ اور ذکر و فکر کر۔ ہر بات کے ساتھ زبان پر اللہ کا ورد کر۔

اگر تیرے پاس فکر و شعور کے ساتھ عقل ہے۔ تو عارف لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس طلب کر۔

مُردہ دل کو علم سے رُسوائی ہوتی ہے۔ اور زندہ دل کو علم سے مدد ملتی ہے۔

اگر تجھ کو علم تمام دُنیا دے دے۔ (تو اسکا نتیجہ کیا نکلے گا) بہت زیادہ دُنیا ملنے سے تُو لقمۂ حرام کھائے گا۔

حرام خوری سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ وہ حرام لُقمہ اللہ تعالیٰ سے باز رکھتا ہے۔

اے عاقل! باخبر ہو جا۔ جو بات کہ عیاں ہے، اس کو بیان کرنیکی کیا ضرورت ہے؟

بیت

اگر تمام دُنیا پر اندھیری چھا جائے، تو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا چراغ پھر بھی نہیں بُجھتا۔

جواب مصنفؒ

مَیں خود سورج ہوں، مجھے چراغ کی کیا ضرورت ہے؟ مَیں تو چراغ کی لَو کو ایک پھُونک مار کر بُجھا دونگا۔

بیت

وہ چراغ جس کو اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہو، جو شخص کہ اُسے پھُونک مار کر بجھانا چاہے، تو وہ نہ بُجھے گا، بلکہ پھُونک مارنے والے کی ڈاڑھی جل جائے گی۔

جواب مصنفؒ

فقر را داد ایزد این فتوت — کہ ریشی را نگہ دارد بافتوت
ہر آن کس را کہ می خواہد نوازد — ہر آنکس را کہ خواہد جان ببازد

آدمی افضل است، بمرتبۂ آدم ہیچ شئی نمی رسد، ہرچہ پیدا است از برای آدمی پیدا است۔ آدمی از برای شناخت معرفت عبادت حق است۔ ہر کہ شناخت حق طلب نمی کند۔ لعنت بر آن اوقات آن آدمیان کہ مثل سگ و گاؤ خر و بز باشند عجب آنست کہ از بی عقلی خود را بدیدن دیدار حق بروز قیامت امید میدارند، نمی دانند۔

ابیات

مورم اما عوض گوشہ بی توشۂ خویش — نہ پذیرم اگر ملک سلیمان بخشند
از عمر یک دو روزہ بتنگ اند عارفان — ای بی شعور طالب عمر دوبارہ
عمر بہار عارف ہمدم بود خدا — عمر خزان آنکہ بود از خدا جدا

ملک سلیمانی چہ جائیست کہ عارف باللہ بلکہ کونین را اختیار نکردند و آن کسانی کہ مرد اند، آنرا مرد گویند کہ بر نفس قدیر و کونین در قید او اسیر بشنو ای صاحب روشن ضمیر عین العیانی!

حدیث

اَلدُّنْیَا بَحْرٌ وَالْاِنْسَانُ حُوْتٌ وَالْمَرَضُ شَبَکَۃٌ وَالْمَوْتُ صَیَّادٌ[1]

بروز قیامت امید میدارند، نمی دانند کہ ہر کہ اینجا نابینا است، آنجا نیز نابینا

[1] الحدیث

جواب مصنفؒ

فقیر کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہمت دی ہے کہ اپنی ڈاڑھی کو اپنی ہمت سے محفوظ رکھے۔ اور جسے چاہے، اُسے نواز دے۔ اگر چاہے تو یکدم یعنی فوراً اپنی جان دیدے۔

آدمی کا بڑا درجہ ہے۔ کوئی چیز آدمی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ جو کچھ (اب تک) پیدا ہوا ہے، وہ آدمی کے لیے پیدا ہوا ہے۔ (اور) آدمی معرفت عبادت حق کی شناخت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جو کوئی حق کی طلب اور شناخت حق نہیں کرتا، اُن آدمیوں کی اوقات پر لعنت ہے، جو کتے، گائے اور گدھے اور بھیڑ بکری کی مثال ہوں۔

تعجب یہ ہے کہ وہ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی اُمید رکھتے ہیں۔ اور نہیں جانتے۔

ابیات

میں چیونٹی ہوں لیکن بغیر اپنی خوراک کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ اگر مجھ کو سلطنت سلیمان بھی بخشیں، تو قبول نہیں کرونگا۔

عارف لوگ (تو) ایک دو روزہ زندگی سے تنگ ہیں۔ اے بے شعور! تو دوبارہ زندگی کا طالب ہے۔

عارف کی زندگی کی بہار کا وہ وقت ہے، جب وہ واصل باللہ ہے۔ عارف کی زندگی کا موسم خزاں اسوقت ہوتا ہے، جبکہ وہ خدا سے جدا ہوتا ہے۔

ملک سلیمانی کی کیا جگہ ہے کہ عارف باللہ نے ملک کونین کو اختیار نہیں کیا۔ وہ لوگ (دراصل) مرد ہیں، جو نفس پر قادر ہیں۔ اور دونوں جہاں ان کی قید میں ہیں۔ اے عین العیانی صاحب روشن ضمیر سُن!

حدیث

دُنیا دریا ہے اور انسان مچھلی ہے۔ اور مرض جال اور موت شکاری ہے۔

بروز قیامت اُمید رکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو اس دُنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت

است۔ ولی اللہ مادر زاد ناظر حق تعالیٰ بہ ہیچ وقت باقدرت از خود جدا نہ بیند بہر حال و اقوال و احوال و افعال و اعمال اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر است۔

بیت

کور مادر زاد کی بیند صفا　　روز و شب با خود پرستی سر ہوا

قولہٗ تعالیٰ :-

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝[1]

بیت

بلبل نیم کہ نعرہ زنم در دسر کنم　　پروانہ وار سوزم و دم بر نیاورم
پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جان دہم　　مرغ سمندرم کہ در آتش نشستہ ام

قولہٗ تعالیٰ :-

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ۝[2]

---

[1] سورہ النجم، ۵۳: ۱-۱۷ [2] سورہ الانبیاء، ۲۱: ۶۹

میں بھی اندھا ہوگا۔ ولی اللہ مادر زاد ناظر حق تعالیٰ کسی وقت بھی خود کو رب تعالیٰ سے جدا نہیں دیکھتا۔ ہر حال، اقوال، احوال، افعال اور اعمال میں ذات باری تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔

بیت

مادر زاد اندھا صاف کب دیکھ سکتا ہے؟ وہ تو شب و روز اپنی پوجا اور نفسانی خواہشات میں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم! جب یہ معراج سے اُترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان برین کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اُتر آیا۔ تو اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا، بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ تو کیا تم اُن سے اُن کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو، اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا، جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔"

بیت

میں بلبل نہیں ہوں کہ نعرے مار مار کر سر میں درد کر لوں۔ میں پروانہ کی طرح جلتا ہوں اور میری آواز باہر نہیں نکلتی۔
میں پروانہ نہیں ہوں کہ ایک شعلہ پر جان دے دوں۔ میں آگ کے سمندر کا پرندہ ہوں اور آتش (عشق) میں بیٹھا ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔"

زندہ دل ہمہ خلیل است و مُردہ دل ہمہ بخیل است۔

دانی فقر یک صورتی است ملیح و وجود اُو ہمہ غرق مع اللہ بذکر اللہ تسبیح و فقر خوبرو سُرخ رُو کہ ہر دو جہان بر و مبتلا و حیران مشتاق و غمگین و پریشان است۔ ہر کہ رُوئی در باطن سُلطان الفقر بہ بیند، لایحتاج صاحب لفظ شود۔

حدیث

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ[1]

کُن فیکون سیاہی ازل بزبان و قلم و نظر اُو در مطالعۂ لوح یعنی ہر چیزی را کہ بگوید شو، بہ کرم اللہ تعالیٰ شود۔ بہتر آن است کہ صدقہ فقرا را بدھد و رضامند دارد۔

حدیث

اَلصَّدَقَۃُ تُنْطَفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا بِصَدَقَۃٍ وَالدُّعَاءِ[3]

ابیات

فقر سِرّ از رازِ وحدت حق نظر — فقر خاص الخاص از حق باخبر

نیست فقرش با زمین و آسمان — فقر را فقرش شناسد از عیان

فقر فیض بحر فضل و کرم جُود — روز و شب فقرش بُود با حق سجود

[1] الحدیث [2] مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ، ۱۶۸ [3] ایضاً۔

زندہ دل سب خلیل ہیں اور مُردہ دل سب بخیل ہیں۔

تُو جانتا ہے کہ فقر ایک ملیح صُورت ہے۔ اور اس کا وجود تمام غرق مع اللہ تسبیح بذکر اللہ ہے۔ اور فقر خوبصورت اور سُرخ رُو کہ دونوں جہاں اس پر عاشق، حیران، مشتاق، غمگین اور پریشان ہیں۔ اور جو کوئی باطن میں سلطان الفقر کا مُنہ دیکھتا ہے، وُہ لایحتاج اور صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔

حدیث

"فقراء کی زبان رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی تلوار ہے۔"

مثل کُنْ فَیَکُوْنُ (ہو جا اور پس وہ ہو جاتی ہے) کے ازل کی سیاہی اس کی زبان پر رہتی ہے۔ اور اس کا قلم و نظر لوح محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی جس چیز کو وُہ کہے کہ ہو جا، وُہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہو جاتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صدقہ فقراء کو دے اور اللہ تعالیٰ کو رضامند رکھے۔

حدیث

"صدقہ ربّ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بُجھا دیتا ہے۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:-

"صدقہ اور دُعا سے قضائے الٰہی ٹل جاتی ہے۔"

ابیات

فقر راز وحدت حق کی نظر سے ایک بھید ہے۔ خاص الخاص فقر حق سے باخبر ہوتا ہے۔

نہ ہی زمین پر اور نہ ہی آسمان پر فقر ہے۔ کُھلے طور پر فقر ہی فقر کو پہچان سکتا ہے۔

فقر فضل و کرم اور سخاوت کے سمندر کا فیض ہے۔ رات دن فقر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔

باہُوؒ! برکات فقر از ذات جُو ہرچہ باشد غیر حق از دل بشُو

چُون بینی شب و روز فقیر در گریان از گرانی فقر در خوف بار فقر برداشتہ نمی تواند۔ چُون بینی کہ فقیر دوام در خندہ، خُدا برو ناخوشنود و ناپسند۔ فقر درمیان است نہ پریشان است فقیر صاحب باطن را دلیل و وہم و توجہ و نظر و گرانی دل بر کسی شود، خراب گردد چُونکہ صاحب باطن را ذکر حضوری است، آنرا چہ احتیاج ....

شرح اقالیم جسمانی

اقالیم جسمانی شہری از شہرہای ربانی مشاہدہ نمودند کہ بصد ہزار لطائف و حکمت آراستہ و ظرائف قدرت پیراستہ است و آنرا مدینۃ القلب خوانند و در حوالی آن شہر گنبد است کہ آنرا گنبد دماغ نامند۔ بر آن گنبد شش منظر نہادہ اند کہ ہریک بہ طلسمات حکمت مصنوع و مفتوع است دو منظر و چشم گرد و منظر دو گوش و دو منظر دو سوراخ بینی و در آن شہر بادشاہ است کہ آنرا شاہ عقل خوانند۔ چُون شاہ عقل بر سریری کہ تمنا کردی بر منظری کہ از ان مدرک توان شُد، ممکن نہ شُدی۔ چُون عزم وقوف بر اسرار نہانی بر چشم برآمدی و اگر میل دریافت اصوات و حروف شُدی۔ بر منظر گوش بسر بُردی و اگر داعیہ شمیدن معطرات کردی در منظر بینی نگہت کردی نمودی۔ چُون شاہ عقل در سنّ صغیر بود، ہفت کس از امرای دولت و ارکان مملکت بطریق تغلب طاغی و باغی گشتہ شاہ عقل را در گنبد دماغ محبوس گردانیدہ متصرف مدینۃ القلب شدند۔ یکی نفس امارہ کہ وکیل مطلق۔ دوم شہوت میر غرض۔ سوم غفلت کہ تحصیل عُشر و خراج تعلق باو داشتہ۔ و چہارم لعب ندیم مجلس۔ پنجم غرور سلاح دار۔ ششم حرص میر سامان و ہفتم بُخل فوطہ دار۔

القصہ چون شاہ عقل بہ سنّ بلوغ و رُشد رسید۔ بہ بلوغ منتظر بود۔ توقع میداشت کہ

اے باہُوؒ! فقر کی برکات ذات الٰہی سے طلب کر۔ جو کچھ حق کے بغیر ہو، اُسے دل سے دھو ڈال۔

جب تُو فقیر کو شب و روز روتا دیکھے، تو جان لے کہ فقر کی گرانی سے خوف کی وجہ سے فقر کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ جب تُو فقیر کو ہمیشہ ہنستا دیکھے، تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہے۔ فقیر درمیان میں ہے، نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے۔ جب فقیر صاحب باطن کو دلیل و وہم، توجہ و نظر اور کسی پر دل کی گرانی ہوتی ہے، تو وہ خراب ہوتا ہے۔ چونکہ صاحب باطن حضوری ہے، اسے خرابی اور دُوری کی کیا حاجت ہے؟

شرح اقلیم جسمانی

جسمانی ولایت کے ایک شہر کا، شہر خداوندی سے مشاہدہ کیا، جو کہ ایک لاکھ لطائف و حکمت سے آراستہ اور قُدرت کے ظرائف سے پیراستہ ہے۔ اسے مدینۃ القلب کہتے ہیں۔ اس شہر کے گرد ایک گنبد ہے کہ اس کا نام دماغ ہے۔ اس گنبد پر چھ کھڑکیاں بنائی گئی ہیں۔ کہ ہر ایک حکمت کے طلسمات سے بھری ہوئی ہیں۔ دو کھڑکیاں دو آنکھیں ہیں، اور وہ دونوں کان اور دو سوراخ ناک کے۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے۔ کہ اُسے عقل کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جب عقل کا بادشاہ جس تخت کی تمنا کرتا ہے، بجز اس کھڑکی کے کہ اس سے مدرک ہو سکے، ممکن نہیں ہوتا۔ چونکہ اسرار نہانی کا دیکھنا چاہنا ٹھہرنے کے ارادے پر آنکھ کی کھڑکی پر آتا ہے اور اگر حرف اور آواز کے دریافت کرنے کی خواہش ہوتی ہے، تو کان کی کھڑکی پر جاتا ہے۔ اور اگر خوشبوؤں کے سونگھنے کا قصد ہوتا ہے، تو ناک کی کھڑکی پر جاتا ہے۔ اور جب عقل کا بادشاہ بچہ ہی تھا، تو امرائے دولت اور ارکان مملکت کے سات آدمی غلبہ کے طریق سے طاغی اور باغی ہو کر عقل کے بادشاہ کو دماغ کے گنبد میں بند کیے رہے اور مدینۃ القلب پر قابض ہو گئے۔ ایک نفس امارہ ہے، جو وکیل مطلق ہے۔ دوسری شہوت ہے، جو غرض کی سردار ہے۔ تیسری غفلت کہ خراج اور عُشر کا حصول اس سے متعلق ہے۔ چوتھی کھیل کود، جو کہ ندیم مجلس ہے۔ پانچویں غرور جو کہ اسلحہ بردار ہے چھٹی حرص جو کہ میر اسامان ہے۔ ساتویں بخل خزانہ دار۔

قصہ کوتاہ جب عقل کا بادشاہ سن بلوغ کو پہنچا۔ بلوغت پر منتظر تھا اور توقع رکھتا

از عالم غیب مددی باو رسد و از اذیت باغیان استخلاص یابد و احکام سلطنت برفق مُراد خود سازد۔ روزی در گنبد دماغ بر سریر تامل و انتظار متمکن بود۔ ناگاہ جوان نورانی و ولی ربانی از در در آمد۔ شاہ عقل بعد از اکرام و احترام اُو تقدیم تحیت سلام۔ از حقیقت آن جوان استکشاف نمود۔ جوان گفت: منم توفیق الٰہی کہ بالوان نعمت نامتناہی مشحون و مقرونم و مرا پیش تو فرستادہ اند۔ باین بارادت صادق بیعت نما تا امر سلطنت بمراد تو مصروف گردد و اہل بغی و عناد مقہور شوند۔ بعد ازان ہر جا کہ مرا بخاطر حضور کنی۔ حاضر الوقت یابی۔

بدانکہ ہفت دشمن بدکیش داری۔ باید کہ ہفت خیر خواہ نیک اندیشان بایشان گماری و آن آن است۔ اوّل علم شریعت و حکمت و یقین و دیانت و ادب و راستی است۔ چون بایشان التفات نمائی و از مصاحبت و موافقت ایشان کنی۔ چون با ایشان باغیان روئی آری، روی بگریز آورند و زہزیمت را غنیمت شمارند۔ این بگفت شیخ توفیق کہ خاطر خطیر من آئینہ صور واردات غیبیہ و گنجینہ مکاشفات لاریبیہ است۔ از مجلس شریف و محفل منیف غائب شد۔ آنگاہ شاہ عالی جاہ بمقتضای ارث و توفیق و امداد رفیق شفیق از نفس امارہ رخصت خواست تا راستی را بہم دمی اُو گذارد۔ نفس امارہ ہر چند کہ سر ازین دو دیدہ ریقہ تسخیر توفیق در رقبہ خود دید و نتوانست گردن کشید۔ دید کہ راستی را نہ زوالی نہ منع آنرا مجالی، رخصت داد۔ بہمدمی بادشاہ عقل ندیم و رفیق بشارت تحقیق آن صدیق باز نمود۔ راستی زمین خدمت را بوسیدہ عرض نمود۔

بیت

شہا ہفت اختر غلام تو باد زمین و زمانہ بہ کام تو باد

مرا چہ قابلیت آن بمشافہ سخن بہ عرض رسانم۔ امّا بنا بر حکم جہاں مطاع بعز اشرف می رسانم کہ آفتاب روح سلطنت را ہفت اختر اند کہ فوارہ سریر سپہر نظیر اند۔

تھا۔ کہ عالم غیب سے اس کو مدد پہنچے۔ اور باغیوں کی اذیت سے نجات پائے۔ اور سلطنت کے احکام اپنی مُراد کے مطابق کرے۔ ایک دن دماغ کے گنبد میں سوچ بچار اور انتظار کے تخت پر متمکن تھا کہ اچانک ایک نورانی جوان اور ولی ربانی دروازے سے اندر داخل ہُوا۔ عقل کے بادشاہ نے اکرام و احترام کے بعد اور درود و سلام کے بعد اس جوان کی حقیقت کو دریافت کیا۔ جوان نے کہا کہ مَیں توفیق خداوندی ہوں کہ مختلف نعمت لامتناہی سے متصل ہوں۔ اور مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے کہ میرے ساتھ صحیح ارادت کے ساتھ بیعت کر، تاکہ سلطنت کے احکام تیری مرضی کے مطابق ہوں اور باغی و دشمن مغلوب ہوں۔ اس کے بعد جس جگہ تو مجھے حاضر کرے، تُو مجھے حاضر الوقت پائیگا۔

جاننا چاہیے کہ تُو سات بدکیش دشمن رکھتا ہے۔ چاہیے کہ سات خیر خواہ نیک اندیش ان کے ساتھ مقرر کرے۔ اور وُہ یہ ہیں:-

اوّل علم، شریعت و حکمت و یقین و دیانت و ادب اور راستی ہے۔ جب تُو انکی طرف التفات کرے گا، تو ان کی موافقت و مصاحبت سے باغی بھاگیں گے اور شکست غنیمت جانیں گے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ واردات غیبیہ اور مکاشفات لاریبیہ کا گنجینہ ہے۔ اور مجلس شریف اور محفل مقدس سے غائب ہُوا۔ اس وقت شاہ عالی جاہ (یعنی عقل کے بادشاہ) نے بمقتضائے ذات اور امداد و توفیق و رفیق شفیق نفس امارہ سے رُخصت چاہی تاکہ راستی کو اس کی ہمدمی سے چھٹکارا دلائے۔ نفس امارہ نے ہر چند دیکھا مگر گردن نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے اور منع کی اسکو مجال نہیں۔ رُخصت دیدی۔ عقل کے بادشاہ نے ندیم و رفیق کی ہمدمی سے اُس صدیق کی بشارت کی تحقیق کی۔ راستی نے زمین خدمت چُوم کر عرض کیا۔

بیت

اے بادشاہ ساتوں ستارے تیرے غلام رہیں۔ اور (ہمیشہ سے) زمین و زمانہ تیری مُراد کے مطابق رہیں۔

مجھ میں کیا قابلیت ہے کہ میں بالمشافہ تیرے ساتھ بات کروں۔ لیکن حکم جہاں تابعداری کے سبب تیری عزت و بزرگی میں پہنچاتا ہوں کہ آفتاب رُوح سلطنت کے سات

وہمیشہ درجان سپاری ثابت قدم وصاحب شمیم اند وبجہت خیراندیشی کہ از لوازم خدمتگاری است، مقدمہ بموقف عرض می رسانید۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر شود، بغرض آں کلاہ گوشہ بفرق فرقدین رسانم۔ شاہ عقل فرمود بگو۔ راستی جبین نیاز بر زمین نہادہ بعد تقبیل آستان ملک آشیان بہ عرض رساند بمصلحت آنست کہ روئی حضرت شاہ بطواف باغات ایمان بمشاہدہ جوئبار عرفان درآید۔ خود بدولت معائینہ خواہد فرمود کہ بستان ایمان از دست تقلب اہل طغیان روئی بخرابی آوردہ ومتاع اصول مسدود شدہ واشجار طاعت قول وکمال از بار باز ماندہ ومرغان فکر وذہن بستہ شدہ وادراک بی پر وبال گشتہ۔

ابیات

زباد خزان بوستان شدہ خراب — بہ نقص آمدہ در چمن سیل آب
زقمری وبلبل شدہ سادہ باغ — ترنم سرا شد بجائش غراب

وبعد مشاہدہ بہ نفس امارہ از روی عتاب خطاب می نماید کہ چنین بوستان لطیف و دلکش وگلستان شریف منیفش در عہد وزارت شما بدین خرابی رسید۔ ظاہر شد کہ سلیقۂ تعمیر ندارید۔ ملک در تنشر آن توجہ می گمارید۔ اولی آنست کہ تدبیر حراست ممالک معموری بعہدہ اہتمام علم و شریعت واگذارند۔ از استماع این سخن عبوست بر عوارض اہل بغی پیوستہ بر وجہات طغیات ظاہر گردد واز امثال این مقال سر باز پیچیدہ جواب سخن بر وفق سوال نخواہند گفت، آنکہ باہجوم نمودہ پیش دستی نمایم وبر استحقاق وکالت ووزارت خرش دلائل وبہ لباب حجج وبراہین اقامت بکنم ودر مجلس جنت صفت اثبات مدعا کردہ اہل طغیان را ملزم ساختہ در محضر سائر ارکان دولت خجل ومنفعل گردانم۔ چون لشکر ورعیت بر قلت دانش آنہا وقوف یابند، از ایشان روی گردان شوند۔ وکالت ووزارت بہ تصرف ما آید وشاہ نیز بمقصود فائز گردد و شاہ بر وفق تعلیم در باغ ایمان را مشاہدہ نمود در مضمون نصیحت وعلم شریعت۔ ہرگز

ستارے ہیں کہ نوارۂ سلطنت پر سپر نظیر کے ہیں اور ہمیشہ جانسپاری میں ثابت قدم اور صاحب شمیم ہیں اور یہ وجہ خیراندیشی کے لوازم خدمتگاری کی ہے۔ مقدمہ عرض موقف میں پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر ہو، تو اس کلاہ گوشہ بادشاہ کی خدمت میں عرض پہنچاؤں۔

عقل کے بادشاہ نے فرمایا: کہو۔ راستی نے جبین نیاز زمین پر رکھ کر آستان ملک آشیان چوم کر عرض میں پہنچایا۔ کہ مصلحت یہ ہے کہ حضرت شاہ کا منہ ایمان کے باغات کی جانب اور نہر عرفان کے مشاہدہ کی طرف آئے۔ اور خود بدولت معائنہ فرمادیں کہ ایمان کا باغ اہل طغیان کے تغلب کے ہاتھوں خرابی کی جانب منہ لایا۔ اور متاع اصول بند ہوگئے۔ اور درخت قول وکمال کی طاعت سے بوجھ کی وجہ سے عاجز آگئے۔ اور فکر وذہن کے پرندے بند ہوگئے۔ اور ادراک بے پر وبال ہوگیا۔

ابیات

موسم خزاں سے باغ اجڑ گیا۔ اور سیلاب کے پانی نے چمن کو تباہ کر دیا۔
بلبل اور قمری کے لیے باغ اجاڑ ہوگیا۔ کوے نے اس کی جگہ اپنا گانا شروع کر دیا۔

اور (پھر) مشاہدہ کے بعد عتاب وغصہ کے ساتھ نفس امارہ کی طرف خطاب ہوتا ہے کہ ایسا لطیف ودلکش باغ اور گلستان دلکش وخوبصورت تمہارے عہد وزارت میں اس خرابی کو پہنچا۔ ظاہر ہوا کہ تعمیر کا سلیقہ نہیں رکھتے۔ بلکہ ملک کی بربادی میں متوجہ رہتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر نگہبانی ممالک معمورہ کے عہدہ اور اہتمام علم وشریعت کی جانب چھوڑ دو۔ اس بات کے سننے سے باغیوں کے رخساروں پر ہمیشہ مایوسی اور چہروں پر ناامیدی ظاہر ہوگی۔ اور ان باتوں کی مثالوں سے سر پھیر کر بات کا جواب سوال کے مطابق نہیں دیں گے۔ پھر ہجوم کرکے پیش دستی دکھاؤں گا۔ پھر استحقاق وکالت ووزارت پر اچھے دلائل اور حجات وبراہین قائم کروں گا۔ اور مجلس جنت صفت میں مدعا کا اثبات کرکے اہل طغیان کو ملزم بنا کر تمام ارکان دولت کی موجودگی میں شرمندہ کروں گا۔ جب لشکر ورعیت انکی کم دانشی پر واقف ہوگی۔ تو ان سے روگردان ہوگی۔ وکالت ووزارت ہمارے تصرف میں آئے گی اور بادشاہ بھی اپنے مقصد پر فائز ہوگا۔ بادشاہ نے تعلیم کے مطابق ایمان کے باغ کا نصیحت اور علم شریعت

از گفتن این کلمات دیوانہ گویند۔ اُو سید اہل بہشت گردد۔ در روز قیامت ہمہ پیغمبران استقبال اُو کنند۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ہر کہ بعد از نماز بامداد تا بر آمدن آفتاب و بعد از نماز عصر تا فرو رفتن آفتاب کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم گوید و میان کلمہ کلام دُنیا نکند۔ حق است بر خدا تعالیٰ آنکہ در آرد اُو را در بہشت و نہ پرسد از و اندک و بسیار و شفاعت کند ہفتاد نفر را کہ واجب شدہ باشد ایشان را دوزخ۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ہر کہ در اثنا وضو کردن بگوید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ از ہر قطرہ از آن آب کہ چکد، حق تعالیٰ فرشتہ آفریند تا روز قیامت این کلمہ می گویند و ثواب اورا باشد۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ وقت رفتن خواب دہ بار بگوید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم چنانستی کہ بندہ آزاد کردہ باشد۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود من رفتم و شُما را در پناہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم انداختم۔ ہر کہ خود را در پناہ این کلمہ انداخت، از آتش دوزخ نجات یافت۔ پس بر شُما باد کہ این کلمہ را بسیار گویند تا در بہشت درجۂ بلند یابید۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ہر کرا وقت مُردن آخر سخن اُو این کلمہ باشد، مر اُو را است بہشت۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ہر کہ در خلا دویست بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ گوید بہ نشستہ شود مر اُو را ثواب حج اکبر۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ہر کہ بگوید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واجب شود اُو را رضوان اکبر۔

وگفت حق تعالیٰ وحی کردم بر موسیٰ ابن عمران یا موسیٰ! از امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قومی باشند کہ بر بلندی ہا شوند و بلند گویند لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ

کے مضمون میں مشاہدہ کیا (اور عمل کیا) ان کلمات کے کہنے سے اسکو حتماً دیوانہ کہیں گے۔ وُہ اہل جنت کا سردار ہوگا۔ اور بروز محشر تمام انبیائے کرام علیہم السلام اسکا استقبال کرینگے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو کوئی صبح کی نماز کے بعد اور سُورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور نماز عصر کے بعد سُورج کے ڈوبنے تک کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اور کلمہ کے درمیان کلام دُنیا نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے اور اس سے تھوڑا بہت کچھ بھی دریافت نہ کرے اور وُہ ستر آدمیوں کی شفاعت کرے، جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہو۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کے دوران کلمۂ طیبہ پڑھے، تو ہر وُہ پانی کا قطرہ جو گرے، تو حق تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرے گا، کہ جو روز قیامت تک اس کلمہ کو پڑھیں گے، اسکا ثواب پڑھنے والے کو ملے گا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ جو شخص سوتے وقت دس بار کلمۂ طیبہ کہے تو وُہ ایسا ہے کہ گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گیا اور تُم کو کلمہ کی پناہ میں چھوڑ دیا۔ جس کسی نے اپنے آپ کو اس کلمہ کی پناہ میں چھوڑا، اس نے نار جہنم سے نجات پائی۔ پس تمہارے لیے لازمی ہے کہ اس کلمہ کو بکثرت پڑھو تاکہ بہشت میں ارفع و اعلیٰ درجہ پا سکو۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بوقت نزع جسکا آخری کلام یہ کلمہ ہوگا، وُہ بالخصوص جنت میں داخل ہوگا۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو کلمہ طیبہ کو تنہائی میں بیٹھ کر دو سو بار پڑھے، وُہ حج اکبر کا ثواب پائے گا۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو کلمہ طیبہ پڑھتا ہے، اس پر رضوان اکبر واجب ہو جاتی ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰ بن عمران پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ! امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قوم ہوگی کہ وُہ بلندیوں پر جائیں گے اور بلند آواز

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم از ایشان اند دوستان من. اوّل دیدار خود بایشان نمایم وایشان را ہمچون پیغمبران ثواب دہم۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ہر کہ بگوید بعد از نماز فجر بامداد دہ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و بعد ظہر بیست بار و بعد عصر سی بار و بعد مغرب چہل بار و بعد عشاء پنجاہ بار و بعد وتر شصت بار بنشستہ شود، مر اورا ثواب عبادت شصت پیغامبر انبیاء و بنا شود در بہشت برای او شصت شہر۔ در ہر شہری شصت قصر و در ہر قصری شصت خانہ و در ہر خانہ شصت تخت و در ہر تختی حور نشستہ۔ (رواہ البیہقی)

فرمود پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ ہر روز صد بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ گوید، روز قیامت روئی او ہمچون ماہ شب چہاردہم تابان باشد۔

حدیث

اداکند زکوٰۃ باتنہا، از خود بگفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ہر کہ روز صد بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم گوید، پسندیدہ باشد اورا توشہ برای راہ بہشت وگفت صلی اللہ علیہ وسلم چون بندہ گوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حق تعالیٰ از آن دم پرندۂ سبز بیافریند کہ پرہای او مرصع باشد از درّ و یاقوت۔ آن پرندۂ سبز زیر عرش رود و بلرزد۔ فرمان شود کہ ای پرندہ! ساکن شو۔ پرندہ گوید: چگونہ ساکن شوم کہ گویندۂ این کلمہ را نیامرزیدہ۔ فرمان شود کہ آمرزیدہ ام اورا۔

قولہٗ تعالیٰ :-

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ؕ[1]

[1] سورہ محمد، ۴۷ : ۱۹

سے کہے گی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان میں سے میرے دوست ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنا دیدار انکو کراؤنگا۔ اور بروز محشر انبیائے کرام علیہم السلام کے برابر انہیں ثواب سے نوازوں گا۔

نیز فرمایا: جو صبح کی نماز کے بعد دس بار اور ظہر کی نماز کے بعد بیس بار اور عصر کی نماز کے بعد تیس بار اور مغرب کی نماز کے بعد چالیس بار اور عشاء کی نماز کے بعد پچاس بار اور وتر کے بعد ساٹھ بار بیٹھ کر کلمۂ طیبہ پڑھے، تو اس کے لیے عبادت کا ثواب ساٹھ انبیائے کرام علیہم السلام کے برابر لکھا جائیگا۔ اور جنت میں ساٹھ شہر اور ہر شہر میں ساٹھ محل اور ہر محل میں ساٹھ گھر اور ہر گھر میں ساٹھ تخت اور ہر تخت پر ایک حور بیٹھی ہوئی ہو بنائے جائیں گے۔

(روایت بیہقی)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہر روز ایک سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے، بروز محشر اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور ہوگا۔

حدیث

خود تنہا زکوٰۃ ادا کرو کلمۂ طیبہ کہنے سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز فرمایا: جو ہر روز ایک سو بار کلمۂ طیبہ پڑھے، تو راہ جنت کا پسندیدہ توشہ اسے حاصل ہو۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اس کے سانس سے ایک سبز پرندہ تخلیق کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے پر مرصع موتی اور یاقوت کے ہوتے ہیں۔ وہ سبز پرندہ عرش کے نیچے جاتا ہے اور کانپتا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے پرندہ! ٹھہر جا۔ وہ پرندہ کہتا ہے کہ الٰہی! میں کیونکر ٹھہر جاؤں کہ تو اس کلمہ گو کو بخشتا نہیں ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ میں نے اسے بخش دیا۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور ان کو تمہارا آرام لینا۔"

اہل معنی گویند خطاب بر پیغامبر است و مُراد غیر اُوست۔ زیرا آنکہ رسول دانا بُود کہ جز خدا نیست۔ چنانچہ گفت،

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا [1]

دلیل خطاب بدوست و مُراد غیر اُوست و مجاہدؒ میگوید کہ معنی اینست کہ بدان افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ است۔

چنانچہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ است۔

و ابن عباسؓ می گوید یعنی ضارّ و نافع و عزیز گردانندہ و خوار کُنندہ نیست اِلَّا اللّٰهُ۔

و سہیلؒ گفت معنی آنست :۔ لَا ضَارَّ وَلَا نَافِعَ وَلَا مَانِعَ اِلَّا اللّٰهُ وَهُوَ اَصْلُ التَّوْحِيْدِ وَتَوَكُّلٌ ط۔

فرمان برین جُملہ است کہ بدان آمرزند اُو مؤمنان را و دانندہ جای بُودن شُما و جای رفتن ترا نہ است مگر خدای تعالیٰ۔

ابن مسعودؓ گوید کہ چون برای خود و برای مؤمنان آمرزش خواہی، دل را حاضر دار۔ چنانچہ در خبر است۔

مَنِ اسْتَغْفَرَ وَالْمَ يَحْضُرْ وَاقَلْبُهٗ مَعَ لِسَانِهٖ لَمْ يَغْفِرْ [2]

و دل معتبر است ای عزیز! آمرزش از دل بخواہ، اگرچہ اُو را پیش ازین آمرزیدہ اند۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ [3]۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۳ [2] الحدیث [3] سورہ الفتح ۴۸ : ۲

اہل معنی کہتے ہیں کہ یہ خطاب پیغمبرؐ پر ہے۔ اور مُراد اُن کا غیر ہے۔ اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دانا تھے کہ بجز اُسکے اور کوئی خُدا نہیں ہے۔ چنانچہ کہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا۔ تو آپ ان لوگوں سے معلوم کریں۔ جو پہلے سے آسمانی کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ بیشک یہ تیرے رب کی طرف سے حق آیا ہے، تو شک کرنیوالوں میں سے مت ہو۔"

اور حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جان جا کہ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

چنانچہ پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"کہ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔"

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نفع و نقصان، عزیز کرنے والا اور ذلیل کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں ہے۔

اور حضرت سہیلؒ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی کوئی منع کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اور وہی اصل التوحید اور توکل ہے۔

اس جُملہ پر فرمان یہ ہے کہ بخشش اہل ایمان کی ہے۔ اور تمہارا جگہ پر ہونا اور تیرے جانے کا جاننے والا نہیں ہے بجز اللہ تعالیٰ کے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب تو خود اور اہل ایمان کیلئے مغفرت چاہے، تو اپنے دل کو حاضر رکھ۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے :۔

"جس نے بخشش چاہی اور زبان کے ساتھ حضور دل نہ کیا، تو اسکی مغفرت نہ ہوگی۔"

اور دل معتبر ہے۔ اے عزیز! مغفرت دل سے چاہ۔ اگرچہ اس سے قبل اُسکی مغفرت فرما دی ہے۔ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور

فَاما چون حضرت عزت آمرزش خوانندگان را دوست میدارد، مصطفیٰؐ را می باید که وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ مهتر خلیلؑ جل جلالہٗ را سوال کرد خداوندا! ہیچ گناہگاری را دوست داری؟ فرمان شد گناہگار آمرزش خواہندہ را دوست میدارم۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰكُمْ[1]

خدای تعالیٰ می داند جای رفتن شما و جای بودن شما ای در مکانی کہ گناہ خواہید کردن۔ خداوند تعالیٰ آن مکان را می داند، اگرچہ شما پنہان کنید از حضرت ما پوشیدہ نماند۔ پس در نظر گناہ ما کنید باید کہ آمرزش خواستن رفیق گردانم۔ جای تو در بہشت است واگر توفیق ندہم، جای تو در دوزخ است۔

ای مؤمن! ایک نماز لیست کہ آنرا نام صلوٰۃ الذاکرین گویند۔

آن را بپاداری وگاہ گاہی بگذاری۔ ہر کہ این نماز را بگذارد، حشر او با ذاکران کنند و ہر حاجتی کہ از خدا تعالیٰ بخواہد، ادا شود و ثواب چندان یابد کہ در تحریر نگنجد و آن چہار رکعت است۔ در ہر رکعت بعد فاتحہ اخلاص پانزدہ بار۔ بعدہٗ استادہ سہ صد بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ گوید و در رکوع و سجود و قومہ و جلسہ چہلگان بار۔ بعد از سلام سہ صد و شصت بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بگوید۔ شیخ بایزیدؒ (بسطامی) را یکبار این نماز فوت شدہ بود چہل روز در ماتم نشستہ بود و ہم از خدمت ایشان منقول است کہ من شبی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ گفت: بایزید نیکو نماز گرفتہ۔ ہر کہ این نماز را در عمر خود یکبار بگذارد، حلال شود بر و بہشت و حرام شود بر و دوزخ۔ پس ای مؤمن! تو ہم گاہ گاہی بگذار، تا بدین سعادت برسی۔

[1] سورہ محمد ۴۷ : ۱۹

تمہارے پچھلوں کے"۔

پس جب حضرت عزوجل صاحب مغفرت کو دوست رکھتا ہے، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ اہل ایمان کی مغفرت چاہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بارگاہ رب جلیل میں سوال کیا کہ اے مالک! کسی گناہگار کو دوست رکھتا ہے؟ فرمایا: اہل مغفرت معصیت خواہ کو دوست رکھتا ہوں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور انکو تمہارا آرام لینا"

خدا تعالیٰ جانتا ہے تمہارے جانے، رہنے کی جگہ سے اور جس مکان میں تم گناہ کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ اس مکان کو جانتا ہے، اگرچہ تم چھپ کر کرو، اس کی بارگاہ سے چھپا نہیں رہتا۔ پس ہماری نظر کے سامنے گناہ کرو۔ (پس) ضروری ہے کہ مغفرت طلب کرو، بخشش کو میں رفیق رکھوں گا۔ تمہاری جگہ جنت ہے اور اگر توفیق نہ دوں، تو تیری جگہ دوزخ ہے۔

اے مؤمن! ایک نماز وہ ہے جسے صلوٰۃ الذاکرین کہتے ہیں۔

اس (نماز) کو قائم رکھ اور کبھی کبھی اس کو ادا کر۔ جو کوئی اس نماز کو ادا کرتا ہے۔ اس کا حشر ذاکروں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو حاجت اللہ تبارک وتعالیٰ سے چاہے، ادا ہو جائے اور اسکا ثواب اتنا پائے کہ تحریر سے باہر ہے۔ اور وہ چار رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار۔ قیام کے بعد تین سو بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ اور ہر رکوع و سجود اور ہر قومہ اور جلسہ میں چالیس دفعہ۔ سلام کے بعد تین سو ساٹھ بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے۔

شیخ بایزید بسطامیؒ کی ایک دفعہ یہ نماز فوت ہوگئی تھی، تو آپ اس نماز کے فراق میں چالیس دن تک ماتم کرتے رہے۔

بایزید بسطامیؒ سے ہی منقول ہے، اور فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، تو فرمایا، اے بایزیدؒ! اچھی نماز اختیار کی ہے۔ جو کوئی اپنی عمر میں ایک بار یہ نماز پڑھ لے، اس پر بہشت حلال ہو جائے اور دوزخ اس پر حرام ہو جائے۔ پس اے مؤمن! تو بھی کبھی کبھی یہ نماز پڑھ، تاکہ تو اس سعادت کو پائے۔

فِیْ فَضِیْلَۃِ کَلِمَۃِ الشَّھَادَۃِ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ثَمَانِیَۃَ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ یُدْخِلُ مِنْ اَیُّھَا شَآءَ ط

یعنی ہر کہ کلمہ شہادت بکشاید خدا تعالیٰ بر وہشت دراز بہشت از ہر در کہ خواہد در آید۔

بدانکہ کلمۂ شہادت گفتن گواہی دادن است بوحدانیت خدا تعالیٰ وپیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واین اصل توحید است۔ وگویندۂ کلمۂ شہادت را ثواب بسیار است۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ گواہی دھد بہ یگانگی خدا تعالیٰ وپیغامبری من واجب شود بر وبہشت۔

وپیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ گواہی دھد بہ یگانگی خدا تعالیٰ وبہ من وپیغامبران دیگر من وہمہ پیغمبران دیگر ضمان بہشت اُو باشند واُو را شفاعت کنم۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ باعتقاد درست اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط گوید بیزار شود از کفر ونفاق وبہ شمار ہر کافری ومنافقی در نامۂ اعمال اُو نیکی بنویسد واین قدر بدی دُور کند اعمال اُو ومکان نیکی ثبت گردد۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ گوید با اخلاص اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھے، تو رب العالمین اس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دے گا۔ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

یعنی جو کوئی کلمۂ شہادت پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دیگا، جس دروازہ سے چاہے اندر داخل ہو۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ کلمۂ شہادت اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی گواہی دینا ہے۔ اور یہ ہی توحید کی جڑ ہے۔ اور کلمۂ شہادت کہنے والے کو بہت ثواب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جو اللہ رب العالمین کی یگانگت کی شہادت اور میری نبوت ورسالت کی گواہی دے، اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے"

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی یگانگت اور میری نبوت ورسالت اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی بجز میرے ہی شہادت دے تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس شخص کے لیے جنت کی ضمانت ہیں اور میں بھی اسکی شفاعت کروں گا"

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"ہر وہ شخص جو اعتقاد درست کے ساتھ کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھے، تو اُس سے کفر ونفاق بیزار ہوتا ہے اور یہ شمار ہر کافر ومنافق کے اس نامۂ اعمال میں نیکی تحریر ہو جاتی ہے اور اس قدر اس کے نامۂ اعمال میں بدی دُور ہو جاتی ہے۔ اور نیکی کی جگہ ثبت ہو جاتی ہے"

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"جو شخص اخلاص کے ساتھ دل سے کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ط حرام کند خدا تعالیٰ بر و آتش دوزخ ۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ وقت مردن می گوید کلمۂ شہادت، گناہان او ناپدید شوند۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ بسیار گوید کلمۂ شہادت کہ آن شما را سپر است از آتش دوزخ ۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

مر خدائی را ستونی است از نور ۔ چون گوید بندہ کلمۂ شہادت آن ستون بجنبد ۔ فرمان حق تعالیٰ بدان ستون رسد کہ ساکن بشو۔ ستون گوید ساکن چگونہ شوم کہ نہ آمرزیدہ این گویندۂ کلمۂ شہادت را ۔

حق تعالیٰ می گوید بدرستی کہ آمرزیدہ ام گویندۂ کلمۂ شہادت را پس ساکن شود ۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :۔

ہر کہ بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط در روزی صد بار باشد، مر او را ثواب است آزادی دہ بردہ دہ بار ۔ چنانستی کہ آزاد کردہ باشد چہار فرزند از فرزندان مہتر اسماعیل علیہ السلام ۔ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت : ہر کہ گوید : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط در روزی صد بار باشد، مر او را ثواب آزادی دہ بردہ نبشتہ شود، مر او را صد نیکی و دور کردہ شود از و صد بدی و باشد مر او را امان از شیطان، آن روز تا شب و

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط پڑھے، تو اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ اس پر نار جہنم حرام کر دیگا ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"جو شخص مرنے کے وقت کلمۂ شہادت پڑھتا ہے، تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

جو کوئی کلمۂ شہادت بہت پڑھتا ہے، وہ تمہارے لیے آتش دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا ایک نور کا ستون ہے، بندہ جب کلمۂ شہادت پڑھتا ہے، تو وہ ستون جنبش کرتا ہے، تو حق تعالیٰ سے اس ستون کو حکم پہنچتا ہے کہ ٹھہر جا۔ ستون کہتا ہے، کیونکر ٹھہروں کہ تو نے کلمۂ شہادت پڑھنے والے کو بخشا نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے تحقیق میں نے مغفرت فرما دی کلمۂ شہادت پڑھنے والے کی۔ پس وہ (ستون) ٹھہر جاتا ہے ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط دن میں ایک سو بار پڑھے، تو وہ دس غلام آزاد کرنیکا ثواب دس بار پائے، اور وہ ایسا ہو جائے کہ جیسے اس نے حضرت اسمٰعیلؑ کے بیٹوں میں سے چار بیٹے آزاد کیے ہوں ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط دن میں سو بار کہے، اس کے نامۂ اعمال میں دس غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ثواب لکھا جائیگا۔ اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اسکے نامۂ اعمال سے ایک سو برائی دور ہو جاتی ہے اور شیطان سے اس کو امان

نہ آرد آن قدر ثواب کسی مگر مردیکہ مانند اُو گفتہ باشد۔ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت: ہر کہ گواہی دھد وبگوید: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ[1] وَاَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ در آرد خدا تعالیٰ اُورا در بہشت بہر عمل کہ بودہ باشد۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ مرا جبرائیل پیغمبر علیہ السلام را گفت: خوشی باد ترا بخوشی امت ترا خوشی باد امت ترا آنکہ بگوید پس ہر فریضہ سہ بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قبول کند حق تعالیٰ نماز او و بنویساند مر او را ثواب بہر رکعتی ہشتاد سالہ۔ ہر کہ بگوید بعد نماز بامداد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیامرزد گناہان او خدا تعالیٰ اگرچہ باشند مانند کف دریا۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: چون بگذرد مؤمن بر مقابر و بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ منور کند خدا تعالیٰ آن گورستان ہمہ بیامرزد مر گوینده را و بنویساند مر اُورا ہزار ہزار نیکی و دور کند از و ہزار ہزار بدی، بردارد اُورا ہزار ہزار درجہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ بنویساند

[1] سورہ النساء ۴: ۱۷۱

ہوتی ہے اس روز رات تک۔ اور وہ اس قدر ثواب نہیں پاتا، مگر کوئی مرد کہ اسکی طرح کلمۂ توحید کہے۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو کوئی گواہی دے اور کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ خدا تعالیٰ اس کو ہر اس عمل کے بدلے کہ اس نے کیا ہوگا، جنت میں داخل کرے گا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو آپکی امت کے ساتھ خوشی ہو جو فرض نماز کے بعد تین بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی نماز قبول کرتا ہے۔ اور ہر رکعت کا ثواب اسّی سال کی عبادت کا اُسکے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو کوئی صبح کی نماز کے بعد یہی الفاظ کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، اگرچہ اس کے گناہ دریا کی جھاگ کے مانند کیوں نہ ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جب ایک مؤمن شخص اہل قبور کے قریب سے گزرے اور یہی کلمہ پڑھے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس تمام قبرستان کو منور کرتا ہے اور پڑھنے والے کی مغفرت فرماتا ہے۔ اور ہزاروں نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھتا ہے اور ہزاروں بدیاں اُسکی دور فرماتا ہے اور اُسکے ہزاروں درجات بلند کرتا ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو کوئی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کہے، تو اللہ

خدا تعالیٰ مر اُو را بہشت، اگرچہ اُو بود از اہل آتش۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ہر کہ در آید در بازار و بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط بنویساند خدا تعالیٰ مر اُو را چہل ہزار نیکی بخش کند، از و چہل ہزار بدی بردارد و دھد اُو را چہل ہزار درجہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔ ہر کہ با وضو در یک مجلس صد بار بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط ہر حاجتی کہ از خدا تعالیٰ بخواہد، برآید۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ بنید جنازہ را بگوید:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط بہ شمار ہر موئی کہ بر تن اُو ست۔، ہزار ہزار نیکی در نامۂ اعمال اُو ثبت شود و آن مقدار بدی از وی دُور گردد و آن مقدار درجۂ اُو بلند شود۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ بگوید چہار بار اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمَلَآئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ط بنویساند خدا تعالیٰ مر اُو را آزادی از آتش دوزخ۔

تعالیٰ اس کے لیے اعمالنامہ میں بہشت لکھ دیتا ہے، اگرچہ وہ اہل دوزخ میں سے ہی ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی بازار میں آتا ہے اور کہتا ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط تو اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں اسے عطا کر دیتا ہے۔ اور چالیس ہزار بدیاں اس سے دُور کرتا ہے اور چالیس ہزار درجات اُس کو دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو باوضو ہو کر ایک مجلس میں ایک سو دفعہ کہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط جو حاجت کہ خدا تعالیٰ سے چاہے، پوری ہو جائے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

جو کوئی جنازہ کو دیکھے، تو یہ کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط ہر بال کے شمار میں جو کہ اس کے بدن پر ہے، ہزاروں نیکیاں اسکے اعمال نامہ میں ثبت ہوتی ہیں۔ اور اسی مقدار میں اس کی بدیاں اس سے دُور ہوتی ہیں۔ اور اسی مقدار میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

کہ جو کوئی چار بار اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمَلَآئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، کہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی آزادی آتش دوزخ سے لکھتا ہے۔

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :

ہر کہ بگوید اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وانگشت سبابہ استادہ کند، چون از گور برخیزد، جملہ انگشتان او بگویند اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ پس حق تعالیٰ بفرستد بہ سوی او براقی کہ بر آن سوار شود و در عرصات حاضر شود وقت کلمۂ شہادت و چون وقت شہادت گفتن انگشت استادہ کردن مستحب است و در نماز ہم بوقت خواندن التحیات و چون شہادت گوید بر سر انگشت استادہ کردن، نزدیک بعضی علما سنت است و نزدیک بعضی بدعت۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :

ہر کہ شب جمعہ گوید چہل بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بنویساند خدا تعالیٰ مر او را مجی۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :

ہر کہ بگوید نزدیک فرو شدن آفتاب دہ بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بفرستد خدا تعالیٰ سوی او فرشتگان تا نگاہ دارند او را۔ بیابد ثواب آزادی دہ بندہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت :

ہر کہ بگوید بعد از ہر نمازی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

جو کوئی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہے اور انگشت سبابہ کھڑی کرے جب قبر سے اٹھے، تو اس کی سب انگلیاں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہیں۔ پس حق تعالیٰ اس کی طرف براق بھیجے، جو اس پر سوار ہو، اور قیامت کے میدان میں کلمۂ شہادت کہتے ہوئے حاضر ہو۔ اور چونکہ کلمۂ شہادت کہتے وقت انگشت شہادت کھڑی کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح نماز میں التحیات پڑھتے وقت بھی مستحب ہے۔ اور کلمۂ شہادت کہے، تو انگشت شہادت کھڑی کرنا بعض علماء کے نزدیک سنت ہے اور بعضوں کے نزدیک بدعت ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

جو کوئی شب جمعہ کو چالیس بار کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے دوستوں میں لکھے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

جو کوئی سورج غروب ہونے کے نزدیک دس بار یہ کلمۂ مذکور کہے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف ملائکہ بھیجیں، جو اس کی حفاظت کریں اور دس غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

کہ جو ہر نماز کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ کہے،

الْجَدِّ بنویساند در نامۂ اعمال او ثواب عبادت ہزار سالہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مر خالدؓ را بشارت دہ مردمان را کہ گویند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہ اورا است بہشت۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ بیاید سوی فراش و بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فرو شوند از و گناہان او اگرچہ مثل کف دریا باشند۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:

ہر کہ پہلوی بگرداند و میگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بنویساند خدا تعالیٰ در نامۂ اعمال او ثواب عبادت قائمان و صائمان۔

روزی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ بیدار شود از خواب و بگوید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بہشتہ شود مر او را ثواب عبادت ہفتاد سالہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود:۔

ہر کہ بوقت برآمدن آفتاب دہ بار بگوید کلمۂ مذکور نبشتہ شود مر او را ثواب نیکی بیشمار۔ ہر چیزی کہ بتابد بر و آفتاب۔ حضرت عزت بوحدانیت خود بہ ہمہ خود گواہی داد و میگوید۔ قولہ تعالیٰ:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا

اس کے نامۂ اعمال میں ہزار برس کی عبادت کا ثواب اللہ تعالیٰ لکھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمیوں کو خوشخبری دے دو کہ جو یہ کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ تو اس کے لیے جنت ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ جو اپنے بستر کی طرف آئے اور کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو اس کے گناہ اس سے دور ہوں، اگرچہ وہ دریا کی جھاگ کی مانند ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

جو پہلو پھیرے اور کہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں (شب و روز) عبادت کرنے والوں اور دن کو روزہ رکھنے والوں کا ثواب لکھے۔

ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جو کوئی نیند سے بیدار ہو اور کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اس کے نامۂ اعمال میں ستر برس کی عبادت کا ثواب لکھا جائے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

جو شخص سورج طلوع ہوتے وقت دس بار کلمۂ مذکور کہے تو اس کے اعمالنامہ میں بے شمار نیکیوں کا ثواب لکھا جائے۔ اس قدر کہ جس طرح ہر چیز پر سورج چمکتا ہے۔

(یاد رہے کہ) اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی خود گواہی دی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور

بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[1]

گواہی می دہد خدا تعالیٰ بدرستی اُو است۔ خدا تعالیٰ نیست خدائی، مگر اُو، گواہی می دہند فرشتگان بہ کلمۃ العدل کہ نہ خدائیست مگر اُو استوار پیغامبر شہد اللہ۔

بدانکہ ایزد تعالیٰ وحدانیت خود بسیار جا بیان کردہ است۔

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ[2] اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ[3] اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ[4] فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[5] اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ[6]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و ملائکہ فرشتگان ہمہ بوحدانیت اُو گواہی می دہند۔ از ایشان انکاری و نہ گفتن شریکی۔ ہمیشہ بوحدانیت اُو مقراند و در طاعت مشغول۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ[7] جلوۂ ایشان است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ[8] صفت ایشان است۔

و اُولُوا الْعِلْمِ خداوندان دانش نیز بخدای اُو مقراند۔ ہر کرا دانش باشد اُو شریک نگوید۔ وحوش و طیور اُو را یکی دانند و یکی خوانند۔

ای آدمی تو چگونہ اُو را نہ شناسی؟ حق تعالیٰ ہمہ را شناسائی خود گردانیدہ است

---

[1] سورہ آل عمران ۳، ۱۸ [2] سورہ طٰہٰ ۲۰: ۱۴ [3] سورہ النمل ۲۷: ۹
[4] سورہ القصص ۲۸: ۳۰ [5] سورہ محمد ۴۷: ۱۹ [6] سورہ البقرہ ۲: ۲۵۵
[7] سورہ التحریم ۶۶: ۶ [8] ایضاً۔

عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں، عزت والا حکمت والا"۔

خدا تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بیشک وہی ہے اللہ نہ کہ دوسرا۔ اور فرشتے بھی شاہد ہیں کہ قائم ہیں کلمۂ عدل کے ساتھ۔ کہ کوئی نہیں ہے خدا، مگر وہ، وہ استوار ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی گواہی دیتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کو بکثرت جگہ بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری بندگی کر"۔

(اے موسیٰ!) "بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ" (اے موسیٰ!) بیشک میں ہی ہوں اللہ" "تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں" "اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا ہے"۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور (سب انبیائے کرام علیہم السلام) اور فرشتے اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ وہ اُس سے انکاری نہیں ہیں۔ اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ ہمیشہ اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں اور اس کی اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے" انکی شان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور جو انہیں حکم ہو، وہی کرتے ہیں" انکی صفت ہے۔

اور جن کو علم دیا گیا ہے (اور) صاحب دانش بھی اس کی خدائی کے اقرار کرنے والے ہیں۔ جو صاحب عقل ہوگا، اس کا شریک نہیں کہے گا۔ سب جانور اور پرندے اس کو ایک جانتے ہیں اور ایک کہتے ہیں۔

(پس) اے آدم کے بیٹے! تو اس کو کیوں نہیں پہچانتا؟ حق تعالیٰ نے سب کو

بمنہٗ وکمال کرمہٗ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اجمعین۔

بندہ مصنّفؒ میگوید۔

بیت

لعنتی بر کار کافر رحمتی بر کار دین　　عارفان اولیا، واین ہمہ از حق بہ بین

کلمۂ طیّب بہ چہار چیز محتاج است۔

اوّل ہر کہ را صدق قلب نیست، منافق باشد۔

دوم ہر کرا بہ کلمہ حُرمت نیست، فاسق است۔

سوم ہر کرا بہ کلمہ حلاوت نیست، مرائی بود یعنی ریاکنندہ و۔

چہارم ہر کرا بہ کلمہ تعظیم نیست، مبتدع است یعنی بدعتی۔

ابیات

نجات مردم جان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ　　کلید قفل جنان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین　　ورا کہ ورد زبان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ہر کرا کلمہ تاثیر کُند، آن کس از کلمہ تاخیر نکند۔ ہر کرا کلمہ زبان کشاید یک نفس جُز کلمہ از و ذکر دیگر نہ برآید۔ و ہر کرا ذکر بستاند، آنرا نگذارد، اگرچہ اُو ذکر را نستاند۔

پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمود:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

اپنے احسان اور کمال کرم کی وجہ سے اپنی شناسائی کے لیے پیدا کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے۔ مصنّف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے:۔

بیت

کافر کے عمل پر لعنت ہے اور دیندار کے عمل پر رحمت ہوتی ہے۔ عارفوں، ولیوں اور ان سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جان۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم چار اشیاء کا محتاج ہے۔

پہلی شے:۔ صدق قلب کہ جس میں یہ نہیں، وُہ منافق ہے۔

دوسری شے:۔ جس کسی کو کلمہ کی حُرمت نہیں، وُہ فاسق ہے۔

تیسری شے:۔ جس کسی کو کلمہ کے ساتھ حلاوت نہیں ہے، وُہ ریاکار ہے۔

چوتھی شے:۔ جس کسی کو کلمہ کی تعظیم نہیں ہے، وُہ بدعتی ہے۔

ابیات

انسان کی رُوح کی نجات کلمہ طیبہ پڑھنے میں ہے۔ جنّت کے قُفل کی چابی کلمۂ طیبہ ہے۔

دوزخ کی آگ اور شیطان لعین سے کیا خوف و ڈر۔ اس کے لیے جو کلمۂ طیبہ ورد زبان رکھتا ہے۔

جس کسی کو کلمہ تاثیر کرے، وُہ آدمی کلمہ سے تاخیر نہیں کرتا۔ اور کلمہ جسکی زبان کھولے، ایک دم کے لیے بھی کلمہ کے بغیر کوئی دوسرا ذکر اس کی زبان سے نہیں نکلتا۔ جس کسی کو ذکر پکڑ لیتا ہے، پھر اس کو وُہ نہیں چھوڑتا، اگرچہ وُہ ذکر کو نہیں پکڑتا۔

پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

جس نے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم پڑھا، وُہ کسی حساب و عذاب کے بغیر جنّت میں داخل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

بِلَا حِسَابٍ وَبِلَا عَذَابٍ ۔ قَالَ وَاِنْ زَنَا وَاِنْ سَرَقَ ۔[1]

المطلب آنکہ حرام خورد وانصاف دہد از ریا وشرک وکفر، عذر، تقصیر۔ کلمہ بخواں خفی وجہر در بر و بحر ہر کوچہ وبازار وشہر۔ مانع از کلمہ منافق وکافر باشد واگر کسی گوید کہ جای نجس کلمہ مگو۔ دہن بالا بر وست۔ بہ روایت راست۔ ہر طریقی کہ کلمہ خواند۔ یکتا با خدا است کہ۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ ذُنُوْبَہٗ ذَرَّۃٌ ۔[2]

کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم را چہ شناسی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم را بر زبان خود اقرار کردی، یعنی نیست معبود وموجود ومقصود مگر اللہ۔ باید کہ دیگر التجا بردن چہ معنی دارد واز دیگر ترسیدن موجب شرک وکفر بود کہ واقع است۔

لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ چنانچہ گویندہ۔

حدیث

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرٌ وَّمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ ۔[3]

وگویندہ کلمہ طیب مخلص خاص باشد کہ ہمیشہ با قرب وصال مع اللہ وحضور دوام صاحب لفظ لسان سیف اللہ، صاحب دعوت تمام باشد۔

بدانکہ مصنفؒ میگوید بعد از مردن نفس از گناہ صغیرہ وکبیرہ منکر شود۔ ہر گناہی کہ واقع شد بر ذمہ روح باشد کہ مرا از گناہ ہیچ اطلاعی نیست کہ فعل بزندگانی روح تعلق دارد وآنچہ بعد از مردن گناہ واقع شود، بر عہدہ ماست۔

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الایمان، ۴۱ [2] الحدیث [3] عمدۃ القاری شرح بخاری ۴، ۳۰

اگر زنا کرے وچوری کرے۔ اگر زنا اور چوری بھی کرے پھر بھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام کھائے اور ریا، شرک، کفر، عذر اور تقصیر کو انصاف دے یعنی ان برائیوں سے اجتناب کرے۔ ذکر خفی اور جہر بحر وبر، ہر کوچہ و بازار اور شہر میں کرے۔ منافق اور کافر کلمہ پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ اور اگر کوئی کہتا ہے کہ نجس جگہ پر کلمہ مت پڑھ، منہ اس پر بالا ہے۔ روائتی طور پر جائز ہے۔ جس طریقہ سے کلمہ پڑھے، وہ خدا کے ساتھ یکتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس شخص نے ایک دفعہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا، تو اس کے گناہ میں ایک ذرہ بھی نہیں رہتا"

تو کلمہ طیبہ کو کیا جانتا ہے؟ جبکہ تو نے اپنی زبان سے رب العالمین جل مجدہ الکریم کے موجود ومعبود ومقصود ہونے کا اقرار کیا، تو پھر دوسرے سے التجا کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اور دوسرے سے ڈرنا موجب شرک وکفر ہے، کیونکہ قرآن میں آتا ہے:۔

"کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ایک ذرہ تک حرکت نہیں کرتا"

چنانچہ حدیث میں ہے:۔

حدیث

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والے بکثرت ہیں، مگر مخلص بہت کم ہیں"

اور کلمہ طیبہ کہنے والا مخلص خاص ہے، اور وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی رفاقت وصال اور قربت میں ہے، اور صاحب لفظ اور سیف زبان ہے۔ اور صاحب دعوت تمام ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے۔ مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ مرنے کے بعد نفس صغیرہ وکبیرہ گناہ سے انکاری ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جو گناہ واقع ہوا ہے، وہ روح کے ذمہ ہے۔ اور میں کسی گناہ سے واقف نہیں ہوں، کیونکہ فعل بد روح کی زندگانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور مرنے کے بعد جو گناہ واقع ہو، وہ

رُوح را نفس ازین گفتار ملزم کند، رُوح از دست نفس حیران و پریشان شود۔ نفس دروغی فریب دہندہ، چنانچہ وقتی کہ آدمی را تپ در وجود شود، ہر چہار برابر بسوزند و معذب بہ عذاب سخت باشد یعنی قلب و قالب و رُوح و نفس۔ پس کافر و منافق را نفس کافر، قلب کافر، قالب کافر، رُوح کافر۔ ہر چہار کافر و منافق بُود فی النار فی السقر و مؤمن مسلمان را ہر چہار مؤمن مسلمان با ایمان است۔

اگر در وجود نفس بادشاہ باشد، یقین است کہ شیطان وزیر اُوست و کسی را کہ در وجود رُوح بادشاہ باشد، دل وزیر اُو۔ گویائی فقر ہمہ وعظ و خاموشی فقر کُلّی راز وعظ از برای راز۔ اگر بیائی در باز و اگر نیائی، حق بی نیاز۔

حدیث

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَا[1]

ہر کہ بمرتبۂ فقر فردانیت بحق یکتائی برسد، آنرا ہیچ گویائی و خوش آوازی، سرود خوش نیاید، اگرچہ مثل حنجرۂ داؤدی باشد۔

سر از برای سجود است و تن از جہت طاعت و زبان از برای ثنار ربانی و دل از برای ذکر و رُوح از برای فکر فیض اللہ و دست از برای سخاوت و چشم از برای بینائی معرفت و اقدام استادن بہ عبادت و قیام و کمر بستن برامر معروف و گوش از برای استماع کلام اللہ۔ پس سرود ملعون را کجا جائی دہی و در راہ مولیٰ گویائی و شنوائی جز مولیٰ ہمہ راہزن اند، چنانچہ حضرت شیخ سعدیؒ فرماید:۔

نظم

ایُّہا الناس جہان جای تن آسانی نیست　　مرد دانا بہ جہان داشتن ارزانی نیست

[1] الحدیث

میرے ذمہ ہے۔ نفس رُوح کو اس قسم کی گفتگو سے ملزم کرتا ہے۔ رُوح نفس کے ہاتھوں حیران و پریشان ہوتی ہے۔ دروغ گو نفس فریبی ہے، چنانچہ جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہو، تو چاروں برابر جلتے ہیں۔ اور انہیں سخت عذاب دیا جاتا ہے یعنی قلب و قالب اور رُوح و نفس۔ پس کافر اور منافق کا نفس کافر، قلب کافر، قالب کافر اور رُوح کافر ہے۔ یہ چاروں کافر اور منافق ہیں اور آگ اور سختی میں ہونگے۔ اور مؤمن مسلمان کیلئے یہ چاروں مؤمن مسلمان با ایمان ہیں۔

اگر نفس وجود میں بادشاہ ہو، تو یقینی امر ہے، کہ شیطان اسکا وزیر ہے۔ اور جس آدمی کے وجود میں رُوح بادشاہ ہو، تو دل اسکا وزیر ہے۔ گویا کہ فقر تمام وعظ اور خاموشی ہے۔ اور کلی فقر راز کیلئے پند و وعظ ہے۔ اگر تو آئے، تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہیں آتا ہے، تو رب العزت تبارک و تعالیٰ بے نیاز ہے۔

حدیث

"اگر کسی نے کسی چیز کی طلب میں کوشش کی، تو اس کو (آخر) حاصل کر لیا"۔

جو کوئی مرتبۂ فقر اور فردانیت یکتائی حق پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کو کوئی گفتگو، خوش آوازی اور سرود اچھا نہیں لگتا، اگرچہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حلق کی طرح ہی کیوں نہ ہو۔

سر سجدہ کرنے کے لیے ہے۔ اور بدن طاعت کیلئے ہے۔ اور زبان ثنائے ربانی کیلئے ہے۔ دل ذکر کیلئے ہے۔ اور رُوح فکر فیض اللہ کے لیے ہے۔ ہاتھ سخاوت کے لیے اور آنکھ معرفت حق تعالیٰ کے دیکھنے کیلئے ہے۔ اور پاؤں عبادت کیلئے کھڑا ہونے کیلئے ہیں۔ اور کمر امر بالمعروف کے باندھنے کیلئے ہے۔ اور کان کلام الٰہی کی سماعت کیلئے ہے۔ پس سرود ملعون کو تو کہاں جگہ دیتا ہے؟ راہ مولیٰ میں گویائی و شنوائی سب رہزن ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں:۔

نظم

اے لوگو! دُنیا جسم کو راحت پہنچانے کی جگہ نہیں ہے۔ دانا مرد کو دُنیا رکھنا آسان نہیں ہے۔

پنجۂ دیو بیازوی ریاضت بہ شکن — کین بسر پنجگی ظاہر جسمانی نیست
حذر از پیروی نفس کہ در راہ خدا — مردافگن ترا ازین غول بیابانی نیست
طاعت آن نیست کہ تو سر بہ نہی پیشانی — صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست
سعدیا گرچہ سخندان و مصالح گوئی — بہ عمل کار برآید بہ سخندانی نیست

جواب مصنفؒ عمل آنست کہ بجان است، صفائیست بہ قلب، مطلب آنست مطلب جز خدا طلب راہ شریعت راہ است و بی شریعت گمراہ است۔

حدیث

مَن تَنَوَّرَ البِدعَۃَ مَلَأَ اللّٰہُ قَلبَہٗ مَعَ اِیمَانِہٖ[1]

اکثر مردم در بدعت از برای رزق مقسوم می شوند، چنانچہ مشائخ طبقات رزق را بچہار قسم گفتہ اند:۔

اوّل رزق مقسوم گفتہ اند۔
دوم رزق مضمون گفتہ اند۔
سوم رزق مملوک گفتہ اند۔
چہارم رزق موعود گفتہ اند۔

بعد ازان این تمثیل کرد کہ رزق مضمون اینست کہ آنچہ بدو برسد از طعام و شراب و بدو آنچہ اورا کفاف است، آنرا رزق مضمون گویند یعنی حق تعالیٰ ضامن است برزق دادن۔

چنانچہ در کلام اللہ فرمان می شود:۔

وَمَا دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا[2]

و رزق مقسوم اینست کہ در ازل قسمت کردہ شدہ است و در لوح محفوظ

[1] الحدیث [2] سورہ ہود، ۱۱: ۶

شیطان کے پنجے کو ریاضت کے بازو سے توڑ ڈال کیونکہ یہ ضعف کی شدت ظاہری جسم کی نہیں ہے۔

اللہ کے راستہ میں نفس کی پیروی سے پرہیز کر۔ آدمی کو گرانے والا اس سے زیادہ کوئی جنّاتی جنگلی مخلوق نہیں۔

اطاعت یہ نہیں ہے کہ تو سر اور پیشانی کو زمین پر رکھ دے۔ صدق دلی کو سامنے لا کہ اخلاص ماتھا ٹیکنے میں نہیں ہے۔

اے سعدی اگرچہ تو گفتگو کے فن کو جانتا ہے اور مصلحت کی باتیں کرتا ہے۔ کام عمل کرنے سے پورا ہوتا ہے۔ باتیں بنانے سے نہیں ہوتا۔

مصنف رفیقر باتوں کا جواب ہے کہ عمل وہ ہے جو جان و دل سے قلب کی صفائی سے ہو اور غرض بجز خدا کے نہیں ہے اور شریعت راہ حق ہے اور بغیر شریعت گمراہی ہے۔

حدیث

"جو بدعت کا منکر ہے، تو اللہ تعالیٰ اسکا دل ایمان سے بھر دیتا ہے"۔

اکثر لوگ بدعت میں رزق کی تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے:۔

رزق کی پہلی قسم:۔ رزق مقسوم ہے۔
رزق کی دوسری قسم:۔ رزق مضمون ہے۔
رزق کی تیسری قسم:۔ رزق مملوک ہے۔
رزق کی چوتھی قسم:۔ رزق موعود ہے۔

بعد ازاں اس کی مثال یہ دی کہ رزق مضمون یہ ہے کہ جو کچھ طعام و شراب اس کو پہنچتا ہے اور جو کچھ اس کی قسمت میں ہے، اس کو رزق مضمون کہتے ہیں۔ یعنی حق تعالیٰ رزق دینے کا ضامن ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں حکم ہوتا ہے:۔

"اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو"۔

اور رزق مقسوم یہ ہے کہ جو ازل میں تقسیم ہو گیا ہو اور لوح محفوظ میں لکھا گیا ہو۔

نبشتہ است، ہرچہ در قسمت اُو آمدہ است، بیشک بدو خواہد رسید و در لوح محفوظ نبشتہ آمد۔ اما رزق مملوک اینست کہ ذخیرۂ اُو باشد از درم و جامہ و اسباب دیگر کہ تجارت کند بفضل اللہ تعالیٰ چیزی از آن پیدا شود بدو قوت اُو شود۔ این را رزق مملوک گویند۔

جواب مصنفؒ میگوید تمامیت رزق دو قسم است؛ یکی از وجہ حلال خاص نصیب خاصان است بخواستۂ خدا و خاصان ہمیشہ بتوکل و رضا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ؕ[1] و رزق عام را حرام است، چنانچہ اظلم مُردہ دل، نفاق منافق و کاذب در طلب رزق تابع ہوا خصوصاً آواز سرود آواز شیطان خوشتر و قوت نفس، گرانی روح و ملال دل عارفان صاحب حضور و حقیقت طائفۂ اہل سرود اینست کہ سرود شنوندہ بہ ہوای نفس بی دین است۔

ابیات

آن سرودی دیگر است سنت رسولؐ — قتل سازد نفس را اہل وصول
عارفان بی نغمہ مطرب مست حال — مستی ایشان خاص از وحدت وصال

ای مرد از آن معلوم باید کرد کہ آواز دو قسم اند؛

یکی آواز از راز رحمانی چنانچہ تلاوت قرآنی و ذکر سبحانی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم متفق از قدرت الٰہ است۔ ہر کہ برین اعتبار نیارد، منافق گمراہ است۔

و دیگر آواز جز لاسوی اللہ کہ از و ہوا پیدا شود شیطانی است، حقیقت عارفان اینست بشنو ای خام! خاموشی دست وحدہ و متوجہ غرق با مولیٰ تمام، حقیقت

[1] سورہ الطلاق ۶۵ : ۳

جو کچھ اسکی قسمت میں آیا ہے، وہ بیشک اسکو پہنچے گا۔ اور جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے لیکن رزق مملوک یہ ہے، کہ جس کا ذخیرہ کیا جائے۔ درم و جامہ اور دوسرے اسباب کہ جن سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجارت کرے، جس سے کوئی چیز پیدا ہو، اور اس سے قوت حاصل ہو۔ اسکو رزق ملوک کہتے ہیں۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ رزق کی تمامیت دو اقسام میں منقسم ہے۔ ایک تو وجہ حلال سے خدا کے چاہنے پر خاص خاصان کے نصیب میں ہے۔ اور خاص لوگ ہمیشہ توکل و رضائے الٰہی پر رہتے ہیں "اور جو اللہ پر بھروسہ کرے، تو وہ اسے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنیوالا ہے۔ بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے"۔

اور رزق عام کا حرام ہے۔ جیسا کہ اظلم مُردہ دل، نفاق، منافق اور کاذب رزق کی طلب میں نفسانی خواہشات کا تابع ہو کر رہتا ہے۔ خصوصاً سرود کی آواز شیطان کی آواز ہے، جو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اور نفس کی قوت روح کی گرانی کا باعث بنتی ہے۔ عارفان صاحب حضور کا دل رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور اہل سرود گروہ کی حقیقت یہ ہے کہ سرود سننے والا نفسانی خواہشات میں پھنسا ہوا ہے اور بے دین ہے۔

ابیات

وہ گانا بجانا اور ہی ہے، جو سنت رسولؐ ہے۔ اللہ کے ساتھ واصل ہونے کی اہلیت رکھنے والا نفس کو قتل کر دیتا ہے۔

عارف گانے والے کے نغمہ کے بغیر ہی اپنے حال میں مست رہتے ہیں۔ انکی مستی خاص وحدت وصال کی وجہ سے ہے۔

اے مرد! اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ آواز کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:۔

آواز کی پہلی قسم:۔ پہلی آواز رحمانی ہے مثلاً تلاوت قرآن مجید اور ذکر سبحانی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم متفق قدرت خداوندی سے ہے۔ جو کوئی اس پر اعتبار نہیں کرتا، وہ منافق اور گمراہ ہے۔

آواز کی دوسری قسم:۔ دوسری آواز ماسوائے اللہ کی آواز ہے۔ کہ جس سے نفسانی خواہشات پیدا ہوتی ہیں اور وہ شیطانی ہے۔ اے خام! سن! عارفوں کی حقیقت

عارفان اینست بشنو! بغیر از فکر حق تعالیٰ صحو است و گویائی بغیر از حق لهو است سر سعادت ہا این کسی کہ بر نفس خود مالک باشد و بر نفس مالک ہر آن کس باشد کہ صاحب دل و صاحبدل آن را گویند کہ چون مرشد صاحب دل بر دل طالب اللہ با توجہ اسم اللہ نقش و منقش درست قرار گیرد و از برکت اسم اللہ تمام دل آنرا روشن شود۔

ابتدا ر قرآن "ب" از بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ و انتہا قرآن "س" مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ط تمامیت ختم قرآن بر ضمیر لوح صحیح بخواند بعد ازان بر لوح محفوظ تکرار کند۔

حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَتُہٗ وَدِیَتُہٗ اَنَا ط[1]

ابیات

شد مزدوری کشتن آن خویش داد — شوق وحدت خویش را در دلش داد
گشت فارغ ز آئینہ و ز ہر مقام — نام اللہ ختم شد بر من تمام

حدیث

اَلْعَافِیَۃُ عَشَرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃٌ فِی السُّکُوْتِ وَاحِدٌ فِی الْوَاحِدَۃِ ط[2]

---

[1] حدیث قدسی نقل از فوائد المرغوب القلوب تبریزیؒ۔ [2] الحدیث

یہ ہے کہ خاموشی ہاتھ آتی ہے اور غرق با مولیٰ تمام متوجہ رہتے ہیں، عارفوں کی حقیقت یہ ہے۔ سن! حق تعالیٰ کی فکر کے بغیر صحو ہے۔ اور بلا حق گویائی فضول ہے۔ ایک آدمی کی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس پر مالک ہو۔ اور اپنے نفس پر مالک وہ شخص ہوتا ہے، جو صاحبدل ہو۔ اور صاحبدل اسکو کہتے ہیں کہ جب مرشد صاحب دل طالب اللہ کے دل پر توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام ٹھیک طور پر نقش اور منقش کرے۔ اور اسم اللہ کی برکت سے اسکے تمام دل کو روشن کر دے۔

یاد رہے کہ قرآن کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی ب سے ہے اور قرآن کی انتہا مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ط کے س سے ہے۔ تمامیت ختم قرآن ضمیر لوح پر صحیح طور پر پڑھے۔ بعد ازان لوح محفوظ پر تکرار کرے۔

حدیث قدسی

"جس نے مجھے چاہا، پالیا اور جس نے پالیا، اس نے مجھے پہچانا، اور جس نے مجھے پہچان لیا، اس نے مجھے دوست رکھا، اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے مجھ سے عشق کیا اور جس نے مجھ سے عشق کیا، اسے میں قتل کرتا ہوں۔ اور جسے میں قتل کرتا ہوں، اس کا بدلہ مجھ پر واجب ہے۔ پس وہ بدلہ میں خود ہوں"۔

ابیات

عاشق کے قتل کا بدلہ خود کو اسکے سپرد کرنا ہے، اپنی وحدت کے شوق کو دلش کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

میں ہر مقام اور آئینہ (دل) سے فارغ ہو گیا۔ کیونکہ اللہ کا نام مجھ پر مکمل طور پر ختم (و ظاہر) ہو گیا ہے۔

حدیث

"عافیت کے دس اجزاء ہیں۔ نو جز خاموشی میں اور ایک جز وحدت میں"۔

بدانکہ وقت جان کندن بروی عزرائیل متجلی شود چون عاشقان و واصلان و عارفان و اہل ایمان تجلی را بہ بینند مست شوند۔ از جان خود بقدرت الٰہی از خود برآیند۔ عزرائیل ایشان را مثل آئینہ روئی صفا تجلی نماید و دست بر جان ایشان نزند و دیدن روئی عزرائیل در آئینہ خوشوقتی و عزرائیل اہل دُنیا را جان قبض چنان کند، چنانچہ مُرغ زندہ را در سیخ توان کرد و بر آتش نہد و جان کباب شود۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا ط

بشنو! ای اہل دُنیا خراب اند، ہر کہ نام دُنیا بحُبّ دل گیرد، ہفتاد روز سیاہی از دل اُو نرود، اگرچہ یک روزہ بہ ہفتاد روز دارد۔ و شب و روز توبہ کند۔ بدانکہ دانی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ دُنیا را اختیار نکرد، از برای آنکہ رسم رسوم کفار مرتبۂ ابوجہل و خلاف ابوجہل سنّت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فقر است۔

عجب کہ از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ذلّت برند و شرمندہ شوند و بدُنیا خوش وقت شوند و فخر خورند۔ ایشان از امّت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ باشند؟

مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْہُ [1]

فردا قیامت ہیچ دُنیا دار را روئی بہ قبلہ نباشد کہ از قبر برخیزند پشت بہ قبلہ باشند۔

بدانکہ اوّل طالب اللہ آفات نفس را بہ شناسد کہ نفس و قوّت شہوت کوربی بصر حیوان بی عقل، دیوانہ مثل چہار پایہ است۔ نفس وقت سیری در آنا فرعون است و وقت گرسنگی نفس درندہ و دیوانہ سگ حرام خور است و نفس وقت

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ وقت نزع حضرت عزرائیل علیہ السلام پر تجلی ہوتی ہے۔ جب عاشق، واصل، عارف اور اہل ایمان اس تجلی کو دیکھتے ہیں، تو مست ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے از خود باہر آجاتے ہیں۔ اور حضرت عزرائیل علیہ السلام انہیں شیشہ کی طرح اپنی صفائی کا چہرہ دکھاتے ہیں۔ اور ان کی جان کو ہاتھ نہیں لگاتے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا چہرہ آئینہ میں دیکھنا خوش وقتی ہے۔ اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اہل دُنیا کی جان اس طرح قبض کرتے ہیں جس طرح زندہ پرندے کو سیخ پر لٹکایا جاتا ہے اور آگ پر رکھتے ہیں اور جان کباب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

(اے طالب صادق!) سن! اہل دُنیا خراب ہیں۔ جو کوئی دُنیا کا نام محبت دل سے لیتا ہے، ستر روز تک سیاہی اُس کے دل سے نہیں جاتی۔ اگرچہ ایک روز ستر روز پر مشتمل ہو۔ اور دن رات توبہ کرے۔ تو جانتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو اختیار نہ کیا۔ اس لیے کہ یہ کفار کی رسم ہے اور ابوجہل کی اور ابوجہل، فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

میں اس قوم پر متعجب ہوں جو فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذلّت لے جائیں اور شرمندہ ہوں اور دُنیا سے خوش وقت ہوں اور فخر کریں۔ وہ امّت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے ہو سکتے ہیں؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے۔ وہ اُسی سے ہوگا۔"

(جیسی انسان کی نیت ہوتی ہے، ویسا ہی اس کو اسکا ثمرہ ملتا ہے) کل بروز محشر کسی دُنیا دار کا مُنہ قبلہ کی جانب نہ ہوگا۔ چنانچہ قبر سے اُٹھیں گے، تو پشت قبلہ کی طرف ہوں گے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ سب سے پہلے طالب الٰہی آفات نفس کو پہچانتا ہے، کیونکہ نفس اور شہوت کی قوّت اندھی بے بصارت، حیوان بے عقل اور دیوانہ ہوتی ہے چار پائے کی مانند۔ اور نفس سیری کے وقت تکبر میں فرعون ہے اور بھوک کے وقت درندہ اور سگ دیوانہ حرام خور ہے۔ اور حکومت کے وقت نفس

حکومت صاحب غضب بی ترس اظلم است ونفس وقت سرود در طلب زنا و انا وهوا فتنہ انگیز متفق ومونس شیطان است. نفس وقت غصہ دیو دیوانہ جن مجنون است. نفس وقت تلاوت قرآن، ذکر رحمانی ونص وحدیث وتفسیر علم فقہ ومسائل اقوال مشائخ وروایت وہدایت میخوانی استغراق فی اللہ ذات. این نفس صاحب توفیق رفیق قوی بر دین مسلمانی محرم اسرار حق یار جانی است.

بیت

یکقدم بر نفس خود نہ وآن دیگر نہ بر ہوا یا رضای دوست باشد یا ہوای خویشتن

بدانکہ وقت آراستن آدم صلوٰۃ اللہ بہ فرشتگان حق سبحانہ وتعالیٰ فرمود کہ درمیان آدم وما چہل ہزار پردۂ نفسانیت ظلمانی ای فرشتگان حائل حجاب دارید. بنابران در وجود آدمی را از سر تا قدم یگانگیت خانۂ نفسانیت ولذت نفسی وکبر از آنست سر ہوا بعید ماند از آن از خدا. آنچہ آدم حرام خورد وغیبت دروغ گوید ہمہ افعال ناشائستہ در وجود تاثیر اعضا وہر موئی ورگ وگوشت وپوست از خوردن حرام خون جمع شود. از آن خون حرام بر دل سیاہی وفربہی. فرحت بر دل از معصیت شیطانی ولذت نفس امارہ ونفسانیت دھد ودل از روح جدائی ویگانگی گیرد ودل مردہ سیاہ وگمراہ وشیطانی راہ ہر سہ یک اتفاق شوند واز نیکی روئی بگرداند وبدی ونیکی را برابر داند. درمیان حلال وحرام فرق نکند. لامصلحت آنچہ آید بخورد وآنچہ بر زبان آید، بگوید. از روز قیامت واز مرگ واز قبر واز عزرائیل فراموش ونسیان. روز وشب در طلب معصیت وعصیان. بر دل ہفتاد ہزار ویک لکہ بر دل از انانیت انا زنار. چون بمدنظر مرشد کامل وبا اسم اللہ شامل ذکر اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تاثیر در وجود طالب اللہ شود. از آن آتش گرمی

صاحب غضب اور اظلم بے ترس ہے. اور سرود کے وقت نفس زنا کا طالب اور تکبر اور نفسانی خواہشات میں فتنہ انگیز اور متفق ومونس شیطان ہے. نفس غصہ کیوقت دیو دیوانہ اور پاگل جن ہے. نفس تلاوت قرآنی، ذکر رحمانی، قرآن وحدیث، تفسیر، علم فقہ ومسائل، اقوال مشائخ اور روایت وہدایت کے وقت مستغرق فی اللہ ذات ہے. یہ نفس صاحب توفیق رفیق، دین مسلمانی پر قوی اور محرم اسرار حق اور جانی دوست ہے.

بیت

ایک قدم اپنے نفس پر رکھ اور دوسرا قدم نفسانی خواہشات پر رکھ. اس سے یا تو دوست کی رضا حاصل ہوگی یا تو پھر اپنی خواہشات پر چلے گا.

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ آدم علیہ السلام کی آراستگی کے وقت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا: اے فرشتو! ہمارے اور آدم کے درمیان چالیس ہزار ظلمانی نفسانیت کے پردے حائل ہیں. اسی بنا پر وجود آدمیت میں سر سے قدم تک نفسانیت لذت نفسی اور تکبر کی یگانگیت ہے. اور اسی نفسانی خواہشات کی وجہ سے وہ خدا سے دور ہے. اور آدمی حرام کھاتا ہے اور غیبت کرتا ہے. اور جھوٹ بولتا ہے. اور تمام ناشائستہ افعال اس کے وجود کے اعضاء میں تاثیر کرتے ہیں. اور ہر ہر بال، اور رگ وپے اور گوشت وپوست حرام کھانے سے خون جمع ہو جاتا ہے. اور اس خون حرام سے دل پر سیاہی اور موٹاپا آتا ہے. اور معصیت شیطانی اور لذت نفس امارہ اور نفسانیت سے دل کو راحت ملتی ہے. اور دل روح سے جدائی اور بیگانگی اختیار کرتا ہے اور دل مردہ سیاہ اور گمراہ ہو جاتا ہے اور شیطانی راہ میں ان تینوں کا اتفاق ہو جاتا ہے اور نیکی سے منہ پھیر لیتا ہے اور بدی اور نیکی کو برابر جانتا ہے اور حلال وحرام میں فرق نہیں کرتا. مصلحت کے بغیر جو کچھ آتا ہے، کھاتا ہے اور جو کچھ زبان پر آتا ہے، کہتا ہے. قیامت کے دن، موت اور قبر اور عزرائیل کو فراموش کئے ہوئے ہے. رات دن گناہ اور نافرمانی کی طلب میں رہتے ہیں. دل پر ایک لاکھ ستر ہزار انانیت، تکبر اور زنار کے پردے پڑے ہیں. جب مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ ذات کے ساتھ ذکر الٰہی شامل ہو جاتے ہیں. تو طالب اللہ کے وجود میں تاثیر ہو جاتی ہے.

ذکر اللہ ونظر مرشد عارف باللہ محبت عشق وسوزش معرفت حق واعتقاد واخلاص مع اللہ آفتاب شوق وتعطش اشتیاق مشتاق دیدار طلوع بر مُردار ناراہل خوار زند۔ در وجود از خوردن حرام وغیبت تمام کہ از خون وریم گوشت مُرداری کہ مجموعہ بود مثل شبنم از تابش گرمی حقیقی آب خراب شبنم روان شود۔ حرام مثل عرق بیرون برآید۔ وجود عریان و دل از چشم باطنی، خون گریان وجان کباب بریان و ذکر اللہ جریان۔ بمشاہدۂ جوہر جمال، صاحب وصال، ہوا وہوس، خطرات خار وخس، اوصاف ذمیمہ ذلت زوال خوی نفس امارہ بدخصال در وجودش نہ ماند۔ دل پُر نور، بذکر اللہ معمور، روشنضمیر، نفس مطمئنہ بدل رُخ نماید۔ آن نفس توسن سرکش کج خرام بزیر رام آرام گیرد۔ بنا بر آن مُرشد وسیلت بہتر است از فضیلت کہ فضیلت محض از برای وسیلت است۔ وفضیلت بغیر از وسیلت عمر ضائع وبرباد۔ این راہ بجز مُرشد صاحب توفیق وسیلت کسی را قوت نیست کہ بہ فضیلت مقامات طی وبمعرفت حق رسد۔

بیت

دست مردی گیر تا مردی شوی　　جز بمردان نیست راہ رہبری

از مردم آزار وستم کہ بر تو رود، رنجیدہ مشو کہ مراتب است۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ[1]

ای جان عزیز! باید دانست، تو نمی دانی کہ نفس چہ چیز است، واز کجا پیدا شد۔ چون حضرت آدم صلوٰۃ اللہ را حق سبحانہٗ وتعالیٰ پیدا کرد و روح اعظم بحکم اللہ تعالیٰ در وجود آدم صلوٰۃ اللہ را علم عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ[2] واضح گشت ونظر حضرت آدم بر عرش

[1] سورہ الانعام، ۶ : ۱۱۳　[2] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱

ذکر اللہ کی گرمی آگ سے اور عارف باللہ مُرشد کامل کی نظر سے عشق ومحبت اور سوزش معرفت حق، اعتقاد، اخلاص مع اللہ، آفتاب شوق، اشتیاق کی گرمی اور طلوع دیدار مُردار اہل خوار پر ہوتا ہے۔ حرام کھانے سے اور غیبت تمام سے جو مُردار کے گوشت، پیپ اور خون سے وجود میں اکٹھ ہوگیا تھا، گرمی حقیقی کی تپش سے شبنم کا خراب پانی رواں ہوجاتا ہے۔ پسینہ کی طرح حرام باہر آجاتا ہے۔ عریاں وجود، چشم باطنی سے دل، خون گریاں، جان کباب بریان، ذکر اللہ جاری ہوجاتا ہے۔ جوہر جمال کے مشاہدہ سے اور صاحب وصال سے ہوا وہوس، خار وخس کے خطرات، اوصاف ذمیمہ، ذلت، زوال نفس امارہ بدخصال کی خو وجود میں نہیں رہتی۔ دل پر نور، ذکر اللہ سے پُر نور، روشنضمیر، نفس مطمئنہ دل کی طرف رُخ کرتا ہے۔ اور سرکش اور باغی نفس رام ہوکر آرام پاتا ہے۔ اس بنا پر مُرشد کا وسیلہ فضیلت سے بہتر ہے، کیونکہ محض فضیلت وسیلہ کے لیے ہے۔ اور وسیلہ کے بغیر فضیلت عمر کو ضائع اور برباد کرنے کے مترادف ہے۔ یہ راہ بغیر مُرشد صاحب توفیق کے وسیلے کے طے نہیں ہوسکتی۔ صاحب توفیق وسیلہ والے کسی کو طاقت نہیں ہے۔ کہ مقامات فضیلت کو طے کرسکے اور معرفت خداوندی کو پہنچے۔

بیت

کامل مرد کا ہاتھ پکڑ، تاکہ تو بھی کامل مرد ہوجائے۔ راستہ کی راہبری کامل مردوں کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔

اور تمہیں جو آزار اور ستم پہنچے، تو اس سے رنجیدہ خاطر نہ ہو، کیونکہ اس میں تمہارے لیے مراتب ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کیے ہیں، آدمیوں اور جنوں میں"۔

اے جان عزیز! جاننا چاہیے۔ تو نہیں جانتا کہ نفس کیا چیز ہے؟ اور کہاں سے پیدا ہوا۔ جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو حکم الٰہی سے آدم علیہ السلام کے وجود میں روح اعظم داخل کی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے گئے، کا علم واضح ہوا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی نگاہ عرش پر پڑی۔ اور

افتاد، کلمہ طیبہ را نوشتہ دید۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وکلمہ خواند، حضرت آدمؑ در تعجب ماند وگفت: بر از نام اللہ دوم نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیست؟ از اللہ تعالیٰ حکم شد۔ ای آدمؑ! از فرزندانِ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین روزِ قیامت شفیع تو خواہد بود۔ آدم صلوٰۃ اللہ علیہ گفت: پسر باپد رچطور شفیع گردد؟ ازان غیرتش در وجود آدمؑ نفس پیدا شد۔ واز نفس حرص وطمع پیدا شد کہ حضرت آدمؑ دانۂ گندم خورد واز بہشت بدر کشیدند۔ چنانچہ قصہ معلوم است تکرار نہ کرد۔

بدانکہ بالتصور سہ حرفی مصنفؒ میگوید کہ چہ احتیاج ہر روز تفحص باغ بیک مرتبہ بکشد نفس زاغ۔ ہر کرا بر دل حُبّ مولیٰ پیدا شود، سوز داغ دمبدم هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ غرق ذات۔

بیت

ہر کہ طالب عقل ونقل وسیم وزر — معرفت مولیٰ نہ بیند یک نظر
اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِيَةِ ط

بیت

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان — بیت المقدس است مکن جای دیگران

تصدیق القلب، طلب مولیٰ خاتمہ بالخیر تعلق دارد وطلب دنیا خاتمہ بالشر۔

قولہ تعالیٰ:۔

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ط[1]

---

[1] سورہ المائدہ، ۵ : ۵۴

کلمہ طیبہ کو لکھا دیکھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ پڑھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نہایت متعجب ہوئے اور کہا: تیرے نام مبارک کے برابر دوسرا نام مبارک کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا: اے آدمؑ! تیرے بیٹوں میں حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز تیرے شفیع ہونگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: کہ بیٹا باپ کی کیسے شفاعت کرسکتا ہے؟ ان کی اس غیرت سے آدم علیہ السلام کے وجود میں نفس پیدا ہوا۔ اور نفس سے حرص وطمع کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے گندم کا دانہ کھایا اور جنت سے نکالے گئے۔ جیسا کہ قصہ معلوم ہے۔ تکرار کی ضرورت نہیں۔

اے طالب صادق! جان لے کہ تصور سی حرفی کے ساتھ مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ ہر روز باغ کی تلاش کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ ایک مرتبہ نفس زاغ کو قتل کرے، جس کسی کے دل پر حُبّ مولیٰ پیدا ہو جاتی ہے، وہ افسوس صد افسوس کے ساتھ دمبدم داغ سوز لیے رکھتا ہے اور غرق ذات رہتا ہے۔

بیت

جو کوئی عقل، نقل اور سونے چاندی کا طلبگار ہے۔ وہ معرفت خداوندی ہرگز نہیں پاسکتا۔
عاقبت عافیت کے ساتھ ہے۔

بیت

دل بہت بڑا کعبہ ہے، اس کو بتوں سے خالی کر۔ یہ پاکیزہ گھر ہے۔ اس میں کسی اور کو جگہ مت دو۔

(یہ) دل کی تصدیق ہے۔ مولیٰ کی طلب خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے، اور طلب دنیا خاتمہ بالشر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں۔"

علم دین باید۔ دیدم نیز خاصیت دعوت ہمنشینی قبر اولیاء اللہ ہر چند کہ میخوانند، روحانی خوشوقت میگردد کہ آن را کلام اللہ نعمت اللہ نور اللہ دولت عظمیٰ رسد و روز بروز مراتب او در ترقی شود۔ روحانی نمی خواہد کہ کار خواننده را زود بمقصود رسد۔

المطلب آنکہ اگر کسی خواہد کہ کار بستہ در میان یک شب و یا در یک ہفتہ کلیہ مطلب باو رسد می باید کہ خواننده مراتب قوی قرب اللہ بر قبر سوار شود چنانچہ سواری اسپ و اگر بر قبر یک خس زند بر جان روحانی گویٔ کہ تازیانہ تیغ زند، ہمو ندم روحانی بہ پیش پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام از دست ستم این فریادی شود و التماس کند۔ پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمو ندم روحانی را بحکم خدا کار بستہ مشکل کشائی گرداند و روحانی را از و خلاص کناند بموافق این حدیث۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ ط[1]

ظاہر باطن ہمیشہ فقیر با قوت باشد۔

حدیث

اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ ط[2]

بیت

تا نزنی تیغ دو دستی بسی　　ملک بمیراث نیاید کسی

چون صاحب دعوت در دعوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم منتہی رسد، ہمیشہ گرد بگرد او چہار لشکر از غیبی باشند۔ یکی لشکر شہیدان، دوم لشکر رجال الغیب

[1] شرح مسند امام اعظم حضرت ملا علی قاری، لاہور، ص، ۱۱۴ [2] الحدیث

دین کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ میں نے دیکھا کہ اولیائے کرام کی قبر کی ہمنشینی کے ساتھ پڑھنا بھی خاصیت رکھتا ہے۔ ہر چند پڑھنے سے روحانی خوشی محسوس کرتا ہے۔ کہ اسے کلام الٰہی نعمت اللہ، نور اللہ، دولت عظمیٰ پہنچتی ہے اور روز بروز اس کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے۔ روحانی نہیں چاہتا کہ پڑھنے والے کا کام جلد مقصود کو پہنچے۔

المطلب یہ کہ اگر کوئی چاہے کہ اس کا بندھا ہوا کام ایک رات میں یا ایک ہفتہ میں مکمل ہو، اور اس کے کلی مطالب حاصل ہوں، تو چاہیے یہ کہ (دعوت) پڑھنے والا قرب الٰہی کے سبب اگر قوی مراتب رکھتا ہے، تو قبر پر سوار ہو جائے جیسا کہ گھوڑے پر سواری کی جاتی ہے۔ اور اگر قبر پر ایک تنکا کوڑے کی طرح مارے، تو روحانی کی جان پر گویا کہ تازیانہ تیغ کا کام کرتا ہے۔ وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فریادی جاتا ہے اور التماس کرتا ہے۔ (پس) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت روحانی کے بندھے ہوئے کام کی بحکم خدا مشکل کشائی کرتے ہیں۔ اور روحانی کو اس حدیث کے مطابق اس سے نجات دلاتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:-

"جب تم کسی امر میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبور سے مدد مانگو۔"

ظاہر باطن فقیر کا ہمیشہ با قوت ہونا چاہیے۔

حدیث

"ملک اسی کا ہے، جو غالب آئے۔"

بیت

جب تک تو دو دستی تلوار بہت زیادہ نہیں مارے گا تب تک تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگے۔ کیونکہ کوئی آدمی ملک میراث میں نہیں پاتا۔

جب صاحب دعوت دعوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہا کو پہنچتا ہے، تو اس کے ارد گرد ہمیشہ چار غیبی لشکر ہوتے ہیں۔ پہلا لشکر: لشکر شہداء۔ دوسرا لشکر: رجال الغیب ابدال

ابدال اللہ۔ سوم لشکر روحانیت انبیاء اولیاء۔ چہارم مؤکل ملائک فرشتگان۔

این ہر چہار لشکر مسخر و حاضرات از قبر اولیاء اللہ حاصل شود کہ بہ فریاد اہل قبر ہمہ کس در آیند و بخوانندہ شہسوار قبر آشنا شوند و بہ عہد بستہ بدہند۔ ہر جا کہ مشکل پیش آید، از برای عنداللہ و بدوستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امداد کنند۔ وقت عاجزی بدین طریق طلب کند، اُحْضُرُوا لِلْمُسَخَّرَاتِ و ہر یکی را نام گیرد، بیشک حاضر شوند۔ فقیر را تنہا مبین۔ لشکر متہار بہ بین۔ دیگر دعوت منتہی دعوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اینست۔ کسی را کہ مراتب حق الیقین بحکم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در نظرش کارزار سلاح، چنانچہ تیغ برہنہ و تیر و کمان جستہ و نیزہ و تبر بمثل این چنین سلاح غیب الغیب گرد فقیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم می باشند و بر کسی کہ غضب شود، ہر آنکس زخم از غیبی خورد و بحکم خدا بمیرد۔

حدیث

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ [1]

حدیث

اُقْتُلُوا الْمُؤْذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیْذَاءِ [2]

نظر و توجہ و سخن قاتل است، صاحب باطن صفا۔ این دعوت تعلق بریاضت گرانی شود و با بر کسی آزردہ شود۔ دشمن صاحب راز بیشک خراب و پریشانی و بی جمعیت شود۔ بنا بر آن فقراء نہ خدا و نہ از خدا جدا۔

ابیات

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

[1] مشکوٰۃ، ص ۱۵۱ [2] الحدیث

اللہ کا لشکر تیسرا لشکر، انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کی ارواح کا لشکر۔ چوتھا لشکر: مؤکلات ملائکہ کا لشکر۔

ان چار لشکر کو مسخر و حاضرات اولیائے اللہ کی قبر سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تمام لوگ اہل قبر کی فریاد پر آتے ہیں۔ اور شہسوار قبر عامل کے آشنا ہو جاتے ہیں، اور مدد دیتے ہیں جہاں کہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ اور عنداللہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی سے مدد کرتے ہیں۔ اور عاجزی کے وقت اس طریقہ سے طلب کرے۔ اُحْضُرُوا لِلْمُسَخَّرَاتِ ہ اور ہر ایک کا نام لے۔ بیشک حاضر ہونگے۔ فقیر کی انتہا مت دیکھ۔ لشکر متہار کو دیکھ۔ دوسری دعوت منتہی دعوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ حق الیقین کے مراتب بحکم خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نظر میں لڑائی کے اوزار مثلاً تیغ برہنہ، کمان کے تیر، نیزہ، کلہاڑا۔ اس قسم کے غیبی اوزار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فقیر کے گرد ہوتے ہیں۔ وہ اگر کسی پر غصہ ہو، تو وہ شخص غیب سے زخم کھاتا ہے اور اللہ کے حکم سے مرتا اور جیتا ہے۔

حدیث

"اللہ کے لیے محبت اور اللہ ہی کی خاطر دشمنی کرے۔"

حدیث

"موذیوں کو ایذا سے پہلے قتل کر دو۔"

انکی توجہ، نظر، اور گفتگو قاتل ہے۔ وہ صاحب باطن صفا ہے۔ اس دعوت کا تعلق سخت ریاضت سے ہے۔ اور ریاض پر رنجیدہ ہوتا ہے۔ وہ صاحب راز دشمن بیشک خراب اور بے جمعیت ہوتا ہے۔ اس بنا پر فقراء نہ خدا ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی خدا سے جدا ہوتے ہیں۔

ابیات

اللہ والے لوگ اللہ نہیں ہوتے۔ لیکن اللہ سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

ہرکہ دارد خبر از باطن فقر　　قہر قہرش قہر حق زیر وزبر

وقتی کہ فقیر آزردہ شود از ماہ تا ماہی، بلکہ عرش اکبر در جنبش در آید از برای آنکہ۔

بیت

سادہ لوحان جنون از بیم محشر غافل اند　　بیم رسوائی نباشد نامۂ ننوشتہ را

ہرکہ دیوانہ مجنون اند برآمدہ از چون عرق بی چون اند یعنی صاحب راز است۔

بیت

آواز راز در جہان بیرون اُفتاد　　خود صدائی کی نگاہ دارد و راز

یعنی آواز نام اللہ راز حرف ر راز است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ[1]

راز برداشتن مراتب اولیاء است، حقیقت راز را چہ داند کم حوصلہ، مقلد، سفلہ باہوا۔ اصل راز از رضای خدا است، و راز از یک حرف کہ آن حرف اعظم است۔ و در دل تعلق دارد۔ خواندن بی زبان برکت حرف اعظم رسیدن باہر مکان است۔

ابیات

از آن حرفی بشرف مصطفیٰؐ است　　کہ بیرون از کتب سر اللہ است

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۰

جو فقر کے باطنی راز کی خبر رکھتا ہے۔ اسکا قہر اللہ کا قہر ہوتا ہے، جو زیر و زبر کر دیتا ہے۔

جب فقیر آزردہ ہوتا ہے، تو ماہ سے ماہی تک، بلکہ عرش اکبر ہل جاتا ہے۔ اس لیے کہ۔

بیت

سادہ لوح مجنوں محشر کے خوف سے غافل ہیں۔ خط نہ لکھنے والے کو رسوائی کا خوف نہیں ہوتا۔

جو کوئی دیوانہ پاگل ہیں، وہ چون سے نکل کر بیچوں میں غرق ہیں، یعنی صاحب راز ہیں۔

بیت

راز کی آواز دنیا میں باہر جا پڑی، وہ خود آواز ہے۔ تو اس راز پر کون نگاہ رکھ سکتا ہے؟

یعنی آواز اللہ کا نام ہے۔ حرف ر سے راز مراد ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی"۔

راز کو برداشت کرنا اولیائے کرامؒ کے مراتب میں سے ہے۔ راز کی حقیقت کو کم حوصلہ، مقلد اور نفسانی خواہشات رکھنے والا کمینہ کیا جانے؟ اصل راز رضائے خدا سے ہے۔ اور راز ایک حرف ہے کہ وہ حرف اعظم ہے۔ اور دل سے تعلق رکھتا ہے۔ بے زبان ہو کر پڑھنا حرف اعظم کی برکت سے ہے، جو ہر مکان کو پہنچتا ہے۔

ابیات

ان قابل عزت حروف میں سے ایک حرف مصطفیٰؐ ہے کہ اللہ کے اسرار کتابوں میں نہیں سما سکتے۔ کتابیں اُن کے لیے ناکافی ہیں۔

نہ آنجا کاغذ و قطرۂ سیاہی — سر اسرِ وحدتست سرِّ الٰہی
وحی نامحرم است زاں دل نوشتہ — مقامی کی رسد با دل فرشتہ

ہر کہ بدیں مقام رسد، علم غیبی فتوحات موافق نفس و حدیث از راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برکات الغایت بی نہایت رُخ نماید۔

اَللّٰہُ لَیْسَ مَاسِوَی اللّٰہِ ہَوَسٌ ۔

نیز شرح نفس امّارہ

علم و شریعت گفت: کہ ای نفس امّارہ! تو میدانی خلقت تو از چہ چیز است کہ شاہ را بیان اختیار و ناقلان آثار چنین روایت کنند کہ حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ را چُوں نظر بر لوح محفوظ کرد ید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم دید۔ غیرت بدلِ آدم پدید آمد۔ چُوں نظر غایت خداوندی بہ چناں بُود کہ خدائی در آن تواند شمارکت نمود۔ آدم علیہ السلام از روی غیرت بزبان فصیح البیان خود کلمہ جاری کرد کہ مِنَ الَّذِیْ اِسْمُہٗ مَقْرُوْنٌ بِاِسْمِکَ یعنی کیست کہ نام اُو بنام تو متصل است۔ حکم شد: نَبِیٌّ مِّنْ اَنْبِیَآئِیْ وَوَلَدٌ مِّنْ اَوْلَادِکَ اَشْفَعُ بِذَنْبِکَ یعنی پیغمبر علیہ السلام از پیغمبران من و فرزندی از فرزندان تُست شفاعت کُند ترا ہنگام گناہ تو۔ وسوسہ بخاطر آدم علیہ السلام راہ یافت کہ پدر شفاعت فرزند کُند نہ بالعکس۔ آنگاہ خطاب عزت در رسید کہ جبرائیلؑ برو و وسوسہ از جوف آدم بدو نصف کُن۔ ناموس اکبر طاؤس انور از بارگاہ جلال فرود آمدہ، وسوسہ آدم علیہ السلام را از جوف آدم بدو شق کرد۔ نصف را کشیدہ در بہشت دفن کرد و درخت گندم سبب بذلت اُو باشد۔ از آن نصف مخلوق گشت و نصف دیگر کہ در جوف ماند،

اس جگہ نہ کوئی کاغذ اور نہ ہی سیاہی کا کوئی قطرہ ہوتا ہے۔ اللہ کے رازوں میں سے وحدت بھی ایک راز ہے۔

اس دل پر لکھا ہُوا ہے کہ وُہ وحی سے محروم ہے۔ پس فرشتہ دل کے ساتھ اس مقام تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟

جو کوئی اس مقام پر پہنچتا ہے، علم غیبی فتوحات قرآن و حدیث کے مطابق راہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد و حساب برکات رُخ دکھاتی ہیں۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

تخلیق نفس امّارہ

علم و شریعت نے کہا: کہ اے نفس امّارہ! کیا تُو جانتا ہے کہ تیری تخلیق کس چیز سے کی گئی ہے۔ شاہ کو تو بیان کا اختیار ہے۔ اور ناقلان آثار یُوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ کی نگاہ لوح محفوظ پر پڑی تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا، تو آپ کے دل میں غیرت پیدا ہوئی۔ چونکہ نظر غایت خداوندی اس طرح کی تھی کہ اس میں رضائے خداوندی شامل تھی۔ لہٰذا آدم علیہ السلام نے از روئے غیرت فصیح و بلیغ زبان سے خود عرض کیا: الٰہی یہ کس کا نام ہے، جو تیرے نام کے ساتھ ہے۔ یعنی وُہ کون ہے کہ جس کا نام تیرے نام کے ساتھ متصل ہے۔ بارگاہ خداوندی سے حُکم ہُوا کہ یہ میرا محبوب نبی ہے میرے نبیوں میں سے۔ اور تیرا فرزند ہے تیری اولاد میں سے اور تیری (امت کی) معصیت کا شفیع ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام میرے پیغمبروں میں سے اور تیرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے، جو تیری امت کے گناہوں کی شفاعت کرے گا۔ یہ سُن کر حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہُوا کہ کیا باپ بیٹے کی شفاعت کرتا ہے نہ یہ کہ بیٹا باپ کا شافعی ہو۔ اس وقت بارگاہ رب العزت سے خطاب ہُوا کہ اے جبرائیلؑ! جا اور وسوسہ لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے شکم میں دو حصے کر۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ خداوندی سے اُترے اور وسوسہ کے دو حصے کیے۔ نصف کو نکال کر جنت میں دفن کیا۔ اور اس ذلت کے سبب گندم کا درخت پیدا ہُوا۔ (جو حضرت آدم علیہ السلام

ازان نفس امّارہ موجود شد۔ علم گفت: ای غدّار خلقت تو ازان وسوسہ گشت۔
ازان پُر حذر بی حذر چُن بود و من صفتی ام در ہر کہ ذرّہ از من متحقق شد، حیات
ابدی و دولت سرمدی یافت۔ نفس گفت: ای علم! اگر تحقیق تو موجب حیات ابدی
حاصل ہمیشہ بایستی، بغیر ازین کہ اَعْلَمُ اہل علم ابلیس است، لعنت ابدی حاصل نمی شد۔
علم گفت: ای مکّارہ! غیر ازین مصاحبت تو باین حال رسید۔ والّا قدوہ ملائکہ بود۔
پس وکالت و وزارت شما موجب خرابی ملک است و این امر لیست کہ در اصل
حق ما بود و اکنون۔ نیز می خواہم کہ بہ مرکز خود قرار گیرد۔ آنگاہ نفس امارہ توسن
تیز و تگاور تند خیز را در پی ادای اثبات مدّعا بدین کُن گونہ مطلق العنان گردانید
کہ بر عالم و عالمیان اظہر من الشمس و این من الایمان است کہ اما مرکافہ و رعایا
زواجر عامہ برایا در سلک ما منسلک منتظم است و اصلاً اذیت غیبت و رتبہ راہ
نیافتہ والقبض دلیل الملک و برین تقدیر ما ذوالیدیم۔ پس ایشان بر موجب استحقاق وکالت و
وزارت خود شاہد مبین و دلیل متین اقامت نمایند۔ آنگاہ علم و شریعت اشہب تکلّم را
در میدان مجادلہ بتازیانہ حج قاطعہ و براہین لامعہ جولان دادند کہ وکالت و وزارت حق
اصلی ماست۔ بنا بر مقتضای ضروریات توقف در رواج حق اصلی واقعہ شدہ بود۔ اگر
در سنّ صغیر شاہ عقل را از تکلیف مراسم رعیت پروری و لوازم عدالت گستری
میکردیم تکلیف مالا یطاق بود۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا[1] زیرا کہ طفل شیرخوارہ
و کودک گہوارہ را جز بملاثبت مشتہات نفسانی موانست نبود۔ بنابران باصحاب لہو سپردیم
و ہم خوشی نفس مالس شد قبول باید و اکنون وقت وکالت دادن و وزارت ما رسیدہ۔
وَاِذَا جَآءَ الْمَآءُ رَفَعَ التَّیَمُّمُ وَاِذَا وَجَدَ تَاجَ الْمُرَصَّعِ تَرَکَ التَّعَمُّمَ و ما را
اثبات این مدّعا و شاہد صادق المقال است۔ یکی آنکہ قاضی شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] سورہ البقرہ ۲: ۲۸۶

کیلئے ندامت کا سبب بنا، اور دوسرا نصف حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ میں رہا۔
جس سے نفس امّارہ پیدا ہوا۔ علم نے کہا: اے غدّار! تیری پیدائش اس وسوسہ سے
ہے۔ اس احتیاط سے بے احتیاط کیونکر ہو۔ میں وہ صفت ہوں کہ جس میں مجھ سے ذرّہ پیدا
ہوا، حیات ابدی اور دولت سرمدی پائی۔ نفس نے کہا: اے علم! اگر تیری تحقیق سے
ہمیشہ حیات ابدی حاصل ہو سکتی، بغیر اسکے کہ ابلیس علم رکھتا تھا اور اہل علم میں سے تھا،
دائمی لعنت میں کیونکر مبتلا ہوا۔ علم نے کہا: اے مکّارہ! اس کے علاوہ، تیری مصاحبت
سے اس حال کو پہنچا۔ ورنہ میں ملائکہ کا استاد تھا۔ پس تمہاری وکالت و وزارت ملک کی
خرابی کا باعث ہے۔ اور یہ امر ہے کہ حقیقت میں ہمارا حق تھا۔ اور اب بھی خواہش رکھتا
ہوں کہ اپنے مرکز پر قرار پکڑے۔ اس وقت نفس امّارہ نے تیز و تند خیز گھوڑے کو مدّعا
کو مقصود تک پہنچانے کے لیے اس طرح مطلق العنان کیا کہ تمام عالم پر سورج کی طرح
عیاں ہے۔ اور یہ ہمارے ایمان کا حصّہ ہے۔ لیکن عام و خاص عام لوگوں کی زجر و توبیخ
ہمارے طریقہ میں منسلک و منتظم ہے۔ اور اصل میں غیبت کی اذیت نہ پائی اور مرتبۂ راہ
نہ پایا۔ ناخوشی دلیل الملک ہے اور ہم اس تقدیر پر راضی ہیں۔ پس وہ اپنی وکالت و
وزارت کے استحقاق کے واجب ہونے پر گواہی کا جواز پیش نہ کریں۔ اور ٹھوس دلیل
پیش کریں۔ اس وقت علم و شریعت نے اس طرح حجت قاطع پیش کی کہ ولایت و وزارت
دراصل ہمارا حق ہے۔ مگر بنا بر مقتضائے ضروریات کے چھوٹی عمر میں عقل کے بادشاہ
کو رعیت پروری اور عدل گستری کی تکلیف کی۔ اگر ہم دیتے تو تکلیف مالا یطاق تھی۔
ارشاد خداوندی ہے:۔
"اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا، مگر اسکی طاقت بھر"
کیونکہ دودھ پیتے بچے کو بجز مشتہات نفسانیت کے ہمدردی نہیں تھی اس
بنا پر اصحاب لہو کو سونپ دیا۔ اور نفس کی خوشی کا باعث بھی ہوا۔ ہم کو یہ امر قبول
کر لینا چاہیے اور اب ہماری وکالت دینے کا وقت اور ہماری وزارت تک پہنچا۔
اور جب پانی مل جائے، تو تیمم دور کر دیا جائے اور جب مرصّع تاج مل جائے،
تو عام چیزوں سے اجتناب برتنا چاہیے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمارے پاس
دو صادق المقال گواہ موجود ہیں۔ ایک قاضی شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد زنا

ولد را نزع نموده بعد از افتراق زوجین تحویل بوالده فرماید۔ حراست ولد را بواجبی نماید۔ چون بحد شرعی رسد، ولد را نزع نموده بوالدش سپارند و بواسطه طول مدت تربیت حق اصلی ولد زائل نگردد و آنکه نفس امارہ گفت کہ رجوع ولد بواسطہ لطیفہ ابوابست۔ زیرا آنکہ حق اصلی اثبات این معنی میکند و درین صورت ہیچ وجہی سرشت حق اصلی نیست۔ آنکہ علم و شریعت گفتند کہ اجتماع ابوین شریفین ملک بنا بر فرمان۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ[1]

کدام حق زیادہ نسبت وجود است و دوم آنکہ از جانب ملک اطراف و سلاطین اکناف رسل رسائل پیش بادشاہ عقل آمد۔ رد جواب از امرای شما امکان نپذیرد والا اصحاب ما کہ ہر یک بدانش و بینش و ادراک حقائق آفرینش متجلی و در آن حین از بہر محادثہ و آن رسائل محتاج و مقرر شما گردند و این نیز دلیل است بر آنکہ محتاج الیہ معتمد الیہ ایوان سلطنت ایم نفس امارہ گفت: کہ حضرت شاہ را در اوامر و نواہی مقید می سازند و حبس و قید عذر نشست بادشاہان نہ شود، مگر از طاغی و باغی بگوش ہوش نہ شنیدہ اند کہ قال اللہ تعالیٰ:۔

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا[2]

سمعیات مستلذات سائر ملذذات جسمانیہ و نعیم شہوانیہ بہ ملک مباح است۔ پس ما بادشاہان را مطلق العنان می سازم۔ چون بادشاہان بر وفق مطلوب بی قید لا نعم متصرف بود و ابواب فرح و ذوق بر چہرہ و عزائم او مفتوح باشد، آنگاہ کافر برایا و عامہ در ناز و تنعم بسر برند، آنگاہ علم و شریعت گفتند کہ مراد خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا[3] معنی است کہ تو ارادہ کردہ، بلکہ مراد آنست کہ آفریدگار خدای تعالیٰ شما چیزی را کہ از فواکہ ملونہ و حبوبات متنوعہ و مشروبات لذیذ کہ شرع شریف در اکل

[1] سورہ النساء، ۳:۴ [2] سورہ البقرہ، ۲: ۲۹ [3] ایضاً۔

کیا اور والدین کی جدائی کے بعد والدہ کے سپرد کیا کہ بہتر طریق سے تربیت کرے اور جب ولد حد شرعی کو پہنچے، تو ولد کو والدہ سے نزع کر کے والد کے سپرد کرے اور طول مدت کے واسطے سے والد کی تربیت کا حقیقی حق زائل نہ ہو۔ اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ والد کا رجوع والدہ کی جانب اسباب نطفہ کے واسطہ کا سبب ہے۔ کیونکہ حق حقیقی معنی ثابت کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی وجہ سرشت حق حقیقی نہیں ہے۔ اس وقت علم شریعت نے کہا کہ باجماع والدین شریفین ملک بنا پر ارشاد خداوندی ہے:۔

"تو نکاح میں لاؤ، جو عورتیں تمہیں خوش آئیں"

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے۔

دوسرا گواہ وہ ہے کہ ایک اطراف ملک اور سلاطین اکناف کی طرف سے رسل رسائل عقل کے بادشاہ کے سامنے آئے۔ اور انکار و جواب تمہارے امراء سے امکان پذیر نہیں ہے۔ اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ ہر ایک دانش و بینش اور ادراک حقائق آفرینش کے نزدیک متجلی ہیں۔ اس دوران میں واقعات و رسائل کے سلسلہ میں وہ تمہارے محتاج اور اقرار پسند ہو جائیں گے اور یہ بھی ایک دلیل ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے محتاج ہیں۔ اس وقت نفس امارہ نے کہا: کہ عقل کے بادشاہ کو اوامر و نواہی میں مقید کرتے ہیں اور قید اور اسیری، عذر نشست بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر باغی اور طاغی سے گوش ہوش سے سننا نہیں ہے۔ کہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"وہ ایسا رب ہے جس نے تمہارے لیے تمام زمین کی اشیاء کو پیدا فرمایا"

ہمارے ملک میں جسم کے تمام لطف و مستلذات اور نعمائے شہوت جائز ہیں پس ہم بادشاہ کو مطلق العنان کرتے ہیں۔ اور جب بادشاہ مطلوب کے موافق بے قید نعمتوں میں متصرف تھا۔ اور ذوق و شوق کے دروازے اس کے چہرے پر روشن تھے۔ اور اس کے عزائم مفتوح تھے۔ اس وقت تمام رعایا اور عام لوگ ناز و نعمت میں پل رہے تھے۔ اس وقت علم و شریعت نے کہا کہ آیہ مبارک سے یہ مراد نہیں ہے کہ تو نے ارادہ کیا، بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بنایا، جو کچھ زمین میں ہے اچھے اچھے کھانے اور مزیدار مشروبات کہ شریعت مطہرہ نے انہیں کھانے پینے کی اجازت

دی، نہ یہ کہ حیوانوں کی طرح سامنے آکر بلا تامّل اور بلا فکر کھایا جائے۔ اور کچھ فکر نہ کرے۔ لہٰذا بعض بشر نے شریعت شریف کے احکام سے انحراف کیا۔ اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، اُن میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"وہ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ"۔

اگرچہ وہ گروہ انسانی صورت میں ہیں، لیکن سیرت میں حیوان ہیں۔ اور کسی اہل عقل پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ بادشاہ ناشائستہ فعل کا مرتکب ہو اور اصرار کرے نتیجہ کے طور پر اس کے سپاہی اور رعایا بالضرور اس کی پیروی کرتی ہے۔ یہ قول (صحیح ہے) کہ "لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں"۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ فساد کی زیادتی اور مالا کی کثرت ہوگی۔ اور اس کی وجہ سے بدن کی بادشاہی میں قسم قسم کی خامیاں اور مرض کا ظہور ہوگا۔ اور اس مرتبہ پر پہنچیں گے کہ زمانہ کے حاکم اور بلند پایہ عقلمند اس کی صحت سے ہاتھ دھوئیں گے۔ آخر کار اس مملکت میں خرابی کا امکان پیدا ہوگا۔ اور پریشانی منتشر ہوگی۔ اور برکت و خیر نہیں رہے گی۔ پس ناشائستہ امور سے اجتناب لازم اور ضروری ہوگا۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا:۔ کہ بشر کے لیے تمام لذات سے بہتر لذت زنا کی ہے۔ اور انسان اشرف المخلوقات ہے۔ پس اگر کوئی اشرف موجودات میں سے ہوتے ہوئے لذات کی طرف مشغول ہو اور اقامت تلذذ کرے، تو یہ جائز نہ ہوگا۔ اور قانون انصاف سے باہر ہوگا۔ اس وقت علم و شریعت نے کہا کہ زنا بالطبع ممنوع اور مردود ہے۔

جاننا چاہیے کہ کلام مجید و فرقان حمید میں اقامت حد وارد ہوئی ہے:۔

"جو عورت بدکار ہو اور جو مرد، تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ"۔

اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی صحت ثابت ہوتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زنا تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا ہے"۔ اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ انتظام امور عالم غیرت و حمیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور عدم غیرت آدمی کو

وشرب آن رخصت نماید نہ آنکہ مثل حیوانات ہر چہ پیش آید، بلا تامّل و بلا تفکر مشغول بہ اکل و شرب اُو گردد۔ آن را رخصت نماید فرق لہٰذا بعضی از بشر کہ انحراف از حکم شرع شریف نمودہ اشتغال بمنہیات می نماید۔ حق تعالیٰ در باب آنہا چنین خبر دادہ کہ۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ[1]

آن جماعت اگرچہ بصورت انسان اند، امّا بسیرت حیوان اند و بہ ہیچ عاقل پوشیدہ نیست کہ چون بادشاہ بر فعل ناشائستہ مرتکب و مُصر باشد، لاجرم سپاہ و رعیت اقتدا بر و نماید۔ اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ۔ این معنی موجود از دیاد فساد و کثرت مالا یعنی باشد از علت آن در بدن مملکت انواع و اسقام و امراض بہ ظہور آید بمرتبہ کہ حکما و زمانہ و عقلاء یگانہ از صحبت آن دست بشویند۔ لاجرم در آن مملکت خرابی ممکن گردد و پریشانی منتشر شود۔ خیر و برکت نماند۔ پس احتراز از امور ناشائستہ لازم و واجب باشد۔

آنگاہ نفس امارہ گفت: کہ از مادر جمیع شہوات لذات بشریہ است و انسان اشرف المخلوقات کسی را کہ اشرف موجودات بالذات اشتغال نماید و اقامت خود و اتلاف عرض نماید کہ روا نہ باشد کہ از قانون انصاف بیرون است و علم و شریعت گفتند کہ زنا بدلہ طبع ممنوع و مردود است۔

بدانکہ در کلام مجید ربانی اقامت حد وارد شدہ۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ؕ[2]

و در احادیث دریای نبوت بہ صحت رسیدہ، زنا را اکبر الکبائر شمردہ اند، و دلیل عقلی نیز واضح است کہ انتظام امور عالم واقع است بہ غیرت و حمیت و عدم غیرت آدمی را

[1] سورہ الاعراف، ۷ : ۱۷۹ [2] سورہ النور، ۲۴ : ۲

از جرید تو می سازد که عدم غیرت با عدم عقل است و ازین با وجود عقل. آنگاه نفس امّاره گفت، که تجرّع کاسات شراب ارغوانی و تشرّب جامات راح ریحانی اگرنا مشروع و حرام است. امّا نزد اطبا، حکما، معالجات کرام و مداوات عظام است که رنگ زعفرانی را مبدّل بمع سفری گرداند. درین سرخروئی امریست مطلوب و شئی است مرغوب، با وجود منفعت خاص متضمّن نفع عام است یعنی دلالت بر شجاعت و جسارت می نماید و ابواب سخاوت و شجاعت می کشاید و هرگاه که بادشاه موصوف این صفت باشد، نفع عظیم و فائده کثیر بکافه رعایا و سائر برایا می رسد. پس امتناع از چنین امور شریف طریق هواخواهی نه باشد. آنگاه علم و شریعت گفتند که شجاعت و سخاوت که از ثمره صلیها به ظهور می پیوندد و نزد اهل معنی امر معطّل است، بلکه وجود لیست بی بود و دلی است بی نمود. زیرا آنکه شجاعت ضمیر اکثر بر فعل بلا حقوق شرعی ترغیب می نماید و سماعت سُکری را اتلاف اموال تحریص فرمایند و بر هیچ عاقل پوشیده نیست که این منذرش اساس امارت و بخل کار خلاف عقل است و عقل انسان جوهریست که با نوار صفا بمعروف حق راه یابد و مادهٔ اصالت شرف نفس نفیس بشریه جوهر نورانی عقل است.

لَا فَرْقَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَالْحَيَوَانِ إِلَّا بِالْعِلْمِ

و اشتغال بشرب شراب هر آئینه شرف اصلی را زائل می گرداند. پس نباید که اُمّ الخبائث شرب ابو الفضائل باشد. آنگاه نفس امّاره گفت که دُنیا بمثابه نقد لیست و در دست صرّاف و آخرت نسیه الیست. پس نقد را به نسیه فروختن کار دانا نباشد. آنگاه علم و شریعت گفتند که بقای ارواح اُو را یک ساعت امان نبود. اگر دانا آن نقد را به نسیه اضعافاً مضعفةً باشد و بقای ابدی موصوف بوده باشد فروشد، محض حکمت و کمال دانی باشد۔

زجر و توبیخ کرتی ہے۔ کہ عدم غیرت عدم عقل سے ہے۔ اور اس سے باوجود عقل کے۔ اس وقت نفس امّارہ نے کہا، شراب ارغوانی کے پیالہ کا گھونٹ اور شراب ارغوانی کا تشرّب اگرچہ نامشروع و حرام ہیں۔ لیکن اطبّاء اور حکماء کے نزدیک بڑے علاجوں اور مداوات سے ہے کہ زعفرانی رنگ سفری سے مبدّل کرتی ہے۔ اس میں سرخروئی وُہ امر ہے، جو مطلوب ہے اور مرغوب شئے ہے۔ اور خاص نفع کے باوجود عام نفع بھی ہے۔ یعنی شجاعت و جسارت پر دلالت کرتی ہے۔ اور سخاوت اور شجاعت کے در کھولتی ہے۔ اور جب بادشاہ اس صفت کا مالک ہو، تو رعایا اور عام لوگوں کو عظیم نفع اور کثیر فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس ان امور شریفہ اور ہواخواہی کے طریقہ سے امتناع نہیں ہوگا۔ اُس وقت علم و شریعت نے کہا، کہ شجاعت و سخاوت نیک آدمیوں کے پھل سے ظہور میں آتی ہے۔ یہ امر اہل معنی کے نزدیک معطّل ہے۔ بلکہ وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور دل ہے بغیر نمود کے۔ اس لیے کہ شجاعت ضمیری اکثر فعل پر حقوق شرعی کے بغیر ترغیب کرتی ہے۔ اور نشہ کی سماعت کو مال کے تلف ہونے کی تحریص فرماتی ہے۔ اور یہ امر کسی اہل عقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کی بنا سُست اور کام بخل کے مخالف ہے۔ اور انسان کی عقل ایک جوہر ہے کہ انوار صفا سے معرفت حق کی جانب راہ پاتا ہے۔ اور شرف نفس بشری کا مادہ اصالت اور جوہر نورانی عقل کا علم کے ساتھ ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:۔

"انسان اور حیوان میں صرف علم کا فرق ہے۔"

اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا ہر صُورت میں شرف اصلی یعنی حقیقی بزرگی کو زائل کرتا ہے۔ پس لائق نہیں ہے کہ خباثت کی ماں فضائل کی شراب کا باپ ہو۔ اس وقت نفس امّارہ نے کہا: کہ دُنیا نقد کی طرح ہے جوہری کے ہاتھ میں اور آخرت اُدھار ہے۔ پس نقد کو اُدھار کے ساتھ بیچنا دانا کا کام نہیں ہے۔ اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ اس کی ارواح کی بقا کو ایک گھڑی امان نہ ہو۔ اگر دانا اُس نقد (بے بقا) کو عقبیٰ اُدھار کے ساتھ جو دگنی ہے اور بقائے ابدی کے ساتھ بیچے، محض حکمت کمال اور دانائی ہے۔

چون سخن درین جا رسید، نفس امّارہ با اصحاب اُو ملزم و منفعل گشتند، اہل مجلس گفتند کہ ای نفس نفس بر میاور و پیش ازین سو میا، زیرا آنکہ حکایت خانہ بازار و سودای بیع بہ قمار راست نیاید۔ بادشاہ عقل حکم بر عزل ایشان کردہ، تامّل انصاف را کہ متعلقان بارگاہ جلالت شاہ بودند، بجہت مشخص معاملات نفس امّارہ متعین ساخت از سائر رعایا و کافہ برایا احوال ایشان استکشاف نمودہ صورت واقعات را بپذیرفتہ عرض رساند۔ تامّل و انصاف بنابر حکم جہان مطاع روئی بہ مملکت نہادہ حواس ظاہری کہ باصرہ و سامعہ و ذائقہ و شامّہ و لامسہ و حواس باطن کہ قوت متفکرہ و مذکرہ و حافظہ و مخیلہ و حس و ہاضمہ و واقعہ و مولدہ و مصورہ و سائر مملکت مدینۃ القلب بودند، طلب داشتہ از احوال اعمال نفس امّارہ استفسار نمودند، ہر یک بر تعدی و ظلم و عدم دیانت و انواع خیانت نفس امّارہ و اصحاب اُو گواہی دادند۔ تامّل انصاف بحیلی درین باب درست نمودہ بہ نظر شاہ عالم در میان آوردند۔ حضرت شاہ بعد از استماع افعال و احوال بر اخراج آن مخذولان فرمودہ علم و شریعت از روی حکمت و کیاست بہ عرض بادشاہ رسانیدند کہ مدت مزید و عہد مدید گذشتہ کہ نفس امّارہ و اصحاب اُو در مملکت بادشاہ بودند تا الحال مملکت در تصرف متعلقان ایشان است معلوم حضرت ایشان است کہ عمل دیرینہ باین حکم با جماعت رعایا خائن اموال خزائن معمورہ بہ خیانت آنہا قسمت نمودہ عمل بر نصف و نصف لک کردہ این دستور العمل جمع گویند، تا قلع قمع عمل آنہا کردہ شود و بدست باید تدبیر و حیل و فسادہا کہ بنیاد نہادہ آنہا است مرتفع شود یک مرتبہ اگر شروع در اخراج این فرقہ باغیہ شود، خلل و ذلتی در مملکت محروسہ خواہد افتاد و دفع آنہا را بر مقتضای حکمت کردن اولی است۔ بادشاہ فرمودند کہ وکالت و وزارت متعلق شما است، ہر امری کہ مشتمل بر صلاح دولت باشد، بر آن عمل نمایند۔

آنگاہ عمل علم و شریعت ریاضت را بفوجداری سرفراز نمودہ، تمام لشکر عبادت ہمراہ اُو کردند و نہانی در گوش اُو گفتند کہ ہر جا متعلقین نفس را دستور العمل خود ساختہ انقیاد

پس جب بات اس جگہ پہنچی، تو نفس امّارہ اور اُس کے ساتھی ملزم ٹھہرے اور شرمندہ ہوئے۔ اہل مجلس نے کہا کہ اے نفس امّارہ! سانس مت نکال اور آگے مت چل کیونکہ بازار، بیع کا سودا اور جوا کی حکایت باہم درست نہیں آتی۔ عقل کے بادشاہ نے اس کی معزولی کا حکم دے کر تامّل اور انصاف کو کہ بارگاہ جلالیت بادشاہ کے متعلقین تھے، نفس امّارہ کے معاملات تشخیص کے لیے متعین کر دیے، کہ تمام رعایا سے ان کا حال کھول کر واقعات کی صورت عرض کریں۔ تامّل و انصاف نے بادشاہ کے حکم کی بنیاد پر توجہ بادشاہت پر رکھ کر حواس ظاہری جو باصرہ، سامعہ اور ذائقہ، شامّہ اور لامسہ ہے۔ اور حواس باطنی جو متفکرہ اور مذکرہ و محافظہ و مخیلہ و حس و ہاضمہ و واقعہ و مولدہ اور مصورہ ہیں، یہ تمام کے تمام مدینۃ القلب میں تھے، طلب کر کے با احوال اعمال نفس امّارہ کا استفسار کیا۔ ہر ایک نے اُس کے ظلم اور سختی، بد دیانتی اور مختلف قسم کی خیانت پر گواہی دی۔ عمدہ تامّل اور انصاف نے اس بارے میں درست ظاہر کرتے ہوئے بادشاہ عالم کے سامنے معاملہ پیش کیا۔ بادشاہ نے احوال و افعال سُننے کے بعد ان گمراہوں کے اخراج پر ارشاد فرمایا۔ علم و شریعت نے از روئے حکمت و دانائی کے بادشاہ کی خدمت میں عرض گذاری کہ مدت مدید اور عہد مزید ہُوا کہ نفس امّارہ اور اس کے اصحاب بادشاہ کی مملکت میں تھے، حتیٰ کہ اب تک مملکت اُن کے متعلقین کے تصرف میں ہے۔ حضرت کو معلوم ہے کہ نہ عمل دیرینہ نے اس کے حکم سے خائن رعایا کی جماعت کے ساتھ انکی خیانت میں حصہ لیا۔ اور نصف لی و نصف لکم پر عمل کیا۔ اسے سب دستور العمل کہتے ہیں، تاکہ قلع قمع کر کے اُن پر عمل کیا جائے۔ اور تدبیر ہاتھ میں لانی چاہیے۔ اور حیل و فساد جو انکی بنیاد ہے، ایک ہی مرتبہ دُور ہو جائے۔ اگر شروع ہی میں اس باغی فرقہ کا اخراج کیا جائیگا، تو مملکت محروسہ میں خرابی اور ذلت پیدا ہوگی۔ پس اسکا دفاع حکمت کے تقاضوں کے مطابق کرنا زیادہ بہتر ہے۔

بادشاہ نے فرمایا: کہ وکالت و وزارت تمہارے متعلق ہے۔ ہر وہ امر جو سلطنت کی فلاح پر مشتمل ہو، اس پر عمل کریں۔

اس وقت علم و شریعت کے عمل نے ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سرفراز کر کے تمام لشکر اس کی عبادت کے ہمراہ کر دیا۔ اور مخفی طور پر اس کے کان میں کہا: کہ جس

امر شد۔ ہرجا کہ متعلقان نفس را یافتہ محبوس ساخت و در دست و گردن ایشان سلاسل و اغلال انداخت۔ نفس چون چنین احوال مشاہدہ کرد، شیطان رجیم کہ مربی قدیم او بود، پناہ و مدد باو آوردہ و گفت کہ از وقوع مخاصمہ و مشروع مسارعت علم و شریعت در کار ما خللی و در اساس دولت ذلتی پیدا گشت و رعیت از ما روی گردان شدند۔

بیت

درختی کہ اکنون گرفتہ است پائی　　بہ نیروی شخصی بر آید ز جائی

اکنون غیر از شما پناہی ندارم۔ تدبیر فرما و راہی نما کہ آب رفتہ در جوئی باز آید۔ و کار رستہ روی بدرست آرد۔ شیطان گفت از سواحل حدی رباید۔ یکی فراق، دوم سوز، سوم گریہ، چہارم درد، پنجم بیقراری، ششم جنون، ہفتم صبر، از استماع این کلمات عقل متحیر شد۔ آنگاہ طلب دینی گفت کہ از صعوبت این راہ و از کیفیت این بادیہ اندیشناک مباش۔

ابیات

ہر کہ گمشدہ گمنام با حق نام شد　　وز ترک غوغا غیرتش آرام شد
گر آفتاب گم شود عالم خراب　　فقر فیض و فضل بخش آفتاب

پس مشاہدۂ ربانی نور اللہ تجلیات بمثل آفتاب شعلہ طلوع از میان دل تابش زند، آنچہ ناشائستہ ظلمات ظلمانی نفسانی شیطانی کلیہ برخیزد۔ چنان مستغرق بمشاہدہ صاحب استغراق گردد کہ نہ یاد ماند نفس و نہ عقل و نہ علم و نہ

جگہ نفس کے متعلقین پاؤ، تو اپنا دستور العمل بنا کر حکم کی تعمیل کرو۔ پس ریاضت نے علم و شریعت کے حسب فرمان، جس جگہ اس کے متعلقین کو پایا، قید کر لیا۔ اور اُن کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور بیڑیاں ڈال دیں۔ (پس) نفس نے جب ان احوال کا مشاہدہ کیا، تو شیطان لعین کو جو اُسکا قدیمی مربی تھا، اس کے لیے مدد اور پناہ لایا اور کہا کہ مخاصمہ اور مشروع مشارعت علم و شریعت کے وقوع سے ہمارے کام میں خرابی اور ہماری سلطنت کی بنیاد میں ذلت پیدا ہوئی۔ اور رعیت ہم سے روگردان ہوئی۔

بیت

جس درخت نے ابھی جڑ پکڑی ہے۔ وہ ایک آدمی کی طاقت سے جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے۔

اب تمہارے بغیر میں کوئی پناہ نہیں رکھتا۔ کوئی تدبیر کرو اور راہ دکھاؤ کہ آب رفتہ نہر میں واپس آجائے اور چھوٹا ہوا کام درستی کی طرف لوٹ آئے۔ شیطان نے کہا، کہ ایک فراق، دوسرے سوز، تیسرے گریہ، چوتھے درد، پانچویں بیقراری، چھٹے جنون، ساتویں صبر حد سواحل سے چھین لے جاتے ہیں۔ ان کلمات کے سننے سے عقل دنگ رہ گئی۔ اس وقت دینی طلب نے کہا کہ اس راہ کی صعوبت اور اس بادیہ کی کیفیت سے اندیشناک مت ہو۔

ابیات

جو شخص کہ گمشدہ اور گمنام ہوگیا، وہ اللہ کے نام کے ساتھ منسوب ہوگیا۔ وہ اس کے غیر کا ذکر و شور مچانے سے آرام میں ہوگیا۔

اگر سورج گم ہو جائے، تو عالم خراب ہو جاتا ہے۔ فقر فیض و فضل بخش آفتاب ہے۔

پس اللہ کے نور کی تجلیات کا مشاہدہ سورج کی طرح دل کے درمیان سے شعلہ زن ہے۔ اور جو کچھ ناشائستہ ظلمات ظلمانی اور نفسانی شیطانی سب اُٹھ جاتے ہیں۔ ایسا مشاہدہ میں مستغرق اور صاحب استغراق ہو جاتا ہے، کہ نہ نفس، نہ عقل، نہ علم اور

شیطان ماند و نہ معصیت و نہ ہوا۔ اینست مراتب صاحب استغراق ہمصحبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باطن صفا فقیر فنا فی اللہ۔

بیت

چون آب شیر یک شود آن آب شیر این چنین غرقش بود فی اللہ فقیر

چنانچہ اخگر در آتش، چنانچہ نمک در طعام۔

بیت

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

بدولت شریعت رسد۔

حدیث

اَرْبَعَةُ جَوَاهِرٍ فِیْ نَفْسِ بَنِیْ اٰدَمَ یُزِیْلُهَا اَرْبَعَةُ اَشْیَاءَ اَمَّا الْجَوَاهِرُ فَالْعَقْلُ وَالدِّیْنُ وَالْحَیَاءُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ الْغَضَبُ یُزِیْلُ الْعَقْلَ وَ الزِّنَا یُزِیْلُ الدِّیْنَ وَالطَّمَعُ یُزِیْلُ الْحَیَاءَ وَالرِّیَاءُ یُزِیْلُ عَمَلَ الصَّالِحِ[1]

حدیث

اَرْبَعَةُ اَصْنَافٍ کَرِیْمٌ وَسَخِیٌّ وَلَئِیْمٌ وَبَخِیْلٌ الْکَرِیْمُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَیُعْطِیْ وَالسَّخِیُّ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَیُعْطِیْ وَالَّئِیْمُ الَّذِیْ لَا یَاْکُلُ وَلَا یُعْطِیْ وَالْبَخِیْلُ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یُعْطِیْ[2]

حدیث

خَلَقَ اللّٰهُ الْاِیْمَانَ وَحَصَّنَهٗ بِالسَّخَاوَةِ وَالْحَیَاءِ وَخَلَقَ الْکُفْرَ

---

[1] الحدیث [2] ایضاً

نہ شیطان رہتا ہے اور نہ گناہ اور نہ نفسانی خواہشات رہتی ہیں۔ یہ مراتب صاحب استغراق اور ہمصحبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن صفا فنا فی اللہ فقیر کے ہیں۔

بیت

جب آب شیر ایک ہو جاتا ہے، تو وہ آب شیر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح فقیر اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔
جیسا کہ چنگاری آگ میں اور نمک کھانے میں۔

بیت

مردان خدا خدا نہیں ہوتے۔ لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔
یہ شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث

"ابن آدم کے نفس میں چار جواہر ہیں اور چار اشیاء انہیں دور کر دیتی ہیں۔ وہ جواہر عقل، دین اور صالح عمل ہے۔ پس غضب عقل کو دور کر دیتا ہے۔ اور زنا دین کو اور طمع حیاء کو اور ریا (دکھاوا) نیک عمل کو۔"

حدیث

"آدمی چار قسم کے ہیں، کریم اور سخی اور کنجوس اور بخیل۔ کریم وہ ہے، جو خود نہ کھائے اور دوسرے کو دے۔ اور سخی وہ ہے جو کھائے اور دے اور کنجوس وہ ہے، جو نہ کھائے اور نہ دے۔ اور بخیل وہ ہے، جو خود کھائے اور دوسروں کو نہ دے۔"

حدیث

"اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تخلیق کی اور اس کی نگہبانی سخاوت اور حیاء سے

کی اور کفر کی تخلیق کی اور اسکی نگہبانی بخل وجفا سے کی"۔

اگر فقیر چاہتا ہے، تو اس کی نگہبانی خدا کرتا ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مدنظر رہتا ہے۔ اگر فقیر بھوکا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی کرتا ہے اور وہ سیر ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُسکا دل پُر نور ہوجاتا ہے۔ اور اگر فقیر گناہ کرتا ہے، تو خدا اس پر مہربان ہوجاتا ہے۔ یعنی فضل وعطا کرتا ہے۔ فقیر کے نام پر اللہ تعالیٰ ہے۔

حدیث

"انسان چار اشیاء سے پیدا کیا گیا ہے۔ پانی، آگ، مٹی اور ہوا جس میں پانی زیادہ ہے، وہ دانا ہے اور آگ بکثرت ہے، وہ حریص ہے۔ اور مٹی بکثرت ہے، وہ متواضع ہے اور ہوا زیادہ ہے اور وہ معذور ہے"۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ پانی عقل ہے یعنی تحمل اور سردی۔ اور ہوا علم ہے یعنی ہر چیز کو علم جنبش دیتا ہے۔ اور آگ عشق ہے۔ جس وجود میں کہ داخل ہوتا ہے، گرمی پیدا کرتا ہے۔ وجود کو جلاتا ہے۔ اور صفائی کرتا ہے۔ اور خاک معرفت ہے یعنی پاک۔ اگر پانی نہ ہو، تو تیمم سے نماز درست ہے۔ اور تینوں کا واسطہ مٹی سے ہے یعنی سب کا رجوع خاک کی جانب ہے۔ (پس) جو معرفت میں خاک نہ ہو، اسکے سر پر خاک ہو۔

ابیات

دل کے کعبہ کا طواف کر، اگر تُو ایسا دل رکھتا ہے۔ دل سب سے بڑا کعبہ ہے، تُو اُسے مٹی کیوں سمجھتا ہے؟

عرش وکرسی اور لوح وقلم دل سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اور جو دل خراب ہے، اس کو تُو کچھ اہمیت نہ دے۔

جاننا چاہیے کہ اہل دل کا حوصلہ اور دل کی فراخی وسیع ہے۔ کہ دل نؔ کی مثل ہے۔ اور اس کے ایک نقطہ میں چودہ طبق پوشیدہ ہیں۔ وہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے۔

"قلم اور ان کے لکھے کی قسم"۔ ایک سطر اس کی شان میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

وَحِصْنُهُ بِالْبُخْلِ وَالْجَفَاءِ[1]

اگر فقیر خواہد خدا نگہبانی کند یعنی مدنظر رحمت اللہ تعالیٰ۔ اگر فقیر گرسنہ شود، خدا مہمانی کند یعنی سیر شود۔ بذکر اللہ تعالیٰ دل پُر نور و اگر فقیر گناہ کند، خدا مہربان بر وشود۔ یعنی فضل وعطا کند بر نام فرو فقیر از آن اللہ تعالیٰ۔

حدیث

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ مِنْ مَاءٍ وَنَارٍ وَطِيْنٍ وَرِيْحٍ فَاِنْ كَثُرَ مَاءٌ فَهُوَ اللَّبِيْبُ وَالْعَاقِلُ وَاِنْ كَثُرَ نَارٌ فَهُوَ حَرِيْصٌ وَاِنْ كَثُرَ طِيْنٌ فَهُوَ مُتَوَاضِعٌ اِنْ كَثُرَ رِيْحٌ فَهُوَ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ[2]

مصنفؒ میگوید کہ آب عقل است یعنی تحمل وسردی و باد علم است یعنی ہر چیز را علم می جنباند و آتش عشق است در وجودی کہ می درآید، گرمی دارد، وجود را می سوزد و صفا می نماید و خاک معرفت است یعنی پاک۔ اگر آب نباشد، با تیمم نماز درست است۔

وہر سہ تعلق بخاک دارند یعنی ہمہ را رجوعات بخاک است کسی کہ در معرفت خاک نگردد، خاک بر سر او باد۔

ابیات

طواف کعبۂ دل کن اگر دلی داری — دل است کعبۂ اعظم تو گل چہ پنداری

ز عرش وکرسی ولوح وقلم فزون باشد — دل خراب کہ اورا بہ ہیچ نہ شماری

حوصلۂ اہل دل و فراخی دل وسیع کہ دل مثل نؔون وچہاردہ طبق نقطہ نہفتہ آن اسرار است کہ بنا محرم نتوان گفت۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ[3] سطری از شان اوست از بزرگی و پاکی و بذکر اللہ جلّ

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] سورہ القلم، ۶۸: ۱

شانہٗ عظمت و برکت و رحمت اسم اللہ عظیم۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
الْخَنَّاسِ ہ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ہ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ [1]

از خدا ہیچ چیز پوشیدہ نیست۔ دفع خناس وسوسہ خطرات دل، این آیت بخواند صفائی وکشف قلب گردد۔ قولہٗ تعالیٰ:۔

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ [2]

بیت

دل یکی خانہ ایست ربانی　　خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل گنجینۂ اسرار۔ این نہ دل است کہ بدم حبس بستہ اند سگان طائفہ اہل خوار کہ دم بستہ ذکر برآرندہ از راہ بینی۔ اولیٰ تر است کہ روئی این بدمذہب نہ بینی۔

بیت

زمین و آسمان و عرش و کرسی　　ہمہ در تُست پیدا از کہ پُرسی

اَلْقَلْبُ صُوْرَۃُ الطَّیْرِ لَہٗ اَلْفُ بَدَنًا وَّاَلْفُ رَاْسًا وَّاَلْفُ لِسَانًا یُسَبِّحُوْنَ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط

ابیات

قلب از نور وحدت گشتہ پیدا　　نہ مادر پدر پاشد شد ہویدا

[1] سورہ الناس ۱۱۴: ۴ - ۶　[2] سورہ المؤمن ۴۰: ۱۹

کے نام پاک کی برکت اور ذکر کی عظمت عظیم ہے۔

"اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان لعین سے بچائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور روک رہے۔ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی"

اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ اور دل وساوس وخطرات کے دور کرنے کے لیے یہ آیت پڑھے۔ اس سے قلب کی صفائی ہوگی اور اس میں کشف پیدا ہوگا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

بیت

دل اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے، جو دل شیطان کا گھر ہو، اسے تو دل کیسے کہہ سکتا ہے؟

دل اسرار الٰہی کا خزانہ ہے۔ یہ دل نہیں جسے دم کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ اہل خوار کتوں کا گروہ ہے، جو سانس بند کر کے ناک کے ذریعے سے ذکر کرتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ تو ان بدمذہبوں کی شکل تک نہ دیکھے۔

بیت

زمین و آسمان اور عرش و کرسی سب تیرے اندر پیدا کیے گئے ہیں، تو کس سے پوچھتا پھرتا ہے؟

دل پرندہ کی صورت میں ہے۔ اس کے ہزار بدن اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں۔

ابیات

دل اللہ تعالیٰ کے نور وحدت سے پیدا ہوا ہے (یہ) ماں باپ کے ملاپ سے ظاہر و پیدا نہیں ہوا ہے۔

نہ از باد و نہ آتش آب و خاکی　　قلب نُور ہست قدرت شد نہ پاکی

این نہ قلب است کہ جنبش بدم بستن گویند حبس۔ این رسم رسوم راہ کفار گاؤ عصار، دُور تر از پروردگار۔ ازین طائفہ بیزار استغفار ہزار بار جنبش ایشان بدکیشان عبث۔

قالب مثل شب تاریک و قلب بمثل آفتاب چون صبح صادق طلوع کند ہیچ نشان صبح کاذب نماند۔ از روشنائی آفتاب قاف تا قاف روشنضمیر شود۔ بشنو ای صاحب انصاف!

خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَشَرَ بَسَاتِیْنَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط

یعنی خدا تعالیٰ دہ باغ آفریدہ است در دل مؤمن۔

اوّل باغ توحید، دوم باغ علم، سوم باغ حلم، چہارم باغ تواضع، پنجم باغ سخاوت، ششم باغ توکّل، ہفتم باغ قسمت۔

حدیث

طَلَبُ الرِّزْقِ اَشَدُّ مِنْ طَلَبِ اَجَلِہٖ ط[1]

ہشتم باغ، باغ سنّت، نہم باغ، باغ خوف، دہم باغ، باغ رجاء۔

حدیث

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ط[2]

پس شرط باغ آنست کہ چون صبح صادق شود، در آن باغ خویش تفحص کند ہر جا کہ در آن باغ خاری و خسی باشد، از بیخ برگیرد و بیرون اندازد بجز نہال اصلی و صلی و میوۂ نیک اعمال دیگری نہ ماند۔ پس چون مؤمن در باغ توحید در آید خار شرک

[1] الحدیث [2] ایضاً۔

دل، آگ، ہوا، پانی اور مٹی سے نہیں ہے۔ دل ایک نور ہے، جس کی پاکی کی وجہ سے اُسے طاقت حاصل ہوئی ہے۔

یہ دل نہیں ہے جسے حبس دم سے جنبش دی جاتی ہے۔ یہ حبس دم گائے بیل اور کفار کے راہ کی رسم رسوم ہے۔ جو پروردگار سے دُور تر لے جاتی ہے۔ اس گروہ سے بیزار ہیں اور ہزار بار استغفار ہے۔ ان بدمذہبوں کی جنبش بے سُود ہے۔

(جاننا چاہیے کہ) بدن شب تاریک کی طرح ہے اور دل سُورج کی مانند ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو صبح کاذب کا کوئی نشان نہیں رہتا۔ آفتاب کی روشنی سے قاف سے قاف تک (ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک) روشنضمیر ہو جاتا ہے۔ اے صاحب انصاف! (غور سے) سُن!

(اے طالب صادق!) اچھی طرح جان لے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے مؤمنوں کے دلوں میں (مندرجہ ذیل) دس باغ پیدا کیے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مؤمن کے دل میں دس باغ پیدا فرمائے ہیں۔

پہلا باغ: باغ توحید ہے۔ دوسرا باغ: باغ علم ہے۔ تیسرا باغ: باغ بردباری ہے۔ چوتھا باغ: باغ تواضع ہے۔ پانچواں باغ: باغ سخاوت ہے۔ چھٹا باغ: باغ توکّل ہے۔ ساتواں باغ: باغ قسمت ہے۔

حدیث

"رزق کی طلب موت کی طلب سے زیادہ شدید ہے۔"

آٹھواں باغ: باغ سنّت ہے۔ نواں باغ: باغ خوف ہے۔ دسواں باغ: باغ امید ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"ایمان خوف و رجا کے مابین ہے۔"

پس باغ کی شرط یہ ہے کہ جب صبح صادق ہو، تو مؤمن اس اپنے باغ میں پھل تلاش کرے۔ اور جہاں خار و خس ہوں، جڑ سے باہر پھینک دے۔ بجز اصلی و صلی درخت اور نیک اعمال کے میوہ کے کوئی دوسرا عمل نہ رہے۔ پس جب مؤمن توحید کے باغ میں

بیرون اندازد و چون در باغ علم در آید، خار نادانی و جہل بیرون اندازد و چون در باغ حلم در آید، خار سرکشی بیرون اندازد و چون در باغ تواضع در آید، خار کبر بیرون اندازد و چون در باغ سخاوت در آید، خار بخل بیرون اندازد و چون در باغ توکل در آید، خار طمع بیرون اندازد و چون در باغ قسمت در آید، خار خصومت بیرون اندازد و چون در باغ سنت در آید، خار بدعت بیرون اندازد و چون در باغ خوف و رجا در آید، خار بی ادبی بیرون اندازد۔

بیت

ادب تاجیست از لطف الٰہی　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

مصنفؒ میگوید کہ چہ احتیاج ہر روز تفحص باغ۔ یک مرتبہ بکشد نفس زاغ را کہ بر دل اہل مولیٰ پیدا شود سوز داغ دم بدم ہیہات ہیہات غرق ذات۔

بیت

ہر کہ طالب عقل و نقل و سیم و زر　　معرفت مولیٰ نہ بیند یک نظر

اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِيَةِ ۔

بیت

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان　　بیت المقدس است مکن جای دیگران

تصدیق القلب۔ طلب مولیٰ خاتمہ بالخیر تعلق دارد و طلب دنیا خاتمہ بالشر۔ قناعت

داخل ہو، تو شرک کے کانٹے کو باہر پھینک دے اور جب علم کے باغ میں آئے۔ تو نادانی اور جہالت کا کانٹا دور کر دے۔ اور جب بردباری کے باغ میں داخل ہو، تو سرکشی کا کانٹا باہر پھینک دے اور جب تواضع کے باغ میں آئے، تو تکبر کا کانٹا باہر نکال دے اور جب سخاوت کے باغ میں آئے، تو بخل کا کانٹا باہر پھینک دے۔ اور جب توکل کے باغ میں آئے۔ تو طمع کا کانٹا باہر نکال دے اور جب قسمت کے باغ میں آئے، تو دشمنی کا کانٹا دور کر دے۔ اور جب سنت کے باغ میں داخل ہو، تو بدعت کا کانٹا باہر پھینک دے۔ اور جب خوف و رجا کے باغ میں آئے، تو بے ادبی کا کانٹا باہر نکال دے۔

بیت

الطاف الٰہی سے ادب ایک تاج ہے۔ اس کو سر پر رکھ۔ (اس کے بعد) جہاں تو جانا چاہتا ہے۔ چلے جا۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ ہر روز باغ کی تلاش کی کیا ضرورت ہے؟ ایک دفعہ ہی نفس زاغ (کوے) کو مار ڈالے، کیونکہ اہل مولیٰ کے دل پر دمبدم افسوس اور داغ سوز پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ مستغرق ذات رہتا ہے۔

بیت

جو کوئی عقل، نقل اور سونے چاندی کا طالب ہے۔ وہ مولیٰ کی معرفت بالکل نہیں پا سکتا۔

عاقبت عافیت کے ساتھ ہے۔

بیت

دل بہت بڑا کعبہ ہے۔ اس کو بتوں سے خالی کر یہ پاکیزہ گھر ہے۔ اس میں کسی اور کو جگہ مت دے۔

(ہر چیز کی) قلب سے تصدیق کر۔ طلب مولیٰ خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے۔ اور

ورزیدہ وچہرۂ حرص با خاک ہلاکت یکسان کردہ۔ روز دیگر غضب توسن تند خیز در میدان جسارت راند واز ہیبت آن ترس عظیم و وہمی کثیر در لشکر علم وشریعت افتاد و ہیچ کس در مقابلۂ اُو قدم نمی نہاد۔ عاقبت علم دستوری خواست و روئی بمیدان دلاوری آراست۔

عجب آنکہ ہر حربہ کہ غضب انداخت، عضو از اعضای خویش مجروح می ساخت کار بجای رسانید کہ ہیچ عضو خود سلامت نہ دید، بیخود افتاد و در حسرت جان بداد۔ علم مظفر و منصور مراجعت کرد۔ بعد از آن جہل نا اہل رو بہ بُعد نہاد۔ باب فتح بر ناصیۂ علم کشاد۔ ہمچنان ہر روز مبارزان جانبین قدم در میدان مجادلہ نہاد، مقابلہ نمودند۔ ہمہ لشکر علم وشریعت غالب وجنس نفس شیطان مغلوب می آمد۔ چون مدت مدید برین طریق بر آمد۔ روزی نفس لشکر آراستہ بمیدان آورد۔ علم وشریعت نیز حاضر الوقت بودند قدم پیش نہادند و مقابلہ نمودند۔ بعد از قتال بسیار وجدال بیشمار شیطان روئی بگریز نہاد۔ نفس در قید شریعت افتاد۔ اُو را گرفتہ پیش شاہ عقل آوردند۔ شاہ عقل حکم فرمود کہ اگر ترک کفر وتمرد نمودہ از صمیم دل مسلمان شوی، بجان بخشی فرمایم و دل اُو را بدست آرند، والا نہ بہ جلادان فنا سپارند و کار اُو تمام رسانیدہ واز شر اُو مدینۃ القلب را برہانید۔ نفس بعد از استغفار کلمۂ شہادت بزبان راند۔ حلقۂ طاعت در گوش وغاشیۂ بیعت بر دوش اختیار نمود۔ چون این خبر بہ شاہ عقل رسید۔ نفس امارہ را بہ خطاب مطمئنہ سرفراز گردانید۔ بعد از آن شاہ عقل بی شرکت اغیار بی کدورت جفاکار بر تخت مدینۃ القلب متمکن شدہ، شروع در امور عدل گستری ورعیت پروری نمود۔ روزی سلک سلوک سواک می گرداند۔ ہنوز خار وخس راہ خدای نامشروعات در شارعات است، بجاروب نفسی از مسالک برداشتہ حکم کرد تا از شرارت قہر آتش زدہ روئی ہداء وہبا سازند۔ علم وشریعت را طلبیدہ گفت بہ معماران ہدایت فرمایند کہ بعضی از عمارات کہ بغاوت نفس وعساکر ہزیمت اثر ولشکر گریختن ویران مطلق شدند آبادان

طلب دُنیا خاتمہ بالشر سے تعلق رکھتی ہے۔ قناعت کو اختیار کیا۔ اور حرص کے چہرے کو ملامت کی خاک سے برابر کیا۔ دوسرے روز غضب نے تند وتیز گھوڑے کو میدانِ جسارت میں دوڑایا۔ اس کے خوف سے علم وشریعت کے لشکر میں بہت بڑا خوف اور وہم کثیر پڑا۔ اور اسکے مقابلہ میں کسی آدمی نے قدم نہ بڑھایا۔ بالآخر علم نے اجازت طلب کی اور بہادری کے میدان میں آیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ جو حربہ غضب اختیار کرتا تھا، اپنا ہر عضو زخمی کر لیتا تھا۔ کام یہاں تک پہنچایا کہ اپنے عضو کو سلامت نہ دیکھا۔ بے خود گر پڑا۔ اور حسرت میں جان دے دی اور بُردباری نے کامیاب وکامران ہو کر مراجعت کی۔ اس کے بعد نااہل جہالت نے بُعد کی طرف مُنہ دکھایا۔ اور علم کی پیشانی پر فتح کا دروازہ کھولا۔ اسی طرح ہر روز طرفین کے جانبازوں نے میدان کارزار میں قدم رکھا۔ مقابلہ کیا۔ علم وشریعت کے تمام لشکر غالب آئے اور نفس وشیطان کی جنس مغلوب ہو گئی۔ جب مدت مدید اسی طرح گذری۔ ایک روز نفس نے لشکر آراستہ کیا۔ علم وشریعت بھی دونوں موجود تھے۔ قدم آگے بڑھایا اور مقابلہ کیا۔ بہت جدال وقتال کے بعد شیطان نے گریز کیا۔ اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اس کو پکڑ کر عقل کے بادشاہ کے رُوبرو لائے۔ عقل کے بادشاہ نے حکم صادر فرمایا کہ اگر کفر سرکشی ترک کر کے پختہ دل سے مسلمان ہو جائے، تو جان بخشی کر دوں گا اور اسکے دل کو ہاتھ میں لائیں گے۔ ورنہ فنا کے جلادوں کے سپرد کر دیں گے کہ اسکا کام پورا کر دینگے اور اس کے شر سے قلب کا مدینہ (شہر) بچائیں گے۔ پس نفس استغفار کے بعد کلمۂ شہادت زبان پر لایا۔ اور اطاعت اختیار کر لی۔ جب یہ خبر عقل کے بادشاہ کو پہنچی، تو نفس امارہ کو (نفس) مطمئنہ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اس کے بعد عقل کا بادشاہ بلا شرکت اغیار اور بے کدورت جفاکار مدینۃ القلب (دل کا شہر) کے تخت پر متمکن ہُوا۔ اور کاموں میں عدل گستری اور رعیت پروری شروع کی۔ ایک دن سلک سلوک کی راہ میں سیر کر رہا تھا۔ دیکھا کہ ابھی راہ خداوندی میں خار وخس اور دوسری غیر شرعی اشیاء پڑی ہیں۔ مسالک سے نفی کا جھاڑو اُٹھا کر حکم کیا کہ قہر وغضب کی آگ مار کر ہدایت کی طرف متوجہ کریں۔ چنانچہ علم وشریعت کو طلب کیا اور کہا کہ ہدایت کے معماروں سے کہہ دیں کہ بعض عمارات جو بغاوت نفس اور اس کے لشکر شکست سے بالکل ویران ہوئی ہیں، آباد

سازند وطرح ترتیب از سر نو اندازند و نہال مملکت را بہ آب احسان بہ پرورند وہموم ظلم ہمان آب منطفی کردہ، رعایا را بہ تسلّی واہل دل را بہ تجلّی نوازند وعماراتی بسازند، تا قیام قیامت یادگاری باشد علم وشریعت بنا بر امتثال امر شاہ جہان پناہ باتفاق معماران ہدایت در تعمیر شہر شروع نمودہ اند۔ بزازان طہارت البدن صرّافان تکرار العلوم وعطّاران خوشبوی درامان خیر الاعمال ونقّادان شیرین زبان وجوہر معانی وصباغان اخلاص سرور وخاتمان قضات امر معروف ونہی منکر را طلبیدہ ہر کدام را متعیّن ساختہ ومنصب تراعصی را ہمچو مطلق کہ ماضی اصوص خطرات وجاسوس شہوات است، یقین نمودہ تا ہر جائی کہ دزد دل ونا قب آب وگل بدست اُفتد، بزندان عدم فرستند۔ باندک مدت شہر مدینۃ القلب رونقی یافت ورواجی پذیرفت۔

القصہ چون سلطنت ومملکت مدینۃ القلب شاہ عقل مسلّم عقل شد وہیچ دغدغہ اغیار نماند۔ روزی در صحرای صحت البدن شکار میکرد کہ شخصی ژولیدہ موئی وآشفتہ روئی از دور پیدا شد شہنشاہ عقل بر ہمت او تعجب نمود بجانب فرس راند چون قریب رسید پرسید کہ ای درویش! غریب می نمائی۔ از کجا می آئی؟ وچہ نام داری؟ گفت: نام من قلبم واز جانب ملک الٰہی می آیم۔ گفت: مرا بر حقیقت اطراف وکیفیت اکناف مطلع ساز۔ قلب بہ زبان فصیح بہ عبارت ملیح تقریر کرد کہ در آن مملکت شہر لیست کہ آن را لامکان گویند وبادشاہ آن حسن مطلق نام دارد۔ از غایت جمال ہیچ کس را طاقت مواجہت آن بادشاہ نیست کہ ہمیشہ پردہای عظمت وجلال مستور می باشد وعجائب وغرائب آن مصر نہ امر لیست کہ در تقریر آید ونہ سرّ لیست کہ در تحریر بر چہرہ او گشاید۔ شاہ عقل گفت: کہ بچہ صورت دیدار او میسّر گردد ومشاہدۂ او بہ حصول پیوندند وگفت: ممکن نیست، مگر بوسیلۂ عشق کہ حجاب آن بارگاہ است۔ گفت: ملاقات بہ عشق چگونہ دست دہد۔ گفت: مشکل است۔ بسیار ودشوار لیست بی شمار۔

کریں۔ اور ترتیب کی بنیاد نئے سرے سے ڈالیں۔ اور مملکت کے درخت کو احسان کے پانی سے پرورش کریں۔ اور ظلم کی گرد وغبار کو اسی پانی سے بٹھادیں۔ اور رعایا کو تسلّی اور اہل دل کو تجلّی سے نوازیں اور عمارات تعمیر کردیں۔ تاکہ قیامت تک یادگار رہیں۔ علم وشریعت نے جہاں پناہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہدایت کے معماروں سے اتفاق کر کے شہر کی تعمیر شروع کردی۔ بدن کی طہارت کے بزّاز اور تکرار العلوم کے صرّاف اور خیر الاعمال کی امان میں خوشبو عطّار اور نقّادان شیریں زبان اور جوہر معانی اور اخلاص سرور وخاتمان کے صباغ اور امر معروف ونہی منکر کے قاضیوں کو طلب کر کے ہر ایک کو متعین کیا اور منصب دیا۔ اور گناہگاران پر خطرات وشہوات کے اوپر مقرر کیا اور یقین دلایا کہ جس جگہ چور کا دل اور آب وگل کا ناقب ہاتھ میں آئے، زندان عدم میں بھیجیں۔ تھوڑی ہی مدت میں مدینۃ القلب (دل کا شہر) نے رونق پائی۔ اور رواج قبول کیا۔

قصہ کوتاہ یہ کہ جب عقل کے بادشاہ کی مدینۃ القلب کی سلطنت ومملکت مسلّم عقل ہوئی۔ اور دشمن کا کوئی کھٹکا نہ رہا۔ ایک دن صحت البدن کے صحرا میں شکار کر رہا تھا کہ ایک شخص بکھرے بالوں والا اور پریشان چہرے والا دور سے ظاہر ہوا۔ شہنشاہ عقل نے اس کی ہمت پر حیران ہوکر اس کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ اور جب قریب پہنچا، تو دریافت کیا کہ اے درویش! تو مسافر دکھائی دیتا ہے۔ تو کہاں سے آرہا ہے؟ اور تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: میرا نام قلب (دل) ہے اور اللہ تعالیٰ کی مملکت سے آرہا ہوں۔ شہنشاہ عقل نے کہا: مجھے اس کی اطراف وجوانب کی حقیقت سے آگاہ کیجئے۔ قلب نے زبان فصیح اور عبارت ملیح کے ساتھ تقریر کی کہ اس مملکت میں ایک شہر ہے کہ جس کو لامکان کہتے ہیں اور اس کا بادشاہ حسن مطلق نام رکھتا ہے۔ اس بادشاہ کے انتہائے جمال کے مشاہدہ کی کوئی طاقت نہیں رکھتا، اور وہ ہمیشہ عظمت وجلال کے پردوں میں چھپا رہتا ہے۔ اور اس شہر کے عجائب وغرائب تقریر میں نہیں آسکتے۔ اور نہ ہی کوئی راز ہے، جو تحریر میں اس کے چہرے پر کھل سکے۔ عقل کے بادشاہ نے کہا: کہ کس صورت میں اس سے ملاقات ہوسکتی ہے؟ اور اس کے مشاہدہ کا حصول ہوسکتا ہے۔ قلب نے کہا: ممکن نہیں، مگر عشق کے وسیلہ سے۔ کیونکہ اس پر بارگاہ کا پردہ ہے۔ بادشاہ نے کہا: عشق سے کس طرح ملاقات ہو۔ قلب نے کہا: بہت مشکل ہے

تا خویشتن را فانی نسازی و جان را درین راہ نہ بازی و خود را درمیان نہ بینی، بشرف ملاقات اُو نرسی چنانچہ بزرگی از خانہ برلب رود رسید اسپش رم کرد و پای در آب نمی نہاد۔ شیخ گفت: تا چشم او را بہ گِل آلودہ بکند، فی الحال اسب از آب گذشت۔ شیخ گفت: تا خود را می دید، نمی توانست گذشت۔

ابیات

تا تو در عشق ز خود با خبری — ہمہ در معرض خوف و خطری
چون ز خویشت نبود ہیچ خبر — ز آب و آتش نبود ہیچ ضرر
چونکہ از ہستی خود وارستی — رو کہ با دلبر خود پیوستی

و درین راہ ہفت دریای عظیم پیش می آیند کہ تلاطم اُو کشتی رُوح را غرق میکند، کہ مصلحت آن است کہ چندگاہ گوشہ گاہ طلب نشستہ خطرات عُجب را بر مقاومت لشکر ریاضت تعیین نمائی کہ لشکر ریاضت را جز خطرات عُجب شکست نتواند داد۔

چنانچہ نقل است کہ شیخ صالح پارسائی براہی می گذشت۔ تضارا فاسقی کہ گنجینۂ عمر را بباد دادہ و انفاس نفیسہ کہ نعم جاودانی بپاس آن حاصل است، بہ خاک سیاہ یکسان کردہ بخرمن حیات آتش زدہ آبروی خود ریختہ بہ آن شیخ صالح پیش آمد صلح از روی عُجب نگاہ حقارت در و کردہ گفت:۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ھٰذَا ط

یعنی بار خدایا یکجا جمع نکنی در روز۔ باز خواست مراد این فاسق را فاسق درین اثنا روی بدرگار غَفُوْرُ الذُّنُوْبِ آورد خائف۔ نظر بر عجز خود کرد و در جریدۂ عمل شائستہ شاخی کہ دست در و توان زد نیافت۔ آہی از دل پُر درد برآورد و اشک حرمان از چشم گریان روان ساخت۔ گفت:۔

یَا رَبِّ ارْحَمْ عَلٰی مَنْ لَیْسَ لَہٗ رَبٌّ سِوَاکَ ط

ای پروردگار من! رحم کن بر کسی کہ ندارد پروردگار جز تو۔

اور اس میں بے شمار دشواریاں حائل ہیں۔ جب تک تُو اپنے آپ کو فانی نہ کرے اور اس راہ میں جان کی بازی نہ لگادے اور اپنے آپ کو درمیان میں نہ دیکھے، اسکی ملاقات کا شرف نہیں پاسکتا۔ چنانچہ ایک بزرگ گھر سے نکل کر نہر کے کنارے پر پہنچا۔ اور اسکا گھوڑا بھاگ گیا۔ پانی میں پاؤں نہیں رکھتا تھا۔ شیخ (بزرگ) نے کہا: اس کی آنکھوں میں خاک بھر دو۔ گھوڑا بہت جلد پانی سے گزر گیا۔ بزرگ نے کہا: یہ جب تک خود کو دیکھتا تھا، گزر نہیں سکتا تھا۔

ابیات

جب تک تُو عشق میں اپنے آپ سے باخبر ہے۔ تو تُو تمام چیزوں کو معرض خوف و خطر میں دیکھے گا۔

جب تُو اپنے متعلق کچھ خبر نہیں رکھتا تھا۔ تو تجھے پانی اور آگ سے نقصان کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔

چونکہ تُو اپنی ہستی سے نجات پاگیا۔ جا۔ تُو اپنے محبوب (حقیقی) سے وصل پاگیا۔

اور اس راستے میں سات عظیم دریا پیش آتے ہیں۔ کہ اس کی تند و تیز موجیں رُوح کی کشتی کو غرق کردیں گی۔ مصلحت یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرکے تُو تکبر کے خطرات کو ریاضت کے لشکر کے مقابل مقرر کر، کیونکہ لشکر ریاضت کو بجز خطرات عُجب کے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

چنانچہ نقل ہے کہ ایک نیک آدمی جو پارسائی میں یگانۂ روزگار تھا کسی راہ پر جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک فاسق سے اس کی ملاقات ہوئی، جو تمام کی تمام عمر فسق و فجور میں تباہ و برباد کرچکا تھا۔ اور اس طرح اپنی آبرو بھی گنوا چکا تھا۔ پارسا آدمی نے تکبر کے انداز میں فاسق پر نگاہ کی اور کہا:۔

"اے اللہ! مجھے اور اسے ایک جگہ جمع نہ کرنا۔"

فاسق و فاجر اس دوران میں گناہوں سے درگزر فرمانے والے کی بارگاہ پناہ میں خائف ہوکر عرض کرنے لگا۔ اور نہایت عاجزی اور انکساری کے عالم میں اشکوں کی ندیاں بہاکر کہا:۔

"اے رب! اس بے کس پر رحم فرما کہ بجز تیرے اسکا کوئی نہیں ہے۔"

بالای عرش از غیب ندا آمد کہ دُعاءِ ہر دو مستجاب شُد۔ چُون فاسق از روی نیاز وزاری دست امید واری بدامن فضل پروردگاری زد بذیل عفوش پوشیدہ مغفرت کردیم۔ چُون زاہد از روی عجب کہ مہلک دل است ومنشاء آب وگِل نظر حقارت آں بیجادہ کرد بہ مقام ناکام۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ[1] آمد مطرودش کردیم وبجای کہ صاحب این کلمہ شامت انگیز باشد۔ این معجب را جائی دادیم اَیُّهَا الْمُلْكُ کدام ریاضت بہ عجب آید۔ مقاومت نماند۔

القصہ نفسی بنا بر تلقین شیطان لعین خطرات عُجب را بر لشکر ریاضت تعیّن نمود۔ چُون این خبر بعلم وشریعت رسید۔ حصار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ را بر حراست لشکر ریاضت تعیّن کردند۔ ہر چند خطرات از ان حصار گذشتن نتوانستند روئی بہ خجالت نہادہ پیش نفس امّارہ رفتند۔ زمین خدمت بوسیدہ بعرض رسانیدند کہ ما از ہر یک از یمن دولت ملک آن قدر قوّت داریم کہ تنہا صد لشکر ریاضت را درہم آرم۔ ہمان زمان از سموم حراست آن متعلقہ اگر صد جان داشتہ باشند، خلاصی ندارم۔ از استماع این خبر نفس بر خود آشفت ویاران خُود را گفت، کہ ازین چنین حیات ممات بہتر وازین زندگی مُردن اولیٰ تر۔ تا یک بار خود بہ محاربہ علم وشریعت نیز جنود خود را جمع کردہ مقابلہ نمودند۔ اوّل روز حرص اسپ جلادت را در میدان شجاعت جولان دادہ، مبارز طلبید۔ ازین طرف قناعت قدم پیش نہاد۔ بہم جنگ پیوستند۔ بعد از محاربہ ومجادلہ وپس از مناشقہ ومقابلہ نسیم از جانب .....

قطعہ

دیدہ ام در علم صحبت ہای رنگین صد کتاب — کردہ ام یک بیت را نہا از ایشان انتخاب
اہل دُنیا را بہ غفلت زندہ دل پنداشتم — خُفتہ دائم مُردگان را زندہ می بیند بہ خواب

[1] سورہ الاعراف : ۱۲۰۷

عرش کے اُوپر سے غیب سے ندا آئی کہ ہم نے دونوں کی ندا اور دُعا قبول کی۔ چونکہ فاسق نے از روئے نیاز اور زاری امید واری کا ہاتھ رب کریم کے فضل کے دامن میں مارا۔ وُہ دامن عفو میں چھپایا گیا۔ اور زاہد نے اس پر متکبرانہ نظر کی اور ناکام ہُوا۔ اور یہ سمجھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ لہٰذا وُہ مردود ہُوا۔

اور بجائے اسکے کہ اس بات کو کہنے والا شامت انگیز ہو۔ ہم نے متکبر کو عزّت کی جگہ دی۔ کونسی ریاضت تکبر پر غالب آتی ہے؟ مقابلہ نہ رہا۔

بالآخر نفس نے شیطان لعین کی تلقین پر تکبر کے خطرات کو ریاضت کے لشکر پر متعیّن کیا۔ جب یہ خبر علم وشریعت کو پہنچی۔ تو حصار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کو ریاضت کے لشکر کی حراست پر مقرر کیا۔ ہر چند کہ (تکبر) کے خطرات اس حصار سے نہیں گزر سکتے تھے۔ شرمندہ ہو کر نفس امّارہ کے آگے گئے اور زمین کو چُوما اور عرض کیا کہ مَیں نے تیرے ملک و دولت کی برکت سے اس قدر قوّت پائی کہ تنہا سینکڑوں لشکر ریاضت درہم برہم کر دیے۔ اسوقت اس متعلقہ حراست کی ہوا سے اگر سینکڑوں جانیں بھی رکھتا، تو خلاصی نہ پاتا۔ اس خبر کی سماعت سے نفس اپنے آپ پر پریشان ہُوا اور اپنے دوستوں کو کہا: کہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ اور ایسی زندگی سے مرجانا اولیٰ تر ہے۔ یہاں تک کہ یکبارگی علم وشریعت کے مقابلہ میں بھی لشکر جمع کر کے مقابلہ کیا۔ اوّل روز حرص نے جلادت کے گھوڑے کو میدان شجاعت میں دوڑا کر لڑنے والوں کو طلب کیا۔ اس طرف سے قناعت نے پیش قدمی کی اور باہم جنگ میں اُلجھ گئے۔ جنگ وجدال کے بعد اور پھر مناشقہ اور مقابلہ کے بعد نسیم حرص کی جانب سے آگ بھاگ گئی اور تابع ہو گئی۔

قطعہ

مَیں نے رنگین صحبتوں میں علم کی سو کتابیں دیکھی ہیں۔ ان میں سے مَیں نے صرف ایک بیت کا انتخاب کیا ہے۔
غفلت میں اہل دُنیا کو زندہ دل خیال کیا ہے۔ سویا ہُوا آدمی ہمیشہ مرے ہوؤں کو خواب میں زندہ دیکھتا ہے۔

حدیث

اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ[1]

دُنیا فرعونی است بی فرمان زر و فرمان قرآن است، و ہدا از حق خبر دُنیا با درویش راہزن دین و دین از دُنیا دھد بی دین۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ ؕ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْھِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَھُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ[2]

بیت

قدم بر جسم خاکی نہ سرفرازی تماشا کن ۔ باین پل چون برآئی، آسمان در زیر پائی باشد

فتح القلب مقرب الحق۔

بیت

چہ حاجت رَبِّ اَرِنِیْ رویت اللہ کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

بعضی اکثر طائفہ کہ محروم از مجاہدہ و مشاہدہ کہ شاہد ایشان حُبِّ دُنیا و قال بی احوال چنان می فرمایند کہ روزہ نفل داشتن صرفہ زنان است و نماز نفل گذاردن کار بیوہ زنان است و بہ حج رفتن سیر جہان است و دل بدست آوردن کار مردان است۔

مصنفؒ میگوید کہ معلوم شد حقیقت ایشان پریشان بدکیشان محروم از راز باطنی

[1] الحدیقۃ الندیہ بشرح طریقۃ المحمدیہ [2] سورہ الانعام، ۶ : ۵۲

حدیث

"دُنیا مٹنے والا سایہ ہے۔"

دُنیا فرعون ہے اور قرآن مجید کے فرمان کی رُو سے بے فرمان ہے اور حق کی خبر دیتی ہے۔ درویش کے ساتھ دُنیا دین کی ڈاکو ہے۔ اور دُنیا سے دین بیدین بنا دیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور دُور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام۔ اس کی رضا چاہتے۔ تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر انہیں تم دُور کرو، تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔"

بیت

خاکی جسم پر اپنا قدم رکھ اور سرفرازی کا تماشا کر جب تو اس پل پر سے گذر جائیگا، تو آسمان تیرے پاؤں کے نیچے ہوگا۔

فتح القلب مقرب الحق ہے۔

بیت

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے مجھے رَبِّ اَرِنِیْ (اے رب مجھے دکھا) کہنے کی کیا ضرورت ہے، جب کہ میرا ظاہر و باطن فنا فی اللہ ہو چکا ہے۔

اکثر گروہ میں سے بعض جو مجاہدہ و مشاہدہ سے محروم ہیں۔ اور حُبِّ دُنیا اُنکا محبوب ہے اور ان کی بات چیت بے احوال ہوتی ہے، اس طرح کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا اور نفل پڑھنا طعام بچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ اور حج پر جانا دُنیا کی سیر کرنا ہے۔ اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا قول ہے کہ ان بدعقیدہ اور پریشان لوگوں کی حقیقت

درویشان واز ذکر دل بیخبر، روئی خجل۔ دل بدست آوردن مشکل، ہر کہ شب و روز خود را در عبودیت تصرف نکند، بر وراہ ربوبیت از دل نکشاید کہ دل طالب دُنیا را از خطرات مثل مُشت ریگ گِل مطلق پژمردہ جاہل، اگرچہ سر بر سنگ زند ہیچ سُود ندارد۔

و روزہ نفل داشتن پاکی جان است و نماز نفل گذاردن خوشنودی رحمٰن است و بہ حج رفتن سلامتی ایمان است۔ ہر کہ از عبادت ربانی مانع شود، آن رہزن، شیطان است۔

مصنفؒ میگوید کہ حقاً ثُمّ حقاً۔ بلکہ دل بدست آوردن کار خامان است و در کشف کرامات ماندن کار ناتمامان است و از خود فانی گشتن فنا فی اللہ عین شُدن بقا باللہ کار مردان است۔

ابیات

تا نگردد عین تو با عین تو — کی رسی با معرفت حق جُستجو
خود نمائی پردۂ خود را بہ بین — خود نمائی رفت با حق شد یقین

از خود ہوا است و با خود صفا است۔

پس بہ ذکر اللہ وحدت نفس و قلب و رُوح و سِر ہمہ پاک گردد وعدۂ خُدا است کہ خُدا تعالیٰ پاک را جائی در بہشت و آتش دوزخ بر و حرام اینست مراتب ذاکر اولیاء اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ [1]

[1] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲

معلوم ہوگئی۔ یہ لوگ درویشوں کے باطنی راز سے محروم ہیں اور ذکر خداوندی سے اُن کا دل بے خبر ہے اور وہ شرمندہ ہیں۔ دل کو ہاتھ میں لانا مشکل ہے۔ جو کوئی دن رات اپنے آپ کو عبودیت میں صرف نہ کرے، اس پر رب تعالیٰ کی حقیقی راہ دل سے نہیں کھلتی، کیونکہ طالب دُنیا کا دل خطرات سے بھرا ہُوا ریت مٹی کی مُٹھی کی طرح ہے۔ مطلق جاہل مرجھایا ہُوا۔ اگرچہ وُہ (ریاضت کرتا ہُوا) سر پتھر پر مارے، کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

اور روزہ رکھنا اور نفل پڑھنا جان کی پاکی ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا خوشنودی باری تعالیٰ ہے۔ اور حج پر جانا ایمان کی سلامتی ہے اور جو کوئی عبادت الٰہی سے روکتا ہے، وُہ راہزن، شیطان ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کہتا ہے:۔ سچی بات اور سچی بات ہے، بلکہ دل کو ہاتھ میں لانا ادھوروں کا کام ہے۔ اور کشف و کرامات میں رہنا ناقصوں کا کام ہے۔ اور خود سے فانی ہونا، فنا فی اللہ اور عین (مکمل) ہونا بقا باللہ مردوں کا کام ہے۔

ابیات

جب تک تیری ذات ذات میں فنا نہیں ہو جاتی، تُو اللہ کی جستجو اور معرفت حق تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟

خود نمائی (اپنے آپکے اظہار) کو درمیان میں پردہ جان، جب تک اپنا اظہار کرنا چھوڑ دے گا، تو یقیناً اللہ سے واصل ہوگا۔

خود نمائی (گویا) نفسانی خواہشات ہیں اور خود نمائی نہ کرنا (گویا) صفا پسندی ہے۔

پس وحدت ذکر اللہ سے نفس، قلب، رُوح اور سِر سب پاک ہو جاتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ پاک آدمی کی جگہ جنت ہے اور دوزخ اس پر حرام ہے۔ یہ ہیں ذاکر اولیاء اللہ کے مراتب۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"سُن لو۔ بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔"

حدیث

غَمِّضْ عَيْنَكَ وَاسْمَعْ فِي قَلْبِكَ يَا عَلِيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

بیت

لام اگر چون روئی باشد ذوالفقار　　قتل سازد نفس گبر و اہل نار

حدیث

ذِكْرُ اللّٰهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اَفْضَلُ مِنْ ضَرْبِ السَّيْفِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ[2]

ذاکران مثل پیغمبران و اصحاب اند، چون ذکر مانند تیغ است کہ شب و روز قتل میکند کافران را مثل کافر فرعون و نمرود گوئی بحضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ میدان کارزار حرب میکند۔ دلی و بی ذکر مردہ دل از خدا غافل گوئی کافر است ہر دم قتل کند مسلمانان را۔

حدیث

اِذَا ذَكَرْتَنِيْ شَكَرْتَنِيْ وَاِذَا نَسِيْتَنِيْ كَفَرْتَنِيْ[3]

ابیات

ہر آنکہ غافل از وی یک زمان است　　در آندم کافر است اما نہان است

---

[1] روح البیان [2] ایضاً [3] الحدیث

حدیث

"اے علیؓ! اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے قلب میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سماعت کرو۔"

بیت

جب لام (یعنی لَا اِلٰهَ) کی تلوار تیرے سامنے ہوگی۔ تو تو آتش پرست نفس اور دوزخی کو قتل کر دے گا۔

حدیث

"صبح و شام ذکر خداوندی کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے افضل ہے"۔

ذاکرین انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کی مثل ہیں کیونکہ ذکر مثل تلوار کے ہے، جو شب و روز کفار کو قتل کرتا ہے۔ کافر کی مثال فرعون اور نمرود کی ہے۔ گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میدان کارزار میں جنگ کرتا ہے اور وہ دل جو ذکر کے بغیر ہے، وہ مردہ دل ہے اور خدا سے غافل ہے، وہ گویا کافر ہے، جو ہر دم مسلمانوں کو قتل کرتا ہے۔

حدیث

"جب تو میرا ذکر کرتا ہے، (تو گویا تو میرا) شکر کرتا ہے۔ اور جب تو مجھے بھول جاتا ہے، (تو تو گویا) کفر کرتا ہے۔"

ابیات

جو کوئی اس سے ایک گھڑی کیلئے بھی غافل ہے۔ وہ اسی وقت کافر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ کفر خفی ہے۔

حضوری بخش ای پروردگارم بی غایت شدہ طاقت نیارم

شرح ذکر تجلیات ذات و صفات

بدانکہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ[1] حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ در شکم مادر با آواز بلند می گفت۔ شب و روز ورد خود ساختہ بود۔ بہ شنیدن این آواز مادرش در تحیر آمدہ کہ در شکم من چہ چیز است کہ آواز رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ[2] ندا می دھد۔ از حق سبحانہٗ و تعالیٰ الہام شد کہ ای مادر موسیٰؑ! حیرت مخور و غمگین مباش۔ حقیقت رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ[3] بہ پیش ہیچ کافر مگو کہ در شکم تو موسیٰ کلیم اللہ پیغمبر دوست من و فرزند تست۔ پس مادر موسیٰؑ باستماع الہام ربانی جمعیت یافت و با ادب شد و در شکم مہتر موسیٰؑ را پیغامبر خدا دانست۔ چون حضرت موسیٰؑ از شکم مادر برآمد۔ الغرض بہ مراتب پیغمبری رسید و بر کوہ طور کلیم اللہ گشت و گفت: رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ[4]۔ جواب از حضرت رب الارباب لَنْ تَرٰنِیْ[5] آمد کہ ای موسیٰؑ! ما وعدہ کردہ ایم بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ او حبیب من است۔ اول دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و با امت او خواہم نمود۔ بعد ازین بہر امت نصیب خواہد شد۔

باز موسیٰؑ گفت: رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ[6] باز ندا آمد کہ لَنْ تَرٰنِیْ[7] در دنیا مرا دیدہ نمی توانی و طاقت دیدن دیدار نداری دیدہ از کجا آری؟ موسیٰؑ گفت: دیدہ دارم و طاقت دیدار و قوت دیدار نمودہ باشد۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرمود کہ دوگانہ نماز بگذار و بر کوہ طور بہ ادب بنشین و باخبر باش۔ موسیٰؑ ہمچنان کرد۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ذرہ از انوار تجلی صفاتی مقدار سوزن در ہزار پردۂ آہنی پیچیدہ جانب موسیٰؑ انداخت۔ آن تجلی بر کوہ طور افتاد۔ تجلی صفات را موسیٰ صلوٰۃ

---

[1] سورہ الاعراف، ۷: ۱۴۳ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً [5] ایضاً [6] ایضاً [7] ایضاً۔

اے میرے پروردگار! تو مجھے حضوری کی نعمت عنایت فرما دے کیونکہ میں تجھ سے دور رہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

شرح ذکر تجلیات ذات اور صفات

جاننا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام "اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا" اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں بلند آواز سے فرماتے تھے۔ اور شب و روز اسکا ورد کیا کرتے تھے۔ یہ آواز سن کر آپ کی والدہ ماجدہ نہایت حیرت زدہ ہو کر کہتی تھیں کہ میرے پیٹ میں کیا چیز ہے جو یہ آواز دیتی ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے الہام ہوا کہ اے موسیٰؑ کی والدہ! حیران مت ہو اور غمگین نہ ہو۔ اس آواز کی حقیقت کو کسی کافر کے سامنے بیان نہ کرنا کہ تیرے بطن مبارک میں موسیٰ نبی کلیم اللہ (علیہ السلام) پیغمبر میرا دوست اور تیرا فرزند ہے۔ پس موسیٰؑ کی والدہ ماجدہ نے یہ الہام ربانی سن کر اطمینان پایا اور ادب اختیار کیا۔ اور بطن مبارک میں مہتر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا نبی مانا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام والدہ ماجدہ کے بطن سے نکلے اور بالآخر مراتب نبوت پر پہنچے اور کوہ طور پر کلیم اللہ ہوئے۔ اور کہا: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا۔ حضرت رب الارباب نے جواب دیا "تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ اے موسیٰؑ میں نے وعدہ کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو میرے حبیب ہیں کہ سب سے پہلے اپنا دیدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت کو کراؤں گا پھر دیگر امتوں کو نصیب ہو گا۔"

پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا۔ پھر ندا آئی لَنْ تَرٰنِیْ (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) دنیا میں تو مجھے نہیں دیکھ سکتا اور نہ تو دیدار کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ آنکھیں کہاں سے لائے گا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں آنکھیں رکھتا ہوں اور دیدار کی طاقت بھی اور قوت دیدار (بھی) پیدا ہو جائے گی۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ دوگانہ نماز ادا کرو اور کوہ طور پر ادب سے بیٹھ جا اور باخبر رہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔ (پس) حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ایک تجلی صفاتی کے انوار سے ایک ذرہ سوئی کے برابر مقدار میں ہزار پردۂ آہنی میں لپیٹ کر حضرت موسیٰ علیہ کی جانب ڈالا۔ وہ تجلی کوہ طور پر پڑی۔ تجلی صفات کی حضرت موسیٰ علیہ السلام طاقت نہ لائے اور عالم بیہوشی میں

اللہ علیہ طاقت نیاورد، از خود بیخود سہ شبان روز افتادہ ماند، چون موسیٰؑ باز بہ ہوش آمد، گفت: تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]

وبعد ازان موسیٰؑ ہر طرف کہ نظر کرد آنچہ در نظرش در آمد، سوختہ شد۔ بنا بران برقعہ ساخت و بر روئی انداخت و روئی خود پوشیدہ میداشت، تا دیگر نسوزد۔

بیت

باہُوؒ قتل کُن فرعون نفس خویش را　　این مراتب می بود موسیٰؑ ز حق درویش را

بعد ازان موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ برقع ہشت جوشن را پوشید۔ آن نیز در نظر موسیٰ صلوٰۃ اللہ سوخت۔ موسیٰؑ التماس کرد: خداوندا! از نظر آتش سوزان چکنم؟ حکم شد کہ ای موسیٰؑ! برقعہ از دلق درویشان زندہ دلان و صفا کیشان بگیر و برقعہ بساز و بر روئی خود بپوش۔ موسیٰؑ ہمچنان کرد۔ این برقعہ رقعہ در نظر موسیٰؑ ہرگز نسوخت۔ چندانکہ با جذب قہر و غضب کرد۔ موسیٰؑ گفت: خداوندا! درین برقعہ رقعۂ درویشان چہ حکمت است کہ از قہر نظر من نمی سوزد۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمود: کہ ای موسیٰؑ! این درویشان جز لاسویٰ اللہ طلب دیگر ندارند۔ مولیٰ طلب بر ہمہ کس غالب باشند۔

بشنو ای درویش روشن ضمیر! درویش آنست۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[2]

باز حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمود: کہ ای موسیٰؑ! بیک ذرۂ تجلی نور من از خود بیخود گشتی و طاقت نیاوردی و سہ شبان روز افتادہ ماندی کہ گوئی مُردی۔ در امت پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر درویش ولی اللہ آنچنان پیدا خواہند

[1] سورہ الاعراف ۷ : ۱۴۳　[2] سورہ البقرہ ۲ : ۲۰

تین دن تک شب و روز پڑے رہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر ہوش میں آئے، تو کہا: میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرف بھی نگاہ کرتے تھے، جو کچھ اُن کی نظر میں آتا تھا، سب جل کر راکھ ہو جاتا۔ اس بنا پر برقعہ بنایا اور اپنے چہرے پر ڈالا اور اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تھے، تاکہ دوسرے جلنے سے بچ جائیں۔

بیت

اے باہُوؒ! تو اپنے اس فرعون نفس کو قتل کر دے۔ یہ مراتب اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور اللہ کے درویش کو نصیب ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برقعۂ روئین پہنا، وہ بھی حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں جل گیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں التماس کی کہ اے میرے آقا! میں اس آگ جلانے والی نظر کو کیا کروں؟ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ! زندہ دل اور صفا کیش درویشوں کی گدڑی سے ٹکڑا پکڑ کر اس کا برقعہ بناؤ اور اپنے چہرے پر ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اسکے اثر سے یہ برقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں ہرگز نہ جلا۔ ہر چند کہ قہر و غضب کی نگاہ بھی کرتے تھے، مگر وہ نہیں جلتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے مالک! درویشوں کے اس برقعہ میں کیا حکمت ہے کہ میری نگاہ قہر سے بھی نہیں جلتا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)، یہ درویش بجز اللہ تعالیٰ کچھ دوسری خواہش نہیں رکھتے۔ طالب مولیٰ سب اشخاص پر غالب ہوتے ہیں۔

اے روشن ضمیر درویش! (غور سے سُن!) درویش ایسا ہی ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰؑ! میرے نور کی تجلی کے ایک ذرہ سے خود سے بیخود ہو گیا۔ اور تیری قوت برداشت نہ رہی۔ اور تین یوم شب و روز پڑا رہا کہ گویا تو مُردہ ہے۔ پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

شد کہ ہفتاد ہزار تجلی رحمت بانظر جمالیت مرحمت ہزاران ہزار بیشمار بر دل ایشان ہر لحظہ وہر ساعت وہر دم وہر شبانروز نازل خواہد گردانید واز خود بیخود نہ خواہند گشت و در سکر نہ در آیند، ہوشیاری در فقر تمام است۔ باز حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماید: کہ ای موسیٰ! از امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان حوصلہ وسیع۔ آن امم شفیع ہر شبان روز در فریاد در آیند و فریاد کنند کہ ای خداوندا! بر من تجلی نور خود را زیادہ کن۔ اَنَا الْمُشْتَاقُ الْمُدْبِرِیْنَ می گویند و دیدار می جویند، بلکہ قبر وخاک ایشان بہ طلب دیدار پاک است۔

ید بیضاء و عصاء موسیٰؑ وصبر ایوبؑ وشوق جرجیسؑ وقربانی خلیلؑ ودم عیسیٰؑ وخاتم سلیمانؑ وآئینۂ سکندر وخُلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ در کونین این ہمہ برکت از اسم اللہ و تجلیات نور اللہ۔ فقر کہ مجموعۂ این صفات برکت از محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ خَیْرٌ مِّنْ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ [1] واقع است۔

علماء ظاہری و باطنی فقیر کامل را گویند ونشان کمالیت آنست کہ بہ تصرف ظاہر و باطن کم نگردد وفیض بخش، چنانچہ دریای عمیق وفیض طلوع آفتاب وفیض باران رحمت اللہ و فیض جود از آن ہر سہ فیض فائق تر است بمراتب مرشد صاحب نظر۔

بیت

از ہر عبادت بہ مرا نیمی نگاہ　　آنکہ از کرامت نہی قدم در ہوا

---

[1] الحدیث

کی امت میں فقیر درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہوں گے کہ ستر ہزار تجلی رحمت نظر جمالیت کے ساتھ اور ہزاروں ہزار رحمتیں بیشمار انکے دلوں پر ہر لحظہ اور ہر گھڑی اور ہر دم اور ہر رات دن نازل ہوں گی۔ اور وہ خود سے بیخود نہیں ہوں گے اور نہ حالت سکر میں پڑیں گے فقر میں ہوشیاری پوری ہونی چاہیے۔ پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے: کہ اے موسیٰؑ! امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا حوصلہ بلند ہوگا کہ وہ امم شفیع ہر شب و روز فریاد میں آئے گی اور کہے گی کہ اے میرے مالک! مجھ پر اپنے نور کی تجلی کو اور زیادہ کر اور وہ اَنَا الْمُشْتَاقُ الْمُدْبِرِیْنَ کہیں گے اور دیدار الٰہی طلب کریں گے۔ بلکہ انکی قبر اور مٹی بھی دیدار کی طالب ہوگی۔

فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی کمال

(اے طالب صادق!) جاننا چاہیے کہ ید بیضاء، عصاء موسویؑ، صبر ایوبؑ، شوق جرجیسؑ اور قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دم عیسویؑ اور خاتم سلیمانیؑ، آئینۂ سکندری اور خُلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام برکتیں اسم اللہ ذات اور تجلیات نور الٰہی کی وجہ سے ہیں۔ اور فقر جو ان صفات کا مجموعہ ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے سبب سے ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے بہتر ہوں گے۔"

ظاہری اور باطنی علماء فقیر کامل کو کہتے ہیں۔ اور کمالیت کی نشانی یہ ہے کہ ظاہری و باطنی تصرف کم نہ ہو۔ اور فیض بخش ہو۔ ایک گہرے دریا کی طرح اور فیض طلوع آفتاب اور فیض باران رحمت الٰہی اور اس کا اپنا فیض ان تینوں کے فیض سے فائق تر ہو صاحب نظر مرشد (کامل) کے یہ مراتب ہیں۔

بیت

مجھ کو (مرشد کامل کی) نیم نگاہی ہر عبادت سے بہتر ہے۔ اور اس سے بھی جو کہ تو کرامت سے ہوا میں قدم رکھے۔

عارفان را آواز ازلی است بگوش الست یاد و نہ در نظر ایشان دُنیا مُرادا ز بر باد۔
از برای آنکہ فقران پیوستہ شاد و باطن آباد معمور باد۔

بیت

جان با جانان بدہ ای جان من　　عارفان را بس بود این یک سخن

جان چیست؟ و جانان کیست؟ جان و جانان توفیق الٰہی است کہ آن تربیت فارغ از خد و خال، حُسن پرستی، ساغر، ساقی، مستی مطرب نغمہ، زلف پریشان لعنت اللہ بدکیشان۔ طالب باش خیر اندیشان۔ خاتمہ بالخیر باد، بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والامجاد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

تمت بالخیر

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ　　وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ ۔

عارفوں کے کان میں الست کی ازلی آواز ہمہ وقت یاد رہتی ہے۔ اور اُن کی نگاہ پاک میں دُنیا کی قدر و قیمت خاک جیسی بھی نہیں، بلکہ بربادی کا نام ہے۔ اس لیے کہ فقراء دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ سے خوش و خرّم ہیں۔ اور اُن کا باطن آباد اور معمور ہے۔

بیت

اے میری جان! تو اپنی جان اپنے محبوب پر قربان کر دے۔ عارفوں کے لیے بس یہ ایک بات ہی کافی ہے۔

جان کیا ہے؟ اور محبوب کون ہے؟ جان اور محبوب یہ سب توفیق باری تعالیٰ ہے۔ اور وہ ایک راز ہے۔ خد و خال، حُسن پرستی، ساغر، ساقی، مستی، مطرب نغمہ اور زُلف پریشان سے فارغ۔ بدمذہبوں پر لعنت الٰہی ہو۔ خیر اندیشوں کا طالب بن۔ (دُعا ہے کہ) حُرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے بزرگوں کی حُرمت کے طفیل ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

تمت بالخیر

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ　　وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ ۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	دیباچہ	۷
۲	سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی مختصر سوانح حیات	۸
۳	حمد و نعت	۱۵
۴	مسئلہ خیر و شر	۱۱۳
۵	حکایت و زبیہ	۱۱۷
۶	لفظ اللہ کے فضائل و برکات	۱۴۱
۷	مرد ذکر خدا کی تفصیل اور موت کی شرح	۲۱۷
۸	تفکر کی تشریح	۲۲۱
۹	فقر کی ابتدا و انتہا	۲۲۷
۱۰	تفکر کی ایک اور تشریح	۲۳۳
۱۱	شرح تفکر منتہی	۲۳۷
۱۲	شرح دل و حقیقت احوال دل	۲۳۹
۱۳	دعوت کی تشریح	۲۹۳
۱۴	مرشد کی تشریح	۳۳۳
۱۵	طالب کی شرح	۳۳۷
۱۶	دعوت اسم اعظم	۳۴۱
۱۷	فوائد خاموشی	۴۰۱
۱۸	تفکر سیر	۴۲۷
۱۹	مراقبہ کی حقیقت	۴۴۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۰	مراقبہ کی تشریح	۴۴۹
۲۱	مخمس (مذمت دُنیا)	۴۹۵
۲۲	شرح معراج	۵۵۵
۲۳	اسم اللہ ذات کی تشریح	۵۶۹
۲۴	شرح علم	۵۸۳
۲۵	طبقات علم	۵۸۵
۲۶	فرض علم کیا ہے ؟	۵۸۷
۲۷	یقین کیا ہے ؟	۵۹۱
۲۸	فقر محمدیؐ کی شرح	۶۰۳
۲۹	شرح دُنیا و اہل دُنیا	۶۱۷
۳۰	شرح علم الہام و پیغام	۶۲۳
۳۱	اولیائے اللہ کی تعداد	۶۷۹
۳۲	صاحب باطن مردان خدا کی تشریح	۶۸۱
۳۳	تعلیم علم کی فضیلت اور صاحب تلقین ذکر الٰہی کا وسیلہ	۶۸۷
۳۴	اسم اللہ کی تشریح	۷۲۹
۳۵	قلب کی تشریح اور ذاکر قلبی	۷۳۵
۳۶	شرح اقلیم جسمانی	۷۵۷
۳۷	تخلیق نفس امارہ	۸۱۱
۳۸	شرح ذکر تجلیات ذات اور صفات	۸۴۹
۳۹	فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی کمال	۸۵۳

٭

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

"روحی شریف"، "تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقا"، "مجالستہ النبیؐ"، "اورنگ شاہی"، "عین الفقر"، "دیوان باہوؒ فارسی"، "کشف الاسرار"، "کلید جنت"، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار"، "مفتاح العارفین"، "اسرار القادری"، "دیدار بخش خورد"، "دیدار بخش کلاں"، "محکم الفقر"، "توفیق الہدایت"، "عین العارفین"، "عقل بیدار"، "نور الہدیٰ خورد"، "نور الہدیٰ کلاں"، اور "محک الفقر خورد" کے بعد "محک الفقر کلاں" سلطان العارفین، برہان الواصلین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ پچیسویں ۲۵ قلمی تصنیف ہے، جو راقم الحروف کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

"محک الفقر کلاں" کی تدوین و تہذیب کرتے وقت حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ سکنہ کلاچی، ڈیرہ اسمٰعیل خان کے قلمی نسخہ مکتوبہ پنجشنبہ گیارہ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس نسخہ کی مدد سے متن تیار کیا گیا ہے اور پھر اسی سے اردو ترجمہ و تشریح کی گئی ہے۔

یاد رہے کہ تقریباً ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل سلطان صاحبؒ کی یہ ضخیم ترین اور مشکل ترین کتاب ہے، اسی لیے اس کتاب پر میرے تقریباً دو سال صرف ہو گئے۔

زیر نظر مسودہ کے اردو ترجمہ و تشریح کے دوران مجھے ملک کے بلند پایہ اور ممتاز مذہبی دانشور جناب ڈاکٹر محمود احمد ساقی کا عملی تعاون حاصل رہا، جنہوں نے خصوصاً قلمی نسخہ میں مندرج احادیث کے منابع و ماخذ کی تلاش میں میری معاونت فرمائی، جس کے لیے میں انکا انتہائی ممنون ہوں۔

آخر میں رب العزت جل جلالہٗ سے ملتجی ہوں کہ وہ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بندہ کی اس بے مایہ سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔ "آمین"۔ احقر نسیم